بعونہٖ تعالیٰ

اصول و نظائر دھرم شاستر

ہر دو جلد

تالیف مشعر کلیات و مسائل وراثت و معاہدات و مضامین متفرقہ

مع

انتخابات ان بیوستون کے جو عدالتہاے دیوانی تابع
احاطۂ ملک بنگالہ مین درباب مسائل مذکور کے تحریر ہوے

بہ الحاق

تنبیہات متضمن توضیح و تشریح

جناب ولیم میکناٹن صاحب

حسب ارشاد جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک
مغربی دام اقبالہ کے لالہ مکند لال سب اسسٹنٹ سرجن نے

بہ انتظام

محکمہ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی کے زبان اردو مین ترجمہ کیا
واسطے فائدہ عام کے

بار پنجم

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپا

ماہ جنوری

۱۸۹۵ء

جلد اول

اصول دھرم شاستر

یعنی

تالیف کلیات مسائل وراثت و معاہدات و امور متفرقہ

مع

تنبیہات متضمن تشریح و توضیح کے

مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ مین چھپی

۱۸۹۳ع

فہرست مضامین اصول دھرم شاستر جلد اول

الف

تمام شد

اصول دھرم شاستر

پہلا باب

حق ملکیت کے بیان مین

چار اقسام کی ملک ہین

دھرم شاستر کے بموجب ملک چار قسم کی ہے۔ غیر منقولہ ۔ منقولہ۔ موروثی
مکسوبہ۔ غیر منقولہ و منقولہ گو شاستر کے الفاظ کا ٹھیک ترجمہ ہے مگر اشیاے غیر منقولہ
مین دھرم شاستر کے بموجب دوسری قسم کی ملک بھی داخل ہے مثلاً غلام اور حقوق
خورونوش اور کفالت ارضی [1] اس امر کی تنقیح مین کوشش کرنا کہ ہندوون کے
خیالات کے بموجب ملکیت کے حق کی بنا کیا ہے یا کہ ہندوستان مین حقوق منفعت
مال غیر منقولہ کی کیا حقیقت ہے اس قسم کی کتاب مین جسکا مقصود صرف یہ ہے کہ روزمرہ
کے عملدرآمد مین اُس سے منفعت حاصل ہو بیفائدہ ہے ہندوون کے قانون کے اُن
کو جو شرح و بسط کے ساتھ لکھنے مین مخصوص ہین ۔ استحصال جائداد کے مختلف طریقون
مثلاً ابتقا بقبضت یا وراثت یا بخشش یا اشترا وغیرہ کی تشریح بڑی محنت و شگافی کے
ساتھ کی ہے۔ اس جگہ اُس حق ملکیت کی نسبت جو وراثت سے حاصل ہوتا ہے
تحقیقات کرنا کافی ہے کیونکہ تمام امور جو مانع انتقال ہین وے اسی استحقاق سے
تعلق رکھتے ہین ورنہ ایک شخص جو لاوارث ہے وہ اپنے مال پر خواہ اُسنے

[1] جمتواہن جس سے خلاصہ جلد ۲ صفحہ ۴۴ مین حوالہ دیا گیا ہے۔

اُسے کسی ذریعہ سے حاصل کیا ہو بلا قیود اختیار کلی رکھتا ہے - یہ امر ظاہر اسلم عام ہے کہ حق مستقل قائم بالوجود ولادت کے رو سے حاصل ہوتا ہے گو کہ اس امر کے ثابت کرنے کے لیے کہ محض حق مذکور واسطے حاصل ہونے حق ملکیت کے کافی نہیں ہے بہت مباحثہ ہوا ہے - اور قول فیصل جو اکثروں نے تسلیم کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق ملکیت قائم بالوجود ولادت سے حاصل ہو وہ اور قابض حال کا ملکیت سے بے تعلق ہوجانا موت کے باعث یا کسی اور وجہ سے دو ایسے امر ہین جو بلکہ اس حق ملکیت کو پیدا کرتے ہین استحقاق قائم بالوجود کی تکمیل اُسوقت ہوتی ہے جبکہ امر مانع دور ہو جاوے [1] یعنی مالک کے مرجانے یا قانوناً محروم ہوجانے جائیداد سے خواہ اُسکے بخوشی چھوڑ دینے سے اپنے استحقاق کو [2] ملک غیر منقولہ موروثی پر جو استحقاق حاصل ہوتا ہے وہ ہمیشہ محدود ہے اُسکی نسبت یہ امر قرار دیا گیا ہے کہ جو شخص کہ اُسپر قابض ہو اُسکے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے بھی ایسی ملکیت پر اسی قدر استحقاق رکھتے ہین جسقدر کہ خود شخص قابض کو حاصل ہے بشرطیکہ وے اُن عیوب عقلی اور جسمانی سے بری ہون جن سے حقیت وارثہ کی زائل ہوجاتی ہے [3] حتی کہ شخص قابض کو باستثناے خاص اور ضروری صورتون کے اور کسی صورت مین

حق وراثت کیونکر پیدا ہوتا ہے -

[1] سری کرشنا جسکا حوالہ خلاصہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۷ - مین دیا ہے —

[2] اگر مورث بارہ برس کے عرصہ سے زیادہ مفقود الخبر ہو تو اسکے وارثون کو قانوناً حق وراثت کا پہونچتا ہے یہ مسئلہ ایک مقدمہ مین جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۵ - اپریل ۱۸۲۲ء کو فیصل ہوا تسلیم کیا گیا اور یہ قرار پایا کہ شخص مفقود الخبر کو بارہ برس کے عرصہ کی اجازت دینی چاہیے بعد اس عرصہ کے اُسکا وفات پانا قیاس کرلیا جاوے گا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۸ - دیکھو - مگر بعض علما کی راے یہ ہے کہ یہ عرصہ موافق عمر شخص مفقود الخبر کے مختلف ہونا چاہیے جلد ۲ - مین مقدمہ ۷ - کی تنبیہ متعلقہ صفحہ ۹ - دیکھو -

[3] مختلف امراض اور جرائم مصنفان دھرم شاستر نے اس قسم کے بیان کیے ہین جو مزیل وراثت ہین یہ امر ہنوز قرار نہین پایا ہے کہ ہماری عدالتین ان اعتراضون کو جو بعض صورتون مین تو ہمارے خلاف عقل مین داخل ہین کسقدر تسلیم کرین - مقدمہ جسمین اس امر کی نسبت بحث پیش آئی ہے

ملک کے انتقال کا اختیار حاصل نہین ہے اور نہ یہ کہ اپنی اولاد مین کسی کو دوسرے کی نسبت
زیادہ حصہ جائداد موروثی کا منتقل کر دے نسبت ہر قسم کی ملک منقولہ کے خواہ وہ
موروثی ہو یا مکسوبہ اور نسبت ملک غیر منقولہ کے خواہ وہ قابض کی مکسوبہ ہو یا اُسنے
اپنے مورثون کے قبضے سے نکل جانے کے بعد اُسکو پھر حاصل کیا ہو اُسکو اختیار
انتقال یا تقسیم کا جس طرح وہ مناسب جانے حاصل ہے لیکن مخفی کی جواب دہی
اُسکے ذمہ ہو گی[1] چونکہ باپ کو درباب ملک غیر منقولہ موروثی کے اختیار کلی حاصل
نہین ہے اور دھرم شاستر مین وصیت نامون کا کچھ ذکر نہین ہے تو معلوم ہوا کہ
وصیت نامون کو بالکل بیکار تصور کرنا چاہیے اور جب کہ اُنکے مضامین قانون کے
خلاف ہون تو اُنپر کچھ لحاظ نہ کرنا چاہیے ورنہ ہر شخص مجاز اسکا ہو جائیگا کہ اس انتقال کو
جو وہ اپنے مین حیات نہ کرسکتا بعد اپنی وفات کے نافذ کرا دے[2] اور وصیت

بیان ممانعت انتقال ملک کا

وصیت نامون کا بیان۔

صرف ایک مندرج رپورٹ ہوا ہے جو کہ بنگالہ کی رپورٹ جلد دوم صفحات ۱۰۰-۱ اور ۲۵۷ مین ملیگا
اور بمبئی کی رپورٹ جلد اول کے صفحہ ۱۱۴ مین ایک مقدمہ مندرج ہے جسمین ایک بیوہ کا دعوی اپنے
خاوند کی جائداد پر اسوجہ سے ناجائز ٹھہرا کہ وہ نابینا تھی۔ وے سبب جنکے باعث سے استحقاق
ورثت جاتے رہتے ہین اُنکی تفصیل خلاصہ دھرم شاستر کی جلد سوم ص ۲۹۰ مین اور اصول
دھرم شاستر کے ص ۳۳۵ مین مندرج ہے اور اُسی کتاب کی جلد دوسری مین ایک باب ہے
جسمین وراثت سے محروم رہنے کا ذکر ہے اور تنبیہ متعلقہ اُسکی بہت سے اُن سببون کی تفصیل ہے
جنکے باعث سے استحقاق وراثت نہین پہونچتا ملتا تھ خلاصہ جلد سوم ص ۴۵۔

[1] خلاصہ درہبیت جلد ۲ صفحہ ۳۲۔

[2] درباب اختیار وصیت ہندوون کے توضیحات دھرم شاستر کی کتاب کے صفحہ ۳۲۰۔
مین بہت بحث لکھی ہے اور اُسمین کول بروک صاحب کی راے کا ذکر جسکے مطابق وہ مسئلہ ہے
جو بیان مذکور ہے) حوالہ دیا گیا ہے۔ مقدمہ ہری بلب گنگارام مدعی بنام کیشورام شیو داس مدعا علیہ
کو بھی بمبئی کی رپورٹ جلد ۲ ص ۶ مین دیکھو اُسمین مندرجہ وصیت پر مبنی تھا بمقابلہ وارثون کے
نامنظور اور خلاف دھرم شاستر متصور ہوا مقدمہ سوبھارام سود اس مدعیان بنام پرمانند بھیم چند مدعا علیہا کو

صرف اُسکو کہتے ہین کہ ایک شخص قانون کے موافق اپنے ارادے جسکو وہ چاہتا ہے
کہ اُسکی وفات کے بعد عمل مین آوین ظاہر کرے لیکن ایسی خواہش جو قانوناً منع ہو
اظہار جائز اُسکے ارادون کا متصور نہ ہوگی ممکن ہے کہ موت کے خیال سے ایک شخص کوئی
شے بطور بخشش کے دے مگر ذکر ایسے وصیت نامہ کا جس سے قانون انگلش مراد ہے
دھرم شاستر مین بالکل نہین ہے اور اس طرح کی بخشش صرف اُن ہی صورتون مین
جائز ہوگی بلحاظ جنکے اور سبھی عطیہ جائز خیال کیے جاتے ہین مگر جو امر کہ مین حیات
نہین کیا جاسکتا وہ وصیت کی روسے بھی نہین ہوسکتا ۔ چنانچہ ملک غیر منقولہ موروثی
کی غیر مساوی تقسیم ایک ایسا امر ہے جو کسی طرح درست نہین ہے بعض اُمور ایسے ہین
کہ وے قانوناً منع ہین لیکن اگر وے عمل مین لائے جاوین تو بموجب دھرم شاستر
بنگالہ کے ناجائز متصور نہین ہوسکتے اور اگرچہ وے ازروے اخلاق درست
نہین ہین اور ایک معنی کرکے خلاف دھرم شاستر بھی ہین مگر پھر بھی وے ناجائز
تصور نہین کیے جاسکتے مثلاً باپ کو اگرچہ اپنے مال مکسوبہ پر اختیار کلی حاصل ہے مگر
اُسکو یہ امر منع ہے کہ وہ ایسی ملک کو اپنے بیٹون مین غیر مساوی طور پر تقسیم کردے یعنی
ایک کو ترجیح دے اور دوسرے کو بغیر کسی وجہ موجہ کے حقیت سے محروم رکھے یہ امر
بطور مسئلہ کے دایہ بھاگ مین لکھا ہے نہ بطور قانون قطعی کے ۔ کتاب مذکور مین لکھا ہے
کہ ایک ہبہ یا انتقال ایسی صورتون مین باطل نہین ہے اسواسطے کہ جو امر واقعی ہے
وہ سنکڑو مسائل سے بھی بدل نہین جاسکتا ۔ اس مسئلہ مین کوئی امر خلاف ان مسائل
کے نہین ہے جنکے روسے باپ کو ایسی ملک پر اختیار کلی کا حاصل ہونا ظاہر ہوتا ہے
بلکہ وہ مؤید اُنکا ہے لیکن اسی مسئلہ کے روسے خیال کیا گیا ہے کہ ملک غیر منقولہ موروثی کی

بیان مسئلہ واقعیت امر واقع کا ۔

اُسی رپورٹ کے ص ۱۷۱ مین دیکھو اور مقدمہ مدعیہ سماۃ گلاب بنام سماۃ پھول مدعا علیہا کو بھی
جلد اول کے ص ۱۵۴ مین دیکھو ۔ مقدمہ گنگا رام وسون ناتھ مدعیان بنام تاپی بائی مدعا علیہا
اُسی جلد کے ص ۲۷۲ مین دیکھو ۔ اور مقدمہ تلجا رام ہرجیون مدعیان بنام ہربھرم وغیرہ مدعا علیہم
اُسی جلد کے صفحہ ۴۰۰ مین معائنہ کیا جاے اصول دھرم شاستر کے ص ۹۱ ۔ اور ص ۴۰۵ بھی دیکھنا چاہیے

غیر مساوی تقسیم بھی جائز ہو سکتی ہے اور اسی وجہ سے اس مسئلہ کی تعبیر صریح خلاف
اُس قانون قطعی کے کی گئی ہے جسکی روسے ملک مذکورہ بالا کا مالک باپ اور بیٹا
یکسان ہے۔ لیکن دراصل یہ تعبیر اس مسئلہ کی نہین ہو سکتی۔ اس سے ایک مروج قانون
منسوخ نہین ہو سکتا گو اس سے یہ تعبیر ہو سکتی ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ بلحاظ
اُس اختیار کے جو قانون کی روسے صراحتاً حاصل ہے غیر موثر ہوگا یعنی اس سے یہ
ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ ایک امر قانوناً درست ہو سکتا ہے مگر اخلاق کی روسے
قابل اعتراض ہے۔ مثلاً شریک کو منجملہ جائداد مشترکہ موروثی کے اپنے حصہ کا انتقال کرنا
منع ہے اور متاکچھرا کے اصول کے بموجب ایسا امر بلا اشتباہ ناجائز اور باطل ہوگا کیونکہ
متاکچھرا کی روسے جبتک کہ تقسیم بلکیت نہووے علیحدگی حق کی جائز نہین ہو سکتی اور
نہ اُسکے روسے مسئلہ وقعت امر واقع کا جائز ہے ۔ لیکن دا ئے بھاگ مین یہ مسئلہ جائز
ہے اور قبل از جدا ہونے شریکوں کے ہر ایک شریک کو حق علیحدہ (گو اُسکا تعین نہوا ہو)
حاصل ہے۔ اور ایسی صورت مین بیع یا اور طرح کا انتقال جو کسی شریک کی جانب سے
نسبت اُسکے خاص حصہ کے وقوع مین آئے وہ جائز اور واجب التعمیل ہوگا۔
بمقدمہ بھوانی پرشاد گواہ مدعی بنام مسماۃ تارہنی مدعا علیہا کے صدر دیوانی عدالت
سے یہ تجویز ہوئی کہ دھرم شاستر کے مطابق جو بنگالہ مین جاری ہے ایک شخص اپنے
حصہ ملک موروثی غیر منقولہ کو بطور ہبہ یا کسی اور طرح پر جسکو چاہے دے سکتا ہے گو
اُسکی دختر یا نواسہ بقید حیات ہو۔ لیکن نندرام وغیرہ کے مقدمہ مین یہ فیصلہ پایا کہ بموجب
قانون متشبہ ملک بہار کے ایک ہبہ مشترک غیر منقسم ملک کا غیر منقولہ ہو یا منقولہ ناجائز ہے
گو وہ بقدر حصہ خاص واہب کے ہو۔ ہمین معلوم ہے کہ جس مسئلہ کی بابت ہم

کن صورتوں سے
مسئلہ یہ کو متعلق
ہے۔

عــــــہ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد سوم ص ۳۰۱۔ دیبی سکندر رام لکھی رائے وغیرہ مدعیان اور بنگ چند
بنوچیا مدعا علیہ کے مقدمہ مین قائم کیا گیا تھا اسی رپورٹ کے ۱۰۷ ص مین دیکھو۔ اور اسی طلب پر لوبروک صاحب
نے اول جلد کی تنبیہ متعلقہ ص ۴۷ ۔ اور ۱۰۷ مین بہت مفصل لکھا ہے۔
عــــــہ نندرام وغیرہ مدعیان اور کاشی پانڈے وغیرہ مدعا علیہ کا مقدمہ صدر دیوانی رپورٹ جلد ۳ ص

اس جگہ بحث کر رہے ہین اُسکے برعکس مقدمات فیصل ہوے ہین اُنکا ہم اس جگہ مختصر
بیان کیا چاہتے ہین - اول مقدمہ رشناک لال دت اور ہرنال دت کا ہے جو
مدن موہن دت مدعی کے وصیت نامہ کے وصی تھے اور جسمین جیتن چرن دت مدعا علیہ
تھا چنانچہ مقدمہ کو سر طامس اسٹرینج صاحب نے اپنی کتاب اصول دھرم شاستر مین
بطور نظیر مندرج کیا ہے - صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ یہ مقدمہ سنہ ۱۸۰۹ء کے قریب
فیصل ہوا اور موصی ایک ہندو چار بیٹون کا باپ تھا اور اُسکے قبضہ مین دونون
قسم کی ملک یعنے موروثی اور مکسوبہ تھین - سب سے بڑے بیٹے کے واسطے اُسنے
کچھ نوکری کی تدبیر کر دی اور تین چھوٹے بیٹون کو حین حیات اپنے سرمایہ بقدر ضرورت
کے دیا اور اُسنے مناسب یہ سمجھا کہ کُل اپنی ملک دونون چھوٹے بیٹے کو دے دے
اور دو بڑے بیٹے ورثہ سے محروم رہین - اُنمین سے ایک وصیت کی نسبت معترض
ہوا جب کہ اس مقدمہ مین پنڈتون سے راے طلب ہوئی تو انھون نے مختصر جواب
مین ایسے وصیت نامہ کو صحیح اور جائز قرار دیا اور سر ولیم جونز صاحب اور سر
رابرٹ چیمبرز صاحب نے اس راے کے ساتھ اتفاق کیا مولف اصول
دھرم شاستر یہ بھی فرماتے ہین کہ اسمین پنڈتون کی راے غالباً بموجب مسئلہ مروجہ
بنگالہ کے تھی یعنی یہ امر گو کتنا ہی معمولی قاعدون ورثت اور قانون سے کے خلاف
ہو مگر پھر بھی اُسکے صحیح ہونے مین کچھ کلام نہین ہے اسکا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے
کہ وے سبب جنکے باعث سے پنڈتون نے اس طور پر بیوستہ دیا اور حکام
نے فیصلہ کیا محض قیاسی ہین اور اگر ایسے ہی قیاسی امور جائز رکھے جائین تو
جملہ قوانین بیکار ہو جاتے ہین اور مسئلہ وقعت امر واقع باعث تنسیخ ہر مسئلہ
اور جواز ہر فعل کا ہو جاتا ہے - چونکہ اس مقدمہ کا مفصل احوال نہین لکھا گیا ہے

مقدمات جنمین مسائل وصیت نامجات اور غیر مساوی تقسیم ملک مشتمل ہین -

ص اور ص ۱۳۲ - مین دیکھو وہی مسئلہ اُمان دت مدعی اور کنہیا سنگھ مدعا علیہ کے مقدمہ مین قائم
رکھا گیا تھا اُسی رپورٹ کے ص ۱۴۴ - مین دیکھو -

ص ۲۶۲ -

لہٰذا اسپر بطور نظیر استدلال مناسب نہین ہے ۔

دوسرا مقدمہ ایشان چندر راے مدعی اور اشیر چندر راے مدعا علیہ کا ہے جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۳ - فروری ۱۷۹۲ء مین فیصل ہوا[1] - اس مقدمہ مین ندیا کے زمیندار نے اپنے چار بیٹون مین سے سب سے بڑے بیٹے کو اپنی کل زمینداری بصورت وصیت بخش دی تھی اس شرط پر کہ باقی چھوٹے بیٹون کو کل زر خرچ ملا کرے - عدالت مین وہ ہبہ جائز ٹھہرا - بیان یہ ہے کہ اس راے کی تائید مین پنڈتون نے ۶ - دلیلین پیش کین انھین سے سواے ایک پچھلی وجہ کے اور کوئی وجہ قابل لحاظ معلوم نہین ہوتی اور اخیر وجہ انکی یہ ہے کہ سب سے بڑے بیٹے کو کل ریاست کا دیدینا جائز و درست ہے یہ امر بلا شک صحیح ہے اور اگر زمینداری کو بطور ایک ریاست کے سمجھ لین تو اس مسئلہ کا اسپر اطلاق ہوگا اور صرف یہی وجہ واسطے جواز معاملہ بخشش کے کافی ہے -

ریاست بلا شک اُن چیزون مین شمار کی گئی ہے جنکی تقسیم نہین ہو سکتی ہے اور بقیہ وجوہات جو پنڈتون نے پیش کین اُنکا جواب مختصر یہ ہے - اول وجہ انکی یہ تھی کہ بموجب دھرم شاستر کے جبکہ باپ اپنی محبت سے کسی اپنے بیٹے کو کچھ عطا کرے تو اُسمین بھائیون کی شرکت نہین پہونچے گی مگر اسپر اعتراض یہ ہے کہ یہ مسئلہ اس صورت مین درست ہے جبکہ ملک موروثی نہو جسپر کہ باپ کو اختیار کلی حاصل ہوتا ہے دوسری وجہ انکی یہ تھی کہ جو شئے جائز ذریعون سے حاصل ہوتی ہے کہ انکی تفصیل مین وراثت بھی داخل ہے اُسکا بخش دینا جائز ہے مگر اس وجہ مین ایسی قسم کی شئے کا حاصل ہونا فرض کیا گیا ہے جسمین کہ دوسرا شخص شریک ہونے کا مستحق نہو موروثی وراثت فرض نہین کی جا سکتی کیونکہ موروثی وراثت کی نسبت لکھا ہے کہ اُسپر باپ اور بیٹے دونون کا برابر حق ہے - تیسری وجہ یہ تھی کہ منجملہ ورثہ کے ایک وارث ملک غیر منقسم مین سے اپنا حصہ منتقل کر سکتا ہے - یہ امر البتہ تسلیم

---

[1] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد اول ص ۲ -

کیا گیا ہے مگر آئین یہ بات نہین ہے کہ وہ شخص اور دون کے حصون کو بھی منتقل کر دے۔[1] چوتھی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ باپ کو اوراضی کا دے ڈالنا منع ہے مگر جبھی اگر وہ ایسا کرے تو یہ امر صرف داخل گناہ ہے اور ہبہ قائم رہے گا مگر یہ مسئلہ صرف اُس صورت مین درست ہے جب کہ ملک اُس قسم کی ہو جسپر کہ باپ کا اختیار کلی ہے یہ مسئلہ اُس قانون پر مؤثر ہو گا جسمین صریح لکھا ہے کہ باپ کا حق موروثی جائداد پر اُسی قدر ہے جتنا کہ اُس جائداد پر اُسکے بیٹے کا ہے۔ پانچوین وجہ یہ تھی کہ رگھنندن نے جو داے تتو مین یہ قید لگائی ہے کہ باپ سواے کپڑے اور زیور کے زمین کو اپنے بیٹون مین سے صرف ایک کو نہین دے سکتا وہ جمتو اہن کی راے کے خلاف ہے جسکے مسئلہ کو خود اُسنے اختیار کیا ہے مگر دراصل ایسا اختلاف نہین ہے کیونکہ جمتو اہن کی راے یہ ہے کہ اگر باپ ایسا کرے تو صرف قابل الزام ہے۔ علاوہ ان مراتب کے کہ جو اوپر لکھے گئے ہین یہ بھی لکھنا مناسب ہے کہ یہ مقدمہ چچا نے اپنے بھتیجے پر دائر کیا تھا اور دعوے اُسکا واسطے دلائے جانے ایک حصہ منجملہ اُس جائداد کے تھا جو پیشتر تمام و کمال مدعی کے بھائی کو وراثتاً پہونچی تھی اور جو معلوم ہوتا ہے کہ کبھی تقسیم نہین کی گئی تھی۔

تیسرا مقدمہ رام کمار نیائی بچسپتی مدعی بنام کشن کنکر ترک بھوشن مدعا علیہ ہے جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۴ تاریخ نومبر ۱۸۱۲ء مین فیصل ہوا۔[2] اس مقدمہ مین یہ قرار پایا کہ باپ کا ہبہ کر دینا کل موروثی جائداد کا ایک بیٹے کو اور محروم رکھنا باقیون کا بلکہ ہبہ کر دینا ایک بیگانہ شخص کو بموجب مسائل مجاریہ بنگالہ کے جائز فعل ہے گو اخلاق سے بعید ہو۔ پینڈتون نے جو اس مقدمہ مین اپنی راے دی ہے اُسکی تردید کے واسطے

---

[1] اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ کو دیکھو ص ۱۳۴۔

[2] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۲۔ ص ۴۲۔

صرف اُن ہی حوالون پر حصر کرنا کافی ہے جو اُنھون نے دیے ہین اور جو واسطے قائم کرنے مسئلہ نقیض کے زیادہ تر موضوع ہین اور جو حوالے کہ اُنھون نے اپنی راے مذکورۂ بالا کی تائید مین دیے ہین وے یہ ہین اول وشن کا قول جو دایبھاگ مین نقل ہے "جبکہ باپ اپنے بیٹون کو علیحدہ کر دیتا ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ وہ اپنی دولت مکسوبہ کو جاہے جس طور پر تقسیم کر دے" دوم دایبھاگ سے یہ قول منقول ہے "کہ باپ جواہرات اور موتی اور اور منقولہ اشیاء کا مثل اشیاے خاص مکسوبہ اپنے مالک ہے گو وے چیزین وراثت مین دادا سے حاصل ہوئی ہون اور خود حاصل نہ کی گئی ہون اور اُسکو اختیار ہے کہ وہ غیر مساوی طور پر اُنکو تقسیم کر دے" جیساکہ جاگیبلک نے لکھا ہے "کہ جواہرات اور موتی اور مونگہ اور منقولہ مال کا باپ مالک ہے لیکن غیر منقولہ جائداد کا نہ باپ مالک ہے نہ دادا" چونکہ یہان نام دادا کا لکھا ہے لہذا اس قول کو اُسکے مال منقولہ سے بھی متعلق تصور کرنا چاہیے اور لفظ "اور" جو بعد لکھنے الفاظ جواہرات اور موتی وغیرہ کے لکھا ہے اُنسے ظاہر ہوتا ہے کہ باپ کو اختیار ہے کہ سواے زمین یا اور مال غیر منقولہ مثلاً خورونوش وغلام وغیرہ کے اور کُل مال کو بخش دے یا جاہے جس طرح انتقال کر دے چونکہ اسی کتاب مین لفظ کل جائداد غیر منقولہ کا آیا ہے تو اُسکی رو سے بخش دینا یا کسی اور طرح پر منتقل کر دینا غیر منقولہ املاک اور اور ایسی قسم کی جائداد کا منع ہے کیونکہ ایسی جائداد خاندان کی پرورش کے واسطے ہے اور خاندان کی پرورش ایک نہایت ضروری فرض ہے جیساکہ منو نے تاکیداً یہ لکھا ہے کہ پرداخت اُن اشخاص کی جنکی پرورش کرنی ضرور ہے عمدہ ذریعہ بہشت حاصل کرنے کا ہے اور اگر وے لوگ تکلیف اُٹھاوینگے تو اُس آدمی کے لیے جو باعث تکلیف رسانی ہو دوزخ ہے۔ اسی واسطے مالک خاندان کو اپنے عیال کی پرورش مین متوجہ رہنا ضرور ہے ایک تھوڑا سا حصہ اُس ملک مین سے جو خاندان کی پرورش کے واسطے ہو بخش دینا یا منتقل کر دینا منع نہین ہے اسواسطے کہ اگر تھوڑا سا حصہ بھی بخش دینا منع ہوتا

تو پھر لفظ "کل" کا جو لکھا ہے اُسکا لکھنا بے معنی تھا۔ جاگبلاک کا قول جو برہسپت بو کھ مین منقول ہے اُسمین یہ لکھا ہے کہ "اُن افعال کے نہ کرنے سے جنکے کرنے کا حکم ہے اور اُن افعال کے کرنے سے جو گناہ مین داخل ہے اور خواہش کو اپنی قدرت مین نہ رکھنا ایسے امور مین جنکے باعث سے ایک شخص کو عقبیٰ مین سزا ملے گی"۔ پس جو حوالے مذکور الصدر کہ پنڈتون نے اس مقدمہ مین دیے ہین اُنپر غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ وے اُس مسئلہ کی تائید کے واسطے مطلق کافی نہین ہین جس سے اُنکا متعلق کرنا مقصود تھا۔

چوتھا مقدمہ شام سنگھ مدعی بنام مسماۃ امراوتی مدعا علیہا کا ہے جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۴۔ تاریخ جولائی ۱۸۱۲ء مین فیصل ہوا[1] اس مقدمہ مین یہ قرار پایا کہ دھرم شاستر کے بموجب جو کہ متھلا مین جاری ہے باپ اپنی کل موروثی جائداد صرف ایک بیٹے کو باقیون کو محروم رکھکر نہین دے سکتا ہے مولف توضیحات دھرم شاستر اس مقدمہ کی نسبت راے تحریر کرکے یہ مستنبط کرتے ہین کہ اگر صدر دیوانی عدالت اُس دھرم شاستر پر جو بنگالہ مین جاری ہے لحاظ فرماتی تو بلاشک اس ہبہ کے جائز رکھنے مین کچھ شک و شبہہ نفرماتی۔ لیکن یہ نتیجہ جو صاحب موصوف نکالتے ہین اسکے واسطے کوئی وجہ نہین ہے سواے اُن غلط مسائل کے جو اوپر کے دو مقدمون کے بیان مین لکھے گئے ہین اور بجز اس امر کے کہ فریقین مین تنازع یہ تھا کہ کس قانون کے بموجب فیصلہ مقدمہ کا ہونا چاہیے۔

پانچوان مقدمہ بھوانی چرن نبھو چیا مدعی بنام وارثان رام گنت نبھو چیا مدعا علیہم کا ہے جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۷۔ دسمبر ۱۸۱۶ء کو فیصل ہوا[2] اس مقدمہ مین یہ امر تجویز ہوا کہ باپ جو موروثی غیر منقولہ جائداد کو اپنے بیٹون مین غیر مساوی طور پر تقسیم کرے تو یہ امر خلاف قانون اور ناجائز ہے اور نیز غیر مساوی تقسیم اُس مال

[1] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۷۔

[2] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۲ ص ۲۰۲۔

ایسی جو باپ نے خود حاصل کیا ہے اور نیز مال منقولہ موروثی کی بھی غیر مساوی
تقسیم ناجائز ہے بشرطیکہ وہ اُس وجہ کے باعث سے کی گئی ہو جس وجہ سے کہ قانوناً
ایک شخص کو تقسیم کرنے کا اختیار حاصل نہیں رہتا ہے۔ اس مقدمہ میں باپ کے
اختیار کی تحقیقات کامل ہوئی تھی جب کہ پنڈتان متعلقہ صدر دیوانی عدالت کی
رائے میں اختلاف ہوا تب سوال مرقومہ ذیل تارا چند اور مرتن جا سے پنڈتان
سوپریم کورٹ اور زہری پنڈت متعلقہ عدالت ضلع کلکتہ اور رام جیا پنڈت متعلقہ
فورٹ ولیم کالج کے پاس بھیجا گیا وہ سوال یہ تھا کہ ایک شخص جسکا بڑا بیٹا زندہ ہو اور
وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو تمام جائداد موروثی ومکسوبہ منقولہ اور غیر منقولہ ہبہ کر دے تو
ایسا ہبہ بموجب دھرم شاستر کے جو بنگالہ میں جاری ہے جائز ہے یا نہیں اور اگر یہ
ناجائز ہے تو ایسا ہبہ منسوخ کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اس سوال کا جواب چار پنڈتوں
مذکورہ بالا نے اپنے دستخط کر کے بھیجا۔ اگر باپ جسکا بڑا بیٹا زندہ ہو اور وہ تمام اپنا مال
مکسوبہ منقولہ یا غیر منقولہ چھوٹے بیٹے کو بخش دے اور نیز مال موروثی منقولہ بھی دیدے
تو یہ ہبہ جائز ہے گر ہبہ کرنے والا پاپی ہے اگر بڑے بیٹے کے جیتے جی وہ اپنے چھوٹے
بیٹے کو کل ملک موروثی غیر منقولہ بخش دے تو یہ ہبہ ناجائز ہے لہذا اگر ایسا ہبہ
کیا جاسے تو وہ قابل تنسوخی ہے۔ عالموں کی رائے ایسے ہبہ کے منسوخ کرنے
کے باب میں متفق ہے کس واسطے کہ ایسا ہبہ بدرجہ اولی ان وجوہ سے ناجائز ہے کہ
باپ کو اختیار نہیں ہے کہ غیر منقولہ موروثی جائداد کو اپنے بیٹوں میں غیر مساوی طور پر
تقسیم کرے اور وہ کل جائداد کا مالک نہیں ہے اور جائداد جو موروثی ہے اور اُسکی
خاص مکسوبہ یعنی دوبارہ حاصل کی ہوئی نہیں اُسکو اُسے اپنے بیٹوں میں تقسیم کرنا
واجب ہے گو یہ امر اُسکی مرضی کے خلاف ہو اور وہ ایسی جائداد کو تقسیم نہیں کر سکتا
جب تک کہ ماں کو ماہواری معمول ہوتا رہے کیونکہ شاید بعد تقسیم کے کوئی اور
بیٹا پیدا ہوا اور وہ اپنے حق سے محروم رہے اور جب تک کہ اُسکے بیٹے زندہ ہیں
اُسوقت تک اُسکو جائداد موروثی پر اختیار کلی حاصل نہیں ہے۔

راے مذکورہ بالا کی تائید مین حوالے یہ ہین —

۱- وشن سے دا بھاگ مین منقول ہے کہ "جو دولت کہ اُسنے بذات خود حاصل کی ہے اُسکی تقسیم اُسکی مرضی کے مطابق ہوگی"۔

۲- جاگیلک سے دا بھاگ مین منقول ہے "کہ باپ جواہرات اور موتی اور مونگہ اور اور منقولہ مال کا مالک ہے"—

۳- دا بھاگ مین لکھا ہے "کہ باپ جواہرات اور موتی اور اور منقولہ اشیاء کا مثل اشیاے خاص منسوبہ اپنے مالک ہے گو وے چیزین ورانت مین دادا سے حاصل ہوئی ہون اور خود حاصل نکی گئی ہون"—

۴- دا بھاگ مین لکھا ہے "لیکن ایسا نہ ہوگا اگر وہ غیر منقولہ جائداد ہے اور دادا سے ورثہ مین ملی ہے اسواسطے کہ اُنکا استحقاق اُس جائداد پر برابر ہے ایسی صورت مین باپ کو بلا قیود اختیار حاصل نہین ہے"— بلا قیود اختیار حاصل ہونے کے معنی سری کرشنا ترک النکار نے یہ لکھے ہین کہ اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ اُسکو یہ اختیار حاصل نہین ہے کہ اپنی خوشی کے مطابق وہ جائداد کو علٰحدہ کردے —

۵- دا بھاگ مین لکھا ہے "چونکہ یہ امر بطور ایک وجہ کے بیان ہوا ہے کہ باپ کل دولت کا مالک ہے مگر دادا کی جائداد کا نہین ہے تو اس صورت مین غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا باپ کا صرف اُسی صورت مین جائز ہے جب کہ دولت خاص اُسکی اپنی منسوبہ ہو"۔ عبارت مذکورہ بالا پر سری کرشنا نے یہ شرح کی ہے — اگرچہ واقع مین باپ مالک کل جائداد کا ہوتا ہے جو کہ اُسکو اُسکے مورثون سے ورثہ مین ملی ہے مگر پھر بھی استحقاق سے جسکا یہان ذکر ہے صرف مالک ہونا مراد نہین ہے بلکہ اس امر کے اختیار حاصل ہونے سے کہ جایداد کو جاہے جس طرح علٰحدہ کرسکے باپ کو ایسا اختیار کل جائداد موروثی پر نہین ہے —

۶- دایبھاگ ہی سے منقول ہے " اگر باپ اپنی جائداد موروثی کو بیگانہ آدمیون سے جو اُسپر غصباً قابض ہوگئے ہون حاصل کرے اور اور حصہ دار حاصل نہ کرسکین اور نہ اُسکے اپنے باپ کو حاصل ہوئی ہو تو اُس صورت مین اگر اُسکی مرضی نہو تو اُسکے بیٹون کا حصہ اُسمین نہین پہونچتا اسواسطے کہ اُس جائداد کو گویا اُسنے خود حاصل کیا ہے"- اس فقرہ مین منو اور روشن نے یہ فرمایا ہے" کہ اگر اُسکی مرضی نہو تو اُسکے بیٹون کا حصہ اُسمین نہین پہونچتا" اس سے اُنکی یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ ایک موروثی جائداد جو اُسکے باپ کی کسو یعنی دوبارہ حاصل کی ہوئی ہو اُسکی مرضی کے خلاف بھی بیٹون مین تقسیم ہو سکتی ہے -

۷- دایبھاگ مین جو یہ عبارت واقع ہوئی ہے" کہ جب مان کی عمر اسقدر ہوگئی ہو کہ اُسکے اولاد پیدا نہ ہوسکے" وہ نسبت اُس جائداد کے ہے جو دادا سے وراثت مین پہونچے -

چونکہ ماہواری معمول بند ہوجانے سے اور اولاد پیدا نہین ہوسکتی لہذا بیٹون کے باہم تقسیم ہوسکتی ہے مگر بااینہمہ باپ کی مرضی درکار ہے -

لیکن اگر موروثی جائداد اُسوقت تقسیم ہوجاے جبکہ مان اولاد پیدا ہونے کے قابل ہو تو جو اولاد کہ بعد ازان پیدا ہو پرورش سے محروم رہینگے اور یہ امر درست نہین ہے کیونکہ ایک قول یہ ہے " وے جو پیدا ہوگئے ہین اور وے جو ابھی نہین پیدا ہوے اور وے جو فی الواقع مان کے پیٹ مین ہین اُن سب کے واسطے ذریعہ پرورش چاہیے اور اُنکی موروثی وجہ معاش کا تلف کرنا مذموم قرار دیا گیا ہے" سری کشن تعبیر کرتا ہے کہ وجہ معاش کا تلف کرنا موروثی دولت کے حصے سے محروم رکھنا مراد ہے دوایت نرنے مین لکھا ہے کہ اگر اولاد موجود ہے تو والدین کو موروثی دولت پر اختیار نہین ہے اور چونکہ یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ اُنکو کچھہ اختیار نہین ہے اس لیے اگر اُنسے کوئی ناجائز فعل سرزد ہو تو وہ باطل سمجھا جائیگا بگنیشر سے بدھانتی مین منقول ہے کہ جو چیز ملکیت مین نہین ہے اُسکی بیع کو

حاکم نا جائز ٹھہرا دے اور اُس ہبہ یا رہن کو بھی جسکے عمل مین لانے کا مالک مجاز نہو ملکیت مین نہونے سے مراد یہ ہے کہ جائداد پر اتنا اختیار کلی نہو کہ جس طرح چاہے اُس طرح علیحدہ کردے۔ نارد کا قول ہے کہ ”جو فعل کہ بچے سے ہو یا کسی ایسے شخص سے جسکو اُسکے کرنے کا اختیار حاصل نہین ہے تو اُسکی نسبت یہ خیال کرنا چاہیے کہ گویا عمل مین نہین آیا ہے کیونکہ علماے قانون نے ایسا ہی لکھا ہے“۔

مین نے راے مرقومۂ بالا کو مع اُن جوابون کے جو اُسکی تائید مین دیے گئے ہین مفصل لکھا ہے کیونکہ اس مطلب پر جو کچھ کہ ابتک لکھا گیا ہے اُسمین سے یہ مقولہ نہایت معقول ہے جائداد غیر منقولہ موروثی کے انتقال ناجائز کو باطل ٹھہرانے سے قانون پر یہ حرف نہین آتا کہ وہ بیکار ہے اور بیٹے کے حق مین یہ حفاظت ہوتی ہے کہ باپ کی تلون فراجی اُسے اُس چیز سے محروم نہ کرے جسکی بابت دہرم شاستر مین باربار اور صراحتاً لکھا ہے کہ جائداد کے دونون برابر مالک ہین۔ اس امر کی نسبت رام کنت کا مقدمہ سب سے پچھلا ہے جو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ مین مندرج ہے۔ مصنف توضیحات دہرم شاستر نے [1] بہت سے مقدمون کا حوالہ دیا ہے جنمین ہندوون کے وصیت نامے سوپریم کورٹ مین خلاف مسئلہ مرقومۂ بالا کے جائز رکھے گئے ہین ان مقدمون مین سے ایک نہایت عجیب مقدمہ شاید راجہ نوب کشن کے وصیت نامہ کا ہے راجہ ممدوح کے کو صلبی بیٹا اور ایک متبنی تھا مگر باوجود اسکے اُنھون نے اپنے موروثی تعلقہ کو بھائی کے بیٹون کے نام لکھدیا مگر اس مقدمہ مین اور اور مقدمون مین مسئلہ دہرم شاستر کی نسبت کبھی توجہ نہین کی گئی تھی صرف امور واقع کی بحث طرفین مین تھی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دا دبھاگ جسکے باعث سے شبہات اور دقتین اس امر مین واقع ہوئی ہین اُس سے اختیار جائز جائداد کے انتقال کا صرف

[1] اُس باب کو دیکھو جسمین وصیت نامون کا ذکر ہے ص ۳۱۶۔

اُس صورت مین حاصل ہونا متصور ہے جب کہ اور قول اُسکا صراحتاً مانع نہ ہو — مثلاً بنگالہ مین باپ اپنے خاص مال مکسوبہ یا موروثی مال منقولہ کو اپنے بیٹون مین غیر مساوی طور پر تقسیم کر سکتا ہے کسواسطے کہ گو یہ حکم ہے[1] کہ باپ اپنی زندگی مین ایک بیٹے کو تقسیم مال کے باب مین ترجیح نہ دے اور بغیر کسی وجہ کافی کے کسی بیٹے کو اُسکے حصے سے کبھی محروم نہ رکھے مگر چونکہ ایک اور مقام مین یہ لکھا ہوا ہے کہ باپ تمام مال منقولہ اور مکسوبہ کا مالک ہے لہذا[2] اس مسئلہ کی رو سے کہ جو امر واقعی ہے وہ سند و مسائل سے بدل نہین جا سکتا اس جگہ خلاف ورزی حکم اثناے مذکور کی لازم آتی ہے کیونکہ بعض معونے ایسے ہین کہ جنسے اختیار بلا قیود حاصل ہے اور علی ہذا القیاس بعض ایسے ہین جو اس دستور کو قبیح قرار دیتے ہین اور وے باعتبار وثوق مساوی ہین ہندوستان کے اور مقامات مین جہان کہ مسئلہ مذکور جاری نہین ہے وہان حکم مرقومہ بالا بخوبی نافذ ہے اور کوئی انتقال جو منع ہے ناجائز متصور ہوگا[3]

موروثی غیر منقولہ جائداد جس طرح سے خوشی ہو اُس طرح انتقال نہین کی جاتی

اس مطلب پر تقسیم ملک کے باب مین پھر ذکر ہوگا

باب دوسرا

حق وراثت کے بیان مین

بیٹون کا ذکر —

بموجب احکام دھرم شاستر کے جو بالفعل وراثت کے باب مین جاری ہین تمام صحیح النسب بیٹے جو بالاتفاق اپنے باپ کے ساتھ زمانہ وفات اُسکے رہتے ہون

[1] کاتیائن سے خلاصہ جلد ۲ ص ۵۴۰ مین نقل ہے —

[2] جاگیلاک خلاصہ جلد ۲ ص ۱۵۹ —

[3] اصول دھرم شاستر کی جلد اول ص ۱۲۳ - اور اُسکے ضمیمہ کے باب اول کو دیکھو اور بمبئی کی ۲

اسکی ملک غیر منقولہ و منقولہ موروثی اور مکسوبہ کے برابر وارث ہین زمانہ سابق مین
کسی قدر وہ قانون جاری تھا جسکی رو سے سب سے بڑا لڑکا وارث کل مال غیر منقولہ
کا ہوتا ہے لیکن یہ قانون مع اور رسوم کے زمانہ حال یعنے کلجگ مین منسوخ ہوگیا ہے
٢ حق قائم مقامی کا پرپوتے تک پہونچتا ہے یعنی پوتا اور پرپوتا جس حال مین کہ ایک کا
باپ اور دوسرے کا باپ اور دادا مر جائین تو وے برابر حصے بعوض باپ اور
دادا متوفی کے اپنے چچا اور بڑے چچا کے شامل لینگے اور حقیقت یہ ہے کہ لفظ متبر

٣ رپورٹ جلد اول کے صفحون ١٥٤ - اور ٣٧٢ - اور ٣٠٠ - دیکھو اور دوسری جلد کے ص ٦ -
اور ١٧٤ - کو دیکھو -

٢ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ٣ ص ٢٠٣ - مین طالع ور سنگھ مدعی بنام پہلوان سنگھ
مدعا علیہ کا مقدمہ دیکھو اس مقدمہ مین دعوی مدعی کا بڑے بیٹے ہونے کی بنا پر تھا مگر یہ فیصلہ
ہوا کہ سب سے بڑا ہونا حصہ کثیر کا مستحق نہین کر سکتا - ایک اور مقدمہ بھی جلد ٢ ص ١١٦ مین ہے
اسمین چند بیٹے مختلف ازواج سے تھے انمین سے ایک نے یہ دعوی کیا کہ جائداد بموجب تعداد
ازواج کے تقسیم ہو اور تقسیم کرنے مین اسپر لحاظ نہ کیا جاوے کہ ہر ایک زوجہ کے کتنے لڑکے ہین
اس قسم کی تقسیم کو شاستر کی اصطلاح مین پتنی بھاگ کہتے ہین اور بیان کیا کہ یہی کل آچار یعنی رسم
قدیم خاندان ہے لیکن عدالت نے فیصلہ یہ کیا کہ جائداد کی تقسیم بلحاظ تعداد ماؤن کے نہ چاہیے
بلکہ بلحاظ تعداد بیٹون کے - اور درباب کل آچار کے یہ راے دی کہ اگرچہ مقدمات ورثت مین
کل آچار یعنی رسم خاندان حکم قانون رکھتی ہے مگر پھر بھی کل آچار کی نسبت یہ ثابت کرنا ضرور ہے
کہ ایسی رسم قدیم ہے اور کبھی اسکے خلاف عمل مین نہین آیا ہے جلد ١ ص ٢٧ - مین مقدمہ
بھیردن چندر اے مدعی بنام رسومنی مدعا علیہا کو بھی دیکھو جلد ٢ ص ٢٤٥ - مین شیو بخش سنگھ
مدعی بنام داتا فتح سنگھ مدعا علیہم کے مقدمہ کو دیکھو ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ٢٠٨ - کو بھی دیکھو
اسمین لکھا ہے کہ ریاستون اور بڑی زمینداریون مین قائم مقام ہونے کے باب مین یہ بات
ہے کہ جو کل آچار قبل سے قائم چلا آتا ہے وہ قانون کے حکم کے برابر ہے اور اسکے باعث سے ایک
بیٹے کو سب جائداد مل سکتی ہے اور باقیون کو نہین مسٹر کول بروک صاحب نے جلد ٢ ص ١١٩ مین ٣

یعنی بیٹا یعنی پوتے اور پر پوتے کے مستعمل ہوا گیا ہے - درصورت نہ ہونے صلبی بیٹے کے متبنی قائم مقام اُسکا ہوتا ہے اور ویسا ہی حقدار بھی ہے - قوم شودر مین غیر صحیح النسب جو لونڈی کے پیٹ سے ہو وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ جو صحیح النسب ہین نصف لے سکتا ہے - درصورت نہونے بیٹوں کے نہین پوتے اور پر پوتے بھی داخل ہین صرف نواسہ اگر ہو تو وہ شریک ورثہ اور برابر کا حصہ دار ہے [1]

یوتوں کا ذکر

جب بیٹے نہون تو پوتے ورثہ کے مالک ہوتے ہین اس صورت مین وے بموجب بالاصول ورثہ پاتے ہین یعنی اُنکو صرف اُنکے باپ کا حصہ ملتا ہے گو بیٹے ایک بیٹے کے زیادہ ہون اور دوسرے کے کم لیکن حصہ کم و بیش نہین لے سکتے

ذکر بیٹے کے پوتوں کا

جس صورت مین بیٹے اور پوتے نہون تو پرپوتوں کو ورثہ پہونچتا ہے اس صورت مین بھی ایک پوتے کے خواہ کتنے ہی بیٹے ہون اور دوسرے پوتے کے کتنے ہی کم وے بالاصول حصہ پائینگے یعنی وہ جو ہر ایک کے باپ کو بشرط زندہ رہنے کے ملتا -

بیوہ کا ذکر

درصورت نہونے بیٹوں اور پوتوں اور پر پوتوں کے ورثہ آگے کسی کو نسل ذکور مین نہین پہونچتا اور بیوہ موافق قانون بنگالہ کے وارث ہوتی ہے قطع نظر اس سے کہ اُسکا شوہر متوفی جدا رہتا تھا یا شریک اپنے کنبے کے جو بالاتفاق ہو لیکن بموجب قوانین اور مقامات کے بیوہ صرف صورت اول مین وارث ہو سکتی ہے یعنی اُسوقت جبکہ اُسکا شوہر کنبے سے علیحدہ رہتا ہو اور بیوہ کے بعد اُسکا دیور یعنی اُسکے شوہر کا بھائی جو جدا نہ رہتا تھا وارث ہوگا - اگر ایک بیوہ سے زیادہ ہون تو اُنکا حق برابر ہے [2] جبکہ بیوہ کو اُسکے شوہر کے مرجانے سے

[3] خلاصہ کے ایک مقام مین یہ تبدیلہ لکھی ہے کہ بڑی جائداد جنکو باصطلاح عدالت زمینداریان کہتے ہین اُنکو زمانہ حال کے ہندو قانون دان راج گر اور ریاستین سمجھتے ہین -

[1] متاکھرا کے باب اول دفعہ ۱۲ - اور ضمن ۱ - ۲ - ۹ دیکھو -

[2] ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۵۹ -

وراثت ملی تو اس باب مین کہ اُسکو اپنی ملکیت پرکسقدر اختیار حاصل ہے بہت مباحثہ
ہوا ہے اور فی الواقع اس صورت اور بہت سی اور صورتون مین تعبیر قانون کو بڑی
وسعت ہے یہ امر معروف ہے کہ بنگالہ اور اور مقامون مین اس باب مین اختلاف آرا
ہے کہ کن صورتون مین بیوہ کو اپنے شوہر متوفی کے ورثہ پہونچتا ہے ابھی یہ مذکور
ہو چکا ہے کہ بموجب قانون مروجہ بنگالہ کے بیوہ کو ورثہ پہونچتا ہے خواہ اُسکا شوہر اپنے
بھائیون کے ساتھ رہتا تھا یا اُنسے علیحدہ مگر اور مقامون کے بموجب بیوہ وارث اُسی
صورت مین ہو سکتی ہے جبکہ اُسکا شوہر اپنے بھائیون سے علیحدہ رہتا تھا۔ بیوہ کے
وارث ہونے کے باب مین جو قانون ہے وہ صاف ہے اُسمین کوئی تکرار نہین ہے
مگر یہ امر صاف نہین ہے کہ کون شے اُسکے ورثہ مین آتی ہے اُسکو ملکیت پر حق مطلق
حاصل نہین ہوتا اور نہ وہ کما حقہ مین حیات تک قابض کہلا سکتی ہے کسواسطے کہ
قانون کے بموجب اُس بیوہ کے قائم مقام اور بھی ہو سکتے ہین اور تصرف ملک کی نسبت
بھی اُسکے اختیارات بہت محدود ہین - ایک ذرا حصہ بھی وہ اُس ملک مین سے
نہین بیچ سکتی الا بعض ضروری اور خاص مطالب کے واسطے جنکی تصریح بخصوصیت
کردی گئی ہے - اس سے ظاہر ہے کہ وہ گویا اُس ملک کو خاص مطالب کے واسطے
بطور امانت اپنے پاس رکھتی ہے حتی کہ اگر وہ اُسکے تلف کرنے کا ارادہ کرے تو
وے لوگ جو اُسکے قائم مقام ہونے والے ہون اُنکو اختیار ہے کہ وہ اُسکو اس امر
سے باز رکھین - لیکن یہ امر کہ ایسا اتلاف جائداد کس صورت مین لازم آتا ہے بلحاظ
حالات ہر صورت کے منقح ہوگا کیونکہ قانون مین یہ امر بصراحت نہین بیان کیا گیا ہے
کہ بیوہ کو ملک پر کسقدر اختیار حاصل ہے اور غالبا منشا واضع قانون کا یہ معلوم
ہوتا ہے کہ بیوہ اپنے شوہر کے رشتہ دارون سے علیحدہ اور اُنکی خاص حفاظت سے
باہر کبھی نہ رہے اور جو کچھ کہ وے لوگ درست و مناسب سمجھین اُس سے زیادہ
بیوہ خرچ کرنے نہ پاوے - اس حکم کے مقرر کرنے کا باعث کہ بیوہ اپنے شوہر متوفی
کے قائم مقام تو ہو مگر وہ اُن حقوق سے بھی محروم رہے جو کہ قابض کو مین حیات

حاصل ہوتے ہین غالبًا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنھین مد نظر یہ تھا کہ بیاری عورت
کے واسطے بہرحال آزوقہ کی تجویز ہوجاوے تاکہ وہ ایسے فعل کے ارتکاب سے
باز رہے جسکے باعث سے خاندان کی عزت اور نام مین داغ لگے اور برائے نام
اُسکو مالک کردینے سے لوگ اُسکی عزت اور تعظیم کرتے ہین اور اس امر کے مقرر
کرنے سے کہ دولت اُسکے پاس جمع رہے یہ فائدہ ہے کہ اُسکے شوہر کے رشتہ دار
اُسکی نسبت کوئی امر بیرحمی یا غفلت کا نہ کرسکین اور ساتھ ہی اسکے یہ امر ہے
کہ عورت کے اختیارات کو محدود کردینے سے اُسکی کوتہ اندیشی اور دنیوی ناتجربہ کاری
کا انسداد ہوتا ہے۔ جو اختلاف کہ اس باب مین بموجب طریقہ بنارس کے ہے
اُس سے بھی اس راے کی تائید ہوتی ہے اور طریقہ مذکور ہندوون کے قانون کا
چشمہ اور مخزن ہے قانون بنارس کے بموجب اختلاف یہ ہے کہ اُنھین یہ حکم ہے کہ
جب کہ شوہر متوفی کے بھائی اُسکے شامل رہتے تھے اور اسی سبب سے اُنکے آپس
مین اختلاط اور محبت کا ہونا بوجہ احسن قیاس کرسکتے ہین اور جہان کہ کوئی وجہ یہ
خیال کرنے کی نہین ہے کہ بیوہ کی نسبت اُسکے شوہر کے بھائیون سے غفلت
عمل مین آئے گی تو اُس صورت مین بیوہ کو ورثہ نہین پہونچتا ہے۔ ورثہ اُسکو
اُسی صورت مین پہونچیگا جبکہ کنبے مین تفرقہ ہے اور اسی وجہ سے گمان ہے کہ
بھائیون مین محبت برادرانہ نہوگی اس حالت مین بیوہ کے حقوق کی حمایت کے
واسطے قانون کی مداخلت ضرور ہوئی۔ اس جگہ یہ بھی بیان کردینا چاہیے کہ اگر ایک
شخص مرجاوے اور ایک بیوہ سے زیادہ چھوڑے مثلاً تین بیوہ تو اُس صورت مین
ملکیت بیوون کی ہوتی ہے اور بعد وفات ایک یا دو بیوہ کے پس ماندہ خواہ ایک
بیوہ ہو یا دو وے مالک ہوتی ہین اور قبل از وفات بیوون کے اور کوئی اُنکے شوہر
کا وارث حصہ دار مالک کا نہوگا بموجب مسئلہ سمرتی چندریکا کے جو کتاب کہ جنوب ہند
مین بدرجہ اعلی معتبر گنی جاتی ہے ایک بیوہ جسکی اولاد مین دختر ہون وہ اُس
صورت مین جب کہ خاندان مین تفرقہ اور علیحدگی ہو تو اپنے شوہر کے مال منقولہ

اور غیر منقولہ پر قابض ہوتی ہے لیکن لاولد بیوہ صرف مال منقولہ پاوے گی - اور اگر دو بیوہ ہون ایک کی اولاد بیٹی دختر ہون اور دوسری لاولد ہو تو صاحب اولاد صرف غیر منقولہ جائداد پاوے گی اور مال منقولہ دونون مین برابر تقسیم ہوگی -

دختر کے بیان مین

اگر بیوہ نہو تو بیٹی وارث ہوتی ہے مگر اُسکا استحقاق کامل نہین ہے موافق مسئلہ بنگالہ کے ناکتخدا بیٹی اول استحقاق قائم مقامی کا رکھتی ہے اور یہ نہو تو وہ بیٹی جسکی اولاد ذکور ہو اور جسکے ایسی اولاد پیدا ہونے کا احتمال ہو بالاشتراک مستحق قائم مقامی کی ہین - اور نہین ہے جوکسی کے اولاد ذکور نہو تو دوسری جسکے ہو وہ ورثہ پاویگی لیکن بیٹی عقیمہ یا بیوہ بیٹی جسکے اولاد ذکور نہو یا یہ کہ اولاد مین اسکے صرف بیٹیان ہون کسی صورت سے وارث ملک نہین ہوسکتی -

فرق ما بین بنگالہ اور بنارس کے مسائل کے -

بنارس مین اس امر کی نسبت قانون مختلف ہے یعنی وہان کے قواعد کے بموجب ناکتخدا بیٹی پہلے حقدار ہے اور یہ نہو تو کتخدا بیٹی جو مفلوک ہو اور یہ بھی نہو تو متمول بیٹی وارث ہوگی مگر ذکور اولاد والی بیٹی کو یا اُسے جسکے غلب ہے کہ ایسی اولاد پیدا ہو عقیمہ بیٹی یا بیوہ بیٹی لاولد پر فوقیت نہین ہے -

قانون متھلا کا اختلاف دختر کی نسبت -

بموجب قانون متھلا کے ناکتخدا بیٹی کو کتخدا پر ترجیح ہے اور جو کواری بیٹی نہو تو بیاہی بیٹیان وارث ہونگی اور بیاہی بیٹیون مین کسی طرح کی تمیز نہین کی گئی ہے ایک بیٹی جو منکوحہ اور صاحب اولاد ہے یا اُسکے اولاد ہونے کی توقع ہے اُسکو اُس بیٹی پر جو بیوہ ہے یا عقیمہ ہے فوقیت نہین دی گئی ہے اور نہ ما بین افلاس اور دولتمندی کے کچھ تمیز کی گئی ہے -

فرق با ہجگہ کسہ حد نہو

یہ بات یہان ذکر کرنی مناسب ہے کہ قاعدہ مرقوم الصدر قائم مقامی کے باب مین

سلہ دراہجاک پر جو سری کرشن نے شرح لکھی ہے تخمین بہ لحاظ کواری لڑکیون کے ایک تمیز کی ہے یعنی رہے یہ ہے کہ وہ لڑکی جسکی نسبت نہین ہوئی وہ اول مستحق ورثت کی ہے اور اگر ایسی لڑکی نہو تو وہ لڑکی ورثہ پاوے جسکی نسبت ہوگئی ہے لیکن اس مسئلہ مین اور عالمون کا اتفاق نہین ہے بلکہ مصنف دادر دھین نے اُسکو بالتصریح غیر مستحکم قرار دیا ہے -

بنگالہ کی ہر صورت ممکن الوقوع سے متعلق ہوسکتا ہے لیکن اور مقاموں مین صرف
جبھی برتا جا سکتا ہے جبکہ کنبہ جدا ہو کیونکہ بموجب[1] مسئلہ بنارس اور او جگہون کے مسائل
کے بھی وہ بیوہ جسکے بعد بیٹی مالک ہو درصورت شمول کنبے کے وارث نہین ہوسکتی
او نہ مان اور نہ بیٹی اور نہ نواسہ اور نہ نانی وارث ہوسکتی ہے ایسی صورت مین
باپ کے جو وارث ہین اُنکے باعث انکا حق جاتا رہتا ہے۔ اگرچہ شاستر کے
طریقون مین جو مقامات مختلفہ مروج ہین اس باب مین اختلاف ہے لیکن جو دایقہ
وہ اثبت کہ بعد وفات دختر درصورتیکہ نہو نے اُسکی اولاد ذکور کے ہے آئین سب کو
اتفاق ہے بموجب قانون مروجہ بنارس وغیرہ کے وہ اب بطور استری دہن کے
اُسکے شوہر یا کسی اور وارث کو نہین پہونچتی اور مطابق قانون بنگالہ کے بھی وہ مالک
اُسکے باپ کے وارثون کی طرف عود کرتی ہے[2] بمقدمہ راج چندر داس مدعی بنام
دہن مسی مدعا علیہ کے یہ فیصلہ ہوا کہ موافق دہرم شاستر کے جو بنگالہ مین جاری ہے
بعد وفات ایک بیوہ کے جو اپنے شوہر کے مال پر قابض تھی اُسکی بیٹی وارث ہوگی
اور دیور نہوگا بشرطیکہ وہ بیٹی اولاد ذکور والی ہو یا مطلب یہ ہو کہ اُسکے ایسی
اولاد ہوگی اور جب کہ وہ لاولد مر جائے تو اُسکا چچا وارث ہوگا اُسکا شوہر نہین
ہوسکتا[3] بمبئی مین ایک عجیب مقدمہ درباب بیٹی کے حق کے ہوا اور وہ اس
محل پر قابل بیان ہے[4] دو بیوون مین سے ایک کے دو بیٹے تھے

---

[1] اصول دہرم شاستر کے مصنف نے بیان کیا ہے ص ۱۹۱ - دیکھو کہ جائداد جو بیٹی کو ورثہ ملے اُسکو
جنوب ہند کے عالمون نے استری دہن قرار دیا ہے اور اُسی بموجب ورثہ اُسکا پہونچتا ہے اور اس مسئلہ کی
تائید مین اُس مصنف نے بہرا مین حوالہ دیا ہے جسمین اُس خاص جائداد کا ذکر ہے جو عورتون سے تعلق
رکھتی ہے اور اسی وجہ سے وہ حوالہ صرف ورثہ جائداد عورت کے متعلق ہے - کوئی اور حوالہ مجھے
اس مطلب پر نہین ملا ہے

[2] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳ ص ۳۶۲ - دیکھو -

[3] ضمیمۂ اصول دہرم شاستر ص ۳۶۳ -

اور دوسری کے ایک بیٹی تھی اور جبکہ دختر والی بیوہ مرگئی تو تامل یہ ہوا کہ اسکی قائم مقام ملک مین اُسکی بیٹی ہو یا اُسکی سوتن بیوہ کے بیٹے ہون۔ چند عالمون سے اس باب مین مصلحت چاہی گئی سب کی راے مین یہ آیا کہ بیٹی مالک نہین ہوسکتی کیونکہ بیوہ کا حصہ ملک مین بعد اُسکی وفات کے اُسکے شوہر کے وارثون کی طرف عود کرتا ہے اور اُن آدمیون مین بیٹی صرف درصورت موجود نہونے اُسکے حقیقی بھائیون کے گنی جاتی ہے۔

نواسون کا ذکر۔ بنگالہ اور بنارس کے قانون کے بموجب درصورت نہونے اُن بیٹون کے جو مجاز ورثہ ہون تو اسے ورثہ پاتے ہین لیکن متھی لا کے قانون کے بموجب نواسون کا کچھ حق نہین ہے اگر کئی بیٹیون کے بیٹے ہون تو ہر واحد اُنمین سے بالرؤس برابر حصہ لیگا نہ بالاصول مثل پوتون کے۔ اگر متعدد لڑکیون مین سے ایک لڑکی جو ناکتخدا ہو اور بموجب آئین کے قائم مقام باپ کی ہو اور بیٹی اور بہین یا بھانجے چھوڑکر مرجاتے تو موافق قانون بنگالہ کے صرف اُسکے بیٹے اُس حصے کے وارث ہونگے جسکی بابت اُنکی مان کو استحقاق حاصل تھا اور بہنین اور بھانجے نہ پاوینگے۔ اگر منکوحہ لڑکیون

۱۔ ص ۱۴۱ مین وہی مصنف لکھتا ہے کہ جہان ایسے لڑکے بہت ہون تو درصورت ورثہ پانے کے وے بالاصول پاوینگے نہ بالرؤس اگرچہ والہ کہ اس مسلہ کی تائید مین منقول ہے اُس سے برعکس اس مسلہ کے ثابت ہوتا ہے خلاصہ جلد ۳ ص ۱۰۱۔ دیکھو جگنناتھ نے وہان یہ قاعدہ لکھا ہے کہ اگر نواسے بہت ہون تو اُنمین تقسیم کردینا چاہیے اُس صورت مین اگر ایک دختر کے دو بیٹے ہین اور دوسری کے تین ہین تو پانچ حصے برابر کرنے چاہیئین۔ وے ایسا نہ کرسکینگے کہ جائداد کو اول دو حصون مین تقسیم کرلین اور بعد ازان آپس مین برابر حصے بانٹ لین اس قاعدہ کی بنا پر مقدمہ ۔ اندھن مین وغیرہ مدعیان بنام شرکنت سین وغیرہ مدعاعلیہم کا بھی فیصل ہوا ہے اس مقدمہ مین یہ تجویز پائی کہ نواسے جو مختلف مادرون کے پیٹ سے ہون اور نانا کی جائداد کا دعوے کرین تو وے ورثہ بالرؤس لین نہ کہ بالاصول صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳ ص ۱۰۰۔

۲۔ اس مسئلہ کے موافق ایک مقدمہ جو ادن عدالت ضلع رنگپور مین دائر ہوا اُسکا فیصلہ صدر دیوانی عدالت نے ۱۹ اپریل ۱۸۱۲ء کو کیا جسمین یہ تجویز ہوئی کہ جائداد جو دختر کو ورثہ مین ملی ہے وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکے بیٹے یا پوتے کو پہونچے گی اور بہن اور بہن کے بیٹے کو نہ ملے گی۔ رپورٹ جلد ۲ ص ۴۶ دیکھو۔

ہین ہے ایک لڑکی قائم مقام باپ کی ہوتی ہو اور بیٹی اور بہنین یا بھانجے چھوڑکر مرجائے
تو قانون مذکور سے صرف بہنین وارث ہونگی اور اگر بہن نہو تو ملک اُسکے بیٹون
اور بہن کے بیٹون مین مساوی تقسیم ہوجائے گی ایسا فرق سواے بنگالہ کے اور
کہین نہین ہے - مصنف توضیحات دھرم شاستر نے ایک مقدمہ مرقومۂ ذیل اس
طور پر لکھا ہے - اگر تین بہنین ا و ب و ج اپنے باپ کی جائداد پر بالاشتراک قابض
ہون در حالیکہ ا لاولد ہے اور ب کے ایک بیٹا ہے اور ج کے تین - اور
تم فرض کرو کہ ا سکے پیشتر مرجائے اور ب زندہ ہے اور یہ قرار پاجائے کہ ا کی
وفات کے بعد اُسکی جائداد ب کو ملے لیکن یہ سوال دقیق ہے کہ ب کی وفات
کے بعد وہ جائداد صرف اُسکے اکلوتے بیٹے کو پہونچے گی یا باہم اُسکے اور تینون
بیٹون ج کے تقسیم ہوگی - اس مقدمہ مین میری راے یہ ہے کہ اگر جائداد لڑکیون
کو اُسوقت مین ملی ہے جبکہ وے نا متحد تھین تو اُس صورت مین ب کی موت کے
بعد اُسکی جائداد اُسکے تینون بیٹون کو ملے گی نہ بہنون کو اور اگر وے اُسوقت
متحد تھین تو جائداد بہنون کو پہونچے گی - اور ا کی وفات کے بعد اُسکی جائداد ب کو
ملے گی اور ب کی موت کے بعد مالک اُسکا بیٹا اور ج کے بیٹے بالسوی مالک ہونگے
اور ایسا عملدرآمد اُس عام قاعدہ کے بموجب ہے کہ جب ملک بیٹی کو ملتی ہے تو اُسکے
بعد اُسکے باپ کے وارث مالک اُس ملک کے ہوتے ہین نہ وارث بیٹی کے اور
اس صورت مین باپ کے وارث اُسکی بیٹی کے بیٹے ہین جو حقدار برابر کے حصے پاتے
ہین [1]۔ بیٹی کا پوتا یا اور کوئی اولاد یا دختر کی دختر یا شوہر وارث اُس ملک کا
کسی نہج سے نہین ہوسکتا جو کہ بیٹی کو اُسکے باپ سے ملی ہو ایسی ملک بموجب مسائل
سب جلہ کے طریقون کے اُس شخص کو پہونچے گی جو اُسکے باپ کے بعد وارث ہو اور
بطور استری دھن کے اُسکے اپنے خاص وارث کو نہین ملے گی -

[1] جیموتہ واہن کی دایہ بھاگ کے باب ۹ - دفعہ اول ضمن ۲۵ - دیکھو اُس باب کو جو بیٹیون کے
حق وغیرہ کی نسبت ہے اُسمین جو پانچوان مقدمہ ہے اُسے دیکھو جلد ۲ -

اگر نواسے نہون تو باپ کو موجب قانون متیہ شکارہ کے ورثہ ملیگا مگر موجب
مسائل اُن علاقون کے بجز دہی باپ مان کو حق ورثت پہونچتا ہے [1]

ماں کا ذکر۔

اگر باپ نہو تو مان مستحق ورثت ہوتی ہے لیکن استحقاق اُسکا کامل نہین ہے
اور اُسی قسم کا ہے جیسا کہ بیوہ کا ہوتا ہے۔ ایک مقدمہ مین جسمین ایک بیٹے کے مرنے
کے بعد جائداد اُسکی مان کو ملی تھی اُسمین نیابتاً ان صدر عدالت دیوانی نے یہ قرار
دیا تھا کہ جو قواعد کہ اُس جائداد پر جو بیوہ کو ملتی ہے موثر ہین وہی اُس جائداد پر
بھی موثر ہونگے جو مان کو ملے [2] اُسکی وفات کے بعد وہ جائداد اُسکے بیٹون کے
وارثون کو ملیگی نہ اُسکے وارثون کو۔

بھائیون کا ذکر۔

اگر باپ اور مان دونون نہون تو بھائیون کو حق ورثت پہونچتا ہے۔ اول اُن
بھائیون کو جو ایک ماجائے ہون اور بالاتفاق رہتے ہون۔ دوم اُنکو جو ایک ماجائے
ہون مگر بااتفاق نہ رہتے ہون۔ تیسرے سوتیلے بھائی جو بالاتفاق رہتے ہین۔
چوتھے سوتیلے بھائی جو بالاتفاق نہ رہتے ہون۔ اس اوپر کی ترتیب سے یہ امر
فرض کیا گیا ہے کہ متوفی کے یا تو صرف ایک ماجائے بھائی تھے یا سوتیلے اور وے
سب شامل رہتے تھے یا علحدہ۔ لیکن اگر ایک شخص مرجائے اور ایک ماجایا بھائی
چھوڑ مرے جو علحدہ رہتا ہو اور ایک سوتیلا بھائی جو شامل رہتا ہو یا بعد ازان
شامل ہوگیا ہو تو ان دونون بھائیون کو برابر حصہ ملیگا۔ بہنون کو وارثون مین
شمار نہین کیا ہے۔

ایک مقدمہ جو حال مین صدر دیوانی عدالت سے فیصل ہوا ہے اُسمین ایک بیوہ کو
بعد وفات اُسکے شوہر کے ورثہ ملا تھا اب اُسکی وفات کے بعد اُسکے شوہر کا بھائی
اور بھائی کا بیٹا دونون وارث تھے مگر کلام اسمین تھا کہ دونون کا کس قدر

[1] مختلف رائین جو اس باب مین ہین اُنکا ذکر چودھوین مقدمہ کے حاشیہ مین بخوبی لکھا ہے جلد ۲۔
بیٹون کے حق وغیرہ کے باب کو دیکھو۔

[2] مقدمہ مسماۃ بیجے دیبی مدعیہ بنام ان پورن دیبی مدعا علیہ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۶۲۔

حق ہے اول تو پنڈتون نے یہ راے دی کہ بھائی اور بھائی کا بیٹا جسکا باپ مرگیا ہو
دونون مستحق وراثت ہین مگر آخرکو اس راے کا غلط ہونا ثابت ہوا اور تسلیم کیا گیا
دادا کی جائداد اور ایسا حق قائم مقامی کا بلاشک قائم ہے یعنی ایک متوفی بیٹے کا بیٹا
یعنی پوتا مع اپنے چچا کے وارث ہوتا ہے مگر جو جائداد کہ بھائی چھوڑ مرے اُسمین ایسا
نہین ہوتا ہے۔ بھائی کا بیٹا ایک لاولد شخص کی جائداد کا وارث بھائی کے بعد
شمار کیا جاتا ہے یعنی جبکہ شخص متوفی کے کوئی بھائی نہو تو صرف اُس صورت مین بھائی
کے بیٹے کو ورثہ ملیگا۔ اس مقدمہ مین[1] جسکا یہان ذکر ہے متوفی دو بھائی اور ایک
بیوہ چھوڑ مرا بیوہ ایک مدت تک بسبکہ وہ ملکیت پر قابض تھی اُسی زمانہ مین دونون بھائیون
مین سے ایک بھائی مرگیا اس بھائی کے بیٹے نے بعد وفات بیوہ کے اپنے چچا کے
مقابل ورثہ کا دعوے کیا اور یہ راے جو اول مرتبہ درباب جائز متصور ہونے دعوے
کے دی گئی اُسمین غلطی اس امر کے فرض کرلینے سے واقع ہوئی کہ اول بھائی کے
مرجاتے ہی اُسکے دونون بھائی جو زندہ تھے اُنکا حق وراثت قائم ہوگیا اور یہ حق جو
ابھی تک معطل تھا ایک بھائی کے مرجانے سے اُسکے بیٹے کو پہونچا۔ لیکن اصل مین
ایسا نہ تھا کیونکہ بیوہ کے زندہ رہتے بھائیون مین سے کسی کا حق جائداد پر نہ تھا بلکہ
اُنکے حق کا وجود اُنکے بھائی کے مرجانے سے ظہور پذیر بھی نہین ہوا تھا اسی جہت سے
وہ بھائی جو بیوہ کی زندگی مین مرگیا ایک حق کو جو اُسے خود بھی حاصل نہین ہوا تھا
اپنے بیٹے کے واسطے نہین چھوڑ سکتا ۔

ذکر برادرزادون کا

اگر بھائی نہون تو جس ترتیب سے کہ وے ورثہ پاتے اُسی ترتیب سے برادرزادون کو
ورثہ ملیگا لیکن بلحاظ اُنکی قائم مقامی کے یہ خصوصیت ہے کہ اگر ایک بھائی کے بیٹے
جنکا باپ قبل ورثہ پہونچنے کے مرگیا ہو قائم مقام ہونے کے باعث سے دعوے

---

[1] مقدمہ رودرچندر چودھری مدعی بنام سمبھوچندر چودھری مدعا علیہ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳
ص ۱۰۶ - وہی[2] مقدمہ جمنی دیبی مدعیہ بنام رام جاے چودھری مدعا علیہ مین قائم رکھا گیا تھا ۔
جلد ۳ ص ۲۹۸ -

ورثہ کا کرین تو وے بالاصول حجل کے شامل حقدار ورثہ کے ہونگے اس صورت مین پوتے
ایک بیٹے کے ساتھ حصہ لیتے ہین لیکن جب کہ حق وراثت بھائی کے بیٹون کو صرف بھتیجے
ہونے کی جہت سے پہونچے تو اُس صورت مین اُنمین سے ہر واحد بالدرس برابر حصہ
لیتا ہے جیسا کہ دختر زادے لیتے ہین۔ سبلو دھنی مین لکھا ہے کہ قائم مقامی کسی ناتے
مین اس طور پر کہ ہر واحد برابر حصہ پاوے نہین ہو سکتی مگر یہ راے اُسکی ناجائز
ٹھہرائی گئی ہے۔ مصنف سبلو دھنی کی یہ راے بھی ہے کہ بھائی کی بیٹیون کو بھی حق
وراثت پہونچتا ہے اُسکی راے کے ساتھ نند اپنڈت کی راے کا بھی اتفاق ہے مگر
اور سب جگہ علی العموم یہ مسئلہ متروک ہے۔ ۱؎

ذکر بھائی کے پوتون کا

اگر بھائی کے بیٹے نہون تو جس ترتیب اور طور سے کہ وے ورثہ پاتے اُسکے مطابق
اُنکے پوتے بموجب قانون متشیہ بنگالہ کے وارث ہونگے۔ ۲؎

لیکن ازروے قانون بنارس اور متھلا اور اور اضلاع کے بھائی کے پوتے وارثون
کے سلسلے مین شمار نہین کیے جاتے ہین اور بعد بھائی کے بیٹے کے ورثہ
دادی کو ملتا ہے۔

فرق۔

یہان تک تو مختلف مقام کے طریقے درباب ترتیب وراثت باستثناء اُن امور کے
جو اوپر بیان ہوے متفق ہین مگر نسبت وارثان بعید کے جیسا کہ آگے بیان کیا جائیگا
اُنمین بہت اختلاف ہے۔

ہمشیرزادون کا ذکر

درصورت نہونے بھائی کے پوتون کے بموجب قانون متشیہ بنگالہ
ہمشیرزادے وارث ہوتے ہین لیکن بموجب طریقے اور ملکون کے دادی
کو حقیت پہونچتی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور بھائی کے بیٹے کے بعد دوسرا

۱؎ تنبیہ الملحقہ ص ۴۴۰۔ متاچھرا دیکھو۔

۲؎ یہان یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ پوتے کے بھائی کے ساتھ علیحدگی کے بعد پھر اتفاق نہین ہوسکتا
دوبارہ اتفاق صرف تین رشتہ دارون کے ساتھ ہوسکتا ہے باپ اور بھائی اور چچا۔ ورہسپتی سے داے بھاگ
مین منقول ہے باب ۹ فصل ۱۔ دفعہ ۳۔

درجہ دادی کا ہے۔ اور بہن کا بیٹا بھی وارثون مین شمار نہین کیا جاتا۔ ایک مقدمہ جو
صدر دیوانی عدالت مین فیصل ہوا اُسمین اس امر قانونی کی تنقیح ہوگئی یہ مقدمہ ایک
زمینداری واقعہ بنگالہ کے باب مین تھا جو ملک کہ ایک ہندو متوفی کی تھی اُسکی بہن کے
بیٹے نے اُسکے چچا کے بیٹے پر دعوی کیا تھا اُسمین یہ فیصلہ ہوا کہ بموجب قانون بنگالہ
کے مدعی وارث ہوگا اور متھی لا کے قانون کے بموجب مدعا علیہ کو حق وراثت پہونچتا ہے[1]
درباب حقیقی اور سوتیلے رشتہ دارون کے مصنفان اہل بنگالہ مین بہت اختلاف
رائے ہے بعض کی یہ رائے ہے کہ ایک ماجائی بہن کا بیٹا سوتیلی بہن کے بیٹے پر
حقیت ورثہ پانے مین فوقیت رکھتا ہے لیکن بموجب اکثر معتبر عالمون کے انمین کچھ
فرق نہین ہے کسی جگہہ ہمشیر کی دختر کو سلسلۂ وارثان مین داخل نہین کیا ہے[2]

اور وارثون کا ذکر بموجب دائے کرم سنگرہ

بموجب مسائل متمشیہ بنگالہ جیسا کہ دائے کرم سنگرہ مین لکھا ہے اگر بھانجے نہون
تو وراثت کا حق بطور مفصلۂ ذیل جاری رہتا ہے بھتیجی کا بیٹا۔ دادا۔ دادی۔
چچا۔ چچا کا بیٹا۔ چچا کا پوتا۔ پھوپھیرا بھائی پھپھیری بہن کا بیٹا۔ پردادا۔ پردادی۔
دادا کا بھائی۔ دادا کے بھائی کا بیٹا۔ دادا کے بھائی کا پوتا۔ پردادا کا
نواسہ۔ اور پردادا کے بھائی کا نواسہ۔ جب کہ انمین سے کوئی نہو تو وراثت
مادری نسل مین نانا کو پہونچتی ہے[3] ماموں اور اُسکا بیٹا اور پوتا اور اُسکا نواسہ پرنانا
اور اُسکا بیٹا اور پوتا اور پرپوتا اور نواسہ۔ سکڑنانا اور اُسکا بیٹا اور پوتا اور پرپوتا

[1] مقدمہ راج اندر نراین مدعی بنام گوکل چندر گواہ مدعا علیہ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد اص ۴۳۔
جلد ۲ ص ۱۵۲ مین مقدمہ ۱۰ کو بھی دیکھو۔

[2] نندا پنڈت اور بلم بھٹ کی رائے ہے کہ ہمشیر کی دختر زن کو بھی ورثہ کا حق پہونچتا ہے لیکن علی العموم اس امر مین
انکی رائے کوئی نہین مانتے ہین تنبیہ لیحقہ ص ۴۸ ۲ شتاچرا دیکھو ضمیمہ اول اصول دھرم شاستر کے ص ۲۹۹۔
مین ایک مقدمہ ہے اُسے بھی دیکھو۔

[3] جگنا تھ نے لکھا ہے ص ۵۰۳ جلد ۳۔ کہ پوتی کا بیٹا اور پرپوتی کا بیٹا اور بھتیجی کا بیٹا اور بھتیجی کی بیٹی کا بیٹا اور
علی ہذا القیاس ترتیب وار مستحق ورثہ کے ہین وہ بعد نانا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس رائے کی اور عالمون نے تائید نہین کی ہے

اور نواسے - اگر انہین سے کوئی نہ ہو تو بعید رشتہ داروں اعلیٰ اور اسفل کو جو دھوین
پیڑھی تک ملک پہونچتی ہے زان بعد گُرو کو - شاگرد کو - ہم مکتب کو سدہم گوتی کو - اُنکو
جو ایک فرقے کے سردار کی اولاد مین ہون - برہمنان عالم بید کو اور آخر راجہ کو -
لیکن برہمن کی ملک نزول مین نہین رہ سکتی وہ چاہیے کہ اور برہمنون مین
تقسیم ہو جائے -

حق وراثت بموجب سری کرشن ترکالنکار

لیکن یہ ترتیب وراثت جو اوپر لکھی گئی اُسکو سب مصنفان بنگالہ بھی قبول نہین کرتے مین
سری کرشن ترکالنکار اپنی شرح مین جو دادبھاگ پر لکھی ہے بھانجے کے بعد حقیقی چچا کو
قائم مقام لکھتے ہین اور بعد ازان سوتیلا چچا حقیقی چچا کا بیٹا - سوتیلے چچا کا بیٹا - اُنکے
پوتے علی سبیل الترتیب - پھر پھوپھیرا بھائی - دادا - دادی - دادا کا حقیقی بھائی - دادا
کا سوتیلا بھائی - اُنکے بیٹے اور پوتے بترتیب - پردادا کا نواسہ - سپنڈون مین سے -
ماموں اور دوسرے لوگ جو شل متوفی کے پنڈہ یا پانی دینے کے مجاز ہون جسکا کرنا متوفی پر
فرض تھا - موسیرا بھائی - ماموں کے بیٹے اور پوتے اور سکر پوتے اور تین پشت تک
اولاد مین سے علی التواتر - دادا کے دادا کی اولاد مین سے اور اور بزرگون کی اولاد مین
سے تین پیڑھی تک - سمندگ اور آخر کار گرو وغیرہ

بموجب اور مولفون کے

مولفان بیاد آرنوستو اور بیاد بھنگارنو نے وارثون کے سلسلہ کو یون لکھا ہے[2]
بھانجے کے بعد دادا اور دادا کے بعد دادی اور دادی کے بعد وارثون کی ایک
دوسرے کے بعد یہ ترتیب ہے - چچا - اور چچا کا بیٹا - اور اُسکا پوتا - پھوپھیرا بھائی -

[1] ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۷۵۶ - کو دیکھو جسمین ایک مقدمہ جو بمبئی مین ہوا ہے لکھا ہے جسمین فیصلہ ہوا
کہ ایک فقیر کو اُس فقیر کی جائداد جسکے ساتھ وہ رہتا ہو ورثہ کا حق پہونچتا ہے اور چیلے کو گرو کی جائداد دیا اور
گرو کو اپنے چیلے کی جائداد جسنے علم دین تحصیل کیا -

[2] حال مین جو خلاصہ دھرم شاستر پر لکھے گئے ہین اُنمین دو بڑے مشہور ہین بیاد آرنوستو جو مسٹر ہیسٹنگ صاحب
کے حکم سے مرتب ہوا بیاد یہ ارنو جو حسب فرمائش سر ولیم جونز صاحب کے تالیف کیا گیا بیاد بھنگارنو جگناتھ نے
تصنیف کیا - کولبروک صاحب نے جو خلاصہ کا دیباچہ لکھا اُسکے ص ۱۳ - کو دیکھو -

سکرداداسکرردی۔اُنکا بیٹا اور پوتا اور پرپوتا اور نواسہ۔ ناناـماموں ماموں کا بیٹا۔ اور پوتا۔متوفی کے پوتے کا پوتا اور پرپوتا اور سکر پوتا۔تب پرداد اکا باپ اُسکا بیٹا پوتا اور پرپوتا۔[1]

بنگالہ مین یہ چار کتابین جنکا اوپر بیان ہوا بڑی معتبر ہین اور جہان کہین کہ اُنمین اختلاف ہو تو اُس صورت مین جو کچھ کہ داد کرم سنگرہ مین سری کرشن نے لکھا ہے اُسکو معتبر جاننا چاہیے[2] لیکن یہ واضح ہو گا کہ جتنے حوالے اوپر دیے گئے ہین وے سب ورثہ کی ترتیب مین بمطابق تک متفق ہین اور روزمرہ کے عملدرآمد مین یہین تک کام پڑتا ہے لعنہ درباب اختلاف راے مصنفان کم رتبہ کے مباحثہ کرنا صرف تضیع اوقات ہے۔

وارثون کی ترتیب بنارس کے قانون کے موجب۔

بموجب دھرم شاستر کے جو بنارس مین رائج ہے درصورت نہونے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے بیوہ کو ورثت حق محدود جسکا اوپر بیان ہو چکا ہے پہونچتا ہے بشرطیکہ جائداد اُسکے شوہر کی علیحدہ ہو۔لیکن اگر اُسکے شوہر کی جائداد اجمالی ہو اور اسپر قبضہ بالاشتراک ہو تو اُسکی بیوہ صرف وجہ معاش کی مستحق ہوگی۔

بیوہ نہو تو ناکتخدا بیٹی ورثہ کی مالک ہوتی ہے یہ نہو تو کتخدا مفلس بیٹی ہوگی اور یہ بھی نہو تو کتخدا متمول بیٹی۔بعد ازان نواسہ[3] لیکن بیاد چیندر اور بیادرتنا کر اور بیادچیندرتامنی جو متھلا مین جاری ہین اُنکے بموجب نواسہ وارثون کے سلسلہ مین نہین ہے

---

[1] جس ترتیب سے کہ سلسلہ وارثون کا یہان لکھا گیا ہے اُس ترتیب مین جگناتھ کو بقدر اختلاف ہے کہ اُنکے نزدیک ماموں کے پوتے کے بعد سکر نانا اور سکر نانا کے باپ ورانکی جواولاد ہین اُنکی نکاخی ہے اور اُنکی یہ راے بھی ہے کہ دادا اور سکرداداکی حقیقی اولاد ذکور ہین ہے ہون اُنکو انکی سوتیلی اولاد ذکور پر فوقیت چاہیے۔

[2] مسٹر کولبروک صاحب کی راے دیکھو جو ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۶۱ مین نقل ہے۔

[3] بموجب شرح بلم بھٹ کے اگر نواسہ ہو تو نواسے کو ورثہ پہونچتا ہے لیکن اس راے کو سب قبول نہین کرتے ہین اور ایک مقدمہ مین جو صدر دیوانی عدالت سے فیصلہ ہوا اُسمین چار دخترون مین سے دو اپنی ماں کے سامنے مر گئین اور ایک اُنمین سے ایک دختر مجوز مری جس لڑکی سنے م

بعد کتخدا بیٹی کے مان کو ورثہ کا حق پہونچتا ہے [1] اور مان کے بعد باپ کو اور باپ نہو
تو حقیقی بھائی کو ورثہ سو تیلے بھائی کو ورثہ ملے گا [2]
اگر سوتیلے بھائی نہون تو اُنکے بیٹے بترتیب ورثہ پائینگے [3] بعد ازان دادی بعد ازان
دادا [4] حقیقی چچا - سوتیلا چچا اُنکے بیٹے علی الترتیب - سکر دادی [5] دادا اور
اُسکا بیٹا اور پوتا بترتیب - سکر دادا کی مان [6] اور اُسکا باپ اور اُسکا بھائی
اور اُسکے بھائی کا بیٹا اگر اُنمین سے کوئی نہو تو سپنڈ مین سے بموجب ترتیب

- کہ اپنی موسیون پر جو تہائی حصہ کا دعوی کیا جو حصہ کہ اُسکی مان کا حق تھا لیکن بموجب قانون متشتیہ بنگالہ
اُسکا دعوی خلاف قانون ٹھہرایا گیا -

[1] وہی شارح لکھتا ہے کہ اول باپ کو ورثہ ملنا چاہیے اور بعد ازان مان کو - ننداپنڈت جسنے متاچھرا پر
شرح لکھی ہے اُنکی راے کالم بھٹ کی راے سے اتفاق ہے - ایرگ جو ایک اور شارح ہے اور کمل کر جو بادبیلد
کا مصنف ہے اور مصنفان سمرتی چندرکا اور مدن رتن اور بیوہار میوکھ اور بادچندریکا اور رتناگر
اور اور عالمان بنارس کی راے یہ ہے کہ باپ کو مان پر ترجیح چاہیے - اور جمتو اہن اور رگھونندن اور
اور سب عالمان بنگالہ اس مسئلہ کی تائید کرتے ہین لیکن اور سب عالمان بنارس متاچھرا کے
پیرو ہین جسکی رو سے مان کو باپ پر ترجیح ہے - اور سری کرکی راے یہ ہے کہ مان اور باپ
دونون شامل مستحق وراثت ہین -

[2] بالم بھٹ کی یہ راے ہے کہ بھائی اور بہنون کو شامل ورثہ ملنا چاہیے لیکن اس مقولہ کو کوئی تسلیم نہین کرتا ہے -

[3] بالم بھٹ کے موجب بھائی کی بیٹیان اور بھائی کے بیٹے شامل ورثہ کے مالک ہین لیکن اس راے
کے مطابق بھی عمل نہین ہے -

[4] سری کرا چارج کی یہ راے ہے کہ اگر بھائی کے بیٹے نہون تو بھائی کے پوتون کو حق وراثت پہونچتا ہے
اور یہی راے بادچندریکا کے مصنف کی بھی ہے مگر اور کسی کی نہین ہے - اور درباب تقدیم حق وراثت دادی
کے بھی اُسی قسم کا اختلاف راے ہے جیسا کہ باپ اور مان کی صورت مین ہے اور جسکا اوپر ذکر ہوا ہے -

[5] وہی اختلاف راے اس صورت مین بھی ہے -

[6] وہی اختلاف راے اس صورت مین بھی ہے -

مذکورۂ بالا ساتوین پیڑھی تک انہین صرف اوپر کی طرف کی ایک پیڑھی بہ نسبت وارثان
مذکورۂ بالا کے زیادہ شامل ہے۔ سپنڈ مین سے کوئی نہو تو سمندک مین سے کسی کو ورثہ ملیگا
اور انہین چودھوین درجہ تک کے وارث جنکا اوپر ذکر ہوا اُسی ترتیب کے ساتھ داخل ہین۔
اگر سمندک بھی نہون تو بندھو ورثہ پاوینگے یہ بندھو رشتہ دار تین قسم کے ہین ذاتی اور پدری
اور مادری ذاتی رشتہ دار یہ ہین اپنے حقیقی باپ کی بہن کے بھائی اور اپنی حقیقی مائی بہن
کے بیٹے۔ اور حقیقی ماموں کے بیٹے۔ پدری بندھو یہ ہین۔ باپ کی چچی کے بیٹے۔ باپ کی
خالا کے بیٹے۔ باپ کے ماموں کے بیٹے۔ مادری بندھو رشتہ دار یہ ہین۔ مان کی چچی کے
بیٹے۔ مان کی خالا کے بیٹے۔ مان کے ماموں کے بیٹے[1] اگر یہ نہون تو وراثت اچاریج کو
ملنی چاہیے بعد ازان شاگرد کو۔ ہمدرس جو علم دین مین ہو۔ ذی علم برہمنون کو اور آخر کو
باستثناء برہمنون کی ملک کے اور سبھون کی ملک حاکم وقت کو ملتی ہے۔

سلسلۂ وراثت جو متھی لا مین جاری ہے ترتیب مرقومۂ بالا کے مطابق ہے۔ مقدمۂ
گنگادت جہا مدعی بنام سری نراین اور مسماۃ لیلاوتی مدعا علیہما کے فیصلہ یہ ہوا (صدر
دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲۔ ص ۱۱۔ دیکھو) کہ حسب قانون متھلیہ متھی لا کے
دعویداران وراثت کو ساتوین درجہ یعنی سپنڈ تک اور بھی چودھوین درجے یعنی
سمندک تک جو اولاد ذکور مورث اعلیٰ سے ہون مالک متوفی کے موسیرے بھائی یعنی
مان کے بہن کے بیٹے پر ترجیح ہے۔ اگر یہ مقدمہ حسب قانون بنگالہ کے فیصلہ پاتا
تو موسی کا بیٹا ترجیح پاتا۔ چونکہ متخاصمین بنگالہ مین رہتے تھے تو اُسی ملک کے

اور اوڑیسا اور مدراس کے بموجب۔

[1] گو ترنج کی اصطلاح کی معنی بلم بھٹ نے یہ لکھے ہین کہ اُس سے سپنڈ اور سمندک مراد ہے اور سبودھنی
وغیرہ مین بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

[2] متاچھرا کے ص ۳۵۲۔ کو دیکھو۔ وارثون کی اس ترتیب مین مادری رشتہ دار اصل کے واسطے کچھ حق
نہین لکھا گیا ہے لیکن وشنو بتی مصر پا دینتا منی مین ماموں وغیرہ کو سمندک کے بعد وارث ٹھہراتے ہین
اور متر مصر بیر مصر ہتراو دا مین اپنی راے سے یہ بیان کرتے ہین کہ جیسا کہ ماموں کا بیٹا ورثہ پاتا ہے اسی طرح
خود اُسکا بھی حق مناسبت سے قائم رکھنا چاہیے۔

قانون کے بموجب فیصلہ ہوتا اگر یہ قرار نہ پاجاتا کہ ایک شخص کو ضلع غیر مین جاکر رہے لیکن وہ اپنے وطن کے قوانین سے محروم نہ رکھا جائے گا بشرطیکہ وہ پابند رسم و رواج اپنے ضلع کا رہے۔ بموجب قانون بنگالہ کے موسی کا بیٹا سپنڈ اور ہمندک مین شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ مقدمہ روپ چرن مہاپتر مدعی بنام اندلال گھن مدعا علیہ کے مقدمہ سے ظاہر ہے۔ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲۔ ص ۳۵۔ دیکھو اس مقدمہ مین یہ فیصلہ ہوا کہ بموجب ایک تفسیر دھرم شاستر مروجہ بنگالہ کے ماموں کے بیٹے کو جو ایک بندھو ہے اُن وارثون پر ترجیح دیجاتی ہے جو بعد تین پشت گذشتہ کے مورث اعلیٰ کی اولاد صلبی مین ہون وراثت کی ترتیب جو بموجب قانون متشیہ جنوب ہند کے ہے وہ بنارس کے قانون سے مختلف نہین ہے بیوہار میوکھ جو مغربی ہند مین بہت معتبر و مستند ہے اسکے بموجب وراثت کی ترتیب مذکور الصدر مین بڑا فرق معلوم ہوتا ہے اور ماں کے بعد جو وارث ہون اُنکی تفصیل یہ ہے۔ حقیقی بھائی حقیقی بھائی کا بیٹا۔ دادی۔ بہن[1]۔ دادا اور سوتیلا بھائی باہم وارث ہوتے ہین۔ جو یہ نہون تو سپنڈ اور ہمندک اور بندھو علی سبیل الترتیب بموجب درجہ قربت وارث ہونگے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ کلیہ عامہ قانون جو سب مقامات سے متعلق ہے یہ ہے کہ وہ شخص جسکو کریا کرم کا منصب پہونچتا ہو اُسکو وارثون کی ترتیب مین ترجیح ہے مگر اس قاعدہ مین چند مستثنیات بھی ہین مثلاً ایک بیوہ جو بھائی اور دختر چھوڑ مرے تو ورثہ کا حق بیٹی کو پہونچتا ہے اور بھائی کو نہین پہونچتا گو بھائی پر ادا کرنا رسوم کریا کرم کا

---

[1] رپورٹ بمبئی جلد ص ۱۷۴ مین ایک مقدمہ لکھا ہے جس سے بموجب اس مسئلہ کے بہن کا حق ثابت ہوتا ہے اور ایک مقدمہ مین جو باہم دو بھانجون کے دربارہ اُنکے ماموں کی جائداد کے تھا یہ فیصلہ پایا کہ دونون مین ایک کو جو ماموں کی بہن کے ہوتے ورثہ نہین پہونچتا۔ ایسا ہی ایک مقدمہ جلد ۱۔ کے ص ۱۷ مین ہے لیکن اس طور پر بہن کے حق کو تسلیم کرنا صرف ایک ایسا خاص امر ہے جو اُسی طرف ہندوستان مین رائج ہے ضمیمہ اصول دھرم شاستر مین کول بروک کا قول منقول ہے ص ۵۰۲۔ دیکھو۔

لازم ہے[1] دھرم شاستر کے اُن مقامات سے جنسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حصول وراثت جائداد اور منصب کریا کرم کرنے کا لازم ملزوم ہین یہ مراد نہین ہے کہ صرف رسوم کریا کرم کر دینے سے وراثت کا استحقاق حاصل ہوجاتا ہے بلکہ وارث پر فرض ہے کہ اُس شخص کے واسطے جسکی دولت اُسے حاصل ہو کماحقہ رسوم اخیر بجالاوے[2]۔

تیسرا باب

استری دھن کے بیان مین

اس قسم کی ملک مین سبھی قوانین وراثت کے مستعمل نہین ہین یہ ایک مخصوص اور علیحدہ ملک ہے اور مختلف صورتون کے بموجب اسپر حق وراثت پہونچتا ہے اور حق مذکور کے حاصل ہونے کی صورتین بمقتضاے حال عورت اور بلحاظ اُن ذریعون کے جنکی روسے اُسکو ملک حاصل ہوئی مختلف ہین[3]۔

---

[1] ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۴۵ ۔ اور ۲۵۱ ۔ دیکھو۔

[2] تبنیہ المحققہ ص ۲۲ ۔ جلد ۱ ۔ رپورٹ صدر دیوانی عدالت کو دیکھو۔

[3] دھرم شاستر کے بموجب اس قسم کی جائداد کی بہت سی قسمین ہین اور بعض اُنمین کی یہ ہین آدھ اگنیک یعنی جو کہ پھیرون کے وقت دیجاے ۔ ادھیاوا ہن جو دُلہن کی رخصت کے وقت دیجاے ۔ پریتی دت وہ جو بطور نشان محبت دیجاے تا ترھی تیری اور بھراتری دت وہ جو ماں سے اور باپ سے اور بھائی سے ملے ۔ آدھی وآہنک یعنی وہ عطیہ جو دوسری شادی کے وقت دیا جاوے یعنی وہ دولت جو کہ ایک شخص دوسری شادی کرنے کے وقت اپنی پہلی زوجہ کو خوش کرنے کے واسطے دے۔

پرناے نیگ یعنی زیور و لباس وغیرہ ضروری ۔ ان وِدھیگ یعنی جو بعد بیاہ دیجاے ۔ سوئیک یعنی جو ایک رشتہ دار محب سے ملے ۔ سلک یعنی وہ جو اپنی محنت سے حاصل کی ہو ۔ جونک وہ جو بیاہ کے وقت ملے ۔ یا وبندا نک یعنی جو زوجہ کو بعوض یا دن پڑنے اپنی سسرال کے

جو کچھ کہ عورت کو بطریق ورثہ یا خرید یا ازروے تقسیم یا بذریعہ غصب یا بطور یافتگی حاصل ہوا ہو وہ متاکچھرا کے بموجب عورت کا مال کہلاتا ہے لیکن وہ اُسکی ملک خاص نہین ہوسکتا۔ استری دھن کے اقسام مین مصنفون کی راے مختلف ہے بعض کے نزدیک آٹھ اقسام ہین اور بعض کے نزدیک چھ* اور بعض کے گمان مین پانچ اور اوروں کے قیاس مین تین ہین۔ مگر چونکہ فرق صرف اسی قدر ہے کہ بعض نے شمار اقسام مین کمی کرکے اُنھین کُل قسمون کو داخل کردیا ہے اور بعض نے اُسکو بڑھا کر لکھا ہے لہذا اس فرق کا خصوصیت ذکر کرنا ضرور نہین ہے۔ منکوحہ عورت کے ذات خاص کے مال کی تعریف جو منو نے بہت وسعت کے ساتھ لکھی ہے یہ ہے۔ "جو کچھ کہ پھیرون کے وقت دیاجاے یا بوقت رخصت برات یا بطور نشان محبت ملے یا جو کہ ماں اور بھائی اور والد نے عطا کیا ہو یہ چھ قسم کی خاص جائداد مین جو عورت منکوحہ کے مال مین داخل ہین سلے اور اس جگہہ یہ لکھنا مناسب ہے کہ جبکہ اُس قانون کے بموجب جسکی روسے ایسی جائداد بطور ورثہ ایک مرتبہ ملجاے تو پھر وہ استری دھن شمار نہین ہوتی اور عام قوانین وراثت کے اُس سے متعلق ہوجاتے ہین مثلاً وہ مال جو عورت کو بیاہ کے وقت ملے وہ استری دھن ہے جو اُسکے مرنے کے بعد اُسکی دختر کو ملتا ہے اور اُس دختر کے مرنے کے بعد وہ جائداد مثل اور جائداد کے اُس لڑکی کے وارثون کو ملتی ہے۔ چنانچہ وہ جائداد ماں کے بھائی کو بترجیح اُسکی اپنی دختر کے ملےگی بشرطیکہ اُسکی لڑکی بیوہ اور لاولد ہو اگر مالکہ متوفی نا کتخدا ہو تو اُسکا بھائی اور باپ اور ماں علی سبیل الترتیب اُسکے مال کے وارث ہونگے اور جو انمین سے کوئی نہو تو اُسکے پدری رشتہ دار حسب ترتیب مالک ہونگے۔

اگر مالکہ کتخدا ہو اور ایسے مال کو جو اُسے بیاہ کے وقت ملا تھا چھوڑ مرے تو اُس

منو کے بموجب استری دھن کی تعریف۔

انتقال وراثت

اگر مالکہ نا کتخدا ہو

اگر کتخدا ہو۔

* بزرگون کے دیجاے بعض قانون دان برہتی دت اور یا دبندنک جائداد کو ایک ہی قسم کا استری دھن بتلاتے ہین اور اُسکو لادن نیا رجت کہتے ہین یعنی وہ جائداد جو خریدہونے کے سبب سے حاصل کی ہو۔

سلے ضمن ۳۶۵۔

مال کی وارث اُسکی بیٹیان ہین بموجب عام قاعدہ وراثت کے حق کواری لڑکیون کا
مقدم ہے بعد ازان اُس کتخدا بیٹی کا جسکی اولاد ذکور ہونے کا احتمال ہو سلہ یہ نہون
تو عقیمہ اور بیوہ بیٹیان بالاتفاق وارث ہین۔ اگر بیٹیان نہون تو بیٹے کو حق پہونچتا ہے
بعد ازان نواسہ کو سلہ اُسکے بعد پوتے کو پر پوتے کو۔ دوسری زوجہ کے بیٹے کو۔
پوتے کو۔ پر پوتے کو۔ اگر اتنی اولاد مین سے کوئی نہو اور شادی پانچ قواعد اول
مین سے کسی قاعدے کے بموجب ہوئی ہو سلہ تو شوہر مالک ہوگا پھر بھائی۔ پھر مان۔
پھر باپ۔ اگر شادی تین اخیر کے قواعد مین سے کسی قاعدہ کے بموجب ہوئی ہو
تو بھائی کو شوہر پر ترجیح ہے اور یہ دونون مان اور باپ کے بعد وارث ہونگے۔
اگر انمین سے کوئی وارث نہو تو پھر ورثہ بموجب ترتیب ذیل کے وارثون کو ملے گا۔
شوہر کا چھوٹا بھائی۔ اُسکے چھوٹے بھائی کا بیٹا۔ اُسکے بڑے بھائی کا بیٹا بہن کا
بیٹا۔ شوہر کی بہن کا بیٹا۔ بھائی کا بیٹا۔ داماد خسر جیٹھ۔ بعد ازان سپنڈ اور سکل اور
سمندک اس مالک کے وارث جو کتخدا عورت چھوڑمری ہو اور جو کہ اُسکو قبل بیاہ باپ سے
ملی ہو اُسکے وارث ایک بعد دوسرے کے اس ترتیب سے ہوتے ہین ناکتخدا بیٹی بیٹا۔

جو باپ نے ملا جائے

سلہ یہان یہ بیان کرنا چاہیے کہ اگر ناکتخدا لڑکی یا وہ لڑکی جسکی نسبت ہوگئی ہو اور جو بعد ازان عقیمہ
معلوم ہو ورثہ پانے کے بعد مر جاے یا بیوہ جسکے کوئی بیٹا پیدا نہوا ہو وفات پائے تو وہ جائداد جو
اُسکو وراثتاً ملی تھی اُسکی اُن بہنون کو ملے گی جنکے اولاد ذکور ہو یا جنکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہو
اگر یہ نہون تو وہ جائداد عقیمہ اور بیوہ لڑکیون کو ملے گی۔

سلہ جیمُوت واہن کے بموجب دوسری زوجہ کے بیٹے کے سامنے دختر زادہ کا حق معرض التوا مین رہتا ہے
لیکن سری کشن اور اور معتبر عالمون نے اس قول کی تردید کی ہے۔

سلہ ان قواعد کی تفصیل اُس باب مین ہے جو بیاہ سے متعلق ہے۔

سلہ یہ ترتیب بادی النظر مین مناسب نہین معلوم ہوتی خصوصاً اُس بیاہ کی نسبت جسمین کہ دولہا کے خاندان
کے لوگ روپیہ بیاہ کے واسطے دیتے ہین کیونکہ ایسی صورت مین یہ قرین انصاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ روپیہ
دولھن کی موت کے بعد دولہا کے خاندان کی طرف عود کرے۔

و بیٹی جسکے اولاد ذکور ہے یا احتمال ہے کہ اُسکے ہوگی۔ نواسہ۔ پوتا۔ پرپوتا۔ سگر پوتا۔ دوسری زوجہ کا بیٹا۔ پوتا۔ پرپوتا۔ اگر اُنمین سے کوئی نہو تو عقیمہ او بیوہ بیٹیاں بالاتفاق وارث ہوتی ہین انکے بعد اُن وارثون کا حق ہے جیسا کہ پانچ اول قسم کے ازدواج مین دستور ہے۔

مال جو منکوحہ عورت چھوڑ مری ہو اور جس مال کو اُسے اُسکے باپ نے نہ دیا ہو اور نہ وہ اُسکو بیاہ کے وقت ملا ہو اُسکے وارث بھی ترتیب مرقومہ بالا کے بموجب ہونگے الا فرق اتنا ہے کہ بیٹا اور کواری لڑکی دونون شامل ورثہ پاوینگے نہ کہ ایک بعد دوسرے کے اور پوتے کو نواسہ پر ترجیح ہے [۱]

اگر باپ سے ملی ہو۔

یہ بیان کرنا یہان مناسب ہے کہ دھرم شاستر کے بموجب منکوحہ عورت کو اپنی علیحدہ اور مخصوص ملک پر اختیار حاصل ہے جسطرح چاہے منتقل کرے الا اُس زمین پر جو اُسے شوہر نے دی ہے۔ باوجود اسکے اُس مال پر بھی جو عورت کی ذات خاص کا ہو شوہر کو اختیار ہے کہ وہ افلاس کے وقت اُسکو صرف مین لاوے اور عورت اپنے علیحدہ اور خاص مال کی نسبت بھی اپنے شوہر کے حکم کی مطیع ہے [۲]

---

[۱] رگھونندن کا قول ہے کہ اگر ایک منکوحہ عورت لاولد مر جائے تو صرف شوہر کو اپنی زوجہ کے اُس مال پر حق پہونچتا ہے جو کہ اُسنے اسے بعد بیاہ دیا ہو لیکن کوئی مال جو اُسکو اُسکے باپ نے یا مان نے دیا ہو اُسمین بھائی کا حق مقدم ہے۔

[۲] یہ وارثون کی ترتیب کولبروک صاحب کے ترجمہ داد بھاگ ص ۱۰۰ سے اکثر منقول ہے۔ اس ترتیب کی بابت میرے نزدیک مختلف مقامون مین کچھ بڑا فرق نہین ہے الا بنارس اور جگہ کے قوانین کی رو سے فرق ہا مین دولتمند اور مفلس بیٹون کے کیا گیا ہے جیسا کہ معمولی جائداد کے انتقال مین ہے علاوہ اسکے اور بھی باریک فرق اور اختلاف راے ہین چنانچہ بعض اُنمین سے مندرج ہین مگر زیادہ تفصیل اُنکی اس جگہ بیفائدہ ہے جیتو اہل اور بہت سے عالمان بنگالہ کے بموجب متوفی عورت کی وہ ملک جو اُسکو بیاہ مین نہین ملی ہے اور جسکو اُسے اُسکے باپ نے نہین دیا ہے اسکے بیٹے اور کواری لڑکیون کو برابر حصون مین ملے گی عام اس سے کہ لڑکیون کی نسبت ہو گئی ہو یا نہ ہو گئی ہو۔

چوتھا باب

تقسیم ملک کے بیان مین

جائداد جو ورثہ سے حاصل ہوا اُسکا بیان اوپر ہوچکا اب اُس جائداد کا بیان کرینگے جو مورث کے جیتے جی تقسیم کی روسے حاصل ہوتی ہے اور جو وارثون کو قائم مقام ہونے کے بعد تقسیم کی روسے ملتی ہے۔

بنگالہ مین تقسیم ملک کے واسطے باپ کی رضامندی ضرور ہے۔ مستثنی۔ جگناتھ کی راے

تقسیم کی نسبت باپ کی رضامندی ضرور ہے اور جبتک کہ باپ جیتا رہے تب تک بنگالہ کے قانون کے بموجب لڑکون کو اختیار نہین ہے کہ اُسکی رضامندی جبراً حاصل کرین الا اُس صورت مین جبکہ باپ کا حق ملکیت سے بالکل باطل ہوجاے مثلاً وہ نیچ قوم مین شامل یا تارک دنیا ہوجاے۔ جگناتھ نے البتہ اپنی راے یہ لکھی ہے کہ بیٹے جنکو سوتیلی ماں سے تکلیف پہونچے وہ راجہ سے درخواست کرکے تقسیم اُس میراث کی جو دادا کی ہے کرا سکتے ہین۔ مگر اُس مال کی تقسیم نہین کرا سکتے جو کہ خود باپ کا مکسوبہ ہو باپ

جگناتھ کی یہ راے ہے کہ وہ لڑکی جو منسوب ہوگئی ہے اُسکا حق اُس لڑکی کے سامنے جسکی نسبت نہین ہوئی جاتا رہتا ہے اور دونون کو حق مساوی بھائی کے ساتھ برابر حصہ پانے کا نہین ہے۔ رگھونندن کہتے ہین کہ کوئی قول ایسا نہین ہے جس سے منسوب لڑکی کا حق وراثت جائز ہو۔ بیوہار میوکھ اور ویر امترادوا کے مصنف صاف یہ لکھتے ہین کہ اگر کواری لڑکی نہو تو سلوجہ لڑکی جسکا شوہر زندہ ہو بھائی کے شامل ورثہ پائیگی۔

متاچھرا اور اور پُرانی معتبر کتابون کے بموجب جو بنارس مین جاری ہین بھائی اور بہن کسی نہج سے شامل ورثہ نہین پاسکتین۔ لیکن مادھوا چارج بیان کرتے ہین کہ بیٹے اور بیٹیان اپنی ماں کی ذات خاص کے مال کی بالاشتمال وارث ہین مگر صرف اُس صورت مین جبکہ وہ مال عورت کو شوہر کے خاندان سے ملا ہو۔ اور بخلاف اسکے وسس نتی مجھا چارج کہتے ہین کہ وے ہر صورت مین بالاشتمال ورثہ پائینگے الا اُس صورت مین جبکہ مال بیاہ کے وقت ملا ہے اور عورت کے والدین نے دیا ہے ایسے ایسے مسائل متناقض امور خفیفہ مین جنکا اوپر بیان ہوا جتنے چاہین لکھ سکتے ہین۔

کے اختیار تقسیم جائداد کی نسبت صرف ایک شرط یہ ہے کہ اسکی زوجہ اس عمر کو پہونچ جائے جبکہ اسکے آیندہ اولاد کا ہونا ممکن نہو اور یہ شرط صرف غیر منقولہ جائداد موروثی بٹنے واسطے ہے اور جو جائداد کہ خاص اسکی مکسوبہ ہے منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور وہ جائداد موروثی کسی قسم کی جیسا ایک شخص اجنب نے غصب کر لیا ہو اور وہ اسکو دوبارہ حاصل کرلے ایسی ہے جسکی تقسیم کے واسطے صرف باپ کی رضامندی ضرور ہے لیکن جو قانون کہ درباب تقسیم جائداد موروثی کے بنارس اور اور مقامون مین جاری ہے وہ بنگالہ کے قانون سے بہت مختلف ہے یعنی اگر ماں کے اور اولاد کا آیندہ پیدا ہونا ممکن نہو تو بموجب قانون متبع شیعہ بنارس کے بیٹے جائداد موروثی کو جبراً تقسیم کرا سکتے ہین گو باپ تارک الدنیا نہو ہوا اور تقسیم کرانا نہ چاہتا ہو۔[1]

قانون بنارس کے موجب بیٹے ملک موروثی کی تقسیم کرا سکتے ہین۔

قانون بنگالہ کے بموجب وہ ملک جو باپ کی مکسوبہ خاص ہے اسکو وہ غیر مساوی طور پر تقسیم کر سکتا ہے اور علی ہذا القیاس ملک منقولہ موروثی اور بھی کسی قسم کی ملک کو جو اُسنے دوبارہ حاصل کی ہو۔ اور اُسمین سے اُسے اختیار ہے کہ جتنی مناسب جانے اپنے پاس رکھے۔ اگر باپ جائداد کو غیر مساوی طور پر تقسیم کرے یا ایک بیٹے کو تقسیم ورثہ سے ناحق محروم رکھے تو یہ جائز مگر داخل گناہ ہے۔

قانون بنگالہ کے بموجب باپ کیونکر تقسیم کر سکتا ہے۔

لیکن موروثی غیر منقولہ جائداد پر جسکے حاصل کرنے مین ممکن ہے کہ بیٹون نے بھی مدد کی ہو باپ کو ایسا اختیار حاصل نہین ہے۔ ایسی جائداد پر بیٹے برابر کے حصہ کے حقدار ہین باپ البتہ اس جائداد مین سے اور اُسمین سے جو اُسکے بیٹون کی مکسوبہ ہے دو چند حصے لے سکتا ہے۔

بخلاف اسکے قانون بنارس کے بموجب باپ کو موروثی جائداد کا خواہ کسی قسم کی ہو غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا منع ہے اور اس غیر منقولہ جائداد کا بھی جو باپ کی خود مکسوبہ ہو۔ اور جو مال کہ اُسکا مکسوبہ خاص ہو اُسکی بھی تقسیم مین وہ دو چند حصہ نہین لے سکتا اور چونکہ مسئلہ وقعت اعرواقع بنارس مین جاری نہین ہے لہذا غیر منقولہ جائداد کو غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا صرف گناہ ہی نہین ہے بلکہ خلاف

قانون بنارس۔

[1] متاچھرا کا باب ۱ فصل ۲ دفعہ ۷۔

قانون ہے۔ ؎

مصنف توضیحات دھرم شاستر نے اُس باب مین جو بخشش اور غیر مساوی تقسیم سے متعلق ہے اس مطلب کو بہت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اگرچہ وہ اقرار کرتے ہین کہ یہ ایک بڑا دقت طلب مضمون ہے کیونکہ مختلف فیصلے ایسے ہوے ہین جو ایک دوسرے کے نقیض ہین مگر پھر بھی اُنکی راے یہ ہے کہ عطا کر دینا کُل جائداد غیر منقولہ موروثی کا صرف ایک بیٹے کو اور محروم رکھنا باقیون کو گو ایک گناہ ہے مگر قانوناً ناجائز نہین ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مصنف مذکور کی یہ تحریر صرف اُس قانون کی نسبت ہے جو بنگالہ مین جاری ہے۔ میری راے تحریر مذکورہ بالا کے خلاف ہے اور وجوہات اسکے یہ ہین۔

وجوہات خلاف غیر مساوی تقسیم کی جو خاص موروثی مین کیجاے۔

اول یہ کہ مسئلہ جسکی مین تائید کرتا ہون وہ اُن فیصلون کی رو سے جو حال مین ہوے ہین مسلم قرار دیا گیا ہے اور یہ فیصلے بعد اسقدر تحقیقات کماینبغی کے ہوے ہین کہ جو پہلے عمل مین نہین آئی تھی اور دوسرے یہ کہ صرف ایک قول جو خلاف اس مسئلہ کے ہے وہ دایبھاگ کے بموجب اس طور پر لکھا ہوا ہے۔ کہ "قول بیاس جس سے ممانعت ظاہر ہوتی ہے منشا اُسکا اُس گناہ سے ہے جو اخلاق کے خلاف ہے اُس سے یہ مراد نہین ہے کہ بیع یا انتقال ناجائز ٹھہرایا جاے پس چونکہ بخشش یا بیع کرنا تسلیم نہین کیا گیا ہے لہذا درصورت عمل مین آنے بخشش یا بیع کے خلاف ورزی اس ہدایت کی لازم آتی ہے۔ لیکن بخشش یا انتقال باطل نہین ہے اسواسطے کہ ایک امر واقعی سو مسائل سے بدل نہین جا سکتا" اب اگر اس عبارت کے معنی علی العموم طور پر لیے جائین اور یہ سمجھا جاے کہ اُنکی رو سے جملہ افعال جو صریح خلاف قانون کیے جائین وے جائز ہونگے تو اس عبارت سے قطعی منسوخی قانون کی لازم آتی ہے اور بہتر ہوگا کہ عدالت مین کل فیصلون کی ہدایت کے واسطے صرف یہی قول کافی متصور ہو

؎ حالانکہ منقولہ مال کو جسطرح باپ کی خوشی ہو اُسطرح علیحدہ کرنے کے واسطے ممانعت نہین ہے پس ایسا مال گو اگر وہ ایک بیٹے کو عطا کر دے تو یہ امر خلاف قانون ہوگا ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۵ مین کولبروک صاحب کا کلام منقول ہے اُسی کتاب کے ص ۶ مین یہ مذکور ہے کہ باپ کو اختیار نہین ہے کہ مال غیر منقولہ مکسوبہ کو حسب الخواہ علیحدہ کر دے۔

جو تمثیل کہ دائبھاگ کے شارح نے بغرض توضیح اس قول کے لکھی ہے اُس سے اصلی
وہ طینت جسکے سبب سے یہ بے معنی بلکہ نقصان رسان مسئلہ غیر معقول لکھا گیا صاف ظاہر
ہے بیان اُسکا یہ ہے کہ جیسا ایک امر واقعی سو مسائل سے نہیں بدل سکتا ویسا ہی مار ڈالنا
ایک برہمن کا گو بہت بڑا گناہ اور ناجائز فعل ہے مگر جبکہ ارتکاب اُسکا ہو گیا تب اُسکا کچھ
علاج نہیں ہے یعنی وہ مردہ برہمن پھر زندہ نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہ تمثیل اُس صورت مین
مناسب ہو سکتی تھی جبکہ انتقام نہ ہو سکتا اور قانون مین ضرر رسانی کے واسطے مکافات
ممکن الوقوع کا حکم نہوتا۔ علاوہ اسکے اس نتیجہ مین اسوجہ سے بہت کم حجت باقی رہتی ہے
کہ یہ مقولہ بیاس کا دائبھاگ کے اُس باب مین واقع ہوا ہے جسمین مال مکسوبہ
کا بیان ہے اور جہان موروثی مال کا کچھ ذکر بھی نہین ہے۔ اور اگر دلیل مزید اس
امر کی مطلوب ہو کہ باپ کو اختیار نہین ہے کہ موروثی غیر منقولہ جائداد کو غیر مساوی
طور پر تقسیم کر دے یا اُس جائداد کی نسبت کوئی اور امر ایسا کرے جس سے بیٹے کو
نقصان پہونچنا متصور ہو تو صرف حوالہ دینا اس قاعدے کا کافی ہے جو ترجمہ
انتخاب متاچھرا کے تیسرے باب کی فصل ۷۔ دفعہ ۱۰ مین یہ بحث مقدمات
درج ہے اور وہ قاعدہ یہ ہے "زمین جو دادا کی مکسوبہ ہے اُسمین باپ اور بیٹے
کا حق ملکیت یکسان ہے" الخ۔ اس مقولہ سے ظاہر ہے کہ زمین جو دادا کی مکسوبہ ہے
اُسکے حقدار باپ اور بیٹا دونون یکسان ہین پس اگر باپ جائداد غیر منقولہ کو
جو دادا کی مکسوبہ ہے کسی طرح علٰحدہ کرے اور بیٹا اس امر کی عدالت مین نالش
کرے تو یہ مقدمہ باپ اور بیٹے کے باہم مسموع ہوگا۔ یہ فقرہ اُس بحث مین ہے جسکا
یہ مضمون ہے کہ کن شخصون کا عدالت مین متخاصمین ہونا زیبا ہے اگرچہ یہ صاف
لکھا ہے کہ وہ تنازع جسمین باپ اور بیٹا مدعی اور مدعا علیہ ہین اخلاق کے خلاف
ہے مگر پھر بھی بیٹے کا حق اسقدر مستقل قرار دیا گیا ہے کہ اُسکے قائم رکھنے
کے واسطے وہ اپنے باپ کے خلاف نالش دائر کر سکتا ہے کیونکہ ایک استحقاق
جو قانوناً جائز ہے بہ نسبت اُسکے فسخ کر دینے کے امر خلاف اخلاق کا کرنا بہتر ہے

اس امر کی بحث کہ باپ کا غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا ملک بنگالہ مین کس مرتبہ تک جائز شمار کرنا چاہیے ایک مقدمہ مین جسکو صدر دیوانی عدالت نے سنہ ۱۸۱۶ء مین فیصل کیا کما ینبغی ہوئی ہے [1] اس مقدمہ مین یہ قرار پایا کہ جائداد غیر منقولہ موروثی کو غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا خلاف دھرم شاستر اور ناجائز ہے لیکن باپ اگر اپنی مکسوبہ جائداد و نیز منقولہ موروثی جائداد کو غیر مساوی طور پر تقسیم کرے تو یہ امر دھرم شاستر کے مطابق اور جائز ہوگا بشرطیکہ تقسیم ایسی نیت سے نہ کی گئی ہو جس سے کہ قانونًا تقسیم کرنیکا اختیار زائل ہو جاتا ہے ایک تنبیہ متعلقہ مقدمہ مذکور مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ جائداد غیر منقولہ موروثی کا غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا جسکی بابت بموجب معتبر عالمون دھرم شاستر کے امتناع صریح ہے ایک ایسا امر ہے کہ اُسیر جمتو اہن وغیرہ نے جو تاویلات لکھی ہین اُنمین سے کسی کے بموجب وہ ناجائز نہین ٹھہرایا جا سکتا۔ جگنا تھ اپنے خلاصہ مین راے مرقومہ بالا کے خلاف لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر باپ بخلاف ورزی قانون تمام یا تھوڑا سا حصہ موروثی جائداد غیر منقولہ کا دیدے تو ایسا ہبہ جائز ہے بشرطیکہ وہ غصہ کی حالت مین یا کسی اور ایسی حالت مین نہو جسکے باعث اُسکو تقسیم کرنے کا اختیار حاصل نہین رہتا ہے اگر یہ مقولہ مان لیا جاے تو یہ امر بدرجۂ اولی مستنبط ہونا چاہیے کہ باپ کو اختیار ہے کہ جائداد موروثی غیر منقولہ کو غیر مساوی طور پر تقسیم کردے لیکن مقدمۂ مذکورۂ بالا مین بموجب قول اکثر عالمون کے بالعکس اس مسئلہ کے تجویز ہوا ہے۔

جگنا تھ کی راے کی تنسیخ۔

اگر باپ نے جائداد کو تقسیم کر دیا ہو اور بعد ازان لڑکا پیدا ہو تو وہ تنہا مالک اُس ملک کا ہوگا جو باپ نے اپنے پاس رکھ لی تھی اور اگر باپ نے اپنے پاس کچھ نہ رکھی ہو تو اور بیٹون کو واجب ہوگا کہ اپنے حصون مین سے سب سے چھوٹے بھائی کو ایک حصہ دین۔ جمتو اہن اور رگھونندن اور سری کشن ورا اور مصنفان بنگالہ کے بموجب جبکہ باپ جائداد کو تقسیم کرے تو اُسکو چاہیے کہ ایک حصہ جو بیٹے کے حصہ کے برابر ہو لاولد زوجہ کو دے اور اُسکو نہ دے جسکے اولاد ذکور ہے۔ لیکن ہری ناتھ کا یہ قول ہے کہ اگر باپ دو حصے یا دو سے زیادہ

حق اُس بیٹے کا جو بعد تقسیم پیدا ہوا ہو

لاولد زوجہ کا حق بنگالہ کے عالمون کے بموجب

ہری ناتھ کی راے

[1] کل بحث کے واسطے صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ ۔ ص ۲۱۴ ۔ دیکھو۔

حصے اپنے واسطے رکھ لے تو اُس صورت مین ازواج کو کوئی حصہ دینا ضرور نہین ہے کسواسطے کہ حصون مذکورہ سے انکی پرورش ہو سکے گی۔ بیاد ار نوستو مین لکھا ہے کہ جبکہ باپ جائداد برابر کے حصون مین بیٹون کو تقسیم کردے تو ایک مساوی حصہ اپنی زوجہ کے واسطے رہنے دے لیکن جس صورت مین کہ وہ جائداد کو غیر مساوی حصون مین تقسیم کرے اور اپنے واسطے حصہ کثیر رہنے دے تو ایسی حالت مین اُسپر واجب ہے کہ وہ اپنی ہر ایک زوجہ کے واسطے اپنے حصہ مین سے اسقدر دے جسقدر کہ بحساب اوسط اُسکے ایک بیٹے کا حصہ ہو مگر یہ حصے ازواج کے واسطے صرف اُسی صورت مین مقرر کیے جاتے ہین جبکہ کسی طرح کا مال انکو کبھی نہ دیا گیا ہو۔ بعض عالمون کی یہ راے ہے کہ اگر زوجہ کو کسی اور صورت سے کوئی جائداد حاصل ہوگئی ہے تو بیٹے کا جو حصہ ہو اُس سے نصف زوجہ کو ملے اور بعض یہ لکھتے ہین کہ جو جائداد کہ زوجہ نے پائی ہو اور اُسمین کمی ہو تو بقدر اُس کمی کے بیٹے کے حصے مین سے مقرر کیا جاوے۔ جگناتھ کا یہ قول ہے کہ اگر زوجہ کو کہین سے کچھ ایسی دولت ملے جسپر اخیر کو اُسکے شوہر کا حق پہونچتا ہو تو یہ دولت اُس حصہ مین محسوب ہوگی جو حصہ کہ زوجہ کے واسطے تقسیم کے وقت مقرر ہو لیکن اگر مال اُسکو اُسکے باپ یا کسی اور رشتہ دار سے ملا ہے یا شوہر کے ماموں یا شوہر کے کسی اور بعیدی قرابتدار سے حاصل ہوا ہے تو چونکہ اُس مال پر شوہر کا کچھ تعلق نہین ہے لہذا ایسا مال تقسیم جائداد کے وقت اُسکے حصہ مین محسوب نہوگا۔

قاعدہ جبکہ زوجہ کو مال ملا ہے۔

دھرم شاستر جو بنارس اور متھلا وغیرہ مین جاری ہے وہ اس باب مین بنگالہ کے دھرم شاستر سے مختلف ہے اور خود اُسمین بھی اختلاف واقع ہے۔

بنارس اور متھلا کے مسائل حصص ازواج کے باب مین۔

وگنیشر کا قول ہے کہ "جبکہ باپ اپنی رضامندی سے اپنے تمام بیٹون مین جائداد مساوی طور پر تقسیم کردے تو اُسپر لازم ہے کہ اپنی ازواج کے واسطے بھی جنکو کوئی مال بطور استری دھن اُنکے شوہر یا خسر سے نہین ملا ہے حصے اپنے بیٹون کے حصون کے برابر مقرر کرے" اور وہی مصنف آگے لکھتا ہے کہ اگر کوئی علیحدہ جائداد اُنکو ملی ہے تو اُنکو نصف حصہ ملے یعنی اُسکے قول کا مضمون یہ ہے کہ "اگر کوئی جائداد

ملی ہے تو شوہر کو نصف حصہ مقرر کرنا چاہیے" مادھو اچارج کے بموجب اگر باپ
اپنی رضا و رغبت اپنے بیٹون کو برابر حصہ دے تو اُسپر لازم ہے کہ اپنی ازواج کے
واسطے جنکو کوئی علیحدہ جائداد نہین ملی ہے ایک حصہ جو ایک بیٹے کے حصے کے برابر
ہو مقرر کرے لیکن اگر کوئی علیحدہ جائداد اُنکو ملا ہے تو اُس صورت مین نصف حصہ ملے
لمل کر جو بالاونت دیو کا مصنف ہے ٹی الحوم یہ کہتا ہے کہ اگر باپ مرگیا ہو یا زندہ ہو
اُسکی ہر ایک زوجہ اُسی قدر حصہ پانے کی مستحق ہے جسقدر کہ بیٹا لیکن سول یان نے
دیپک لیکھ مین لکھا ہے کہ اگر باپ اپنی خوشی سے جائداد لواپنے لڑکون مین برابر
تقسیم کر دے تو اُسکو لازم ہے کہ اپنی صرف ہر ایک ایسی زوجہ کو جسکے اولاد ذکور نہو بیٹون کے
حصہ کے برابر حصہ دے۔ اور سمرتی پودھ بھی یہ لکھتا ہے کہ جن ازواج کی اولاد مین بیٹا نہو
اُنھین کو حصہ ملے۔ پھر یہ کہتا ہے کہ جبکہ باپ اپنی جائداد کا حصہ کثیر اپنے پاس رکھ چھوڑے
اور جزو قلیل اُسمین سے اپنے بیٹون کو دیدے یا کہ دوچند حصہ اپنے پاس رکھلے تو اُسپر لازم ہے
کہ وہ خاص اپنے حصہ مین سے اپنی ازواج کو دے پس ازواج کو صرف اُسی صورت مین
حصص جداگانہ دینے کا حکم ہے جبکہ وہ اپنی جائداد کو برابر تقسیم کرے۔ غرض ان وجوہات کا
خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب باپ جائداد کو اپنے بیٹون مین برابر تقسیم کرے تو اُسکی ازواج
جنکے اولاد ذکور نہین ہے برابر حصے پانے کے مستحق ہین اور جب وہ ایک حصہ کثیر اپنے پاس
رکھ چھوڑے تو اُس صورت مین اُنکی ازواج کسی خاص حصہ کے پانے کا استحقاق نہین رکھتی ہین
مگر اُسکو اُنکی پرورش لازم ہے اور جس صورت مین کہ تقسیم غیر مساوی طور پر عمل مین آئی ہے
تو ازواج کے حصص کا تعین بحساب اوسط بیٹون کے حصون کے ہونا چاہیے۔ درصورت
تقسیم موروثی جائداد کے دادی کی نسبت بھی یہی قواعد متعلق ہین۔

خلاصہ وجوہات۔

کس صورت مین بھائی تقسیم کر سکتے ہین۔

والدین کی وفات یا اُنکی جائداد سے قانونًا محروم ہو جانے کے بعد بھائیون کو اجازت
ہے کہ چاہین جب جائداد منقولہ و غیر منقولہ اور موروثی او رمکسوبہ کو آپسمین تقسیم کر لین
اور بموجب آئین متعلقہ ضلع بنگالہ کے بیوہ اپنے شوہر متوفی کے بھائیون کے ساتھ جائداد غیر منقسم
مین صرف شریک ہی ہونے کی مستحق نہین ہے بلکہ اُسے اُس جائداد کو تقسیم بھی کرا سکتی ہے

گو اُسکا حصہ بعد اُسکی وفات کے اُسکے شوہر کے وارثون کو پہونچیگا لیکن حیات
والدہ کے بھی تقسیم ممکن ہے - یہ مسئلہ اگرچہ جیمتواہن کے قول کے خلاف ہے مگر عالمان حال نے
اسکو تسلیم کیا ہے اور بالعموم اسپر عمل ہوتا ہے[۲]

بھتیجون کا حق -

بھتیجے جنکے باپ مرگئے ہون یا اُنکی اولاد چوتھی پشت تک بشمول متوفی کے بھائیون کے
برابر کے حقدار ہین اور بالاصول حصہ پائینگے اور اُنمین سے ہر شریک کو اختیار ہے کہ وہ
اپنا حصہ جدا کرا لے[۳]

مان اور دخترون کا حق -

تمام ایسی صورتون مین مان کو بقدر بیٹے کے حصے کے ملنا چاہیے اور جو زوجہ باپ کی
لاولد ہو اُسکے واسطے مقرر ہونا وجہ معاش کافی کا ضرور ہے - اور متاچھرا اور اُوڑیسہ کے
بموجب جو بنارس اور جنوبی اضلاع ہند مین جاری ہین ازواج لاولد بھی برابر کے حصے
پانے کے مستحق ہین کیونکہ لفظ ماتا سے حقیقی و سوتیلی مان دونون مراد لی گئی ہین - صرف
سمرتی چندریکا ہی ایسی کتاب ہے جسکی رو سے مان کو بالکل حق نہین پہونچتا - ناکتخدا
دخترون کے واسطے اسقدر حصہ مقرر کرنا چاہیے جو اُنکے بخوبی بیاہ ہو جانے کے واسطے کافی
ہوئے[۴] اور یہ حصہ بھائی کے حصہ مین سے بقدر چہارم مقرر کیا گیا ہے یعنی فرض کرو کہ ایک بیٹا
اور ایک بیٹی ہے تو اس صورت مین جائداد کے دو حصے کرنے چاہئین اور اُنمین سے ایک
حصہ کے پھر چار حصے کیے جائین اور ان چار مین سے ایک حصہ دختر کا ہے اگر دو بیٹے اور ایک
بیٹی ہو تو اُس صورت مین جائداد کے تین سہام کرکے اُسمین سے پھر ایک حصہ کی چہارم یعنی کل

---

[۱] بھیرون چند مدعی بنام رسومنی مدعا علیہا کے مقدمہ مین جو تنقیح لکھی ہے اُسکو صدر دیوانی کی رپورٹ جلد ۱ ص ۲
مین دیکھو - اُسی جلد کے ص ۵۸ مین مقدمہ بلکنٹھ راے مدعی بنام منی چودھراین مدعا علیہا دیکھو - اور اُسی جلد کے
ص ۱۳۵ مین مقدمہ رانی بھوانی دیبی وغیرہ مدعیان اور رانی سورج منی مدعا علیہا کو بھی معائنہ کرو بنارس کا قانون
اس امر کے خلاف ہے مقدمہ لچھیب سنگھ مدعی بنام شیو منوک سنگھ مدعا علیہ جلد ایضاً ص ۵۹ مین دیکھا جاوے -

[۲] خلاصہ کے ص ۲۳-۹-۶۰ دیکھو -

[۳] خلاصہ کے ص ۹۰-۹۳ مین منقول ہے اور اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ ص ۲۹۲ کو بھی دیکھو -

[۴] ایضاً ص ۹۶-۹۷ -

جائداد کا بارھوان حصہ بیٹی کا حق ہے - اگر ایک بیٹا اور دو بیٹیان ہون تو اس صورت مین
جائداد کے تین حصے کرکے اُنمین سے دو حصون کے چار حصے کرنے چاہئین اور اُنمین سے ایک
ایک ربع لڑکیون کا حق ہے [1] لیکن نہایت معتبر عالمون کے بموجب اسطرح پر حصے دخترون کے
واسطے عموماً مقرر نہین کیے جاتے ہین کسواسطے کہ جس صورت مین جائداد قلیل ہے اور اسوجہ سے
اُسکا اسطور پر تقسیم کرنا موجب قباحت ہے یا کہ جائداد کثیر ہے اور اس جہت سے منجملہ اُسکے
بطور مذکورہ بالا حصہ دینا بیاہ بخوبی ہوجانے کے واسطے غیر ضرور متصور ہے تو ایسی صورتون مین
بہنین صرف اسقدر پانے کی مستحق ہین جو کہ صرف بیاہ کے واسطے کافی ہو [2]

بہنون کا حق غیر معین ہے

غرض کہ بہنون کے واسطے جو معین کیا گیا ہے اُس سے منشا یہ ہے کہ خاندان کی عزت
قائم رہے اور یہ امر بطور سلوک کے ہے نہ کہ بطور استحقاق کے -

حصہ جائداد حاصل کرنے والے کا -

اگر ایک بھائی جائداد مشترک مین کوئی صورت بہبود پیدا کرے تو اسوجہ سے وہ حقدار
زیادہ حصہ نہین ہوجاتا ہے مگر جبکہ اُسنے صرف اپنی کوشش سے بلا مدد غیرے ملک حاصل
کی ہو تو بموجب قانون متعلقہ بنگالہ کے بحالت تقسیم ملک مذکور اُسکو دوچند حصہ مل سکتا ہے -
اور صدر دیوانی عدالت سے یہ تجویز ہوئی کہ جبکہ چار بھائیون مین سے جو متفق رہتے ہون
ایک بھائی سرمایہ مشترکہ یا بھائیون کی ذاتی مدد سے جائداد حاصل کرے تو اس جائداد کے

---

[1] متاچھرا کا باب جو وراثت کے بیان مین ہے اُسکی دفعہ ۷ دیکھو -

[2] توضیحات دھرم شاستر کے مصنف نے اپنی کتاب کے ص ۱۰۲ - اور صفحات مابعد مین اس امر کی
بحث بصراحت لکھی ہے اور جو خلاف کہ قواعد ہنود مین اس امر کی نسبت مین اُنکی تصریح کی گئی ہے
لیکن اخیر مین اُنھون نے بھی یہی نتیجہ نکالا ہے کہ بہن کا البتہ ایک دعوے ہے مگر استحقاق
نہین ہے - صدر لینڈ صاحب کی راے بھی دیکھو جو اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ ص ۳۰۱ - مین منقول
ہے اُسکا مطلب بھی یہی ہے -

کولبروک صاحب کی راے بھی کتاب مذکور کے ص ۳۶۱ - اور ۳۸۵ - مین دیکھو -

[3] متاچھرا باب اول فصل ۴ - دفعہ ۴ - اور جلد ۲ مین تنبیہ متعلقہ مقدمہ ۱۵ - کو معائنہ کرو مقدمہ مذکور اُس باب
مین لکھا ہے جسمین تفصیل اس امر کی ہے کہ کون اسباب قابل تقسیم ہے اور کون نہین -

دو خمس اُسکے حاصل کرنے والے کو ملینگے اور ایک ایک خمس اور بھائیون کو ملیگا[1] لیکن قانون متمشیہ بنارس کی رو سے باہم اُس بھائی کے جسنے اپنی ذات خاص سے مدد کی ہو اور اُس بھائی کے جسکی جانب سے کچھ کوشش نہوئی ہو امتیاز نہین ہے اگر جائداد کے حاصل کرنے مین سرمایہ موروثی صرف ہوا ہے تو سب بھائیون کا حصہ مساوی ہوگا[2] اگر سرمایہ مشترکہ صرف نہوا ہو[3] تو جسنے اپنی جہد و سعی سے جائداد حاصل کی صرف وہی مستحق اُسکا ہوگا[4] اور جس صورت مین کہ جائداد بلا امداد سرمایہ مشترکہ کے خاندان مین سے صرف ایک شخص کی محنت و کوشش سے حاصل ہوئی ہے تو ب کنبے کے اور اشخاص گو وے بزمانہ حصول اُسکے آپس مین شریک رہتے ہون مستحق شرکت جائداد مکسوبہ مذکور کے نہونگے[5] یہی قاعدہ اُس مال کی نسبت بھی مستعمل ہے جو دوبارہ حاصل کیا گیا ہو

قانون بنارس کے بموجب۔

الاارضی کی صورت مین حاصل کرنے والا بہ نسبت اور بھائیون کے ایک ربع کا زیادہ مستحق ہے[6] اور یہ امر بھی تجویز پا چکا ہے کہ اگر اراضی ایک بھائی کی محنت اور دوسرے بھائی کے زر سے حاصل ہوئی ہو تو ہر ایک اُنمین سے نصف حصہ کا حقدار ہے اور اگر وہ اراضی ایک کے زر اور محنت اور دوسرے کی صرف محنت سے حاصل ہوئی ہو تو اول شخص کو حصہ بقدر دو ثلث اور دوسرے کو ایک ثلث ملے گا۔ مگر ظاہرا یہ تجویز طریقہ انصاف پر مبنی ہے نہ کسی خاص قاعدہ دھرم شاستر پر[7]

صورت دوبارہ حاصل کرنے کی۔

---

[1] صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ا ص ۶۔

[2] تنقیح متعلقہ مقدمہ ۴ جلد ۲ کے اُس باب مین جو بیٹون وغیرہ کے بیان مین ہے معائنہ کیجائے۔

[3] تنقیح اس امر کی کہ کام مین لانا سرمایہ مشترک کا کس صورت مین لازم آتا ہے اکثر دشوار ہے اور اسکے واسطے کوئی ایسا عام قاعدہ نہین لکھا جا سکتا جو سب صورتون پر صادق آئے ہر ایک مقدمہ بموجب اُسکی روئداد کے فیصل کرنا چاہیے ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۳۰۶ دیکھو۔

[4] خلاصہ کیس ۲-۹-۱۱۰ دیکھو۔

[5] مقدمہ کالی پرشاد راے وغیرہ مدعی بنام ڈگمبر راے مدعا علیہ کو جلد ۲ ص ۳۲۷ مین دیکھو۔

[6] دوسری جلد کے ص ۳۶۵ مین سنگر سے منقول ہے۔

[7] مقدمہ کوشل چکروتی مدعی بنام رادھا ناتھ مدعا علیہ مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۱ ص ۳۳۶۔

جائداد غیر ممکن التقسیم

ندرانہ جو بیاہ کے وقت ہوا ور نیز جو کچھ علم یا شجاعت کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو اُسپر علی العموم تقسیم کے وقت بھائیون کا دعوی نہین ہوپہنچتا ہے اور بعض چیزین ایسی ہین کہ قانوناً اُنکی تقسیم نہین ہوسکتی - جائداد غیر ممکن التقسیم کی تفصیل فرید ناظرین نسخہ ہذا کو ترجمہ خلاصہ بیگنا تہر کی جلد ۲ ص ۳۳۲ سے واضح ہوگی اور دوسری جلد کا وہ باب بھی کہ جسمین بیان مال ممکن التقسیم اور غیر ممکن التقسیم کا ذکر ہے ملاحظہ طلب ہے ایک قول کے بموجب جو زیادہ ترصحیح ہے یہ قرار پایا ہے کہ اگر منجملہ جائداد منقسمہ کے ایک جزو بطور غیر منقسم رہے تو اُسپر عام قواعد تقسیم جو مال مشترک کے واسطے مستعمل ہین موثر نہونگے یعنی اگر وقت تقسیم کل جائداد کے کوئی جزو اُسکا مشترک چھوڑ دیا جاے تو باوجود علٰحدہ ہونے کے متوفی بھائی کی زوجہ اُسمین شریک نہین ہوسکتی بلکہ وہ بقیہ جائداد صرف بھائی کا حق ہے۔

ثبوت تقسیم

ملک کی تقسیم بلا تحریر یا بغیر کسی اور تکمیل ضابطہ کے ممکن ہے اور اگر ثانی الحال کچھ حجت واقع ہو تو اُسکی تنقیح ثبوت قرائن سے ہوجاے گی۔ تقسیم ہونے یا نہونے کا حال بھائیون کے صرف سکونت کے طریقے سے مستنبط نہین ہوسکتا کیونکہ ممکن ہے کہ وے بظاہر بالاتفاق رہتے ہون مگر معاملات جائداد مین ہر واحد علٰحدہ ہو - یا بالعکس اُسکے وہ علٰحدہ رہتے ہون مگر بلحاظ ملکیت وے آپس مین شامل ہون گو کہ طریقہ مذکور فی الحقیقت منجملہ اُس ثبوت قیاسی کے ہے جسپر درصورت ہونے تذبذب کے واسطے تنقیح شرکت یا علٰحدگی خاندان نسبت مال مکسوبہ اور دیگر جائداد کے لحاظ ہوسکتا ہے لیکن [1] اس باب مین صرف یہی ایک ذریعہ شناخت کا معلوم ہوتا ہے کہ اگر وے لوگ جداگانہ معاہدے کرین اور ایک دوسرے کا ضامن ہو یا اُنکی جانب سے اسی قسم کے فعل بالافراد عمل مین آوین تو ان اُمور سے معلوم ہوجاے گا کہ ایک دوسرے کا پابند نہین ہے یا ایک دوسرے سے

[1] ضمیمہ اصول دہرم شاستر کے ص ۲۲۴ کو دیکھو۔

[2] تتمہ متعلقہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ا ص ۲۳۶ -

باہم کچھ تعلق نہیں ہے ۱؎ ایک مشتمل ہند و خاندان کے مقدمہ مین صدر دیوانی عدالت
سے یہ تجویز ہوئی کہ ملک مکسوبہ اہل خاندان کی مشترک تصور کیجاے گی تا وقتیکہ خلاف
اسکے ثابت نہو اور ثبوت اس امر کا اُس شخص کے ذمہ ہے جو اپنی حقیت بلا شرکت
غیرے بیان کرکے دعوی پیش کرے ۲؎ ایک اور مقدمے کی یہ صورت ہے کہ
ایک شخص ہند و خاندان کا جسمین ظاہری مراتب جدائی کے نہ تھے جدا تصور
کیا گیا اور اُسکو مال مکسوبہ خاندان مین سے کچھ حصہ نہ ملا اسوجہ سے کہ وہ مع اپنے
باپ کے اور کنبے کے لوگون سے علٰحدہ کھاتا تھا اور تجارت مین نفع و نقصان
کے شامل نہ تھا گو بعض اوقات اُس سے اُسکے کنبے کے لوگ کام لیتے تھے اور
اُسکو اُسکے ذاتی اخراجات کے واسطے کبھی کبھی کچھ دیتے تھے ۳؎ قانون مین
نسبت استحقاق اُس اولاد کے جو باپ کی جائداد تقسیم کرنے کے بعد پیدا ہو
بخصوصیت احتیاط کی گئی ہے۔ لیکن ملک موروثی کی نسبت یہ احتمال نہین ہوسکتا
کہ کسی حقدار وارث کا حق باطل ہوسکے کیونکہ جب تک کہ ماں کے اولاد کا پیدا
ہونا ممکن ہو اُسوقت اک تقسیم ملک قانوناً منع ہے اگر احیاناً ایسا امر ظہور مین
آئے تو اس سے کے لیے یہ مقرر ہے کہ باپ تقسیم کرنے کے وقت اپنے پاس
دو حصے رکھ لے اور ان حصون کا صرف وہی بیٹا مستحق ہوگا جو بعد تقسیم
ملک کے پیدا ہو اور واسطے حفظ استحقاق ایسی اولاد کے ایک اور قاعدہ
موثر بھی قرار دیا گیا ہے یعنی باپ کو درصورت ضرورت اختیار ہے کہ اُس

۱؎ خلاصہ جلد ۳ ص ۱۴۷ – ۱۴۹ – اور اُن مقدمات کو اُس باب مین دیکھو جو تقسیم کے ثبوت مین ہے –
کولبروک صاحب کی راے کو بھی دیکھو جو کہ اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ ص ۳۲۵ مین منقول ہے –

۲؎ مقدمہ گور چندر راے وغیرہ مدعیان بنام ہرچندر راے مدعا علیہ سندر جٹہ رپورٹ صدر
دیوانی عدالت جلد ۴ ص ۱۶۲ –

۳؎ راج کشور راے وغیرہ مدعیان بنام ہیو سنتود اس مدعا علیہا کے مقدمہ کو صدر دیوانی عدالت
کی رپورٹ جلد ۱ ص ۱۴ – دیکھو –

ملک کو جو اُسنے اپنے بیٹون مین تقسیم کر دی ہے پھر واپس لے لے[1]

پانچوان باب

بیاہ کے بیان مین

چونکہ پنڈتان عدالت سے بیاہ کے امور مین کمتر استفسار ہوا ہے تو اس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ عدالت ہاے دیوانی مین اس قسم کے تنازع اکثر دائر نہین ہوتے ہین - اس قسم کے تنازع اور دوسے جوذات کی بابت ہین اکثر اپس کی پنچایت سے فیصلہ پاتے ہین - مگر احاطہ بمبئی اور بعد اس کے اضلاع مین ایسا نہین ہے وہان بہت سے بیاہ اور ذات کے مقدمات عدالت ہاے مقررہ سرکار انگریزی مین فیصلے کے واسطے دائر ہوے ہین[2] پس چونکہ امور متعلقہ بیاہ کا فیصلہ بھی سرکار کمپنی کی عدالتون کو قانوناً کرنا ہوتا ہے لہذا اُن اصلی قواعد کا جو بیاہ کے باب مین ہین اس جگہ لکھنا نامناسب نہوگا -

بیاہ قوم ہنود مین صرف ایک دنیوی معاہدہ ہی نہین ہے بلکہ دین کی رو سے ایک بڑا متبرک معاملہ ہے - جو رسوم کہ تین اعلی قومون کے واسطے مقرر ہین اُنہین سے یہ اخیر رسم ہے اور شودر کے واسطے صرف یہی ایک رسم مقرر ہے[3] - اور یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ شخص جسکا ازدواج نہین ہوا ہے وہ قابل ادا کرنے فرائض مذہبی کے نہین ہے[4]

---

[1] جلد ۲ تقسیم ملک کے باب مین مقدمہ ۲ - کو دیکھو -

[2] ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۲ - دیکھو - اور بمبئی کی رپورٹ جلد ۱ - کے صفحات ۱۱ - ۳۵ - ۳۶۳ - ۲۷۰ - ۲۷۹ - ۳۰۹ - اور جلد ۲ کے صفحات ۱۰۸ - ۲۲۳ - ۲۳۴ - ۳۰۳ - ۵۷۹ - ۶۰۵ - کو معائنہ کرو -

[3] خلاصہ جلد ۲ - ص ۲۰۴ -

[4] خلاصہ جلد ۲ - ص ۲۰۰ -

یہ امر معروف ہے کہ عورات نہایت صغر سنی مین منسوب کیجاتی ہین اور اس طور پر منسوب
کر دینا درحقیقت بمنزلۂ بیاہ کے ہے اور نسبت کے بعد معاہدۂ ازدواج بہر صورت
جائز و مستحکم ہو جاتا ہے - اور بفور ادا ہونے بعض رسوم کے معاہدۂ مذکور مکمل ہو جاتا ہے
اور پھر رد نہین ہو سکتا گو بلحاظ مصاحبت اتمام کو نہین پہونچتا[۱] بعد وفات شوہر
اول کے دوسرے بیاہ کا دھرم شاستر مین مطلق ذکر نہین ہے[۲] اگرچہ نیچ قوم مین
اس امر کا بہت رواج ہے - کثیر الازدواجی بغیر کسی وجہ قوی کے قانوناً منع ہے الا ان
صورتون مین جنمین ازدواج کے معاہدے کو منسوخ کرنا جائز ہے یعنی عقیمہ ہونے کی
صورت مین یا مرض وغیرہ کے سبب سے مگر اس قاعدہ کی پابندی چندان نہین ہے
چنانچہ قول منو[۳] جسکی رو سے کثیر الازدواجی منع ہے اُسکو فی زمانہ اُسکے جائز ٹھہرانے
کے واسطے پیش کرتے ہین منو کہتا ہے کہ دو جنمے[۴] قومون کے شخصون کو اول
بیاہ ہم قوم عورت کے ساتھ کرنے کا حکم ہے لیکن اگر وے بسبب خواہشات نفسانی کے
پھر بیاہ کرنا چاہین تو درصورت نہ مل سکنے عورات ہم قوم کے بہ ترتیب اقوام دوسری
قوم مین بیاہ کرنا بہتر ہوگا اس مقولہ سے زمانۂ حال کے لوگ یہ قرار دیتے ہین کہ چونکہ
اس زمانہ مین بیاہ غیر قوم کی عورت سے منع ہے پس اس سے بالضرور یہ لازم آتا ہے

[۱] خلاصہ جلد ۲ - ص ۲۸۴ - اور بیاہ مین جو رسوم ہوتی ہین اُنکا احوال ایشیاٹک ریسرچز جلد ۷ -
ص ۲۰۸ - مین معائنہ ہو وارڈ صاحب نے جو اہل ہنود کے باب مین کتاب لکھی ہے اُسکی جلد ۱ کا
ص ۱۳۰ - دیکھا جاے -

[۲] لیکن ایک بیوہ جو اولاد کی خواہش سے دوبارہ بیاہ کرے اور اس طور پر اپنے متوفی شوہر کی
تحقیر کا باعث ہو تو وہ اپنی بے حرمتی کرتی ہے اور اپنے مالک متوفی کے مقام سے نکال دیجاے گی
یہ امر خلاصہ کی جلد ۱ - ص ۴۶۳ - مین منو سے منقول ہے -

[۳] منو باب ۳ - دفعہ ۱۲ -

[۴] دو جنمی قومون سے برہمن اور چھتری اور ویش مراد ہین اور دو جنمی اُنکو اسواسطے کہتے ہین کہ زنار بندی
کے وقت گویا اُنکا دوبارہ جنم ہوتا ہے - من المترجم -

کہ ایک ہی فرقے کے متعدد ازدواج جائز ہین لیکن یہ استنباط ہرگز درست معلوم نہین ہوتا اور ارتکاب ایسے فعل کا پنڈتون کے نزدیک مذموم ہے گو یہ امر خصوصاً کلین مین جو سبب سے اونچی ذات کے برہمن ہین بہت رائج ہے ـ

اگر ایک شخص بلا وجہ معقول اپنی زوجہ کو چھوڑ کر دوسری سے بیاہ کرے تو پہلی زوجہ کو اُسے اسقدر روپیہ دینا ہوگا جسقدر کہ اُسکا دوسرے بیاہ کرنے مین صرف ہوا ہے بشرطیکہ زوجہ مذکور نے استری دھن نہ پایا ہو اور اگر پایا ہو تو شوہر کو لازم ہے کہ بقدر کمی اُسکو روپیہ دے مگر شوہر کو کسی حالت مین اپنی جائداد کے ایک ثلث سے زیادہ دینا ضرور نہین ہے ـ زوجہ کو کسی وجہ سے چھوڑا ہو تمام صورتون مین شوہر کو اسکی بخوبی پرورش کرنی ہوگی مگر متاچھرا مین اسکی بابت فرق ہے ـ اُسمین لکھا ہے کہ جب کہ پہلی زوجہ کے چھوڑ دینے کی نسبت کوئی اعتراض جائز ہو اور دوسرا بیاہ کر لیا جاے تو وہ عورت اُسقدر زر پانے کی مستحق ہے جس قدر کہ دوسرے بیاہ مین صرف ہوا ہے لیکن جب کہ اول زوجہ کی نسبت کوئی اعتراض نہین ہے تو اُس صورت مین چھوڑ دینے کے بالعوض شوہر کو اپنی جائداد کا ثلث حصہ زوجہ کو دینا چاہیے [1] لیکن بموجب رواج حال کے پہلی زوجہ کے واسطے صرف خورد و پوش کا سرانجام کرنا شوہر بس جانتا ہے ـ

بیاہ کے آٹھ طریقے ہین ـ برہم ـ دیو ـ ارش ـ پراجاپت ـ آسور ـ گندھرب ـ راکسش ـ پئساچ ـ

اُنمین سے اول چار طریقے برہمنون کے واسطے مخصوص ہین ـ ان معاہدون سے اصل منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ طرفین باہم راضی ہین اور طمع کی وجہ سے کار بند نہین ہوے ہین ـ

پانچوان طریقہ ویش اور شودر کے واسطے مخصوص ہے مگر چونکہ یہ ایک معاہدہ

---

[1] جاگیلاک سے خلاصہ جلد ۲ ـ ص ۴۲۰ ـ مین نقل ہے اور اُس مقدمہ کو بھی دیکھو جو اس امر کی نسبت اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ ص ۱۱۵ ـ مین لکھا ہوا ہے ـ

زر کے سبب سے ہوتا ہے لہذا مذموم ہے اسمین لڑکی کا باپ کچھ زر لے کر بیاہ قبول کرتا ہے۔

چھٹا اور ساتواں طریقہ چھتریون کے واسطے مخصوص ہے انمین انعقاد باعث آپس کی محبت کے ہوتا ہے یا فتح کے استحقاق کے سبب سے۔ قسم اخیر یعنی آٹھواں طریقہ بیاہ کا ناپسندیدہ ہے کیونکہ دغا اور فریب کے ذریعہ سے عمل مین آتا ہے[1]

نہایت مروج طریقہ بیاہ کا برہم ہے جسمین دولھہ بلایا جاتا ہے اور لڑکی کا باپ اپنی لڑکی کا جہان تک ممکن ہے سنگھار کرکے دولھہ کے حوالہ کرتا ہے اور رسوم بیاہ کی البتہ بموجب قواعد معمولی کے عمل مین آتی ہین۔ دوسرا طریقہ بیاہ کا بھی جو بہت مستعمل ہے وہ آسر ہے اسمین لڑکی کا باپ روپیہ لیتا ہے۔ اور مین نے سُنا ہے کہ پُیساچ کے طریقے سے بھی بیاہ کم نہین ہوتے ہین۔ جوان عورات جنکا حاصل ہونا اُنکے متمول یا خوبصورت ہونے کے باعث ہو اُنکو اکثر فریب سے پھسلا کر اُنکے ساتھ بیاہ کر لیتے ہین اور جب یہ رسم بیاہ کی ایکبار ہو جاوے تو پھر فریب یا نیز جبر کے عذر سے مسترد نہین ہو سکتی[2]

بیاہ کے آٹھ طریقون مین سے گندھرب کے مطابق جو بیاہ ہو اُس کے جواز

---

[1] خلاصہ جلد ۲ ص ۶۰۶۔

[2] صرف یہی ایک صورت نہین ہے جسمین کہ دھرم شاستر کے بموجب فریب جائز رکھا گیا ہے دھوکا دینے کی غرض سے تحائف دینا یا وعدہ کرنا گو فریب مین داخل ہے اور وہ شخص جو ایسا کرے مستحق کسی رعایت کا نہین ہے مگر دھرم شاستر مین اسکا لحاظ نہین کیا ہے۔ دھرم شاستر کی رو سے قرض خواہ کو اجازت ہے کہ قرضدار نے اگر کوئی مال امانتاً اس کے سپرد کیا ہو تو وہ اُسکو ادائے زر قرضہ مین سمجھ لے اور نیز یہ اجازت ہے کہ قرضدار ایسی چیز کو بطور کفالت قرضدار سے فریباً حاصل کر لے۔ کولبروک صاحب کا رسالہ جو درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اُسکا مقالہ ۲۔ دفعہ ۵۵۔ ۱ اور مقالہ ۴۔ دفعہ ۵۱۸۔ معائنہ طلب ہین۔

کے واسطے کچھ رسوم ضرور نہیں ہیں [1] معلوم ہوتا ہے کہ صرف مصاحبت جسکے معنی
بموجب منشاء قانون قرار داد مستقبیہ کے ہیں ضرور ہے اور واسطے استحکام بیاہ کے
کافی ہے بشرطیکہ مرد کے کسی قول یا فعل سے اس قرار داد کی تائید ہووے

رشتہ دار جن سے بیاہ کرنا منع ہے اُنکی منو نے یہ تفصیل کی ہے۔

اُس عورت کے ساتھ جو مرد کی پدری یا مادری نسل میں چھٹی پیڑھی تک نہ ہو اور
اُس سے جو گوت کی رو سے والدین کی نسل میں سے نہو دوجنمے قوم کے آدمی کو
بیاہ کرنا جائز ہے۔

زنا ایک جرم قابل سزا کے عدالت فوجداری ہے عدالت دیوانی سے کچھ تعلق
نہیں اگر شوہر زر تاوان کی فاسق پر عدالت دیوانی میں نالش کرے تو مسموع نہوگی

---

[1] اس طریقہ کا بیاہ چھتریوں کے واسطے مخصوص ہے ممکن ہے کہ اسی طرح کی اجازت شاید
اُسی قاعدہ پر مبنی ہو جسکی رو سے قوانین انگلشیہ اور رومیہ قدیمہ کے بموجب سپاہیوں کو زبانی
وصیت اور اپنے مال کو بلا تکمیل ضوابط معمولی جو اور صورتوں میں ضرور ہیں علیحدہ کرنے کی اجازت
ہے جلد ا۔ ص ۱۷۰۔

[2] صدر دیوانی عدالت کے پنڈتوں نے تھوڑا عرصہ ہوا اسی قاعدہ پر ایک بیاہ کو جو کٹک میں
ہوا تھا جائز ٹھہرایا اس مقدمہ میں متعاقدین تھوڑے عرصہ سے ساتھ رہتے تھے اور مرد نے اپنا ارادہ
ظاہر کرنے کے واسطے عورت کے گلے میں ایک پھولوں کا ہار پہنا دیا تھا ضمیمہ اصول دھرم شاستر
ص ۱۹۰۔ بھی ملاحظہ طلب ہے۔

[3] ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۳۳ میں کولبروک صاحب سے نقل ہے۔ علی ہذا القیاس
بموجب اُن قوانین سرکار انگریزی کے جو اس امر بابت شرع اسلام ہیں یہ جرم عامہ خلائق کے
خلاف قرار دیا گیا ہے نہ خلاف خاص ایک شخص کے۔ ایسے مقدموں میں چاہیے کہ شوہر نالش کرے
مصنف اصول دھرم شاستر نے ضمیمہ کے ص ۴۴ میں ایک مقدمہ کا حوالہ دیا ہے اُسمیں پنڈتوں نے حکم
دیا کہ ضرر رسیدہ شوہر کا حقنا دیہ کہ دوسرے بیاہ کرنے میں صرف ہو مقدر فاسق سے دلوایا جاوے
لیکن یہ رائے اُنکی البتہ مبنی بانصاف متصور ہوئی نہ دھرم شاستر کے کسی خاص مسئلہ پر۔

زانی ہونا شوہر کا عورت کے واسطے کافی وجہ نہین ہے کہ اس باعث سے اپنے شوہر کو چھوڑ دے اور نہ بہت سی صورتین ایسی ہین کہ جنمین زوجہ کو ترک کرنا اپنے شوہر کا درست ہو۔

مجنونیت و نامردی و ذات سے خارج ہونے کی صرف ایسی صورتین ہین کہ جنمین زوجہ کا شوہر کو چھوڑ دینا جرم مستلزم سزا تصور نہوگا[1]۔

منکوحہ عورت کو اختیار کسی طرح کے معاہدہ کرنے کا نہین ہے اور کوئی معاہدہ جو اسکی جانب سے عمل مین آئے اُسکا ایفا نہ اُسپر اور نہ اُسکے شوہر پر فرض ہے۔ الا اُس صورت مین کہ معاہدہ عورت کی ذاتی جائداد کے باب مین ہو یا شوہر نے سر براہی اپنے امور کی اُسکو تفویض کی ہو یا یہ کہ وہ معاہدہ واسطے حصول ما یحتاج کے عورت نے کیا ہو[2]۔

چھٹا باب

متبنّی کے بیان مین

بیٹے کے واسطے جو سنسکرت لفظ پتر ہے اُسکے اشتقاق سے صاف وہ ضرورت ظاہر ہے بلحاظ جسکے ہر ایک ہندو اپنا بقائے نام اپنے اوپر واجب سمجھتا ہے چونکہ پتر یعنی بیٹا اپنے باپ کو پت یعنی دوزخ سے نجات دلواتا ہے اسواسطے خود برہم نے بیٹے کو پتر کہا[3]۔ منو کہتا ہے کہ وہ جس کسی کے اولاد ذکور نہو اُسکو کسی قسم کا ایک بیٹا پنڈ اور پانی دینے اور کریا کرم اور نام روشن کرنے کے واسطے

---

[1] خلاصہ ج ۲ ص ۴۱۲ مین منو کا قول نقل ہے۔

[2] کولبروک صاحب کا رسالہ جو درباب معاہدات اور انکی تعمیل کے ہے اُسکے مقالہ ۲ کا ص ۱ دفعات ۷-۹-۸۶ ملاحظہ ہو۔

[3] قوانین منو باب ۹ دفعہ ۱۳۸۔

گود لینا چاہیے "۔ پس ظاہر ہے کہ بلحاظ اس عقیدہ کے اختیار کرنا طریقہ متبنی کا ناگزیر ہوا۔ منو نے بارہ طرح کے بیٹے بیان کیے ہین۔ "بیٹا صلبی جو زوجہ منکوحہ سے ہو۔ بیٹا ایک شخص کی زوجہ کا دوسرے شخص سے بطور جائز پیدا ہوا ہو۔ بیٹا جو کسی نے دیا ہو۔ بنایا ہوا بیٹا یعنی متبنی۔ بیٹا مخفی الولد یعنی جسکا اصلی باپ نہ معلوم ہو۔ بیٹا جسکو اُسکے اصلی والدین نے ترک کر دیا ہو۔ یہ چھ قسم کے بیٹے اپنے یگانے اور وارث ہین۔ غیر منکوحہ جوان عورت کا بیٹا۔ حاملہ دولھن کا بیٹا۔ زر خرید بیٹا۔ دوبارہ منکوحہ عورت کا بیٹا۔ شخص جو خود اپنے تئین دوسرے کا بیٹا بنا لئے۔ شودر کا بیٹا۔ یہ چھ بیٹے یگانون مین ہین مگر قرابتیون کے وارث نہین ہین "۔[1]

تاریخ زمانۂ قدیم کے مصنف نے یونان کے مختلف دستورات کے بیان مین یہ لکھا ہے[2] "کہ متبنی لڑکون کو یونانی زبان مین پیدس سیطان یا اسپوریطور کہتے تھے اور اُنکو مثل صلبی بیٹون کے جملہ اختیارات و حقوق حاصل ہوتے تھے اور اُنھین کے مطابق اُنپر لوازم پسری کا بجا لانا واجب ہوتا تھا جبکہ بطور یہ اُنکے واسطے ایک اور خاندان مین حقوق حاصل ہو جاتے تھے تو اُنکو اول خاندان سے کسی طرح کا دعوی ورثہ یا رشتہ داری کا نہین رہتا تھا الا اُس حالت مین کہ وے پہلے اپنی متبنی سے دست بردار ہوتے۔ یہ امر صولن کے قانون کے بموجب منع تھا مگر نہ اُس صورت مین کہ اُنسے اولاد ہو گئی ہوتی اور اولاد ذکور سے گود لینے والے کا نام قائم رہتا اس تدبیر کا یہ مقصود تھا کہ خاندان اُس تباہی سے محفوظ رہین جو بسبب دست بردار ہونے اُن اشخاص کے جو بقاے نام کے واسطے گود لیے گئے ہون لازم آتی۔ اگر شخص متبنی لاولد مر جاتا تھا تو اسکی جائداد کے وارث وے لوگ نہین ہوتے تھے جن سے وہ گود لیا گیا تھا بلکہ اُس شخص کے رشتہ دار جنے گود لیا تھا۔ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ اہل اسپنہ مین اُس شخص کا بیاہ کرنا جسنے

[1] قوانین منو باب ۹۔ دفعہ ۱۵۹۔ اور ۱۶۰۔

[2] جلد ۲۔ ص ۳۳۶۔

لڑکا گود لیا ہو بلا اجازت حاکم کے منع تھا چنانچہ ایک کتاب میں ایک شخص لیوغورس
نام کا ذکر لکھا ہے کہ اُسنے عندوسیدس کو جو یونان میں صحیح کنندہ ہے گود لیا تھا اور
چونکہ وہ بدسلوکی کے ساتھ پیش آیا لہذا لیوغورس نے بیاہ کرنے کے واسطے اجازت
چاہی۔ مگر یہ تحقیق ہے کہ بعض اشخاص نے بعد گود لینے بیٹوں کے بھی بیاہ کیا اور
اس صورت میں اگر اُنکے اولاد ہوتی تھی تو اُنکی جائداد صلبی اور متبنی بیٹوں میں
برابر تقسیم ہوجاتی تھی"۔

جتنی شرائط کہ متبنی کے واسطے اوپر منقول ہوئی ہیں وے سب یا قریب سب
فی زمانہ ہندوں میں گود لینے کے طریقہ کے ساتھ متعلق ہیں۔ مگر متبنی کی تنسیخ ایک
ایسا امر ہے جسکو ان اضلاع میں نہیں جانتے اور نہ کسی صورت میں یہ قرار قانوناً
جائز ہے۔ دھرم شاستر میں کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس سے متبنی کی تنسیخ ناجائز
ٹھہرائی گئی ہو مگر کوئی ایسا مسئلہ بھی نہیں ہے جس سے اُسکے کچھ بھی جائز ہونے
کی تعبیر ہوسکے۔

گود لینے کے طریقے جو بالفعل مروج ہیں

زمانہ حال میں صرف دو یا غالباً تین طریقے گود لینے کے ان اضلاع میں جائز
ہیں۔ دت تک یعنی دیا ہوا لڑکا اور کری ترم یعنی بنایا ہوا لڑکا یہ دو طریقے ایسے
ہیں جو بہت عام ہیں پچھلا طریقہ صرف متھلا میں رائج ہے۔ لیکن درحقیقت شاید
یہ چاہیے کہ یہ طریقہ منسوخ سمجھا جائے کیونکہ سوا اپنے خاص بیٹے کے جو منکوحہ
زوجہ سے ہو یا اُسکے جو گود لیا ہوا ہو اور کسی کو بیٹا قرار دینا زمانہ حال میں
متروک ہے[2]۔

مگر برہسپتی کے قول کے بموجب سب طریقے جو مدت مدید سے جاری ہوں درست ہیں

[1] مسٹر ولیم جونس صاحب نے جو قوانین منو کا ترجمہ کیا ہے اُسکے طول میں انھوں نے ایک عام تمہید
لکھی ہے اُسکو اور مقولہ اوسی تیا کے ان کو جو خلاصہ جگناتھ جلد ۳۔ ص ۲۷۲۔ میں منقول ہے
معائنہ کرو۔

[2] خلاصہ جلد ۲۔ ص ۲۰۱ میں منقول ہے۔

گود لینے کی بعض شرائط ضروری ہوکے قول مرقومہ ذیل مین مشتمل ہین وہ جس لڑکے کو اُسکا باپ یا اُسکی ماں اپنے شوہر کی رضامندی سے ۱ دوسرے شخص لاولد کو بطور فرزند دے اور لڑکا ہم قوم کا ہو اور رہ شفقت دیا گیا ہو تو وہ دیا ہوا لڑکا خیال کیا جاتا ہے اور سنکلپ کرنے سے یہ دینا استحکام پاتا ہے" جس کسی کو کوئی شخص بطور اپنے لڑکے کے لے اور وہ لڑکا ہم قوم ہو اور سپوت ہو اور جو کریا کرم اُسکو گود لینے والے کی نسبت کرنے ہوں اُنکے حقیقت حال سے واقف ہو اور جانتا ہو کہ اُنکا نہ بجا لانا داخل گناہ ہے تو وہ بطور بنائے ہوئے یا متبنی لڑکے کے خیال کیا جائے گا۲

دت تک طریقہ گود لینے کا ۔

کری ترم طریقہ ۔

لیکن علاوہ ان اصل شرائط کے اور بہت سی شرائط ہی ہین جنمین کچھ حجت باقی نہین ہے اور مسلمہ عام ہین اُنکا مختصر بیان کرکے بعد ازان اُن قواعد کا بیان کیا جائے گا جو مشکوک ہین اور جو قواعد کہ غیر متحقق ہین اُنکی تنقیح حتی المقدور بجواله قول عالمون کے کیجائے گی ۔ دھرم شاستر کی اس خاص فروع کی نسبت مختلف مقامون مین چندان فرق نہین ہے ۔ **دت تک چندریکا** اور **دت تک ممانسا** دو بڑی معتبر کتابین اس مضمون پر ہین جن پر سب لحاظ کرتے ہین قول اول مذکورہ بالا سے اُن شخصون کی بخوبی توضیح ہوتی ہے جنکو گود دینے کا استحقاق حاصل ہے اور صرف ایک استثنا جو اس باب مین شارحون نے بیان کیا ہے وہ **دت تک ممانسا** مین مندرج ہے اور وہ یہ ہے کہ بیوہ زمانہ قحط مین اپنا بیٹا کسی کو دے سکتی ہے اور یہ امر سمجھا گیا ہے کہ آیا بیوہ جسنے اپنے شوہر متوفی سے بھی پیشتر اجازت لے لی ہو بیٹا گود لینے کی مجاز ہے یا نہین مگر مجاز ہونا اُسکا اس باب مین کتب مروجہ کے بموجب متحقق ہے لیکن یہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ اگر بیٹا گود لے اور اُسنے پیشتر اپنے شوہر متوفی سے اجازت اس امر کی نہ حاصل کرلی ہو یا اُس متبنی بیٹے کو اُس کے وارثون مین سے کوئی حوالہ نہ کرے بلکہ صرف اُسکا بھائی اُسے دے دے تو

بیوہ بحالت محتاجگی اپنا بیٹا گود دے سکتی ہے ۔

بیوہ اپنے شوہر متوفی کی اجازت سے گود لے سکتی ہے ۔

شرائط جو گود لینے اور دینے والے کو کیسے ضروری ہین ۔

---

۱ فصل ۴ ۔ دفعہ ۱۲ ۔

۲ قوانین منو باب ۹ ۔ دفعہ ۱۶۸ و ۱۶۹ ۔

یہ متبنیٰ نا درست ہے۱ یہ ضرور ہے کہ جو شخص بیٹا گود لیا چاہتا ہو۲ اُسکے بیٹا اور پوتا اور پرپوتا نہو۳ اور جو شخص متبنیٰ ہو وہ نہ اکلوتا بیٹا ہو اور نہ سب سے بڑا بیٹا۴

۱ مقدمہ تاراشنی دیسی مدعیہ بنام دیونراین رائے وغیرہ مدعا علیہم صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳ ص ۳۰۷ کا معائنہ کیا جائے اور اسی قاعدہ پر مقدمہ رادھیکا شیر مل مدعی بنام رانی دلراج کنور مدعا علیہا فیصل ہوا ہے جلد ۲ ص ۱۹۹ میں مندرج ہے۔

۲ صدر لینڈ صاحب نے اپنے خلاصہ میں یہ بیان کیا ہے کہ آیا ایک شخص گرہی یعنی جسکا بیاہ نہوا ہو گود لینے کا مجاز ہے یا نہیں لیکن رائے اُنکی یہ ہے کہ وہ مجاز ہے ص ۲۱۲ - اس کتاب کی دوسری جلد نظائر میں متبنیٰ کا جو اول مقدمہ ہے اُس میں پنڈتوں نے بتصریح یہ بیان کیا کہ گود لینا ایسے شخص کا جائز ہے اور فی الواقع کوئی حکم اس امر کے خلاف نہیں ہے یہی شک نابینا اور نامرد اور لنگڑے اور لولے کے باب میں بھی بیان ہوا ہے مگر ان صورتوں میں بھی آخر کو نتیجہ یہی معلوم ہے کہ وے بھی گود لینے کے مجاز ہیں -

۳ سونکر کا قول دت تک ممانسا میں منقول ہے مصنف توضیحات کو بھی اس امر میں شک ہے ص ۱۵ - میں مندرج ہے کہ آیا ایک شخص جسکی بیٹی کا بیٹا موجود ہے وہ متبنیٰ کر سکتا ہے یا نہیں مگر یہ شک کسی مستحکم بنا پر مبنی نہیں ہے مغالطہ انگریزی ترجمہ کا ہے کیونکہ انگریزی میں پوتے اور نواسے کے واسطے ایک ہی لفظ ہے - صدر لینڈ صاحب نے اپنے خلاصہ کے ص ۲۱۲ میں یہ امر بوجہ معقول مستنبط کیا ہے کہ اگر اولاد ذکور ہو لیکن وہ دھرم شاستر کے بموجب نا قابل ہونے کی وجہ سے مثلاً ذات میں سے خارج ہونے وغیرہ کے باعث سے رسوم کریا کرم نہ کر سکے تو اُس صورت میں کسی اور کو بیٹا بنا لینا قانوناً جائز ہے خلاصہ دھرم شاستر ص ۸۴ میں یہ قاعدہ ثبت ہے کہ اگر اصلی بیٹا جو منکوحہ زوجہ سے ہو مجنون ہو تو بھی باپ اور کو گود لینے کا مجاز نہیں ہے مگر اس قاعدہ اور اور عام قواعد کو جو اُنھیں لکھے ہیں میں قطعاً تسلیم نہیں کر سکتا مثلاً اُنھیں لکھا ہے کہ پونہ کے شاستری اس امر کو ضرور نہیں سمجھتے کہ بیاہ کے پہلے کوئی متبنیٰ کرے یا کہ چھوٹے بھائی کو بڑا بھائی گود لے یا کہ سب سے چھوٹا بیٹا متبنیٰ نہیں ہو سکتا - اور علی ہذا القیاس اور ایسے ہی مسائل ہیں جنکی تائید میں مجھکو کسی عالم کا قول نہیں ملتا گو یہ مسائل ہندوستان کے اُس نواح میں بلحاظ رواج قدیمہ وہاں کے بلا شک صحیح ہو سکتے ہیں -

۴ قول واسشت اور منو کا دت تک نرنے میں مندرج ہے - لیکن یہ حکم زیادہ تر اُسکے واسطے معلوم ہوتا ہے جو اپنا بیٹا کسی کو گود دے نہ اُسکے واسطے جو کسی کا اکلوتا یا بڑا بیٹا گود لے جبکہ ایک مرتبہ بیٹا کسی کو دیدیا جاتا ہے

اور رشتہ میں بھی بڑا نہو مثلاً چچا یا ماموں نہو[1] اور گود لینے والے کا ہم قوم ہوئے
اور جس عورت کے ساتھ گود لینے والے کو بیاہ کرنا منع ہے اُسکا بیٹا نہو مثلاً بہن کا بیٹا
یا بیٹی کا بیٹا لیکن یہ اخیر قاعدہ صرف تین اعلیٰ قوموں سے متعلق ہے قوم شودر کے لیے
نہیں ہے[3] اور ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ جب کوئی عورت بیٹا گود لے تو اُسکو اپنے شوہر
کی یا بعض کتب کے موجب اپنے شوہر کے رشتہ داروں کی رضامندی حاصل کرنی ضرور
ہے[4] گر بھائی کا بیٹا موجود ہو تو اسکو متبنی کرنے میں اوروں پر ترجیح ہے مگر یہ قاعدہ
کلیہ نہیں ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ غیر کو گود لینا نادرست سمجھا جاے گا[5]
چنانچہ دت تک چندریکا کی فصل اول دفعہ ۲۲ سے امر مذکورہ بالا واضح ہے۔
مقدمہ اُمان دت مثلس اپیلانٹ بنام کنہیا سنگھ کے یہ تجویز ہوئی کہ جس صورت میں
بھائی کا بیٹا موجود ہے کسی اور شخص کو گود لینا ناجائز ہے یہ مسئلہ بلاشک بموجب

قوم شودر کے واسطے استثنا۔

بعض کے نزدیک عورت بیوہ باجازت رشتہ داروں کے بیٹا گود لے سکتی ہے بھائی کے بیٹے کو ترجیح ہے۔

---

[4] تو پھر اس معاہدہ کی تنسیخ نہیں ہو سکتی اور یہ امر اس خیال سے کہ جب متبنی عمل میں آجاے تو لڑکے
کا کوئی دعوی اسی وجہ سے اُسکے اصلی کنبے کے مال پر نہیں رہتا ہے بہت مناسب معلوم ہوتا ہے
بمبئی کی رپورٹ میں مقدمہ ہیبت راو مدعی بنام گوبند راو مدعا علیہ کا جلد ۲ ص ۷۵ میں حاشیہ کیا جاے
ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۸۲۔ اور ۸۳ بھی ملاحظہ طلب ہیں۔

[1] دت تک مماںسا کی دفعہ ۲ ضمن ۳۲۔ دیکھی جاے۔ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۳ ص ۲۳۲۔
کو بھی دیکھو۔ متاچھرا باب ۱۔ جو وراثت کے بیان میں ہے اُسکی فصل ۱۱ کو ص ۱۲ میں دیکھو۔

[2] منو باب ۹ فصل ۱۶۸۔

[3] نارد کا قول دت تک نرنی میں منقول ہے۔

[4] بیوہار کستبہ اور بیوہار میوکھ جو مرہٹوں میں نہایت معتبر کتابیں ہیں اُنکے قول بھی مطابق
دت تک چندریکا کے ہیں۔ اُنکے نزدیک شوہر کی رضامندی حاصل کرنی ضرور نہیں ہے مگر اس
راے میں اور عالموں کا اکثر اتفاق نہیں ہے بمبئی کی رپورٹ جلد ۱ ص ۱۸۱۔ اور جلد ۲ ص ۷۶۔
و ۲۶۴ ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۱۶۶۔ و ۶۹۔ اور ۷۰۔

[5] صدر دیوانی کی رپورٹ جلد ۳ ص ۱۴۴۔

دت تک ممانسا کے صحیح ہے لیکن دت تک چندریکا میں اسکو مسترد کیا ہے لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ بموجب قانون بنگالہ اور اور ملکوں کے جہان دت تک چندریکا اسکے مسائل پر زیادہ عمل ہے اور وسعت اور واقع کا مسئلہ جاری ہے وہان با وجود موجود ہونے بھتیجے کے کسی غیر کو گود لے سکتے ہین اور بنارس اور دیگر مقامات مین جہان کہ لوگ ممانسا کے اکثر پیرو ہین اور جہان قاعدہ اقتناعیہ بصورت ہی مین حکم قانون رکھتا ہے اور جو کوئی امر اسکے خلاف ہو تو وہ ناجائز شمار کیا جاتا ہے بھائی کے بیٹے یا کسی اور رشتہ دار قریب کو گود لینا امر لازمی نہین ہے اور جواز لیے متبنی کا جو فی الوقع عمل مین آئے اُس قاعدہ کی تعمیل قرار واقعی پر منحصر نہین ہے جو درباب ترجیح بیٹے کے ہے بلکہ گود لینے والے کو اختیار ہے کہ جسکو چاہے گود لے[1] پس یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ یہ حکم اپنے سپنڈ والون مین سے کسی کو جیسے بھائی کا بیٹا اولی ہی گود لینا چاہیے اور یہ بھون تو اپنے گوت مین سے کوئی متبنی کیا جاوے لازمی نہین ہے اور اگر اس حکم سے تجاوز کیا جاوے تو گود لینا نادرست نہوگا۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ متبنی لڑکا طریقہ اور رسوم معینہ کے ذریعہ سے گود لینے والے کے کنبے مین داخل کیا جاوے[2] جب کہ رسم متبنی ایک مرتبہ عمل مین آجاوے تو پھر متبنی کا دعوے اُسکے اصلی خاندان کی جائداد پر کچھ نہین رہتا ہے[3] گو وہ اُس سے بالکل علیحدہ تصور

مگر اس قاعدہ کی رو سے یہ ضرور نہیں کہ غیر کو گود لینا ناجائز ہے۔

متبنی اپنے گود جب رسوم معینہ کنبہ مین داخل کرنا ضرور ہے

---

[1] ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۴۷ - اور ۸۰ مین کولبروک صاحب کی راے منقول ہے۔

[2] اُن رسوم کی تفصیل جو متبنی کے وقت عمل مین آتی ہین خلاصہ دھرم شاستر کے ص ۱۵ مین - اور اصول دھرم شاستر کے ص ۲۰ مین مندرج ہین لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ ان رسوم پر بجنسہ عمل کرنا چاہیے خلاصہ ص ۴۴ - اور ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۱۰۱ - اور ۱۰۶ -

[3] مصنف اصول دھرم شاستر بیان کرتے ہین کہ بیٹا جو معمولی قاعدہ کے بموجب گود لیا جاے گو اُسکا بیاہ اُنمین نہین ہو سکتا جس خاندان مین وہ گود لیا گیا ہے لیکن کوئی حوالہ معتبر اس باب مین نہین دیا گیا ہے ظاہر مصنف مذکور نے برہسپت کے اس قول سے کہ دیے ہوے اور خریدے ہوے وغیرہ بیٹے جو دو باپ کے بیٹے ہین وے دونون خاندانون مین بیاہ نہین کر سکتے جیسا کہ سنگوا اور سمر کی صورت مین

نہیں کیا جاتا ہے کیونکہ شادی اور غمی وغیرہ میں وہ بیگانہ شمار نہیں کیا جاتا ہے
اور جن واسطہ داروں کے ساتھ بیاہ کرنا ممنوع ہے وہ امتناع بدستور اُسی طور پر
نافذ رہتا ہے گویا کہ وہ خاندان سے جدا نہیں کیا گیا ہے جو جائداد کہ اُسکو متبنی
ہونے سے حاصل ہوا اُسپر اُسکے حقیقی کنبہ کا کچھ دعوی نہیں پہونچتا ہے اور در صورتیکہ
متبنی اپنے متبنی کرنے والے باپ کی ملک پر قائم مقام ہوکر لاولد مرجائے تو اُسکا
حقیقی باپ اُسکی جائداد کا قانوناً دعویدار وراثت نہیں ہوسکتا بلکہ متبنی کرنے والے
باپ کی بیوہ اُس جائداد پر قابض ہوگی [1]

متبنی کا اثر۔

اُسکے اصلی رشتہ دار اُسکے وارث نہونگے

علاوہ استثنا مذکورۂ بالا کے متبنی ہر صورت میں گود لینے والے باپ کے خاندان
میں سے تصور ہوتا ہے اور وہ فرضاً اور نسلاً مستحق وراثت ہوتا ہے [2] لیکن باستثناء
اس خاص صورت متبنی کے جسکو دوآئے کمھائن کہتے ہیں متبنی کو اپنے حقیقی باپ
کی جائداد پر شراکت کا حق نہیں رہتا ہے [3] اگر گود لینے کے بعد ایک صحیح النسب
بیٹا پیدا ہو تو وہ اور متبنی دونوں وارث ہونگے لیکن بنگالہ کے قانون کے بموجب
متبنی کو جائداد کا ایک ثلث اور بموجب مسائل اور مقاموں کے ایک ربع ملتا ہے
[4] اگر متبنی کے بعد دو صحیح النسب بیٹے پیدا ہوں تو اُس صورت میں

استثنا بصورت دوآئے کمھائن۔

متبنی کا حصہ اُس بیٹے کے ساتھ جو بعد متبنی پیدا ہو۔

ہوا ہے مستنبط کیا ہے کہ متبنی لڑکے جو دوہرا رشتہ نہیں رکھتے ہیں ایسا کر سکتے ہیں مگر یہ استنباط
صریح نادرست ہے کیونکہ صدر لینڈ صاحب نے جنکی تحریر کا مصنف مذکور نے حوالہ دیا ہے اپنے خلاصہ
کے ص ۲۱۹ میں بصراحت لکھا ہے کہ متبنی لڑکا اپنے حقیقی والدین کی رشتہ دار عورت سے اُن
درجوں تک جنمیں کہ بیاہ کرنا منع ہے بیاہ نہیں کر سکتا کیونکہ اصلی واسطہ اُسکا قائم رہتا ہے۔

[1] ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۱۰۴۔

[2] منو باب ۹ - دفعہ ۱۵۹۔

[3] متبنی کی نظائر کو دیکھو مقدمہ ۱۰ اور بھانجوں وغیرہ کے مقدمہ ۷ کو معائنہ کرو باشسٹ کا
قول دت تلک مہانسا میں اور کاتیائن کا قول دت تلک چندریکا میں منقول ہے۔

[4] مقدمہ سری ناتھ سرما بنام رادھاکنت اور مقدمہ دت نراین سنگھ وغیرہ مدعیان بنام گرہیر سنگھ مدعا علیہ

بنارس کے قانون کے بموجب مال کو سات حصون مین تقسیم کرنا چاہیے کہ اُن مین سے چھ حصے صحیح النسب بیٹون کے ہونگے اور ساتوان حصہ متبنیٰ کا ہوگا اور بموجب قانون بنگالہ اور مقامون مین جاری ہے جائداد کو پانچ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور اُن مین سے چار حصے صحیح النسب بیٹون کے ہین علیٰ ہذا القیاس اسی مطابق جائداد جتنے بیٹے صحیح النسب بعد متبنیٰ پیدا ہون انمین تقسیم کیجاوے گی [1]

بیوہ کے گود لیے ہوئے بیٹے کو وہی حقوق حاصل ہوتے ہین جو اُس بیٹے کو کہ بعد وفات اپنے باپکے پیدا ہو۔

اگر بیوہ نے باجازت شوہر متوفی کے لڑکا گود لیا ہو تو اُسکو تمام وے حقوق حاصل ہونگے جو اُس لڑکے کو جو بعد وفات اپنے باپ کے پیدا ہو حاصل ہوتے ہین حتیٰ کہ اگر بیوہ نے اپنے شوہر کی جائداد کو قبل از گود لینے کے بھی بیع کیا ہے جس سے نقصان متبنیٰ کا متصور ہے تو بیع مذکور جائز نہ ہوگا الا اُس صورت مین کہ وہ بسبب اشد ضرورت عمل مین آیا ہو [2]

تمثیل۔

ایک بنگالی ہندو باپ کے جیتے جی لاولد مر جائے اور ایک بیوہ چھوڑ مرے اور اُسکو اجازت متبنیٰ کرنے کی دیجاے اور وہ بیوہ ایک بیٹا باطلاع و رضامندی خسر قبل اسکے کہ خسر جائداد کو کسی اور طور جائز سے علیحدہ کردے یا کہ اُسکے نواسہ بصورت جائز پیدا ہوا ہو گود لے تو انتقال مابعد یا پیدا ہونا نواسہ کا متبنیٰ کے دعوی وراثت کو ناجائز نہ کرے گا [3]

دوآئے ملکھاؤن طریقہ گود لینے کا۔

جو قاعدے کہ اوپر بیان ہوے وے اُس لڑکے کے متعلق ہین جو دت تک کے طریقہ سے گود لیا جاے لیکن ایک اور خاص صورت گود لینے کی بھی ہے جسکو دوآئے ملکھاؤن کہتے ہین اُسکے بموجب متبنیٰ اپنے اصلی کنبے سے علحدہ تصور نہین کیا جاتا اور اصلی باپ اور اُس باپ کی جائداد کا بھی جسنے گود لیا ہے وارث ہوتا ہے اور بطور پرورش ہونے کے باعث سے اور اکثر نانا خصوصاً ہر ایک باپ کا اُسیر

[2] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۱ ص ۱۵ - اور ۲۰ -

[1] دت تک چندریکا مین لکھا ہے کہ شودر کے اگر بعد گود لینے کے ایک صحیح النسب لڑکا پیدا ہو تو وہ اور متبنیٰ لڑکا دونون برابر حصہ پانے کے مستحق ہین چنانچہ یہی قاعدہ ہند کے جنوبی اضلاع مین رائج ہے -

[2] مقدمہ رانی کشرمنی مدعیہ ورا او دونت سنگھ وغیرہ مدعا علیہما مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی جلد ۳ ص ۲۲

[3] مقدمہ رام کشن سرکل مدعی و سری متی دیبی مدعا علیہا مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ - ص ۳۶۷ - اور ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۱۰۲ مین جو کولبروک صاحب کا قول ہے معائنہ کیا جاے -

واجب ہوتا ہے اس قسم کے متبنی کے باب مین یہ امتناع نہین ہے کہ اکلوتا بیٹا کسی کو گود
نہ دیا جاوے سلہ اور اُسکے دو طریق ہین ایک یہ خاص قرارداد ہو جاوے کہ لڑکا دونون باپ کا
بیٹا گنا جاوے گا اور اس صورت مین وہ متبنی انت دوائے ملکھائن کہلاتا ہے دوسرا طریق یہ ہے
کہ لڑکے کے اصلی باپ کے ہان ایسا ہر جاتے موتراشی کے متبنی عمل مین آوے اور اس لڑکے
کو انت دوائے ملکھائن کہتے ہین پچھلی صورت مین متبنی کے صرف حین حیات تک رشتہ
باہمی گود دینے اور گود لینے والون کے رشتہ ہے [illegible] پیچھے اصلی خاندان کی طرف عود
کرتی ہے سلہ صحیح النسب لڑکا جو بعد رسم متبنی ایکے پیدا ہوتا [illegible] اور دوائے ملکھائن لڑکے
کا حصہ باپ کی جائداد مین بالمناصفت ہوتا ہے سلہ

طریقہ انت ۔

طریقہ انت ۔

حصہ متبنی کا بمقابلہ اوس لڑکے کے جو بعد متبنی پیدا ہوا ہو۔

اس باب مین کہ کس عمر کے لڑکے کو متبنی کرنا چاہیے بہت مباحثہ ہوا ہے اور
رائے جو زیادہ تر صحیح ہے یہ معلوم ہوتی ہے کہ کوئی قاعدہ مین وکلیہ اس امر کی نسبت
نہین ہے کہ کس عمر سے زیادہ کا لڑکا گود لینا ممنوع ہے مگر قید یہ ہے کہ بعض کی رائے
کے بموجب قبل اسکے کہ حقیقی باپ کے گھر مین موتراشی یا کہ بعض کے بموجب زنار بندی
ہوئی ہو متبنی عمل مین آوے۔

متبنی کس عمر مین چاہیے۔

دت تک ممانسا کی رو سے پانچ برس سے زیادہ عمر کا لڑکا گود لینا ممنوع ہے اگر
رسم موتراشی کی اس عرصہ مین اسکے اصلی باپ کے گھر ہو چکی ہے تو متبنی حسب طریقہ
مرسوم دت تک نہین ہو سکتا لیکن انت دوائے ملکھائن یعنی دونون باپ کا بیٹا
متصور ہوگا اور یہ رسم متبنی کی اُس جگ کے کرنے سے جسکو پترشٹی کہتے ہین عمل مین
آتی ہے اور اس عمل سے وہ لڑکا دونون خاندانون کا بیٹا بنتا ہے۔

دت تک ممانسا کے بموجب۔

دت تک چندریکا کے سلہ بموجب تین اعلی قوم کے لوگون کے واسطے یہ خصوصیت

دت تک چندریکا کے بموجب۔

سلہ راجہ شمشیر مل مدعی بنام رانی دلراج کنور مدعا علیہا صدر دیوانی عدالت جلد ۲ ص ۱۹۹ –

سلہ دت تک ممانسا فصل ۶ – دفعہ ۴۱ – و ۴۲ –

سلہ دت تک چندریکا فصل ۵ – دفعہ ۳۳ –

سلہ اس باب مین جو اختلاف ہے وہ ترکیب نحو کے اختلاف پر مبنی ہے – اصل سنسکرت مین جو لفظ

کی گئی ہے کہ بعد زنار بندی کے بھی اوپن آین کہتے ہین وہ گود لے سکتے ہین اور
زنار بندی موتر اشی کے بعد جسکو چوڑا کرن کہتے ہین عمل مین آتی ہے - اور شودر کے واسطے
اختیار ہے کہ جبتک لڑکے کا بیاہ نہو جاے اُسوقت تک وہ گود لے سکتا ہے مگر ان قیود
مین شرط یہ ہے کہ رسم زنار بندی اور بیاہ کی گود لینے والے باپ کے گھر ہونی چاہیے -

لیکن تین اعلی قومون مین درباب تعین زمانۂ زنار بندی کے اختلاف ہے -
برہمن کا جنیو اُسوقت ہو جانا چاہیے جبکہ وہ آٹھ برس کی عمر کا ہو اسمین دونون باتین
اختیاری ہین یعنی یہ عرصہ خواہ روز حمل سے شمار کیا جاے یا روز ولادت سے -

زنار بندی کے واسطے تعین اوقات مختلف اقوام ہین -

چھتریون مین گیارہ برس کی عمر کی قید ہے اور ویش مین بارہ سال کی - علاوہ ازین
ان سب کے واسطے دوسرا زمانہ بھی تعین کیا گیا ہے مثلاً زنار بندی ایک برہمن کی
سولہ برس کی عمر تک ملتوی رہسکتی ہے چھتریون کی بائیس برس تک اور ویش کی
چوبیس برس تک اور یہ عمرین روز حمل سے گنی جاتی ہین - یاد رکھنا چاہیے کہ جب یہ
رسم اوپن آین کی ایکبار تیہ ہو جاے تب پھر وہ لڑکا متبنی نہین ہو سکتا -
موتر اشی جو قبل پانچ برس کی عمر کے ہو اُسکے بعد بھی بموجب دت تک ممانسا دوبارہ
موتر اشی ہو کر تیر شتی یعنی متبنی ہو سکتی ہے لیکن زنار بندی کے بعد رسم متبنی ادا ہو کر
دوبارہ زنار بندی نہین ہو سکتی ۔

۲ جیدو لئے ہے اُسکے معنی موتر اشی وغیرہ کے ہین اور یہ لفظ مرکب ہے اور مرکب کو بھو برہی کہتے ہین
جسکی دو قسمین ہین تدگن اور اتدگن یعنی مشتمل اور غیر مشتمل پس جو لوگ کہ اول ترکیب کو اختیار
کرتے ہین اُنکے نزدیک بعد موتر اشی کے بھی متبنی قانوناً جائز ہے لیکن جو دوسری ترکیب کو صحیح
جانتے ہین اُنکے نزدیک یہ امر نہین ہے پہلی ترکیب تو دیو ندبہٹ کے بموجب ہے اور دوسری
نند اپنڈت کے موجب -

۳ دت تلک چندریکا اور دت تک ممانسا کے مترجم نے جو خلاصہ اپنے ترجمہ کے اخیر مین ملحق
کیا ہے اُسکے ص ۲۲۵ مین اُنھون نے اس باب مین شک ظاہر کیا ہے اور معذوری اپنی نسبت
حل کرنے اس مسئلہ کے لکھی ہے گو اُنکی راے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ امر صحیح نہین ہے لیکن ۴

جو کتابین کہ مختلف اضلاع ہند مین جاری ہین وے اپنے اپنے مقام پر معتبر متصور ہین
اس صورت مین ایک کتاب کو دوسری پر ترجیح دینے کی وجہ صرف مختلف دستورات پر جو
مختلف مقامات مین مروج ہین منحصر ہے پس چونکہ بنگالہ اور جنوبی اضلاع ہند مین زیادہ
عمر مین متبنی کرنا وہان کے دستور مسلمہ کے مطابق ہے لہذا زمانہ متبنی کا تعین بہت وسعت
کے ساتھ تصور کرنا چاہیے[1] اور بنارس مین اسی وجہ سے دت تاک ممانسا پر عمل
کرنا چاہیے جسمین کہ متبنی کی عمر کا تعین ہے مگر اس قاعدہ کی نسبت یہ اعتراض ہو سکتا ہے
کہ اسکے اثبات صحت کے واسطے وجوہ کافی نہین ہین لہذا مناسب ہے کہ اس قاعدہ کی
وجوہ بیان کیجائین۔ نظائر جو مین نے فراہم کی ہین انمین کوئی مقدمہ خاص اس باب مین
نہین ہے۔ مقدمہ[2] جو بنگالہ کا ہے اُس سے یہ امر بالتصریح نہین پایا جاتا ہے کہ لڑکے
کو پانچ برس کی عمر کے بعد گود لینا نہ چاہیے اور میرے نزدیک اس امر سے متعلق صرف
مقدمہ کیرت نراین مدعی بنام مسماۃ بھوبی تسری مدعا علیہا کا ہے جو بموجب دھرم شاستر
متمشیہ بنگالہ کے فیصل ہوا[3] اور اسمین وہ قاعدہ بعد مباحثہ کامل تسلیم ہوا ہے جسکی رو
سے عمر متبنی کو وسعت دی گئی ہے۔ پانچ برس کی قید کا لگانا پران کے ایک فقرے
کے بموجب ہے[4] مگر اُس فقرے کے صحیح ہونے مین شبہ ہے۔ دت تاک چندریکا مین
اس قید کا کچھ ذکر نہین ہے اگرچہ دت تاک ممانسا مین ہے اور یہ دت تاک ممانسا
بنارس مین رائج ہے تو اُس قاعدہ کی تعمیل جسکی رو سے عمر متبنی پانچ سال ہے

[4] قطع نظر اس بات کے کہ کوئی حوالہ اس مسئلہ کی تائید مین نہیں ہے صرف یہی امر کہ زناربندی دوسرا
جنم ہے ایک قطعی دلیل اس مسئلہ کے صحیح ہونے کی ہے لیکن پدر حقیقی کے خاندان مین زناربندی ہوجانے
کے بعد کہ اُس سے دوبارہ جنم ہونا مراد ہے متبنی نہین ہو سکتی۔

[1] جنوبی ہند کے عالمون کے بموجب جو عمر گود لینے کے واسطے تعین ہے اُسکی بحث اصول دھرم شاستر
کے ص ۷۵۔ اور اُسی کے خلاصہ کے ص ۵۰ مین معائنہ کیجائے۔

[2] رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ا ص ۱۶۱۔

[3] خلاصہ جلد ۳ ص ۲۲۸۔

تعیین عمر متبنی بنگالہ اور جنوبی ضلع ہند میں بنارس کے بموجب۔

اس قاعدہ کی وجہ

نظائر۔

ضلع بنارس مین ہوگی نہ بنگالہ یا دکھن مین کیونکہ بنگالہ اور دکھن مین یہ قاعدہ صرف ناجائز ہی نہین ہے بلکہ اُس سے انکار ہے اور پانچ برس سے بہت زیادہ عمر کا لڑکا اکثر گود دیاجاتا ہے —

بنگالہ مین کوئی خاص مستند کتاب متبنٰی کے باب مین نہین ہے لیکن جب اس باب مین نا بین دت تک ممانسا اور دت تک چندریکا کے اختلاف ہے تو دت تک چندریکا کے مسئلہ کے بموجب بنگالہ مین عمل ہوتی ہے مثلاً حصہ تقسیم ترکہ مین جو باہم متبنٰی اور پسر صلبی کے ہوتا ہے علاوہ اسکے اور بھی تشبیہ مین لکھی جا سکتی ہین - اگر یہ تصور کیا جاے کہ جو دلائل اس جگہ لکھی گئی ہین وہ استخراج نتیجہ مذکورہ بالا کے واسطے کافی نہین ہین تو بھی اس امر پر بحث کیجا سکتی ہے کہ بنگالہ کے پنڈت کو اعتبار ہے کہ جاہے جس کتاب کے بموجب کاربند ہو اور اگر وہ اس قاعدے کو جسمین عمر متبنٰی کو وسعت ہے بدین نظر کہ اُسمین نہ حد کم ہے اختیار کرے تو قابل اعتراض نہین ہے مصنف توضیحات دھرم شاستر بنگالہ کی راے مسئلہ وسعت عمر متبنٰی کے خلاف معلوم ہوتی ہے [1] وہ کہتا ہے کہ گوپی ناتھ دت کے مقدمہ مین کل پنڈتون کی راے جن سے اُسکے باب مین استفسار کیاگیا یہ تھی کہ اس امر کا ثبوت نہایت ضرور ہے کہ اُسکی عمر پانچ برس سے کم تھی - اور مصنف مذکور اُس کیفیت کا بھی حوالہ دیتا ہے جو مقدمہ کیرت نراین مدعی بنام مسماۃ بھوبھی نیسری مدعا علیہا منفصلہ صدر دیوانی عدالت سے متعلق ہے مگر اول مقدمہ کی نسبت یہ واضح ہو کہ ایسا معلوم نہین ہوتا کہ فی الواقع پنڈتون سے کوئی راے حسب ضابطہ طلب کی گئی ہو اور دوسرے مقدمہ کے باب مین یہ معلوم نہین ہوتا کہ کس نے وہ کیفیت لکھی ہے - مصنف مذکور نے دوسرا قاعدہ یہ قرار دیا ہے کہ جد سوم موتر اشٹی کے کسی قوم مین متبنٰی نہین ہو سکتی لیکن جو کچھ کہ اس باب مین اوپر لکھا گیا ہے اُس سے واضح ہوگا کہ لفظ موتر اشٹی کی جگہ لفظ زناربندی

[1] سدرلینڈ ڈارابھاگ ص ١٥٥ -

[2] ص ١٤٤ -

ساحتہ کا ذکر ہے

اس بین والسا کے مسئلہ صحیح ہے رو ...

لکھنا درست ہوتا اور یہی مسئلہ درست متصور کیا جاسکتا تھا اگر اسمین یہ شرط ہوتی کہ اگر سوتر اتی پانچ برس کی عمر سے پیشتر عمل مین آچکی ہے تو وہ رسم گود لینے والے باپ کے ہان دوبارہ ہوسکتی ہے اور متبنی آنت دوآمی ئے ملکھائن کہلائے گا۔ میوکھ کے بموجب جو مرہٹون کے نزدیک نہایت معتبر کتاب ہے عمر کی قید صرف اسی صورت مین لحاظ لیجاتی جہان کہ کچھ رشتہ نہین ہے لیکن جبکہ کوئی سگوتر یعنی رشتہ دار یک جدی متبنی کیا جاے تو اُس صورت مین اُسکا جوان اور کتخدا اور صاحب اولاد ہونا مانع متبنی انہوگا [1]
متھلا مین جہان کہ کری تریم کا طریقہ جاری ہے [2] وہان کوئی امر بجز قومیت کے مانع نہین ہے قومیت طرفین کی یکسان ہونی ضرور ہے اس طریقہ کے بموجب کوئی قید عمر کی نہین ہے اور نہ کوئی شرط ادای رسوم کے واسطے ہے [3] یہان تک کہ کلیتسب مصر دوآیت پر ی شششٹ مین جہان کہ انھون نے یہ طریقہ گود لینے کا بیان کیا ہے لکھا ہے کہ ایک شخص اپنے خاص بھائی کو بھی گود لے سکتا ہے [4] اور نیز اپنے باپ کو۔ لیکن وہ اور اُسکی اولاد بعد رسم متبنی کے اُسکے اصلی کنبے مین شمار ہوگی اور اُسکو ورثہ اپنے کنبے کی جائداد کا [5] اور بھی اُس باپ کی جائداد کا

گود لینا بعد رسا بدی نہین ہوسکتا اگر موترا ہا کے بعد پانچ برس کی عمر کے اندر نہو سکتا ہے

اگر رشتہ دار متبنی کیا جاے تو مرہٹون مین عمر کی قید نہین ہے۔

کری تریم طریقہ مین بھی یہ قید نہین ہے۔

اس طریقہ کے بموجب بھائی یا باپ متبنی ہوسکتا ہے

کری تریم متبنی کا استحقاق وراثت اپنے اصلی کنبے سے نہین جاتا رہتا ہے اور دونو کنبہ مین اُسکا حق وراثت پہونچتا ہے۔

---

[1] رپورٹ بمبئی جلد ا ص ۱۹۵۔

[2] بنگالہ مین اس قسم کا گود لینا مطلق مروج نہین ہے مگر تنبیہ متعلقہ خلاصہ صدر لینڈ صاحب ص ۲۲۱۔ اور مقدمہ اُمان دت مدعی بنام کنھی سنگھ مدعا علیہ مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ ص ۱۴۴۔ کو دیکھو۔

[3] مقدمہ کلیان سنگھ مدعی بنام کرپا وغیرہ مدعا علیہما رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ا ص ۹۔ مین معائنہ کرو۔

[4] بمقدمہ بالو بخیت سنگھ مدعی بنام او بجائی نراین سنگھ مدعا علیہ جو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ ص ۲۴۵ مین مرقوم ہے بالعکس مسئلہ کے راے قرار پائی ہے لیکن جو اے جو پنڈتون نے بتائید اس مسئلہ کے اس مقدمہ مین دیے ہین وے دت ترک طریقے متبنی اسے متعلق ہین۔

[5] خلاصہ جلد ۲ ص ۲۷۶۔

جسنے اُسے گود لیا ہے ملے گا[۱]

جو متبنی کہ بیوہ کرے وہ اُسکے شوہر کا بیٹا نہ خیال کیا جائے گا۔

ایک اور خاص امر اس قسم کے طریقے گود لینے مین یہ ہے کہ اگر ایک بیوہ اس طریقے کے بموجب متبنی کرے تو وہ اُسکے شوہر کا متبنی نہ تصور کیا جاوے گا گو کہ شوہر نے پیشتر اپنی اجازت دے دی ہو[۲]

متبنی کی خاص رضامندی ضرور ہے۔

خاص رضامندی اُس شخص کی جسے گود لینے کے واسطے نامزد کیا ہو حین حیات گود لینے والے کے حاصل کرنی چاہیے[۳] یہ واسطہ کرتریم متبنی کا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا صرف گود لینے والے کی ذات سے تعلق رکھتا ہے یعنی اسطرح کا متبنی گود لینے والے کے باپ کا پوتا نہیں تصور کیا جا سکتا نہ اُس متبنی کا بیٹا اُسکے باپ کا پوتا متصور ہوگا

اسواسطے سے حق ارث لازم نہین آتا۔

اور چونکہ جاگبلاک کے بموجب ترتیب ورثہ مین اُسکا نوان درجہ ہے لہذا قرابتاً وارث نہین ہو سکتا۔[۴]

جس شخص کے بیٹا اور پوتا ہو وہ اپنے بیٹے کو گود دے سکتا ہے

اس امر کا ابھی بیان ہو چکا ہے کہ جس شخص کے بیٹا یا پوتا یا بیٹے کا پوتا ہو وہ شخص گود نہین لے سکتا اور اس سے یہ نتیجہ مستخرج ہو سکتا ہے کہ اگر ایک شخص کے بیٹا اور بڑے بیٹے متوفی کا ایک بیٹا ہو تو وہ شخص اپنے بیٹے کو گود دے سکتا ہے[۵] کسواسطے کہ وہ صرف اپنے ہی بیٹے کا باپ خیال نہین کیا جا سکتا بلکہ متوفی بیٹے کا بیٹا بھی بہر صورت اُس سے تعلق فرزندی رکھتا ہے اور قائم مقام بڑے بیٹے کا ہے۔
دت تک ممانسا کی رو سے اگر صرف دو بیٹے ہون تو اُنہین سے ایک کا دیدینا

[۱] رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ ص ۳۰۷۔

[۲] رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۲ ص ۲۷۔

[۳] ایضاً ص ۱۷۳۔

[۴] خلاصہ جلد ۳ ص ۲۷۶۔

[۵] اس صورت مین وہ مسئلہ جس کے بموجب دو بیٹون مین سے ایک بیٹا گود دینا منع ہے صادق آوے گا لیکن باوجود اس امر کے گود لینا ایسے لڑکے کا جائز ہوگا۔

منع ہے مگر یہ مسئلہ صرف نصیحتاً لکھا گیا ہے نہ حکماً۔

دو آدمی ایک ہی شخص کو گود نہین لے سکتے۔

دو شخص ایک لڑکے کو متبنیٰ نہین کر سکتے اکثر لوگون کو یہ خیال ہے کہ دو بھائی ایک ہی شخص کو گود لے سکتے ہین مگر یہ محض غلط ہے ۱؎ اور ظاہرا یہ امر بوجہ غلط فہمی قول منو مرقومہ ذیل کے فرض کیا ہے قول مذکور یہ ہے "اگر چند حقیقی بھائیون مین سے ایک بھائی کے بیٹا پیدا ہو تو منو کہتے ہین کہ وے سب اس لڑکے کے باپ تصور کیے جائینگے" ۲؎ لیکن اس قول سے یہ اجازت حاصل نہین ہے کہ دو یا زیادہ بھائی ملکر اپنے بھتیجے کو بھی گود لے لین البتہ ایک بھائی کا متبنیٰ لڑکا اپنے باپ کے سب بھائیون کے مورثون کو پانی دے سکتا ہے اور صرف اس معنی کرکے وہ اُن سب کی نسبت بھی فرض پسری ادا کرتا ہے مگر درصورت ہونے قریب تر وارثون کے یہ متبنیٰ اپنے گود لینے والے کے بھائیون کا ترکہ نہ پاوے گا۔

دت تک بیٹا قراتباً قائم مقام ہوتا ہے لیکن بندھو کی جائداد کا وارث نہین ہو سکتا۔

ایک اور امر جسمین بہت مباحثہ ہوا ہے یہ ہے کہ ایک لڑکا جو دت تک طریقہ کے بموجب متبنیٰ کیا جاوے قراتباً اور بھی نسلاً قائم مقام ہو سکتا ہے یا نہین مگر یہ امر اب بوجہ احسن طے ہو چکا ہے کہ دونون صورتون مین اُسکی قائم مقامی ممکن ہے یہ سچ ہے کہ جمتواہن نے دا ابھاگ مین یہ بحث کی ہے کہ بیٹا جو دت تک طریقے کے بموجب متبنیٰ کیا جاوے وہ اپنے باپ کے رشتہ دارون کی حقیت کا وارث نہین ہو سکتا مگر چونکہ یہ مسئلہ قول منو کے خلاف ہے لہذا معتبر نہین گنا جاتا ہے ۳؎ لیکن واضح ہو کہ ایک بیٹا جو اس طرح متبنیٰ کیا جاوے اُسکو بندھو کے مال پر قانوناً دعوی نہین پہونچ سکتا ہے

مثال۔

مثلاً اگر ایک عورت جسے ملک اپنے باپ کی وراثتاً ملی ہو

۱؎ توضیحات دہرم شاستر کا ص ۴۳، ۴۴۔

۲؎ یہ امر خلاصہ جلد ۳۔ ص ۲۶۶۔ مین منقول ہے۔

۳؎ توضیحات دہرم شاستر کے ص ۱۲۸ مین اس امر کا بیان بہت مفصل ہے۔ اور بھی مقدمہ شام چندر اور رود چندر عیان بنام نرائنی دیبی اور رام کشن راے مدعا علیہما (جو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱۔ ص ۲۰۹۔ مین مرقوم ہے) دیکھا جاوے۔

مثال ۱-

لڑکا باجازت اپنے شوہر کے گود لے تو وہ بعد وفات اُس عورت کے مستحق ملک مذکور کا نہوگا بلکہ وہ ملک اُس عورت کے باپ کے بھتیجے کو ملے گی بشرطیکہ کوئی اور قریب تر وارث نہو - یہ امر ایک مقدمہ مین جو صدر دیوانی عدالت سے حال مین فیصل ہوا ہے منقح ہوچکا ہے[1] یہ بخوبی واضح نہین ہے کہ دختر کا متبنّی بیٹا اپنے نانا کی جائداد کے ورثہ سے کیون خارج کیا گیا ہے حالانکہ بیٹے کے متبنّی کا حق ورا ثت نسبت ترکہ قرابتداروں کے تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ ہندوون کے جملہ واضعان قانون نے نانا کو رشتہ دارون مین شمار کیا ہے مگر وجہ اسکی یہ ہے کہ پچھلی صورت مین متبنّی ایک ایسے شخص کا بیٹا ہوجاتا ہے جسکی نسل نانا کی نسل سے مختلف ہے -

وجہ جسکی رو سے وہ حد ہوکر جائداد کا وارث نہین ہوسکتا-

اختلاف راے اس باب مین آیا کہ ایک شخص جو بموجب طریقہ دت تک کے متبنّی کیا جاے وہ گود لینے والے کے رشتہ دارون کا وارث ہے یا نہین اسوجہ سے واقع ہوا ہے کہ بارہ قسم کے بیٹون کی ترتیب مین اختلاف ہے - بعض واضعان قانون کی راے ہے کہ منو نے دت تک کو اُن پہلے چھ قسم کے بیٹون مین داخل کیا ہے جنکو حق ورا ثت قرابتاً پہونچتا ہے اور بعض یہ کہتے ہین کہ اُنھون نے اُسکو اُن اخیر چھ قسم کے بیٹون مین شمار کیا ہے جو صرف نسلاً وارث ہوسکتے ہین اس باب مین جو مختلف قول ہین اُنکا ذکر دو آیت نرنی مین مندرج ہے اور مصنف کتاب مذکور نے اپنی راے بھی بہ تسلیم استحقاق دت تک لکھی - قوانین منو کا جو سر ولیم جونس صاحب نے ترجمہ کیا ہے اُسمین دت تک اول چھ قسم کے بیٹون مین داخل ہے اور جب کہ اس معاملہ کی بحث سوپریم کورٹ مین درپیش تھی اُسوقت کُل ہندوستان کے اکثر پنڈتون نے جن سے اس باب مین استفسار ہوا تھا یہ راے دی تھی کہ دت تک قرابتاً وارث ہونے کا مستحق ہے[2] مصنف دت تک چندریکا جو اکثر اقوال مخالف کا

وجہ اسکی کہ دت تک کے قرابتاً وارث ہونے مین کیون اختلاف واقع ہوا ہے-

ذکر عالمون کے قول کا اس باب مین-

[1] مقدمہ گنگا بائی مدعیہ بنام کشن کشور وغیرہ مدعا علیہم رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳- ص ۱۲۸ مین دیکھو-

[2] یہ سوال صدر دیوانی عدالت نے کل اپنی ماتحت عدالتون کے پاس بھیجا تھا کہ وے اپنے اپنے

تصفیہ کرتا ہے اس باب مین اُسکی یہ راے ہے کہ اس امر کا فیصلہ حال و چلن مدعی پر منحصر رکھنا چاہیے مگر در حقیقت یہ قاعدہ بہت صحیح نہین ہے [۱]

---

[۲] نیڈتون سے اسکا جواب استفسار کرین - توضیحات دھرم شاستر ص ۱۹۱ -

[۱] مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ تجویز اُس مقدمہ کی جو ۳۰ - اپریل ۱۸۱۲ء کو فیصل ہوا لکھی جاے اُس سے امر مذکورہ بالا کی تنقیح ہوتی ہے اور متبنی کے آئین عامہ سے متعلق ہے اُسی سال مین اور اور فیصلے جو صدر دیوانی عدالت مین ہوے اُنکے ساتھ اس مقدمہ کی رپورٹ طبع نہین ہوئی اور چونکہ یہ مقدمہ بڑا ہے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سہواً یہ مندرج نہو -

اپیلانٹ اس مقدمہ مین گوبردھن کبراج شیو پرشاد چودھری نابالغ کا ولی تھا اور مسماۃ تنکیسری جو بیجا رونا کنت راے کی والدہ مدعا علیہا تھی کرونا کنت راے بھی نابالغ تھا -

ابتدا اگر یہ مقدمہ اپیلانٹ نے بنام کاشی کنت راے کے مرشدآباد کی پروشل کورٹ مین بہ تاریخ ۱۸۰۶ء کو دائر کیا تھا اس غرض سے کہ زمینداری پرگنہ ناہرپور اور ضلع سراج شاہی کی حضور حی قسمت تا گاچی و جگناتھ پور وغیرہ مین تین آنہ کے حصہ پر قبضہ ملے اور تعین نالش بہ تعداد ۱۵۰۰۰ بمحاصل مشخصہ سال ہٰذا کے کیا گیا تھا عرضی دعوی کا مضمون یہ تھا کہ راجہ مہندر نراین کے پانچ بیٹے تھے یعنی رام اندر نراین و آنند نراین و جادب اندر نراین و منی اندر نراین و آوپندر نراین انہین سے جادب اندر نراین اور منی اندر راین و آوپندر نراین لاولد مر گئے - جبکہ مہندر نراین نے وفات پائی تو حصہ چھ آنے اُسکی حقیقت زمینداری پرگنہ تاہرپور سے ایک نصف آنند اندر نراین کو جو رام اندر راین کا متبنی تھا اور شیو پرشاد نابالغ کا باپ تھا اور بقیہ نصف حصہ بھروب اندر نراین کو جو کہ متبنی رگھو اندر نراین ولد رب اندر نراین کا تھا وراثتاً ملا -

آنند اندر نراین چودھری نے اپنے تین آنے کے حصے مین سے پانچ پائی کا حصہ بیع کیا اور باقی اپنے قبضہ مین رکھا - بھروپ اندر نراین ۱۲۰۱ بنگلہ مین مر گیا اور اپنی زوجہ جگدیسری اور بن مالی دیبی دختر چھوڑا - جگدیسری اپنے شوہر کی جائداد پر قابض ہوئی اور اُسکا نام بطور مالک حصۂ شوہری کے رجسٹر مین مندرج ہوا اور اُسنے ۱۲۰۱ بنگلے مین مدعا علیہ کے ساتھ بن مالی اپنی دختر سے جبکہ اُسکی عمر نو برس کی تھی شادی کر دی - پھاگن مہینہ کی ۷ تاریخ ۱۲۰۳ بنگلہ کو ۲

یہ امر صاف ہے کہ ایک شخص حین حیات ایک متبنی کے دوسرا متبنی نہین کرسکتا۔

ہر قبل بالغ ہونے کے بن مالی نے وفات پائی اور اُسی سال مین ۱۷۔ تاریخ چیت کو جگدیسری بھی فوت ہوئی۔ چونکہ شیو پرشاد مستحق سرادہ کرنے اور جگدیسری کی جائداد پر وارث ہونے کا تھا لہذا اُسنے صاحب کلکٹر کے ہان سوال گذرانا کہ اُسکا نام بطور مالک جائداد متوفیہ کے مندرج رجسٹر کیا جاے۔ مدعا علیہ نے اس باب مین عذر پیش کیا اور بیان کیا کہ سنہ ۱۲۰۷ بنگلہ مین جگدیسری نے اپنی زمینداری اور ملکیت مجھے اور میری زوجہ بن مالی کو ہبہ کردی تھی لہذا اُسپر قبضہ پانے کا مین مستحق ہون مدعا علیہ کے مقابلہ مین ایک شخص اشیر چند نے بھی اس بنا پر دعوی کیا کہ مین متوفی کا متبنی ہون لہذا میرا نام رجسٹر مین داخل ہو۔ صاحب کلکٹر نے شیو پرشاد کی درخوست نامنظور کی اور حکم دیا کہ بموجب ہبہ نامہ مشمولہ مدعا علیہ کے گو وہ ہبہ نامہ خلاف شاستر کے ہے اُسکا نام جگدیسری کی زمینداری کی نسبت مندرج ہو اور شیو پرشاد اور اشیر چند کو ہدایت ہوئی کہ عدالت دیوانی مین اپنا دعوی پیش کرین۔ اشیر چند نے ضلع کی عدالت مین بولایت گنگارام بھادری اپنا دعوی پیش کیا اور ڈگری حاصل کی مگر جبکہ پرونشل کورٹ مین اُسکا اپیل ہوا تو ڈگری منسوخ ہوئی اور اشیر چند کا دعوے متبنی ہونے کا نامنظور کیا گیا بعد ازان یہی فیصلہ صدر دیوانی عدالت نے بھی بحال رکھا اور ۴۔ فروری ۱۸۱۳ع کو عدالت مذکورہ نے حکم صادر کیا کہ شیو پرشاد اپنا دعوی وراثت اُس جائداد پر جو جگدیسری چھوڑ مری ہے عدالت ضلع یا پرونشل کورٹ مین پیش کرے اُسوقت فیصلہ اس امر کا ہوگا کہ آیا ہبہ نامہ جسکو کاشی کنت راے نے پیش کیا ہے بموجب شاستر جائز ہے یا نہین۔ سنہ ۱۲۱۲ بنگلہ مین بن مالی کا بیاہ کاشی کنت کے ساتھ ہوا اور ہبہ نامہ جو مدعا علیہ نے باظہار تحریر ہونے اُسکے منجانب جگدیسری بنام اپنے اور اپنی زوجہ بن مالی کے پیش کیا وہ مورخہ ۲۲۔ اساڑھ سنہ ۱۲۱۲ بنگلہ کا تھا۔ جگدیسری اپنے حین حیات یعنی ماہ چیت سنہ ۱۲۱۳ بنگلہ تک اپنی جائداد پر قابض رہی اُس زمانہ مین کاشی کنت راے کو اُس سے کچھ علاقہ نہ تھا اور نہ کبھی ہبہ نامہ کا ذکر درپیش ہوا اور نہ اُسکو اُسوقت تک منصب ادا ے رسوم کریا کرم کا حاصل تھا شرط جو اُس ہبہ نامہ مین لکھی تھی اُس سے ظاہر ہوا کہ وہ ہبہ نامہ بنام کاشی کنت اور بن مالی بشرط حاملہ ہونے بن مالی کے عمل مین آیا تھا یہ امر بہت مشتبہ بلکہ م

دتک میمانسا مین لکھا ہے کہ ایک شخص اَپتر یعنی جسکے بیٹا نہو وہ ہے جسکے کوئی بیٹا

ء قرین قیاس نہین معلوم ہوتا کہ بن مالی کے حاملہ ہونے کا خیال پانچ برس پیشتر اسکے بیاہ کے ذہن نشین
گذرا اور اُسی ہبہ نامہ مین درج کیا گیا ہو۔ وثیقہ جسکی روسے جگدیسری نے اپنی وفات کے بعد اپنی جائداد
کو مدعا علیہ اور اُسکی زوجہ مسماۃ بن مالی کو ہبہ کیا ناجائز ہے کیونکہ شاستر کی روسے جگدیسری کو اپنی جائداد
بذریعہ بیع یا ہبہ انتقال کرنے کا اختیار نہ تھا علاوہ ازین بن مالی نے عین حیات جگدیسری کے وفات
پائی لہذا حق وراثت اُسکا جاتا رہا۔ اور اسکے بموجب ایک اقرارنامہ کے جو سابق مین مابین آنند اندر نرائن
پدر شیو پرشاد اور بھروپ اندر نرائن شوہر جگدیسری کے وقوع مین آیا اُسمین یہ شرط ہوئی تھی کہ
کوئی دونون مین سے ایک اگر لاولد مرجاے تو اُسکا مال وجائداد جو زندہ رہے اُسکو اور اسکے وارثون
کو ملے لہذا ہر صورت سے شیو پرشاد جگدیسری کی جائداد پانے کا مستحق ہے مدعا علیہ نے جواب مین
بیان کیا کہ جب راجہ مہندر نرائن کے پانچ لڑکون مین سے تین لاولد مرگئے تو بھروپ اندر نراین دادا
بھروپ اندر نرائن شوہر رانی جگدیسری کا اور رام اندر نراین شیو پرشاد کا دادا جیسا کہ مدعی کا بیان ہے
تاہرپور کے چھ آنہ حصہ پر قابض ہوے۔ رب اندر نراین کی وفات کے بعد حصہ تین یعنی چھ آنہ کا نصف
رگھو اندر نراین کو وراثتاً پہونچا اور اُسکی وفات کے بعد بھروپ اندر نراین اُسکا وارث ہوا اور جب وہ
لاولد مرگیا تو وہ حصہ اُسکی زوجہ مسماۃ جگدیسری کو ملا بقیہ تین آنہ کا حصہ آنند اندر نراین کو بذریعہ ہبہ
منجانب رانی لکھمی زوجہ رام اندر نرائن اور بموجب ایک اقرارنامہ کے جسکا تحریر ہونا منجانب بھروپ اندر نرائن
کے بیان ہوا ملا۔ مگر متبنی کے استحقاق کی روسے جائداد مذکور آنند اندر نرائن کو نہین ملی اسواسطے کہ
رانی لکھمی نے بعد وفات اپنے شوہر کے حسب اجازت محصلہ عین حیات اُسکے اول ایک شخص مسمی
رودر نرائن کو گود لیا اور جب رودر نرائن نے وفات پائی تو آنند اندر نرائن کو گود لیا یہ امر بلا اجازت
شوہر کے اور شاستر کے خلاف تھا اسی وجہ سے اُسنے اپنی جائداد اُسے ہبہ کر دی اس طور پر متبنی کرنا
لکھمی شاستر کی روسے جائز نہین ہوا ہے نہ برہمنون اور اور ہندو کی اقوام کے دستور کے مطابق ہے
لہذا ایک نالش مابین بھروپ اندر نرائن اور آنند اندر نرائن کے ضلع کی عدالت مین دائر ہوئی
اور وہان سے صدر دیوانی عدالت مین نوبت بہ اپیل پہونچی چنانچہ بموجب بیوستہ پنڈت
عدالت ضلع کے باتفاق جسکے پانچ بیوستہ مدخلہ بھروپ اندر نرائن کے تھے ایسا گود لینا ناجائز ء

پیدا نہ ہوا ہو یا جسکا بیٹا مر گیا ہو کیونکہ سانکھہ کا قول یہ ہے کہ جسکے کوئی لڑکا پیدا

ہو قرار پایا مگر ضلع کے صاحب جج نے اور چند لوگوں نے بھی سوتوں پر جو آنند اندر نرائن نے پیش کیے تھے
عمل کر کے آنند اندر نرائن کے حق میں بتاریخ ۳۰ جون ۱۸۶۵ء اس حکم سے ڈگری صادر کی کہ رانی للکی کا
مطلب اس ہبہ نامہ کی تحریر سے یہ تھا کہ کسی طور سے آنند اندر نرائن کو اُسکے بعد جائداد ملجاوے
خواہ گود لینے کی رو سے یا ہبہ نامہ کے بموجب اور اگر بعد اُسکی وفات کے درباب دوبارہ گود
لینے کے کوئی تنازع ہو تو اس صورت میں ہبہ کی رو سے آنند اندر نرائن کو جائداد ملنے میں کچھ شک
نہ رہے ـ مگر عدالت عالی نے آنند اندر نرائن کا متبنیٰ ہونا ناجائز ٹھہرایا اور صرف ہبہ نامہ اور
اقرارنامہ کی رو سے جنکی صداقت کی تحقیقات نہیں کی گئی اُسکو جائداد پر قابض ہونے کی اجازت
دے ـ علاوہ اسکے بالفرض اگر ایسا گود لینا جائز ٹھہر جاوے تو بھی شخص متبنیٰ کا استحقاق صرف اُس
جائداد پر جو اُسکے گود لینے والے باپ کی ہے پہونچتا ہے اور اُسکا کوئی دعویٰ گود لینے والے باپ
کے کنبے یا قرابتداروں کی جائداد پر نہیں ہے لہذا شیو پرشاد کو منجملہ جائداد متنازع کے حصہ ۱۰ آنے
کی نسبت کچھ حق نہیں پہونچتا بعد ازاں حاکم عدالت مذکور نے لکھا کہ اصل حال مقدمہ کا حسب شرح
ذیل ہے یعنی برہمنوں میں یہ رسم ہے کہ جب کُلین ایک نیچے خاندان کی لڑکی سے بیاہ کرتا ہے
تو مایہ کثیر معاوضہ میں لیا کرتا ہے چنانچہ سنہ [illegible] بنگلہ میں رانی جگدیسری زوجہ بھروپ اندر نرائن نے
جو ایک نیچے خاندان کی لڑکی تھی اپنی لڑکی بن مالی کے ساتھ مدعا علیہ سے کہ کُلین کی ذات میں سے
ہے بیاہ کرنا چاہا اور اُسنے اپنے مال اور زمینداری کو اپنی لڑکی بن مالی دیبی اور مدعا علیہ کے نام
ہبہ کر دی اور یہ امر تمام کنبہ اور آنند اندر نرائن کی آگہی اور رضامندی سے عمل میں آیا مگر بباعث
اُنکی صغر سنی کے رانی مذکورہ نے ایک اقرارنامہ بطور وصیت کالی کنت رائے مدعا علیہ کے باپ
کے نام لکھ دیا اور اُسکو اختیار دیا کہ تا زمانہ اُنکی نابالغی کے وہ جائداد کو اپنے اہتمام میں رکھے سنہ [illegible] بنگلہ
میں رانی مذکورہ نے وفات پائی اور بعد تحریر اور رجسٹری ہو جانے اس ہبہ نامہ کے آنند اندر نرائن
بھی سنہ [illegible] بنگلہ تک زندہ رہا اگر وہ اپنے تئین رانی جگدیسری کی جائداد کا وارث سمجھتا تو بلاشک
وہ اُسی وقت یا بعد ازاں کسی وقت اپنے حین حیات اس امر کی نسبت معترض ہوتا مگر اُسنے
ایسا کبھی نکیا ـ رانی جگدیسری کی وفات کے بعد گنگا رام بہادری مدعی کے چچا نے

نہین ہوا ہے یا اُسکا لڑکا مرگیا ہے اور لڑکا گود لینے کے واسطے رٹ رکھکر ایخ لے لیکن

۳ منور رام رات کو جو پرسنہ مذکورہ بالا مین واسطے اُسکے حصہ کا مالک ہے سمجھا گیا اور سازش مین
شریک کرکے ایک اجازت نامہ گود لینے کے واسطے اور ہبہ نامہ اور اقرار کو جعلی بنالیے اور اول
اُنھون نے مدعا علیہ پر نالش کی کہ البتہ چید رائی کا متبنیٰ بیٹا ہے مگر یہ دعویٰ عدالت سے نامنظور
ہوا بعد اسکے مقدمہ جو اب فریق اس بنا پر دائر ہوا ہے کہ شیو پرشاد وارث اور مستحق جائداد موہوبہ رائی کا
ہے الکل خارج از سماعت ہے بسبب عدم جواز متبنیٰ آنند اندر نرائن کے دعوی شیو پرشاد کا نسبت
جائداد رانی چلمہ بسیر کے باطل ہے اور چونکہ رانی نے قبل ولادت شیو پرشاد کے اپنی جائداد کو
مدعا علیہ اور اُسکی زوجہ کے نام ہبہ کردیا تھا بعد رانی کے مرتے وقت وہ جائداد رانی کی نہ تھی
علاوہ اسکے مدعا علیہ نے خاص اپنے پاس سے زر رہن جائداد مذکورہ کا جو ہروپ اندر نرائن کے زمانہ سے
رہن چلی آتی تھی ادا کیا اگر رہن سے چھوڑائی جاتی تو بیع ہوجاتی جعلی ہونا اقرار نامہ مخالفہ مدعی کا
اسوجہ سے کہ وہ مورخہ ۱۱ بیساکہ سنہ ۱۲۱۲ بنگلہ کا ہے ظاہر ہے۔ آنند اندر نرائن کے متبنیٰ ہونے
کا مقدمہ مابین آنند اندر نرائن اور ہروپ اندر نرائن مدعا علیہ ضلع راجشاہی کی عدالت مین
۳۱ اساڑھ سنہ مذکور کو فیصل ہوا بعد ازان پروونشل کورٹ اور آخر صدر دیوانی عدالت
۴ ۔ آسن سنہ بنگلہ کو مقدمہ مذکور نے انفصال پایا اگرچہ اقرار نامہ اصلی اور آنند نرائن م

لے ص ۲۔ ایک جو سنہ مین مسئلہ بالعکس ہے اور اُسکی تائید مین ایک شلوک کا حوالہ دیا ہے جسکو منو کا
قول کہتے ہین مگر وہ اُسکے آئین مین نہین ہے یہ بہت سے بیٹون کی اسواسطے آرزو کیجاتی ہے
کہ کوئی اُنمین سے گیا کو جاے۔ لیکن یہ قول خاص صحیح النسب بیٹون کی نسبت ہے۔ مقدمہ
گوری پرشاد راے مدعی بنام جے مل مدعا علیہ کو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱ ص ۱۳۶ مین دیکھو
اور رپورٹ مذکور کے ص ۲۴ سے جو کولبروک صاحب نے ایک تنبیہ ملحق کی ہے اُسمین اُنھون نے بیان
کیا ہے کہ جائز ہونا دوسرے متبنیٰ کا جبکہ ایک اور بیٹا خواہ صلبی یا متبنیٰ زندہ ہو ایسا امر ہے جسکی
نسبت بڑے بڑے مصنفون کا اختلاف راے ہے جگناتھ اپنے خلاصہ مین اُسکو جائز تصور کرتا ہے اور
دت تک مما نسا مین جو بڑی معتبر کتاب ہے جگناتھ کی راے کے خلاف ہے۔

ایک آدمی جسکے متنبٰی ہو اور وہ مرجاوے تو وہ اپنی زوجہ کو ایک اور متنبٰی کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کو سب تسلیم کرتے ہین کہ اگر ایک شخص کے صحیح النسب بیٹا ہو
اُسکے قبضہ مین ہوتا تو وہ اُسکو بلاشک کسی عدالت مین پیش کرتا اور چونکہ مقدمہ مابین آنند اندرنرائن
اور بھروپ اندرنرائن کے سنہ ۱۲ بنگلہ تک دائر رہا تو یہ امر بدرجۂ غائت خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے
کہ اقرارنامہ سنہ ۱۲ بنگلہ مین تحریر ہوا ہو۔ آنند اندرنرائن بھی اُس زمانہ مین نابالغ تھا اور اکثر مقدمے
عدالت دیوانی و فوجداری و کلکٹری مین جائداد کی بابت مابین بارہ برس یعنی سنہ ۱۲ بنگلہ سے
سنہ ۱۲ بنگلہ تک رجوع ہوے اور اس مدت رانی جگدیسری زندہ تھی مگر کبھی ذکر ایسے اقرارنامہ کا
نہین آیا نہ کبھی اُسپر رجسٹری ہوئی اور نہ وہ سابق مین کبھی پیش کیا گیا۔

مدعا علیہ کے مرنے کے بعد اُسکی زوجہ مسماۃ زینلیسری دیبی یعنی کرونا کنت رائے کی ماں بقائم مقامی
متوفی مقدمہ ہذا مین مدعا علیہا گردانی گئی۔

مدعی نے جواب مین بیان کیا کہ رام اندرنرائن شیو پرشاد نابالغ کا دادا اور اُسکا بھائی رب اندرنرائن
دونون شامل اور بالاتفاق رہتے تھے رب اندرنرائن نے وفات پائی اور اپنے بیٹے رگھو اندرنرائن کو
وارث چھوڑا۔ اور رام اندرنرائن اپنی بیوہ مسماۃ لکھمی الیشری جسکو اُسنے ایک بیٹا گود لینے کی اجازت
دے دی تھی چھوڑ مرا کا تک کے مہینے سنہ ۱۲ بنگلہ مین رگھو اندرنرائن مرگیا اور ایک بیوہ مسماۃ سرستی
چھوڑ مرا اور وہ بشمول لکھمی الیشری دادی شیو پرشاد نابالغ کے ہمراہ بالاشتراک جائداد پر قابض رہی۔
مسماۃ سرستی نے بھروپ اندرنراین کو گود لیا اور اُسکا نام لکھمی ایشری کے نام کے شامل کلکٹر کے دفتر مین
داخل کرایا اور سنہ ۱۲۰۲ بنگلہ مین مرگئی۔ اور بموجب اجازت اپنے شوہر کے شیو پرشاد کی دادی
نے آنند اندرنرائن کو گود لیا اور مین حیات اُسکو اپنی جائداد پر قابض اور بذریعۂ درخواست
بجاے اپنے نام کے اُسکا نام جائداد کی نسبت داخل کرایا۔ بھروپ اندرنرائن نے بعد ازان نالش
اس امر کی دائر کی کہ آنند اندرنرائن کو متبنٰی کرنا خلاف دھرم شاستر تھا لیکن عدالت ضلع اور
پروونشل کورٹ کی عدالت اور صدر دیوانی عدالت کے فیصلے سے گود ہونا اُسکا جائز ٹھہرایا گیا
اور اُسکے حق مین ڈگری دی گئی پس نسبت استحقاق شیو پرشاد اور دربابِ اس امر کے کہ
نامبردہ نیڈا دھکاری یعنی مجاز ادا کرنے رسوم کریا کرم جگدیسری اور بھروپ اندرنرائن کا ہے کچھ
شک باقی نہ رہا۔ چونکہ کالی کنت رائے کاشی کنت رائے مدعا علیہ کے باپ کو کشن کنت رائے نے

تو وہ اپنی زوجہ کو صرف یہی اجازت نہین دے سکتا ہے کہ اُسکے مرنے کے بعد اگر وہ

۴ گود لیا تھا اور شاستر کے بموجب گود لینے کے بعد کلین ذات کی تمیز جاتی رہتی ہے اور چونکہ آباؤاجداد مہندر نراین کے راجہ تھے اور انکا بڑا مرتبہ تھا تو اُس صورت مین مدعاعلیہ کا یہ بیان کہ جگدیسری نے بلحاظ مدعاعلیہ کے مرتبہ کے اُسکے ساتھ اپنی بیٹی سے بیاہ کرنے کے وقت اپنی کل جائداد دیدی صریح جھوٹ ہے بلکہ مہندر نراین اور رام اندر نراین جو انند اندر نراین کے آباؤاجداد کے وقت سے اُنہین اور کلین برہمنوں مین رشتہ چلا آیا ہے۔ کسی نے کبھی اپنی بیٹی اور داماد کو کل جائداد نہین دے دی ہے اور دھرم شاستر اور دستور کے موجب بھی اگر کوئی شخص بغیر اولاد ذکور مرجاے تو اُسکی جائداد اُسکی بیٹیون یا دخترزادون کو نہین پہونچتی ہے بلکہ اُنکو جو ایک ہی دادا کی اولاد سے ہون۔ اس دستور کے مطابق رام اندر نرائن راے کی وفات کے بعد جو بغیر اولاد ذکور مرگیا اُسکی جائداد رام سنگھ اُسکے دخترزادہ کو جو زندہ تھا نہین ملی بلکہ اُسکے ہم جدیون کو۔ تحقیقات سے ان سب امور کی صداقت معلوم ہوجاے گی اگر شیو پرشاد کے باپ کو اس ہبہ سے جو مدعاعلیہ بیان کرتا ہے اطلاع ہوتی تو وہ بلاشک تعرض کرتا۔ تب تعجب کی بات ہے کہ ہبہ نامہ مین یہ لکھا ہے کہ رسوم کریاکرم کے کرنے کے واسطے ہبہ کیا گیا اور اُسمین شرط ہے کہ رانی جگدیسری اپنے حین حیات جائداد مذکور پر قابض رہے گی اور اُسکو بیع یا ہبہ کے ذریعے انتقال کر دینے کا اختیار حاصل رہے گا۔ چونکہ رانی کا قبضہ اپنی جائداد پر قائم رہا اور اُسکو اختیار تھا کہ وہ اپنی جائداد کو بذریعہ ہبہ یا بیع کے منتقل کردے اور بعد ازان اُسنے بہ تحریر ہبہ نامہ ایسا ہی کیا یعنی بہت اشخاص کو دیوتر اور برہموتر اراضیات بذریعہ اپنے استحقاق ملکیت دین اور موہوب الیہ نے اُن اراضیات پر جو اُنکو دی گئین کبھی قبضہ حاصل نہین کیا لہذا یہ امر صاف معلوم نہین ہوتا کہ وصیت نامہ مدعاعلیہ کے باپ کے نام کس غرض سے عمل مین آیا اور کس قانون کے مطابق اس قسم کا ہبہ شرعاً جائز ہے اور درصورتیکہ بن مالی دیبی حین حیات اپنی ماں کے لاولد مرگئی تو پھر رسوم کریاکرم کے کرنے کی شرط کیونکر صحیح تصور کیجا سکتی ہے۔

رتنیسری دیبی کی جانب سے مدجواب بدین مضمون داخل ہوا کہ چونکہ واہب اور موہوب الیہ

بیٹا مر جاسے تو کوئی اور بیٹا گود لے بلکہ اس امر کی بھی اجازت دے سکتا ہے کہ بعد بیٹے

۳ دونوں مر گئے اور ملک محیطہ بطور جائداد موروثی کے وراثت مین آئی تو بموجب شاستر کے کسی شخص کا دعویٰ اسپر نہین پہونچتا اور تیسری دیبی کا بیٹا بوجہ نیند ادھکار ہونے بن مالی دیبی کے بلا اسکی جائداد پانے کا مستحق ہے۔

۴۔ تاریخ ۱۸ جون ۱۸۱۴ء کو پرونشل کورٹ کے حاکم دوم نے دعویٰ مع خرچہ ڈسمس کیا مدین وجہ کہ بموستہ جو پنڈت عدالت نے بیش کیا اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ متبنیٰ لڑکے کو اپنے متبنیٰ کرنے والے باپ کی جائداد پر وراثت کا حق پہونچتا ہے اور متبنیٰ کرنے والے باپ کے قرابت داروں کی جائداد پر نہین پہونچتا اور عورت کو اختیار حاصل نہین ہے کہ متبنیٰ بیٹے کے مرجانے کے بعد دوسرے شخص کو بلا اجازت شوہر کے متبنیٰ کرے۔

اسی واسطے آنند اندر نرائن اور شیو پرشاد مستحق جائداد متنازعہ کے نہین ہین۔ اور ہبہ نامہ جو جگدیسری نے بن مالی دیبی اپنی بیٹی اور کاشی کنت اپنے داماد کے نام تحریر کیا ہے وہ جائز ہے۔

ڈیپلانٹ نے بنا راضی اس فیصلہ کے تعین اپنے دعویٰ کا تعداد پندرہ ہزار ایک سو اکیاون روپیہ یعنی سہ چند صدر جمع اراضیات متنازعہ کرکے صدر دیوانی عدالت مین رجوع کیا۔

الغیبرچندر اے نے جسکو رانی جگدیسری کے متبنیٰ ہونے کا دعویٰ تھا ایک سوال المضمون مندرجہ ذیل گذرانا۔

گنگا رام بہادری میرے ولی نے جو مقدمہ بنام کاشی کنت اس غرض سے دائر کیا تھا کہ قائم مقام صاحب کلکٹر کا حکم مشعر ادخال نام کاشی کنت بطور زمیندار نسبت زمینداری حصہ تین آنے پرگنہ تاہر پور کے منسوخ ہوجائے وہ تجویز صاحب جج ضلع راج شاہی کے ڈگری ہوا۔ لیکن پرونشل کورٹ سے یہ فیصلہ مسترد ہوا اور حکم جو کورٹ مذکور کا بتاریخ ۴۔ فروری ۱۸۱۳ء ڈبلیو اے ریس صاحب قائم مقام جج سابق صدر دیوانی عدالت نے بحال رکھا۔ مجھ سائل نے جملہ سوالات متعدد بغرض دادرسی اپنی اس عدالت کے حکام سابق کے حضور مین گذرانے تو پیشگاہ ہیرنگٹن صاحب سے یہ حکم ہوا کہ وقت پیش ہونے مقدمہ شیو پرشاد چودھری کے سوال سائل پر لحاظ

مر جانے متبنی کے وہ دوسرا متبنی کر سکتی ہے[1] - اور یہ بھی قاعدہ مقرر ہوا ہے

[2] ہو کر تجویز عمل میں نہ آئے گی چونکہ مجھ سائل کا متبنی ہونا کاغذات مقدمہ نمبر ۹۷ ، اشیو پرشاد
مدعی اور کاشی کنت مدعا علیہ سے ثابت ہے لہذا میں مستدعی ہوں کہ وقت پیش ہونے مقدمہ مذکور
کے حضور نسبت ان سوال اور ان کو اعد کے جو بنگام تجویز سابق داخل کیے گئے تھے اور نیز نسبت ذرخواہی
تجویز ثانی اور ان ہر دو استفتا اپنڈتان عدالت کے جو مقدمہ رانی سرومنی وغیرہ داخل ہیں لحاظ
فرماکر انصاف فرماویں -

مقدمہ حاکم دوم مسٹر سی اسمتھ صاحب کے حضور میں پیش ہوا اور تمام کو اعد سوال و جواب و فتاوی
فریقین پڑھی گئیں اور کو اعد قومہ ذیل بھی ملاحظہ میں گذرے - دو قطعہ سوالات مدخلہ اشیر چندر سرما
عدالت صدر دیوانی کے پنڈتوں کے دو پیوستہ ایک مقدمہ کے دیبی ایپلانٹیہ بنام انپورن دیبی
رسپانڈنٹیہ اور دوسرا مقدمہ شام چندر چودھری اور رودر چندر چودھری ایپلانٹیان بنام
نرائنی دیبی چودھرائن اور رام کشور رائے رسپانڈنٹ تین سوالات جو عدالت سے پنڈتوں کے
پاس مرسل ہوئے تھے عدالت ضلع راج شاہی کے کاغذات - پرونشل کورٹ اور صدر دیوانی عدالت
کے کاغذات مقدمہ نمبر ۹۴۹ - گنگا رام بہادری وکیل اشیر چندر سرما ایپلانٹ بنام کاشی کنت رائے
رسپانڈنٹ - ڈگریاں جو تینوں عدالتوں مذکورہ سے صادر ہوئیں - نقول دو قطعہ پیوستہ پنڈتان
عدالت مدخلہ وکیل ایپلانٹیان - کاغذات مقدمہ کے دیبی ایپلانٹیہ بنام انپورن دیبی رسپانڈنٹیہ
مسل مقدمہ سوہن لال کہن ایپلانٹ بنام رانی سرومنی رسپانڈنٹیہ - کاغذات مقدمہ اشیر چندر پال
وغیرہ ایپلانٹ بنام کشن گوبند سین رسپانڈنٹ -

شام چندر اور رودر چندر کے مقدمہ میں جو پیوستہ ۱۲ - تاریخ اگست ۱۸۰۶ء کو داخل ہوا تھا
اُسکا مضمون یہ تھا -

سوال - کشن کشور کی وفات کے بعد اسکی بڑی زوجہ نے نند کشور کو متبنی کیا اور اس متبنی کی

[1] صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱ ص ۲۰۹ - میں شام چندر اور رودر چندر کے مقدمہ کو ملاحظہ کرو اس مقدمہ میں یہ تصفیہ ہو چکا ہے کہ ایک شخص کو دو بیوہ متبنی کر سکتی ہیں [2] اور جلد ۱ ص ۳۲۴ - میں مقدمہ سوکھن مد عیہ اور رام دولال پانڈے وغیرہ مدعا علیہما کے مقدمہ کو دیکھو -

کہ زوجہ کو متبنی کرنے کے واسطے اُس صورت مین اجازت دینا جب کہ باہم اُسکے

سے وفات کے بعد کشن کشور کی دوسری بیوہ نے ایک شخص مسمی رام کشور کو گود لیا جو ابھی تک حیات
ہے۔ اس صورت مین ایک شخص جگل کشور نے (جسے کشن گوپال برادر حقیقی کشن کشور نے گود لیا)
اور کشن کشور کے سوتیلے بھائی لچھمین نرائن کے دو بیٹون یعنی شام چندر اور رودر چندر نے جائداد
متروکہ نند کشور اور کشن کشور کا دعوی کیا۔ اگر اس صورت مین دونون بیٹون کا متبنی ہونا ثابت
ہوجاوے تو دعویدارون مین سے کون مستحق پانے کشن کشور اور نند کشور کی جائداد کا ہے اور متبنی
لڑکا قرابتاً اور بھی نسلاً مستحق ورثہ ہو سکتا ہے یا نہین۔ جواب۔
کشن کشور متوفی لاولد مرگیا اُسکی جائداد منقولہ وغیر منقولہ اُس بیٹے کو ملے گی جسے اُسکی چھوٹی
زوجہ نے موافق دستور دھرم شاستر کے گود لیا۔ کشن کشور کے حقیقی بھائی نے جو بیٹا گود لیا اُسکا
کچھ استحقاق نہین ہے اور نہ کشن کشور کے سوتیلے بھائی لچھمین نراین کے بیٹون کا حق ہے نند کشور
متوفی کی جائداد درصورت نہ ہونے اولاد اُسکی گود لینے والی ماں کے اُس بیٹے کو ملیگی
جسکو اُسکی سوتیلی ماں نے باجازت اپنے شوہر کے گود لیا ہے بشرطیکہ اُس لڑکے مین
صفات ضروری موجود ہون اور وہ بذریعہ رسوم مرقومہ ذیل کے اپنے والدین کو
فائدہ پہونچا سکے یعنی نت جس سے فرائض ضروری ومقررہ مراد ہے نمت تک
یعنی رسوم اتفاقی۔ کام یعنی زائد کام جو اپنی خوشی سے اور بامید کسی فائدہ کے کیے جائین
اشٹ یعنی ضروری رسوم مثلاً نہانا دھونا اور زنار بندی وغیرہ۔ پورت یعنی افعال سخاوت
جو خدا پرستی کے ساتھ ہون مثلاً کنوان کھدوانا و باغ لگانا و مندر بنوانا اور دیگر مراتب جو اُسکی
قوم کے واسطے مخصوص ہین۔ اس مقدمہ مین متبنی دوسری بیوہ کا جو زندہ ہے بالکل مالک
جائداد کا ہوگا اور رشتہ دارون کو کچھ دعوی نہوگا کیونکہ وہ اُس متبنی کا جو بڑی زوجہ نے گود
لیا تھا بمقابلہ اُنکے جو جائداد کا دعوی کرتے ہین نزدیک تر سپنڈ ہے۔ یہ مسئلہ موافق قول
منو گوتم و بودھاین کے ہے اور واضح ہو کہ منجملہ ان واضعان قانون کے منو کا درجہ اول ہے
اور یہی مسئلہ بن ورد مکتاولی اور دتک ممانسا اور بیادھ بھنگارنو اور رتناگر اور دیگر کتابون
شاستر کے بموجب ہے۔

اور شوہر کے صلبی بیٹے کے جو زندہ ہوں نابالغ ہو صحیح نہیں متصور ہوگا۔ لیستھ انتش

"ماخذ۔ قول دیول داے تتو اور کتابوں شاستر میں منقول ہے وہ یہ ہے۔" تمام یہ بیٹے
اُس شخص کی ملک کے جسکے صحیح النسب صلبی اولاد نہیں ہے وارث ہیں"۔ جاگیلاک کا
ایک فقرہ دایتو اور دھرم شاستر کی کتابوں میں مندرج ہے وہ یہ ہے "زوجہ اور دختر اور
والدین بھی اور علی ہذا القیاس بھائی"۔

منو کا قول ہے کہ ایک شخص جو بیٹا نہ چھوڑے تو اسکا وارثہ ہوئیگا یا بھائیوں کو۔
برھسپتی کا قول رگھونندا اور اور لوگوں نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے۔" واضعان قانونوں میں
منو کا اول درجہ ہے اسواسطے کہ اُنھوں نے تمام مطالب بید کے اپنے مجموعہ میں ادا کردیے ہیں
کوئی مجموعہ جو اُنکے اقوال مشتہرہ کو مسترد کرے پسند خاطر عوام نہیں ہے"۔ منو کا قول جو دایتا
اور اور کتابوں میں مندرج ہے وہ یہ ہے۔ "منو جو ذات واجب الوجود سے پیدا ہوئے ہیں
اُنھوں نے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہیں انمیں سے چھ قرابتی اور وارث ہیں
اور چھ قرابتی ہیں اور وارث نہیں الا صرف اپنے باپ کی جائداد کے بعض اُنکی
یہ ہے۔ بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے بطور جائز
دوسرے شخص سے پیدا ہو۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو متبنی بیٹا۔ بیٹا جسکی ولدیت
مخفی ہو یعنی جسکا پدر حقیقی معلوم ہو۔ بیٹا جسے اُسکے والدین نے ترک کر دیا ہو۔ چھ بیٹے
قرابتی اور وارث ہیں"۔ اس قول منو کی تشریح کالکا بھٹ نے یہ کی ہے۔ "منو جو
برہم یعنی ذات واجب الوجود سے پیدا ہوے ہیں اور حکام ترتیب چودہ منوئیں سے اول ہیں
اُنھوں نے انسان کے بیٹوں کی بارہ قسمیں بیان کرکے منجملہ اُنکے چھ بیٹوں کو قرابتی اور
کا وارث اور واسطہ دار قرار دیا ہے پس نتیجہ اسکا یہ ہے کہ قرابتی ہونے کے باعث
سے وے پنڈ اور پانی سپنڈا اور سمدک کو دے سکتے ہیں اور وارث ہونے کے ذریعہ
سے ہیچہ ہی واسطہ داروں کی وراثت اُنکو ملتی ہے بشرطیکہ اُن واسطہ داروں کے
اولاد ذکور نہو اور اسی ذریعہ سے وے اپنے باپ کی جائداد کے بھی وارث ہیں"۔ گوتم
کا قول ترتناکر اور اور کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ "بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے ہو۔"

بیٹے کی وفات کے بعد گود لینے کی اجازت جائز ہوگی [1]۔ اس باب مین تکرار ہے کہ آیا

بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہوا ہو اور ایسے قرابت دار کے صلب سے ہو جو بغرض تو الد مقرر کیا جاے۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو۔ بیٹا جو رسم متبنی بنایا جاے۔ بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو۔ وہ بیٹا جسکو اُسکے اصلی والدین نے چھوڑ دیا ہو یہ بیٹے ملک کے وارث ہوتے ہین۔ بیٹا ایک غیر منکوحہ لڑکی کا۔ بیٹا حاملہ دُلھن کا۔ بیٹا اُس عورت کا جسکا دوسرے مرتبہ بیاہ ہوا ہو۔ جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اُسکا بیٹا۔ جو شخص اپنے تئین آپ دوسرے کا بیٹا جانے۔ زرخرید بیٹا۔ یہ چھہ بیٹے اپنے گود لینے والے باپ کے کنبے مین ہونے کا دعوی کر سکتے ہین،،۔

قول بودھائن۔ جائداد مین شریک ہونے کے مستحق یہ بیٹے ہین۔ بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے ہو۔ جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اُسکا بیٹا۔ بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن اور ایسے قرابت دار کے صلب سے ہو جو بغرض تو الد بطور جائز تقرر کیا جاے۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہے۔ بیٹا جو رسم متبنی بنایا جاے۔ بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو۔ بیٹا جسکو اصلی والدین نے چھوڑ دیا ہو۔ چھہ قسم کے بیٹے جنکی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے داخل نسل جس سے گو تر عبارت ہے ہوتے ہین۔ غیر منکوحہ لڑکی کا بیٹا۔ حاملہ دولھن کا بیٹا۔ زرخرید بیٹا۔ بیٹا اُس عورت کا جسکا دوسرے مرتبہ بیاہ ہوا ہو۔ جو شخص اپنے تئین آپ دوسرے کا بیٹا بنائے۔ برہمن کا بیٹا شودر کے بطن سے۔ اگرچہ جیمتوا ہن اور رگھونندن وغیرہ نے بضمن بیان قول وید قول منقولہ دا بھاگ کے اس تکرار کو رفع نہین کیا ہے کہ دیا ہوا بیٹا اور اور قسم کے بیٹے قرابت دارون کے وارث ہو سکتے ہیں یا نہین لیکن اس سے یہ نہین فرض کرنا چاہیے کہ دیے ہوے بیٹے کو قرابت دارون کی وراثت کا حق نہین پہونچتا اختلاف راے جو اس باب مین ہے اُس فرق پر لحاظ کرنے سے رفع ہو سکتا ہے جو متبنی کی نسبت کیا گیا ہے یعنی سگن جس سے صفات فضیلہ مراد ہے یا نرگن یعنی ضد اُسکی۔ یہ مقولہ بموجب رتناکر اور اور کتابون کے ہے۔ اور یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ دیا ہوا بیٹا اور اور قسم کے بیٹے جو صفات فضیلہ رکھتے ہون ایسے

[1] مقدمہ مسماۃ سولکھن مدعیہ اور راماولال پانڈے وغیرہ مدعاعلیہما کو جلد اس ۲۵ ہوین فیصلہ

بیوہ جس نے باجازت شوہر کے متبنی کیا ہو اور وہ متبنی مرجاے تو وہ دوسرے شخص کو

م گود لینے والے باپ اور بھی اُسکے قرابت داروں کے ورثہ پانے کے مستحق ہین۔
یہ لکھنا بھی مناسب ہے کہ مقصود لفظ سگن جو اس جگہہ مستعمل ہوا ہے یہ ہے کہ دیے ہوے
اور اور قسم کے بیٹون کو درصورت نیک رویہ ہونے کے ایسے بیٹے پر جو دوبارہ منکوحہ عورت سے
ہو یا مثل اُسکے اور بیٹون پر درباب استحقاق کے ترجیح ہے بشرطیکہ ایسا بیٹا نرگن ہو لیکن اگر
جملہ قسم کے بیٹے نرگن ہون تو وہ بیٹا جو ولادت کی روسے زیادہ قربت اور فرق رکھتا ہے
باپ کی جائداد مین سے حصہ کامل پاویگا اور بقیہ بیٹے موجب تفصیل مندرجہ برہم پوران اور اور
کتابون کے حصہ پاوینگے۔ وجہ معاش سے جسکے دینے کا حکم ہے اسی طرح کے حصہ کے محاصل سے مراد ہے
ورنہ جو خلاف کہ بظاہر باہم اقوال منو وغیرہ اور جاگبلک وغیرہ کے معلوم ہوتے ہین بخوبی رفع
نہ ہوسکینگے لیکن بموجب قول دیول کے جسکے مقصود مین کہین اختلاف نہین ہے بعض شخص یہ حجت
کرتے ہین کہ برہم پوران کا قول دیے ہوے بیٹون اور نیز اُن بقیہ بیٹون سے متعلق ہے جو اپنے گود
لینے والے باپ کو ذات سے کمتر ہین۔ بیاد بھگارنو۔ مقدمہ کے دیہی نام اُنیورن دیبی بین جو
پیوستہ لکھا گیا تھا اُسکا مضمون یہ تھا۔

سوال۔ تارنی چودھرائن بعد وفات اپنے شوہر کے کل شوہر کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر قابض
ہوئی اور ایک لڑکے مسمی کالی کنت کو گود لینے کے واسطے پسند کیا اسمین اُسکے شوہر کی بھی
اجازت تھی۔ کالی بھروپ اور تارنی مذکور مدعا علیہما کے گواہ بھوانی شنکر کے اظہار سے معلوم
ہوا کہ کالی کنت قبل از اداے رسوم متبنی مرگیا لیکن بجے دیبی مدعیہ کا بیان یہ تھا کہ لڑکا بعد
متبنی ہونے کے مرا۔ تارنی مذکورہ نے چندسال بعد مرجانے اُس لڑکے کے تمام جائداد کو جسپر وہ
قابض تھی اپنی چھوٹی دختر کے لڑکے کالی بھروپ کو ہبہ کردی اُسوقت اُسکی بڑی دختر موجود بھی
اور اُسکے ایک لڑکی اولاد مین تھی۔ بعد اس ہبہ کے بڑی لڑکی کے ایک پسر پیدا ہوا اُس نے
جائداد مذکورۂ بالا مین سے نصف حصہ کا دعوی کیا۔ اس صورت مین تارنی مذکورہ کو بحالت
موجودگی ایک اور دختر کے تمام شوہری جائداد دوسری دختر کے متبنی کو دینے کا اختیار ہے یا نہین
اور ایسا ہبہ نامہ اُسکا جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین اگر کالی کنت کا فی الحقیقت متبنی ہونا

...ل اجازت شوہر و ملہ شوہر کے گود لے سکتی ہے یا نہین بموجب مسئلہ دت تک ممانسا کے

... دیا جاسے تو اُس صورت مین تا۔ فی مذکورہ بعد مر جانے اپنے متبنی لکے اُسکی جائداد کو اپنے ...

... بذریعہ ہبہ نامہ دے ڈالنے کی مجاز نہین ہے ۔

... بیوہ کو بلا اجازت اپنے شوہر کے وارثون کے یہ اختیار نہین ہے کہ شوہر کی جائداد

جو اُسے ورثہ مین ملی ہے کسی کو ہبہ کر دے ۔ اور ہبہ نامہ نوشتہ اُسکا حاشیہ وجب التعمیل متصور

نہین ہو سکتا کسی کو گود لینے والی عورت کو اجازت اس امر کی نہین ہے کہ بعد وفات متبنی اسکے اسکی

جائداد کو جو اُسے ورثتاً ملی ایک وارث کو جبکہ دوسرے وارث کے پیدا ہونے کا امکان ہے

بذریعہ ہبہ نامہ دے دے یہ رائے دایبھاگ و دتک نرنے وداور ہس و بیوستھا رنیو د اسے تتو

اور اور کتابون شاستر کے مطابق ہے جو بنگالہ مین مروج ہین ۔

کاتیاین کا قول ہے " کہ صرف زوجہ بعد وفات شوہر کے جائداد سے متمتع ہوتی ہے لیکن

اُسکو یہ استحقاق نہین پہونچتا کہ اُسکو ہبہ یا رہن یا بیع کر دے " ۔ دایبھاگ مین لکھا ہے کہ " ولاد

بیوہ جو پاک دامن رہی اور اپنے محافظ وجب التعظیم کے ساتھ رہتی ہو وہ اپنے عین حیات

جائداد سے باعتدال متمتع ہو اور بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے وارث لے لین "

" محافظ وجب التعظیم " کے ساتھ رہنے سے اس جگہ یہ مراد ہے کہ وہ اپنے خسر یا کسی اور

رشتہ دار خاندان شوہری کے ساتھ رہی ۔ بیوہ اپنے عین حیات شوہر کی جائداد سے متمتع ہو سکتی ہے

مگر اُسکو اپنی خاص علٰحدہ جائداد کے مانند یہ اختیار نہین ہے کہ حسب خوشی اپنی اُسے ہبہ یا رہن

یا بیع کرے ۔ ودا نرنے مین لکھا ہے کہ " بیوہ کو اختیار نہین ہے کہ وہ اپنے شوہر کی جائداد کو ہبہ

یا رہن یا بیع کر سکے الا شوہر کے کریا کرم یا کسی اور ضرورت کے لیے ۔ اور چونکہ وہ اپنے شوہر

کے کنبے کے ساتھ رہتی ہے تو اُسکو جائداد مین سے صرف اُسقدر صرف کرنا چاہیے جتنا اُسکے

گذارہ کے واسطے ضرور ہے " ۔

عورتون کے واسطے لکھا ہے کہ وے اپنے ورثہ شوہری سے استفادہ اُٹھا سکتی ہین ...

مگر عورت کو کسی وجہ سے اپنے شوہر کی جائداد کو تلف نہین کرنا چاہیے یہ قول بھارت ہے ۔

ودا ... مین لکھا ہے کہ " تلف کرنے سے مراد یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کی جائداد کا ہبہ یا بیع ...

ایسا ہر شخص خلاف دھرم شاستر ہوگا علم تاتھری یہ راے ہے کہ دوبارہ گود لینا

ہر یا کسی اور طرح سے انتقال نہیں کر سکتی۔

بیوہ شاستر ہیں لکھا ہے کہ ایک شخص جو مر جاے اور اسکے نہ بیٹا ہو اور نہ پوتا اور نہ بیٹے کا پوتا تو اسکی جائداد اسکی عفیفہ زوجہ کو ملے گی لیکن وہ اسکو انتقال نہیں کر سکتی ہے مثلاً بیع وغیرہ کا اسکو ایسی جائداد کی نسبت اختیار نہیں ہے الا وہ اپنے شوہر کو فائدہ عقبی پہونچانے کے واسطے ایک جزو اسمیں سے صرف کر سکتی ہے یا اپنی جان بچانے کے لیے۔

نارد کا قول دایہ بھاگ میں مندرج ہے کہ "ہر قسم کا معاہدہ جو عورت کی جانب سے عمل میں آئے مگر مصیبت کے وقت نہ کیا گیا ہو تو باطل و نادرست تصور ہوگا خصوصاً وہ جو مکان اور زمین کے ہبہ یا رہن یا بیع کرنے کے لیے کیا جائے"۔

دایہ بھاگ کے بموجب لفظ زوجہ کا جو مستعمل ہوا ہے وسیع المعنی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ قاعدہ مذکورہ بالا کو بالعموم اُن عورتوں سے متعلق تصور کرنا چاہیے جنکو جائداد ورثتاً پہونچے۔

دایہ بھاگ اور دایہ رہسیہ میں یہ فقرہ منقول ہے کہ "وے جو پیدا ہوے ہیں اور وے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوے ہیں اور وے جو فی الواقع رحم میں ہیں اُن سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے اور زندگی ہورو فی وجہ معاش کا تلف کرنا ایک امر مذموم تصور کیا گیا ہے"۔

حاکم دوم نے بتاریخ دوسری جنوری ۱۸۴۸ء اس مقدمہ میں یہ راے لکھی۔

دو میری راے اس مقدمہ میں یہ ہے کہ فریقین میں سے کوئی مستحق پانے جائداد رانی جگدیسری کا نہیں ہے کیونکہ یہ ثابت ہوا ہے کہ ایشر چند چودھری اپیلانٹ مقدمہ نمبر ۴۶ ۸۰ وارث وحقدار ہے اور وجہ ثبوت جو اس راے کے باب میں ہے تفصیل اُسکی ہمارے روبکار مورخہ امروزہ میں درج ہے اگر اور حکام عدالت ہماری راے کے ساتھ اتفاق کر کے بعد منظوری تجویز ثانی مقدمہ نمبر ۴۶ ۸۰ اور منسوخی فیصلجات اس عدالت اور پرونشل کورٹ کے ڈگری عدالت ضلع راج شاہی کو بحال کریں تو اس ڈگری کو بھی جو اس مقدمہ میں مرشد آباد کی پرونشل کورٹ سے صادر ہوئی ہے بحال کرنا ضرور ہوگا لیکن اگر خلاف اسکے حکام موصوفین اس فیصلہ کو جو بتاریخ

ایسی صورت مین جائز ہوگا کیونکہ متبنی اولی سے جو غرض تھی وہ برآمد نہوئی

۴ ۴- فروری سنہ ۱۳ ۱۸ ۱۶ اس عدالت سے صادر ہوا ہے برقرار رکھین تو ہماری دانست مین شاستر کے بموجب شیو پرشاد چودھری اپیلانٹ کا استحقاق کاشی کنت رائے پدر رسپانڈنٹ کے استحقاق سے بلاشک فائق ہے کسواسطے کہ کاشی کنت رائے کا رشتہ صرف دامادی کا ہے اور یہ رشتہ اُسکی زوجہ کے مرنے کے بعد جو اپنی ماں کے سامنے لاولد مرگئی جاتا رہا اور نامبردہ کا دعوی بذریعہ ہبہ نامہ مشروطہ کے قاعدۂ ورانت کی روسے قطعی ناقابل سماعت ہے کیونکہ شرط مندرجہ ہبہ نامہ بسبب فوت ہونے اُس عورت کے جسکی ذات پر ایفا اُسکا منحصر تھا باطل ہوگئی اور درصورت نہونے رانی جگدیسری کے بطنی یا متبنی بیٹے کے صرف شیو پرشاد چودھری اپیلانٹ بطور وارث مستحق قائم مقامی کا معلوم ہوتا ہے "بنظران خالات کے حاکم دوم نے یہ رائے لکھی کہ عدالت اشیر چند چودھری کے مقدمہ کی تجویز ثانی منظور کرکے اس عدالت اور پروونشل کورٹ کے فیصلون کو منسوخ اور راج شاہی کے ضلع کے فیصلہ مورخہ ۲ اجولائی ۱۸۰۸ء کو بحال کرے اور مرشداباد کی پروونشل کورٹ کے اول حاکم کا فیصلہ مورخہ ۱۳- جون ۱۸۰۸ء کو جسکی روسے شیو پرشاد کا دعوی ڈسمس کیا گیا ہے بحال رکھے اور خرچہ طرفین بابت کل عدالتون کے ذمہ طرفین ہو یا عدالت مقدمہ نمبر ۴ ۸۶- کی تجویز ثانی نامنظور کرکے اس عدالت کے فیصلہ مورخہ ۱۴- تاریخ فروری ۱۸۱۳ء کو بحال رکھکے مرشد آباد کی پروونشل کورٹ کے اول حاکم کے فیصلہ کو منسوخ کرے اور زمینداری پرگنہ تاہرپور مین شیو پرشاد چودھری کو حصہ تین آنہ کا دلادے اور جس مدت تک پرگنہ مذکور کاشی کنت رائے کے قبضہ مین رہا اُسقدر زر اصلات بھی دلایا جاوے اور دونون عدالتون کا خرچہ ذمہ رسپانڈنٹ ہو-

بعد ازان مقدمہ حاکم سوم الیس- ٹی گوڈ صاحب او قائم مقام جج ڈبلیو ڈورن صاحب کے سامنے پیش ہوا اور روبکار مورخہ ۸- فروری کا یہ مضمون تھا-

واضح ہو کہ شیو پرشاد اپیلانٹ پرگنہ تاہرپور کی زمینداری مین تین آنہ کے حصہ کا دعوی پیش کرتا ہے یہ زمینداری رانی جگدیسری کے قبضہ مین تھی رانی مذکور نے ۱۲۱۳ بنگلہ مین وفات پائی- یہ تین آنہ کا حصہ متنازعہ رانی کے قبضہ مین بعد وفات اُسکے شوہر بہروپ اندر نراین کے

بموجب کتب شاستر مروجہ بنگالہ و بنارس کے عورت کو بعد وفات شوہر کے اختیار

سنہ ۱۲ بنگلہ میں آیا تھا بھروپ اندرنراین کے کوئی اولاد ذکور نہ تھی وہ صرف ایک دختر چھوڑ مرا اور وہ دختر بھی کاشی کنت راے کے ساتھ بیاہ ہو جانے کے بعد نو یا دس برس کی عمر میں مر گئی اور بعد ازاں نامبردہ نے رسپانڈنٹیہ کے ساتھ بیاہ کیا۔ اپیلانٹ کا بیان ہے کہ حصہ متنازعہ جو بھروپ اندرنراین شوہر جگدیسری نے چھوڑا اُسپر اُسکے وارث کا استحقاق ہے اور چونکہ اپیلانٹ آنند اندرنراین چچا بھروپ اندرنراین کا بیٹا ہے اور آنند اندرنراین کو رانی سرستی نے گود لیا اور نیز وہ رانی لکھمی کا بھی دوسرا متبنی تھا لہذا وہ موجب قاعدہ ورثت کے مستحق ورثہ ہے رسپانڈنٹیہ کا بیان یہ ہے کہ رانی جگدیسری نے اپنی جائداد کو اپنی دختر اور داماد کے نام بذریعہ ہبہ نامہ مورخہ ۲۳ اساڑھ سنہ ۱۲ بنگلہ اس توقع سے کہ دختر مذکورہ کے بیٹا پیدا ہوگا منتقل کر دیا مگر اُسکے ساتھ شرط یہ قرار پائی کہ رانی مذکور مدین حیات اُس جائداد پر قابض رہے چنانچہ بموجب اُس شرط کے وہ چھ یا سات برس تک قابض رہی اور اپیلانٹ نے جو بنا حق موروثی اپنا دعوی پیش کیا ہے اُسکی نسبت رسپانڈنٹیہ معترض ہے۔

اول یہ کہ رانی لکھمی زوجہ رام اندرنراین نے جو آنند اندرنراین کو متبنی کیا وہ شاستر کے بموجب نہ تھا۔

دوم یہ کہ اگر آنند اندرنراین کا متبنی ہونا جائز سمجھا جاے تو بھی اپیلانٹ کا دعوی ورثت بھروپ اندرنراین اور رانی جگدیسری کی جائداد کا شاستر کے بموجب قابل سماعت نہیں ہے کیونکہ اُسکا رشتہ رانی جگدیسری کے ساتھ بذریعہ گود لیے جانے اپنے باپ سے قائم نہیں ہوسکتا۔

لیکن نسبت اُن اعتراضات کے جو رسپانڈنٹیہ نے درباب ناجائز ہونے تبنیت آنند اندرنراین با ظہار اس امر کے پیش کیے کہ رانی لکھمی نے بلا اجازت اپنے شوہر کے اُسے گود لیا صرف اُسی قدر بیان کرنا ضرور ہے کہ آنند اندرنراین نے سنہ ۱۲ بنگلہ میں وفات پائی اور اُسوقت تک وہ اپنے گود لینے والے باپ کی جائداد پر قابض رہا اور اس عدالت کے فیصلہ کی رو سے جو تاریخ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۱۶ء بمقدمہ رانی جگدیسری ۴

متبنّی کرنے کا ہے بشرطیکہ شوہر نے اپنے عین حیات زوجہ کو اس امر کی اجازت

دی اپیلانٹ بنام آنند اندر نرائن نابالغ رسپانڈنٹ صادر ہوا ظاہر ہے کہ جملہ اعتراضات دربارہ
تبنیت آنند اندر نرائن کے عدالت سے نامنظور ہوئے اور متبنّی ہونا اسکا جائز ٹھہرایا گیا
علاوہ ازین ہیرو دیپ اندر نرائن شوہر اپیلانٹ نے بھی اُس روبکار میں تبنیت کے جائز ہونے کا
اقرار کیا ان حالات پر نظر کرکے عدالت کی رائے یہ ہے کہ رسپانڈنٹ مجاز نہین ہے کہ بعد
زمانہ دراز گذر جانے کے بعد دربارہ جواز تبنیت آنند اندر نرائن کے اعتراض پیش کرے
اور چونکہ رانی جگدیسری نے اپنے شوہر کی وفات کے بعد جو بیلا اولاد ذکور مر گیا اُسکی جائداد
پر قابض ہوکر ہبہ نامہ تحریر کیا اور وہ ہبہ نامہ سابق کے ہوسٹون کی رو سے قطعی ناجائز ہے لہذا
اب صرف یہ امر تنقیح طلب ہے کہ آیا اپیلانٹ دھرم شاستر کے مطابق اس جائداد کا بطور
استحقاق ورثت رکھتا ہے یا نہین -

حکم ہوا کہ نقل اس روبکار کی پنڈتان عدالت کے سامنے مع اُس شجرہ کے جو اپیلانٹ
نے داخل کیا ہے پیش ہو تاکہ وے اُسکے مضامین پر غور مناسب کرکے عرصہ چودہ روز مین بموجب
دھرم شاستر متعلقہ بنگالہ کے موجب سوالات مرقومہ ذیل کے جواب مین لکھکر
داخل کرین —

سوال۔ اگر ہبہ نامہ جو رسپانڈنٹ نے پیش کیا ہے ناجائز ہو اور جگدیسری کی وفات
کے بعد اُسکے شوہر کے وارثون کا حق جگدیسری کی قائم مقامی کا ہو تو اس صورت مین
اپیلانٹ بموجب شاستر بنگالہ کے بذریعہ استحقاق قائم مقامی یا اور طور پر مستحق پانے جائداد
مذکور کا ہے یا نہین —

جواب - اگرچہ ہیرو دیپ اندر نرائن باستثناے ایک دختر کے لاولد مر گیا اور اُسکی جائداد پر
اُسکی زوجہ عین حیات قابض و متصرف رہی اور گو ہبہ نامہ جو رسپانڈنٹ نے پیش کیا ہے اور
جگدیسری نے اپنی دختر اور داماد کے نام لکھا تھا ناجائز ہو مگر پھر بھی جگدیسری کی جائداد اور گو
وہ اُسکے شوہر کے وارثون کے ورثہ مین ہو اپیلانٹ کا حق نہین پہونچتا کیونکہ وہ قائم مقامی کے
استحقاق کا دعوی اس وجہ سے نہین کرسکتا کہ وہ بیٹا آنند اندر نرائن کا ہے اور آنند اندر نرائن

(باقی)

دے دی ہو۔ اور بموجب شاستر اضلاع مغربی ہند کے زوجہ بعد وفات شوہر با جازت
ہر ایک لکھی کا دوسرا متبنی ہے اور وہ سپنڈوں میں شمار نہیں ہو سکتا ایک شخص شاستر کی رو سے اپنی زوجہ کو گود لینے کے واسطے اجازت دے سکتا ہے مگر وہ نہ از روے شاستر اور نہ از روے رواج یہ ہدایت کر سکتا ہے کہ زوجہ ایک شخص کو گود لے اور بعد اسکے مرجانے کو دوسرے کو متبنی کرے۔ بیوہ کا دوسرے مرتبہ گود لینا ناجائز خیال کرنا چاہیے اور ایسا متبنی سپنڈ رشتہ داروں میں شمار نہیں کیا جا سکتا اور جبکہ اپیلانٹ کے باپ کو ایسا استحقاق حاصل نہیں ہوا تو اس سے یہ امر بدرجہ اولیٰ ثابت ہے کہ اپیلانٹ کو متوفی کے ساتھ کچھ رشتہ نہیں ہے۔ سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنند اندر نرائن کے متبنی ہونے کا بہروپ آنند نراین بھی مقر تھا اور سابق میں جتنے اعتراض درباب آنند اندر نرائن کی تبنیت کے کیے گئے تھے اُن سب کو عدالت نے نامنظور کر کے تبنیت کو جائز قرار دیا تھا۔ حاکم خود مختار ہے جسطرح اُسکی خوشی میں آوے کرے مگر شاستر کے بموجب دوسرا متبنی بیٹا صرف اُسی شخص کے مال کے پانے کا مستحق ہے جو متبنی کرنے والی سے متعلق ہے مگر وہ اپنے گود لینے والی کے سپنڈ رشتہ داروں کے مال کا وارث نہیں ہو سکتا یہ رائے دتک ممانسا اور دتک چندریکا اور بیوہار ستریکا اور اور کتابوں شاستر مروجہ بنگالہ کے مطابق ہے۔ ماخذ۔ کتابوں مذکورہ بالا میں یہ اقوال مندرج ہیں "ایک شخص جسکے بیٹا نہوا سے پنڈ اور پانی دینے اور کریا کرم کے واسطے لازم ہے کہ بیٹا گود لے پنڈ سے سرادھ مراد ہے اور پانی دینے سے ترپن یعنی دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر متوفیوں کے نام پر دینا وغیرہ عبارت ہے کریا کرم بجا لانا خاص رسوم یعنی لاش کا جلانا وغیرہ مراد ہے ہت یعنی سبب گود لینے کا یہ سب امور ہیں اور چونکہ لفظ ہت یعنی سبب بصیغۂ واحد مستعمل ہوا ہے لہذا ظاہر ہے کہ ان سب امور کو بالاشتمال ایک سبب قرار دیا ہے نہ بالانفراد پس معنی اس سے یہ نکلتے ہیں کہ اس ہر ایک امر کے واسطے جدا جدا بیٹا بنانا ضرور نہیں ہے بلکہ کل امور کے واسطے صرف ایک بیٹا گود لیا جاوے کسواسطے کہ اگر بیٹا نہو تو سرادھ اور ... اور رسوم ادا نہیں ہو سکتیں یہ قول دتک ممانسا کا ہے۔ چونکہ روبکار مورخہ ۰۰ فروری ۱۸۲۱ء میں عدالتوں نے پنڈتوں سے درباب جائز ناجائز ہونے

اضلاع مغربی کے مسائل۔

اس مسئلہ کے واسطے زوجہ۔

اقربا شوہر کے گود لے سکتی ہے۔ اور وہان کی کتابون مین یہ بحث کی گئی ہے کہ گود

در باب تبنیت آنند اندر نرائن کے استفسار نہین کیا تھا لہذا انکو ہدایت ہوئی کہ اس باب مین وے کچھ اپنی
راے نہ لکھین اور آنند اندر نراین کو رانی لکھی زوجہ رام اندر نراین کا متبنی جائز فرض کر کے تین روز کے
عرصہ مین صرف اسی سوال کا جواب جو روبکار مورخہ تاریخ مذکورۂ بالا مین استفسار کیا گیا ہے لکھ کر داخل
کرین اور یہ بھی لکھا گیا کہ بعد داخل ہونے دوسرے بیوستہ کے عدالت اس امر پر بھی لحاظ کرے گی جو
پنڈتون نے بیوستہ اول مین تبنیت آنند اندر نرائن کے باب مین لکھا ہے۔ ۲۱۔ مارچ ۱۸۱۲ء کو
پنڈتون نے جواب مطلوبہ گذرانا اسکا مضمون یہ تھا۔

اگر عدالت نے رانی لکھی زوجہ رام اندر نرائن کا آنند اندر نرائن کو متبنی کرنا درست قرار دیا ہے
تو بھی چونکہ آنند اندر نرائن دوسرا متبنی ہے اسواسطے وہ بھروپ اندر نرائن کا سپنڈ نہین ہے اور بالاولی
اسکا بیٹا شیو پرشاد بھی بھروپ اندر نراین کا سپنڈ شمار نہین کیا جا سکتا پس اگر بعد وفات رانی جگدیسری
بیوہ بھروپ اندر نرائن کی وہ جائداد جو اسکو شوہر سے ملی تھی اسکے شوہر کے وارثون کو پہونچے تو اس
صورت مین شیو پرشاد کو اس جائداد کی نسبت کوئی حق قائم مقامی حاصل ہے۔

چونکہ پنڈتون نے پھر بھی خاص اس سوال کا جواب شافی نہین دیا جو عدالت نے اپنے روبکار
مورخہ ۸۔ فروری کو پوچھا تھا لہذا انکو ہدایت ہوئی کہ از سر نو اپنی راے لکھین اور فرض کر لین کہ آنند اندر نرائن
کا متبنی ہونا درست ہے اور کسی صورت سے قابل اعتراض نہین ہے اور گویا صرف آنند اندر نرائن
اپنے گود لینے والے باپ کا متبنی ہوا چنانچہ انھون نے ۳ ۔ تاریخ اپریل ۱۸۱۲ء کو تیسرا
بیوستہ لکھ کر داخل کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ اگر آنند اندر نرائن ہی صرف متبنی بیٹا اپنے متبنی
لینے والے باپ کا ہے اور جواز تبنیت مین کوئی اعتراض نہین ہے تو اس صورت مین اسکو
متبنی کرنے والے باپ کے گوتر مین شمار اور از روے شاستر اس جائداد کا مستحق تصور
کرنا چاہیے جو اسکے متبنی کرنے والے باپ کے سپنڈون کی ہے اور اگر بہ نسبت شیو پرشاد
اپیلانٹ کے کوئی اور نزدیک تر سپنڈ بھروپ اندر نرائن کا نہ ہو تو اپیلانٹ مذکور کو مستحق ترکہ
متنازعہ تصور کرنا چاہیے۔ پنڈتون نے اس راے کے آگے اس طور سے لکھا۔ اگرچہ عدالت
کا حکم تھا کہ ہم بیوستہ بموجب قانون متشبہ بنگالہ کے دین مگر یہ راے ہماری مطابق منو کے

عورت رسوم متبنیٰ کو خود ادا نہین کر سکتی لیکن اگر وہ ذی علم برہمنون کی مدد سے

ہو ہے اور منجملہ کتابون شاستر کے دا بھاگ بنگالہ مین بہت مروج ہے اور اگرچہ اُس کتاب مین جمتو اہن کی راے جو اُسنے دیول سے نقل کی ہے یہ ہے کہ وہ بیٹا جو دت تاک طریقہ سے متبنیٰ کیا جاسے وہ قرابت داران نسبی یعنی سپنڈون وغیرہ کا وارث نہین ہے مگر چونکہ اکثر ہوتے عدالت مین ایسے داخل ہوے ہین جنکی رو سے مطابق آئین منو کے متبنیٰ کا استحقاق نسبت وراثت قرابت داران نسبی کے قائم کیا گیا ہے لہذا ہم نے بھی اپنی راے اُسی آئین کے بموجب دی ہے۔

ماخذ۔ منو ''منو جو ذات واجب الوجود سے پیدا ہوے ہین اُنھون نے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہین منجملہ اُنکے ۶ قرابت دار اور وارث ہین اور ۶ صرف قرابت دار ہین مگر وارث نہین الا ورثہ باپ کے تفصیل بیٹون کی یہ ہے۔ بیٹا صلبی جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو۔ بیٹا جو زوجہ منکوحہ سے دوسرے شخص سے بطور جائز پیدا ہو۔ بیٹا جو دیا گیا ہو۔ بنایا ہوا یا متبنیٰ بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو یعنی جسکا اصل باپ معلوم نہو سکے۔ بیٹا جسکو اُسکے اصلی والدین نے ترک کر دیا ہو۔ یہ چھ قسم کے بیٹے قرابت دار اور وارث ہین''۔ قول مذکورۂ بالا پر کلم بھٹ نے یہ شرح لکھی ہے ''منو جو برہم یعنی واجب الوجود کی ذات سے پیدا ہوے اور منجملہ جودہ منو کے جنکا درجہ اول ہے اُنھون نے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہین منجملہ اُنکے پہلے چھہ واسطہ دار نسبی قرابت دارون کے وارث قرار دیے گئے ہین۔ پس نتیجہ اسکا یہ ہے کہ بذریعہ واسطہ دار ہونے کے وے سپنڈون اور سمندکون کو پنڈ اور پانی دیتے ہین اور بذریعہ وارث ہونے کے وے درصورت نہونے اولاد ذکور کے اپنے قرابت داران نسبی کے ورثتاً قائم مقام ہوتے ہین''۔ قول منو جو دا بھاگ اور دا تتو اور دا کرم سنگرہ اور اور کتابون شاستر مین درج ہے اُسکا یہ مضمون ہے کہ ''بعد اُن واسطہ داران قریب یعنی سپنڈون کو ورثہ پہونچتا ہے''۔

بعد پہونچنے اس ہوستہ کے عدالت نے تجویز کیا کہ ہوستہ مذکور کی رو سے ظاہر ہے کہ جب رانی جگدیسری بیوہ بھروب اندر نرائن کی بلا اولاد ذکور سنہ ۱۲۱۳ بنگلہ مین مر گئی تو اُسکے

ایسا کرے تو اسمین کچھ اعتراض کی جا ے نہین ہے چنانچہ ایسی صورتون مین شیو درلوگ

سو شوہر کی جائداد جسپر وہ عین حیات قابض رہی تھی اُسکے شوہر کے نزدیک رشتہ دارون کو ورثہ مین پہونچنی چاہیے اور فرض کیا جا ے کہ آنند اندر زائن متبنی بیٹا رام اندر زائن اور رانی للھی کا تھا اور اُسی سبب سے اُسکے کنبے مین داخل ہو گیا تھا تو شیو پرشاد اصل مدعی کو اس مقدمہ مین دعوی کا استحقاق بطور ریسیند ورانتا پہونچتا ہے چنانچہ اور حکام نے دوسرے حاکم کی را ے سے اتفاق کرکے اپیلانٹ کے دعوی کی بابت ڈگری دی اور مرشد آباد کی پروفنشل کورٹ کے فیصلہ کو منسوخ کرکے دونون عدالتون کا خرچہ ذمہ ریسپانڈنٹ عائد کیا۔ اس ڈگری کی رو سے تین آنہ کا حصہ متنازعہ اپیلانٹ کو مع زر وصلات تاریخ ارجاع نالش سے تاریخ دخلیابی تک دلایا گیا۔ اس اخیر فیصلہ مین مراتب ذیل لکھے گئے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ اس عدالت کے روبکار مورخہ ۲۰ فروری گذشتہ مین یہ تحریر ہو چکا ہے کہ ریسپانڈنٹ کو اس موقع پر یہ منصب حاصل نہین ہے کہ درباب جائز یا ناجائز ہونے تبنیت آنند اندر زائن پدر اپیلانٹ کے کوئی اعتراض پیش کرے کیونکہ اُسکا متبنی ہونا بفیصلہ عدالت ہذا مورخہ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۰۱ء مطابق سنہ ۱۲۰۸ انبگلہ تسلیم و جائز قرار پا چکا ہے اور وہ فیصلہ بمقدمہ رانی جگدیسری اپیلانٹیہ بنام آنند اندر زائن ریسپانڈنٹ صادر ہوا ہے۔ علاوہ ازین یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۲۰۰ انبگلہ مین رانی للھی نے آنند اندر زائن کو گود لیا اور آنند اندر زائن اپنے وقت وفات یعنی ۱۲۱۸ تک اپنے گود لینے والے باپ کی جائداد پر قابض رہا بعد ازان اُسکا بیٹا وارث ہوا اور تا وقتیکہ مرہونے اس مقدمہ کے یعنی سنہ ۱۲۲۰ انبگلہ تک وہ اُسپر متصرف رہا۔ وہی اعتراض جواب پیش کیا گیا ہے سابق مین بھی تجویز مقدمہ کے وقت پیش کیا گیا تھا یعنی یہ ایک زمیندار کی زوجہ کا بعد وفات ایک متبنی بیٹے کے دوسرا بیٹا متبنی کرنا ناجائز ہے۔ اُس زمانہ کے دو نہایت عقیل اور عالم پنڈتون نے جن سے اس امر مین استفسار ہوا تھا اور جو ترہوت اور ندیا کے ضلع کی عدالتون سے متعلق تھے باتفاق را ے بنارت عدالت ضلع راج شاہی کے اس متبنی کو جائز قرار دیا اور چونکہ اس عدالت کے حکام سابق نے ۱۸۰۱ء مین بمقابلہ اعتراض مظہرہ اپنے فیصلہ مین جائز ہونا آنند اندر زائن کی تبنیت کا

مسئلہ بال منبھی لا کے بموجب۔

ایسا ہی کرتے ہین لیکن بموجب قول وسیشٹ کے جسکو منبھی لا مین بہت معتبر جانتے ہین

تسلیم ومنظور ہے لہذا عدالت کی یہ راے ہے کہ بوجہ صادر ہونے فیصلۂ مذکورہ بالا اور گذر جانے مدت دراز کے اس امر قانونی کی تحقیقات کے واسطے ہمین جگہہ باقی نہین رہی ہے اس عدالت کے فیصلۂ سابق سے یہ دریافت نہین ہوتا کہ کس بنا پر یہ فیصلہ ہوا ہے لیکن دو شبہہ واقع ہین ایک یہ کہ آیا حکام سابق نے آنند اندر رائن کی تبنیت کو وہ متبنی ثانی تصور کیا جو رانی لکھی کی جانب سے بلا اجازت اپنے شوہر کے عمل مین آئی اور گو اُس اجازت نامہ مین جو رانی مذکورہ نے اپنے شوہر سے حاصل کیا تھا دوسرے مرتبہ متبنی کرنے کی اجازت تھی لیکن حکام موصوفین نے تبنیت کو بلحاظ اُس اجازت کے قرار دیا۔ یا چونکہ پہلے بیٹے کے مرجانے سے مقصود تبنیت فوت وباطل ہوگیا لہذا حکام ممدوحین نے مضمون اجازت نامہ سے تاویلاً یہ مستنبط کیا کہ دستاویز مذکور مین متبنی ثانی کے امتناع نہونے سے ایجاب اُسکا مفہوم ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حاکمان موصوفین نے خیال کیا ہو کہ اول متبنی کی رسوم تبنیت کی تکمیل نہوئی تھی کیونکہ لڑکا گود لیے جانے کے چند مہینے بعد مرگیا اور بموجب شہادت اکثر گواہون کے قبل ادا ے رسوم زناربندی فوت ہونا اُسکا واضح ہے اگرچہ یہ کل حالات فیصلۂ مذکور مین مفصل درج نہین ہین تاہم اُس سے یہ واضح ہے کہ حکام نے اُن جملہ اعتراضات پر جو تبنیت کی نسبت پیش ہوے کماحقہ غور کرکے آنند اندر رائن کی متبنی کو جائز اور اُسکا داخل خاندان ہوجانا تجویز کیا اور واضح ہو کہ فیصلہ مین نامبردہ کی تبنیت کو بنام متبنی ثانی کسی مقام پر نہین بیان کیا ہے لہذا اس امر قانونی کی بحث مقدمہ ہذا سے محض متعلق متصور نہین ہے اور شاستر کا حوالہ صرف اس غرض سے دیا گیا تھا کہ آیا اپیلانٹ شیو پرشاد جو بکھیدی ہے ازروے قاعدۂ وراثت مستحق پانے جائداد متنازعہ کا ہے یا نہین اور حکام عدالت نے جو اُسکو مستحق قرار دیا ہے تجویز اُنکی اقوال دھرم شاستر مذکورہ بالا کے اور اُس نظیر پیوستہ کے بموجب ہے جو مقدمہ شام چندر وغیرہ اپیلانٹیان بنام نراینی دیبی رسپانڈنٹیہ پیش ہوا۔ چند اور بھی مراتب ایسے ہین جنکا اس جگہہ ذکر کرنا عدالت کے نزدیک مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اول۔ جن قولون کا حوالہ اس مقدمہ کے پہلے پیوستہ مین دیا گیا ہے اُن سے ۔

ایک عورت نے باوجودیکہ پیشتر سے رضامندی اپنے شوہر کی حاصل کرلی ہو تو بھی بعد وفات شوہر کے وہ دت تک کے طریقہ کے موجب متبنی نہیں کرسکتی اور اسی ممانعت کی وجہ سے وہان کری ترم کا طریقہ گود لینے کا عمل مین آتا ہے۔

طریقہ کری ترم

اس طریقہ کی تکمیل کے لیے کچھ ضرورت رسوم کی نہین ہے اور گود لینے والے کی درخواست اور متبنی ہونے والے کی رضامندی سے یہ معاملہ فوراً عمل مین آجاتا ہے۔ یہ مقتضائے طبیعت ہے کہ ہر شخص کو اپنی تندرستی اور زندگی تک وارث پیدا ہونے کی امید رہتی ہے اور اسی سبب سے اکثر لوگ صرف بیماری کے وقت اپنی ازواج کو اجازت گود لینے کی دیتے ہین۔ لیکن متھلا مین جہان شوہر کی اجازت بیکار رہے شوہر خود گود لے سکتا ہے اور اسی جہت سے ایسا طریقہ متبنی کا اختیار کرنا ناگزیر ہوا جسکے انصرام مین نہایت سہولت ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین بوجہ قریب المرگ ہونے اُس شخص کے جو متبنی کیا جاہتا ہو رسم متبنی کی تکمیل نہ ہونے کا

متھلا مین اس طریقہ کی مروج ہونے کی وجہ۔

---

(۲) یہ واضح نہین ہے کہ کسی شخص متوفی کی ایک زوجہ کو دو بیٹے متبنی کرنے کی یا آنکہ بالعموم متبنی ثانی کی نسبت بھی ممانعت ہے نہ یہ امر ان دوستون کے مضمون سے متحقق ہے جو پنڈتون نے سابق مین بمقدمات شام چندر وغیرہ اپیلانٹیان بنام نرائنی دیبی رسپانڈنٹیہ اور گورپرشاد چودھری اپیلانٹ بنام مسماۃ جے مالا رسپانڈنٹیہ دیے تھے۔

دوم۔ بعد داخل ہونے پوستہ کے جب مقدمہ زیر تجویز تھا رسپانڈنٹ کے وکیل نے صرف اس امر پر بحث کی کہ یہ متبنی ناجائز ہے کیونکہ بلا اجازت شوہر کے عمل مین آئی ہے۔

سوم۔ اس عدالت کے روبکار او سوال مین جسکا پنڈتون سے استفسار کیا گیا تھا صرف لفظ متبنی پہلے لکھا گیا تھا مگر لفظ ثانی کا بعد ازان حسب درخواست وکیل رسپانڈنٹ لکھا گیا کیونکہ یہ خیال کیا گیا کہ لفظ مذکور کے لکھے جانے سے فیصلہ مین چندان ہرج واقع نہ ہوگا۔ لیکن اس امر کا بیان کردیا گیا کہ گواہی کی رو سے یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا رسوم متبنی اول صورت مین حسب قاعدہ عمل مین آئین یا نہین۔

کم احتمال ہے۔

بنگالہ اور بنارس مین یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ عورت بلا اجازت اپنے شوہر کے جسکا بیشتر سے حاصل کرلینا ضرور ہے نہ بیٹا گود لے سکتی ہے نہ دے سکتی ہے مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ متھلا مین جہان ممانعت ہے کہ عورت باوجود اجازت شوہر متوفی کے جو بیشتر سے حاصل کرلی گئی ہو لڑکے کو دت تک طریقہ کے مطابق متبنی نہین کرسکتی ہے وہان کری ترم کے طریقہ کے مطابق گود لینے کے واسطے عورت کو شوہر کی اجازت حاصل کرنی ضرور نہین ہے۔ بیٹا جو اس طریقہ کے مطابق گود لیا جاے وہ عورت مذکورہ کا کریاکرم کرے گا اور اُسکی ذات خاص کے مال پر قائم مقام ہوگا مگر اُسکو اُس عورت کے شوہر متوفی کی جائداد نہین ملے گی[1]

اس طریقہ کے بموجب متبنی کرنے مین اجازت شوہر کی ضرور نہین ہے

متھلا کے ضلع مین یہ اکثر ہوتا ہے کہ شوہر کری ترم کے بموجب ایک لڑکے کو گود لے اور زوجہ دوسرے لڑکے کو۔

شوہر ایک بیٹا کری ترم کے بموجب متبنی کر سکتا ہے اور زوجہ بھی ایک اور کو۔

قاعدۂ عام یہ بیان ہوا ہے کہ زمانہ حال مین صرف طریقون دت تک اور دوامئے لکھائن اور کری ترم کے بموجب گود لینے کی اجازت ہے لیکن کتاب اصول دھرم شاستر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ نسبت جائز ہونے کرت یعنی زرخرید بیٹے کے گفتگو درپیش آئی تھی اور اس باب مین بڑی تکرار رہی اور مابین دو عالمون اُس زمانہ کے بہت طویل مباحثہ ہوا[2] صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ مین[3] ایک مقدمہ ہے جسمین یہ بیان کیا گیا کہ مدعی پانربھاو کی قسم مین ہا[4] اس مقدمہ مین اگر یہ ثابت ہوجاتا کہ اس قسم کے بیٹون کے قائم مقام ہونے کا دستور ہے تو غالباً دعوے مدعی قابل پذیرائی ہوتا۔ پس اگرچہ عموماً کہا جاسکتا ہے

کرت بیٹے کا ذکر۔

پانربھاو کا ذکر۔

[1] تتمیہ ۵ متعلقہ ص ۲۲۲ خلاصۂ صدر لینڈ صاحب۔

[2] ضمیمہ اصول دھرم شاستر ۱۰۷ وما بعد۔

[3] جلد ۱ ص ۲۰۔

[4] متاچھرا باب ۱ فصل ۲ دفعہ ۸۔

گوسوامی کرت طریقے کے بموجب متبنٰے کرتے ہین۔

کہ فی زمانہ صرف تین قسمین گود لینے کی جائز ہین تاہم اگر جاری ہونا کسی رسم خاص کا مدت مدید سے ثابت ہو جاے تو بحالت تسلیم ہونے ایسی صورت مستثنیٰ کے قاعدۂ مذکور الصدر مین ترمیم لازم آئیگی۔ مثلاً معلوم ہوتا ہے کہ گوسوامی اور اَور عابد جو طریقۂ تجرد کے پابند ہین لڑکے خرید کرکے کرت طریقے کے مطابق اُنھین گود لیتے ہین۔ اور ملک اُڑیسہ مین بھائیون کے مقرر کرنے کا دستور اس غرض سے کہ اُنسے ایک متوفی یا نامرد یا مرد غیر حاضر شوہر کی زوجہ سے اولاد پیدا ہو ابھی تک جاری ہے ۱؎ جو اس طرح سے لڑکا پیدا ہوا اُسے کھترج یعنی زوجہ کا بیٹا کہتے ہین اور بلا شک یہ سب قسم کے لڑکے اُن جگھون مین جہان کہ قانون مختص المقام کی روسے ایسی فرزندی جائز ہو اپنے گود لینے والے باپ کی میراث پانے کے مستحق متصور ہونے چاہئین ۲؎ زمان سابق مین درصورت نہونے اولاد ذکور کے بیٹیون کے متبنیٰ کرنے کا دستور تھا مگر یہ اب ممنوع ہے ۳؎ اور اور طریقے گود لینے کے جو منو نے بیان کیے ہین وے اس زمانہ مین بالکل متروک ہین لہٰذا اُنکے حسن و قبح کی نسبت بحث کرنا اس کتاب کے مطلب سے خارج ہے ۴؎

کھترج کا ذکر۔

اور طریقے جو متروک ہین۔

ساتوان باب

نابالغی کے بیان مین

دھرم شاستر متشئیہ بنارس اور متھی لا کے بموجب جب تک سولہ برس کی

۱؎ تنبیہ متعلقۂ خلاصۂ جلد ۲۔ ص ۲۷۶

۲؎ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ ص ۱۷۵۔

۳؎ جیتواہن سے خلاصہ کی جلد ۲۔ ص ۹۳ ہم۔ مین منقول ہے۔

۴؎ آئین منو باب ۹۔ دفعہ ۱۵۹ و ۱۶۰۔

سمر نہ ہو جاے اُس وقت تک نا بالغی رہتی ہے [1] اور مسئلہ بنگالہ کے بموجب پندرھوین سال کا انجام نا بالغی کی حد ہے [2]

نا بالغی کا تعین۔

اگر باپ زندہ ہو تو وہ اپنی اولاد کا ولی جائز گنا جاتا ہے اور اگر وہ مر گیا ہو تو مان ولیہ ہو سکتی ہے [3] لیکن جب کہ منصرم اور ولی کے کام مشتمل ہون تو منصرمی کے نفاذ مین ضرور ہے کہ مان شوہر کے رشتہ دارون کی مطیع رہے۔ اور نسبت نا بالغ کی ذات خاص کے بھی چند کام ایسے ہین کہ سر انجام اُنکا مان سے نہین ہو سکتا مثلاً چند ابتدائی رسوم کا ادا کرنا ایسا ہے جنکا انصرام پدری رشتہ دارون کے متعلق ہے۔

ولیون کا ذکر۔
باپ کا ولی ہونا۔
مان کا ولی ہونا۔
پدری رشتہ دار۔

اگر مان نہ ہو تو نا بالغ کا بڑا بھائی اُسکا ولی ہو سکتا ہے اگر یہ نہ ہو تو پدری رشتہ دار اکثر مستحق ولی ہونے کے ہین اور اگر ایسے رشتہ دار نہ ہون تو پھر یہ خدمت مادری رشتہ دارون کے ذمہ بموجب اُنکے مدارج قربت کے ہوگی لیکن عموماً مقرر کرنا ولیون کا حاکم کے اختیار مین ہے۔ [4]

مادری رشتہ دار۔
ولیون کا مقرر کرنا حاکم کے اختیار مین ہے۔

ایک عورت خواہ نا بالغ ہو یا بالغ جب تک اُسکا بیاہ نہو وہ اپنے باپ کی ولایت مین رہتی ہے اگر وہ مر گیا ہو تو پدری اقارب جو رشتہ

عورت کی ولایت

---

[1] ''جب تک کہ نا بالغ سن شعور کو پہونچین''۔ اس فقرہ مین سن شعور سے سترھوان سال مراد ہے۔ رتناگر۔ خلاصہ کی جلد ۳۔ ص ۲۴۳۔ کولبروک صاحب کے بموجب سولہ برس کی عمر پوری ہونی چاہیے۔ ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۲۰۰۔

[2] داے بھاگ کی شرح ص ۵۸۔ اور خلاصہ کی جلد ۱۔ ص ۳۰۰۔

[3] سوتیلی مان بھی ولیہ نا بالغ قرار دی گئی ہے اور اُسکا حق ولایت چچا کے حق سے مرجح تجویز ہوا ہے۔ بمبئی کی رپورٹ جلد ۲۔ ص ۱۴۴۔

[4] خلاصہ جلد ۲۔ ص ۵۴۴۔ اور ضمیمہ اصول عام دھرم شاستر کے ص ۲۰۲۔

سکوجہ ہوئے کی صورت مین۔

بیوہ ہوئے کی صورت مین۔

ہین قریب ہون اُس کے ولی ہوتے ہین ۱؎۔ بیاہ کے بعد عورت ماتحت اپنے شوہر کے خاندان کی ہوجاتی ہے۔ اول تو اُسکا شوہر اُسکا ولی ہے وہ نہ ہو تو اُس کے بیٹے پھر پوتے پھر پرپوتے اُس کے ولی ہونے کے مجاز ہین یہ نہ ہون تو بالعموم جو اُس کے شوہر کے وارث یعنی وے جو بعد وفات اُس عورت کے مستحق پانے اُسکے شوہر کی جائداد کے ہون مجاز بجالانے خدمات ولایت نسبت اُس عورت کی ذات اور جائداد کے ہین۔ اگر شوہر کے وارث نہ ہون تو اُس عورت کے پدری رشتہ دار اُس کے ولی ہون گے اور یہ نہون تو اُس کے مادری رشتہ دار۔ دراصل عورات ہمیشہ ولی کی ولایت مین رہتی ہین۔

تمام نابالغون کا ولی اعلی حاکم ہوتا ہے

اگر نابالغ کے ولی حقیقی یعنی والدین یا مجازی زندہ ہون یا مردہ ہر صورت مین حاکم وقت تمام نابالغون کی جائداد کا خواہ وے لڑکے ہون یا لڑکیان جائز اور اعلےٰ ولی تصور کیا جاتا ہے ۲؎۔ اور ضمناً یہان یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کے قواعد کے بموجب اٹھارہ برس کی عمر کے انجام تک نابالغی تصور کی جاتی ہے ۳؎۔

۱؎ ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۲۔ اور ۲۰۴۔

۲؎ مثلاً اگر ایک عورت کی جائداد یا ایک نابالغ کا مال راجہ کے قبضہ مین آوے تو وہ اُسے بطور مالک کے نہ لے چنانچہ اسکا اوپر ذکر ہوچکا ہے۔
لیکن یہان یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ نابالغ کا مال اُسکے وارثون اور اور شخصون کے جو برضامندی اُسکے مقرر کیے جائین سپرد کیا جاوے اور اگر طفل محض نافہم ہو تو اُسکے قریب اور غیر ملوث واسطہ دار مثلاً والدہ وغیرہ کی رضامندی لینی چاہیے۔
خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۴۳۔

۳؎ قانون ۲۶ سنہ ۱۷۹۳۔ دفعہ ۲۔

۱۲۵

ولیون کا اختیار نابالغون کے مال پر

درباب اُس اختیار کے جو ولیون کو نابالغون کے مال پر حاصل ہوتا ہے
میرے نزدیک بہت غلط فہمی واقع ہے۔ اس امر مین دھرم شاستر کا حکم
حسب فہم میرے یہ ہے۔ "کہ نابالغ قانون کی حفاظت مین ہوتے ہین
جو امور اُن کے مفید ہین اُن سب کے حاصل کرنے مین مدد دیجاتی ہے
اور کوئی امر جو اُنکے غیر مفید ہے اُس سے اُنھین مضرت نہین پہونچنے پاتی"
[1] سر ولیم جونز صاحب نے لکھا ہے کہ "جو جائداد کسی قائم مقام کے قبضہ
مین ہو اُس پر مطالبہ کا مواخذہ ہوسکتا ہے" [2] یہ بلاشک صحیح ہے
مگر وسعت جو اس قاعدے کے معنی کو دی گئی ہے وہ اس کے الفاظ سے
نہین نکلتی ہے۔ میری دانست مین یہ بغرض قائم کرنے اس معنی کے
تصور کر لیا گیا ہے کہ ولی کو متوفے کا قائم مقام خیال کرنا چاہیے
حالانکہ ظاہر ہے کہ ولی صرف متوفے کے وارث کا قائم مقام ہے۔
عبارت مذکورۂ بالا کے معنی میرے نزدیک یہ ہین کہ جب کسی کو متوفے
کی جائداد پہونچے خواہ وہ سلسلہ وارثون مین قریب ہو یا بعید ذمہ دار
قرضۂ متوفے کا بقدر جائداد مذکور کے ہوتا ہے بشرطیکہ وارث سن
بلوغیت کو پہونچ گیا ہو اور جبکہ وارث نابالغ ہے تو قرضخواہ کو قبل اسکے
کہ وہ اپنا قرضہ نابالغ کی جائداد سے وصول کرنا چاہے اُس کے بالغ
ہونے تک انتظار کرنا چاہیے۔ یہ پابندی شرط بلوغ کسی بیٹے کو چاہیے
کہ اپنے باپ کا قرضہ اور بھی وہ روپیہ جو ضرورتاً اُس کے واسطے بزمانۂ

---

[1] کولبروک صاحب کا رسالہ درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے باب ۱ دفعہ ۵۰۵۔

[2] کولبروک صاحب نے جو جگناتھ کے خلاصہ کا ترجمہ کیا ہے اُسکی تنبیہ متعلقہ ص ۲۲۶ جلد ۱ ملاحظہ کی جائے۔

نابالغی لیا گیا ہو ادا کرے اور بنارس کے علما کے بموجب بیٹے پر باپ کا قرضہ ادا کرنا فرض ہے [۱] گو وہ کچھ جائداد چھوڑ مرا ہو یا نہیں اور نیز دادا کا قرضہ بھی ادا کرنا واجب ہے لیکن اس پچھلی صورت میں ادا کرنا سود کا ضرور نہیں ہے۔

حال میں مقدمہ ذیل صدر دیوانی میں دائر ہوا تھا۔ زید ایک ہندو زمیندار اہل بنگالہ نے اپنی جائداد میں سے ایک جز بکر کے نام لکھ دیا اور بکر نے ایک علیحدہ اقرارنامہ اس اقرار سے تحریر کیا کہ ایک سال کے عرصہ میں اگر بائع روپیہ مع سود ادا کر دے گا تو بیع مشروط قابل انفکاک ہوگا۔ زید قبل انقضاے میعاد مر گیا ایک بیوہ اور نابالغ متبنی بیٹا چھوڑ مرا وہ بیٹا اُسکی اجازت سے جو پیشتر حاصل کر لی گئی تھی بیوہ نے بعد وفات شوہر کے گود لیا تھا۔ چند روز قبل اختتام میعاد دستاویز کے جب کہ بیع قطعی اور غیر ممکن الفسخ ہوا جاتا بیوہ نے بمنصب ولیہ نابالغ ایک شخص خالد سے روپیہ قرض لے کر بکر کو ادا کیا اور زمین چھوڑا لی مگر خالد کو اُسی اراضی کی بابت ویسا ہی بیعنامہ مشروط میعادی لکھ دیا لیکن میعاد معینہ منقضی ہو گئی اور بیوہ مذکور روپیہ ادا نہ کر سکی اب

---

[۱] مگر یہ فرض صرف اخلاق کی رو سے ہے نہ قانوناً بشرطیکہ باپ کی جائداد نہ ہو۔ کولبروک صاحب کا قول جو ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۳۴۷ میں منقول ہے دیکھا جاے مگر اُسی معتبر مصنف نے اپنے رسالہ میں جو معاہدوں اور انکی تعمیل کے باب میں ہے یہ قاعدہ لکھا ہے (باب ۲۔ دفعہ ۱۵) کہ وارثوں پر مورثوں کا دین بلالحاظ کافی ہونے جائداد موروثی کے واجب ہوتا ہے اور اگر ادا ے دین سے انکار ہو تو حق وراثت سے دست بردار ہونا چاہیے۔ اور اسی امر کی نسبت ص ۳۶۴۔ و ۳۶۵ ضمیمہ اصول دھرم شاستر معائنہ کیا جاے۔

اس صورت مین اول سوال یہ تھا کہ اگر پہلی بیع کی میعاد بغیر ادا کرنے روپیہ کے منقضی ہوجاتی تو دھرم شاستر کے کس قاعدہ کے بموجب ممکن تھا کہ وہ زمین بکر کی ملکیت نہ ہوجاتی۔ دوم یہ کہ اگر کوئی ایسا قاعدہ ہو اور بیوہ نے بیع ثانی مشروط کے ذریعہ سے اراضی کو ایک خاص مدت تک محفوظ رکھا تو یہ صورت ایسی ضرورت کی ہے یا نہین جسمین ایسا فعل جو نابالغ کے واسطے صریح بغرض فائدہ اُسکے کیا گیا جائز سمجھا جاے۔ سوم یہ کہ اگر باپ اپنی اراضی سے ایک جز وکو اس شرط سے کہ بعد انقضاے خاص مدت کے واگذاشت کرائے گا بیع کرے اور اُسکا وارث نابالغ یا نابالغ مذکور کا ولی اُسکو نہ چھوڑائے تو اس صورت مین یہ اراضی مذکور بالکل ہاتھ سے جاتی رہے گی یا نہین چہارم یہ کہ جب باپ کی جائداد ایک وارث نابالغ کے قبضہ مین ہو تو باپ کا قرضہ اُسکی جائداد سے وصول کرنے کے لیے ولی سے مطالبہ ہوسکتا ہے یا نہین پینڈتون نے جن سے اس امر مین استفسار کیا گیا تھا جو جواب دیا اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ ضرورت بیع کرنے کی ثابت نہ ہوئی کیونکہ متوفے کی جائداد بابت قرضہ ذمہ مورث کے تا بلوغ نابالغ قانوناً منتقل نہین ہوسکتی تھی لیکن مقدمہ حسب مراد مشتری فیصل ہوا اور وجوہ تجویز یہ تھین کہ اگر مورث کی بیع مشروطہ کا انفکاک بعد انقضاے میعاد معہودہ و میعاد معینۂ اطلاعنامہ کے نہ کیا جاتا تو بلاشک وہ اراضی قرضخواہ کے ہاتھ لگتی اور یہ حجت کرنا محض بیوقوفی ہے کہ ماں نے جو اراضی کو تھوڑے عرصہ تک محفوظ رکھا اور مہلت مزید حاصل کی یہ عمل اُسکا نادرست اور صریح نابالغ کے مفید نہ تھا۔ کیونکہ اگر اُسکی ماں نے بحیثیت ولیہ قرضہ جدید لیکر انعقاد معاملہ دوبارہ نہ کیا ہوتا تو بیع مشروط بلاشک بحق قرضخواہ قطعی ہوجاتا۔ عدالتون کے دستور مستمرہ کے مطابق عذر نابالغی قابل التفات نہین ہے نہ کوئی اور مسئلہ بجز اس امر کے تسلیم ہوسکتا ہے کہ جائداد ایک ہندو اہل بنگالہ کی اُسکی

وفات کے بعد اُسکے قرضۂ جائز کے ادا کے لیے ذمہ دار ہے خصوصاً اس
صورت مین جب کہ اُس نے اراضی کو قرضہ مین ضمانتاً مکفول کردیا ہوا ور
درباب اس امر کے کہ شخص مذکور کو اپنی کُل جائداد اراضی یا اُسکے ایک
جزو نسبتاً قلیل بیع کرنے کا اختیار حاصل ہے کچھ اعتراض عائد نہین ہوسکتا۔
اگر کسی اور مسئلہ کی پیروی کی جاے تو سنین گذشتہ کے عمل در آمد عدالت
مین ابتری واقع ہوگی کیونکہ اِن اضلاع مین جہان بیع مشروط بہت مروج
ہے ایک معاملہ بھی بیع مشروط کا ایسا نہ ہوگا جسمین منجملہ بہت سے
شریکون کے بعض شریک بیع کامل ہوجانے کے وقت نابالغ نہ ہون اور اگر
اُنکی نابالغی ایسی صورتون مین مانع بیعبات متصور ہوا ور پندرہ برس تک
معاملہ تعویق مین رہے تو غالب ہے کہ ایسے معاملے بالکل بند ہوجائین اور
روپیہ بطور قرض حاصل ہونا غیر ممکن ہو یا اگر غیر ممکن نہ ہو تو شرائط حال کی نسبت
سے سخت تر شرطون کے ساتھ ملے مسئلہ جسپر عدالت کا عمل ہے شارح
جگناتھ کی راے مؤید اُسکی معلوم ہوتی ہے اور گو اس قانون پر راجون مین
بہت اختلاف ہو مگر جو رواج و دستور مقررہ ہے اُسکو جاری
رکھنا چاہیے۔

الغرض دھرم شاستر کا اس باب مین کیسا ہی مقولہ ہو عدالت معاہدہ
کے معاملون مین اُسکے مطابق کاربند نہ ہوگی اور یہ مقدمہ بھی اسی
قسم سے معلوم ہوتا ہے۔ عدالت پر صرف معاملات وراثت اور
ازدواج اور ذات اور رسوم مذہبی مین دھرم شاستر کے مطابق پیرو ہونا
واجب ہے۔

وجوہات مرقومۂ بالا کے جواب مین یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر بالفرض
نابالغ کی جائداد ذمہ وار ادائے قرضہ نہین ہے تو اس صورت مین بیوہ کو
بیع مشروط کرنے کی مطلق ضرورت نہ تھی۔ یہ بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ

ہمارے قوانین کے بموجب بھی بمقابلۂ نابالغ کے معاملہ رہن کا معیاد نہین ہوسکتا اور جب کہ وہ بلوغ کو پہونچے تو اُسے انفکاک رہن کا اختیار ہے - اس لیے یہ امر قابل لحاظ نہ تھا کہ میعاد رہن ختم ہونے والی تھی یا نہ تھی - الاّ چونکہ ممکن ہے کہ راہن کا جائداد مرہونہ سے تعلق قبل انقضاے میعاد رہن زائل ہوجاے لہذا ایسے رہن کا خطرہ مرتہن کے ذمہ ہے -

مین اس جگہہ اس امر کی بحث نہ کرونگا کہ یہ مقولہ جو اس معاملہ مین قائم کیا گیا مناسب ہے یا نامناسب لیکن اس مقدمہ کے خاص مسئلہ قانون کی مختصر تحقیقات پر اکتفا کرونگا اور اگر اُس شرح سے جو جگنا تھ نے اس مسئلہ کی نسبت لکھی ہے قطع نظر کیا جاے تو مسئلہ مذکور محض صاف ہے کیونکہ جگنا تھ کا کلام ایسا نہین ہے کہ کسی صورت مین اُسکو بمنزلۂ الہام یا غیر قابل تردید سمجھا جاے خصوصاً جب کہ باہم اُس کے اور اُن قوانین کے اختلاف ہے جو مستند اور باعتبار معنی غیر مشتبہ ہین - پہلا قول جو کسی قدر اس امر سے متعلق ہے جاگیلاک کا ہے (دفعہ ۱۹) اور کولبروک صاحب نے بغرض مطابقت قول مذکور اور اُس شرح مابعد کے جو جگنا تھ نے لکھی ہے ترجمہ قول مذکور کا یہ کیا ہے کہ ”وہ شخص جسکو ایسے مالک کی جائداد حاصل ہوئی ہو جو کوئی بیٹا لائق کاروبار نہ چھوڑ مرا ہو تو اُسکو چاہیے کہ جو قرضہ جائداد مذکور پر واجب ہو ادا کرے یا اگر ایسا بیٹا نہ ہو تو وہ شخص جو متوفی کی زوجہ کو لے ذمہ دار قرضہ مذکور کا ہوگا لیکن ایسے بیٹے پر جس کے باپ کی جائداد دوسرے شخص کے قبضہ مین ہو ادا کرنا قرضہ کا فرض نہین ہے“ - واضح ہو کہ الفاظ زیر مد اصل متن مین نہین ہے اور یہ الفاظ یعنی لائق کاروبار شارح نے صریح اپنی طرف سے داخل کیے ہین اصل متن مین لفظ ”ورکھت گرہے“ - واقع ہے جس کے معنی مال لینے والے

حوالے جو ہم نے قوسین کے لگائے ہیں مذکور ہیں

کے ہین - اور قول مذکور کے اخیر مین صاف یہ لکھا ہے کہ بیٹون کو جو خلف باپ کی جائداد اور شخص کے قبضہ مین ہو قرضہ ادا کرنا واجب نہین ہے -
دوسرا قول نارد کا ہے (دفعہ ۱۷۲) اور کولبروک صاحب نے قول مذکور کا ترجمہ بموجب شرح جگناتھ کے اس طور پر کیا ہے "منجملہ وارث جائداد متوفے اور بیوہ کے ولی اور اُس بیٹے کے جو قابل انصرام کاروبار نہ ہو اُس شخص کے ذمہ قرضہ واجب ہوتا ہے جو متوفے کی جائداد پر متصرف ہو اور اگر بیوہ کا ولی یا جائداد متوفے کا وارث نہ ہو تو بیٹے پر باوجودیکہ وہ قابل انصرام کاروبار نہ ہو ادا کرنا قرضہ کا واجب ہے اور اگر جائداد متوفی کا وارث یا بیٹا قابل انصرام کاروبار کے نہ ہو تو وہ ذمہ دار قرضہ کا ہوگا جو متوفے کی زوجہ کو لے"
یہان اصل متن مین یہ مراد نہین ہے کہ بیٹا نابالغی کی وجہ سے ناقابل انصرام کاروبار کے ہو بلکہ ایک ایسے بیٹے سے مراد ہے جو خلقی نقص مثل نابینائی یا مرض وغیرہ محجوب الارث نہ ہو - جو بیٹا کہ قابل ورثہ پانے کے نہ ہو اُسپر باوجود اس امر کے مثل اُس بیٹے کے جس نے ورثہ مین کچھ نہین پایا ہے اخلاق کی رو سے باپ کا قرضہ ادا کرنا فرض ہے اور قول مذکور سے ظاہر کرنا اُس فرض کا مقصود ہے جو بیٹے پر درصورت نہ ہونے وارث جائداد متوفے یا بیوہ کے ولی کے واجب ہے - میری نظر سے کوئی ایسا قول نہین گذرا ہے جس مین ولی کی نسبت قرضہ ادا کرنے کا ذکر ہو - بالآخر دو مقولے نارد اور کاتیائن کے یہ ہین (دفعہ ۱۸۷ و ۱۸۸) -
"باپ کی وفات کے بعد اُسکا قرضہ اُسکے بیٹے جب کہ وے نابالغی کی وجہ سے اپنے کاروبار کا اہتمام نہ کر سکتے ہون کسی صورت مین ادا نہین کر سکتے لیکن جب کہ وے پورے پندرہ برس کی عمر کے ہو جاوین تو اپنے اپنے حصہ کے بموجب قرضہ مذکور ادا کرینگے ورنہ اُنکو عقبی مین بمقام ہیبت ناک رہنا

نصیب ہوگا۔ جو بیٹا نابالغی کی وجہ سے ناقابل انصرام کاروبار ہو وہ باوجود خود مختار ہونے کے بھی بحالت نابالغی ذمہ دار قرضہ کا نہیں ہے۔ واضح ہو کہ جگنا تھ نے فقروں مذکورہ بالا کی شرح کرنے مین باہم نابالغی اور طفولیت کے فرق ظاہر کرنے کا قصد کیا اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ صرف طفولیت کی صورت مین بیٹے پر ذمہ داری اداے زر قرضہ باپ کی نہین ہے لیکن اصل متن مین الفاظ اپراپت بیوہار لکھا ہوا ہے اُس سے صاف وہ شخص مراد ہے جو کاروبار کرنے کی عمر کو نہ پہونچا ہو غرض نتیجہ اس تحریر سے یہ ہے کہ جب بیٹے کی نابالغی کے باعث سے باپ کی جائداد ایک دوسرے شخص کے سپرد ہو تو ایسا شخص جائداد کے کسی حصہ کو اداے زر قرضہ متوفی کے لیے قانوناً صرف نہین کر سکتا اور صرف اُس صورت مین جب ایک شخص اپنی حقیت کے باعث سے ملکیت پر خود قابض ہو اُسکو اختیار ہے کہ بذریعۂ ایسی ملکیت کے اپنے آبا و اجداد کا قرضہ ادا کرے اگر واسطے سبیل وجہ نابالغ کے اُسکا ولی جائداد کا ایک جزو منتقل کرے تو وہ بلاشک ایسے انتقال کا مجاز ہے مگر وقوع کسی ایسی ضرورت کا ممکن نہین ہے جسکی وجہ سے انتقال ایک جزو جائداد نابالغ کے باپ کا بغرض اداکرنے باپ کے قرضہ کے لازم آوے کیونکہ نابالغ قبل بلوغ اپنے ذمہ دار قرض کا نہین ہے۔ اس قاعدے مین چندان سختی بھی معلوم نہین ہوتی ہے بلکہ احکام قانون انگلشیہ سے زیادہ ترسختی تراوش کرتی ہے کسواسطے کہ قانون مذکور کے بموجب وہ قرضہ جو بلا تحریر دستاویز لیا جاسے اُسکا مطالبہ جائداد مذکور پر مطلقاً نہین ہوسکتا الا اُس حالت مین کہ وہ جائداد بذریعۂ وصیت نامہ کے دین مین ماخوذ کیجاے دھرم شاستر کے مطابق کل مال منقولہ سے ایک طرح کا موروثی کا حق متعلق ہے حتی کہ مال مذکور اگر موروثی ہے تو اُسپر بیٹے کا استحقاق باپ کے برابر ہے پس اس صورت مین اگر باپ کی غفلت بیٹے کی تباہی کا باعث ہو تو یہ امر بہت

نتیجہ کہ وارث جو نابالغ ہو اُسکی ذات اور جائداد واسطے اداے قرضہ کے نابلوغ اُسکے ذمہ دار نہین ہوسکتی

سخت ہوگا خصوص ایسی حالت مین کہ بیٹے پر شاستر اور نیز تہذیب اخلاق کی رو سے
باپ کا قرضہ ادا کرنا فرض ہے شاید یہ امر قرین انصاف معلوم ہوتا ہے کہ
ادا کرنا قرضہ کا تاوقتیکہ نابالغ سن شعور کو پہونچے ملتوی رہے تاکہ وہ قرضہ ادا کرنے
کی سبیل ایسے ذریعون سے کرسکے جن سے اُسکی مضرت بہت کم متصور ہو۔ اس
عرصہ مین نابالغ جائداد کو انتقال نہین کرسکتا اور درصورت موجود ہونے
جایداد کے قرض خواہ کو آخرکار اُسکا مطالبہ مع سود یقیناً وصول ہوگا خصوصاً
رہن کے معاملہ مین جب اوارجائداد یعنی محاصل شئے مرہونہ قرض خواہ کو بالعوض
سود مل سکتا ہے ایسی صورت مین فریقین سے کسی کو مضرت نہین پہونچ سکتی
اور نہ اس سے خلاف ورزی شاستر لازم آتی ہے کسواسطے کہ ملک مرہونہ کا
محاصل ایک قسم کا سود جائز ہے اور اُسکو بھوگ لابھہ یعنی انتفاع بالتصرف
کہتے ہین۔ ایک مقدمہ جو فی الحال بمبئی مین فیصل ہوا[1]۔ اُسمین ایک
ایسے ہی امر کی نسبت پنڈتون سے بوستہ طلب ہوا تھا اُنھون نے یہ جواب
دیا کہ جو عورت بطور وراثت جائز اپنے باپ کے متروکہ پر قابض ہو وہ اُس
جائداد کو اپنے شوہر کے قرضہ ادا کرنے کے لیے منتقل نہین کرسکتی الا اُس صورت
مین کہ اُسکا بیٹا سولہ برس کی عمر یعنی سن شعور کو پہونچ گیا ہو اور اس باب
مین رضامند ہو اس تحریر سے واضح ہوگا کہ یہ صورت بصورت مذکورہ بالا کے
سخت تر ہے کسواسطے کہ بیٹے پر قطع نظر اس سے کہ اُسے جائداد ورثتاً ملے
یا نہ ملے باپ کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے اور فیصلہ مذکور مین یہ امر قرار پایا
کہ وہ جائداد بھی جس کے پانے کا بیٹا متوقع تھا ادائے قرضۂ پدری کے
واسطے تا بلوغ بیٹے مذکور منتقل نہین ہوسکتی۔ ایک مقدمہ جو احاطۂ مندراس
مین فیصل ہوا اُسمین یہی تجویز ہوئی کہ درصورت وفات باپ کے اُسکا

مقدمہ ہائے مذکورۂ بالائے اثبات مین

[1] بمبئی کی رپورٹ جلد ۱ ص ۱۰۶۔

بیٹا ذمہ دار اُس کے قرضہ کا نہین ہے تا وقتیکہ وہ سترہ برس کی عمر کا نہ ہو جاسے۔ [1]

آٹھوان باب

غلامی کے بیان مین

تاویل صدر دیوانی عدالت نسبت غلامی۔

غلامی قوم ہنود مین منجملۂ احکام مذہبی کے فی الواقع شمار نہین کیجا سکتی سنہ ۱۷۹۸ء مین صدر دیوانی عدالت نے بلحاظ دستور قدیمہ مجریۂ ان اضلاع کے اپنی راے یہ دی کہ قاعدہ جو نسبت تعمیل دھرم شاستر شرع محمدی کے ہے بلحاظ فحواے اُس کے مقدمات غلامی سے متعلق ہونا چاہیے گو غلامی عبارت قاعدۂ مذکور مین داخل نہین ہے۔ اور یہ تاویل اینتیگا نواب گورنر جنرل بہادر سے باجلاس کونسل ۱۲۔ اپریل ۱۷۹۸ء کو منظور ہوئی معہذا یہ بھی قرار پایا کہ قاعدۂ مذکور اُن صورتون سے صریحاً وحقیقتاً متعلق نہ ہوگا جن مین ایک شخص کی آزادی یا غلامی کی بحث پیش ہو۔ [2]

لھذا اس جگہ مختصر بیان اس امر کا کافی ہوگا اور جس خوبی و اختصار کے ساتھ۔ ایچ۔ ٹی۔ کول بروک صاحب نے اسکو لکھا ہے [3] اُس سے بہتر نہین لکھا جا سکتا وہ بیان کرتے ہین کہ دھرم شاستر کے بموجب غلامی کما حقہ جائز ہے۔ اُسمین اُن مختلف طریقون کا مفصل بیان ہے

---

[1] ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۲۰۶۔

[2] تفسیر ہیرنگٹن صاحب تنبیہ ۳ متعلقہ ص ۰۰ مجلد ۱۔

[3] قول منقولہ تفسیر ہیرنگٹن صاحب جلد ۳۔ ص ۴۴۳۔

جسکے باعث سے ایک شخص دوسرے کا غلام ہوجاتا ہے اور تفصیل اُن طریقون
کی بصورت ذیل ہوسکتی ہے یعنی جنگ مین اسیر ہونا۔ مختلف باعثون کی وجہ
سے ایک شخص کا اپنی برضا و رغبت غلامی اختیار کرنا مثلاً بہ طمع زر یا قحط سالی
مین نان و نفقہ کے حصول کے لیے اور علی ہذا القیاس۔ بلا اپنی رضا و رغبت
بالعوض اداے زر قرضہ یا بطور سزاے خاص جبر۔ اُم کے ولادت کی
روسے مثلاً کنیزک کی اولاد۔ ہبہ و بیع یا کسی اور طرح کا انتقال جو مالک
سابق کی جانب سے عمل مین آئے۔ بیع یا دے دینا والدین کا اپنی اولاد کو۔
دھرم شاستر کے بموجب غلام اپنے آقا کی ملک مطلق مین داخل ہے اور
اُسمین اکثر اس قسم کا مال مویشی کے ضمن مین دوپائے اور چوپائے کے
حقیر نام سے مذکور ہے۔ اُسمین کوئی حکم غلام کی نسبت ایسا نہین ہے جسکے
ذریعہ سے وہ بے رحم آقا کے تشدد و بدسلوکی سے محفوظ رہے۔ اور
نہ اُسمین آقا کے اختیار کی جو اُسکو اپنے غلام کی ذات پر حاصل ہو تصریح
ہے سلہ۔ اختیار مذکور کی نسبت حدود خاص معین نہین کی گئی ہین اور
نہ اُس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکو اپنے غلام کی جان کا اختیار ہے یا کہ صرف
ضرر جسمانی پہونچانے کا۔

غلامی کی اصل اور حالت کا ذکر

کوئی حق ملکیت دھرم شاستر کی روسے غلامون کو حاصل نہین ہے حتی کہ

سلہ مقدمہ غلامی نمبر ۹۔ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ جب اس امر مین پنڈتون
صدر دیوانی عدالت سے ہوستہ طلب ہوا تو اُنھون نے بلا تامل آقا کے اُس اختیار
کا تعین کیا جو اُسکو غلام کی ذات پر حاصل ہے مگر یہ راے اُنھون نے غالباً بلحاظ
اصول عقلی کے دی نہ دھرم شاستر کے مطابق یا شاید اُس قاعدے کی مناسبت سے
جو نوکرون سے متعلق ہے قول منو نوکرون کے باب مین خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۰۹ ۔
مین منقول ہے۔

اُنکو اپنے مال مسروقہ پر بھی حق نہین پہونچتا ہے الّا آقا کی رعایت سے - اُسمین کوئی راہ ایسی نہین ہے جس کے ذریعہ سے غلام کو مخلصی اور آزادی حاصل ہوسکے خصوصاً اُس غلام کو جو خانہ زاد یا زرخرید ہو الّا اُس صورت مین جب کہ آقا اپنی خوشی سے اُسے آزاد کردے یا اُس خاص صورت مین جب کہ اُس نے اپنے آقا کی جان بچائی ہو ایسی حالت مین وہ خواستگار اپنی آزادی کا اور بیٹے کے حق کے حصہ کا ہوسکتا ہے[1] یا اگر کنیزک کے اولاد پیدا ہو تو وہ اور اُسکی اولاد دونون مستحق آزادی کے ہین بشرطیکہ آقا کے کوئی صحیح النسب اولاد نہ ہو - یا اُن خاص صورتون مین آزادی حاصل ہوسکتی ہے جب کہ غلامی کے عارضی باعث دور ہوجائین مثلاً قرضہ وجرمانہ وہم بستری کنیزک کے ساتھ پرورش بالعوض خدمت گزاری یعنی ادا کردینا زر قرضہ یا جرمانہ یا ترک کرنا ہم بستری کا یا پرورش سے دست بردار ہونا باعث آزادی ہین -

عبید الارض یعنی غلام جو کاشت ارضی سے تعلق حق موروثی رکھتے ہین اور

---

[1] لیکن اس صورت مین جگناتھ کے بموجب ایک فرق ہے جلد ۲ - ص ۲۴۲ - مین اُس نے یہ تمثیل لکھی ہے - اگر غلام اپنی جان کا خیال نہ کرکے اور آقا کی زندگی نہایت عزیز جان کر اُسے ایک شیر وغیرہ کے مقابلہ سے بچادے اور بفضل خدا آپ بھی سلامت رہے تو اس صورت مین وہ غلامی سے آزاد کردیا جاتا ہے - لیکن اگر کوئی شخص ایک آدمی کو زہر دے کر ہلاک کرنا چاہے اور اُس آدمی کا غلام اس امر کو دریافت کرکے اُسے شے مسموم کے کھانے سے باز رکھے یا اگر آقا کا ارادہ گھر سے باہر جانے کا ہو اور دروازے پر شیر کے کھڑے ہونے سے وہ مطلع نہ ہو اور اُسکا غلام شیر کو دیکھ لے اور آقا کو باہر جانے سے منع کرے تو ان صورتون مین اور اور اسی قسم کی صورتون مین یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ وہ غلامی سے آزاد نہین کیا جاسکتا -

بموجب تحریر اسی عالم مصنف یعنی کولبروک صاحب کے اضلاع غربی ہند مین اکثر ترت ہین [1] اُنسے جائداد موروثی غیر منقولہ کے قواعد متعلق ہین اور وے منتقل نہین ہوسکتے الا اُنہین قیود کے ساتھ جو جائداد مذکور کے واسطے معین ہین جاگیبلک کا قول ہے "کہ زراعتی کسوبہ اراضی اور حقوق تورو نوش اور غلامون پر جو کاشتکاری کے کام کے لیے ہون باپ اور بیٹے کو یکسان اختیار حاصل ہے"، [2] تمام اوقسم کے غلام داخل مال منقولہ معلوم ہوتے ہین۔

باستثناے ایک قسم کے غلام کے اور سب مال منقولہ مین داخل ہے۔

گورنمنٹ کو اصلاح حال غلامان ہند کی نسبت توجہ ملحوظ رہی ہے مگر ایسے نازک امر کی نسبت قانون جاری کرنے مین جو مشکل ہے وہ ظاہر ہے جو شخص کہ خوش طالعی سے حالت آزادی مین پیدا ہوا ہے وہی اُسکی نعمتون کی خوب قدر جانتا ہے اور انسداد غلامی ایک ایسا امر ہے کہ اُسکی نسبت ہر شخص بہت سی وجوہ پیش کرسکتا ہے۔

انسداد غلامی کا ذکر۔

اسمین کچھ شک نہین ہے کہ غلامی سے بہت طرح کی برائیان پیدا ہوتی ہین اور ساتھ ہی اسکے اسمین بھی کچھ شک نہین ہے کہ غلامی کا قطعی وکلی انسداد باعث شر ہوگا ہندوستان کی نسبت یہ امر تسلیم کرنا چاہیے کہ گو غلامی کے مروج ہونے مین کیسے ہی قیاسی اعتراض پیش کیے جائین مگر درحقیقت خاص غلام کی اور ملازم کی حالت مین بجز نام کے اور کچھ زیادہ فرق نہین ہے۔ مسلمانون مین جو غلامی جاری ہے اُسکی نسبت ایک اور مقام مین مین نے لکھا ہے [3] کہ "ہندوستان مین عموماً مابین ایک غلام اور آزاد نوکر کے نام کے سوا

---

[1] کتاب جگناتھ جلد ۲ ص ۴۵۷۔

[2] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۱۵۶ مین منقول ہے۔

[3] شرع محمدی کے اصول اور نظائر کی کتاب کے دیباچہ کو ملاحظہ کرو۔

کچھ فرق نہین ہے بلکہ غلام کی نسبت بڑی رعایت ملحوظ رہتی ہے اور وہ اپنی اور اپنے کنبے کے روزمرہ کی ضروریات کے افکار سے بری ہے اور اسکا آقا اُس سے بشرمی پیش آتا ہے اور بالعوض اُسکے اُسکو معمولی کاروبار خانگی جنکا انصرام بسہولت ہوسکتا ہے کرنے ہوتے ہین ۔۔ رواج غلامی کی نسبت تو ہندوون مین جاری ہے کوئی ایسی وجہ باور نہین ہوسکتی جس سے یہ معلوم ہو کہ رواج مذکورہ کے باعث سے انسان کو تکلیف شدید ہو یختی ہو گو یہ امر عامہ خلائق کے واسطے کتنا ہی زبون ہو۔ دوازدہ عدالت غلام اور آزاد کے لیے یکسان کھلا ہے اور صاحب فوجداری غلام پر تشدد کرنے کے جواب مین عذر حق ملکیت کا کبھی نہ سنینگے پس تشدد کی بنا پر استغاثے کم دائر ہون تو اس سے یہ نتیجہ بوجہ احسن نکال سکتے ہین کہ فی الواقع تشدد کم ہے ۔

اس باب مین دھرم شاستر کے بجاے شرع محمدی کے بموجب عمل کرنے کا ذکر۔

ایک صاحب جو ہندوستان مین غلامی موقوف ہوجانے کی نسبت براہ محبت بشری ساعی تھے اُنکی یہ راے تھی کہ اگر انسداد قطعی اس دستور کا مناسب نہ ہو تو اس باب مین بجاے احکام شاستر کے شرع محمدی کے احکام پر علی العموم عمل ہو کیونکہ مسائل شرع اس باب مین سخت نہین ہین۔ لیکن ظاہر ہے کہ مسلمانون کا مسئلہ ہنود کی نسبت صادق نہین آسکتا کسواسطے کہ مسلمانون کے عقائد کے بموجب شرعاً صرف وے شخص غلام ہوتے ہین جو کافر کے ملک مین لڑائی کے وقت اسیر ہون یا اُنکی اولاد مین ہون۔ جیسا کہ شرع محمدی مین ہے ویسا ہی لڑائی مین اسیر کرنا ہندوون کے شاستر کے مطابق بھی بلا شک ایک سبب غلام کرنے کا ہے اور شاید دراصل کل قومون مین اسیری باعث غلامی ہوتی تھی ۔

---

۱ مسٹر جے رچرڈسن صاحب جو سابق مین مجسٹریٹ اور جج بندیلکھنڈ کے تھے اُنھون نے سنہ ۱۸۰۶ع مین اس امر کی نسبت مسودہ قانون کا پیش کیا تھا ۔

حالت انسانی مین جو مساوات اصلی ہے وہ قوی کے ضعیف پر غالب آنے سے جاتی رہتی ہے اور وحوش اپنے مغلوب اشخاص کو فتحمندی کا انعام جائز تصور کرتے ہین چنانچہ تمام ملکون مین آزادی کے زائل ہونے کا یہی سبب متصور ہو سکتا ہے۔ لیکن جب عقل کی ترقی بتدریج ہوتی گئی اور صرف طاقت جسمانی کا کم لحاظ ہوتا گیا تو اور ایسے امور وقوع مین آئے جن سے غلامی کی حالت مین کم و بیش اصلاح ہوئی چنانچہ ہنود مین علاوہ اُس استحقاق کے جو فتح اور انتقال سے پیدا ہوتا ہے ایک اور قسم بھی غلامی کی ہے جسکو اتم بکرئی کہتے ہین اس سے وہ شخص مراد ہے جو بطمع زر اپنی آزادی کو معاوضہ مین دے اور واضح ہو کہ لفظ انتقال سے ایک ایسا حق مستنبط ہوتا ہے جسکا وجود پیشتر سے ہو اور انتقال سے جو غلام حقیت مین پہونچتے ہین وے یہ ہین ۔

غلامی دائمی۔ گرہی جات یعنی غلام جو آقا کے گھر مین ایک کنیزک کے بطن سے پیدا ہو۔ کرت یعنی زر خرید۔ لبدھا یعنی جو کسی سے ہدیۃً ملا ہو۔ دایم گت یعنی غلام جو آبا و اجداد سے ورثہ مین ملا ہو۔ تمام قسم کے غلامون کو جنکا اوپر ذکر ہوا ہے اور اُنکی اولاد کو ایسی غلامی کی حالت مین جو دوامی اور موروثی ہے تصور کرنا چاہیے۔

غلامی کی عارضی صورتین۔ علاوہ صورتون مذکورہ بالا کے غلامی کی چند صورتین عارضی ہین اور منجملہ اُنکے اکثر ایسی ہین کہ اُنمین اور اُس حالت غلامی مین جو رضا و رغبت سے قبول کیجاے فرق نہین ہے اور اگر کچھ ہے تو بہت جزوی ہے جو شخص خود غلام بنے اور جو کہ شرط مین جیت لیا گیا ہو اور نیز جو اسیر ہو تو وہ کسی شخص کو جو اُسکی قائم مقامی کے قابل ہو بطور عوض مقرر کر کے آزادی حاصل کر سکتا ہے[1]۔ جو شخص اپنی پرورش کے واسطے

[1] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۴۶ مین نارد سے منقول ہے۔

غلامی اختیار کرتا ہے، اور جو شخص اپنی معشوقہ کی خاطر سے غلام ہو جائے ایسے شخص درصورت باز رہنے اُس مقصود سے بغرض حصول جسکے اُنھیں غلام ہو جانے کی ترغیب ہوئی آزاد کیے جا سکتے ہین ؎۱ جس شخص نے قحط مین بالحتاج پایا ہے وہ بالعوض اس کے ایک جوڑی بیل کی دے کر مخلصی پا سکتا ہے جو شخص زر قسم کثیر کے عوض غلامی قبول کرے یا جو اپنے تئین بالعوض ایک خاص رقم کے گرو کر دے تو وہ بعد ادا کے زر مذکور کے آزاد ہو گا۔ اور جو ایک خاص وقت معین کے واسطے غلامی مین اُجرت پر رکھ لیا گیا ہو وہ بعد انقضاے میعاد مقررہ کے رہا ہو گا ؎۲ جو تارک ہو کر اپنے فرائض بجا نہ لائے اور اُس فریق کے عقائد سے جسمین وہ داخل ہے انحراف کرے مثلاً بیاہ کرے یا اور کسی طرح سے دنیادار بنے ؎۳ تو اُسپر فتوے غلامی کا لازم آتا ہے مگر کفارہ اُس خطا کا ادا ے جرمانہ سے بھی ممکن ہے ؎۴

آزادی کیونکر حاصل ہوتی ہے

بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہو گا کہ غلامی دائمی کی پانچ قسمین ہین جن سے مخلصی صرف آقا کی مرضی اور خوشی پر منحصر ہے اور چار قسمین ان پانچ مین سے ایسی ہین کہ جن مین غلامی کا وجود ہمیشہ سے ہوتا ہے علاوہ ان پانچ قسمون کے باقیون کی نسبت یہ امر ہے کہ بعد ادا ے اُن خاص شرائط کے جو ہر ایک کے واسطے مخصوص ہین غلام مستحق آزادی کا ہے۔

؎۱ خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۴۷ مین نارد سے منقول ہے۔

؎۲ خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۴۳-۲۴۷ مین نارد سے منقول ہے۔

؎۳ خلاصہ کے ص ۲۲۷۔

؎۴ ایضاً ص ۲۲۹۔

یہ بات درست ہے کہ اگر کسی قسم کی غلامی کو جائز قرار دین تو ضرور ہے کہ وہ ہمیشہ جاری رہے مگر ساتھ ہی اس کے دستورات قدیم کا لحاظ رکھنا ضرور ہے خصوص ایسی حالت مین کہ عامۂ خلائق اس بات کی تمیز نہ رکھتے ہون کہ اُنکے اس قبیل کے طریقون مین مداخلت کرنے سے کیا منفعت مقصود ہے۔ جب تک واضع قانون براہ دانشمندی اور بوجہ لحاظ دستورات قدیم کے طریقۂ غلامی مین غرض انسداد اُس کے دخل دینا قرین مصلحت نہ سمجھے گا اُسوقت تک صرف یہ امید ہوسکتی ہے کہ جس قدر علم کی بتدریج اشاعت ہونے سے عقل کو فروغ ہوتا جائے گا اُسی قدر ہر فرقہ کے لوگون کو یقین ہوگا کہ آزادی جو بمقتضائے عقل درست ہے واسطے آسودگی و رفاہ عامۂ خلائق کے نہایت مفید ہے۔[1]

نوان باب
معاہدون کے
بیان مین

معاہدون کے باب مین دھرم شاستر کے اصول معقول اور قرین انصاف ہین جن صورتون مین کہ بموجب دیگر قوانین کے معاہدے باطل متصور ہوتے ہین اُنھین صورتون کی تصریح ہندوون کے قانون دانون نے بھی کی ہے مثلاً مجنونیت و نابالغی و مناکحت و ناقص العقلی و غلطی و جبر

[1] اس کتاب کی دوسری جلد مین نو مقدمے طریقۂ غلامی کی توضیح کے لیے مندرج ہین معلوم ہوتا ہے کہ عدالتون ماتحت احاطۂ مدراس و بمبئی مین اکثر اس امر مین بحث درپیش ہوئی ہے ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۱۳۰ کو ملاحظہ کرو۔

معاہدہ وغیرہ کے فسخ ہونے کے سبب

دفریب وغیر مجازیت وعدم قابلیت وتنسیخ [1] منجملہ ان سببون کے ہر سبب سے انفساخ معاہدہ لازم آتا ہے علاوہ انکے یہ سبب بھی ہین ذات سے اُترجانا اور کسی مذہبی فرقہ مین داخل ہونا [1] اور کسی صورت مین جائداد سے قانوناً محروم ہونا۔

مجنونیت۔

مجنونیت کے لفظ سے صرف فاترالعقل اور مخبط فطری ہی مراد نہین ہے بلکہ جملہ اُن اشخاص سے مراد ہے جو کسی قسم کی ضعیف العقلی مین مبتلا ہین اور جو بالخلق اس امر کی تمیز نہین رکھتے کہ کیا کرنا چاہیے اور کیا نہین [2]

نابالغی۔

سولھوین سال کے آغاز تک نابالغی تصور کیجاتی ہے [3] اور بعد ازان وہ کاروبار سے واقف یعنی قانون کے مطابق بالغ ہوجاتا ہے [4] لیکن دھرم شاستر مین لفظ نابالغی کے معنی غیر معین ہین اور یہ لفظ اُن شخصون پر بھی حاوی ہے جو نہایت کبرسنی یا صغرسنی کے باعث سے اپنے کاروبار کرنے کے لائق نہین ہین [5]

---

[1] برہسپتی سے خلاصہ کی جلد ۲ کے ص ۲۲۰ مین منقول ہے۔ اور اسی کتاب کی جلد ۱ ص ۰۵۴ مین منو سے نقل ہے۔

[2] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۲۷ مین ناشست سے نقل ہے۔

[3] خلاصہ کی جلد ۱ ص ۱۸۷ بمبئی کی رپورٹ جلد ۲ ص ۱۱۴ مین ایک مقدمہ مندرج ہے جسمین ایک مکان کا بیع جو ایک مُسن اور ضعیف اور بیوقوف شخص سے عمل مین آیا اُسکی زوجہ کے نالشی ہونے پر بموجب پیوستہ پنڈتون کے منسوخ کیا گیا ہے اور ثابت ہوا کہ قیمت جو مکان کے واسطے ادا کی گئی تھی وہ کافی نہ تھی گو مخبط فطری ہونا بالغ کا متحقق نہوا۔

[4] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۱۱۵ مین سمرتی سے منقول ہے۔

[5] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۱۸۷۔

مناکحت۔

دھرم شاستر کے بموجب منکوحہ عورت کو اپنے علیحدہ اور خاص مال پر باستثناء اُس زمین کے جو اُس کے شوہر نے اُسے دی ہو اختیار کلی حاصل ہے تاہم افلاس کی صورت مین شوہر کو مال مذکور کے کام مین لانے اور صرف کرنے کا اختیار ہے اور زوجہ نسبت اپنے علیحدہ اور خاص مال کے بھی مطیع حکم اپنے شوہر کے ہے [۱] یہ ایک قاعدہ عام ہے کہ مناکحت کی وجہ سے عورت معاہدہ کرنے کے قابل نہین رہتی لیکن جب ازواج کی محنت پر اُنکے شوہرون کا آزوقہ زیادہ تر منحصر ہے [۲] تو اُنکی جانب سے جو معاہدے عمل مین آئین وے جائز اور واجب التعمیل متصور ہونگے اور علی ہذا القیاس وے معاہدے بھی جو شوہر کی غیر حاضری مین یا بحالت اُس کے ضعیف العقل یا ضعیف الجسم ہونے کے کسی سے پرورش کے لیے کیے جائین [۳]

ناقص العقلی۔

منو کہتا ہے کہ اگر ایک بدمست یا فاتر العقل یا مبتلاے مرض شدید یا مطیع محض یا طفل یا پیر یا ضعیف یا ایک شخص دوسرے کے نام سے بلا اجازت معاہدہ کرے تو وہ باطل متصور ہوگا ان صورتون مین بوجہ عدم قابلیت ناقص العقلی متصور ہوتی ہے لیکن اُن شخصون سے جو معاہدہ کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہین یہ مسئلہ متعلق ہے۔ کہ مشتری کو احتیاط لازم ہے مثلاً نارد کا قول ہے کہ "مشتری کو چاہیے کہ جنس کو اول معائنہ کرکے جو کچھ اس مین

---

[۱] کولبروک صاحب کا رسالہ درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے۔ مقالہ ۴۔ دفعہ ۱۱۶۔

[۲] خلاصہ کی جلد ۱ ص ۳۱۸۔ اور دوسری جلد مین دوسرا مقدمہ جو قرضہ کے باب مین ہے اُسے معائنہ کرو۔

[۳] خلاصہ کی جلد ۱ ص ۲۹۶۔

عیب و صواب ہو دریافت کرے اور بعد اس معائنہ کے اگر وہ خریدنے کا اقرار کرے تو پھر وہ اُسے بائع کو واپس نہین کر سکتا الا اس صورت مین جب اُسمین کوئی مخفی عیب ہو"۔ سلہ جیسا کہ ایک حکم شرع محمدی مین اختیار معائنہ کی نسبت جاری ہے ویسا ہی شاستر مین بھی ہے اور اشیاے دیرپا کی نسبت جو معاہدہ عمل مین آوے وہ دس روز کے اندر منسوخ کیا جا سکتا ہے ٢ے اور اور اشیا کی نسبت جو دیرپا نہین ہین مختلف اوقات معین ہین اور واپس کرنے والے کو تھوڑا سا جرمانہ ادا کرنا ہوتا ہے ٣ے

غلطی۔ بخشش اگر غلطی سے ہوئی ہو تو مسترد کیجا سکتی ہے اور اسی قاعدہ کی مناسبت سے ہر ایک معاہدہ جو غلطی سے کیا جاے باطل ہوگا ٤ے

جبر کسی قسم کا ہو معاہدہ کو باطل کر دیتا ہے مثلاً نارد کا جو یہ متن ہے ۔ "جو کچھ آدمی اُس حالت مین کرتا ہے جب اُسکی عقل مین بہ نسبت اصلی حالت کے خلل واقع ہو۔ اسپر جگناتھ نے یہ شرح لکھی ہے کہ خوف اور جبر کی صورتون مین آدمی اپنی مرضی کے مطابق نہین کرتا ہے بلکہ محض دوسرے شخص کی مرضی کے بموجب۔ اگر ایک شخص کسی سے خوف کھا کر اپنی کل جائداد اُس آدمی کو جو اُسے خوف سے بری کرائے دے دے تو اس صورت مین اُسکی عقل حالت اصلی مین نہین ہے لیکن جو اس ٹھکانے ہو جانے کے

سلہ خلاصہ کی جلد ٢ ص ٣١٣ مین منقول ہے ۔

٢ے منو۔

٣ے خلاصہ کی جلد ٢۔ ص ٣٢١۔

٤ے کولبرک صاحب کا رسالہ جو درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اُسکا مقالہ ٢ باب ٧۔ دفعہ ٢٠١۔ معائنہ کرو۔

بعد اگر وہ بطور معاوضہ کچھ دے تو وہ عطیہ جائز ہے [1] یہ امر اُس بیان کے مطابق ہے جو کولبروک صاحب نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے اور وہ رسالہ درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اگرچہ تمام عمر جو بجبر کیے جائین دھرم شاستر کے بموجب باطل ہین مگر فی الواقع وے ہر ایک اور آئین کے بموجب باطل نہین ہین بلکہ قابل البطال ہین کیونکہ ممکن ہے کہ استحکام اُنکا بذریعہ رضامندی مابعد عام اس سے کہ وہ ظاہری ہو یا معنوی ہو جاے۔ [2]

فریب۔

واضح ہو کہ فریب کے ضمن مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر طرح کا فریبی عمل معاہدے کو باطل کردیتا ہے فریبی عمل کے واسطے شاستر مین لفظ چھل کا مستعمل ہے [3] اور بیع کے معاہدہ مین اگر بائع ایک اچھا نمونہ دکھا کر ناقص مال حوالہ کرے تو مشتری چاہے جب اُسے واپس کرسکتا ہے اور بائع اپنی بددیانتی کی وجہ سے مستوجب اداے جرمانہ اور ہرجہ کا ہے [4]

غیر مجازیت۔

ایسی مثالین جنمین باوجود ہونے قبضے اور حق ملکیت کے معاہدہ کرنا جائز نہین ہے بہت ہین مثلاً ایک بہت معروف مثال شریک کی ہے جس کو اپنے حصہ غیر منقولہ جائداد کا دینا یا رہن کرنا یا بیع کرنا منع ہے الا زمانہ افلاس مین اپنے کنبے کی پرورش کے واسطے [5] لیکن بموجب قانون متشیہ بنگالہ کے معاہدہ جو بائع نے اپنے خاص حصہ کی نسبت کیا ہو

---

[1] خلاصہ کی جلد ۲۔ ص ۱۰۳۔

[2] باب ۷۔ دفعہ ۱۰۹۔

[3] ایضاً۔

[4] کاتیائن اور نارد سے خلاصہ کی جلد ۲۔ ص ۲۲۳۔ اور ۲۲۵۔ مین منقول ہے۔

[5] بیاس سے خلاصہ کی جلد ۲۔ ص ۲۲۳۔ مین منقول ہے۔

جائز ہے مگر نہ وہ جوا ور شرکا کے حصون کی نسبت کیا جاے [1] اگر شرکا مین سے ایک شریک قرضدار مرجاے اور وہ زر قرض سب شریکون کے کام مین آیا ہو تو ادا کرنا اسکا صرف شرکا حی القائم پر فرض نہین ہے بلکہ متوکیتا ہے۔ وو کہ اگر ایک غلام بھی اپنے آقا کی غیر حاضری مین اسکے نام سے کنبے کی منفعت کے لیے کوئی معاہدہ کرے تو آقا اپنے وطن مین ہو یا ملک غیر مین اسکو منسوخ نہین کرسکتا۔ معاہدہ کرنے کی نسبت ایسی ہی ممانعت اُن بیوون کو بھی ہے جن کو جائداد شوہری ورثہ مین ملی ہو جائداد مذکور کے انتقال کرنے کا اُنھین اختیار نہین ہے الا خاص ضرورت کے واسطے۔ ایک مقدمہ مجوزہ حال مین ایک شخص متوفے کے وارثون نے ایک تمسک کا روپیہ ادا کرنے سے انکار کیا تھا وہ تمسک بیوہ کا لکھا ہوا تھا اور بیوہ بھی مرگئی تھی اس مقدمہ مین یہ ثابت ہوا کہ منجملہ زر تمسک کے کچھ روپیہ اداے قرضۂ شوہر مین صرف ہوا تھا چنانچہ یہ تجویز ہوئی کہ جس قدر زر اس طور پر صرف مین آیا ہے وہ وارثون کو ادا کرنا چاہیے لیکن بیوہ کو یہ اختیار نہ تھا کہ جائداد یا وارثون پر کوئی بوجھ بلا ضرورت ڈالے [2] اور ایک عام قاعدہ کولبروک صاحب نے یہ قرار دیا ہے کہ کنبے کے مصارف لازمی کے واسطے جو ضروریات ہون اُنکا سرانجام کرنا خاندان کے بزرگ کے ذمہ ہے اور نیز وہ ذمہ دار اُن شخصون کی خبرگیری کا ہے جنکی پرداخت اُسپر واجب ہے مثلاً اُسکی زوجہ یا والدین یا طفل یا غلام یا نوکر یا شاگرد یا شاگرد حرفہ ان شخصون کے واسطے اشیاء ضروری کا مہیا کردینا اور لابدی اسباب

[1] بیاس سے خلاصہ کی جلد ۲ ص ۴۴۳ مین منقول ہے۔

[2] بیاس سے خلاصہ کی جلد ۲ ص ۴۴۴۔

عدم قابلیت۔

اکا دینا ضرور ہے۔ [1]

عدم قابلیت کے سبب جاگیاولک نے یہ بیان کیے ہین کہ "وہ ایک معاہدہ جو بدست آدمی یا فاتر العقل یا مبتلاے مرض شدید یا سخت معذور یا طفل یا ایک شخص مخوف وغیرہ سے عمل مین آئے یا اُسے ایک شخص دوسرے کے نام سے بلا اجازت کرے تو وہ معاہدہ باطل ہے" اس فقرہ پر جگناتھ نے یہ شرح لکھی ہے۔ "وہ ایک آدمی بحالت ثبات حواس صرف اُجرت دے تو وہ جائز ہے"، یا جنون وغیرہ کی صورت مین اگر ایک شخص بحالت افاقہ یعنی جسوقت جنون کا دورہ نہو اجرت کو ارادۃً دے تو وہ بھی جائز ہے لیکن صرف ایک عطیہ مجنون وغیرہ کا ناجائز ہے اس شرح سے یہ قاعدہ مستنبط ہوسکتا ہے کہ مجنون کا فعل اس قیاس سے کہ وہ بحالت افاقہ عمل مین آیا ہے جائز ہوگا بشرطیکہ معاہدہ اہم اور قرین عقل ہو لیکن اگر وہ فعل مجنون کے مضر ہو اور اُسمین کوئی فائدہ متصور نہو تو اُسکو فی الواقع ناجائز سمجھنا چاہیے علی ہذا القیاس اُس وثیقہ کو بھی جو ایک شخص قریب المرگ بحالت بیماری تحریر کرے جائز تصور کرنا چاہیے بشرطیکہ اُسکی تحریر کے وقت اُسکا صحیح الحواس ہونا ثابت ہو اور اگر یہ ظاہر ہو کہ اُسکی عقل بحالت اصلی نہ تھی تو وہ وثیقہ ناجائز ہوگا۔

یہ امر صدر دیوانی عدالت سے بمقدمہ ایک ہندو بیوہ کے جسنے اپنے لاولد شوہر متوفی کے بھائیوں پر نالش کی تھی قرار پایا تھا مدعا علیہما کا جواب یہ تھا کہ اُنکے بھائی نے مرض مہلک کی حالت مین چار روز قبل وفات اُنکے نام جائداد انتقال کر دی تھی اور یہ تجویز ہوئی کہ قانون کے بموجب صرف تنقیح طلب

[1] رسالہ جو معاہدات اور اُنکی تعمیل کے باب مین ہے اُسکے مقالہ ۲ کی دفعہ ۴۴ معائنہ کی جاے۔

یہ امر ہے کہ فی الواقع وہ شخص وفات کے وقت صحیح الحواس تھا یا نہ تھا ؎۱

آٹھ قسم کی بخشش ہین جنکی کاتیاین کے بموجب تنسیخ یا تردید نہین ہو سکتی یعنی جو کچھ بطور اجرت دیا گیا ہو۔ یا بالعوض دعوت کے یا بابت قیمت اسباب معینہ یا جو عروس یا اُس کے اہل خاندان پدری کو بطور نذرانہ دیا گیا ہو۔ جو کچھ کہ بطور شکریہ محسن کو یا بطور نذر ایک لائق آدمی کو یا جو بوجہ یگانگت یا دوستی کے دیا جاوے ؎۲

ہرِیت کا بیان ہے کہ ’’اگر ایک اقرار جو قانوناً زبانی کیا گیا ہو مگر ایفا اُسکا نہ کیا جاوے تو ذمہ داری اُسکی اس دنیا اور عقبیٰ مین ایمان سے متعلق ہے‘‘ لیکن جس صورت مین کہ اقرار ایک ایسے شخص کے ساتھ جو قانوناً اس امر کے واسطے ناقابل ہے کیا جاوے یا ایسے شخص کو کوئی چیز دی جاوے جو قانوناً قابل اُسکے لینے کے نہین ہے یا وہ ایک کام کے واسطے جو نہ کیا جاوے دی جاوے تو صورت اول مین عدم ایفاے وعدہ اور صورت ثانی مین اُسکی تنسیخ جائز ہے ؎۳

یہ ایک قاعدہ عام ہے کہ رہن یا ہبہ یا بیع کی صورت مین جو معاہدہ کہ اول کیا جاوے وہی نہایت معتبر گنا جاتا ہے اور اور تمام امور متنازع مین جو معاہدہ کہ بالآخر کیا جاوے وہی نافذ رہیگا ؎۴

ادائے زر قرضہ کے لیے تاکید شدید ہے مثلاً حکم یہ ہے کہ باپ کا قرضہ بحالت ثبوت اُسکے بیٹون کو بطور اپنے قرضہ کے ادا کرنا ضرور ہے یعنی

---

۱ مقدمہ رادھامنی دیبی بنام سیام چندر و دو چندر مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۱ ص ۸۵۔

۲ خلاصہ جلد ۲ ص ۱۶۲۔

۳ خلاصہ جلد ۲ ص ۱۰۱۔

۴ حاکبلک سے خلاصہ کی جلد ۱ ص ۲۷۷ مین منقول ہے۔

مع سود دینا چاہیے گو اُنکو ورثہ مین جائداد ملی ہو یا نہ ملی ہو۔ پوتے پر دادا کا قرضہ ادا کرنا لازم ہے مگر بلا سود ۱ اور پرپوتے پر قرض ادا کرنا ضرور نہین ہے الا اُس صورت مین جب کہ وہ ورثتاً جائداد پاوے۔ اس فرق کی کوئی وجہ ظاہر معلوم نہین ہوتی غیر واضح ہوتا ہے کہ قاعدہ واجب جسکی رو سے عائد ہوتا ذمہ داری قرضہ کا جائداد کی نسبت ضرور ہے کسواسطے کہ صرف پرپوتے ہی تک محدود کیا گیا ہے۔ لیکن جملہ صورتون مین ذمہ داری صرف اُسی قرضہ کے ادا کرنے کی ہے جو واجب و جائز ہو بخشش جو مورث کی جانب سے عمل مین آئی ہو تعمیل اُسکی ہندوون مین قائم مقامون پر واجب نہین چنانچہ ایک مقدمہ کی نسبت جسمین ایک شخص نے دوسرے شخص کو اس غرض سے کہ وہ اپنی دختر سے اُسکے بیٹے کے ساتھ بیاہ کر دے کچھ زر نقد دینے کا معاہدہ کیا تھا یہ تجویز ہوئی کہ ایسے معاہدہ کا ایفاد اُسکی وفات کے بعد قائم مقامون پر فرض نہین ہے کیونکہ شاستر مین دولھن کے واسطے روپیہ دینا ممنوع ہے اور اسی وجہ سے زر معہود جائز نہین ہے ۔ ۲

ذکر اُن معاہدہ کا جنکا ایفا قائم مقامون پر واجب ہے ۔

اور واضح ہو کہ تمام ایسی صورتون مین لینے والا روپیہ کا ذلیل سمجھا جاتا ہے اور دینے والے کی نسبت یہ خیال نہین کیا جاتا کہ فی الواقع اُسکا ارادہ دینے کا تھا ۔ ۳

۱ خلاصہ جلد ا ص ۲۶۶ ۔ سر ولیم جونز صاحب کی یہ راے ہے کہ درصورت نہونے جائداد کے بیٹے اور پوتے پر قرضہ ادا کرنا اخلاق اور مذہب کی رو سے فرض ہے نہ قانون کی رو سے۔ تنبیہ متعلقہ خلاصہ کو دیکھو۔

۲ بمبئی کی رپورٹ جلد ۲ ص ۱۹۴ ۔

۳ رسالہ کولبروک صاحب جو معاہدات اور اُنکی تعمیل کے باب مین ہے اُسکے مقالہ ۲ کی ضمن ۱۲۴ ۔ کو دیکھو۔

میرے نزدیک معاہدون اور ضمانت اور اور امور متعلقہ کارروائی عدالت کے باب مین زیادہ تر بیان کرنا محض فضول ہے۔ جن شخصون کو اس باب مین اور اور امور متفرقہ کی نسبت زیادہ حال دریافت کرنا منظور ہووے اصول دھرم شاستر کو جسمین معاہدون کے قانون کا خلاصہ مندرج ہے معائنہ کرین اور توضیحات دھرم شاستر متمشیۂ بنگالہ بھی جسمین اصول معاہدات کا ذکر ہے ملاحظہ طلب ہے۔ اگر ان مضامین کی بحث کا اس جگہ ارادہ کیا جاوے تو غالباً اعادہ اُن ہی مراتب کا ہوگا جو نسخون مذکورۂ بالا مین مندرج ہین آئین شہادت سے جو قواعد متعلق ہین وے چند اور صاف ہین چنانچہ ایسے شخص کی شہادت جو مقدمہ سے کسی طرح کا تعلق رکھتا ہو قابل منظوری نہین ہے گواہان غیر مجاز کی بہت سی قسمین لکھی ہین اور شہادت کو معتبر یا غیر معتبر قرار دینا زیادہ تر حاکم کی راے پر منحصر کیا گیا ہے اور ایسے تدبیر انکشاف مقدمہ کے واسطے یہ ہوسکتی ہے کہ مدعا علیہ حلف لینے یا تصدیق غیبی کے لیے مجبور کیا جاوے[1] آگے معلوم ہوگا کہ گواہی کی نسبت مفصل کی عدالتون سے ایک یا دو مقدمون مین پنڈتون سے پیوستہ طلب ہوا ہے لیکن نسبت اس بحث اور دیگر امور کے جو بالعموم کارروائی عدالت سے متعلق ہین ابواب آئندہ کو ملاحظہ کرنا چاہیے —

---
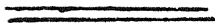
[1] تصدیق غیبی جسکو سنسکرت مین دِوِیَ کہتے ہین انکشاف جرم کا ایک طریقہ ہے مثلاً ملزم کے ہاتھون کو گرم تیل مین ڈال دینا اس غرض سے کہ اگر وہ مجرم ہے تو اُسکے ہاتھ جل جاوینگے اور قصوروار نہین ہے تو اُسپر کچھ اثر نہوگا۔ من مترجم

متاچھرا

باب اول

طریقۂ دادرسانی کے بیان مین

فصل اول

ترتیب انجمن عدل

راجہ کی خدمت منصبی متعلق بعدالت۔

۱۔ سب سے اعلیٰ خدمت منصبی راجہ کی جو رسوم دینی کے بموجب مسند نشین کیا جاے اور اور طرح پر بہمہ صفت موصوف ہو یہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کی حفاظت کرے اور یہ امر بغیر انتظام مفسدون کے نہین ہوسکتا لیکن بلا تحقیقات معینہ قانون کے ایسے شخصون کا دریافت ہونا متعذر ہے اسی واسطے مقدمات کی طرف ہر روزہ توجہ کیجاے چنانچہ اس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ "راجہ کو چاہیے کہ بذات خاص اپنے مشیرون کی امداد سے ہر روز مقدمات کی تحقیقات کرے"[۱] لیکن مقدمات کی نوعیت و تعداد و اقسام کی نسبت ابھی تفصیل نہین کی گئی ہے چنانچہ بیان دوسرے مضمون کا جو ذیل مین درج ہے بغرض توضیح ان مراتب کے شروع کیا جاتا ہے۔

[۱] یہ اُس فقرۂ جاگبلک سے متعلق ہے جو آچار کے باب مین منقول ہے۔

کس آئین کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔

۲[1] "راجہ کو چاہیے کہ غصہ اور طمع سے بری ہو کر بشمول عالم برہمنوں کے مقدمات کی تحقیقات دھرم شاستر یعنی آئین مقدس کے بموجب کرے"

مقدمہ کی عام تعریف

۳ - مقدمات - ایک امر کا ایک شخص کے حق مین بغرض محرومی مفاد دوسرے شخص کے قیاس کر لینا - مثلاً ایک شخص یہ ظاہر کرے کہ یہ کھیت یا کوئی اور ویسی شے میری ملکیت ہے اور دوسرا خلاف اس کے بیان کرے کہ میری ہے -

وجہ استعمال صیغہ جمع

۴ - کثرت مقدمات کے ظاہر کرنے کے واسطے جمع کا صیغہ مستعمل ہوا ہے۔

خدمت منصبی مذکورہ بالا حملہ حاکموں پر واجب ہے۔

۵ - راجہ - لفظ راجہ سے جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے یہ مقصود ہے کہ جس خدمت منصبی کے انصرام کی اسکو یہان تاکید کی گئی ہے وہ صرف قوم چھتری سے متعلق نہین ہے بلکہ اُن جملہ اشخاص سے جن کے مہام ملکی سپرد ہون -

قول مذکورہ بالا کی زیادہ تر تصریح

۶ - تحقیقات - اس خاص خدمت منصبی کی تاکید کے لیے یہ لفظ مکرر مستعمل ہوا ہے (عالم) وے جو قوانین اور بید اور علم صرف ونحو وغیرہ سے واقف ہین[2] (بشمول برہمنوں کے) چھتری اور اور قومون کے لوگ ہون - پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عدل مین غفلت یا خلاف عدل کرنے کی جوابدہی راجہ کے ذمہ ہے نہ برہمنوں کے چنانچہ منو کا قول ہے "راجہ جو ایسے شخص کو سزا دیتا ہے جو اُسکا مستوجب نہین ہے اور ایسے شخص کو سزا نہین دیتا جو اُسکا مستوجب ہے تو وہ اپنی زندگی مین اپنے اوپر بدنامی لاتا ہے اور بعد مرگ کے وہ عذاب کی جگہ ڈالا جائے گا" -

راجہ کے ذمہ جوابدہی

۱ - جاگبلک سے بیوہار مادھو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار مبوکھ اور سمرتی چنتامنی اور بیر متر اُدے اور بیادتندیو مین منقول ہے -

۲ - منو فصل ۸ - شلوک ۱۲۸ - دتند بویکھ اور بیر متر ادوائے اور بیوہار مادھو وغیرہ مین منقول ہے

۷ - دھرم شاستر یعنی (آئین مقدس کے بموجب) - مراد اس سے یہ ہے کہ ارتھ شاستر یعنی آئین مدنی کے مطابق نہین - قاعدہ مخصص المقام اور رسوم دنیوی اور اَور قواعد جو آئین مقدس کے خلاف نہین ہین اُنکا بیان نہین کیا گیا ہے کیونکہ وے داخل مضامین جداگانہ نہین ہین علاوہ ازین قول مرقومہ ذیل اس جگہ لکھا جاسکتا ہے "ایک شخص پر ہر دنیوی رسوم یا حکم جاری جو اُسکے کار خاص کی مضر ہو اطاعت کامل واجب ہے" - سلہ

تصریح اس امر کی کہ کس آئین کی پیروی کرنی چاہیے -

۸ - (غصہ اور طمع سے بری ہوکر) - چونکہ تاکید اس امر کی ہے کہ آئین مقدس کے بموجب کاربند ہونا چاہیے لہذا یہ تاکید فضول معلوم ہوتی ہے مگر ایسے رویہ کی اشد ضرورت ظاہر کرنے کے لیے یہ الفاظ مستعمل ہوے ہین - "غصہ" سے غیر استقلالی مزاج کی اور "طمع" سے استحصال کی خواہش بے نہایت مراد ہے -

غصہ اور طمع کی اصطلاح کا ذکر -

۹ - علاوہ اسکے "اشخاص جو علم سے ماہر اور آئین سے واقف ہون اور راستبازی جنکا شیوہ ہو اور دوست و دشمن کی جانب داری نہ کرتے ہون ایسے لوگ راجہ کو عدالت مین مشیر مقرر کرنے چاہئین" - سلہ

مشیرون کا تقرر

۱۰ - (اشخاص جو علم سے ماہر ہون) یعنی وے لوگ جو علم فلسفہ اور صرف و نحو وغیرہ اور بند کے سمجھنے مین مشہور ہون "آئین سے واقف ہون" - مضامین آئین مقدس بخوبی سمجھتے ہون "راستبازی جنکا شیوہ ہو" یعنی عادتاً صلح کی طرف مائل ہون "دوست و دشمن کی جانب داری نہ کرتے ہون" -

فقرات مذکورہ بالا کی تشریح -

سلہ دیپک لیکھا اور بیرمترا ودائے اور سمرتی چنتامنی اور بیوہار مادھوین جاگبلک سے منقول ہے -

سلہ بیرمترا ودائے کی شرح اور دیپک لیکھا اور بیوہار مادھو اور بیاد آرنو ستو اور ساد ہنکارنو اور بیاد تندیو اور بیوہار میوکھ اور سمرتی چندریکا مین جاگبلک سے منقول ہے -

یعنی جو لوگ کہ دشمنی اور محبت اور جانب داری اور تعصب وغیرہ سے بری ہوں جن اشخاص میں ایسی تعریف پائی جاے اُنکو بطور مشیر یعنی سبھاسد کے انجمن مین بیٹھنا چاہیے اور راجہ کی عالی حوصلگی اور قدر شناسی اور اعزاز بخشی کے باعث سے اُنھین ایسا کرنے کے لیے ترغیب ہوئی ہو۔

برہمن کی قوم سے متعلق ہے۔

۱۱- اگرچہ یہ اصطلاح کہ "علم سے ماہر ہوں" بلا تخصیص اشخاص مستعمل ہوئی ہے مگر پھر بھی مراد اسکی برہمن کی قوم سے ہے چنانچہ کاتیائن کہتا ہے کہ اُسکو (یعنی راجہ کو) مشیر دانا اور تجربہ کار اور بزرگ اور اشرف الاقوام کے ساتھ جو آئین مقدس اور آئین اخلاق کے مضامین بخوبی جانتے ہوں مشورت میں شریک رکھنا چاہیے۔ سلہ

مشیروں کی تعداد

۱۲- مشیر تعداد مین تین ہوں جیسا کہ صیغۂ جمع کے استعمال سے معلوم ہوتا ہے۔ اور منو کے قول کے موجب بھی تعداد مشیروں کی ضرور ہے۔ "کسی ملک مین ایسے تین برہمن جو بیدوں سے خصوصاً آگاہ ہوں مشیر انجمن ہونگے"۔ الخ سلہ لیکن برہسپتی نے بیان کیا ہے کہ تعداد مشیروں کی تین ہو یا پانچ یا سات۔ "جس انجمن مین کہ سات یا پانچ یا تین ایسے برہمن مشیر ہوں جو فرائض دینی اور دنیوی سے آگاہ ہوں تو وہ مثل ایک مقام متبرک کے ہے"۔ سلہ

سلہ بیر متر اودے اور سمرتی چندریکا اور کل تیرو۔

سلہ اس قول کا بقیہ یہ ہے۔ مع عالم برہمن مقررہ راجہ کے۔ تو ایسی انجمن کو عقلمند لوگ کہتے ہیں۔ منو کی فصل ۸۔ اشلوک ۱۱۔ کو سمرتی چندریکا اور مدن رتنی اور بیر متر اودے مین دیکھو۔

سلہ سمرتی چنتامنی اور پراشر مادھوی اور بیوہار میوکھ اور بیوہار مادھو اور بیر متر اودے اور وادھوادے اور کل تیرو وغیرہ مین برہسپتی سے منقول ہے۔

بر ہمنوں سے جنکا ذکر اول ہوا ہے مشیر علیحدہ ہوتے ہین

۱۳- یہ صفت کہ "علوم سے ماہر ہون،، لفظ برہمنان سے جو قول اول مین واقع ہے متعلق نہ سمجھی جاے کسواسطے کہ جو صفت اس مقام پر استعمال کی گئی ہے وہ مبتدا واقع ہوئی ہے لہذا وہ لفظ برہمنان مندرجہ قول مابعد سے ترکیباً مطابق نہین ہوسکتی کیونکہ لفظ مذکور بطور خبر واقع ہوا ہے علاوہ اسکے اگر ایسا ہو تو تکرار شرط علم ضروری کی لازم آتی ہے- کاتیائن کے قول سے مابین برہمنوں اور مشیرون کے صریح فرق معلوم ہوتا ہے قول یہ ہے کہ "راجہ اگر بشمول حاکم اعلی اور وزرا اور پروہت اور مشیرون عدالت کے شاستر کے مطابق تحقیقات کرے تو اسکو بہشت حاصل ہوگا،،-

مشیروں کی خدمت سعی کا ذکر

۱۴- فرق اس جگہ یہ ہے کہ مشیرون کا تقرر عمل مین آتا ہے اور برہمنون کا نہین اسی وجہ سے یہ حکم ہے کہ "ایک شخص جسکا تقرر عمل مین آیا ہو یا نہین وہ مشورت قانونی دینے کا مجاز ہے،،[1] جو حاکم کہ مقرر کیے گئے ہون اُنکو لازم یہ ہے کہ بعد دینے صحیح مشورت کے اگر راجہ خلاف قانون کرے تو اُسے ایسا کرنے سے باز رکھین اور اگر وے ایسا نہ کرینگے تو بموجب قول کاتیائن کے مستوجب سزا ہین اور وہ قول یہ ہے "جو مشیر کہ راجہ کے ساتھ طریقہ نا انصافی اختیار کرین تو وے راجہ کے فعل کے شریک ہو جاتے ہین،،[2] لہذا اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وے لوگ راجہ کو ایسے طریقہ پر عمل کرنے سے باز رکھین-

اور صلاح کارون کی خدمت مفصلی-

۱۵- بخلاف اسکے اگر وے لوگ جنکا تقرر حسب ضابطہ عمل مین نہین آیا ہے صلاح خلاف قانون دین یا صلاح دینے سے باز رہین تو مستوجب سزا ہین

---

[1] ماتسسٹ کا قول بیرمترادوائے مین منقول ہے لیکن سوبا رمیوکھ اور سمرتی چنتامنی مین بطور قول نارد کے منقول ہے-

[2] سمرتی چنتامنی اور بیادتیو سیوبا رادھو-

لیکن اگر وے راجہ کے امر ناجائز کرنے کے معترض نہ ہوں تو مستوجب سزا نہ متصور ہونگے
چنانچہ یہ امر مطابق قول مرقومہ ذیل منو کے ہے "حاکموں اور فریقین اور گواہوں کو
چاہیے کہ یا تو عدالت میں داخل نہوں اور اگر ہوں تو قانون اور امر حق کا اظہار
صاف صاف کرنا چاہیے"۔ جو شخص کہ کچھ نہیں کہتا ہے یا اگر کہتا ہے تو دروغ اور
غیر واجبی وہ مجرم ہے۔ ؎

چند اشخاص تاجروں میں سے مشورت کے لیے طلب کرنے چاہئیں

۱۶- قول ۱ میں جو لفظ "عطف" اور کا مستعمل ہوا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ بغرض اسکے کہ عامۂ خلائق کو انجمن پر اعتماد ہو چند اشخاص تاجروں میں سے
بھی مدد دینے کے واسطے داخل کیے جائیں چنانچہ کاتیائن کہتا ہے کہ "چند تاجر اچھے
خاندان اور مزاج کے اور عمر رسیدہ اور نیک وضع اور دولتمند ہوں اور حسد نہ
رکھتے ہوں طلب کرنے چاہئیں"۔ ؎

راجہ ایک حاکم عام مقرر کرنے کا مجاز ہے۔

۱۷- یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقدمات کی تحقیقات راجہ کو خود کرنی چاہیے لیکن
اگر ایسا نہو سکے تو اسکا بدل اس طور پر بیان کیا گیا ہے "اگر راجہ کو مقدمات کی
تحقیقات کی فرصت نہو تو وہ ایک برہمن کو جو جملہ فرائض سے واقف ہو مقرر اور
مشیروں کے ساتھ شامل کرے"۔ ؎

قول کی تصریح۔

۱۸- ایک برہمن (یعنی کوئی شخص چھتری یا اور کسی قوم سے نہو۔ جملہ فرائض سے
واقف ہو) یعنی ایسا شخص جو جملہ فرائض دنیوی و محکومہ دھرم شاستر جانتا

؎ سمرتی چنتامنی میں منو کی فصل ۸۔ دشلوک ۱۳ میں منقول ہے۔ لیکن ساد ھندیو اور ڈنڈ دِویک میں بطور قول کاتیائن منقول ہے اور سمرتی سار اور مدھنتھی اور کلکا بھٹ میں بطور قول منو اور نارد کے منقول ہے۔

؎ سمرتی چندریکا اور کل تیرد اور ماد ھویائے اور بیر متر اودائے اور باد ھندیو میں منقول ہے۔

؎ بیو ہار میوکھ اور بیر متر اودائے و دیپ کلیکا و سمرتی چنتامنی و باد ھندیو و اپرادتیائے میں جاگبلک سے منقول ہے۔

اور اپنے [illegible] ہیں اُنکا و [illegible] ہو وہ تحقیقات مقدمات کے لیے مقرر اور مشیرون کے ساتھ اُس صورت مین شامل کیا جائے جب کہ راجہ اور کامون مین مصروف ہو۔

راجہ کے قائم مقام کی تعریف۔

۱۹ - راجہ کو ایسا برہمن مقرر کرنا چاہیے جسمین سب صفات کاتیاین کے قول قوم ذیل کے بموجب پائی جائین ۔ مسکین فراج - عالی نسب - غیر جانبدار - پرہیزگار - مستقل - شستی کا خیال کرنے والا - نیک - صاحب خوض - غیر خواہشات نفسانی کا اثر نہو ۔ [1]

قائم مقام کس قوم کا ہو۔

۲۰ - اگر ایسا برہمن دستیاب نہو تو راجہ ایک چھتری یا ویش کو مقرر کر سکتا ہے لیکن شودر کو نہین چنانچہ کاتیاین نے کہا ہے کہ جب کہ اس صفت کا برہمن نہ ملے تو وہ ایسے چھتری یا ویش کو جو قانون سے ماہر ہو مقرر کرے لیکن احتیاط رہے کہ شودر نہ مقرر کیا جائے ۔ [2]

حاکم اعلی کا اقتدار

۲۱ - راجہ کے ایسے قائم مقام کو نارد نے بطور میر مشیر کے بیان کیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ راجہ کو چاہیے کہ آئین مقدس کی ہدایت کے بموجب اور جس شخص کو اُسنے حاکم اعلی مقرر کیا ہے اُسکی راے پر غور کر کے مقدمات کی تحقیقات سوچ سمجھ کر اور حسب ضابطہ کرے ۔ [3]

قول کی تصریح

۲۲ - (اُسکی راے پر غور کر کے) یعنی اپنی راے پر اعتماد کلی نہ رکھے مثلاً جیسا کہ راجہ جاسوس کے وسیلہ سے دشمن کی راج کا حال دریافت کرتا ہے اُسی طور پر تحقیقات مقدمہ مین بھی عمل کرے ۔

ذکر اشتقاق لفظ پراڈ ویواک

۲۳ - لفظ پراڈ ویواک سے حاکم اعلی مراد ہے اور یہی معنی بلحاظ اُس کے اشتقاق کے درست ہین حاکم اعلی مدعی اور مدعا علیہ سے (بری چھتی) یعنے

---

[1] سمرتی چندریکا و کل پیترو ویرمترا ودایہ و سمرتی چنتامنی مین منقول ہے ۔

[2] سمرتی چندریکا و مین پیتر و مادھویا اور ویوک لیکھ مین منقول ہے ۔

[3] ویرمترا ودایہ اور بیوادچندریو مین نارد سے منقول ہے

استفسار کرتا ہے اور پری چھتی سے صرف ونحو کے قواعد کے بموجب اسم فاعل پراد
یعنی مستفسر مشتق ہے۔ اور چونکہ وہ بشمول شمیروں کے بیانات مدعی ومدعا علیہ
کے (دیوے گھتی) یعنی جھوٹ وسچ کی تحقیقات وتجویز کرتا ہے تو اس سے
دیواکو جس کے معنی تحقیقات کرنے والے کے ہین مستخرج ہے پس
ان دو لفظون کی ترکیب سے پراد دیواکو بنتا ہے۔ قول یہ ہے کہ
وہ جو شخص اشپو، وموجودگی شمیرون کے وباحتیاط بیان نالش کے
تفتیش اور امر متنازعہ کی تحقیقات کرتا ہے اسکو پراد دیواکو یعنی حاکم
اعلی کہتے ہین۔ سلہ

بد اعمال حاکمون کی سزا۔

۲۴- ایک اور قول یہ ہے کہ جو حاکم جانب داری یا طمع یا خوف کے باعث سے
قوانین کے خلاف یا کسی اور طرح نامناسب طور پر کام کرین تو ہر واحد پر جرمانہ بقدر
دوچند مقدار نالش کے ہوگا۔ سلہ

قول کی تصریح

۲۵- قوانین کے خلاف۔ یعنی آئین مقدس کے خلاف (یا کسی اور طرح نامناسب
طور پر) یعنی رسوم مروجہ کے خلاف (جانب داری کے باعث سے) یعنی نامناسب
طرفداری۔ (طمع) یعنی استحصال کی خواہش بے غایت۔ (خوف) یعنی ڈر کے
باعث سے یا کسی اور طرز پر اپنی خواہشات نفسانی سے مغلوب ہوکر (ہر واحد)
یعنی جتنے حاکم ہون انمین سے ہر ایک جداگانہ۔ (جرمانہ بقدر دوچند مقدار نالش
کے ہوگا) اس جملہ سے یہ مراد ہے کہ اُس تاوان کا دوچند جو فریق مغلوب
کی نسبت عائد ہو نہ دوچند مالیت شے متنازعہ کیونکہ اگر قانون کا ایسا منشاء
ہوتا تو مقدمات زنا اور اسی قبیل کے اور مقدمات مین مطلق کچھ جرمانہ
عائد نہ ہوسکتا۔

سلہ بیواد تندیواد کلپ تیرو مین بیاس سے منقول ہے۔

سلہ ویوادرتناکر مین اور متر مصر اور ریپادت وغیرہ نے جاگیلک سے نقل کیا ہے۔

۲۶ - جانب داری یا طمع یا خوف کے بالتخصیص ذکر کرنے سے منشا یہ ہے کہ جرمانہ بقدر دو چند مقدار نالش کے اُن صورتوں میں نہ ہوگا جنمیں غلطی یا غفلت وغیرہ واقع ہوئی ہو - اس حکم کے یہی معنی ہیں -

سزا صرف انہی صورت میں واجب ہوتی ہے جب سزا قصدیہ دیا جاوے -

۲۷ - دور اجہ کا مرتبہ باستثنا برہمنوں کے اور سب سے عالی ہے ۔۔ یہ قول گوتم کا ہے مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ برہمن جرمانہ سے بری ہیں بلکہ یہ مقولہ علی العموم بغرض اظہار برہمنوں کی بزرگی کے لکھا گیا ہے - سوتر میں حکم ہے کہ راجہ کو برہمنوں کی نسبت چھ چیز سے پرہیز کرنا چاہیے - سزا تازیانہ - قید - جرمانہ - جلا وطنی - تحقیر کرنا - نکال دینا ۔۔

برہمنوں پر جرمانہ ہو سکتا ہے -

لیکن مستثنیٰ شخص ضرور ہے کہ بہت بڑا عالم ہو دنیوی معاملات سے و بید و بید انگ سے بخوبی واقف ہو اور عاقل مدنی ہو - اور منقولات اور علم تاریخ خوب جانتا ہو اور ان مضامین کا مدام اپنے دل میں ورد رکھتا ہو اور اُن کے مطابق عمل کرتا ہو اور چالیس رسوم جانتا ہو اور تین طرح کے اور چھ طرح کے فرائض کی تعمیل کرنے میں مصروف رہتا ہو اور دستور مختص المقام اور قواعد مروجہ سے آگاہ ہو۔[۳]

صرف برہمنوں کے فرقے میں ہونا جرمانہ سے بری ہونے کے واسطے کافی نہیں ہے ۔۔

---

[۱] بیر مترودائے اور ڈنڈ بویکہ اور بیا دتندیو میں بطور قول گوتم اور باشسٹ کے منقول ہے -

[۲] ڈنڈ بویکہ اور بیا دتندیو میں بطور قول گوتم اور باشسٹ کے منقول ہے -

[۳] بیر مترودائے اور بیا دتندیو میں منقول ہے -

فصل دوسری

بیان نالش

بیان نالش کی تعریف

۱۔ بیان نالش کا اب ذکر ہوگا۔ جب ایک شخص کو دوسرے سے اپنے دوسرے جو قانون یا دستور مسلمہ کے خلاف ہو نقصان پہنچے اور وہ اُسکو راجہ یا حاکم اعلےٰ کے سامنے ظاہر کرے تو ایسے بیان کو بیان نالش کہتے ہین۔[1]

قول کی تصریح۔

۲۔ جب ایک شخص کو دوسرے سے اس طور پر یا ایسے ذریعوں سے خلاف یا منافی دستورات یا قانون مجاریہ کے نقصان یا تکلیف پہونچے اور وہ اُس ظلم کو راجہ یا حاکم اعلیٰ کے سامنے ظاہر یا پیش کرے تو اُسکو بیان نالش کہتے ہین۔ اور یہ اظہار دعوے یا الزام اور جواب سے مرکب ہے اور اسی پر غور اور شہادت اور فیصلہ اور تجویز مبنی ہے بیان نالش کی یہی تعریف عامتہ ہے۔

الزام دو قسم کے ہین قیاسی اور یقینی۔

۳۔ الزام یا اظہار دعوے دو قسم کا ہوتا ہے قیاسی اور یقینی چنانچہ نارد کا قول یہ ہے کہ اظہار دعوی کی دو قسمین ہین قیاسی اور یقینی یعنی جو قیاسی یا یقینی اُمور پر منحصر ہے قیاس اُس صورت مین کیا جاتا ہے جب ایک شخص صحبت بد رکھتا ہو اور کسی طرح کے ثبوت معائنہ سے یقین ہو جاتا ہے مثلاً شئے مسروقہ کا دیکھ لینا۔ الخ۔[2]

الزام یقینی دو طرح کی

۴۔ ایک الزام یا اظہار دعوی جسکی بنا امر یقینی پر ہو اُسکی دو قسمیں ہین

---

[1] ویک یلکیو ویر متراودیا کے دسبودھنی دسمرتی چندریکا سی دیا دسندیو دیا ریو لکھو ما دھویا کے دسمرتی سار مین ہاگیلک سے منقول ہے۔

[2] بیاد سندیو اور سمرتی چندریکا مین منقول ہے۔

ارتکاب فعل و ترک فعل کی بحث ہوتی ہے۔

ترک فعل یا ارتکاب فعل۔ ترک فعل کی تمثیل اس بیان سے واضح ہے۔ "وہ فلان شخص
کے پاس میرا سونا یا کوئی اور شے ہے مگر وہ مجھے واپس نہیں دیتا ہے"۔ اور
ارتکاب فعل کی تمثیل میں یہ بیان ہوسکتا ہے کہ "وہ جبراً میری اراضی پر
قابض ہوگیا ہے"۔ کاتیاین نے ان دونون میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ "وہ
شخص ایک امر حق کے کرنے میں راضی نہیں ہے یا وہ ایک فعل ناحق کا ارتکاب
کرتا ہے"۔ سلہ

نالش کی اٹھارہ قسمیں ہیں۔

۵۔ منو کے قول کے بموجب نالش کی اٹھارہ قسمیں ہیں۔ وہ تقسیم ان
قسمون کی یہ ہے۔ پہلا قرضہ یا روپیہ جو قرضہ کے واسطے لیا جائے۔ دوسرا
امانت اور قرضہ کا ادا کرنا۔ تیسرا بیع بلا اپنی ملکیت کے۔ چوتھا وے
معاملے جو شرکا میں ہون۔ پانچوان سپرد کی ہوئی چیز میں سے نکال لینا۔ چھٹا
محنتانہ یا مزدوری کا ادا کرنا۔ ساتوان ایفاء وعدہ نہ کرنا۔ آٹھوان بیع اور خرید
کی تنسیخ۔ نوان آقا اور نوکر کے باہم نزاع۔ دسوان زمین کی حدود کے تنازع۔
گیارھوان اور بارھوان حملہ اور ازالہ حیثیت عرفی۔ تیرھوان سرقہ۔ چودھوان
سرقہ بالجبر اور زور بالجبر۔ پندرھوان زنا۔ سولھوان نزاع باہم زوجہ اور شوہر کے
اور وے امور جنکی تعمیل باہم انکے لازم ہے۔ سترھوان زمین ورثہ۔ اٹھارھوان
پانسہ سے کھیلنا یا جانورون کی بازی بدنا۔ تمام مقدمات دنیوی کی ان اٹھارہ
قسمون پر ہے۔ سلہ

مختلف قسم کے دعوے

۶۔ مختلف قسم کے دعوون کی وجہ سے انکی پھر اور زیادہ قسمیں قرار پائی ہین چنانچہ

سلہ بیاد تندیو اور بیرمترادوے مین منقول ہے۔

سلہ منو کی فصل ۸ دفعہ ۴ و ۵ و ۶ و ۷، سمرتی چنتامنی و بیوہار سیوکھ و دیہک لیکھ و مدن پرنتی و بیاد بھنگارنو
مین منقول ہین اور متر مصرا در کالکا بھٹ اور گوبند راج نے بھی انکی نقل کی ہے مگر بیاد تندیو مین
بطور قول منو اور مرہپتی کے منقول ہے۔

ناردکہتا ہے کہ "انکی ایک سو آٹھ طرح کی قسمیں ہیں آدمی کے مختلف دعووں کے سبب سے سیکڑوں طرح کی فروع ہوئی ہیں" [1]

نالش اپنی رضا و رغبت سے دائر کرنی چاہیے

۷ - اس جملہ سے کہ "جب ایک شخص کو رنج پہونچے تو وہ راجہ کے سامنے ظاہر کرے" یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اپنا دعوے پیش کرے اور اپنی رضا و رغبت سے اپنا بیان ظاہر کرے نہ راجہ یا اسکے ماتحت یا اسکے نائبوں کی تحریک کے باعث سے چنانچہ منو کہتا ہے کہ "راجہ کو اور اسکے ملازموں کو نزاع کا بڑھانا کبھی نہ چاہیے نہ کبھی مقدمہ میں جو دائر ہو غفلت کرنی چاہیے" [2]

متعدد مدعیان ایک شخص پر دعوی کر سکتے

۸ - اور "وہ" اس اصطلاح میں ہمیشہ واحد و تثنیہ و جمع شامل ہیں پس اس سے ظاہر ہے کہ ایک یا دو اشخاص اپنا اظہار دعوی ایک ہی شخص کی نسبت بیان کر سکتے ہیں لیکن نارد کا قول مرقومہ ذیل اس صورت سے تعلق رکھتا ہے جسمین کہ امور متنازعہ مختلف ہوں "محققان قانون بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کا اظہار دعوی بہت سے آدمیوں کی نسبت اور اظہار دعوی عورات یا ایک نوکر کا خارج کرنا چاہیے" [3]

فصل تیسری

حکمنامہ طلبی کے بیان میں

مدعا علیہ کے نام طلبنامہ جاری کیا جائے۔

اس جملہ سے کہ "وہ راجہ کے سامنے بیان کرے" - جو فصل ۲ - دفعہ ۷ - میں

---

[1] بادتندیو اور بیرمترادوائے میں منقول ہے ۔

[2] منو کی فصل ۸ - اشلوک ۴۳ بیرمترادوائے و مدن پرتھی میں منقول ہے اور کالکابھٹ اور گوبندراج اور مترسرے نے بھی نقل کیا ہے اور مادھویاسے اور سمرتی چنتامنی میں بھی منقول ہے ۔

[3] بیرمترادوائے و بیوہار میوکھ و مادھویاسے و سمرتی سار و سمرتی چندریکا و دیپ کلیکا و بیادچیندر میں منقول ہے ۔

آیا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی کو استفسار کے بعد اپنے مقدمہ کا حال مجمل کے ساتھ بیان کرنا چاہیے اگر اسکا بیان درست معلوم ہو تو اسکے فریق مخالف کو بشرطیکہ وہ ضعف جسمانی کے باعث سے قابل معذوری نہو حکمنامہ مہری کے ذریعہ یا کسی اور طریقہ سے طلب کرنا چاہیے یہ ایک ایسا ظاہر امر ہے کہ مصنف نے اسکا بیان نہین کیا ہے اگرچہ اور کتابوں مین اسکا صراحتاً حکم مندرج ہے —

جبل اجراء اطلاعنامہ کے مدعی سے استفسار کرنا چاہیے۔

۲ — جو شخص بوقت مناسب اور با ادب طور پر راجہ کے سامنے آوے تو راجہ کو یہ کہکر استفسار کرنا چاہیے ؎ اے آدمی خوف مت کر بلکہ ظاہر کر کہ کسنے اور کہان اور کسوقت اور کس وجہ سے تجھپر ضرر پہونچایا ہے ،، ؎ بعد از ان راجہ کو چاہیے کہ بشمول برہمنون اور مشیرون کے مدعی کے بیان پر غور کرے اور اگر بیان اسکا معقول معلوم ہو تو وہ مدعی کو فریق مخالف کی طلبی کے واسطے ایک اطلاعنامہ حوالہ کرے یا کوئی عہدہ دار اس کام کے لیے مامور کیا جاوے ؎

اشخاص جنکو طلب نہ کرنا چاہیے۔

۳ — بیمار اور نابالغ اور ضعیف یا جو مبتلاء تکلیفات ہو یا رسوم مذہبی مین مصروف ہو یا وے جنکا غیر حاضر ہونا اُنکے حق مین مضر ہو یا جو مصیبت مین ہون یعنی کسی عزیز کے مرجانے سے رنج مین ہون یا سرکاری کام مین یا ادائے رسم تیوہار مین مصروف ہون ایسے اشخاص کو طلب کرنا نہ چاہیے اور راجہ کو چاہیے کہ بدمست یا فاترالعقل یا مخبط فطری یا اُن شخصون کو جو مغموم ہون یا نوکرون کو یا اُنکو جو دوسرے کے تابع ہون طلب

؎ سمرتی چیندریکا وکل تیر دیوہار میوکھ وراد ہویا ے مین کاتیائن سے منقول ہے۔

؎ بیوہار میوکھ مین کاتیائن سے منقول ہے۔

نہ کرے۔ ؎۱

ستثنیات دیگر

۴۔ ایک جوان عورت جسکے شوہر نہو یا عالی خاندان کی عورت یا زچہ یا اعلے قوم کی نوعمر عورت کو بھی طلب کرنا نہ چاہیے کیونکہ یہ عورات اپنے رشتہ دارون کی تابع کہلاتی ہین۔ ؎۲

ا عورتیں جو طلب کیجا سکتی ہین۔

۵۔ لیکن وے عورات جنکی ذات پر اُنکے کنبہ کا مدار ہو اور بدکارہ اور فاحشہ اور جو کنبے سے نکال دی گئی ہون یا قوم سے اُتار دی گئی ہون وے طلب کی جا سکتی ہین۔ ؎۳

۶۔ بعد دریافت کرنے وقت اور مقام اور اس امر کے کہ الزام کسقدر سنگین ہے راجہ اُن اشخاص کو بھی جو بیمار ہین طلب کر سکتا ہے اُنکو بسواری گاڑی آہستہ آہستہ سے آنے کا حکم دے ؎۴ بعد تحقیقات مراتب نالش کے راجہ اُنکو جو جنگل مین روپوش ہوگئے ہین بخوبی طلب کرے ؎۵

... کا ذکر

۷۔ بطور خود گرفتار کرنے کا جواز بھی نارد کے قول آیندہ سے مستنبط ہے وہ قول یہ ہے کہ "ایک شخص جو نالش کیا چاہتا ہو وہ تا پہونچنے اطلاعنامہ کے اپنے فریق مخالف کو جو دعوے سے گریز کیا چاہتا ہو یا معاملہ مین اطمینان نکرے بطور خود گرفتار کرنے کا مجاز ہے" ؎۶

؎۱ بیوہار میوکھ مین بطور قول کاتیائن کے منقول ہے۔ اور سمرتی چندریکا مین بطور قول ہریت کے۔

؎۲ بیوہار میوکھ اور سمرتی چندریکا وغیرہ مین کاتیائن سے منقول ہے۔

؎۳ ایضاً۔

؎۴ بیوہار میوکھ مین کاتیائن کا قول منقول ہے۔

؎۵ ہریت کا قول سمرتی چندریکا مین منقول ہے۔

؎۶ سمرتی چندریکا مین اس قول نارد کو بطور قول منو لکھا ہے۔

گرفتاری چار طرح کی ہے۔

۸۔ گرفتاری چار طرح کی ہے۔ مخصص المقام۔ عارضی۔ امتناع سفر۔ امتناع حرفہ خاص۔ اور جو شخص کہ ایسی گرفتاری مین ہو اُسکو فرار نہ ہونا چاہیے۔[1]

گرفتاری سے فرار ہونا۔

۹۔ ایک شخص جو بوقت مناسب گرفتار کیا جاے اور وہ فرار ہو تو مستوجب جرمانہ ہوگا اور جو شخص کہ نامناسب طور پر گرفتار کرے تو وہ بھی مستوجب سزا ہوگا۔[2]

گرفتاری بیجا

۱۰۔ اگر ایک شخص دریا سے عبور ہونے کے وقت یا ایسے مقام پر جہان پہونچنا دشوار ہو گرفتار کیا جاے اور وہ اُس گرفتاری سے فرار ہونا چاہے تو مستوجب جرم نہین ہے نہ اُس صورت مین جب وہ دشمن کے ملک مین یا کسی اور طرح پر خطرناک حالت مین ہو۔ جو شخص اپنا بیاہ کیا چاہتا ہو۔ بیماری مین مبتلا ہو یا کوئی رسم مذہبی ادا کرنے کو ہو۔ مشکلات مین مبتلا ہو۔ کسی اور نے اُسپر نالش کر رکھی ہو۔ سرکاری کام مین مصروف ہو۔ چرواہے جب کہ وے اپنے مویشی کی خبرداری مین مصروف ہین۔ کاشتکار جو زراعت مین مصروف ہین۔ اہل حرفہ جو اپنے پیشہ مین مشغول ہین۔ سپاہی جو لڑائی مین ہین اُن شخصون کی گرفتاری نہ مدعی کی جانب سے بطور خود ہو سکتی ہے نہ راجہ اُنکو طلب کر سکتا ہے۔[3]

لفظ گرفتاری کے معنی

۱۱۔ حاکم کے حکم سے حراست مین رہنے کو گرفتاری کہتے ہین۔

۱۲۔ بیمار اور مستثنیٰ اشخاص بیٹے وغیرہ یا رشتہ دار یا کسی دوست کو اپنی جانب سے بھیج سکتے ہین ایسے اشخاص کی نسبت دخل نامناسب کے

---

[1] نارد۔

[2] ایضاً۔

[3] نارد کا قول باد تند یواد یو ناسیو کہ اور سمرتی چنتامنی اور ویر متر ودا ئے مین نقل ہے۔

جرم کا الزام عائد نہیں ہو سکتا چنانچہ نارد نے قول مرقومہ ذیل میں یہ بیان کیا ہے۔
"وہ جو شخص فریق کا نہ بھائی ہے اور نہ باپ اور نہ بیٹا اور نہ مختار مقبولہ تو وہ دخل نامناسب کے جرم کا مجرم ہے اور اگر وہ دخیل ہو تو مستوجب جرمانہ ہوگا"۔[1]

فصل چوتھی

اظہار دعویٰ کے بیان میں

اظہار دعویٰ کے لکھنے کا طریقہ۔

۱۔ اب اس امر کا بیان ہوگا کہ جب اطلاعنامہ یا حکم راجہ کے کسی عہدہ دار کے ذریعہ سے فریق مخالف حاضر کیا جاوے تو کیا کرنا چاہیے۔[2] "مدعی کا اظہار دعوے جیسا کہ اُسنے بیان کیا ہو فریق مخالف کے سامنے بقید سال و ماہ و پاکھ و دن و وقت و قومیت وغیرہ کے لکھنا چاہیے"۔[3]

اظہار دعویٰ میں کیا ہونا چاہیے۔

۲۔ جو کچھ مدعی کا اظہار یا بیان ہو اُسکا ثبوت چاہیے۔ جو شخص کہ دعوے کا اظہار یا بیان کرے وہ مدعی یعنی مستغیث ہے اور اُسکا فریق مخالف مدعا علیہ یعنی وہ شخص ہے جسپر نالش کی گئی ہو۔ "فریق مخالف کے سامنے لکھا جاوے" یعنی بمواجہہ اُسکے۔ "وہ جیسا کہ اُسنے بیان کیا ہو"۔ یعنی اُسی بیان کے مطابق جیسا کہ اُسنے اول کہا ہو نہ کسی اور طرح کیونکہ اگر اسمیں کچھ اختلاف واقع ہوگا تو وہ اُسکے

---

[1] قول نارد بیاد ونند پو دیو ہار سیوکھ و یرمترادے دے دسمرتی چنتامنی و بیاد تر نوستو میں نقل ہے۔

[2] چونکہ دھرم شاستر میں لفظ مقدمہ متعلق دونوں مقدمات دیوانی و فوجداری سے ہے اور طریقہ تحقیقات تنقیح مقدمہ بھی دونوں صورتوں میں یکسان ہے لہذا بلحاظ لفظ کے دعویٰ کے الفاظ الزام و اظہار دعویٰ کا کام میں لانا ضرور ہوا۔

[3] جاگیلاک سے دیپ کلکھ و یرمترادے دے دسمرتی چندریکا و بیوہار سیوکھ و بیاد ونند بو و ماد ھویا سے دسمرتی سار میں منقول ہے اور اپرادت اور وش روپ نے بھی نقل کیا ہے۔

مقدمہ کی نسبت مضر ہوگا۔

سبب اخراج مقدمہ قبل تجویز۔

۳۔ خلاف بیان کرنے والا اور جو شخص اپنے مقدمہ کے بلا ضرورت ناقص کرنے کا خود باعث ہو اور جو شہادت پیش نہ کرے اور جو خاموش کھڑا رہے اور جو باوجود طلب ہونے کے روپوش ہوجاوے ایسے پانچ شخصوں کے مقدمہ کو قبل تجویز خارج کرنا چاہیے۔

بیان نالش مکرر کے لکھنے کی وجوہ۔

۴۔ چونکہ مستغیث کا اظہار مرتبہ اول کے بیان کے وقت لکھ لیا جاتا ہے لہذا یہ حکم کہ وہ پھر تحریر ہو فضول معلوم ہوتا ہے لیکن دوسرے مرتبہ تحریر کرنے مین چند مراتب زیادہ لکھے جاتے ہین مثلاً سال۔ مہینہ۔ پاکھ تاریخ۔ تاریخ قمری یوم۔ مستغیث اور اُسکے مخالف کا نام۔ اُنکی قوم برہمن وغیرہ۔

چند امور جو اظہار دعوے مین مندرج ہون۔

۵۔ چند اور مراتب سے مراد نوعیت و مقدار و وقت۔ و مقام و سبب تحمل وغیرہ سے ہے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہے "وہ الزام یا اظہار دعویٰ اُسکو کہتے ہین جو بامعنی و اصطلاحاً درست و حاوی و باترتیب و مطابق مطلب و غیر مبہم و استغاثہ مرتبہ اول کے مطابق و قرین قیاس و غیر متناقض و صاف و قابل ثبوت و مختصر و غیر ناقص ہو اور اُسمین بلحاظ مقام اور وقت کے اختلاف نہو اور اسمین یہ امور بھی شامل ہون یعنے سال و موسم و مہینہ و پاکھ و تاریخ و گھنٹہ و ملک و موقع و مقام و ہمسائگی و دعوے مع اُسکی اصلیت و قوم و حلیہ و عمر فریق مخالف و شے متنازعہ کا عرض و طول و مقدار و مستغیث و فریق مخالف کے نام اور اُسکے مورثون اور راجاؤن حکمران کے نام و سبب تحمل و ضرر اور نام اصلی حاصل کرنے والے اور بخشنے والے کا۔"[1]

فرق مین استغاثہ مرتبہ اول و اظہار دعوے کے

۶۔ یہ سب اُمور جو راجہ کے سامنے بیان کیے جائین اُنکو اصطلاحاً اظہار دعوے

۱؎ سمرتی چنتامنی اور بیادتیو اور بیوہار میوکھ مین کاتیاین سے منقول ہے۔

یا الزام کہتے ہیں اول مرتبہ استغاثہ کرنے مین صرف ستے تمادعہ کا بیان کرنا ہوتا ہے اور بعد ازان فریق مخالف کے روبرو سال و ماہ و تاریخ وغیرہ مراتب لکھے جاتے ہین اور یہی فرق باہین استغاثہ مرتبہ اول و اظہار دعوے کے ہے ۔

مقدمات مین تخصیص تاریخ ہونی ہے

۷ ۔ اگرچہ سال کی تخصیص سب مقدمون مین ضرور نہین مگر مقدمات رہن و قبولیت وبیع وشرئی کے فیصلہ کے واسطے بہت ضرور ہے چنانچہ قول مرقومہ ذیل سے ہویدا ہے "رہن یا ہبہ یا بیع کی صورت مین معاملہ ماقبل پر زیادہ اعتبار کیاجاتا ہے"[۱] علی ہذا القیاس معاملات تجارت مین بھی تخصیص تاریخ ضرور ہے یعنی اگر ایک شخص نے کسی سال مین خاص مقدار کسی شئے کی لی ہو اور اسکو واپس کردیا ہو اور ایک اور سال مین بھی اسنے وہی شے اسی قدر اور اسی شخص سے لی ہو اور اگر اسپر نالش ہو اور وہ پانا اس شے کا قبول کرکے عذر اسکی واپسی کا پیش کرے تو ایسی حالت مین مدعی کو رد جواب مین یہ بیان کرنا ضرور ہوگا کہ وہ واپسی اس شے کی تھی جو اسی سال سابقہ مین دی گئی تھی ۔ سینہ وغیرہ کی بھی تخصیص ضرور ہے

مقدمات جائیداد غیر منقولہ متعلق موقع کا بیان ضرور ہے ۔

۸ ۔ مقدمات مال غیر منقولہ مین تصریح ملک اور مراتب متعلقہ موقع بتید مقام و زمانہ وغیرہ ضرور ہے ۔ چنانچہ قول مرقومہ ذیل سے ظاہر ہے " مقدمات متعلقہ مال غیر منقولہ مین ان دس امور کی تخصیص چاہیئے یعنی ملک و مقام و موقع و قوم و نام و ہمسائگی و طول و عرض و قسم زمین و مورثون و دریچلے راجاؤن کے نام "[۲]

---

[۱] ایک مصنف سے جسکا نام تحقیق نہیں ہے ماد ہند ہوا اور بہرمتر ادوا سے اور بیوہار مترکا اور بیاد ہند مین منقول ہے اور سنا چندرا اور سمرتی سار مین جا گیلا سے منقول ہے اور مختلف مصنفون نے اس قول کے مختلف معنی لگائے ہین

[۲] سمرتی چندریکا اور کل تیرہ اور سمرتی چنتامنی مین کاتیاین سے نقل ہے لیکن بیاد ہند اور بیوہار مترکھ

قول کی تصریح

۹ - "ملک" یعنی ضلع وسط وغیرہ - "مقام" مثلاً شہر بنارس وغیرہ - "موقع" یعنی تفصیل اُن مکانات یا اراضی کی جو جائداد کی حدود مین چارون طرف واقع ہین - "قوم" یعنی فرقہ مثلاً برہمن وغیرہ - "نام" مثلاً دیودت وغیرہ - "ہمسائی" یعنی نام اُن اشخاص کے جو متصل رہتے ہون - "عرض وطول" یعنی تعداد بیگھہ یا مقدار اراضی کسی اور پیمائش کے بموجب "قسم زمین" مثلاً دھان کا کھیت یا سپاری کے درختون کی زمین یا دلدل یا چکنی مٹی کی زمین "مورثون کے اور پہلے راجاؤن کے نام" یعنی فریقین کے باپ دادا کے نام اور اُن راجاؤن کے نام بھی جو سابق مین حکمران تھے - سال اور مہینہ وغیرہ کی تخصیص سے مراد صرف یہ ہے کہ خاص مقدمات مین جہان تک ضرور ہو تاریخین مندرج کیجائین -

اظہار دعوے کی تقلید

۱۰ - چونکہ امور مذکورہ بالا اظہار دعویٰ کے واسطے ضرور ہین لہذا اگر منجملہ اُنکے کوئی امر ہو تو وہ اظہار دعویٰ "اظہار دعوے کی صرف تقلید ہے" تقلیدی اظہار دعوے کی تعریف متاخرا کے مصنف واجب التعظیم نے علیحدہ بیان نہین کی ہے لیکن اور مصنفون نے اس امر کو بصراحت بیان کیا ہے "اظہار دعوے جو خلاف قدرت اور غیر مفر اور بے معنی اور لغو اور ناقابل ثبوت اور غیر ممکن الوقوع ہین وے صرف تقلیدی ہین اُنکو نامنظور کرنا چاہیے - ؎

؎ مین ایک مصنف سے منقول ہے جسکا نام معلوم نہین -

؎ کاتیاین کا قول سمرتی چندریکا اور مادھویا اور ویوہار متریکا مین نقل ہے - لیکن سمرتی سار مین بطور قول نارد مندرج ہے اور مادھویہ اور ویوہار میوکھ اور بالا چندر اور ربیتی اور سمرتی چنتامنی مین ایک مصنف سے جسکا نام معلوم نہین منقول ہے -

قول مذکورہ بالا کی تشریح

(۱) ”خلاف قدرت“، مثلاً فلان شخص نے میرے خرگوش کے سینگ سے لیے ہین اور واپس نہین دیتا ہے (۲) ”غیر مفید“، مثلاً ایک شخص یہ بیان کرے کہ میرے مکان مین جو چراغ جلتا ہے اُسکی روشنی مین فلان شخص اپنے گھر مین کام کرتا ہے (۳) ”بے معنی“، یعنی جس سے کچھ مدعا نہ نکلے مثلاً بے ربطی عبارت (۴) ”لغو“، مثلاً عورت ایک شیر مین راگ میرے گھر کے نزدیک گاتا ہے (۵) ”ناقابل ثبوت“، مثلاً دیودت میری جانب لمبی نظر سے دیکھکر میری تحقیر کرتا ہے چونکہ اس بیان کا ثبوت نہین ہو سکتا لہذا اسکو ناقابل ثبوت کہا ہے۔ فعل مذکور کے معاً عمل مین آنے کے سبب سے ثبوت تحریری کیا بلکہ اُسکا کوئی گواہ بھی نہین ہو سکتا اور چونکہ ایسی نالش ایک خفیف امر کی ہے لہذا تصدیق علی عمل مین نہین لائی جا سکتی (۶) ”غیر ممکن الوقوع“، مثلاً فلان گونگے آدمی نے مجھے سخت و سُست کہا یا (۷) اظہار دعوے اعتراض باشندگان مقام خاص کے برخلاف ہو چنانچہ اس امر مین قول یہ ہے ”جس نالش کا سرکار سے امتناع ہے یا جو نسبت اغراض باشندون ایک شہر یا ملک یا مختلف فرقون عامۂ خلائق کے مضر ہے وہ ناقابل سماعت قرار دی گئی ہے“۔[۱]

---

[۱] ہر چند تمثیل مرقومۂ ذیل خفیف متصور ہو سکتی ہے مگر اور طریقون مین بھی اسی طرح کی جزئیات کا ذکر ہے۔ مثلاً اگر کسی ایسے امر کی بابت شرط کیجائے جسکا وقوع وقت انعقاد معاہدہ طاقت بشری سے خارج ہے تو ایسی شرط سے ابطال معاہدہ لازم آتا ہے اور اگر شرط درباب عدم وقوع ایسے امر کے ہو تو ایسی حالت مین شرط بالذات باطل ہوگی مگر معاہدے کے خلوص اور اصلیت مین کچھ ہرج واقع نہوگا۔

[۲] سمرتی سار مین نارد کا قول منقول ہے۔ لیکن سمرتی چنتامنی اور مادھویاسے اور میتراودایے مین برہسپتی کا قول نقل ہے اور بیاد تتو اور بیوہار میوکھ اور بیاد چندر مین ایک مصنف سے جسکا نام دریافت نہین نقل ہے۔

۱۲ ۔ لیکن اس مقولہ سے کہ "ایک اظہار دعوی جسمین اشیاء متعددہ کا دعوی ہو تا قابل سماعت ہے"، یہ مراد نہین ہے کہ دعوی بہت سے جداگانہ اشیا کا باطل سمجھا جاے مثلاً اگر ایک آدمی دوسرے شخص پر نالش کرے کہ اُسنے میرا سونا اور کپڑے اور چاندی وغیرہ لی ہے تو اس اظہار دعوی مین کچھ غلطی نہین ہے اور نہ یہ کہنا چاہیے کہ اظہار دعوی جسمین دعوی زر قرضہ کے علاوہ اور مضامین بھی ہین ناجائز ہے ۔ مثلاً اگر ایک شخص یہ اظہار کرے کہ فلان شخص نے مجھسے روپیہ سودی لیا اور مین نے اُسکے پاس سونا امانتاً سپرد کیا اور اُسنے میرا کھیت غصباً لے لیا تو یہ اظہار دعوی درست ہے ۔ غرض منشا قول مذکورہ بالا یہ ہے کہ جملہ امور کی تحقیقات بزمانہ واحد ناجائز ہے جب یہ دریافت ہو جاے کہ ایک مقدمہ مین اظہار دعوی درباب چند اشیا کے ہے اور راجہ اُنکی حقیقت حال تحقیق کیا چاہے تو مجاز ہے کہ جاہے جس امر کی پہلے تحقیقات کرے [1]

اظہار دعوی جسمین کتنے ہی اشیاء کے دعوے ہون قابل سماعت ہے ۔

۱۳ ۔ لفظ مدعی یا مستغیث مین اُسکے بیٹے اور پوتے بھی داخل ہین کیونکہ اُنکی غرض اور مدعی کی غرض یکسان ہے اور لفظ مذکور مختار مقبولہ پر بھی حاوی ہے کیونکہ اُسکو بوجہ تقرر کے مثل اپنے موکل سے تعلق ہوجاتا ہے چنانچہ قول مرقومہ ذیل سے ظاہر ہے [2] "ایک شخص جسکو مدعی یا مستغیث اپنی طرف سے مقرر کرے یا مدعاعلیہ جسپر نالش ہوئی ہے تقرریہ اُسکا بطور اپنے مختار کے کرے اور شخص مذکور اپنے موکل کی جانب سے کاربند ہو تو وہی بمنزلہ اپنے موکل کے ہارتا یا جیتتا ہے"، [3] موکل اپنے قائم مقام کی ہار وجیت کا شریک ہوتا ہے ۔

مدعی یا مستغیث کا لفظ اُسکے بیٹے اور پوتے اور مختار پر بھی حاوی ہے ۔

---

[1] بیاد تند پو مین نارد کا قول منقول ہے لیکن مادھویائے اور سمرتی چندر یکا اور کلپ تر و مین کات یائن سے نقل ہے اور بیوہار میوکھ اور سمرتی سار اور بیاد چندر مین ایک مصنف سے جسکا نام معلوم نہین ہے نقل ہے ۔

[2] بیوہار میوکھ اور سمرتی ہار اور بادھویلاس اور بیاد چندر اور بیرمترادوائے مین نقل ہے ۔

[3] نارد کا قول بیوہار میوکھ اور سمرتی چندیامنی اور کلپ تیرو اور سمرتی سار مین نقل ہے لیکن سمرتی چندریکا مین بطور قول کات یائن مندرج ہے ۔

انظہار دعویٰ کے لکھنے کا طریقہ۔

۱۴ - جب کہ اظہار دعویٰ زمین یا تختہ پر کھریا سے لکھ لیا جاوے تو اُسمین سے فضول امر نکال دینے سے اُسکی تصحیح کیجاتی ہے اور بعد ازان کاغذ پر لکھا جاتا ہے چنانچہ کاتیاین کے قول مرقومۂ ذیل سے ہویدا ہے "مدعی یعنی مستغیث کا بیان جو وہ خود بلا تحریک غیر ظاہر کرے اُسکو حاکم تختہ پر کھریا سے لکھوالے اور بعد تصحیح ہو جانے کے کاغذ پر۔"[۱]

تا وقتیکہ جواب دعوے داخل ہو تصحیحات ہو سکتی ہین۔

۱۵ - جب تک جواب دعوے داخل نہو اُسوقت تک اظہار دعوے مین ترمیم ہو سکتی ہے نہ بعد ازان کیونکہ شاید اسمین ایک صورت لا انتہا کی پیدا ہو چنانچہ نارد کا قول ہے "وہ اپنے اظہار دعویٰ مین تا وقتیکہ جواب دعویٰ داخل نہو ترمیم کر سکتا ہے مگر جب کہ وہ جواب دعوے کے سبب سے بند کیا جاوے تو تصحیح کرنا بھی موقوف ہونا چاہیے"[۲]

قبل از ترمیم اظہار دعویٰ کے جواب دعوے نہ لینا چاہیے۔

۱۶ - اگر حکام قبل ترمیم اظہار دعویٰ کے جواب دعویٰ داخل کرالین تو وے مستوجب اُس سزا کے ہونگے جو غصہ اور طمع کے واسطے مقرر ہے اور راجہ کو چاہیے کہ بعد لینے اظہار دعویٰ جدید کے دعویٰ کی تحقیقات کرے۔

فصل پانچوین

جواب دعویٰ کے بیان مین

جواب دعویٰ لکھنا چاہیے۔

اب یہ بیان ہوگا کہ بعد تحریر اظہار دعویٰ کے جسمین ترمیم ہوگئی ہو کس طور پر عمل کرنا چاہیے "اُس فریق کا جواب جس نے اظہار دعوے سُنا ہے مدعی کے روبرو

---

[۱] بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور دیپ لیکھ اور مادھویاے اور بیوہار متر یکا مین نقل ہے۔

[۲] بادتندیو اور بیوہار میوکھ اور مادھویاے اور بادآرنوستو اور بادچندر مین نقل ہے لیکن سمرتی سار مین بطور قول نارد مندرج ہے۔

قلمبند ہونا چاہیے۔ ؎۱

۲۔ جبکہ فریق مخالف اظہار دعویٰ کا خلاصہ سُن چکے تو اُسکا جواب یعنی وہ بیان جو بعد اظہار دعویٰ ہونا چاہیے مدعی یعنی دعویدار یا مستغیث کے روبرو لکھا جاوے۔

تصریح۔

۳۔ جس سے کہ تردید بیان اول یعنی اظہار دعویٰ مدعی کی ہو اُسے جواب دعوے کہتے ہین چنانچہ قول مرقومہٗ ذیل سے ظاہر ہے۔ "داناؤن نے قرار دیا ہے کہ جواب دعوے وہ ہے جس سے اظہار دعوے کا ابطال ہو اور جو معقول و مصرح و باترتیب و بدیہی ہو" ؎۲

جواب دعوے مین کیا امر اتب ضرور ہین

۴ "جس سے اظہار دعویٰ کا ابطال ہو" یعنی اُس سے تردید اظہار دعوے کی ہوسکے۔ "معقول" یعنی عقل کے خلاف نہ ہو۔ "باترتیب" یعنی اُسمین کسی جگہ تناقص نہو۔ "بدیہی" یعنی جو محتاج ایسی شرح کا نہو کہ درصورت استعمال الفاظ غیر مانوس یا بحالت ملحوظ نہونے قواعد صرف و نحو نسبت ترکیب یا اجتماع اُنکے یا بوجہ استعمال جملہاے مقدر یا زبان غیر کے ضرور ہوتی ہے۔ ایسا جواب دعوے درست کہا جاتا ہے۔

۵۔ جواب دعوے چار طرح کا ہے۔ اقبال۔ انکار۔ عذر خاص۔ عذر فیصلہٗ سابق۔ چنانچہ کاتیائن کا قول ہے "اقبال و انکار و عذر خاص و عذر فیصلہٗ سابق چار طرح کے جواب ہین" ؎۳

جواب دعویٰ چار طرح کے ہین۔

؎۱ متاکشرا اور بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور سمرتی سار مین جاگیلک سے منقول ہے۔

؎۲ متاکشرا اور بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور سمرتی سار اور متاکشرا و تنو ستو اور متا چندر اور بیرمترا و داے اور کل تیر و مین بطور قول نارد منقول ہے مگر یہ قول اُسکے آئین مین نہین پایا جاتا ہے اور بطور قول پراجاپتی کے سمرتی چندریکا اور مادھویاے مین منقول ہے۔

؎۳ متاکشرا وغیرہ مین منقول ہے اور کل تیرو مین بطور قول نارد مندرج ہے۔

اقبال کیا ہے۔

۶ - اقبال کی تمثیل ذیل لکھی جاتی ہے۔ مثلاً مدعی بیان کرے کہ فلان شخص پر میرے سو روپیے قرض آتے ہین اور وہ شخص اُسکا جواب یہ دے کہ یہ امر سچ ہے اور فی الحقیقۃ مجکو اسقدر روپیہ دینا ہے۔ چنانچہ کاتیاس کا قول ہے۔ کہ "ایجاب دعوے کو اقبال کہتے ہین"۔[1]

انکار کیا ہے۔

۷ - انکار یہ ہے مثلاً وہ کہے کہ مجھے دینا نہین ہے۔ چنانچہ کاتیاین کہتا ہے۔ "دھرم شاستر مین اُس جواب دعوے کو انکار کہتے ہین جب کہ مدعا علیہ یعنی لزم الزام یا اظہار دعویٰ کے برعکس بیان کرے"۔[2]

انکار چار طرح کا

۸ - جواب دعوے انکاری چار طرح کا ہے "اختلاف محض۔ عذر لاعلمی۔ کسی دوسرے مقام مین ہونے کا عذر۔ معاملہ مشہرہ کے وقت وجود نہونے کا عذر"۔[3]

عذر خاص کیا ہے

۹ - "عذر خاص"۔ وہ ہے جب کہ مدعا علیہ مطالبہ تسلیم کرے مگر اُس سے بدین وجہ گریز کرنا چاہے کہ وہ ادا کر دیا گیا ہے یا کہ وہ زر نقد اُسنے ہدیۃً پایا ہے۔ چنانچہ نارد کہتا ہے "جب کہ فریق مخالف دعوے کو جو مستغیث نے لکھ کر پیش کیا ہے تسلیم کرے یا بسبب لحاظ کسی وجہ خاص کے وہ اُس سے گریز کرے

---

[1] قول بیاس بباد چنتامنی اور بیرمتر اودائے مین منقول ہے لیکن بباد تندیو مین ایک مصنف اسم نا معلوم سے منقول ہے۔

[2] سمرتی چنتامنی اور بباد تندیو اور سمرتی سار اور بباد آر نوستو اور بباد چندر اور سمرتی چندر ریکا مین مندرج ہے۔ برہسپتی سے کل تیرو اور مادھویا سے مین نقل کیا ہے اور بیوہار تتو مین بطور قول نارد لکھا ہے۔

[3] کاتیاین سے بیوہار میوکھ اور بباد تندیو اور سمرتی چندر ریکا مین نقل ہے اور نارد سے سمرتی چنتامنی اور سمرتی سار مین مندرج ہے اور بیاس سے کل تیرو اور بباد متر یکا مین منقول ہے۔ اور پراجاپتی سے مادھویا سے مین اور ایک مصنف اسم نا معلوم سے بباد چندر مین لکھا ہے۔

تو اُسکو عذر خاص کہتے ہین ،، ۔[1]

عذر فیصلہ سابق ۔

۱۰ ۔ جبکہ فریق مخالف یہ بیان کرے کہ مدعی نے یہی دعوی پہلے پیش کیا تھا اور وہ خارج ہوچکا ہے تو عذر فیصلہ سابق ہے چنانچہ کاتیاین نے اس باب مین یہ کہا ہے ،، اگر کوئی شخص جسکے خلاف فیصلہ ہوچکا ہے اُسی امر کو پھر پیش کرے تو اُسکے جواب مین عذر فیصلہ سابق بیان کرنا چاہیے ۔[2]

جواب دعوی تقلیدی

۱۱ ۔ چونکہ جواب دعوی کی تکمیل کے واسطے مراتب مذکورۃ الصدر ضرور ہین لہذا جس جواب دعوی مین کہ یہ مراتب نہون وہ محض تقلیدی ہے اور یہ امر ایک لازمی نتیجہ ہے مگر اور کتب قانون مین یہ امر بصراحت لکھا گیا ہے ،، جو جواب دعوی کہ مبہم یا خارج از بحث یا بہت مختصر یا بہت مطول ہو یا جسمین تمام امور مصرحہ اظہار دعوی کا جواب نہ ہو وہ جواب دعوی نہین ہے جسمین خارجی مراتب کا ذکر ہے یا جو ناتمام یا متناقص یا غیر بدیہی یا لغو ہے وہ جواب دعوی ناقص ہے ۔[3]

تصریح ۔

۱۲ ،، مبہم جواب دعوی ،، کی تمثیل یہ ہے مثلاً ایک قرضہ کی نالش مین مدعی کا دعوے ایک سوسورن کا ہوئے اور مدعا علیہ تسلیم کرے کہ اُسپر قرضہ ایک سوسورن یعنی ایک سو ماشہ کا واجب ہے ،، خارج از بحث ،، مثلاً ایک سوسورن[4] کی نالش مین مدعا علیہ نے اپنے جواب مین ایک سوپن کا قرضہ اپنے اوپر تسلیم کرلے ،، بہت مختصر ،، مثلاً ایک

---

[1] بیوہار میوکھ اور بیاد تندیو اور سمرتی سار اور سمرتی چندریکا اور بیر متر اودے اور بیاد ار نوستو اور بیاد چندر مین نقل ہے لیکن مادھویاے مین برہسپتی سے منقول ہے یا دونون مین بموجب اُس قول کے نقل ہے جو کل تیرد مین منقول ہے ۔

[2] سمرتی چنتامنی اور بیوہار میوکھ اور بیاد تندیو اور سمرتی سار اور بیاد ار نوستو اور بیاد چندر مین نقل ہے لیکن کل تیرد اور مادھویاے مین برہسپتی سے منقول ہے ۔

[3] نارد کا قول سمرتی چنتامنی اور بیاد تندیو مین نقل ہے لیکن بیوہار میوکھ مین ایک اسم نامعلوم مصنف سے منقول ہے ۔

[4] سونے کا وزن ہے جو سولہ ماشہ کے برابر ہوتا ہے ۔

سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ جواب دعوی مین پانچ سورن کا قرضہ اپنے اوپر تسلیم کرے "ہمہ بست مطول"۔ مثلاً بجواب ایک سو سورن کی نالش کے مدعا علیہ اپنے ذمہ دو سو سورن کا قرضہ تسلیم کرے "یا جسمین تمام امور مصرحہ اظہار دعوی کا جواب نہو"۔ مثلاً سونے اور کپڑے اور اور اشیاء کے دعوے مین مدعا علیہ جواب گذرانے کہ صرف سونے کا اقبال کرے اور باقی اشیا کا جواب نہ دے "جسمین خارجی مراتب کا ذکر ہے"۔ مثلاً سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ یہ بیان کرے کہ مدعی نے اسپر حملہ کیا تھا۔ "ونا تمام" یعنی جسمین ملک اور مقام وغیرہ کی تصریح نہو مثلاً ایک نالش مین جو درباب حصول ایک کھیت کے ہو مدعی اپنے اظہار دعوی مین بیان کرے کہ کھیت مذکور ضلع وسط شہر بنارس کے مشرق کی طرف واقع ہے اور مدعا علیہ اپنے جواب مین علی العموم قبضہ کر لینا ایک کھیت کا بلا تصریح بیان کرے "ومعلق"۔ مثلاً ایک سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ یہ جواب دے کہ کیا مین ہی صرف اس شخص کا قرضدار ہون یعنی منشا اس کلام کا یہ ہو کہ حاکم اعلی یا مشیر یا مدعی بھی کسی اور شخص کے مقروض ہین "ومتناقض"۔ مثلاً ایک بات دوسرے کے خلاف ہو مثلاً ایک سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ جواب یہ دے کہ اُسنے زر نقد تو وصول پایا گروہ اُسکا دیندار نہین ہے "وغیر بدیہی" یعنی بباعث استعمال عبارت و ترکیب خلاف قاعدہ صرف ونحو و ازبان غیر کے محتاج شرح ہو مثلاً اگر ایک شخص پر ایک سو سورن کی جو قرضہ کہ اُسکے باپ کا ہو نالش ہو اور وہ بجاے اسطور پر جواب دینے کے کہ مجھے میرے والد نے بابت لینے سو سورن کے اطلاع نہین دی یہ بمعنی جواب دے کہ "بموجب اطلاع قرض لینے والے سو کے میرے باپ کے مین سو سورن کی نسبت کچھ نہین جانتا" "ولغو" یعنی جو فہم اور عقل سلیم کے خلاف ہو مثلاً قرضہ کی نالش مین مدعی ایک سو سورن کا باظہار اس امر کے دعوی کرے کہ زر مذکور سود پر دیا گیا تھا اور سود وصول ہو گیا ہے مگر اصل نہین اور مدعا علیہ جواب دعوی مین بیان کرے کہ اُسنے زر سود ادا کر دیا ہے مگر زر اصل اُسکو کبھی وصول نہین ہوا۔

عذرات کا اختلاط ناقابل منظوری ہے

۱۳۔ لفظ جواب دعوی جو بصیغہ واحد مستعمل ہوا ہے اُس سے نتیجہ یہ پایا جاتا ہے کہ عذرات کا اختلاط ناقابل منظوری ہے "جس جواب دعوی مین کہ ایک جزو سے اقبال ہے اور ایک جزو

خاص کی نسبت اعتراض اور ایک جز کی نسبت انکار تو وہ جواب دعوی اختلاط کے باعث سے بیجا ہے"۔ [1] یہ قول کاتیائن کا ہے چنانچہ اُسنے ایسے جواب دعوی کے بیجا ہونے کی دلیل پیش کی ہے "ایک مقدمہ مین فریقین پر ثبوت داخل کرنا منحصر نہین ہو سکتا ہے اور نہ فیصلہ حسب مراد دونون کے صادر ہو سکتا ہے اور نہ دو جواب دعوی ان مقدمہ مین پیش کیے جا سکتے ہین [2]

صورت جسمین انکار اور عذر خاص پیش کیا جاسے۔

۱۴ ۔ لیکن یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جواب دعوی جسمین انکار اور عذر خاص دونون ہون اُسمین ثبوت فریقین کے ذمہ ہے کیونکہ قول یہ ہے کہ "اختلاف محض کی صورت مین ثبوت مستغیث کے ذمہ ہے اور عذر خاص کی حالت مین بذمہ فریق مخالف [3]" لیکن دونون عذر ایک مقدمہ مین تسلیم نہین کیے جا سکتے مثلاً ایک سو سورن اور نیز ایک سو روپیہ کی نالش مین ایسا نہوگا کہ مدعا علیہ دعوی اول سے انکار کرے اور دوسرے کی نسبت عذر خاص پیش کرے

صورت جسمین عذر فیصلہ سابق اور عذر خاص پیش ہو۔

۱۵ ۔ بخلاف اسکے اگر جواب دعوی مین عذر خاص اور عذر فیصلہ سابق بھی پیش ہو تو مدعا علیہ کو دونون امور کا ثبوت داخل کرنا چاہیے چنانچہ قول ہے کہ "مدعا علیہ جو عذر فیصلہ سابق و عذر خاص پیش کرے تو ثبوت انکار اُسکے ذمہ ہے" [4]

مثلاً ایک شخص بیان کرے کہ مین نے سونا پایا تھا مگر پھر اُسکو واپس کر دیا اور چاندی کی نسبت مجھ پر پیشتر بھی نالش ہوئی تھی اُسمین مدعی کا دعوی خارج ہو چکا ہے مگر یہ غیر متناقض ہے کیونکہ عذر اول کا ثبوت گواہون اور دستاویزات کی رو سے چاہیے اور عذر دوم کا بذریعہ فیصلہ اور تجویزین کے۔

صورت جسمین تین یا چار عذر پیش کیے جاتے ہین۔

۱۶ ۔ جس جواب دعوی مین تین عذر ہون اب اُسکا بیان ہوتا ہے مثلاً ایک سو سورن

---

[1] سمرتی چندریکا اور ویوہار میوکھ اور ویاد تندیو اور ویر متر اودے مین منقول ہے۔

[2] سمرتی چندریکا اور ویوہار میوکھ اور ویاد تندیو اور ویر متر اودے مین منقول ہے۔

[3] ویوہار میوکھ مین قول نارد منقول ہے مگر ویاد تندیو اور مادھویا سے مین بطور قول ایک مصنف اسم نامعلوم کے منقول ہے۔

[4] بیاس اور ہریت کا قول ویوہار میوکھ مین مندرج ہے لیکن ویاد تندیو اور ویاد چندریکا مین ایک مصنف اسم نامعلوم کا قول لکھا ہوا ہے۔

اور ایک سو روپیہ اور کپڑون کی نالش مین مدعا علیہ اول دعوی کا انکار کرے اور دوسرے دعوی کی نسبت بیان کرے کہ زر مذکور ادا کر دیا گیا ہے اور کپڑون کی بابت عذر فیصلہ انفصال پیش کرے جب جواب واحد مین یہ سب عذر پیش کیے جائین تو وہ جواب متصور ہوگا علی ہذا القیاس نہ وہ جسمین چار عذر ہون۔

عذرات بہ ترتیب بیان کیے جائین

۱۷- مگر چونکہ دعوی مختلفہ کا جواب عذرات مختلفہ کے بغیر نہین ہو سکتا لہذا اُنکو بہ ترتیب بیان کرنا چاہیے۔

عذر اہم کی تنقیح اول کرنی چاہیے۔

۱۸- عذرات کی ترتیب متخاصمین اور حاکمون کی راے پر منحصر ہے مگر جس صورت مین کہ دو عذر شامل ہین اُنمین سے جو عذر اہم ہے اُسکی تنقیح پہلے کرنی چاہیے اور بعد ازان اُسکی جو پہلے کی نسبت سے خفیف ہے۔

اقبال پر بعد تحقیقات اور عذرات کے لحاظ کیا جاے۔

۱۹- جبکہ اقبال ہو مگر بشمول اُسکے کسی خاص امر کی بابت کوئی عذر بھی ہو تو ایسی صورت مین اخر تنقیح طلب بلحاظ عذر مذکور کے قائم ہوگا ہو اسطے کہ اقبال کے واسطے کوئی ثبوت درکار نہین ہے چنانچہ ہریت کا قول ہے "اگر یہ پوچھا جاے کہ اُس صورت مین جب دو عذر یعنی انکار محض و عذر خاص پیش کیے جائین یا کہ اقبال کے ساتھ ایک امر کی نسبت عذر کیا جاے تو کون سے عذر کی اول تحقیقات کرنی چاہیے اسکا جواب یہ ہے کہ جو عذر نہایت اہم ہے یعنی انفصال مقدمہ مین موثر ہو اُسکو بطور ایک جداگانہ جواب دعوی کے سمجھ کر اُسکی تحقیقات اول کرنی چاہیے اور اگر باہین عذرات کے ایسا فرق نہو تو اور طور پر عمل کیا جاے" یعنی جبکہ عذرات مین کچھ فرق نہو تو اُس صورت مین متخاصمین کی راے کے بموجب اُنکی تحقیقات ہوگی۔

نہایت اہم عذر وہ ہے جسپر مقدمہ اور عذرات کے لحاظ کیا جاے

۲۰- "جو عذر کہ نہایت اہم ہے" اس جملہ کے معنی یہ ہین مثلاً نالش مین جو واسطے وصول ایک سو درم اور ایک سو روپیہ اور کپڑون کے ہو اسمین اگر مدعا علیہ اول دعوے کی نسبت اقبال کرے اور دوسرے سے انکار محض اور تیسرے کی نسبت کہے کہ مین

سے سمرتی چندریکا اور مادھویا ے اور بیر مترودیا کر اور بیرا متر اور سمرتی سار مین منقول ہے بیرا متر ودیا کر مین بطور قول ہریت اور بیاس کے لکھا ہے اور بیرا مترودے مین بطور قول ایک مصنف اسم نا معلوم کے مندرج ہے اور کلپ ترو مین بطور قول بیاس۔

ادا کر چکا ہون تو اس جگہ انکار محض نہایت بُرا عذر ہے اسکا ثبوت مدعی سے لیکر اسکی تحقیقات کرنی چاہیے اُسکے بعد تیسرے عذر کی جو کپڑون کی نسبت ہے اور یہی ترتیب اُس مقدمہ مین بھی ملحوظ رکھنی چاہیے جسمین انکار کے ساتھ عذر فیصلہ سابق یا عذر خاص ہو مثلاً ایک اُسی قبیل کے مقدمہ مین جیساکہ اوپر مذکور ہوا مدعا علیہ سونے اور چاندی کے وصول کا اقبال اور اُسکے ادا کرنے مین رضامندی ظاہر کرے لیکن کپڑون کی نسبت انکار یا اُنکا واپس کرنا بیان کرے یا یہ کہے کہ کپڑون کی بابت مدعی کے خلاف پیشتر عدالت سے فیصلہ ہو چکا ہے تو اس صورت مین گو اقبال امر متنازعہ کی نسبت نہایت موثر ہے مگر چونکہ اسکے واسطے کچھ ثبوت درکار نہین ہے لھذا انکار یا اور عذرات کی اول تحقیقات کرنی چاہیے۔

اگر دعوی کی نسبت دو عذر پیش ہون تو ایسی صورت مین ثبوت مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔

۲۱۔ مگر جس صورت مین کہ دو عذر ایک ہی الزام سے متعلق ہون یعنی اگر ایک شخص دوسرے کی نسبت یہ الزام لگائے کہ ایک زمانہ خاص مین میری گاے گم ہوگئی تھی اب وہ گاے دوسرے شخص کے گھر مین ملی ہے اور مدعا علیہ یہ کہے کہ مدعی کا بیان جھوٹ ہے کیونکہ جو زمانہ گم ہونے کا مدعی نے بیان کیا ہے اُسکے پیشتر سے وہ گاے میرے پاس تھی یا وہ مجھ مدعا علیہ کے گھر مین پیدا ہوئی تھی تو ایسا جواب دعوی ناقص نہ سمجھا جائے گا اسواسطے کہ وہ تردید دعوی کے واسطے پیش کیا گیا ہے اور اسمین صرف انکار نہین ہے کیونکہ مدعا علیہ کو اُس سے اپنے عذر کا استحکام مقصود ہے اور نہ اسمین کوئی عذر خاص ہے کیونکہ اسمین کسی جزو اظہار دعوے کو تسلیم نہین کیا ہے بلکہ یہ انکار محض بنظر اپنی بریت کے ہے اور ثبوت اسکا مدعا علیہ کے ذمہ ہے کیونکہ قاعدہ مقررہ کے بموجب جب مدعا علیہ کو اپنے عذر کا استحکام مقصود ہو تو اُسکا ثبوت اُسی پر منحصر ہے۔

ثبوت مدعی کے ذمہ نہین ہے۔

۲۲۔ لیکن اگر اعتراض نہ ہو کہ یہ امر مدعی کے ذمہ بھی واجب ہو سکتا ہے جیساکہ انکار کی صورتون مین مقرر ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قاعدہ مذکور صرف انکار کی صورتون سے متعلق ہے۔ اس جواب کی تردید مین اگر یہ کہا جاے کہ قاعدہ جسکی رو سے ثبوت کسی امر کا مدعا علیہ کے ذمہ ہے وہ بھی صرف ایک خاص عذر ہی سے تعلق رکھتا ہے تو اسکا

جواب یہ ہے کہ یہ بیان غلط ہے کیونکہ عذر خاص انکار کی بابت ہوتا ہے اور کوئی ایسی شئے نہیں ہے جسکو صرف عذر خاص کہہ سکیں۔

امتیاز مابین انکار بریت وانکار محض

۲۳-عموماً عذر خاص میں کچھ اقبال ہوتا ہے اور کچھ انکار مثلاً سو روپیہ کے وصول ہونے سے اقبال ہو اور اُسکے ساتھ ہی ایک ایسا عذر پیش کیا جاوے جس سے وہ اقبال بے اثر ہو جاوے لیکن اس مثال میں کسی جزو کا اقبال نہیں ہے یہی وجہ امتیاز مابین انکار بریت وانکار محض کے ہے چنانچہ اس امر کو ہریت نے بصراحت لکھا ہے "جب کہ جواب دعوی میں انکار اور عذر خاص ہو تو عذر خاص کی تحقیقات اول چاہیے"۔ سلہ

بحالت انکار اور پیش کرنے عذر سابق کے ثبوت مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔

۲۴-اگر عذر انکار و فیصلہ سابق کل شئے دعوی کی نسبت متعلق ہو مثلاً سو روپیہ کے وصول کی نالش میں اگر مدعا علیہ انکار کرے اور عذر فیصلہ سابق بھی پیش کرے تو اس صورت میں بھی ثبوت کا حصر مدعا علیہ پر ہے چنانچہ قول مرقومہ ذیل سے ظاہر ہے "اگر کسی امر کی نسبت انکار کے ساتھ عذر خاص یا عذر فیصلہ سابق بھی پیش کیا جاوے تو مدعا علیہ کو ثبوت داخل کرنا چاہیے"۔ سلہ کوئی صورت ایسی نہیں ہے جسمیں صرف فیصلہ سابق کا عذر پیش ہو سکے کیونکہ ایسا امر جواب دعوی متصور نہیں ہو سکتا۔

اقبال ایک معقول جواب دعوی ہے۔

۲۵-اقبال بنفسہ ایک معقول جواب دعوی ہے کیونکہ جس شئے ثبوت کے واسطے پیش کی گئی ہے اُسکو صحیح قرار دینے سے کچھ ضرورت اُسکے ثبوت کی نہیں رہتی ہے۔

عذر خاص اور عذر فیصلہ سابق کی صورت میں مدعا علیہ کو اختیار ہے چاہے جسے پہلے ثابت کرے۔

۲۶-اگر کسی امر کی نسبت عذر خاص کے ساتھ عذر فیصلہ سابق کا بھی پیش کیا جاوے مثلاً ایک شخص پر کسی شخص نے سو روپیہ کی نالش کی ہو اور مدعا علیہ جواب میں روپیہ کے پانے کا اقبال کرے مگر ادا کر دینے یا نجویز فیصلہ سابق کا عذر پیش کرے تو اس صورت میں مدعا علیہ کو اختیار ہے چاہے جس عذر کو اول ثابت کرے۔

طرفین مع واحد عذر پیش نہیں کر سکتے۔

۲۷-لیکن کسی صورت میں ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی مقدمہ میں طرفین زمانہ واحد

سلہ مادھو یاسے اور سمرتی چندریکا میں نقل ہے لیکن کل تیر دمین بطور قول بیاس۔

سلہ ہریت اور بیاس کا قول ویرمار میودکو میں مندرج ہے لیکن بیادستدیو اور بیادچندر میں ایک مصنف اسم نامعلوم کے قول کے طور پر۔

عذر پیش کریں۔

فصل چھٹی

بار ثبوت و تجویز کے بیان میں

بعد داخل ہونے جواب دعویٰ کے ثبوت گذرانا چاہیے

۱- چونکہ دعویٰ کا استحکام وجہ ثبوت پر منحصر ہے لہذا اس باب میں کہ وجہ ثبوت کسکو پیش کرنا چاہیے یہ لکھا ہے کہ "دعویدار کو چاہیے کہ اُس شے کی نسبت جسکا ثبوت درکار ہے فوراً شہادت قلمبند کرے،، [1] بعد گذر جانے جواب دعویٰ کے دعویدار یعنی اُس شخص کو جسپر امر متنازعہ کا ثابت کرنا واجب ہے فوراً اور بلا توقف اپنی شہادت یعنی اُس شے کو جس سے امر مذکور کا ثبوت ہو لکھے۔ اس حکم سے کہ فوراً لکھے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ جواب دعویٰ کے داخل کرنے میں بعض اوقات توقف جائز ہے چنانچہ اسکا آگے بیان ہوگا چونکہ جواب دعویٰ کی نسبت تاکید نہیں ہے کہ وہ بلا تساہل داخل کیا جاے جیسا کہ شہادت ثبت کرنے کی صورت میں ہے تو اسکا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات بموجب اس مسئلہ کے "کہ جب کوئی امر ایک طور پر بیان کیا گیا ہو تو تعبیر اُسکی دوسرے طور پر نہیں ہو سکتی" دعویٰ کے جواب داخل کرنے میں توقف جائز ہے۔

فیصلۂ سابق یا عذر خاص کی صورتوں میں مدعا علیہ کو ثبوت پیش کرنا چاہیے۔

۲- اس ہدایت کی رو سے کہ دعویدار اپنی شہادت کو قلمبند کرے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس شخص کو کوئی امر ثابت کرنا ہے وہ اُس امر کی نسبت شہادت تحریر کرے چنانچہ اگر عذر فیصلۂ سابق پیش کیا جاے تو اُسکا ثبوت دیا جاے کیونکہ یہی امر واجب الثبوت ہے اور جو شخص ایسا عذر پیش کرے وہ دعویدار ہے پس مدعا علیہ دعویدار متصور ہوگا اور اُسی کو وجہ ثبوت داخل کرنا چاہیے۔ چونکہ عذر خاص بھی ایک امر واجب الثبوت ہے پس جو شخص اس عذر کو پیش کرے وہ دعویدار ہے اور اُسی پر وجہ ثبوت گذرانا واجب ہے۔

انکار محض کی صورت میں مدعی کو ثبوت پیش کرنا چاہیے۔

۳- لیکن انکار محض کی صورت میں مدعی دعویدار ہے لہذا وجہ ثبوت کا پیش کرنا

[1] جاگیولک سے سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ اور ادھیاے اور دیپکلیکھا اور سیودھنی میں نقل ہے اور متر مصرا اور شن دیپ اور بلم بھٹ نے بھی اُسی سے نقل کیا ہے۔

اسی پر منحصر ہے پس معلوم ہوا کہ اس جملہ کے استعمال سے کہ "دعویدار اپنی شہادت لکھے"۔ مراد یہ ہے کہ جس شخص کو کسی امر کا ثابت کرنا ہے وہی اُسکو ثابت کرے گا اور شخص دیگر نہیں

۴۔ اسی وجہ سے چونکہ اقبال کی صورت میں کسی امر کا ثابت کرنا نہیں ہے اور نہ فریقین کو کوئی دعوی رہتا ہے تو ایسی صورت میں پیش کرنا وجہ ثبوت کا ضرور نہیں ہے اور مقدمہ کا اختتام ہو جاتا ہے چنانچہ ہریت نے اس باب میں صاف یہ کہا ہے کہ "اگر عذر خاص یا عذر فیصلہ سابق پیش کیا جاوے تو مدعا علیہ کو وجہ ثبوت داخل کرنا ہوگا اور انکار محض کی صورت میں مدعی کو۔ اور اقبال کی صورت میں کوئی امر تنقیح طلب نہیں ہے"۔ ؎

اقبال کی صورت میں کوئی وجہ ثبوت درکار نہیں۔

۵۔ "اگر وہ صحیح ہے تو وجہ ثبوت داخل کرنے والے کے حسب مراد مقدمہ فیصل ہوگا ورنہ خلاف اُسکے ظہور میں آوے گا" ؎ "وہ" سے اس جگہ ثبوت تحریری و زبانی وغیرہ مراد ہے اور بیان اس امر کا یہ ہے۔ کہ اگر کوئی فریق صداقت اپنے دعوی کی بذریعہ شہادت زبانی یا تحریری کے ثبوت کو پہونچاوے تو مقدمہ حسب مراد اُسکے فیصل ہوتا ہے یعنی نالش اُسکی سرسبز ہوتی ہے بخلاف اسکے اگر وہ ایسا نہ کرسکے تو وہ مغلوب ہوتا ہے یعنی دعوی اُسکا زائل ہو جاتا ہے۔

وجہ ثبوت پیش ہونے کے بعد تجویز فیصلہ ہونی چاہیے۔

فصل ساتویں

خلاصہ مضامین سابقہ کے بیان میں

۱۔ بعد مختصر بیان کرنے مقدمہ کے اصل کے مصنف متاکشرا نے خاتمہ میں اس مضمون کو بطریق اختصار مکرر لکھا ہے۔ "مقدمہ کی ترتیب بلحاظ جملہ اقسام دعوی کے چار

؎ کل تیرہویں بیاس کا قول ہے اور میوا مسوکھ میں بطور قول بیاس اور ہریت کے مندرج ہے لیکن بیادستندیو اور بیادچندریکا میں بطور قول ایک مصنف اسم نامعلوم کے۔

؎ جاگبلک کے قول کا آخر اشلوک ہے جو سمرتی چنتامنی اور بیادستندیو اور دیپ کلیکا اور سبودھنی میں نقل ہے اور پلی بھٹ اور متر مسر نے بھی اسکو نقل کیا ہے۔

مدارج پر منقسم ہے"۔ [1] مقدمہ جسکا اس جگہ ذکر ہے اُسی مقدمہ سے مراد ہے جسکی تحقیقات کا راجہ کو حکم ہے اور ترتیب اسکی بلحاظ جملہ اقسام دعوی یعنی مقدمات قرضہ اور اور معاملات کے چار مدارج پر منقسم ہے۔

مدارج ذریعہ مقدمہ۔

۲۔ "مستغیث کا اظہار دعوی فریق مخالف کے سامنے لکھا جاے"۔ اسکو درجہ اول یا "اظہار دعوی" کہتے ہین۔ "جواب دعوی اُس فریق کا جسنے اظہار دعوی سنا ہے مستغیث کے سامنے قلمبند ہو"۔ یہ دوسرا درجہ ہے اور اسکو جواب دعوی کہتے ہین"۔ "دعویدار کو چاہیے کہ جس امر کو ثابت کرنا چاہتا ہے اُسکی نسبت شہادت قلمبند کرے"۔ یہ تیسرا درجہ ہے۔ اور اسکو وجہ ثبوت کہتے ہین "اگر وہ صحیح ہے تو دعویدار کے حسب مراد مقدمہ فیصل ہوگا ورنہ خلاف اسکے"۔ یہ چوتھا درجہ ہے اور اسکو تجویز کہتے ہین چنانچہ اس باب مین قول ہے کہ "مقدمہ اُسکو کہتے ہین جسکے ذریعہ سے اُن تنازعات کی نسبت جو اشخاص کے باہم واقع ہون قانون وانصاف کی بنا پر فیصلہ صادر ہو"۔ [2] "اور اُسکے چار مدارج ہین یعنی اظہار دعوی وجواب دعوی وثبوت دعوی وتجویز دعوی اور یہی چار مراتب مقدمہ کے مدارج اربعہ ہین" [3]

اقبال کی صورت مین استثنا۔

۳۔ لیکن چونکہ اقبال کی صورت مین ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہین ہے اور نہ دعوے کا ثابت کرنا ہوتا ہے تو اس صورت مین کوئی امر تنقیح طلب نہین ہے اور مقدمہ کے صرف دو درجے ہوتے ہین۔

۴۔ بعد داخل ہونے جواب دعوی کے حاکمون کا غور کرنا اس امر کے دریافت کرنے مین کہ وجہ ثبوت کا پیش کرنا فریقین سے کسکے متعلق ہے ایسا امر نہین ہے جو مقدمہ کا ایک علحدہ درجہ متصور ہو کیونکہ مصنف وجب التعظیم نے ایسا نہین لکھا ہے [4] اور نہ یہ امر فریقین پر خود منحصر رکھا گیا ہے۔ مقدمہ کا بیان اس طور پر ختم ہوا ہے۔

[1] سمرتی چندریکا مین جاگیلک سے منقول ہے۔

[2] مادھوی اور سمرتی چندریکا۔

[3] ہوہار میوکھ اور سمرتی چندریکا مین اور پراشت نے ایسا لکھا ہے۔

[4] جاگیلک۔

باب دوسرا

تعارض الزام کے بیان مین

فصل پہلی

اقتناع تعارض الزام وغیرہ۔

۱ - مصنف متاچھرا نے اُس ضابطہ کی نسبت جو کل مقدمات مین مرعی ہے ایک عام تمہید تحریر کرکے اب اُن بعض قواعد مخصص کا بیان کیا ہے جو خاص مقدمات مین ملحوظ ہونے چاہیئین "جو وہ شخص کہ کسی علت مین ماخوذ ہوکر مدعی کے اظہار دعوی سے صفائی اپنی حاصل نہ کرسکے وہ مجاز تعارض الزام نہوگا علی ہذا القیاس جو شخص کہ ایک الزام مین ماخوذ ہو اُسکی نسبت کوئی اور الزام پیش نہین ہوسکتا اور مستغیث مجاز نہین ہے کہ کوئی امر اپنے اصل استغاثہ سے خارج بیان کرے"۔ [۱]

شرح جزو اول قول مندرجہ بالا۔

۲ - اظہار دعوی سے مراد ہے وہ الزام جو کسی شخص کی نسبت قائم کیا جاے اور جو شخص کہ کسی علت مین ماخوذ ہو صفائی یا برا،ت اپنی حاصل نہ کرسکے وہ مستغیث کی نسبت مجاز تعارض الزام نہوگا [۲]

عذر تعارض الزام اُس صورت مین جائز ہے کہ جب اُس سے بریت لازم آتی ہو۔

۳ - لیکن یہ اعتراض مانع پیش ہونے اُس عذر کا نہین ہے جو فیصلہ سابقہ پر مبنی ہو کیونکہ گو ایسا عذر کسی قدر داخل تعارض الزام ہے مگر اُس سے مدعا علیہ کی بریت لازم آتی ہے پس اس تحریر سے یہ صحیح ہے کہ یہ قید نسبت پیش ہونے ایسے الزام کے ہے جس سے الزام پیش شدہ کی تردید متصور ہو۔

بیان جزو دوم قول مندرجہ بالا۔

۴ - مصنف مذکور مدعا علیہ کی نسبت حسب تصریح بالا قیود بیان کرکے چند مراتب مستغیث کی نسبت لکھتا ہے۔ مدعی مجاز نہوگا کہ جو الزام ایک شخص کی نسبت پیش ہوچکا اور وہ اپنی صفائی نہ کرسکا ہو اُسی الزام کو شخص مذکور پر دوبارہ پیش کرے اور نہ مدعی خلاف اس بیان کے جو وقت پیش کرنے دعوی لکھے ہوا ہو یا خارج اُس سے کوئی امر ظاہر کرسکے گا چنانچہ اس باب مین یہ حکم ہے کہ جو کچھ کہ وقت پیش ہونے اصل دعوی بیان کیا جاے وہی وقت تحریر ہونے

[۱] قول یاگیاولک منقولہ مادھویاے وسمرتی چندریکا وسمرتی سار دیپکا لیکھو وسبودھنی دلم بھٹ و متر مصر۔

[۲] تعارض الزام کے معنی یہ ہین کہ الزام کے مقابلہ مین الزام پیش کیا جاے۔ من مترجم۔

اظہار دعوی کے بجنسہ ولفظہ قلمبند ہونا چاہیے۔

جواب اعتراض۔

۵۔ درحالیکہ اوپر تاکید کی گئی ہے کہ جو بیان مدعا علیہ کے روبرو قلمبند کیا جاوے وہ بجنسہ مطابق اصل دعوی کے ہونا چاہیے تو یہ اعتراض پیش ہوسکتا ہے کہ مکرر لکھنا اس بات کا فضول ہے کہ بیان سابقہ سے کوئی امر خارج بیان نہ کیا جاوے جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ قول اولی میں صرف یہ حکم ہے کہ جو کچھ کہ مدعی نے وقت پیش کرنے اپنے دعوی کے بیان کیا ہو وہی بجنسہ قلمبند ہونا ضرور ہے نہ یہ کہ مدعی اُسی دعوی میں بیان مختلف پیش کرے مثلاً اگر مدعی وقت ارجاع اپنے اصل دعوی کے منظر ہوا ہو کہ فلاں شخص کے ذمہ میرا سو روپیہ مع سود یا فقتی ہے تو اُسکو بمقابلۂ طرفثانی وقت تحریر ہونے اپنے اظہار دعوی کے یہ بیان نہیں کرنا چاہیے کہ زرمذکور بابت سو تھان پارچہ کے مع سود یا فقتی ہے۔

فرق باہم قول ہذا وقول سابق۔

۶۔ اگر مدعی ایسا کرے تو اُس سے اختلاف دعوی لازم آتا ہے اور اُسکے یا دش میں مقدمہ خارج اور جرمانہ عائد ہونا چاہیے لیکن جو قول کہ مانع پیش ہونے ایسے کسی امر کا ہے کہ اصل دعوی سے خارج ہو اُسی میں نیز واسطے تبدیل نوعیت دعوی کے گو منشاء دعوی بدستور قائم رہے امتناع ہے مثلاً مدعی وقت رجوع کرنے اپنے اصل دعوی کے یہ بیان کرے کہ فلاں شخص نے مجھ سے سو روپیہ سودی قرض لیا تھا اور وہ ادا نہیں کرتا۔ اور وقت تحریر ہونے اظہار دعوی کے مدعی مذکور منظر ہو کہ میرے طرفثانی نے زرمذکور مجھ سے زبردستی لے لیا تھا۔ پس پہلے قول میں درباب پیش کرنے امر جدید کے امتناع ہے اور پچھلے میں درباب تبدیل بناء نالش کے۔

قول نارد۔

۷۔ قول نارد کا اس باب میں صاف یہ ہے کہ وہ جو شخص اپنے اصل دعوی سے انحراف کرکے اُسکو دیگر وجوہ پر مبنی کرتا ہے نالش اُسکی بوجہ مختلط ہونے اُسکے بیانات دعوے کے خارج ہونی چاہیے،،[ل]

نالش کے خارج ہونے سے عدم جواز دعوے لازم نہیں آتا

۸۔ جس شخص کی نالش خارج ہو اُسپر جرمانہ عائد ہونا چاہیے لیکن خارج ہونے کی وجہ سے قطعی حرمان نئے دعوی لازم نہیں آتا پس مقصود اس حکم امتناعیہ متذکرہ بالا کا

ل منقولہ سمرتی چندریکا و بیوہار میوکھ اور بیواد چنتامن اور ویرمترا ودائے و کاپسن ودا دھو باے۔

کہ "جو شخص کسی علت مین ماخوذ ہو کر صفائی اپنی مدعی کے اظہار دعوی اسے حاصل کر سکے الخ۔ صرف یہ ہے کہ لوگ متنبہ ہو کر غلطی نہ کرین لیکن یہ قول نسبت جواز اصل دعوی کے موثر نہین ہے چنانچہ اسی جہت سے ایک حکم مابعد مین یہ لکھا ہے کہ "راجہ سہویات سے قطع نظر کر کے مقدمات دیوانی و فوجداری کی نسبت نیک عملی کے ساتھ تحقیقات کرے"۔ [1]

فرق درمیان نالش دیوانی و استغاثہ فوجداری۔

۹۔ یہ قول جو اوپر لکھا گیا اسکو مقدمہ دیوانی سے متعلق سمجھنا چاہیے کیونکہ مقدمہ فوجداری مین وقوع غلطی مضر ہے چنانچہ نارد کا یہ قول ہے کہ "غلطی لفظی جملہ مقدمات دیوانی مین مضر نہین ہے یعنی اگر ایسی غلطی بمقدمات اغوا کرنے کسی شخص یا قرضہ یا ملکیت ارضی کے واقع ہو تو مدعی پر جرمانہ ہونا چاہیے مگر اصل دعوی اسکا ساقط نہین ہو سکتا"۔ [2] اس قول سے یہ مراد ہے کہ جملہ مقدمات دیوانی مین جن سے کارروائی فوجداری کا تعلق نہو وقوع غلطی لفظی یا بطور سہو مضر خواہ مسقط دعوی نہین ہے یعنی اصل دعوی باطل نہین ہوتا اور تمثیل جو دی گئی ہے وہ اغوی وغیرہ کی ہے۔

وقوع غلطی مضر استغاثہ فوجداری ہے نہ نالش دیوانی

۱۰۔ جیسا کہ مقدمات اغوا یا قرضہ یا ملکیت ارضی مین سہو ظاہر ہونے سے مدعی مستوجب جرمانہ ہوتا ہے لیکن اصل دعوی اسکا باطل نہین ہوتا ویسا ہی جملہ مقدمات دیوانی مین تصور کرنا چاہیے کیونکہ تخصیص الفاظ "مقدمات دیوانی" سے یہ مستنبط ہے کہ استغاثہ فوجداری مین وقوع غلطی مقدمہ کی نسبت مضر ہے مثلاً ایک شخص وقت پیش کرنے اصل استغاثہ کے یہ ظاہر کرے کہ مجکو مدعا علیہ نے سر پر لات ماری اور وقت تحریر ہونے بیان استغاثہ کے مظہر ہو کہ میرے پانون پر صدمہ مارا تھا ایسی صورت مین مستغیث پر صرف جرمانہ ہی نہین ہوگا بلکہ اسکی نالش بھی خارج کیجاے گی۔

استنتاع نسبت قاعدہ تعارض الزام

۱۱۔ قاعدہ جو مشعر امتناع تعارض الزام قبل تردید علت کے ہے اسمین ایک

---

[1] قول جاگیولک منقولہ سمرتی چنتامنی اور بیادتندیو اور سمودھنی اور دیپ کالک اور ورشوادے و متر مصر طلیم بحث۔

[2] منقولہ بیوہار میوکھ اور بیادتندیو اور بیرمتر اودائے وباد ھو باے۔

استغاثہ کیا گیا ہے یعنی "مدعا علیہ مجاز ہے کہ مقدمات عمل بیجا و حملہ مین الزام کے مقابلہ مین الزام پیش کرے" ۔

تصریح۔

۱۲۔ ان استغاثون مین جوبابت عمل بیجا دائر ہون عام اس سے کہ وہ قولی ہو یا فعلی اور نیز مقدمات حملہ مین یعنی جب ارتکاب اُسکا بذریعہ زہر یا آلات حرب کے کیا جاے تعارض الزام جائز ہے یعنی مدعا علیہ مجاز ہے کہ قبل تردید اس علت کے جو اُسپر قائم ہوئی ہو مدعی کی نسبت الزام پیش کرے۔

جواب اعتراض۔

۱۳۔ لیکن یہ اعتراض پیش کیا جاسکتا ہے کہ ایسی صورت مین سماعت دو بیانون کی زمانہ واحد مین ناممکن ہے کیونکہ درصورت ہونے تعارض الزام کے دوسرا استغاثہ پیدا ہوتا ہے اور الزام ثانی بوجہ اسکے کہ وہ مشعر تردید الزام اولی نہین ہے جواب نالش متصور نہین ہوسکتا۔ جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ تعارض الزام بغرض تصفیہ دو مختلف عذرات کے نہین کیا جاتا بلکہ بغرض تخفیف سزا یا محفوظ ہے سزاے شدید سے۔

تمثیل۔

۱۴۔ مثلاً اگر ایک شخص کی نسبت عمل بیجا یا حملہ کا استغاثہ پیش کیا جاے اور مدعا علیہ یہ عذر کرے کہ پہلے مستغیث سے زیادتی ہوئی تھی تو اس امر سے تخفیف سزا ممکن ہے چنانچہ نارد کا یہ قول ہے کہ "یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو پہلے زیادتی کرے وہ زیادہ مجرم ہے اور جو بعدازان حملہ کرتا ہے وہ بھی خطاوار ہے لیکن جس شخص سے ابتدا ہو وہ مستوجب زیادہ سزا کا ہے"۔ لیکن قول مندرجہ ذیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب طرفین سے ایک ہی زمانہ مین برابر زیادتی ہو تو سزا مین کچھ فرق نہین ہے [1] اور وہ قول یہ ہے کہ "اگر طرفین مین کوئی امر فارق نہ پایا جاتا ہو اور عمل بیجا و حملہ اور زیادتی دونون طرف سے بزمانہ واحد برابر وقوع مین آئے تو جانبین کو سزا مساوی ہوگی"۔

---

[1] قول کاتیاین منقولہ بیا دتندیو ما دھوپاے اور سمرتی چندریکا اور دیپ کلیکا و ویوہار مترا ودھ ویوہار تتو و ویر متر و دو دھ رتناکر اور ویوہار مترمعہ وبلم بھٹ۔

[2] دیکھو سمرتی چندریکا و ویر متر اودے۔

اعادہ بیان سابق

۱۵- اگرچہ سماعت دونشکایتون کی بزمانہ واحد ناممکن ہے لیکن مقدمات حملہ وغیرہ مین تعارض الزام جائز ہے ورنہ یہ امر بمقدمات قرضہ اور مثل اُسکے فصول ہے
المختصر اس فصل مین قانون حوائل خصومت سے متعلق ہے بیان کیا گیا اب حاکمون اور پنچون کی خدمات منصبی کا بیان ہوگا۔

فصل دوسری

احکام اثناء تجویز مقدمہ کے بیان مین

لینا ضمانت کا واسطے ایفاء فیصلہ کے۔

۱- ''متخاصمین سے ایک ضامن معقول بغرض ایفاء فیصلہ کے لیا جاوے'' ''متخاصمین'' سے مراد ہے مدعی اور مدعا علیہ اور ''ضامن معقول'' عبارت ہے اُس شخص سے جسکو مثلاً مدعی اور مدعا علیہ کے معاملہ سے تعلق ہو۔ متخاصمین یعنی مدعی اور مدعا علیہ سے ایک قائم مقام بغرض ایفاء فیصلہ یا واسطے ادائے زر یا اُس جرمانہ کے جو کل کارروائی مقدمہ مین تجویز حاکمان اور پنچون کے عائد کیا جاوے لینا چاہیے۔

درصورت نہ دیے جانے ضمانت کے متخاصمین حراست مین رہیں۔

۲- اگر امر مذکورہ بالا ناممکن ہو تو چند اشخاص واسطے حراست متخاصمین کے مقرر ہون اور اُنکی خوراک روزانہ کا صرف متخاصمین مذکور دین چنانچہ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ ''اگر کوئی فریق ضامن معقول بہم نہ پہونچا سکے تو وہ حراست مین رہے اور اپنے حارسان کو روزانہ وقت اخیر ہونے دن کے مزد محنت دیا کرے'' غرض کہ قاعدہ لینے ضمانت کا متخاصمین سے اوپر تحریر ہوا اور اب مقصود اس طریقہ کا بیان کیا جاوے گا۔

فصل تیسری

مقدمات قرضہ کی تجویز کے بیان مین

۱- اگر مدعی اپنا بیان ثابت کرے اور مدعا علیہ اُس سے منکر اور مغلوب ہوجاوے

ا۔ قول جاگیلاک مندرجہ ہوہار میوکھ و سودھنی اور بیادتندیو و دیپ کلیکا و منقولہ وش روپ و متر سمرو بلم بھٹ۔

۲۔ منقولہ ہوہار میوکھ و بیادتندیو و بیرمترادوائے اور دیپ کلیکا و مادھویہ۔

تو مدعا علیہ مذکور زر مدعوہ اور اُسی قدر روپیہ راجہ کو ادا کرے۔ جو شخص جھوٹا دعوےٰ پیش کرے اُسکو اپنے دعوے سے دوچند روپیہ ادا کرنا چاہیے [1] اگر مدعا علیہ دعوے منازعہ مدعی سے منکر ہو کر مغلوب ہو جاوے یا از روے گواہی گواہان خواہ بلحاظ دیگر ثبوت کے مجبور ہو کر دعوےٰ کو تسلیم کرے تو وہ مدعی کو زر مدعوہ اور اُسی قدر روپیہ راجہ کو بطور جرمانہ ادا کرے گا۔

> اگر مدعی اپنا دعویٰ ثابت نہ کرسکے تو کیا تجویز ہونی چاہیے

۹۔ لیکن اگر مدعی اپنا دعوےٰ ثابت نہ کرسکے تو وہ جھوٹا دعویدار قرار پاتا ہے اور اسی جہت سے اُسکو زر مدعوہ کا دوچند روپیہ راجہ کو بابت جرمانہ کے ادا کرنا چاہیے اور یہی قاعدہ اُن صورت سے بھی متعلق ہے کہ جب مدعا علیہ کا عذر فیصلہ سابقہ پر مبنی ہو یا اُسنے عذر خاص پیش کیا ہو۔ اگر ان صورتوں میں مدعی امر واقع کو چھپاوے اور مدعا علیہ غالب رہے تو مدعی راجہ کو زر متنازعہ کا دوچند بابت جرمانہ کے ادا کرے گا۔ لیکن اگر مدعا علیہ صادر ہونا فیصلہ سابقہ کا اپنے حق میں اور عذر خاص ثابت نہ کرسکے تو وہ جھوٹا دعویدار قرار پاتا ہے اور مدعی غالب آتا ہے ایسی صورت میں مدعا علیہ پر واجب ہوگا کہ مدعی کو زر مدعوہ اور راجہ کو جرمانہ دوچند زر مذکور کا ادا کرے اور اقبال کی صورت میں جرمانہ نہیں ہے۔

> قول مذکورہ بالا صرف مقدمات قرضہ سے متعلق ہے۔

۱۰۔ قول مشتہرہ بالا صرف مقدمات قرضہ سے متعلق ہے کیونکہ ذکر اُن جرمانوں کا جو دیگر مقدمات سے متعلق ہیں علیحدہ کیا گیا ہے اور یہ قول سب صورتوں کی نسبت مؤثر نہیں ہے اسواسطے کہ جن مقدمات میں مال کا دعوےٰ نہوگا انکی نسبت یہ قول صادق نہیں ہوسکتا۔ اور اگرچہ ایک حکم خاص بدیں عبارت کہ راجہ مدیون سے روپیہ دلاوے گا [2] میں موجود ہے اور وہ مقدمات قرضہ سے بھی متعلق ہے لیکن اسمیں ایک فرق ہے کہ اسکا بیان آیندہ کیا جاوے گا۔

---

[1] قول یجاگیاولک منقولہ باب وتہار اور بیہو [illegible] وسمرتی چندریکا و دیپاکلیکا [illegible] وغیرہ دھنی اور [illegible] روپیہ [illegible] بحث۔

[2] قول جاگیاولک منقولہ ویبیک [illegible] اور بیواد [illegible] تو سلو اور بیواد ھو یا [illegible] و سمرتی چندریکا۔

یا اس قول کی تعبیر اس طور پر کیجائے کہ وہ جملہ مقدمات سے متعلق سمجھا جائے۔

۴- یا قول منقولۂ بالا کا کل مقدمات سے متعلق ہونا تسلیم کرکے تعبیر اسکی بصورت ذیل کیجائے یعنی اگر مدعا علیہ دعوی سے منکر ہو اور ثبوت مدخلۂ مدعی سے مغلوب ہو جاسے تو وہ جرمانہ بقدر بنا ہاے دعاوی متعدد ادا کرے گا- اس صورت مین لفظ اتصال یعنی اور جو قول مندرجۂ دفعہ اول مین واقع ہوا ہے تاکیداً اور لفظ راجہ تکرار مستعمل ہوسکتا ہے- اگر مدعی اپنا بیان ثابت نہ کر سکے تو وہ جھوٹا دعویدار قرار پاتا ہے اور وہ بقدر دوچند اُس جرمانہ کے جو ہر بناء نالش کے واسطے معین ہے جرمانہ زرنقد ادا کرے گا- اس صورت سے بھی مثل صورت متذکرۂ بالا کے قاعدہ مذکور نسبت عذر فیصلۂ سابقہ اور عذر خاص کے متعلق ہے -

فصل چوتھی

قاعدۂ خاص جواب دعوے کے بیان مین

نتیجہ جو قول بیان سے مستنبط کیا گیا۔

۱- اس حکم سے کہ ”مدعی نسبت اُس امر کے جسکا اثبات منظور ہو فوراً شہادت قلمبند کرے“۔ یہ مستنبط ہوسکتا ہے کہ جواب کے داخل کرنے مین کسی قدر توقف روا رکھا گیا ہے [۱]۔

مستثنیٰ۔

۲- لیکن اس حکم کی نسبت یہ استثنا کیا گیا ہے کہ ”جرم کبیرہ اور سرقہ اور حملہ اور عمل بیجا کے مقدمہ مین جب کہ بناء مخاصمت ایک گاے کی نسبت ہو اور اتہام اور تقدیم حملہ اور عورات کے مقدمون مین مدعا علیہ کو چاہیے کہ فوراً تردید پیش کرے [۲] اور دیگر صورتون مین جب چاہے“۔

تشریح قول مندرجۂ بالا۔

۳- ”جرم کبیرہ“ سے جسم وغیرہ پر بذریعۂ زہر یا حراب کے صدمہ پہونچانا مراد ہے- ”سرقہ“ سے چوری مراد ہے ”حملہ اور عمل بیجا“ سے یہ عبارت ہے کہ ذات یا حیثیت کی نسبت ضرر پہونچایا جاے ”گاے“ سے مراد ہے دودھ دینے والی گاے - ”اتہام“ سے مراد ہے ایسا الزام جس سے ذات یعنی قومیت مین فتور لازم آوے۔

[۱] قول جا گبلک منقولۂ ویپک لیکھم وبلم بھٹ۔

[۲] ایضاً۔

دہ تقدیم حملہ،، سے عبارت ہے اقدام نسبت جان یا مال کے۔ دو عورات،، سے مقصود ہے کنبہ کی عورات اور کنیزان۔ دو عورات کے مقدمات سے حیثیت کی بحث متعلق ہوتی ہے اور کنیزوں کے مقدمات سے مال کی ۔ دو مدعا علیہ کو چاہیے کہ فوراً تردید پیش کرے،،۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جواب دعوی فوراً داخل ہو اور توقف نہ کیا جاے ۔ دو دیگر صورتوں،، سے یہ مراد ہے کہ دیگر مقدمات مین توقف نسبت داخل کرنے جواب دعوی کے متخاصمین یا منیردان و حاکموں کی راے پر منحصر رکھا گیا ہے۔

فصل پانچوین

علامات دروغ گوئی کے بیان مین

تفصیل علامات دروغ گوئی۔

۱۔ ایک حالت پر قائم نہ رہنا۔ گوشہ لب چاٹنا۔ پیشانی پر عرق آنا۔ چہرہ کا رنگ تواتر متغیر ہونا۔ دہن کا خشک ہونا۔ گفتگو مین لغزش کرنا۔ اکثر ایک قول دوسرے قول کے خلاف کہنا۔ آنکھ اٹھا کر اور نہ دیکھنا یا جواب نہ دینا۔ ہونٹھ کا ٹنا۔ از خود طاری ہونا تغیرات طبیعت یا کلام یا جسم یا حال مین جس شخص مین یہ امور پاے جائین عام اس سے کہ وہ مدعا علیہ ہو خواہ گواہ وہ جھوٹا متصور ہو گا۔[1]

تفسیر قول مدیضہ بالا

۲ دو از خود طاری ہونا تغیرات کا،، اگر کسی شخص پر ایسے تغیرات خوف یا کسی اور وجہ طبیعی سے طاری نہوں دو تو عام اس سے کہ وہ طبیعت یا کلام یا جسم یا حال مین واقع ہوں،،۔ وال ہونگی اس امر پر کہ شخص مذکور خواہ وہ مدعا علیہ ہو یا گواہ جھوٹا ہے۔

تشریح مزید۔

۳۔ بعد اس بیان کے مصنف ان تغیرات کا حال تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ دو ایک حالت پر قائم نہ رہنا،، یعنی جو شخص کہ ایک جگہ نہ رہ سکے دو گوشہ لب چاٹنا،،۔ دو یعنی جو شخص کہ نوک زبان لبوں کے گوشوں کی طرف پھراوے،،۔ یہ صورتین تغیرات حال کی ہین۔

تشریح مزید۔

۴ دو پیشانی پر عرق آنا،، یعنی جسکی پیشانی پر پسینہ کے قطرے ہون دو چہرہ کا رنگ

[1] قول جاگیلک منقولہ سلو دھنی و دیپک لیکھہ و ایراؤ نیادستر مصر و بلم بھٹ اور دش ردپ۔

"متغیر ہونا" یعنی چہرہ کا سیاہ سے سفید ہو جانا - یہ صورتین تغیرات جسم کی ہین وہ "دہن
کا خشک ہونا اور گفتگو مین لغزش کرنا" یعنی جو گفتگو مین تامل کرے اور جسکے منھ سے
آواز مشکل نکلے وہ "اکثر ایک قول دوسرے کے خلاف کہنا" یعنی جس شخص کے کلام مین
نہایت اختلاف ہو - یہ صورتین تغیرات کلام کی ہین وہ "آنکھ اٹھاکر روبرو دیکھنا یا
جواب نہ دینا" یعنی جو صاف جواب نہ دے سکے اور جب اسکی طرف دیکھا جاوے
تو وہ آنکھ مقابل نہ کر سکے - یہ علامت تغیر طبیعت کی ہے وہ "ہونٹھ کا تننا" یعنی سکیڑنا انکا
یہ بھی ایک تغیر جسم کی صورت ہے -

علامات مذکور تحقیق یا مرض مقدمہ مین بیان

۵ - ان علامات سے صرف احتمال جھوٹ متصور ہے نہ امر تحقیقی کیونکہ یہ ممکن ہے کہ وقوع تغیرات کسی سبب سے ہو یا خود وہ اگر کوئی عقیل آدمی اس امر مین تمیز بھی کر سکے تو بھی اس سے مغلوب ہونا اس شخص کا لازم نہین آتا جبکہ ایسی کیفیت طاری ہو جیسے کہ باوجود ظاہر ہونے احتمال مرگ کسی شخص کے کریا کرم اسکا نہین کیا جاتا ویسے ہی گو ان صورتون مین احتمال اس بات کا ہو کہ جس شخص پر ایسے تغیرات طاری ہون وہ مغلوب ہوگا لیکن یہ امر مغلوب ہونے کا قرینہ متصور نہین ہوسکتا -

مقدمات مستوجب جرمانہ و اخراج قبل تجویز -

۶ - علاوہ اسکے وہ جو شخص کہ اختیاری سے کسی مشتبہ مقدمہ کو فیصل کرے اور جو بھاگ جاوے اور جو طلب ہو کر خاموش رہے مستوجب مغلوب ہونے اور جرمانہ کا ہے[1]

شرح اسکی یہ ہے کہ "جو شخص خود اختیاری سے" یعنی بلا لحاظ ثبوت دستی یا اور ذریعے کسی مشتبہ مقدمہ کو فیصل کرے - جس مقدمہ مین مدیون دعوی سے منکر ہو انہین مدعی مغلوب ہوگا اور اسپر جرمانہ عائد کیا جاوے گا - اگر کسی شخص پر نالش دائر کیجاے اور وہ دعوے سے منقبل ہو کر یا بعد ثبوت دعوے کے اسپر وہ بھاگ جاوے یعنی روپوش ہو جاوے اگر کسی شخص پر نالش دائر کیجاے اور وہ راجہ کے حکم سے طلب ہو کر

[1] قول جاگبالک مندرجہ میتاکشرا و سمرتی چندریکا اور منقولہ وغیرہ [illegible]
[illegible]

انجمن عدل میں وہ خاموش رہے۔ تو وہ شخص بھی مستوجب مغلوب ہونے اور جرمانہ کے ہیں

تشریح۔ ٭ وہ عام اس سے کہ وہ مدعا علیہ ہو خواہ گواہ دم جھوٹا متصور ہوگا" اس قول سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ اس سے صرف تحقیق کرنا احتمال مغلوبیت کا مقصود ہے لیکن لفظ "جرمانہ" بغرض مستنبط نہ کرنے اس امر کے مستعمل ہوا ہے اور استعمال لفظ "مغلوب" اس نظر سے کیا گیا ہے کہ ایسے شخص پر صرف جرمانہ عائد ہوگا لیکن دعوے اسکا ساقط نہوگا [1]

فصل چھٹی

طرفین سے دعوی واحد پیش ہونے کے بیان مین

صورت پیش ہونے دعوی واحد کی فریقین سے۔

۱- اگر دو دعویدار عدالت مین رجوع لاکر بزمانہ واحد ایک دعوی پیش کرین مثلاً ایک شخص کو ایک کھیت بذریعہ ہبہ کے حاصل ہوا اور وہ اسپر چندے متصرف ہو کر کسی اور مقام کو ضرورتاً مع اپنے کنبے کے چلا جاوے اور دوسرے شخص کو وہی کھیت بذریعہ ہبہ کے حاصل ہوا اور وہ اسپر چندے متصرف ہو کہین چلا جاوے اور بعد از ان دونون واپس آکر عدالت مین بزمانہ واحد کھیت مذکور کے بابت دعویدار ہون تو ایسی صورت مین پہلے کسکا مقدمہ مرتب ہوگا۔ جواب اسکا ذیل مین درج ہے۔

کسکا مقدمہ پہلے مرتب ہوگا۔

۲- اگر دو دونون گواہ رکھتے ہون تو اول دعویدار کے گواہ پیش ہونگے لیکن اگر اول دعوی نامنظور ہو جاوے تو وہی گواہ دعویدار ثانی کے ہو جاوینگے" [2] "دونون" سے مراد ہے دونون دعویدار اور شرح اسکی یہ ہے کہ اگر وہ گواہ رکھتے ہون تو اول

---

[1] ایک فقرہ سابق یعنی باب دوم فصل اول کی دفعہ ۹- مین یہ قاعدہ مندرج ہے کہ بعض صورتون مین سقوط دعوی لازم نہین آتا اور جو قاعدہ کہ اس جگہ تحریر ہوا غرض اسکی یہ ہے کہ بعض صورتون مین ایسا ہو سکتا ہے۔

[2] قول جاگبلک منقولہ وش روپ و بلم بھٹ دستر معر و سبو دھنی و دیپک کلیکا اور بیادیتد یو اور بیوہار چنتامنی اور بیمر تی سار۔

دعویدار کے گواہ سنے جائینگے۔ دعویدار اول سے وہ شخص مراد نہیں ہے جو پہلے دعوے پیش کرے بلکہ وہ شخص جو بذریعۂ اول ہبہ او قبضہ کے دعویدار ہو۔

مستثنیٰ

۳۔ لیکن اگر فریق ثانی اول دعویدار کے بیان کو اس اظہار سے تسلیم کرے کہ بیان اُسکا سچ ہے مگر میرے فریق مخالف نے کھیت کو راجہ کے ہاتھ بیع کیا تھا اور راجہ نے کھیت مذکور مجکو دیا یا یہ کہ وہ کھیت میرے فریق مخالف نے ایک شخص ثالث کو دیا تھا اور اُس سے ہم نے لیا تھا تو درحالیکہ اول دعویدار ثبوت دینے میں عہدہ برا نہو سکے دعوی اُسکا نامنظور ہوگا اور دعویدار ثانی کے گواہ سُنے جائینگے۔ یہی نہایت صحیح تعبیر اس مضمون کی ہے۔

قاعدہ کلیہ جو اس صورت سے متعلق نہیں ہے۔

۴۔ قاعدہ یہ ہے کہ درصورت پیش ہونے انکار کے گواہان مدعی کا اظہار اور درصورت عذر فیصلۂ سابق یا عذر خاص کے دعوی نامنظور ہو کر مدعا علیہ کے گواہوں کا اظہار ہونا چاہیے لیکن اس قاعدہ کو صورت ہذا سے متعلق کرنا صحیح نہیں ہے۔

دلیل بتائید رائے مذکورۂ بالا۔

۵۔ یہ قاعدہ اس قول میں کہ "مدعی نسبت اُس امر کے جسکا اثبات منظور ہو خود اً شہادت قلمبند کرے" [1] اور بھی اقوال مابعد میں مذکور ہو چکا ہے اور اگر یہی مقصود ہوتا تو اعادہ اُسکا کیا جاتا لیکن اقوال مندرجۂ ذیل میں نارد نے بصراحت اس باب میں امتیاز کیا ہے یعنی "انکار کی صورت میں مدعی اور بحالت پیش ہونے عذر خاص کے مدعا علیہ شہادت پیش کرے اور اگر بنا فیصلہ سابق عذر کیا جاے تو صرف پیش کرنا فیصلہ کا ضرور ہوگا" [2] بعد بیان کرنے اس قول کے نارد یہ کہتا ہے کہ "جب ایک شے کی بابت دو دعویدار ہوں اور ہر ایک اُنمیں سے گواہ رکھتا ہو تو دعویدار اول کے گواہ سُنے جائیں گے" [3] چونکہ

---

[1] دیکھو باب دوم دفعہ ۳۔ فقرہ ۱۔

[2] یہ قول بیوہار چنتامنی کے بموجب نارد کا ہے لیکن سمرتی چندریکا کے بموجب کاتیائن کا معلوم ہوتا ہے۔

[3] قول مندرجۂ بیا دتندیو اور بیوہار چنتامنی اور سمرتی سار۔

یہ صورت جملہ اور صورتوں سے جداگانہ ہے لہذا اسکی نسبت قاعدہ خاص قرار دیا گیا ہے۔

فصل ساتوین

شرط ہار جیت مقدمہ کے بیان مین

اگر شرط بدے ہوا ہار جیت تو اُسکو جرمانہ اور زر شرط علاوہ دعوے کے ادا کرنا چاہیے۔

۱۔ اگر دعوے مین ہار جیت کی شرط ہو تو ہارنے والے سے مدعی کو جرمانہ اور زر شرط اور شئے مدعوہ دلانی چاہیے [۱]۔ اگر دعوی یا مقدمہ ہار جیت کی شرط پر مبنی ہو یا اُس سے ایسی شرط متعلق کی گئی ہو تو اُس شخص سے جو ایسے معاملے اشتراط مین ہارے یا مغلوب ہو جاوے ادا جرمانہ مقدار مصرحہ اور زر شرط شخص مذکور سے جبرًا لیگا اور مدعی کو شئے مدعوہ دلائے گا۔

صرف ایک ہی فریق بھی شرط بد سکتا ہے

۲۔ جب کوئی شخص بمقتضائے جوش طبیعت کے یہ شرط بدے کہ درصورت اپنے مغلوب ہونے کے ایک سو روپیہ ادا کرونگا اور اسکا فریق مخالف مطلق کچھ شرط نہ بدے تو ایسی صورت مین بھی ترتیب مقدمہ ممکن ہے۔

کس صورت مین شرط بدنے والا زر شرط کے بابت ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

۳۔ اگر نتیجہ تجویز مقدمہ کی رو سے شرط بدنے والا ہارے تو اُس سے زر مشروطہ مع جرمانہ دلایا جاوے گا لیکن اگر طرف ثانی مغلوب ہو جاوے تو وہ صرف جرمانہ ادا کرے گا نہ زر شرط کیونکہ اس صورت مین فرق یہ ہے کہ صرف ایک فریق نے شرط بدی تھی۔

ہر فریق اپنے اپنے زر شرط کا ذمہ دار ہے۔

۴۔ علی ہذا القیاس اگر ایک فریق سو روپیہ اور دوسرا پچاس روپیہ کی شرط بدے تو درصورت ہارنے مقدمہ کے ہر فریق اپنا زر مشروطہ ادا کرے گا۔ اس شرط صریح سے کہ وہ اگر دعوی ہار جیت کی شرط پر مبنی ہو [۱]۔ یہ مستنبط ہوتا ہے کہ دعوی بغیر ایسی شرط کے بھی ہو سکتا ہے۔

---

[۱] قول جاگیلاک منقولہ سبودھنی و دیپک لیکھ اور اپراوت اور متہ مصر اور بلم بھٹ اور وشش روپیہ۔

فصل اٹھوین

خاص قواعد کارروائی کے بیان مین

تجویز مقدمہ نیک عملی کے ساتھ ہونی چاہیے

۱- راجہ کو لازم ہے کہ چھل[1] یعنی فریب پر لحاظ نہ کرکے مقدمات کی تحقیقات نیک عملی کے ساتھ کرے لیکن اگر امر واقع حسب ضابطۂ عدالت کے ثابت نہو تو نتیجہ اسکا ناکامیابی ہے[2]

فریقین کو راست بیانی کی فہمائش کرنی چاہیے۔

۲- راجہ کو چاہیے کہ فریب یا اُس امر پر جو بلا عمد بیان کیا گیا ہو لحاظ نہ کرکے یا اُسے قطع کرکے مقدمات کی نسبت مطابق اصل حالات کے نیک عملی کے ساتھ تحقیقات و تجویز کرے۔ اور اگر امر واقع متحقق نہون یا حسب ضابطہ عدالت کے ثبوت کو نہ پہونچین تو نتیجہ اسکا مغلوبی یا ناکامیابی ہے لہذا بموجب اصل حالات مقدمہ کے تجویز کرنا ضرور ہے۔

حاکموں و مشیروں کو چاہیے کہ فریقین کو امر واقعی بیان کرنے کی فہمائش کرین۔

۳- حاکم اور مشیرون کو لازم ہے کہ فریقین کو ہر طرح سے یعنی بھلائی خواہ اور طور پر ایسی فہمائش کرین کہ وے اصل حال بیان کرین اور ایسی صورت مین جائز ہے کہ بلا لحاظ اقرار مدعی خواہ دیگر ثبوت کے فیصلہ صادر کیا جاے لیکن چونکہ فیصل ہونا ہر مقدمہ کا بموجب انکشاف اصل حال کے ناممکن ہے لہذا چارہ کار یہ ہے کہ فیصلہ بلحاظ گواہان خواہ دیگر ثبوت کے صادر کیا جاے۔

انفصال مقدمہ کے دو طریق ہیں ایک متحقق اور دوسرا غیر متحقق۔

۴- جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے انفصال مقدمہ کے دو طریق بیان کیے گئے ہین ایک متحقق اور دوسرا غیر متحقق۔ متحقق وہ ہے جب مقدمہ کے اصل حالات بیان کیے جائین اور غیر متحقق وہ ہے جب حالات مبینہ مقدمہ

---

[1] فریب یا چھل سے انحراف راستی و غلطی تعبیر مراد ہے اور فریب کی تین قسمیں ہین ۱- عبارت مبہم کو غلط تعبیر کرنا ۲- جو امر کنایۃً بیان کیا گیا ہو اسکو حقیقۃً تصور کرکے غلط کرنا ۳- امر خاص کو عام قرار دینا۔ از فلسفۂ ہنود مؤلفۂ کولبروک صاحب۔

[2] قول جاگلاک سفونہ سسودھنی اور دیپ کلیکا اور دوش سرویہ اور علم بحث و ایرادات و متر مصر۔

مین تذبذب ہوئے [۱] وہ جو کارروائی کہ طریقہ تحقیق کے مطابق عمل مین آوے وہ اعلیٰ ہے اور غیر متحقق طریقہ ادنی ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ فیصلہ جو باعتبار ثبوت تحریری و گواہوں کے صادر کیا جاوے بعض اوقات صحیح ہو اور بعض اوقات غیر صحیح کسو واسطے کہ بیان گواہان اور دیگر ثبوت جھوٹ ہو سکتا ہے

۵- اگر وہ امر واقع حسب ضابطہ عدالت کے ثابت نہ ہو تو مقدمہ سرسبز نہ ہوگا۔ اب قول کے اس پچھلے جزو کی تمثیل دیجاتی ہے وہ اگرچند دعوی تحریری سے انکار ہو اور وہ انکار ایک جزو کی بابت باطل ہوجاوے تو راجہ شخص منکر سے کل مقدار مدعوہ دلاسکے گا لیکن جو امر کہ دعوی مین بیان نہین کیا گیا وہ منظور نہین ہونا چاہیئے [۲]

۶- اگر ایک بیان تحریری مین ایک سے زیادہ دعوی مندرج ہون یعنی مثلاً دعاوی متعدد بابت سونے اور چاندی اور پارچہ کے پیش ہون اور مدعاعلیہ کل دعاوی سے منکر ہو مثلاً بیان اُسکا ایک جزو دعوی مثلاً سونے کی نسبت باطل ہوجاوے یا وہ بسبب گواہی گواہان خواہ دیگر ثبوت کے مجبور ہوکر اقبال کرے تو راجہ اُس سے مدعی کو کل مال مدعوہ مع چاندی اور دیگر اشیاء مصرحہ کے دلائے گا۔ لیکن جو وہ امر کہ دعوی میں بیان نہین کیا گیا وہ منظور نہین ہونا چاہیئے" یعنی جس شے کا ذکر کہ وقت پیش کرنے اول بیان نالش کے نہ کیا گیا ہو وہ شے نہین منظور ہونی چاہیئے مثلاً اگر مدعی یہ ظاہر کرے کہ مین ایک شے خاص کا ذکر کرنا بھول گیا تھا تو راجہ کو اُسکے بیان کو منظور اور اُسپر لحاظ نہ کرنا چاہیئے۔

۷- یہ مسئلہ کہ جھوٹا ثابت ہونا مدعاعلیہ کا ایک امر کی نسبت محتمل اس بات کا ہے کہ وہ دوسرے امر کی نسبت بھی جھوٹا ہے اور چونکہ مدعی ایک امر کی بابت سچا ثابت ہوا لہذا سچا ہونا اُسکا دوسرے امر کی بابت بھی مظنون ہے صراحتاً بیان نہین ہوا ہے بلکہ یہ قول جاگیلاک کا کہ وہ ایک دانا ذی تامل شعار ہے نتیجہ استنباط یعنی قیاس

(حاشیہ: رجوع ثبوت ہونے کی نسبت کل دعوی کو اس ایک جزو میں۔ کل کا ثبوت تصور ہوئے)

(حاشیہ: تشریح۔)

(حاشیہ: یہ قاعدہ صراحتاً بیان نہیں ہوا ہے بلکہ دلیلاً استنباط کیا گیا ہے)

---

[۱] قول جاگیلاک مقولہ ایراوت وبلم بھٹ اور بیادتندیو۔

[۲] قول جاگیلاک مقولہ بلم بھٹ اور وش روپ و متر مصر و ایراوت اور سول پان۔

پر مبنی ہے۔

صورتیکہ غلط ہوسے اس فیصلے کے جو مسئلہ دیتی ہو مگر الزام عائد نہیں ہوتا

۸۔ اگر ایک فیصلہ بلحاظ استنباط اور قانون صریح کے صادر ہو مگر روئداد مقدمہ کے خلاف ہو تو حاکمان عدالت لازم نہیں ہو سکتے کیونکہ گوتم کا یہ قول ہے کہ "استنباط امر حق کے انکشاف کا طریقہ ہے لہذا باعتبار اُسکے نتیجہ مستخرج ہونا چاہیے بعد ازاں وہ بیان کرتا ہے کہ وہ ایسی صورتوں میں راجہ اور اُس کے عہدہ دار الزام سے بری ہیں"[1]

قرض غلط کا ذکر۔

۹۔ یہ قاعدہ جو درباب باطل ہونے قول ایک شخص کے نسبت دعویٰ جزو کے ہے اُسکی تعبیر یہ نہیں ہونی چاہیے کہ اُس سے صرف نامنظوری مدعا علیہ کے بیان کی مراد ہے کیونکہ اُسمیں صاف یہ لکھا ہے کہ جس شخص کا قول ایک جزو کی بابت باطل ٹھہرے اُس سے راجہ کل شئے دعوی دلاویگا۔

قول کاتیاین ایسا صاف نہیں ہے

۱۰۔ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ "جس نالش میں متعدد دعوی شامل ہوں اسمیں دائن صرف وہی شئے پاوے گا جسکی بابت وہ اپنا دعویٰ گواہوں اور دیگر ثبوت سے ثابت کرسکے"[2]

یہ قول متعلق ہے اس امر سے کہ باپ یا مورث نے روپیہ قرض لیا ہو اور بیٹا یا دیگر ورثہ قرضہ ادا کریں۔

جو صورت ہے قاعدہ مذکورہ بالا متعلق نہیں ہے۔

۱۱۔ اگر ایسی صورت میں بیٹے یا دیگر وارث پر متعدد دعوی دائر ہوں اور وہ عذر لاعلمی پیش کرے تو وہ منکر متصور ہوگا اور اگر قول اُسکا ایک جزو کی بابت باطل ٹھہرے تو بھی جھوٹ بولنے کا الزام عائد نہیں ہوتا پس جو قول کہ درباب انکار نسبت مقدمہ متعدد دعاوی تحریری کے ہے وہ صورت ہذا سے متعلق نہیں ہے کیونکہ یہ صورت انکاریہ نہیں ہے اور اسی جہت سے وہ استنباط لازم نہیں آتا جو صورت انکاریہ سے متعلق ہے۔

---

[1] قول منقولہ بیادتندیو۔

[2] منقولہ بیادتندیو اور ویوادچنتامنی اور بیادارنوشو۔

۱۲۔ پس پچھلے قول کا تیا ئن کو جو بالعموم عذر لاعلمی کی بابت ہے اُس علم خاص سے جدا گانہ تصور کرنا چاہیے جو انکار کی نسبت ہے۔

کاتیائن کا قول عذر لاعلمی سے متعلق ہے

۱۳۔ ۱ اگر جملہ مقدمات قرضہ اور دیگر ایسے مقدمات مین جو قریب التحقیق ہون [1] دعوی سے کم یا زیادہ ثابت ہو تو دعوی بخوبی ثابت متصور نہین ہے [2] یہ قول کاتیائن کا ہے اور مراد اُسکی یہ ہے کہ اگر شہادت یا اور ذریعے سے دعوی کا صرف ایک جزو یا دعوی سے زائد ثابت ہو تو کل دعوی ثابت متصور نہ ہوگا اگر یہ قول اعتراضاً پیش ہو کر یہ بحث کیجاے کہ دعوے کے ایک جزو کے ثبوت سے کسی حالت مین وہ جزو ثابت نہین ہوسکتا جو غیر ثابت ہو تو جواب اُسکا یہ ہے کہ گو قول مذکور کے معنی یہ ہین کہ بوجہ ضرورت ثبوت کل دعوے کے اگر دعوی کا ایک جزو یا زیادہ بگواہی گواہان ثابت کیا جاے تو اس سے ثابت ہونا کل دعوی کا لازم نہین آتا تاہم اس عبارت کے مستعمل ہونے سے کہ "دعوے بخوبی ثابت متصور نہین ہے" یہ مراد ہے کہ شک باقی رہتا ہے اور دیگر ثبوت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے چنانچہ اس عبارت سے بھی کہ "فریب پر لحاظ نہ کیا جاے" اس راے کی تائید ہوتی ہے [3]

اگر زیادہ یا کم دعوے سے ثابت ہو تو دیگر ثبوت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے

۱۴۔ لیکن اگر فوجداری کے استغاثون مین الزام کا ایک جزو اُن گواہون سے ثابت ہو جاے جو واسطے اثبات کل الزام کے گذرے ہون تو ایسی صورتون مین اثبات کل الزام کا لازم آتا ہے کیونکہ بموجب قول کاتیائن کے ایسے استغاثون مین

فوجداری کے استغاثون مین ایک جزو کا ثبوت واسطے ثبوت کل کے کافی ہے۔

[1] استھر پراے یعنی قریب التحقیق" اھوا یا ایسی قسم کے مقدمہ کا ثبوت ایسی شہادت وغیرہ پر منحصر ہے جو علامات اور دیگر وجوہ ضعیفہ پر مبنی ہو لہذا ایسے مقدمات مذبذب ہین لیکن قرضہ اور اسی قبیل کے مقدمات کا ثبوت اُس شہادت پر منحصر ہے جو وجوہ قویہ پر مبنی ہو چنانچہ یہ مقدمات قریب التحقیق ہین یسبودھنی۔

[2] قول منقولہ بیرمترادوداے دسمرتی چندریکا اور بیاد تندیو۔

[3] فصل ۲۔ اشلوک ا۔

اسی قدر ثبوت کافی ہے اور وہ قول یہ ہے کہ ”اگر زنا اور چوری کے مقدمات مین گواہان گذرانیدہ کے اظہارات سے الزم کے صرف ایک جزو کی صداقت ہو تو کل الزام کا ثبوت لازم آتا ہے“۔[۱]

۱۵-لیکن ایک قول مقدس یہ ہے کہ ”درصورت انکار ایک سے زیادہ دعوی تحریری کے“ الخ اور دوسرا قول مقدس یہ ہے کہ ”اگر ایک مقدمہ مین دعوی متعدد ہون“ ایسی صورت مین یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ منجملہ دونون قولون کے ایک بھی قابل وثوق نہین ہے کیونکہ اُنکے باہم تناقض اور تخالف ہے اور اختلاف اُنکا بذریعہ متعلق کرنے اُنکے مطالب جداگانہ کے رفع نہین ہو سکتا۔ جواب اسکا یہ ہے کہ ”جب دو قول مقدس مین اختلاف ہو تو جو قول زیادہ تر جسمے سے متعلق ہو وہی زیادہ تر موثق ہے“[۲] جب باہم دو قول مقدس کے تناقض ہو تو ہر قول پر فرداً فرداً لحاظ کر کے تناقض کو رفع کرنا چاہیے اور جو قول کہ بلحاظ عام یا خاص استنباط کے[۳] یا اور کسی طور پر[۴] متعلق ہو وہی زیادہ تر موثق اور محکم ہے۔ اگر یہ پوچھا جاے کہ یہ تعلق کس طور سے معلوم ہوگا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ وہ تعلق بذریعہ تجربہ و دیرینہ تجربہ کے جس سے علت و معلول کے باہم واسطہ واضح ہوتا ہے دریافت ہو سکتا ہے۔

مباحثہ اس بات مین کہ جب دو دو قول مقدس مین اختلاف ہو تو کیا کرنا چاہیے۔

---

[۱] مقولہ بیرسترا و دراسے وسمرتی چندریکا اور بیاد ارنو ستو۔

[۲] قول جاگیلاک منقولہ سول یان دبلم بھٹ وغیرہ۔

[۳] عام یا خاص استنباط کو ”ادرت سرگیا بادھن“ کہتے ہین استثنا سے قاعدہ عام منسوخ ہوتا ہے اور طریقہ تعبیر قواعد عام وخاص کا یہی ہے۔ یا اور کسی طور پر ”اسکے یہ معنی ہین کہ اگر ایک قول امر متنازعہ سے مناسبت رکھتا ہو تو وہ اُس سے متعلق ہوگا یا درصورت مخالفت کے غیر متعلق ہوگا۔ سبودھنی۔

[۴] اسکو نیا یعنی منطق مین انویہ اور وترک کہتے ہین۔ انویہ سے وہ تعلق افعال مراد ہے کہ اُنمین سے جب ایک فعل وقوع مین آوے تو دوسرا بھی وقوع مین آوے اور وترک مراد ہے اُس واسطہ افعال سے کہ اگر منجملہ اُنکے ایک فعل ظہور مین نہ آوے تو دوسرا بھی ظہور مین نہ آوے۔ تنبیہ متعلقہ خلاصہ دھرم شاستر جلد ۱ ص ۹۔

فرداً فرداً متعلق کرنا قواعد کا

۱۶- علاوہ اسکے جس صورت کا ذکر ابھی پیش ہے اُسمین قواعد کو فرداً فرداً متعلق کرنا چاہیے جملہ اور دیگر حالتون مین اختیار ہے کہ جن خاص صورتون سے وے قواعد متعلق ہوسکتے ہون اُنسے متعلق کیے جا وین -

استثنا دست آئین مقدس کے -

۱۷- قاعدہ کلیہ جو درباب تناقض اقوال کے ہے اُسکی نسبت ایک استثنا خاص بیان کیا گیا ہے "یہ ایک قاعدہ مقررہ ہے کہ دھرم شاستر یعنی آئین مقدس کو بمقابلہ ارتھ شاستر یعنی آئین مدنی کے زیادہ تر وثوق ہے" [۱] بلحاظ اس عبارت کے کہ "بموجب مجموعہ قوانین مقدس کے" [۲] اس جگہ قوانین مدنی مثل تالیفات اسناس وغیرہ کے خارج قرار دیے گئے ہین پس اس سے مستنبط ہے کہ قواعد مدنی سے وہ قواعد مراد ہین جو درباب راجاؤن کی خدمت منصبی کے ہین اور آئین مقدس مین داخل ہین - اگر کسی صورت مین باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے اختلاف ہو تو آئین مقدم الذکر کو بمقابلہ آئین آخر الذکر کے زیادہ وثوق ہوگا - جو کچھ کہ بیان کیا گیا یہی قاعدہ باتعریف مسلمہ ہے -

فائق ہونا آئین مقدس کا بمقابلہ آئین مدنی کے -

۱۸- اگرچہ باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے بوجہ اشتمال منشاء اُنکے چندان اختلاف نہین ہے لیکن چونکہ فرض مذہبی کی بحث فائق اور آئین مدنی بمقابلہ اُسکے کم رتبہ ہے لہذا آئین مقدس زیادہ تر وثوق کے قابل ہے اور اس قول سے مراد یہی ہے چنانچہ اس کتاب کے شروع ہی مین امور مذہبی کی بزرگی ظاہر کی گئی ہے [۳] پس جب کہ باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے اختلاف ہو تو آئین آخر الذکر پر لحاظ نہ ہوگا اور یہ اختیار نہین ہے کہ اُنہر فرداً فرداً استدلال کیا جاوے -

---

[۱] قول یاگیہ والک منقولہ سول پانی وللم بھٹ وغیرہ -

[۲] باب اول ص ۱- اشلوک ۲ -

[۳] باب اول درباب فرائض مذہب ورسمیات کے -

بعض قول جو نظا ہر متناقض معلوم ہوتے ہیں قاعدہ مدنی و آئین مقدس ہیں ہو سکتے۔

۱۹- مثلاً اگر وہ کوئی آدمی ایک فرشد یا بچے یا بوڑھے آدمی یا عالم برہمن کو جو بہ ارادہ مخالفت آوے بلا تامل مار ڈالے تو مواخذہ نہیں ہو سکتا۔[1] اُس شخص کے قاتل کی نسبت جو بارادۂ مخالفت چڑھ کر آوے عام اس سے کہ وہ ارادہ ظاہر ہو یا مخفی مطلق کچھ جرم عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ غیظ کا مقابلہ غیظ ہے[2] اگر وہ لڑائی مین ایک آدمی بہ ارادہ مخالفت دوسرے شخص پر چڑھ کر آوے تو شخص مذکور کو چاہیے کہ اُس آدمی کے مارنے کے واسطے کوشش کرے گو وہ آدمی کل بید انت جانتا ہو ایسے فعل سے شخص مذکور برہمن کا قاتل متصور نہیں ہوتا،،[3] یہ تمثیلین قواعد مدنی کی ہین۔ وہ اگر برہمن کو نادانستہ مار ڈالے تو اُس کے واسطے یہ کفارہ معین ہے لیکن جو شخص کہ عمداً ایک برہمن کو مار ڈالے اُسکے واسطے کسی کفارہ کی اجازت نہیں ہے،،[4] یہ اور دیگر قول آئین مقدس کے ہین لیکن جب کہ آئین مقدس بمقابلۂ آئین مدنی کے فائق تصور کیا جاوے تو اُس صورت مین ان انتخابات کو بطور تمثیلات اختلاف ہر دو آئین کے منقول نہین کرنا چاہیے۔

قواعد مدنی صرف مؤید آئین مقدس کے ہین۔

۲۰- چونکہ یہ دو قول مذکورۂ بالا ایک ہی مطلب سے متعلق نہیں ہین لہذا باہم اُنکے تناقض نہیں ہے اور اسی جہت سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ قول وہ کہ اگر ایک شخص ایک مرشد یا بچے یا بوڑھے آدمی کو بلا تامل مار ڈالے،، الخ اور دیگر قول صرف بتائید ان قولون کے بیان کیے گئے ہین وہ کہ ایک برہمن مجاز ہے کہ بنظر حفظ مذہب کے

---

[1] قول منو اور روشن جو بیا داز نو ستو مین درج ہے لیکن میر متراددا کے سے معلوم نہین ہوتا کہ کس کا قول ہے۔

[2] میر متراودا کے سے معلوم نہین ہوتا کہ کسکا قول ہے لیکن کالکا بھٹ کہتا ہے کہ یہ قول منو کا ہے۔

[3] قول کاتیائن مندرجہ بیا داز نو ستو اور میر متراودا ئے۔

[4] قول منو منقولہ کالکا بھٹ وغیرہ۔

ہتھیار سے تعبیر ہوا ہے۔ ”جو شخص کہ اپنی ذات کے حفاظت کے واسطے در صورت تہدید کے اسباب عبادت کے لڑائی میں اور محفوظ رکھنے برہمنوں یا عورات کے دوسرے شخص کو بطور جائز مار ڈالے وہ مجرم نہیں ہے“۔ یعنی جو شخص کہ اپنے حفاظت کے واسطے یا بخیال حفظ اسباب عبادت یعنی اُن چیزوں کے جو لڑائی میں واسطے انصرام رسوم عبادت کے درکار ہوں دوسرے شخص کو بغیر ہتھیاروں سے مار ڈالے یا اُس شخص کو مار ڈالے جو بہ ارادہ مخالفت عورت یا برہمنوں پر چڑھ کر آوے تو قاتل مستوجب سزا نہیں ہے۔

۲۱۔ درحالیکہ مار ڈالنا مرشد یا اور لوگوں کا جنکی ذات نہایت مقدس ہے در صورت چڑھ کر آنے اُنکے بہ ارادہ مخالفت کے جائز ہے تو مار ڈالنا اوروں کا بدرجہ اولے جائز ہوا۔ پچھلے قول میں لفظ ”یا“ اور اس قول کے شروع میں کہ ”وہ کل ہدایت جانتا ہو“ لفظ ”کو“ مستعمل ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ بطور قطعی بیان کرنا مقصود نہیں ہے کہ مرشد اور دیگر شخص مثل اُنکے مار ڈالے جائیں۔ چنانچہ سونتو کے اس قول سے بھی یہی معنی مستنبط ہو سکتے ہیں کہ ”جو کوئی با ششناء کا

جو قول کہ بابت مار ڈالنے ایک برہمن کے ہے بتغییر ترکیب لحاظ معنی لفظی کے نہیں ہونی چاہیے۔

لے قول سومنتو کا لکھا بعث وغیرہ۔

سے یہ کل بحث کسی قدر غیر مصرحہ ہے مراد اُسکی یہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ بیان کیا گیا تھا کہ جب آئین مقدس اور آئین مدنی کے احکام میں باہم اختلاف ہو تو آئین مقدس کے احکام پر بلالحاظ آئین مدنی کے عمل ہونا چاہیے لیکن مصنف کو یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ گو صورتہاے منقولہ میں بظاہر اختلاف ہے مگر درحقیقت وہ باہم مخالف نہیں ہیں اور اگر تعبیر لفظی نہ کیجاے تو دونوں صورتیں قائم رہ سکتی ہیں اور آئین مدنی کے احکام کو ان صورتوں میں بمعنی مبالغہ مفہوم کرنا چاہیے اور اجازت جو درباب عمداً قتل کرنے ایک برہمن کے درصورت چڑھ کر آنے اُسکے ساتھ ارادہ مخالفت کے ہے اُسکو بلحاظ معنی لفظی کے نہیں مفہوم کرنا چاہیے بلکہ یہ امر محضاً اس بات کے ثابت کرنے کے واسطے قائم کیا گیا ہے کہ اور لوگ جو بادی مخالفت ہوں اُنکے مار ڈالنے کے واسطے اجازت ہے۔

یا برہمن کے بارادۂ مخالفت چڑھ کر آوے اُسکا مارڈالنا جرم نہین ہے" اور منو کے اس قول سے بھی واضح ہے کہ "مرشد یا مفسر علم اور باپ یا مان اور برہمنون یا گایون کو کہ ان سب کا وجود پاک ہے قتل کرنا نہین چاہیے"۔ [۱]

لیکن برہمنون کے باب مین ایک استثنا ہے۔

۲۲- یہ قول اُسی صورت مین صادق آتا ہے کہ جب وہ اُس امتناع سے متعلق کیا جاے جو درباب قتل مرشدون اور مثل اُنکے دیگر شخصون کے ہے کہ بارادۂ مخالفت چڑھ کر آوین لیکن اور کسی صورت مین صادق نہین آتا کیونکہ ہلاکت کی نسبت شاستر مین بالعموم امتناع ہے "جو شخص کہ بارادۂ مخالفت چڑھ کر آوے اُسکا مارڈالنا جرم نہین ہے" الخ- یہ قول بھی باستثناء برہمنون اور مثل اُنکے دیگر شخصون کے اور لوگون سے متعلق ہے۔

تعریف عامۂ اشخاص بانی فساد۔

۲۳- چھ قسم کے شخص بانی فساد موسوم ہین یعنی آتش زن- وہ شخص جو زہر دیوے وہ شخص جو قتل کرنے والے آلہ سے حملہ کرے- چور غاصب ارضی- جو شخص دوسرے کی زوجہ کو بھگا لیجاوے [۲] اور جو تلوار یا زہر یا آگ سے ہلاک کرنے کا قصد کرے اور جو ہاتھ اُٹھا کر بد دعا مانگے اور جو بذریعۂ منترون [۳] کے ہلاک کرے اور جو راجہ کی نسبت جاسوسی کرے اور زانی اور عیب جو- ان شخصون اور مثل اُنکے اور لوگون کو بانی فساد تصور کرنا چاہیے- بانی فساد کی یہی تعریف عامہ ہے۔

برہمنوں اور دیگر شخصوں کو جنکا وجود پاک ہو کسی صورت مین قتل کرنا نہین چاہیے۔

۲۴- لیکن اگر برہمنون اور مثل اُنکے اور لوگ بانی فساد ہون تو ایک شخص جو اُنکی ہلاکت کا ارادہ نہ رکھتا ہو صرف بنظر اپنے حفظ کے اُنکا مقابلہ کرسکتا ہے - اگر برہمن وغیرہ بلا قصد ہلاک ہو جائین تو ایک کفارہ مختصر کرنا چاہیے لیکن راجہ

---

[۱] قول منو مندرجۂ کالکامہٹ وغیرہ۔

[۲] قول مندرجۂ بیرمترادواسے اور باد آنوستو اور دیبک لیکم۔

[۳] اصل مین لکھا ہے جو لوگ بذریعۂ اتھرویدکے"۔ یہ خوب معلوم ہے کہ اتھروید مین دشمنون کی ہلاکت کے واسطے بہت سی صورتین بد دعا کی مندرج ہین۔

کچھ سزا نہ دے گا۔ چونکہ یہ نتیجہ قرار پایا لہذا ضرور ہوا کہ اور قول بطور تمثیل اختلاف باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے بیان کیا جاے۔

قول بطور تمثیل قاعدۂ مذکورۂ بالا کے۔

۲۵۔ مثلاً اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ حصول دوست کہ زیادہ مرغوب ہے سونے اور ارضی کے حصول سے لہذا آدمی کو دوست کے حاصل کرنے مین بدل کوشش کرنی چاہیے "[1] یہ قاعدہ آئین مدنی کا ہے لیکن آئین مقدس کا یہ حکم ہے کہ "راجہ کو غصہ اور طمع سے مبرا الخ" [2] ان دو قولون مین کسی قدر اختلاف ہے کیونکہ مقدمۂ مرجوعۂ عدالت مین دوستی اُسی صورت مین حاصل ہوگی جب جتانا ایک فریق کا پیشتر سے تجویز کیا جاے لیکن یہ امر آئین مقدس کے مطابق نہ ہوگا کیونکہ اُسکے مطابق فریقین سے کسی فریق کا جتانا پیشتر سے تجویز نہین ہو سکتا اور اس جہت سے دوستی کا حصول متعذر ہوگا۔

کفارہ درصورت ترجیح دینے آئین مدنی کے۔

۲۶۔ پس اس صورت مین آئین مقدس بمقابلہ آئین مدنی کے زیادہ موثق ہے اور اپاس ہبٹ نے ایک سخت کفارہ اُس شخص کے واسطے تجویز کیا ہے جو درصورت ہونے مخالفت باہم آئین مقدس و مدنی کے آئین مدنی کی نسبت متوجہ ہو۔ مدت کفارۂ مذکور بارہ برس ہے۔

باب تیسرا
شہادت کی نوعیت عامہ کے بیان مین
فصل پہلی

قول منقول کیا گیا

۱۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعی نسبت اُس امر کے جسکا اثبات منظور ہو فوراً

[1] بیر مترادو دائے سے معلوم نہین ہوتا کہ کسکا قول ہے۔

[2] باب اول فصل ا۔ اشلوک ۲۔

شہادت قلمبند کرے لیکن قبل اسکے یہ سوال ہوسکتا ہے کہ وہ شہادت کس قسم کی ہوگی

شہادت چار قسم کی ہے

۲ - یہ بیان کیا گیا ہے کہ شہادت سے مراد ہے ثبوت تحریری اور قبضہ اور گواہون سے اور درصورت موجود نہونے ان کل شہادتون کے بحکم ہے کہ منجملہ تصدیق ہاے غیبی کے ایک تصدیق پر عمل کیا جاے سہ

شہادت کی تقسیم مزید

۳ - شہادت وہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے ایک امر ثابت یا فیصل کیا جاے اور یہ دو قسم کی ہے انسانی اور غیبی - انسانی شہادت تین قسم کی ہے دستاویزات اور قبضہ اور گواہان - یہ قول زبردست عالمون کا ہے - دستاویزات دو قسم کی ہین سرکاری اور خانگی چنانچہ سرکاری دستاویزات کی تشریح ابھی ہو چکی ہے اور خانگی دستاویزات کا ذکر آیندہ لکھا جاے گا - قبضہ سے تصرف مراد ہے گواہون کا ذکر آیندہ کیا جاے گا -

جواب بتحریری اور شہادت نسبت

۴ - اگر یہ تسلیم کیا جاے کہ دستاویزات پر بوجہ زبان سے بیان ہوسکنے انکے مضمون کے اور گواہون پر بوجہ کان سے مفہوم ہونے انکے قول کے سہ

سہ - قول جاگیلک منقولہ مترا ودائے اور ہیوادر چنتامنی اور بیادتندپوا ویوہار میوکہ -

ے باب اول ہین جو در باب فرائض مذہب اور رسوم کے ہے جاگیلک کے یہ قول منقول ہین یعنی جب مہراجہ اراضی یا کسی طرح کے حقوق بخشے تو اسکو چاہیے کہ واسطے اطلاع ان اچھے راجاؤن کے جو اسکے جانشین ہون ایک بخشش نامہ تحریر کرے - اپنا نام اور اپنے مورثون کے نام بیان کرکے ریشمی پارچہ پر جو تحریر کے واسطے تیار کیا گیا ہو یا تانبے کے تپرہ دستاویز لکھا دے اور اسپر اپنی مُہر کی انگوٹھی سے مُہر کردے سہ سبود ہنی -

سہ واسطے بخوبی سمجھنے اس امر کے یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ بموجب مانساشاستر کے ثبوت کے تین طریق ہین پرتکش یعنی شہادت حواس اور انومان یا شہادت بذریعہ استنباط اور شبد یا شہادت قول -

شہادت کا اطلاق ہوسکتا ہے لیکن ساتھ ہی اسکے یہ حجت پیش کیجاے کہ
قبضہ مین یہ صفت نہین ہے لہذا وہ شہادت متصور نہین ہوسکتا تو
اسکا جواب یہ ہے کہ قبضہ شمول اور صنفون کے شہادت متصور ہے
کیونکہ اشعر خواہ نیت ملکیت کا اور قرینہ مناسبت سے[1] مستنبط
اور قیاس[2] سے مستخرج ہوسکتا ہے پس قبضہ پر از روے استنباط خواہ بوجہ
اُسکے قائم بالذات نہونے کے ثبوت کا اطلاق ہوتا ہے۔

درصورت نہونے اور شہادت کے تصدیق غیبی پر عمل کیاجاے۔

۵- درصورت نہونے دستاویزات اور دیگر دوقسم کی شہادت کے یہ لکھا ہے
کہ تصدیق غیبی پر کہ وہ شہادت کی ایک قسم ہے اور بیان اُسکی حقیقت اور اُس
فرق کا جو باہم اُسکے اور دیگر شہادت کے ہے آیندہ کیا جاے گا بلحاظ مناسبت
قوم اور موقع اور زمانہ کے عمل ہونا چاہیے چنانچہ یہ امر اس قول منقولہ بالا سے متحقق
ہے کہ- درصورت موجود نہونے ان کل شہادتون کے یہ حکم ہے کہ منجملہ

[1] دیو بچار یعنی مناسبت منطق کی اصطلاح ہے - ہتو ابھاس پانچ قسمین
ہین - سویو بچار - برودھ - ستپرتی پکس - اسدھی - وادھو - بغرض اثبات
کسی امر کے پیش کرنا ایسی دلیل کا جو بظاہر معقول لیکن دراصل لغو ہو
ہتو ابھاس کہلاتا ہے - اگر علت اور معلول کے باہم موقع کی نسبت
مطابقت ہو یا غیر مطابقت تو یہ سویو بچار کہلاتا ہے - کتاب وارڈ صاحب
جلد اول ص ۳۰۹ -

[2] قیاس یعنی ارتھاپت - یہ طریقہ دلیل کا خاص میمانسا شاستر سے متعلق ہے -
کولبروک صاحب نے اپنی تصنیف فلسفۂ ہنود مین یہ لکھا ہے کہ قیاس یعنی ارتھاپت نتیجہ
اُس شے کا ہے جو خلاف ایک قیاس خاص کے اور طور پر نہوسکے یعنی اس قاعدہ سے
وجود اُس شے کا جو خود محسوس نہو بذریعہ دوسری شے کے جو محسوس یا مسموع یا ثابت ہو
خواہ مجوزہ مستنبط کیا جاتا ہے -

تصدیق ہاے غیبی سے ایک تصدیق پر عمل ہونا چاہیے سلہ اور بھی یہ بات اس وجہ سے متحقق ہے کہ تصدیق غیبی کی حقیقت اور اُس کے ثبوت کا بیان دھرم شاستر مین کیا گیا ہے سلہ

شہادت انسانی کو ترجیح ہے تصدیق غیبی پر۔

۶ - لیکن اگر دو شخص بزمانہ واحد عدالت مین دعویدار ہون اور ایک کو شہادت انسانی پر استدلال ہو اور دوسرے کو تصدیق غیبی پر تو جس شخص کو کہ شہادت انسانی پر استدلال ہو اُسکا دعوے پہلے مسموع ہونا چاہیے - چنانچہ کاتیائن کے قول سے واضح ہے اور وہ قول یہ ہے کہ ”اگر ایک فریق شہادت انسانی پیش کرے اور دوسرے کو تصدیق غیبی پر استدلال ہو تو راجہ کو چاہیے کہ بیشتر نسبت شہادت انسانی کے تحقیقات کرے اور تصدیق غیبی پر عمل نہ کیا جاے“ سلہ

اگر دعوی کا جزو کثیر شہادت انسانی سے ثابت ہو جاے تو تصدیق غیبی پر عمل نہین کرنا چاہیے۔

۷ - علاوہ اسکے جب واسطے ثبوت جزو کثیر دعوے کے شہادت انسانی موجود ہو تو ایسی صورت مین تصدیق غیبی پر عمل کرنا نہین چاہیے مثلاً قرضہ سودی بقدر سو روپیہ کے لیا گیا ہو اور اُس کے لینے سے انکار ہو اور نسبت دیے جانے روپیہ کے گواہ موجود ہون لیکن نہ بہ نسبت اُسکی تعداد خواہ شرح سود مصرحہ کے اور دعویدار یہ درخواست کرے کہ مین ان مراتب کو تصدیق غیبی سے

سلہ دفعہ ۲ - مرقومہ بالا دیکھی جاوے -

سلہ وہ بیان دھرم شاستر مین کیا گیا ہے“ یعنی جب ثبوت محسوس ہو تو ثبوت غیر محسوس پر عمل کرنا بیجا ہے اور چونکہ تصدیق غیبی کی حقیقت کا بیان بطور ثبوت کے صرف دھرم شاستر مین مندرج ہے اور اہل دنیا اُسکی حقیقت مفہوم نہین کر سکتے لہذا جبتک کہ ثبوت محسوس موجود ہو غیر محسوس شہادت پر عمل کرنا نہین چاہیے - یسبودھنی -

سلہ منقولہ سمرتی چندریکا اور بیوہار مادھویہ اور بیوہار چنتامنی اور بیاد تندیو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار مادھویہ لیکن سمرتی چنتامنی اور بیوہار میوکھ مین نارد کا قول ہے -

ثابت کرونگا تو ایسی حالت مین بھی بموجب اس قاعدے کے کہ "اگر ایک سے زیادہ دعوے تحریری سے انکار ہو" لے تصدیق غیبی پر بغرض اثبات مقدار رقم خواہ سود مصرحہ کے عمل نہین ہو سکتا۔

کاتیائن نے بھی یہی قاعدہ بیان کیا ہے

۸- کاتیائن نے یہ بیان کیا ہے کہ "اگر شہادت انسانی مقدمہ کے صرف ایک جزو کی نسبت بھی متعلق ہو تو وہ ترجیح منظور کیجاسے اور اُن شخصون کی شہادت پر عمل کرنا نہین چاہیے جو اس بات پر راضی ہون کہ کل مقدمہ بذریعہ تصدیق غیبی کے ثابت کیا جاسے" لے

تصدیق غیبی پر صرف اسی صورتون مین عمل ہونا چاہیے جب شہادت انسانی موجود نہو۔

۹- لیکن اگر کوئی قول مشعر اس حکم کے ہو کہ بحالت تجویز جرائم مخفی کے تصدیق غیبی پر عمل ہونا لازم ہے تو بھی وہ قول صرف اُن صورتون سے متعلق ہوگا جب شہادت انسانی موجود نہو اور ہر چند نارد نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ "اگر صحرا یا غیر آباد مقام مین یا رات کے وقت یا مکان کے اندر حملہ کیا جاسے یا امانت سے انکار ہو تو ایسی صورتون مین تصدیق غیبی پر عمل کرنا واجب ہے" لے لیکن یہ قاعدہ بھی صرف درصورت موجود نہ ہونے شہادت انسانی کے متعلق ہوگا۔ عام یہ قاعدہ مقرر ہے اور استثناء جو اُسکی نسبت کیا گیا ہے اُسکا ذکر آیندہ کیا جاسے گا۔

استثناء۔

۱۰- تقدیم حملہ یا حملہ اور عمل بیجا کی تحقیقات اور کل مقدمات شدائد مین جنکے وقوع کو عرصہ گذرا ہو گواہون سے تصدیق غیبی کا عمل کرنا واجب ہے۔ لے

لے منقولہ بیرمترا ودائے اور بیوہار میوکھ اور بیادستدیو اور سمرتی چندریکا۔

لے منقولہ بیادستدیو اور بیرمترا ودائے۔

لے قول برہسپتی منقولہ بیادستدیو اور کاتیائن کا قول منقولہ بیرمترا ودائے اور سمرتی چندریکا اور بیوہار چنتامنی۔

رواج کا ثبوت منحصر اوپر دستاویزات کے

۱۱- مراتب مذکورہ الصدر کے بعد چند قواعد درباب دستاویزات اور دیگر شہادت کے بیان کیے گئے ہیں ''نسبت جماعت ہائے اہل شہر یعنی اہل ولایت یعنی اہل تجارت یعنی سرینی یا کارخانجات مختلف حرفون یعنی گنا کے رواج مستمرہ کا ثبوت شہادت دستاویزی پر منحصر ہے اور ایسی صورت میں نہ تصدیق غیبی کی ضرورت ہے نہ گواہون کی''۔ ؎

دیگر صورتون میں قبضہ ثبوت ہے۔

۱۲- ''علیٰ ہذا القیاس جو دعوے کہ درباب حق ایک راستہ یا سڑک کے ہو اور نیز بدررو کے دعوے میں قبضہ سے نہایت واثق ثبوت حاصل ہوتا ہے ایسی صورت میں تصدیق غیبی یا گواہون کی ضرورت نہیں ہے''۔ ؎

اور صورتون میں گواہ درکار ہیں۔

۱۳- ''جب کہ مقدمات درباب ادا ہونے یا نہ ہونے زرمشاہرہ یا باہم آقا اور لازم یا درباب نہ دینے قیمت شئے خریدہ کے ہون یا جب کہ بوسیلہ پانسہ پھینکنے خواہ جانوران بازی کے شرط بدی گئی ہو اور اسکی بابت تکرار پیدا ہو تو ان کل صورتون میں گواہون کی شہادت پر عمل کرنا چاہیے نہ تصدیق غیبی یا دستاویزات پر''۔ ؎

فصل دوسری

ایک امر کو دوسرے پر ترجیح دینا

بعض صورتون میں قبضہ نہایت موثر ہوتا ہے۔

۱- یہ سوال کیا گیا ہے کہ اگر ہر فریق کی جانب سے ایسی شہادت پیش ہو

؎ قول برہسپتی منقولہ بیادتندیو اور کاتیائن کا قول منقولہ بیرمترودوا کے وسمرتی چندریکا اور بیوہار رتنامنی۔

؎ قول کاتیائن منقولہ بیرمترودوا کے اور بیوہار رتنامنی اور سمرتی چندریکا لیکن بیادتندیو میں بطور قول برہسپتی مندرج ہے۔

؎ ایضاً ایضاً

جس کے باہم ترجیح کی کوئی صورت معین نہ ہو اور ایک فریق کا دعوےٰ فعل زمانہ سابق کی بابت ہو اور دوسرے کا زمانہ مابعد کی بابت تو منجملہ ان دونوں فعلوں کے اُس فعل کو زیادہ تر وثوق ہوگا۔ اسکے جواب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ "جملہ دیگر معاملات مین فعل مابعد غالب رہے گا" ؎

تشریح۔

۲ جائداد کے مقدمات مین بالعموم اور زر قرضہ وغیرہ کے مقدمات مین "فعل مابعد" یعنی جو پیچھے وقوع مین آیا یا معاملہ مابعد غالب رہے گا۔ اگر فعل مابعد ثابت ہو جائے تو مظہر اُسکا جیتیگا اور گو فعل سابق ثابت ہو جائے تو بھی مظہر اُسکا اپنا مقدمہ ہارے گا۔

تمثیل۔

۳۔ اگر ایک فریق اثبات زرقرضہ کا اُسکے دیے جانے کی بنا پر کرے اور دوسرا یہ عذر پیش کرے کہ مجکو کچھ نہین دینا ہے تو ایسی صورت مین گو دونوں فعل یعنی دیا جانا اور ادا کیا جانا زر کا شہادت سے ثابت ہو ادا کیا جانا زر کا زیادہ تر موثق ہے اور جس فریق نے کہ ادا ہو جانے کا عذر پیش کیا اُسکے حق مین فیصلہ صادر ہوگا۔

تمثیل دیگر۔

۴۔ علیٰ ہذا القیاس اگر ایک شخص نے سو روپیہ سودی بشرح فی صد ایک روپیہ کے قرض لیا ہو اور وہ بعد ازان یہ اقرار کرے کہ مین تین روپیہ سیکڑا سود دونگا اور ان دونوں معاہدون کی نسبت ثبوت موجود ہو تو ثبوت نسبت تین روپیہ سیکڑے کے زیادہ تر موثق ہوگا کیونکہ وہ پیچھے واقع ہوا اور وجود فعل سابق سے متناقض ہے۔ علاوہ اسکے یہ بیان کیا گیا ہے کہ "فعل مابعد جو فعل سابق کا ناسخ نہ ہو بے وجود ہے"

رہن و ہبہ و بیع کی صورت مستثنیٰ ہے۔

۵۔ اس قاعدہ کی نسبت ایک استثنا کیا گیا ہے "لیکن رہن اور

؎ قول جاگبلک منقولہ بیاد ھنگار نوا ور بیاد آرتھوستوا ور دامے نت۔

[1] ہبہ اور بیع کی صورت مین معاملہ سابق کو نہایت زیادہ وثوق ہوگا ۔
ان تین صورتون یعنی رہن وغیرہ مین فعل سابق زیادہ مستحکم ہوگا مثلاً کوئی شخص
ایک قطعہ اراضی بابت زرمعاوضہ کثیر کے ایک شخص کے پاس رہن رکھ کر اُسی
قطعہ کو بعد ازان دوسرے شخص کے پاس بابت زرمعاوضہ کثیر کے رہن کرے تو
حق اُس اراضی کا مرتہن اول کو حاصل ہوگا نہ مرتہن ثانی کو اور یہی صورت معاملات
ہبہ اور بیع کی ہے ۔

جواب اعتراض ۔

۶ ۔ اگر غیر متعلق ہونا اس قاعدہ کا بااظہار اس حجت کے بیان کیا جاوے کہ چونکہ
ایک شئے جو ایک شخص کے پاس رہن ہوگئی ہو وہ دوسرے شخص کے پاس
بسبب خارج ہوجانے اصل مالک کے حقیت سے رہن نہین ہوسکتی اور
ہبہ یا بیع اُس شئے کا جو کسی کو دی گئی یا فروخت ہوئی ہونا ممکن ہے تو
ایسی حجت درست نہین ہے کیونکہ اس جگہ یہ مقصود ہے کہ جب ایک
شخص رہن ثانی وغیرہ براہ مغالطہ یا طمع کے کرے اور اسکو اس
امر کا استحقاق حاصل نہ ہو تو فعل سابق زیادہ مستحکم ہوگا پس قاعدہ ہذا ایسی صورت
سے متعلق ہے اور اسپر اعتراض نہین کرنا چاہیے ۔

فصل تیسری

تاثیر قبضہ کے بیان مین

تاثیر قبضہ ۔

۱ ۔ قبل بیان کرنے اس امر کے کہ قبضہ بشمول اور صفات کے کیونکر داخل
شہادت ہے مصنف نسخہ ہذا قبضہ کی ایک اور تاثیر بیان کرتا ہے ۔

---

[1] قول جاگیلک منقولہ بیادہنگار نوادرداسے تت اور بیادتندیو ۔ لیکن بیوہار چنتامنی
مین بطور قول منو ۔

(۱) جو شخص اپنی اراضی پر دوسرے شخص کا قبضہ بیس برس تک یا اپنی جائداد منقولہ پر دس برس تک بچشم خود دیکھے اور اس عرصہ مین استحقاق اپنا ظاہر نہ کرے اُسکا حق ملکیت جاتا رہتا ہے " [1]

تشریح۔

۲ " دوسرے شخص " سے مراد ہے شخص اجنبی اور یہ قول کہ " جو شخص دوسرے شخص کا قبضہ اپنی اراضی یا جائداد منقولہ پر بلا مزاحمت بچشم خود دیکھے مانع اس بات کا نہین ہے کہ دوسرا شخص مذکور اُس جائداد پر باظہار ملکیت اپنی متصرف ہو " اس طرح کا قبضہ بست سالہ یعنی قبضہ علی الاتصال اور نسبت مال منقولہ یعنی ہاتھی اور گھوڑون کے قبضہ دہ سالہ باعث زوال حق ہوگا۔

اعتراض نسبت اس تعبیر کے۔

۳ - لیکن یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ یہ تعبیر اس جہت سے متناقض ہے کہ تسلسل قبضہ سے حق ملکیت مثل ہبہ یا بیع کے زائل نہین ہوسکتا اور اُس سے سقوط حق لازم نہین آتا کیونکہ تسلسل قبضہ قیاساً یا عملاً نہین قرار دیا گیا ہے پس حق ملکیت بیس برس کے قبضہ سے پیدا نہین ہوتا اور چونکہ قبضہ صرف ثبوت حقیت کا ہے لہذا اُس سے وہ امر پیدا نہین ہوتا کہ جسکا اثبات منظور ہے علاوہ اس کے وراثت وغیرہ اسباب جن سے حق ملکیت پیدا ہوتا ہے اُنمین قبضہ داخل نہین ہے چنانچہ تفصیل ان اسباب کی اس قول مین درج ہے " کہ مالک بذریعہ وراثت یا اشترا یا تقسیم یا زبردستی لینے خواہ پانے سے ہوتا ہے اور علاوہ ان طریقون کے برہمن کے واسطے قبول کرلینا اور چھتری کے واسطے بذریعہ فتح کے حاصل کرنا اور ویش یا شودر کے واسطے نفع سے پیدا کرنا

---

[1] قول جاگیولک منقولہ بیادشتدیو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ اور سمرتی سار اور بیادبھگار نو۔

بیان کیا گیا ہے [۱] ان آٹھ باتوں کو گوتم نے سبب حقیت بیان کیا ہے لیکن اُس نے قبضہ کو اُسمین شامل نہین کیا پس یہ کہنا درست نہین ہے کہ بیس برس کا قبضہ استحصال ملکیت کا ایک طریقہ ہے اور چونکہ استنباط حقیت کے اسباب دنیاوی امورمین لہذا استنباط کرنا ان سببون کا صرف دھرم شاستر سے نا درست ہے۔ وراثت کے باب مین اس امر کی بحث بخوبی کیجاے گی لیکن گوتم کا قول صرف بطور نصیحت کے ہے [۲]

وگرد وجوہ بتائید عذرہا ہو سکے۔

۳۔ علاوہ اسکے "جو شخص بلا استحقاق صدہا سال تک متصرف ہو حاکم روے زمین کو چاہیے کہ ایسے گنہگار کو چور کی سزا دے" [۳] پس یہ بیان کہ محض قبضہ سے حق ملکیت پیدا ہوتا ہے اس قول کے خلاف ہوتا ہے اور یہ حجت نہین پیش ہونی چاہیے کہ یہ پچھلا قول کہ "جو بلا استحقاق متصرف ہو الخ" قبضہ مخفی سے متعلق ہے اور پہلا قول یعنی یہ کہ۔ "جو بیس برس تک اپنی اراضی پر شخص اجنب کا قبضہ بچشم خود دیکھے" الخ [۴] قبضہ علانیہ سے متعلق ہے کیونکہ یہ قول کہ "جو بلا استحقاق متصرف ہو" الخ دونون صورتون مین بلا امتیاز کے بیان کیا گیا ہے اور کاتیاین نے بھی یہی قاعدہ بیان کیا ہے۔ جو شخص بطور ناجائز مولیشی اور غلامون یا کنیزکون کو اپنے قبضہ مین لادے تو اُسکا یا اُس کے بیٹے کا قبضہ جائز نہین ہے اور یہی قاعدہ

---

[۱] بیاد وتھنڈیو۔

[۲] حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ اس قول مین مختلف قومون کی خدمات کا ذکر ہے اور اُس سے کچھ ثبوت اس امر کا حاصل نہین ہوتا کہ استحصال ملکیت کے طریقے صرف بموجب قول دھرم شاستر کے متحقق ہونگے۔

[۳] قول نارد مقولہ بیاد وتھنڈیاو رسمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ۔

[۴] دیکھو دفعہ ۱۔

مستمرہ ہے"[1] علاوہ اسکے قبضہ علانیہ سے نقصان عائد نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ سبب نقصان نہیں ہے۔

ذکر مرہ مباحثہ مذکورہ

۵ - جو استثنا کہ درباب ترجیح جوازفعل سابق نسبت رہن وہبہ وبیع کے کیا گیا ہے اُس سے یہ نہیں فرض کرنا چاہیے کہ اس صورت مین جسکا کہ اب ذکر ہے درحالیکہ جائداد اراضی پر بیس برس تک اور جائداد منقولہ پر دس برس تک قبضہ رہا ہو جوازفعل مابعد کی تقدیم مقصود ہے کیونکہ رہن اور مثل اُس کے دیگر معاملون کا وقوع حقیقۃً مکرر نہین ہوسکتا - ایک شخص کو اپنی جائداد کے رہن رکھنے یا دیدینے یا بیع کرنے کا اختیار ہے لیکن جو اشیا کہ دے دی گئی یا رہن رکھی گئی یا بیع ہوچکی ہون اُنکی نسبت اُسکو حق ملکیت نہین پہونچتا جس شے کی نسبت کہ ملکیت حاصل نہو اُس کے بخشنے اور لینے کی نسبت سزا کا حکم ہے "جو شخص کہ وہ شے لیوے جسکا دینا جائز نہو اور جو شخص کہ اُس شے کو بخشے یہ دونون شخص مثل چورون کے مستوجب سزا ہونگے اور اُنپر زیادہ سے زیادہ جرمانہ کیا جاے گا"[2] اگر اس قول کو اُس قاعدۂ عامہ سے جو درباب رہن وہبہ وبیع کے ہے غیر متعلق رکھنا مقصود ہوتا تو ایک استثناء جو قول مابعد مین کیا گیا اور جسکا شروع یہ ہے کہ بجز "جائداد متعلقۂ رہن یا مال بالکفالت اور حدود کے" انخ[3] غیر متعلق مقصود ہوتا ہے پس اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اراضی یا دیگر جائداد کا حق تلف نہین ہوسکتا۔

ذکر نرہ مباحثہ مذکورہ اور یہ کہ کن صورتوں مین حق نالش زائل نہیں ہوتا۔

۶ - نہ استحقاق نالش زائل ہوتا ہے - نارد کا یہ قول ہے کہ استحقاق نالش اُنچار کی صورت مین زائل ہوتا ہے یعنی جب کہ غفلت کا سبب نپایا جاے نہ جائداد کے

---

[1] بیاد خیندریکا اور بیادتیندو اور ویوہار مسوکھ۔

[2] دیکھو دفعہ ۱۲ ۔ فصل ہذا۔

[3] بیادندو دیہ متر اودے ۔

قبضہ مین نہونے سے ۔ وہ یہ کہتا ہے کہ ؎ جو شخص بے اعتنائی کرے اور خاموش رہے
نالش اسکی بعد میعاد معینہ کے سرسبز نہوگی ؎۱ اور منو کا بھی یہی قول ہے یعنی وہ
لکھتا ہے کہ ؎ اگر مالک مخبط فطری نہو نہ پندرہ برس کی عمر سے کم ہو اور شئے بقبضہ مخالف
ایسے مقام پر ہو کہ جہان وہ اُسے دیکھ سکتا ہو تو ملکیت اُسکی نسبت ایسی شئے
کے قانوناً زائل ہوجاتی ہے اور وہ شئے شخص مخالف کے قبضہ مین رہے گی ؎۲ اس
قول سے حق مرافعہ کی نسبت مضرت مقصود ہے نہ جائداد کی نسبت اور ایسی مضرت
اُس صورت مین عائد ہوتی ہے کہ جب شخص قابض یہ عذر پیش کرے کہ ؎ نہ مدعی مخبط
فطری ہے نہ بچہ نہ نابالغ اور بمقابلہ اُس کے مین بیس برس سے برابر قابض چلا آیا ہون
اگر مجھکو قبضہ جائداد کا بطور ناجائز حاصل ہوا تھا تو مدعی اس مدت دراز تک
کس واسطے ساکت رہا چنانچہ بصداقت اس بیان کے مین بہت سے گواہ
رکھتا ہون ؎ ایسی صورت مین مدعی رد جواب نہ دے سکے گا لیکن قول مندرجہ
ذیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر مدعی رد جواب نہ دے سکے تو بھی مقدمہ اسکا ترتیب
پاوے گا اور وہ قول یہ ہے کہ ؎ راجہ کو لازم ہے کہ فریب پر لحاظ نہ کر کے
مقدمات کی تحقیقات نیک عملی کے ساتھ کرے ؎ الخ ؎۳ بھی تعبیر اس قول
کی صحیح ہے ۔

مباحثہ مزید ۔

۷ ۔ یہ نہین فرض کرنا چاہیے کہ چونکہ نہ حق ملکیت زائل ہوتا ہے نہ حق نالش لہذا قول
منقولہ بالا کا صرف یہی مقصود ہے کہ سکوت نہ کیا جائے کیونکہ جو شخص کہ دوسرے کا
قبضہ روا رکھے مگر اس باب مین دست انداز نہ ہو اسکا حق نالش زائل ہوسکتا ہے
مثال آنکہ یہ بات نہین ہے کس واسطے کہ اگر اس قول کا صرف یہی مقصود ہوتا کہ سکوت

؎۱ قول نارد منقولہ بیاد تند بواد در بعض نسخجات ستا چرا ۔
؎۲ قول منو باب ۸ ۔ اشلوک ۱۴۸ منقولہ سمرتی چندریکا اور بیاد تند بو ۔
؎۳ قول جاگیلک منقولہ سمرتی چندریکا ۔

نہ کیا جاے تو تعین کرنا مدت بیس برس کا بیفائدہ تھا کیونکہ اگر کوئی شخص کسی عرصہ تک جو یادِ انسانی کے قابل ہو صرف قابض رہے تو اس سے کوئی وجہ احتمال نقصان کی پیدا نہیں ہوتی اگر یہ ظاہر کیا جاے کہ بیس برس کی میعاد خاص بلحاظ اس قول کا تیائن کے کہ وہ جو شخص بذریعہ کسی دستاویز استحقاق کے کسی شخص مجاز کی جائداد پر بیس برس تک متصرف رہے اُسکی دستاویز بعد مدت مذکورہ کے غیر ممکن الترویدہے[1] اس غرض سے معین کی گئی ہے کہ جو دستاویز استحقاق بابت اسقدر مدت کے ہو اُسکی نسبت کوئی اعتراض وارد نہوسکے گا تو یہ امر بھی مقبول نہیں ہوا ہے کیونکہ دستاویزات استحقاق کی نسبت جو اعتراض وارد نہوسکنے کی صورت ہے اُسکا اطلاق معاملات رہن و سرحد اور اسی قسم کے دیگر معاملون پر بھی نہیں ہوسکتا اور ایسی تفسیر عامہ سے وہ استثنا باطل ہوتا ہے جو اس طرح کے معاملات کی نسبت کا تیائن کے اقوال مندرجۂ ذیل بین کیا گیا ہے اور وہ قول یہ ہین اگر وہ شئے مرہونہ پر بذریعہ دستاویز استحقاق کے بیس برس تک متصرف رہنا متحقق ہو تو ایسا تصرف برقرار رہنا چاہیے بشرطیکہ دستاویز مذکور کی نسبت اعتراض وارد نہوسکتا ہو بعد تصفیہ تنازع سرحد کے ایک وثیقہ جسمین حدود کی تفصیل درج ہو دینا چاہیے اور جو کچھ غلطیان اُسمین پائی جائین اُنکی نسبت بیس برس کے اندر اعتراض پیش ہونا چاہیے[2] اور جائداد منقولہ کے واسطے جو دس برس کا قبضہ معین ہے اُس سے بھی یہی قاعدہ متعلق ہے -

۸ - پس قول محولہ بالا کے معنی اب اور طور پر لیے جاتے ہین یعنی مقصود اُسکا یہ ہے کہ جو منافع بابت جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے حاصل ہو اُسکے ملنے کا استحقاق جاتا رہتا ہے نہ حق مالکانہ یا ملکیت - غرض کہ معنی اسکے یہ ہین کہ اگر مالک حقدار بیس برس کے بعد اپنا حق مقبوضہ

تاویل صحیح اس قول کی یعنی مقصود اُسکا یہ ہے کہ منافع ملے

---

[1] ہیو ہار مادھو اور بیاد تندیو -

[2] ایضاً -

دوسرے شخص سے جو اُسپر اس عرصہ تک علی الاتصال قابض رہا ہو دوبارہ حاصل کرے تو وہ باوجود اس بات کے اسقدر مدت کا منافع نہین پا سکتا۔ یہ تاویل مطابق الفاظ صریح قول مذکور کے ہے اور مالک کے قصور سکوت سے مستنبط ہے۔

یہ مرود ہے کہ قبضہ بیس برس تک علی الاتصال ہوا ور بچشم خود دیکھا جاے۔

۹۔ لیکن صورت ہاے مندرجہ ذیل مین مالک کو اپنی جائداد مع منافع ملے گی یعنی اگر مالک کی غیبت مین قبضہ رہا ہو جیسا کہ اس شرط سے واضح ہے ”جو شخص بچشم خود دیکھے“ اگر قبضہ بچشم خود دیکھا جاے مگر اُسکی نسبت تکرار ایسی ہو جیسا کہ دوشرط ”بلا مزاحمت“ سے ظاہر ہے۔ علی ہذا القیاس اگر قبضہ بچشم دیکھا جاے اور اُسکی نسبت تکرار بھی نہو مگر بیس برس کی مدت نہ گذری ہو جیسا کہ لفظ ”دو بیس“ سے ظاہر ہے۔

اگر محاصل موجود ہوں تو مالک کو ملنا چاہیے۔

۱۰۔ چونکہ محاصل موجودہ کی نسبت بھی استحقاق پہونچتا ہے لہذا یہ لکھنا کہ وہ نہ ملے فی الواقع بیجا متصور ہوگا لیکن محاصل مذکور صرف اُس صورت مین مل سکتا ہے کہ جب وہ بحالت خود قائم ہو مثلاً اگر سپاری یا کٹہل کے درخت مع ثمر موجود ہون تو ملنا ہو سکتا ہے لیکن اگر محاصل صرف مین آجانے سے منافع ضائع ہو جائے تو اُس صورت مین محاصل پانے کا استحقاق بھی زائل ہو جاتا ہے۔

جو شخص بطور ناجائز قابض ہو اُسکی نسبت بیس برس کے بعد بھی سزا ہو سکتی ہے۔

۱۱۔ ”جو شخص کہ بلا استحقاق صدہا سال تک متصرف ہو حاکمان رو سے زمین کو چاہیے کہ ایسے گنہگار کو چور کی سزا دین“ [۱] اس قول سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ جیسا چوری کی صورتون مین ہوتا ہے ویسا ہی اُسقدر جائداد جسپر تصرف بیجا کیا گیا ہو تقسیم کی رو سے واپس ہونی چاہیے لیکن چونکہ اس قول کی نسبت یہ استثنا ہے کہ بیس برس کے بعد حق زائل ہو جاتا ہے لہذا یہ استنباط درست نہین ہے پس اگر قبضہ ناجائز ہو تو بیس برس کے بعد بھی سزا ہو سکتی ہے کیونکہ قول مذکور کے اس جزو کی نسبت کوئی استثنا نہین کیا گیا ہے۔

اعادہ۔

۱۲۔ پس یہ متحقق ہوا کہ اگر مالک غفلت کرے تو وہ بوجہ اپنے قصور اور

---

[۱] دفعہ ۲۸ مرقومہ بالا دیکھی جاے۔

نیز بلحاظ الفاظ صریح قول مذکور کے بیس برس کے بعد محاصل متصرفہ نہین پا سکتا اور یہی قاعدہ جائداد منقولہ سے جسپر دس برس تک تصرف رہا ہو متعلق ہے۔

استثناء۔

۱۳ ا۔ اب اس قاعدہ کی نسبت ایک استثنا کیا گیا ہے یعنی ”یا استثناء جائداد متعلقہ معاملات رہن و سرحد و امانت اور جائداد اشخاص مخبط فطری اور نابالغون اور امانت و جائداد راجاؤن و عورات اور ذی علم طالب علمون کے“ سلہ

امانت۔

۱۴ ا۔ امانت اُسے کہتے ہین جو بے تخصیص اُسکی نوعیت یا مقدار کے دوسرے شخص کے سپرد کیجاے سلہ چنانچہ نارد کا قول اس باب مین یہ ہے کہ ”جب کوئی شخص اپنا مال دوسرے کے سپرد کرے جسپر اُسکو اعتماد ہو اور جس سے اُسکو مال مذکور کے واپس ملنے مین کچھ شک نہو تو یہ امانت کہلاتا ہے اور عاقل اُسکو نجھیپ کہتے ہین اور امانت مُہری اُپنیدہ کے نام سے مشہور ہے“ سلہ

رہن وغیرہ مین غفلت کے سبب سے منافع پانے کا حق زائل نہین ہوتا۔

۱۵ ا۔ معاملات رہن اراضی مین بیس برس تک اور کفالت ہاے جائداد منقولہ مین دس برس تک اُس شخص کے منافع پانے کا حق زائل نہین ہوتا جو دوسرے کا قبضہ بچشم خود دیکھے اور اُسمین مزاحم نہو وجہ اسکی یہ ہے کہ ایسی صورتون مین شخص مذکور کا کچھ قصور نہین ہوتا کیونکہ غفلت بوجہ معقول وقوع مین آتی ہے اور رہن بالخصوص اسی غرض سے عمل مین آتا ہے کہ دوسرے شخص کو قبضہ دیا جاوے پس غفلت کا الزام عائد نہین ہو سکتا۔

سرحدات اور امانت مُہری کی صورت مین بھی حق مذکور زائل نہین ہوتا

۱۶ ا۔ چونکہ سرحدات کی تنقیح بذریعہ قدیم نشانہاے اراضی جو بھوسہ یا خاکستر خواہ اور چیزون سے قائم کیے جاتے ہین بسہولت ممکن ہے اس لیے غفلت کا وقوع

سلہ بیاد تسنڈیو اور بیر متراودائے۔

سلہ بیر متراودائے مین بھی ایسا ہی لکھا ہے لیکن سبودھنی مین آبدرشتن یعنی بلا تخصیص کا لفظ مندرج ہے کیونکہ شیشٹر کی یہ راے ہے کہ جب اعتبار ہو تو اس صورت مین شمار اور آگاہ کرنا ضرور نہین لیکن پہلے قول کو اکثر لوگ پسند کرتے ہین۔

سلہ بیوہار میوکھ اور بیر مترادائے ا۔ بیاد ۲ ۔ نوستو

روا رکھا جاسکتا ہے اور امانت ہاے مُہری و مخصوص الذکر کی صورت مین بھی ظہور غفلت روا ہو سکتا ہے کیونکہ شاستر کے بموجب امین متصرف ہونا ممنوع ہے اور اگر اس حکم امتناعیہ سے انحراف کیا جاے تو منافع مع سود ملنا چاہیے۔

مخبط فطری اور ان دیگر اشخاص کی صورت مین جو مستثنیٰ قرار دیے گئے ہین حق مذکور زائل ہو جاتا

۱۷- اشخاص مخبط فطری اور نابالغون کی صورت مین بوجہ اُنکے فتور عقلی اور نابالغی کے اور راجہ کی صورت مین بسبب ہجوم اشغال کثیرہ اُسکے اور عورت کی صورت مین بباعث اُنکی ناواقفیت اور ناتجربہ کاری کے ظہور غفلت قابل اغماض ہے اور ذی علم طالب علمون کی صورت مین وقوع غفلت اس سبب سے روا رکھا گیا ہے کہ وے ہمیشہ مطالعہ کتب و تعلیم اور مباحثات عالمانہ مین مصروف رہتے ہین۔

اعادہ۔

۱۸- پس نتیجہ اس بحث کا یہ ہے کہ چونکہ معاملات کفالت وغیرہ مین دفعیہ غفلت کا نسبت اُس قبضہ کے جو بچشم خود دیکھا جاے ایک طریقہ سے ہو سکتا ہے لہذا ایسی غفلت سے منافع پانے کا حق ہرگز زائل نہین ہو سکتا۔

فصل چوتھی

بحث ضمنی جرمانون اور دیگر تعزیرات کے بیان مین

ذکر تعزیرات کے مکفولہ کے غصب کرنے اور دیگر صورتون کی تعزیر کا۔

۱- بعد لکھنے مراتب مذکورۂ بالا کے مصنف متاخر اب اُن خاص تعزیرات کا بیان کرتا ہے جو معاملات کفالت اور دیگر صورتون سے متعلق ہین۔ "جو شخص اشیاء مکفولہ وغیرہ پر غصب کرے اُس سے راجہ اشیاء مذکورہ اصل مالک کو واپس اور جرمانہ بقدر مالیت جائداد مغصوبہ یا حسب حیثیت اُسکے دلاوے گا"[۱] "اگر کوئی شخص رہن اور اُن دیگر صورتون مین جنکی صورت اخیر درباب جائداد ذی علم طالب علمون کے ہے بذریعہ قبضہ ممتد کے غصب کرے تو اُس سے اصل مالک کو جائداد مغصوبہ واپس دلائی جاے" یہ عبارت صرف اعادہ ہے ایک قول سابق کا اور قاعدہ جو درباب دلانے جرمانہ بقدر مالیت جائداد مغصوبہ کے ہے ایک حکم قطعی ہے۔

[۱] قول جاگیلک منقولہ بباد ستد بو۔

وے صورتیں جنمیں ضرور نہیں ہے کہ تعداد جرمانہ جائداد مغصوبہ کے مساوی ہو۔

۲۔ اگر درصورت غصب اراضیات و مکانات وغیرہ کے مساوی جرمانہ ملنا ممکن نہو تو بموجب اُس تعزیر کے عمل کرنا چاہیے جو آیندہ واسطے انہدام نشان ہاے اراضی اور بد اخلت مخالفانہ سرحدات کے بیان کی گئی ہے۔ اگر بسبب متمول ہونے غاصب کے لیا جانا جرمانہ کا بقدر جائداد مغصوبہ کے اُسکی رعونت کو فرو نہ کرے تو اُس سے حسب حیثیت اُسکے جرمانہ لینا چاہیے یعنی اُس سے اسقدر زر لیا جاے جو واسطے فرو کرنے اُسکی رعونت کے کافی متصور ہو یہ بیان کیا گیا ہے کہ "جرمانہ بغرض تنبیہ عائد کیا جاتا ہے اور مقصود اُسکا یہ ہے کہ رعونت فرو ہو جائے" پس اس سے یہ ظاہر ہے کہ مقصود جرمانہ کا محض تعزیری ہے۔ لیکن اگر مجرم کے پاس مال بقدر جائداد مغصوبہ کے نہو تو اُسپر اسقدر جرمانہ عائد کرنا چاہیے جس سے وہ تکلیف میں مبتلا ہو۔

تعزیر جو مجرم مفلس کی نسبت عائد ہونی چاہیے۔

۳۔ اگر کوئی شخص قطعی مفلس ہو تو تدارک اُسکا بذریعہ چشم نمائی اور سزاے بدنی وغیرہ کے ہونا چاہیے چنانچہ اس باب میں منو کا یہ قول ہے کہ "اولاً فہمائش ملائم کے ساتھ اُسکا تدارک کیا جاے ثانیاً بذریعہ درشت ملامت کے ثالثاً بذریعہ چھین لینے جائداد کے اور بعد ازاں بذریعہ تکلیف جسمانی کے"[1]

سزاے بدنی دس قسم کی ہے اور برہمن کو نہیں ہونی چاہیے۔

۴۔ بموجب قول منو کے سزاے بدنی یعنی وہ سزا جو جسم پر دیجاتی ہے اُسکی دس قسمیں ہیں اور وہ سواے برہمنوں کے اور سب سے متعلق قرار دی گئی ہے "منو نے جو واجب الوجود کا بیٹا ہے نیچے کی تین قوموں کے واسطے سزا کے دس مقام قرار دیے ہیں لیکن برہمن کا جسم اس سزا سے مبرا ہے اور وے مقام جسم کے یہ ہیں۔ اعضاے تناسل۔ شکم۔ زبان۔ ہاتھ۔ پانوں۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ جسم کے دیگر مقامات اور جائداد[2]۔ یہ واضح ہو کہ جو عضو مرتکب جرم ہو اُسی پر سزا ہونی چاہیے۔

---

[1] منو باب ۸۔ اشلوک ۱۲۹ لیکن بیاد تندیو میں بطور قول گوتم کے منقول ہے۔

[2] منو باب ۸۔ اشلوک ۱۲۴-۱۲۵ منقولہ بیاد تندیو۔

سزا کے اور طریقے۔

۵ - اور طریقے سزا کے یہ ہین مشقت لینا یا قید چنانچہ کاتیائن کا قول اس باب مین یہ ہے کہ وہ جو شخص مفلس قرار پاوے اُس سے خاص اُسی کے پیشہ مین مشقت لیجاے اور اگر اُس سے مشقت نہو سکے تو وہ قید کیا جاے مگر اس صورت مین برہمن مستثنیٰ ہین"۔ ؎۱

سزاے خاص واسطے اُس مفلس برہمن کے جو مرتکب قصور ہوا۔

۶ - جس برہمن کے پاس کچھ جائداد نہو سزا اُسکی معزولی عہدہ وغیرہ ہے چنانچہ گوتم کا قول اس باب مین یہ ہے کہ وہ اگر اُس سے قصور سرزد ہو تو معزولی عہدہ اور تشہیر نمائی اور جلا وطنی اور جسم پر داغ دینے کی سزا ہونی چاہیے"۔ ؎۲ علی ہذا القیاس نارد کا قول بھی یہی ہے کہ "سزائین جنکا ذکر کیا گیا ہے یہ ہین یعنی سزاے بدنی۔ چھین لینا جائداد کا۔ جلا وطنی۔ جسم پر داغ دینا اور قطع عضو کی سزا بپاداش جرائم کبیرہ کے قرار دی گئی ہے اور یہی عام سزائین ہین"۔ ؎۳ بعد اس تمہید کے نارد یہ لکھتا ہے کہ وہ یہ کُل سزائین باستثناے سزاے بدنی کے برہمن سے متعلق ہین اور برہمن کو سزاے بدنی نہین ہونی چاہیے ؎۴

سزا کے اور طریقے

۷ - سزا کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے یعنی ذلت کے ساتھ سر منڈوانا اور شہر بدر کرنا اور پیشانی پر بیعزتی کا نشان کرکے گدھے پر تشہیر کرنا -

بدن پر داغ دینے کا طریق۔

۸ - بدن پر داغ دینے کے باب مین قواعد خاص مندرج ہین وہ یعنی جو شخص اپنے گرو کی زوجہ کے ساتھ حرام کرے اُسکے بدن پر علامت فرج ہونی چاہیے - شراب خواری کے واسطے اُس ظرف کی علامت ہے جسمین شراب پی جاے - چوری کے واسطے کتے کا پانوں اور واسطے قتل برہمن کے انسان بے سر کی

؎۱ بیاد تندیو۔

؎۲ ایضاً۔

؎۳ ایضاً۔

؎۴ قول نارد مندرجہ بیاد تندیو۔

صورت معین ہے سلہ

ایاس تمب کے ایک قول کی تعبیر

۹- لیکن ایاس تمب کے قول مین جو یہ حکم ہے کہ برہمن نابینا کر دیا جاوے اُسکی مراد تاویلاً یہ ہو سکتی ہے کہ جب وہ شہر بدر کیا جاوے اُسوقت اُسکی آنکھون پر ایک پٹی باندھنی چاہیے نہ یہ کہ اُسکی آنکھین نکال لیجائین کیونکہ یہ تعبیر منو اور گوتم کے اُن قولون کے خلاف ہوگی یعنی "لیکن برہمن جلاوطن کیا جاوے" سلہ "برہمن کا جسم اس سزا سے مبرا ہے" سلہ اس باب مین زیادہ لکھنا فضول ہے۔

فصل پانچوین

قبضہ بلا استحقاق کے بیان مین

استحقاق ایک زیادہ قوی ثبوت ہے بہ نسبت قبضہ غیر مستند کے۔

۱- چونکہ قبضہ لازمہ استحقاق ہے لہذا وہ ثبوت استحقاق قرار دیا گیا ہے اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ قبضہ سے استحقاق کا ثبوت حاصل نہین ہوتا کیونکہ مجرد قبضہ استحقاق کا لازمہ نہین ہے تو بہ تسلیم اس اعتراض کے یہ جواب ہے کہ اگر وہ قبضہ بلا قائم مقامی موروثی ہو تو بہ نسبت اُسکے استحقاق ایک زیادہ قوی ثبوت ہے" سلہ

محض قبضہ مسلقاً ثبوت تصرف نہین ہے۔

۲- استحقاق ملکیت ہبہ یا بیع یا اور کسی ذریعہ حقیت سے پیدا ہوتا ہے۔ واسطے اثبات حقیت کے استحقاق ایک قوی اور محکم ثبوت ہے کیونکہ قبضہ منحصر ہے استحقاق پر چنانچہ اس باب مین نارد کا یہ قول ہے کہ ایسے وہ قبضہ سے جو استحقاق صریح پر مبنی ہو ثبوت حقیت حاصل ہوتا ہے لیکن جو قبضہ کہ اسطرح کے استحقاق پر مبنی نہو اُس سے حقیت کا مطلق کچھ ثبوت حاصل نہین ہوتا" ۵ نہ محض قبضہ سے استحقاق ملکیت

سلہ قول نارد مندرجہ بیاد تندیو۔

سلہ منو باب ۸- اشلوک ۱۲۳-

سلہ بیوہار میوکھ۔

سلہ جاگبلک منقولہ بیاد تندیو اور سمرتی چندریکا

۵ بیاد تندیو اور سمرتی چندریکا۔

ثابت ہوتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ دوسرے شخص کی جایداد پر غصباً یا کسی اور ناجائز طریقہ سے قبضہ حاصل کیا جاے اسی وجہ سے یہ لکھا گیا ہے کہ "جو شخص محض قبضہ کا عذر بلا استدلال استحقاق پیش کرے وہ بسبب ظاہر کرنے قبضہ باطلہ کے بمنزلہ چور کے تصور کیا جاے گا[1]"

قبضہ اُس صورت مین ثبوت متصور ہے کہ جب لشمول اسکے پانچ شرائط موجود ہون۔

۳- اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قبضہ اُس صورت مین ثبوت متصور ہے جب بشمول اُس کے یہ پانچ شرائط موجود ہون یعنی ـ استحقاق ـ امتداد زمانہ ـ تسلسل ـ عدم تخلل ـ ہونا علم قبضہ کا فریق مخالف کو ـ چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "قبضہ پانچ قسم کا ہے یعنی بالاستحقاق ـ ممتد ـ مسلسل ـ غیر متخلل معلوم بفریق مخالف"[2]۔

قبضہ اُس صورت مین بھی ثبوت متصور ہے جب وہ بذریعہ توریث کے حاصل ہو۔

۴- بسبب مستثنیٰ قرار دینے اُس قبضہ کے جو بذریعہ توریث کے حاصل ہو یہ واضح ہے کہ قبضہ بلا لحاظ استحقاق کے بھی ثبوت حقیت متصور ہو سکتا ہے پس فقرہ کی یہ صورت قرار پاتی ہے کہ بہ نسبت قبضہ کے استحقاق ایک زیادہ قوی ثبوت متصور ہے بشرطیکہ قبضہ کا ثبوت بوجہ توریث نہو یعنی تین پشت سے برابر قبضہ نہ چلا آیا ہو کیونکہ ایسا قبضہ استحقاق سے بھی قوی تر ثبوت تصور کیا جاتا ہے اسواسطے کہ حصر اُسکا استحقاق پر نہین ہے۔

قبضہ سے استحقاق ظن غالب ہوتا ہے۔

۵- لیکن یہ سمجھنا چاہیے کہ قبضہ محتاج اظہار استحقاق نہین ہے مگر وجود استحقاق کا محتاج ہے کیونکہ استحقاق کا وجود قبضہ سے مستنبط ہے۔

استحقاق اُن صورتون مین ثبوت متصور ہے جنکا وقوع یاد انسانی کے اندر ہو اور بعد اُسکے قبضہ ثبوت کافی ہے۔

۶- جو استثنا کہ قائم مقامی موروثی کی نسبت کیا گیا ہے وہ اُس صورت سے متعلق ہے جسکا وقوع یاد انسانی سے خارج ہو اور جس قول مین استحقاق کا فوق ظاہر کیا گیا ہے اُس سے یہی مقصود ہے کہ وقوع استحقاق یاد انسانی کے اندر ہو کیونکہ جن صورتون کا وقوع یاد انسانی کے اندر ہے اُنمین ممکن ہے کہ وثیقہ استحقاق

---

[1] بیا وتندیو۔

[2] قول بیاس منقولہ بیا وتندیو اور قول نیا مہا مندرجہ سمرتی چندریکا اور قول کا تیائن مندرجہ داستت۔

پیش کیا جاوے اور اگر وثیقہ مذکور پیش نہو تو فی الحقیقت یہ مستنبط ہوگا کہ استحقاق کا بھی وجود نہ تھا پس ایسی صورتوں میں قبضہ کا ثبوت محتاج ہے اظہار استحقاق پر لیکن چونکہ ایسی صورتوں میں جنکا وقوع یاد انسانی سے خارج ہو بسبب پیش نہونے وجہ استحقاق کے یہ ناممکن ہے کہ عدم استحقاق متحقق ہو لہذا وہ قبضہ جو بذریعۂ توریث کے حاصل ہو ایسی حالتوں میں بلا پیش ہونے وجہ استحقاق کے ثبوت متصور ہو سکتا ہے۔

تائید اس امر کے کاتیاین کا قول نقل کیا گیا ہے۔

۷- کاتیاین نے صاف یہ لکھا ہے کہ "جن صورتوں کا وقوع یاد انسانی کے اندر ہو انھیں قبضہ مستحقانہ جائداد اراضی کا ثبوت قرار دیا گیا ہے اور جن صورتوں کا وقوع یاد انسانی سے خارج ہو انھیں تین پشت کی توریث بلا استحقاق کے بھی تسلیم کی گئی ہے"۔[۱]

اس زمانہ سے جو یاد انسانی کے اندر ہو سو برس مراد ہے۔

۸- اس قول سے کہ عمر انسان کی حد سو برس ہے"[۲] یہ تعبیر کی گئی ہے کہ سو برس کا زمانہ یاد انسانی کے اندر ہے" الفاظ بلا استحقاق سے بھی" یہ مراد ہے کہ جب عدم استحقاق بسبب پیش نہونے وجہ استحقاق کے تحقیقاً مستنبط نہو- پس جو قبضہ کہ سو برس سے زائد کا اور موروثی اور غیر متخلل اور فریق مخالف کے پیش نظر ہو اُس سے بوجہ اسکے کہ وہ لازمۂ استحقاق اور محتمل وجود حقیت ہے حق حاصل ہوتا ہے[۳]

بپابندی چند شرطوں کے قبضہ ناجائز دوسری اور تیسری پشت کا بھی سزا کے قابل ہے۔

۹- لیکن اگر بوجہ روایت کے استحقاق کا وجود ثابت نہو تو قبضہ باوصف گذر جانے

---

[۱] بباد تندیو اور سمرتی چندریکا۔

[۲] بباد تندیو۔

[۳] چونکہ وہ زمانہ جو یاد انسانی سے خارج ہو غیر محدود ہے لہذا اس عرصہ تک ارجاع دعوی میں سکوت کرنا ہمیشہ بوجہ کافی اس امر پر محمول ہوگا کہ شخص ساکت جائداد سے دست بردار ہونے کی نیت رکھتا تھا مگر مقننان دانشمند کو یہ بخوبی لحاظ کرنا چاہیے کہ اُس زمانہ سے جو یاد انسانی سے خارج ہو قطعی سو برس مراد ہے اور واضح ہو کہ عرصۂ مذکور تین پشت کی مدت پر حاوی ہے چنانچہ اسی قاعدہ کی بنا پر ہل روبہ کبرملی نے شاہ نطیقوس کے حضور میں جو چند شہروں پر قابض ہونا چاہتا تھا یہ حجت پیش کی کہ دعوی حضور کا درست نہیں ہے کیونکہ نہ حضور کی جانب سے کبھی پیش ہوا نہ حضور کے والد وجد کی جانب سے۔

اُسقدر مدت کے بھی جو یاد انسانی سے خارج ہو مطلق ثبوت متصور نہین ہوسکتا - اسی امر پر یہ قاعدہ بھی مبنی ہے کہ "وہ جو شخص بلا استحقاق صدہا سال تک بھی متصرف ہو تو حاکم رو سے زمین کو چاہیے کہ ایسے گنہگار کو چور کی سزا دے" لیکن اس قول سے کہ "وہ جو شخص بلا استحقاق" الخ یہ قیاس نہ کرنا چاہیے کہ بوجہ استعمال ہونے صیغہ واحد اور وقوع ہونے لفظ "بھی" مابعد عبارت "صدہا سال تک" کے سزا صرف اُس شخص کو دینی چاہیے جو ابتدا اُمدت دراز تک بلا استحقاق قابض رہا ہو کیونکہ اس سے مفہوم ہوگا کہ دوسرے یا تیسرے قابض کا قبضہ بلا استحقاق واسطے ثبوت حق کے کافی ہوگا مگر یہ امر تسلیم نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خلاف قول نارد مندرجہ ذیل کے ہے یعنی "شخص اول کے واسطے سبب وجہ استحقاق ہوتا ہے اور دعویدار ثانی کے واسطے قبضہ مستحقانہ" الخ [1] اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہ قول یعنی "جو شخص بلا استحقاق" الخ قبضہ ناجائز کی کل صورتوں سے بلا امتیاز کے متعلق ہے -

۱۰ - اس قول سے "کہ جو شے بطریقہ ناجائز بھی بغیر کسی استحقاق ظاہر کے تین پشت اور باپ کے قبضہ مین رہی ہو اُسکی بازیافت کا دعوی نہین ہو سکتا کیونکہ شے مذکور قابض کے دخل مین علی الاتصال تین پشت تک رہی" [2] یہ سمجھنا چاہیے کہ تین پشت مین باپ بھی داخل ہے لیکن ذکر علی الاتصال تین پشت سے صریح وہ زمانہ مفہوم ہوتا ہے جو یاد انسانی سے خارج ہو - اگر اس قول سے صرف قبضہ مسلسل تین شخصوں کا مراد ہے تو چونکہ ممکن ہے کہ تین شخص جو یکے بعد دیگرے قابض رہے ہوں ایک سال مین وفات پاوین لہذا اس سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ دوسرے سال کے قبضہ بلا استحقاق سے ملکیت کا ثبوت ہو سکے لیکن یہ تعبیر اس قاعدہ کے خلاف ہوتی ہے کہ "وہ جن صورتون کا وقوع یاد انسانی کے اندر ہو اُنمین قبضہ مستحقانہ جائداد اراضی کا ثبوت

تین پشت کا قبضہ بھی بلا سند اور زمانہ کے ثبوت کافی نہیں ہے

[1] قول نارد منقولہ بیاد تندیو اور بیسرتی چندریکا -

[2] دفعہ ۹ فصل -

[3] بیاد تندیو لیکن بیسرتی چندریکا اور ددا ست مین بطور قول نارد منقول ہے -

قرار دیا ہے" (دفعہ ۱، فصل ہذا) لیکن اس قول سے کہ "وہ جو شے بطریق ناجائز بھی" الخ
یہ مراد ہے کہ اگر کسی صورت قبضہ ناجائز مین جائداد کی بازیافت کا دعوی نہو سکے تو یہ لازم
آتا ہے کہ اگر عدم جواز متحقق نہو تو مدعی ولی اسکے بازیافت کا دعوی نہین ہوسکتا اور
اس قول سے کہ "وہ جو شے کسی استحقاق کی روسے تین پشت کے قبضہ مین اسقدر مدت
تک رہے جو یاد انسانی سے خارج ہو اسکے بازیافت کا دعوی اس وجہ سے نہین ہوسکتا ہے
کہ وہ تین پشت تک قبضہ مین رہے" [1] یہ سمجھنا چاہیے کہ کوئی ایسا استحقاق ہو جو یاد
انسانی سے خارج ہو یا جسکا تعین نہو سکے نہ یہ کہ استحقاق کا مطلق وجود بھی نہو کیونکہ
یہ بیان ہوچکا ہے کہ صدہا سال کے قبضہ سے بھی ملکیت بلا وجود استحقاق کے حاصل
نہین ہوتی ہے۔ غرض کہ تین پشت کی قائم مقامی موروثی کے باب مین جو قاعدہ ہے
اُسکا مدعا حسب مذکورہ بالا ہے۔

قبضہ جس سے استحقاق مستنبط ہو حقیت کا ثبوت متصور ہے۔

۱۱ لیکن یہ اعتراض پیش ہوسکتا ہے کہ یہ قاعدہ قرار دیا گیا ہے کہ اُن صورتون مین
جنکا وقوع یاد انسانی کے اندر ہو قبضہ مستحقانہ ثبوت متصور ہے کیونکہ اگر استحقاق کسی
اور ثبوت خارجی مثلاً اشترا وغیرہ سے مستنبط ہوسکے تو صرف یہی امر استنباط حقیت کے
واسطے کافی ہوگا اور ایسی صورت مین قبضہ سے نہ ثبوت ملکیت ہوگا نہ ثبوت استحقاق
اور اگر استحقاق کسی اور ثبوت خارجی سے مستنبط کیا جاے تو ظاہر ہے کہ قبضہ مستحقانہ سے
حقیت کا کچھ ثبوت حاصل نہین ہوسکتا۔ جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ قبضہ مستحقانہ
جو مسلسل اور کسی اور ثبوت سے مستنبط ہو وہ زمانہ مابعد مین ثبوت حقیت متصور
ہوتا ہے لیکن جو استحقاق مثل اشترا وغیرہ کے ثابت بھی ہو وہ بلا قبضہ کے
زمانہ مابعد مین ثبوت حقیت متصور نہ ہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ بعد وقوع اشترا کے
حق ملکیت بذریعہ ہبہ یا بیع یا از روے کسی اور انتقال کے زائل ہوگیا ہو اور یہ امر
غیر ممکن التردید ہے۔

---

[1] بیاد تسدیو۔

فصل چھٹی

استحقاق کے بیان مین جو بلا قبضہ ہو

بلا قبضہ کے استحقاق کا ثبوت نہین ہے۔

۱- پچھلی فصل مین یہ بیان ہوا ہے کہ اگر قبضہ استحقاق کی رو سے ہو تو اُس سے ثبوت حقیت حاصل ہوتا ہے لیکن بنظر دفع دخل اس قیاس کے کہ استحقاق بلا قبضہ سے بھی ایسا ثبوت حاصل ہوتا ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ "وہ اگر قبضہ مطلقاً نہو تو ایسا استحقاق وثوق کے قابل نہین ہے" ۱ پس مقصود اس قول کا یہ ہے کہ اگر بشمول استحقاق کے مطلقاً قبضہ نہو تو ایسا استحقاق وثوق کافی نہین رکھتا۔

ایجاب کا ہونا ضرور ہے۔

۲- ہبہ سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص اپنے حق سے دست بردار ہو کر دوسرے کا حق بجاے اپنے قائم کرے اور دوسرے شخص کے حق کا وجود اُس صورت مین مکمل ہوتا ہے جب وہ ہبہ کی نسبت ایجاب کرے ورنہ ایسا نہو گا۔

ایجاب تین قسم کا ہے۔

۳- ایجاب کے تین طریق ہین یعنی طبعی یا لفظی یا مادی- ایجاب طبعی سے مراد ہے نیت تصرف- ایجاب لفظی کے معنی ہین مُنھ سے کہنا کہ یہ شے میری ہے یا مثل اسکے ظاہر کرنا اور اسکو سوفی کلپک پرتیہ کہتے ہین- ایجاب مادی کی چند قسمین ہین مثلاً ہاتھ سے چھونا- اس قسم کے ایجاب کی نسبت ہدایات خاص ہین یعنی "وہ ہرن کی کھال اُسکی دم پکڑ کے دیجاے اور گاے کے دینے کا بھی یہی طریق ہے اور ہاتھی کے آگے کی ٹانگ اور گھوڑے کی بال دینے کے وقت پکڑی جاے اور لونڈی کا سر چھونا چاہیے" ۲ اور اشوالاین کا بھی قول یہی ہے یعنی "وہ ذوی العقول سے زبانی تکلم کرنا چاہیے اور غیر ذوی العقول اور لونڈیون کو ہاتھ سے چھونا چاہیے" ۳

---

۱ قول کاتیاین مندرجہ سمرتی چندریکا اور بیاد تندیو۔

۲ یہ قول بیاد تندیو مین مندرج ہے مگر معلوم نہین ہوتا کہ کسکا ہے "وہ ذوی العقول سے زبانی" الخ اگر وہ شے جو ملنے والی ہو قوت ناطقہ اور تحرک رکھتی ہو تو لینے والا اُسکا اُس سے زبانی یہ کہے کہ تو میری ہے اور جو شے دیجاے اُسکو یہ کہنا چاہیے کہ مین تیری ہون لیکن اگر وہ شے جو ملنے والی ہو غیر ذوی العقول سے ہو مثلاً گاے وغیرہ

لہ

ارضی کا استحقاق بلا قبضہ کے غیر مکمل ہے

۴ - چونکہ سونے اور کپڑے وغیرہ کے ایجاب کی تکمیل رسم سنکلپ سے ہوتی ہے اور اسوجہ سے اسطرح کا ایجاب بھی منجملہ طریقوں مذکورہ بالا کے کسی ایک طریقہ سے متعلق ہوسکتا ہے لہذا یہ ایجاب بھی اقسام سہ گانہ مین شمار کیا جاسکتا ہے لیکن چونکہ ارضی کی صورت مین ایجاب مادی بلا تمتع محاصل کے ممکن نہین ہے اسواسطے یہ ضرور ہے کہ ایسا ایجاب بذریعہ کسی قدر قبضہ کے عمل مین آوے ورنہ ہبہ یا بیع یا اور کسی طرح کا انتقال مکمل نہوگا پس جو استحقاق بلا ایجاب مادی یعنی تمتع محاصل کے ہو وہ بہ نسبت اس استحقاق کے ضعیف ہے جسکے شمول مین اسطرح کا تمتع یا ایجاب حاصل نہو -

بعض صورتوں مین بہ نسبت استحقاق کے قبضہ [illegible] منصب ہے

۵ - لیکن استحقاق بلا قبضہ صرف اُسی حالت مین ضعیف متصور ہوگا کہ جب اس بات کی تمیز نہو سکے کہ قبضہ پیشتر حاصل ہوا یا استحقاق اور جب یہ متحقق ہو کہ تقدیم کسکو حاصل ہے اور تاخیر کسکو تو اُس صورت مین محض قبضہ مقدم سے ثبوت قوی حاصل ہوتا ہے یا تعبیر اسکی بصورت ذیل ہوسکتی ہے یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ "شہادت مرکب ہے دستاویزات اور قبضہ اور گواہون سے" [1] بعد بیان ہونے اس قاعدہ کلیہ کے یہ قول وارد ہوا ہے کہ "جو قبضہ بلا قائم مقامی موروثی کے ہو بہ نسبت اُسکے استحقاق زیادہ قوی ہے" اور "جب کچھ بھی قبضہ نہو تو اُس صورت مین استحقاق کافی متصور نہین ہے" [2] ان قولون سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بحالت موجود ہونے تینون قسم کی شہادت کے کسکو ترجیح دینی چاہیے مثلاً اگر قابض اول کا استحقاق گواہون سے ثابت ہو تو استحقاق مذکور بہ نسبت اُس قبضہ کے جو بلا قائم مقامی موروثی کے ہو زیادہ واثق ہے - علاوہ اسکے قبضہ جو چوتھی پشت کے وارث کو بذریعہ قائم مقامی موروثی کے حاصل ہو وہ بہ نسبت اُس استحقاق کے زیادہ واثق ہے جسکا ثبوت دستاویزات سے ہو لیکن دعویدار درمیانی کا استحقاق بشمول اندک قبضہ کے بھی استحقاق بلا قبضہ سے

ہو یا لونڈی گو وہ ذوی العقول سے ہے تو ایسی حالت مین لینے والے کو شے مذکورہ کو صرف چھونا چاہیے سیمود ھنی

[1] قول کا تیاٰئن مندرجہ سمرتی چندریکا -

[2] بیر متراودائے -

فائق ہے [1] چنانچہ اس باب مین نارد کا صاف یہ قول ہے یعنی دو شخص اول کے واسطے ہبہ وجہ استحقاق ہوتا ہے اور دعویدار درمیانی کے واسطے قبضہ مستحقانہ لیکن صرف قبضہ ممتد و موروثی بھی ایک وجہ معقول ہے،، [2]

وہ شخص جسکو ابتداءً استحقاق حاصل ہوا ہو اگر ثابت نہ کرسکے تو مستوجب سزا ہے۔

۶ - ،، جو شخص اپنی اراضی پر اجنب کا قبضہ بچشم خود دیکھے،، الخ [3] یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص اپنی اراضی پر تصرف دوسرے کا بلا مزاحمت بیس برس سے زیادہ عرصہ تک اور جائداد منقولہ پر دس برس سے زیادہ مدت تک بچشم خود دیکھے اُسکو منافع واپس نہیں ملیگا لیکن بنظر دفع دخل اس امر کے کہ چونکہ منافع واپس نہیں ملتا لہذا سزا بھی نہوگی قول مندرجۂ ذیل بیان کیا گیا ہے اور اُس سے یہ مستنبط ہے کہ تعین سزا حسب حیثیت شخص اور بلحاظ حقیقت ثبوت کے ہونا چاہیے اور وہ قول یہ ہے کہ جس شخص کو استحقاق حاصل ہوا ہو اُسپر واجب ہے کہ جب اُسکی نسبت اعتراض پیش ہو تو اثبات اُسکا کرے لیکن یہ امر اُسکے بیٹے اور پوتے کے واسطے ضرور نہیں ہے کیونکہ قبضہ اُنکا زیادہ واثق متصور ہے،، [4]

ایسا ... سے شخص مذکور کے بیٹے کو صرف قبضہ بلا انفصال اور اسکے پوتے کو قائم مقامی موروثی کا ثابت کرنا چاہیے۔

۷ - جس شخص کو کہ جائداد اراضی یا اور قسم کی جائداد کی نسبت ابتداءً قبضہ حاصل ہوا ہو اُسپر واجب ہے کہ بحالت پیش ہونے اعتراض نسبت اپنے استحقاق جائداد مذکور کے حق اپنا بذریعۂ شہادت دستاویزی ہبہ یا اور کسی طرح کے انتقال کے ثابت کرے۔ اُس سے یہ مستنبط ہے کہ اگر وہ شخص جسکو جائداد ابتداءً حاصل ہوئی ہو استحقاق اپنا ثابت نکرے تو وہ مستوجب سزا ہے لیکن قابض ثانی یعنی اُسکے بیٹے کو ثابت کرنا استحقاق کا ضرور نہیں ہے بلکہ صرف یہ ثابت کرنا چاہیے کہ قبضہ اُسکا بلا تخلل علی الاتصال اور بطور علانیہ رہا۔ پس یہ ظاہر ہے کہ اگر بیٹا استحقاق ثابت

---

[1] اس امر کی نسبت تنبیہ متعلقہ ص ۱۹۷ - قانون بلیکسٹن صاحب معائنہ کیجائے۔

[2] سمرتی چندریکا اور بیادمندیو۔

[3] دیکھو فصل ۴ - دفعہ ۱ - کتاب ہذا۔

[4] قول جاتیلیاک مندرجہ سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ۔

نہ کرسکے تو وہ مستوجب سزا ہوگا الا اُس صورت مین کہ وہ قبضہ اپنا بقید مذکورہ بالا ثبوت کو نہ پہونچا سکے - یہ امر مسلم ہے مگر قابض ثالث یعنی بیٹے کے بیٹے کو نہ اثبات استحقاق ضرور ہے نہ اثبات ایسے قبضہ کا جسکی شرح اوپر کی گئی ہے بلکہ اُسکو صرف قائم مقامی موروثی ثابت کرنی چاہیے - پس اس سے واضح ہے کہ قابض ثالث صرف بحالت ثابت نہ کرسکنے قائم مقامی کے مستوجب سزا ہے نہ بحالت عدم اثبات استحقاق یا اُس طرح کے قبضہ کے جسکی شرح اوپر ہوئی ہے -

درصورت پیش ہونے وجہ استحقاق کے اُس شخص کے بیٹے اور پوتے کا جسکو جائداد بہ ابتدا حاصل ہوئی ہو حق زائل ہوتا ہے اور شخص مذکور کو سزا بھی ہوتی ہے -

۸ - پس ظاہر ہے کہ دوسرے اور تیسرے قابض کے واسطے صرف قبضہ ہی زیادہ واثق متصور ہے اور درمیان قبضہ دونون کے فرق یہ ہے کہ وہ دوسرے کی نسبت قوی ہے اور تیسرے کی نسبت قوی تر لیکن اس صورت مین بھی اصل معنی یہ ہین کہ اگرچہ بحالت پیش نہونے وجہ استحقاق منجانب کسی شخص منجملہ ان تینون شخصون کے حق اُسکا جائداد کی نسبت زائل ہوتا ہے لیکن اُنکی سزا مین فرق ہے چنانچہ اس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص کو استحقاق ابتداءً حاصل ہوا ہو وہ درصورت پیش نہ کرسکنے وجہ استحقاق کے مستوجب سزا ہے نہ اُسکا بیٹا یا اُسکا پوتا گو قبضہ اُنکا بھی زائل ہوجاتا ہے ۱؎

اگر مدعا علیہ بحالت دوران نالش موسومہ اپنے وفات پاوے تو اُسکے بیٹے کو متوفی کا استحقاق ثابت کرنا چاہیے کیونکہ صرف قبضہ کافی نہین ہے -

۹ - یہ مذکور ہوچکا ہے کہ قبضہ جو یاد انسانی سے خارج ہو بلا اظہار استحقاق کے بھی حقیت کا ثبوت معقول متصور ہے مگر اس جگہ اس قاعدہ کی نسبت ایک استثنا کیا گیا ہے - "یعنی اگر کسی شخص پر دوسرے کی نالش دائر ہوا اور وہ بحالت دوران اُسکے وفات پاوے تو متوفی کے وارث کو وجہ استحقاق پیش کرنی چاہیے کیونکہ ایسی صورت مین عذر قبضہ بلا استحقاق کا کافی نہین ہے" ۲؎ اگر غاصب یا اور کوئی شخص جسپر دعوی کیا گیا ہو بحالت دوران نالش قبل فیصلہ قطعی مقدمہ کے فوت ہوجاوے تو اُسکے بیٹے یا کسی اور وارث کو اُسکا استحقاق ثابت کرنا واجب ہے -

اسکی وجہ یہ ہے کہ مدت قبضہ کا اثر مدعا علیہ کے حق مین کچھ مفید نہین ہوتا -

۱۰ - ایسی صورتون مین گو قبضہ گواہون سے ثابت ہو بلا پیش ہونے وجہ استحقاق کے

۱؎ قول ہریت مندرجہ بیوہار میوکھ -

۲؎ قول جاگبلک مندرجہ سمرتی چندریکا اور بیادتندو -

ثبوت حقیت متصور نہین ہوسکتا کیونکہ عذر قبضہ اصل نالش مین مفید نہین ہوتا۔ نارد کا قول بھی اس باب مین یہ ہے کہ اگر ایک فریق مقدمہ بحالت دوران نالش کے وفات پاوے تو اُسکے بیٹے کو بجاے اُسکے مقدمہ مین پیروکار ہونا چاہیے اور فیصلہ مقدمہ کا بلحاظ قبضہ کے نہوگا"۔ سلہ پس یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ اگر منجملہ متخاصمین کے ایک فریق بحالت دائر رہنے دعوی کے مرجاے تو مقدمہ بوجہ وفات اُسکے ختم نہوگا۔

باب چوتھا

مرافعات اور دیگر ثبوت کے بیان مین

فصل پہلی

بعض مقدمات قابل مرافعہ ہین اور بعض نہین۔

۱۔ گو کوئی مقدمہ فیصل ہوگیا ہو تو بھی ممکن ہے کہ بعض صورتون مین حین حیات فریقین کے محکمات بالادست تک نوبت پہونچے لیکن بعض حالتون مین فیصلہ ناطق ہوگا

محکمات کے تفاوت درجات کا بیان۔

۲۔ بنظر ایضاح اس قاعدہ کے اب عدالتون اور مجمع ہاے باشندگان یعنی پوگ اور جماعت ہاے تجار یعنی سیرنی کے تفاوت درجات کا بیان کیا جاتا ہے "وہ اشخاص جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون اور مجمع ہاے باشندگان شہر اور جماعت ہاے تجار اور اہل خاندان ان سب کے درجے تحقیقات معاملات انسانی مین بنظر اُس تقدم کے مقرر کیے گئے ہین جو انہین ایک کو دوسرے پر حاصل ہے"۔ سلہ

تفسیر قول مذکورہ بالا۔

۳۔ "وہ اشخاص جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون"۔ انسے وے لوگ مراد ہین جو حاکم یا راجہ کی طرف سے انفصال مقدمات کے واسطے مامور ہون اور جنکا بیان قول مصرحۂ ذیل اور دیگر اقوال مین ہے یعنی اُن اشخاص کو جو ماہر علم ہون مشیر عدالت

سلہ قول جاگیلک مندرجۂ بیوہار میوکھ لیکن سمرتی چندریکا سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ کسکا قول ہے۔

سلہ بیرمترا دوائے اور سمرتی سار۔

مقرر کرنا چاہیے" الخ "مجمع ہاے باشندگان شہر" یعنی مجمع ہاے اشخاص مختلف الاقوام و مختلف الحرفہ جو ایک جگہ بستے ہون مثلاً ساکنان ایک موضع یا ایک شہر کے "جماعتہاے تجار" سے مراد ہے مجمع ہاے اشخاص ایک قوم یا مختلف قومون کے جو ہم حرفہ ہون مثلاً سوداگران اسپ و صرافان و جولاہگان و جفت دوز "اہل خاندان" یعنی ایک جد کے رشتہ دارون اور اقربا کی جماعتین۔

مرافعہ نہ ہا رہی فیصلہ اہل خاندان کے بترتیب مدارج آن اشخاص تک ہوسکتا ہے جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون۔

۴ - یہ امر سمجھنا چاہیے کہ منجملہ ان چار محکمون کے "جو اشخاص حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون" اور دیگر اشخاص جنکا ذکر عبارت مذکورہ بالا مین مقدم واقع ہے وے باعتبار رتبہ کے نہایت فائق یا اعلیٰ ہین "انسانی سے مراد ہے متعلقہ اہل مقدمات" "انفصال معاملات مین" یعنی دادرسانی مین۔ یہی قاعدہ مستمرہ ہے۔ اگر فیصلہ کسی مقدمہ کا اُن اشخاص کی تجویز سے صادر ہو جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون اور کوئی فریق مقدمہ اپنے تئین مظلوم سمجھ کر اُس فیصلہ سے ناراض ہو تو مرافعہ روبرو مجمع باشندگان شہر کے نہین ہوسکتا علیٰ ہذا القیاس اگر فیصلہ مجمع باشندگان شہر کا مجوزہ ہو تو جماعت تجار مین مرافعہ نہین ہوسکتا اور اگر فیصلہ جماعت تجار کا مجوزہ ہو تو اہل خاندان کے ہان مرافعہ نہین ہوسکتا لیکن اگر فیصلہ اہل خاندان کا ہو تو اُسکا مرافعہ بتدریج مدارج یعنی باشندگان شہر اور پھر جماعت تجار اور بعدہ اُن اشخاص کے روبرو ہوسکتا ہے جو راجہ کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون۔

راجہ کے حضور مین مرافعہ ہوسکتا ہے۔ اگر فیصلہ ہو جسکی ناراضی سے مرافعہ ہو بحال رہے تو مرافعہ کرنیوالے پر جرمانہ ہوگا اور اگر منسوخ ہو جاے تو حکام عدالت مستوجب جرمانہ ہونگے۔

۵ - نارد نے یہ لکھا ہے کہ "اگر مقدمہ اُن اشخاص کی تجویز سے فیصل ہو جاے جو راجہ کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون تو خود راجہ کے حضور مین مرافعہ ہوسکتا ہے" اور قول نارد کا یہ ہے کہ "اہل خاندان۔ جماعت ہا۔ مجمع ہا۔ اشخاص جو بالتخصیص مقرر ہون۔ راجہ یہ محکمات واسطے انفصال مقدمات کے معین ہین اور جس ترتیب سے کہ انکا ذکر اس جگہ واقع ہے بلحاظ اسکے ایک کو دوسرے پر

---

^ باب اول فصل ۱۔ کی دفعہ ۱۔ دیکھی جاے۔

تقدیم ہے،، اگر مرافعہ ایسے مقدمہ کا جسکی ہارجیت کی نسبت کچھ شرط لگی گئی ہو راجہ کے حضور مین دائر کیا جاوے اور راجہ اُسکو بشمول شیرون کے بموجودگی حکام مجوز کے فیصل کرے تو مرافعہ کرنے والے پر درصورت مغلوب ہونے اُسکے بوجہ غیر موجہ متصور ہونے اُسکے مرافعہ کے جرمانہ ہونا چاہیے لیکن اگر وہ مقدمہ جیت جاوے تو حکام مجوز پر جرمانہ ہوگا۔

ذکر اُن فیصلجات کا جو قابل استرداد ہین۔

۶۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر مقدمہ محکمات صغرٰی کی تجویز سے فیصل ہو جاوے تو نوبت اُسکی محکمہ بالادست تک پہونچ سکتی ہے اور عدالت ہائے اعلیٰ کے فیصلجات قابل مرافعہ نہین ہین۔ بعد ازان اُس صورت کا ذکر کیا جاتا ہے جسمین جملہ حکام کے فیصلجات قابل استرداد ہین ”جو مقدمات بجبر اور تخویف اور تجویز عورتون کے اور رات مین اور مکان کے اندر اور باہر فیصل ہون اور جو مقدمات کہ دشمنون کی جانب سے پیش ہون راجہ فیصلہ انکا منسوخ کرے گا،، [1] یعنی وہ اُن مقدمات کا فیصلہ منسوخ کرے گا جو ”بجبر،، یعنی تشدد ”اور تخویف،، یعنی بدہشت طے ہوے ہون اور نیز اُن مقدمات کا جو ”عورات کی تجویز،، سے فیصل ہون ”رات مین،، یعنی رات کے وقت اور واضح ہو کہ رات کے لفظ سے یہ مراد نہین ہے کہ عورت نے رات کے وقت مقدمہ فیصل کیا ہو ”مکان کے اندر،، یعنی اندر حویلی سکونت کے ”باہر،، یعنی بیرون شہر۔ اور مقدمات منفصلہ دشمنان۔

مقدمات ناجائز کی تفصیل۔

۷۔ علاوہ اسکے جو مقدمہ شخص بدمست یا غیر صحیح الطبیعت یا بیمار یا مبتلاے تکلیف یا نابالغ یا خائف یا شخص بوسیلہ وغیرہ کی جانب سے رجوع ہو وہ ناجائز ہے،، [2] ”بدمست،، جسنے شراب پی ہو ”غیر صحیح الطبیعت،، جو منجملہ پانچ طریقون کے بسبب علت ریح یا صفرا یا بلغم یا بوجہ فساد اخلاط ثلاثہ کے یا بسبب مخالفت تاثیر اجرام فلکی کے طبیعت صحیح نہ رکھتا ہو ”بیمار،، بسبب علالت کے ”مبتلاے تکلیف،،

---

[1] بیر متر اودے اور سبودھنی وغیرہ۔

[2] بیر متر اودے اور سبودھنی وغیرہ۔

جو بے آرامی اور درد کے لاحق ہونے سے عائد ہو "نا بالغ"، جو شخص بوجہ صغر سنی کے مجاز انصرام اپنے کاروبار کا نہو "خائف" جو دشمنون سے خائف ہو "شخص بے واسطہ" جسکو امر متنازعہ سے کچھ تعلق نہو "لفظ وغیرہ" سے جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے وہ مقدمہ مراد ہے جو دستورات شہر یا ملک یا اسی طرح کے اور دستورات کے خلاف ہو۔[۱] ضوابط عدالت کے ماہرین نے یہ قرار دیا ہے کہ جو مقدمہ دستورات شہر یا ملک کے خلاف ہو اُسپر لحاظ نہوگا چنانچہ قول مندرجۂ ذیل سے یہ واضح ہے "یعنی جو فعل دستورات شہر یا ملک کے خلاف ہو یا اُسکی نسبت حاکم کی جانب سے امتناع ہو وہ جائز نہین ہے"[۲] اور یہی قاعدہ اُس شخص سے متعلق مفہوم ہونا چاہیے جو مقدمہ سے وکالتاً یا اصالتاً کچھ تعلق نہ رکھتا ہو"۔

تفصیل اُن مقدمات کی جنکا دائر ہونا باہم بعض اشخاص کے ناجائز ہے۔

۸۔ یہ قول واقع ہے کہ "اگر باہم اُستاد و شاگرد اور باپ اور بیٹے اور شوہر و زوجہ اور آقا اور غلام کے نزاع ہو تو اُسکی بابت نالش مسموع نہوگی"[۳] لیکن اس قول کا یہ مقصود نہین ہے کہ اشخاص مذکور دادرسی عدالت سے قطعاً محروم رہینگے کیونکہ رجوع ہونا مقدمات کا ان شخصون کے باہم بھی جائز ہے۔

بعض صورتون مین شاگرد کا استغاثہ اُستاد کی نسبت مسموع ہو سکتا ہے۔

۹۔ علاوہ اسکے شاگرد کو بلا سزا کے تنبیہ ہونی چاہیے لیکن اگر یہ نہو سکے تو پتلے چابک یا قمچی سے سزا دیجاے اور جو شخص سواے ان دو چیز کے اور آلات کام مین لانے گا راجہ اُسکو سزا دے گا"[۴] اور گوتم کا یہ قول ہے کہ "جیسا منو نے لکھا ہے سر پر ہرگز مارنا نہین چاہیے" ان قواعد سے واضح ہے کہ اگر اُستاد بحالت غیظ ضرب شدید پہونچاوے یا سر پر مارے اور شاگرد جسکی نسبت یہ بے اعتدالی ظہور مین آئی ہو اپنا استغاثہ راجہ کے حضور مین پیش کرے تو ایسی حالت مین مقدمہ اُسکا مسموع ہوگا۔

---

۱ بیرمتراودائے اور سبودھنی وغیرہ۔

۲ ایضاً۔

۳ ایضاً۔

۴ ایضاً۔

۱۰- جو اراضی دادا کی مکسوبہ ہو اسمین اُسکے بیٹے اور پوتے کو حق ملکیت بدرجہ مساوی پہونچتا ہے" الخ لے پس اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ اگر بیٹا اپنے باپ کی جائداد غیر منقولہ کا کوئی جزو منتقل کرے اور پوتا عدالت مین رجوع لاوے تو ایسی حالت مین بیٹے کی نالش باپ پر مسموع ہو سکتی ہے۔

بیٹے کی جانب سے باپ پر بعض صورتوں مین نالش ہو سکتی ہے۔

۱۱ "اگر شوہر نے زوجہ کا مال ایام قحط مین یا بغرض انصرام کسی فرض کے یا بحالت بیماری ماخوذی اپنے لیا ہو تو شوہر پر واپسی اُسکی لازم نہ آئے گی" اس قول سے یہ واضح ہے کہ اگر شوہر سواے ان حالات کے اور کسی حالت مین اپنی زوجہ کا مال تصرف کرے اور اُس سے واپسی کا مطالبہ کیا جاے اور وہ باوجود مقدرت کے واپسی سے انکار کرے تو ایسی صورت مین زوجہ کی نالش شوہر پر ہو سکتی ہے۔

بعض صورتون مین زوجہ کی نالش شوہر پر مسموع ہو سکتی ہے۔

۱۲- جن صورتون میں کہ ملازم مثل [illegible] کی جانب سے اُسکے آقا پر نالش ہو سکتی ہے انکا بیان آئندہ کیا جاے گا "جو غلام اپنے آقا کو خطرہ عظیم سے بچاوے وہ آزاد کیا جاے گا اور ورثہ آقا سے مثل بیٹے کے حقدار ہوگا" اس قول سے ظاہر ہے کہ اگر آقا اُسکو آزاد نہ کرے یا منجملہ ورثہ کے حصہ نہ دے تو کوئی امر مانع نالش غلام کا آقا پر نہ ہوگا۔

بعض صورتون مین ملازم کی نالش آقا پر ہو سکتی ہے۔

۱۳- پس مقصود اس قول کا کہ "اگر باہم اُستاد و شاگرد کے نزاع ہو" الخ یہ ہے کہ اگر شاگرد وغیرہ کی جانب سے نالش دائر ہو تو راجہ کو چاہیے کہ اُنکو عدالت مین فہمائش کرے کہ دائر کرنا ایسے مقدمات کا فی الواقع یا بظاہر نامناسب ہے لیکن اگر شاگرد داور اسی طرح کے اور مستغیث پر فہمائش کا اثر نہو تو مقدمہ حسب ضابطہ ترتیب پاوے گا۔

دائر کرنا مقدمات مذکورہ بالا کا خاطر نگرنا مناسب ہے۔

۱۴- نارد کا قول ہے کہ "جو نالش ایک شخص کی جانب سے چند اشخاص پر یا عورت یا ملازم کی طرف سے رجوع ہو وہ نامنظور ہونا چاہیے یہ قول نہایت عالم قانون دانون

تفصیل قول نارد۔

لے قول جاگیلک منقولہ داد بھاگ اور راے کرم سنگرہ اور بیاد تندیو اور بیاد تار نو سلو اور بیاد بھنگار نو وغیرہ۔

گا ہے،، لیکن باوجود اسکے اگر نالش ایک شخص کی چند اشخاص پر بابت امر متنازعہ واحد کے ہو تو ایسی نالش مسموع ہوگی چنانچہ یہ امر قول مندرجہ ذیل اور دیگر اقوال سے واضح ہے یعنی وہ جو شخص چند اشخاص کی جائداد کو غصب کرے یا جو شخص اُس معاہدہ کے خلاف عمل کرے جو چند اشخاص کے ساتھ منعقد ہوا ہو اور وہ جسپر چند شخصون نے حملہ کیا ہو،، لخ - حاصل اسکا یہ ہے کہ زمانہ واحد مین مختلف امور کی بابت نالش ایک شخص کی چند شخصون پر مسموع نہوگی -

بعض حالات مین عورت منکوحہ نالش کرسکتی ہین -

۱۵ - عورات [1] جو کسب معاش مین کسی کی محتاج نہون مثلاً دودھ یا شراب بیچنے والی نالش دائر کرسکتی ہین اور استثناء جو عورت کی بابت کیا گیا ہے وہ نساء منکوحہ شرفاء سے جنکے شوہر زندہ ہین متعلق ہے کیونکہ وے بوجہ منالحت بلا شرکت شوہر نالش کرنے کی مجاز نہین ہین -

لازم اپنے حقوق کی بابت نالش کرسکتے ہین -

۱۶ - جو امتناع [2] کہ ملازم کی نسبت نالش کرنے کے باب مین ہے وہ اُسکی حالت بندگی سے متعلق ہے لیکن اسکا یہ مقصود نہین ہے کہ وہ اپنے خاص حقوق کی بابت باجازت اپنے آقا کے نالش نہو یہی تعبیر صحیح ہے -

---

[1] بموجب قوانین ملک فرانس کے عورت منکوحہ جو اپنے شوہر کی تجارت سے علاوہ خاص اپنی ذات کے واسطے علاعلانیہ کاروبار کرتی ہو وہ بلا اجازت وحکم اپنے شوہر کے اپنی تجارت خاص کی نسبت معاہدت کرنے کی مجاز ہے اور خاص اُسکی ذات پر فیصلہ عدالت صادر ہوسکتا ہے - رسالہ کولبروک صاحب جو درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اُسکے حصہ اول کا ص ۲۲۳ - معائنہ کیا جاے -

[2] دھرم شاستر مین بھی مثل آئین رومیۂ کبریٰ کے غلام بالعموم کسی جائداد خاص کا مالک متصور نہین ہے اور چونکہ وہ تابع حکومت ومرضی اپنے آقا کے ہوتا ہے لہذا جو معاہدت کہ اُسکی جانب سے عمل مین آوین ناقص ہین لیکن وہ برعایت اپنے آقا کے جداگانہ وخاص جائداد کا مالک ہوسکتا ہے اور اُسپر اُسکو اختیار کلی پہونچتا ہے - از رسالہ مذکورہ بالا -

باب پانچوان

بحث ضمنی مال یافتہ و مغروقہ کے بیان مین

مال یافتہ مالک کو واپس ہونا چاہیے۔

۱۔ مقدمات جو استرداد کے قابل ہین انکا بیان اوپر ہو چکا ہے اب اُس مال کا ذکر کیا جاتا ہے جو واپسی کے قابل ہے راجہ کو چاہیے کہ مال یافتہ مالک کو واپس دے لیکن اگر مالک مذکور شناخت نہ کر سکے تو اسپر بقدر مال مذکور کے جرمانہ کیا جاوے گا سلہ

تشریح قول بالا۔

۲۔ اگر کسی شخص کا سونا یا اَور مال گم ہو جاے اور وہ عملۂ تحصیل یا ملازمان فوجداری وغیرہ کو دستیاب ہو اور وے راجہ کے حوالہ کرین تو راجہ کو چاہیے کہ اُسے اصل مالک کو واپس کردے بشرطیکہ مالک باظہار کیفیت وکمیت مال کے شناخت اُسکی کر سکے اگر ایسا نہ کر سکے تو اُسپر بقدر مالیت مال مدعوہ بوجہ دروغ گوئی کے جرمانہ عائد ہوگا

قاعدۂ مذکورہ بالا کے بیان ہونیکی وجہ۔

۳۔ قاعدہ درباب واپسی مال یافتہ کے اس جگہہ خصوصیت کے ساتھ بدین غرض بیان کیا گیا ہے کہ حصول مال کے ذریعون کی تفصیل مین یافتگی بھی داخل ہے پس یافتہ مال مالک اُسکا ہوتا ہے۔

مال یافتہ کے امانتاً رہنے کی میعاد۔

۴۔ مال یافتہ کے امانتاً رکھنے کی ایک میعاد خاص مقرر کی گئی ہے وہ اگر عملۂ تحصیل یا ملازمان فوجداری کو مال یافتہ یا افتادہ دستیاب ہو تو ایک سال کے اندر اصل مالک کو واپس کیا جا سکتا ہے بعدازان وہ مال راجہ کا ہوگا ،، سلہ قول مندرجۂ ذیل مین منو نے اس میعاد کا تعین تین برس تک کیا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ ”جس مال کا مالک بعد اجراے اشتہار مصرح کے حاضر نہو تو راجہ کو چاہیے کہ اُسکو تین برس تک امانت رکھے اور بعد انقضاے میعاد مذکور کے

سلہ میر متیرا و دانئیے۔

سلہ ایضاً۔

راجہ اُسکو ضبط کرسکتا ہے [۱] اس قول سے واضح ہے کہ مال مذکور کا تین برس تک امانت رکھنا ضرور ہے۔

درصورت گذرنے میعاد چھ مہینے کے مال بعد وضع رسوم کے دیا جائے گا۔

۵- اگر اصل مالک ایک سال کے اندر حاضر ہو تو وہ کل مال واپس پائے گا اور اگر بعد ازان تو مال امانت سے چھٹا حصہ بابت رسوم کے وضع ہو کر باقی مال دیا جائے گا چنانچہ قول مندرجہ ذیل مین یہی امر لکھا ہے "راجہ مجاز ہے کہ جو مال اُسکے پاس اس طور پر امانت ہو منجملہ اُسکے چھٹا حصہ لے یا بخیال اسکے کہ نیک راجہ کو رعایت واجب ہے دسوان یا بارھوان حصہ لے" [۲] پس اس سے مستنبط ہے کہ اگر مالک ایک برس کے اندر پہونچ سکے تو کل مال اُسکو واپس ہوگا اور اگر دوسرے سال کے اندر تو بارھوان حصہ اور تیسرے مین دسوان اور چوتھے اور سالہائے مابعد مین چھٹا حصہ مال سے وضع کر لیا جائے گا۔

انعام چہارم یابندہ کو دیا جائے گا

۶- راجہ کو چاہیے کہ اپنے حصہ مین سے یابندہ کو چہارم دیوے لیکن اگر مالک حاضر نہو تو کل مال یافتہ کا ربع یابندہ کو دے کر بقیہ رکھ لے چنانچہ گوتم کا قول یہ ہے کہ "راجہ کو لازم ہے کہ مال یافتہ لاوارث کو ایک برس تک امانت رکھے بعد ازان چہارم یابندہ کو اور مابقی راجہ کو پہونچے گا" [۳]

میعاد خاص جو بیان کی گئی ہے اُسکے منقضی ہونے کے بعد مالک کا حق زائل نہین ہوتا بلکہ مقصود اسکا یہ ہے کہ مال مذکور راجہ کے کام مین آوے۔

۷- لفظ سال جو اس جگہ بصیغہ واحد مستعمل ہوا ہے اُس سے وقت ایک سال مفہوم نہین کرنا چاہیے چنانچہ یہ امر قول مندرجہ ذیل سے ظاہر ہے "راجہ کو چاہیے کہ مال کو تین برس تک امانت رکھے الخ" [۴] اور اسی قول کی اس عبارت اخیر سے کہ "بعد انقضائے میعاد مذکور کے راجہ اُسکو ضبط کرسکتا ہے" [۵] صرف یہ مراد ہے کہ اگر مالک میعاد مذکور کے اندر

[۱] منو۔ فصل ۸۔ اشلوک ۳۰۔

[۲] منو فصل ۸۔ اشلوک ۳۳۔

[۳] رتناگر وغیرہ۔

[۴] دفعہ ۴۔ فصل ہذا۔

[۵] ایضاً۔

حاضر نہ ہو تو بعد انقضائے میعاد مذکور کے راجہ کو اُس کے کام میں لانے کا اختیار ہے لیکن اگر مالک بعد ازاں حاضر ہو تو راجہ کو چاہیے کہ بعد وضع اپنے حصہ کے مالک کو زر نقد مساوی مالیت مال مفقودہ کے ادا کرے۔

قواعد جو شیٔ آوارہ سے متعلق ہیں بتلایا آئندہ کیا جائے گا۔

۸ - قواعد مذکورۂ بالا صرف سونے اور اسی قسم کی اور اشیاء سے متعلق ہیں اور جو قاعدے کہ شیٔ آوارہ کے باب میں ہیں اُنکا ذکر اُس موقع پر ہوگا جہاں یہ قول مندرج ہے کہ "بابت چوپائے کے جسکا قسم غیر شگافتہ ہو میں دینے ہونگے الخ"

آئین متعلقۂ دفینہ۔

۹ - اوپر اس آئین کا بیان کیا گیا ہے جو مال یافتہ یعنی سونے وغیرہ کی چیزوں سے کہ شارع عام یا معبر اور تھانجات میں پائی جائیں متعلق ہے۔ اب اُس سونے وغیرہ کا ذکر ہوگا جو مدت دراز سے زمین میں دفن ہو اور جسکو بالعموم دفینہ کہتے ہیں "اگر خزانہ مدت دراز سے زمین میں دفن ہو اور رعایا میں سے کسی شخص یا راجہ کو ملے تو راجہ مجاز ہے کہ نصف اُسکا برہمنوں کو دیکر نصف اپنے خزانہ میں رکھے۔ اگر ذی علم برہمن کو دفینہ ملے تو وہ اُسپر بلا وضع رسوم کے متصرف ہوگا کیونکہ وہ مالک کُل ہے"، ~~۱~~ لیکن "اگر سوائے برہمن کے کسی اور شخص کو دستیاب ہو تو راجہ کو چاہیے کہ یا بندہ کو چھٹا حصہ دیکر باقی کو آپ لے اور اگر کوئی شخص دفینہ کے برآمد ہونے کا حال بیان نہ کرے اور وہ منکشف ہو تو ایسی صورت میں راجہ شخص مذکور کو کُل دفینہ سے محروم رکھے اور اُسپر جرمانہ عائد کرے"۔ ~~۲~~

تفسیر قول مذکورۂ بالا۔

۱۰ - اگر راجہ کو دفینہ مثل اشیاء مذکورۂ بالا کے ملے تو اُسکو لازم ہے کہ نصف برہمنوں کو دیکر بقیہ اپنے خزانہ میں داخل کرے لیکن اگر عالم برہمن یعنی واقف دین اور نیک روِش کو دستیاب ہو تو وہ کُل اپنے تصرف میں لاوے کیونکہ وہ دنیا میں سب سے اشرف ہے لیکن اگر کسی اور شخص کو سوائے عالم برہمن یا راجہ کے مثلاً جاہل برہمن یا چھتری کو حاصل ہو تو راجہ کو چاہیے کہ یا بندہ کو چھٹا حصہ دے کر بقیہ آپ لے چنانچہ اس باب میں باسسٹ کا یہ قول ہے کہ "جو کوئی مال لاوارث پاوے راجہ کو چاہیے کہ چھٹا حصہ یا بندہ کو

~~۱~~ منو باب ۸۔ اشلوک ۳۷، ۳۸۔ منقولۂ داے تتو۔

~~۲~~ قول منو منقولۂ داے تتو۔ لیکن آئین منو میں یہ قول کہیں نہیں پایا جاتا ہے۔

دے کر باقی کو اپنے تصرف میں لا دے "[1] اور گوتم بھی یہ لکھتا ہے "پاتھناوا اپنیاول کے جو عالم برہمنوں کو دستیاب ہوا ہو اور شخصوں کا پایا ہوا دفینہ کا راجہ مالک ہے لیکن اگر سواے برہمن کے کسی اور شخص کو دستیاب ہوا اور وہ اُسکے برآمد ہونے سے اطلاع دے تو وہ چھٹا حصہ پائے گا "[2] انی بیدت وگیاتو مرکب ہے دو لفظوں سے یعنی انی بیدت جسکے معنی نہ بیان کرنا اور وگیاتو جسکے معنی منکشف ہونا ہے پس اس جملہ سے یہ مراد ہے کہ جو شخص دفینہ کا بیان نہ کرے اور اُسکا انکشاف ہو جائے۔ یعنی کسی شخص کو دفینہ ملے اور وہ اُسکا حال بیان نہ کرے اور بعد ازاں وہ راجہ پر ظاہر ہو جائے تو راجہ اُس سے کل مال مذکور لے گا اور حسب حیثیت اُسکے جرمانہ عائد کرے گا۔

بعد وضع رسوم دفینہ مالک کو ملے گا۔

۱۱- اگر دفینہ کا مالک حاضر ہو کر با ظہار اُسکی کیفیت و کمیت کے اُسکو شناخت کرے تو راجہ چھٹا یا بارھواں حصہ وضع کرکے باقی اُسکو واپس کرے چنانچہ منو نے یہ لکھا ہے کہ "اگر کوئی شخص براستی بیان کرے کہ یہ مال جو امانت میں ہے میرا ہے تو راجہ کو چاہیے کہ چھٹا یا بارھواں حصہ بابت اُسکی حفاظت کے لے "[3] زر رسوم کی وضعات میں دعویدار کی قومیت اور زمانہ منقضیہ پر لحاظ ہونا چاہیے۔

جو مال رعیت کا لٹ جائے راجہ اُسکو واپس دلا دے۔

۱۲- اب مال سرقہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ جو مال رعیت کا لٹ جائے راجہ اُسکو واپس دلائے ورنہ اُس شخص کا گنہگار رہتا ہے جسکا مال چوری گیا ہو[4]۔ اگر راجہ مال سرقہ سارقوں سے برآمد کرائے تو وہ اُس شخص کو واپس ملنا چاہیے جسکا وہ ہو اور راجہ کی قلمرو میں سکونت پذیر ہو ورنہ راجہ پر گناہ سرقہ اور اُس شخص کا عذاب ہوگا جسکا مال چوری گیا ہے چنانچہ منو کا قول ہے کہ "جو مال چوروں نے چھین لیا ہو

---

[1] رتناکر اور بیرمتر چندریکا۔

[2] ایضاً۔

[3] منو فصل ۸۔ شلوک ۳۵۔

[4] رتناکر۔

راجہ کو چاہیے کہ مالکون کو بلالحاظ قومیت انکے واپس دلائے کیونکہ جو راجہ ایسے مال کو اپنے تصرف مین لائے وہ مثل سارق کے مجرم ہوتا ہے"[1] یعنی راجہ کو لازم ہے کہ مال مسروقہ کل فرقون کے آدمیون کو واپس دلادے کیونکہ اگر وہ خود اسپر متصرف ہو تو اسپر گناہ سرقہ واجب آتا ہے۔

وفات بھی مذموم ہے۔

۱۳- اگر راجہ مال مسروقہ چور سے لے کر اپنے تصرف مین لائے تو وہ مثل سارق کے گنہگار ہے اور اگر اس سے مال مغروقہ کی نسبت غفلت سرزد ہو تو اسپر اُس شخص کا عذاب ہوتا ہے جسکا مال غارت ہوا۔

اگر مال مغروقہ دستیاب نہو تو قیمت اسکی خزانہ عامرہ سے دیجاوے۔

۱۴- اگر راجہ کو باوصف سعی قرار واقعی کے مال مغروقہ دستیاب نہو تو اسکو لازم ہے کہ قیمت اسکی اپنے خزانہ سے دے چنانچہ گوتم نے یہ لکھا ہے کہ " اگر مال مسروقہ دستیاب ہو تو راجہ اُسے اصل مالک کو واپس کرے ورنہ اپنے خزانہ سے روپیہ دے"[2] علی ہذا القیاس کرشن دواے پاٹن نے یہ لکھا ہے کہ " اگر راجہ مال مغروقہ کے دستیاب کرانے مین معذور رہو تو قیمت اسکی اپنے خزانہ سے دلادے" مقدمات کی تمہید عام و خاص اوپر بیان ہوئی اب قرضہ و دستگردان کا بیان ہوگا جو منجملہ اٹھارہ اقسام نالش کے اول قسم مین داخل ہے[3]

---

[1] منو- باب ۸- اشلوک ۴۰-

[2] سابق مین جو اقرارنامجات زمینداران اور مستاجرون سے لیے جاتے تھے اُن مین یہ شرط تحریر ہوتی تھی کہ شر و فساد کا انسداد رہے اور اگر علاقہ زمینداری یا استاجری مین چوری ہو تو مال مع مجرم حاضر کیا جاے۔

[3] اصل کتاب سنسکرت کے باب آیندہ مین رن اوکرم یعنی عدم ادائے قرضہ کا ذکر ہے اور بھی اُسمین سود کی شرح و رہن وغیرہ کا حال مندرج ہے لیکن چونکہ داخل کرنا باب مذکور کا اس جگہ بے موقع اور بحث سے خارج متصور ہے اور بیان اُسکا بشمول دیگر مراتب متعلقہ مقدمات کے کولبروک صاحب نے خلاصہ جگنناتھ کے ترجمہ مین بصراحت تمام کیا ہے لہذا اُسکو ترک کر کے باب شہادت کا بیان کیا جاتا ہے۔

باب چھٹا

گواہون کے بیان مین

فصل پہلی

گواہ معائن یا سمعی و مقبولہ و غیر مقبولہ ہو سکتے ہین -

۱- یہ بیان کیا گیا ہے کہ شہادت ثبوت تحریری اور گواہون اور قبضہ پر مشتمل ہے چنانچہ شہادت قبضہ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور اب شہادت زبانی کا ذکر ہو گا - گواہ معائن ہو سکتا ہے یا سمعی چنانچہ اس باب مین منو نے یہ لکھا ہے کہ "شہادت امر معائنہ یا مسموعہ منظوری کے قابل ہے" گواہ دو قسم کے ہین یعنی مقبولہ و غیر مقبولہ - مقبولہ سے وہ گواہ مراد ہے جو اداے شہادت کے واسطے نامزد کیا جاے اور غیر مقبولہ وہ ہے جو گواہی کے واسطے نامزد نہ کیا جاوے -

تفصیل گیارہ قسم کے گواہون کی منجملہ اُنکے پانچ مقبولہ ہین اور چھ غیر مقبولہ -

۲- گواہان مقبولہ کی تفریق پانچ قسم ہین کی گئی ہے اور غیر مقبولہ کی چھ قسم ہین یعنی کل قسمین گواہون کی گیارہ ہین چنانچہ اس باب مین نارد نے یہ لکھا ہے "عالمان شاستر نے گیارہ قسم کے گواہ جائز قرار دیے ہین منجملہ انکے پانچ مقبولہ ہین اور بقیہ چھ غیر مقبولہ" [1] اور اُسی نے تفریق گواہان اس طور پر بیان کی ہے - "گواہ مندرجہ دستاویز - گواہ زبانی - گواہ اتفاقی - گواہ مخفی - گواہ موید" [2] یہ پانچ قسمین گواہان مقبولہ کی ہین اور گواہ مندرجہ دستاویز بقیہ گواہون کی کیفیت کاتیائن نے بیان کی ہے -

توضیح گواہان مقبول

۳- جس گواہ کو خود دعویدار حاضر کرے اور اُسکا نام دستاویز مین درج ہو وہ

---

[1] بیادتند بو -

[2] بیادتند بو دسمرتی چندریکا -

گواہ دستاویز کہلاتا ہے۔ گواہ زبانی سے وہ شخص مراد ہے جسکی شہادت دستاویزی ہو"۔ سلہ علاوہ اسکے کاتیائن نے گواہ زبانی یعنی غیر مندرجہ دستاویز کا بیان اس طور پر کیا ہے کہ "جو گواہ معائن معاملہ ہو اسکو مدعی بغرض کثرت شہرت کے باربار معاملہ کا ذکر یاد دلاوے"۔ سلہ جو شخص ہنگام وقوع معاملہ دفعتہً وارد ہو اور گواہ قرار دیا جاے وہ گواہ اتفاقی کہلاتا ہے۔ اگرچہ یہ دو قسم کے گواہ غیر مندرجہ دستاویز ہین لیکن کاتیائن نے انکے باہم فرق بیان کیا ہے یعنی "دو قسم کے گواہ جو تصدیق دعوے کے واسطے گذرین غیر مندرجہ دستاویز کہلاتے ہین یعنی ایک جو ارادۃً نامزد کیا جاے اور دوسرا جو اتفاقیہ وارد ہو"۔ "اگر کسی شخص کو دعویدار اس غرض سے مخفی کھڑا کرے کہ وہ مدعا علیہ کے قول کو بخوبی سنے اور اس ترکیب سے اسکو اپنا بیان ثابت کرانا مقصود ہو تو ایسا شخص گواہ مخفی کہلاتا ہے"۔ سلہ جو شخص کہ بمرتبہ اخیر شہادت گواہان کی تائید کرے عام اس سے کہ بیان اسکا اپنے معلومات سے ہو یا دوسرے کی وساطت سے وہ گواہ موید کہلاتا ہے"۔ سلہ

توضیح گواہان غیر مقبول

۴۔ علی ہذا القیاس نارد نے گواہان غیر مقبولہ کی چھ قسمین بیان کی ہین یعنی "اہل شہر۔ حاکم۔ راجہ۔ جو شخص فریقین کی جانب سے انصرام کار کا مجاز ہو۔ شخص مقررہ دعویدار اور تنازعات خانگی مین اشخاص ہمخاندان بھی گواہ متصور ہو سکتے ہین"۔ سلہ

لفظ حاکم جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے محررون اور مشیرون پر حاوی ہے چنانچہ اس

۱۔ بیاد تندیو۔

۲۔ ایضاً۔

۳۔ ایضاً۔

۴۔ قول نارد منقولہ بیاد تندیو۔

۵۔ بیاد تندیو سمرتی چندریکا۔

قول سے واضح ہے کہ "جب راجہ کسی مقدمہ کی تحقیقات کرے تو اُس صورت مین گجر اور حاکم اور مشیر علی السبیل الترتیب گواہ قرار دیے گئے ہین" سلہ

صفات وتعداد گواہان۔

۵ بعد اسکے نارد صفات وتعداد گواہون کا بیان کرتا ہے "پابند مذہب۔ فیاض۔ شریف خاندان۔ راست گو۔ نیک۔ صداقت شعار۔ صاحب اولاد ذکور۔ متمول۔ پابند آئین الہامی وتحریری۔ ہم قوم وہم فرقہ یا بلاتخصیص اس امر کے ان صفات کے تین شخص گواہ ہوسکتے ہین" سلہ

توضیح قول مندکرہ بالا

۶ "پابند مذہب" یعنی دیندار "فیاض" یعنی عادی سخاوت "شریف خاندان" یعنی عالی نسب "راست گو" یعنی جسکا شیوہ سچ بولنا ہے "نیک" یعنی جو اپنے معاملات دنیوی کو فائق نہ سمجھے "صداقت شعار" یعنی فریبی نہو "صاحب اولاد ذکور" یعنی جسکے بیٹے ہون "متمول" یعنی جسکے پاس سونا اور اور مال ہو "پابند آئین الہامی وتحریری" یعنی جو رسوم معینہ اور فرائض کے بجالاتے ہین محتاط ہو۔ ان صفات کے تین شخص گواہ ہوسکتے ہین "تین" یعنی شمار مین تین سے کم نہون مگر اس سے زیادہ کا اختیار ہے "ہمقوم" یعنی قوم واحد کا گواہ اور قوم سے مراد ہے مور دھابشکت وغیرہ اقوام بلحاظ ترتیب اعلیٰ یا اسفل کے مثلاً مور دھابشکت کی قوم کے گواہ مقدمون مین مور دھابشکت گواہ ہونگے اور علی ہذا القیاس امبشٹ وغیرہ قومون کے مقدمات مین بھی یہی امر ملحوظ ہوگا اور اس قاعدہ مین فرقہ کا خیال بھی ضرور ہے اور فرقہ سے مثل فرقہ برہمنان وغیرہ مراد ہے اور اسکا حاصل یہ ہے کہ برہمن بصفات وتعداد مذکورۂ بالا برہمنون کے مقدمات مین گواہ ہونگے اور چھتریون وغیرہ کی نسبت بھی یہی مفہوم ہونا چاہیے علی ہذا القیاس عورات کے مقدمون مین عورات ہی گواہ ہونگی چنانچہ منو نے یہ لکھا ہے کہ "عورات کے گواہ

سلہ بیادتندیو وسمرتی چندریکا۔

سلہ قول جاگبلک منقولۂ بیوہار میوکھ وبیادتندیو۔

ضرورت ہوتی چاہئیں"۔[۱] لیکن اگر کل گواہ ایک ہی قوم یا فرقہ کے بہم نہو سکیں تو شودر یا مشتلت وغیرہ اور برہمن وغیرہ ایک دوسرے کے مقدمات مین گواہ ہوسکتے ہین۔

غیر مجاز گواہوں کی پانچ قسم ہیں۔

۷۔ درصورت بہم نہو سکنے اُس قسم کے گواہون کے جنکا اوپر ذکر ہوا گواہان غیر مجاز کا ذکر بغرض اظہار اس امر کے ضرور ہوا کہ اور اشخاص بھی جنکی نسبت امتناع قطعی نہین ہے گواہ ہوسکتے ہین۔ نارد نے غیر مجاز گواہون کی پانچ قسمین بیان کی ہین یعنی وہ کہتا ہے کہ "وہ شاستر کے عالمون نے گواہان غیر مجاز کی پانچ قسمین قرار دی ہین"۔[۲]

وجوہ عدم مجازیت۔

۸۔ امتناع و بداعمالی و تزلزل بیانی اور از خود بطور گواہ حاضر ہونا اور قبل گواہی گواہ کے مدعی یا مدعاعلیہ کا مرجانا"۔[۳]

ذکر اُن گواہوں کا جو بوجہ امتناع کے غیر مجاز ہین۔

۹۔ اب اُن گواہون کا بیان کیا جاتا ہے جو بذریعہ امتناع کے غیر مجاز ہین "وہ علماء اور اشخاص عابد اور مُسن اور زاہد وغیرہ بوجہ امتناع کے غیر مجاز ہین نہ اور سبب سے"۔[۴] عابدون سے بان پرست لوگ مراد ہین اور لفظ وغیرہ سے وہ شخص جو اپنے باپ وغیرہ کے فرمانبردار ہون چنانچہ سنگھ نے یہ بیان کیا ہے کہ "وے اشخاص جو اپنے باپ کے فرمانبردار ہون اور جو اپنے گرو کے گھر مین رہتے ہون اور زاہد اور اشخاص صحرا نشین اور عابد یہ سب گواہان غیر مجاز ہین"۔[۵]

جو گواہ بوجہ بداعمالی کے غیر مجاز ہین۔

۱۰۔ اب اُن شخصون کا ذکر کیا جاتا ہے جو بوجہ بداعمالی کے غیر مجاز ہین۔ "وہ چور۔ مفسد علانیہ۔ اشخاص تندمزاج۔ قمارباز۔ دغاباز۔ یہ اشخاص بوجہ بداعمالی کے غیر مجاز ہین اور سچے نہین ہوتے"[۶] تندمزاج یعنی مغلوب الغضب۔ قمارباز یعنی

---

[۱] منو باب ۸۔ اشلوک ۶۸ منقولہ بباد تندیو۔

[۲] بباد تندیو اور سمرتی چندریکا۔

[۳] ایضاً۔

[۴] ایضاً۔

[۵] ایضاً۔

[۶] قول نارد منقولہ سمرتی چندریکا۔

جو یا نسہ سے کھیلین –

جو گواہ وجہ تزلزل بیانی کے غیر مجاز ہین

۱۱- اب نارد اُن گواہون کا بیان کرتا ہے جو بوجہ تزلزل بیانی کے غیر مجاز ہین –
"اگر منجملہ گواہان کے جو کسی فریق مقدمہ کی جانب سے نامزد اور طلب کیے جائین ایک
گواہ بھی متزلزل بیان ہو تو کُل گواہ بوجہ ایسی تزلزل بیانی کے غیر مجاز متصور ہونگے" [۱]

جو شخص بوجہ از خود حاضر ہونے کے غیر مجاز ہوں –

۱۲- اب اُن گواہون کی کیفیت بیان کیجاتی ہے جو از خود حاضر ہونے کی وجہ سے غیر مجاز
ہین "جو شخص کہ گواہ نہ قرار دیا گیا ہو مگر ادا ے شہادت کے واسطے از خود حاضر ہو تو
ایسا شخص اصطلاح مین سیوچی یعنی مخل کہلاتا ہے" "ایسی گواہی مفید
نہین ہے" [۲]

جو شخص بوجہ وفات مدعی یا مدعا علیہ کے غیر مجاز ہین –

۱۳- اب اُن گواہون کی شرح کیجاتی ہے جو بسبب وفات پانے مدعی یا مدعا علیہ
قبل ادا ے شہادت کے غیر مجاز ہین "اگر کوئی شخص دعوی کے حقیقت سے مطلع
نہ کیا گیا ہو اور دعویدار موجود نہو تو وہ کیونکر گواہی دے سکتا ہے ایسا شخص بسبب
وفات دعویدار کے ادا ے شہادت کے واسطے غیر مجاز ہے" [۳] اسکے یہ معنی ہین کہ
اگر کوئی شخص مدعی کا گواہ ہو یا مدعا علیہ کا اور مدعی یا مدعا علیہ مذکور موجود نہو یعنی مرگیا ہو
اور دعوی رجوع نہوا ہو اور اُسکی اصل حقیقت سے اہل خصومت نے گواہون کو مطلع نہ
کیا ہو اور نہ اُنسے امر متنازعہ کی نسبت گواہی دینے کے واسطے کہا گیا ہو تو ظاہر ہے کہ
کس دعوے مین یا کس شخص کی جانب سے گواہ ادا ے شہادت کریگا – پس ایسے
گواہ بوجہ وفات مدعی یا مدعا علیہ کے غیر مجاز ہین –

گواہی جو بعد وفات دعویدار کے مسموع ہے اُسکی نسبت استثنا کیا گیا ہے –

۱۴- جب باپ یا اور کوئی شخص بحالت قریب المرگ ہونے کے یا حالت صحت مین
بھی بیٹون یا اور شخصون کو واسطے دینے گواہی نسبت کسی امر خاص کے فہمائش کرے
تو ایسی صورت مین بعد وفات اُسکے بھی وے گواہ ہو سکتے ہین چنانچہ نارد کہتا ہے

---

[۱] قول کاتیائن منقولہ بیوہار میوکھ اور سمرتی چندریکا –

[۲] قول نارد منقولہ سمرتی چندریکا –

[۳] ایضاً –

کہ ''دعویدار کی وفات کے بعد باستثناء اُن شخصون کے جنکو اُس نے قریب المرگ ہونے کی حالت مین فہمائش کی ہو'' ؎۱ ایک اور قول یہ ہے کہ ''اگر کسی شخص نے بحالت ثبات عقل دعوے کی اصل حقیقت سے دوسرے کو اطلاع دی ہو اور وہ دعوے منجملہ چھہ اقسام ضمانت کے ہو تو باوجود وفات دعویدار کے بھی وہ دوسرا شخص گواہی دے سکتا ہے'' ؎۲

اور گواہون کا ذکر جو غیر مجاز ہین۔

۱۵- علاوہ ان گواہون کے اور غیر مجاز گواہ بھی بیان کیے گئے ہین یعنی ''عورت - نابالغ - مسن - قمار باز - بدمست - مجنون - بدنام - تماشا گر - بیدین - جعل ساز - ناقص العضو - جو شخص تنزلاً کمتر قوم مین داخل کیا جاوے - دوست - وہ شخص جسکو معاملہ سے تعلق ہو - شریک - دشمن - سارق - مفسد علانیہ - شخص ماخوذ - خارج القوم وغیرہ گواہان غیر مجاز ہین'' ؎۳

توضیح الفاظ قول مذکورۂ بالا۔

۱۶- ''عورت'' یہ لفظ محتاج شرح نہین ہے ''نابالغ'' جو شخص سن تمیز کو نہ پہونچا ہو ''مسن'' جسکی عمر اسّی سال سے متجاوز ہو - لفظ مسن علما اور اُن شخصون پر بھی حاوی ہے جو دیگر قول مین مستثنی کیے گئے ہین ''قمار باز'' جو پانسہ سے کھیلین ''بدمست'' جو شراب پیے ''مجنون'' جسکی نسبت اجرام فلکی کی تاثیر مخالف ہو ''بدنام'' جو شخص قتل برہمن یا اسی طرح کے اور جرائم کا ملزم ہو ''تماشا گر'' یعنی رقاص ''بیدین'' یعنی ملحد وغیرہ ''جعل ساز'' جو جھوٹی دستاویز بناوے ''ناقص العضو'' جسکے کان یا کوئی اور عضو نہو ''جو شخص تنزلاً کمتر قوم مین داخل کیا جاوے'' یعنی وہ شخص جو قاتل برہمن یا مرتکب کسی اور ایسے ہی جرم کا ہو ''دوست'' یعنی محب - ''وہ شخص جسکو معاملہ سے تعلق ہو'' یعنی جسکو امر متنازعہ سے تعلق ہو ''شریک''

؎۱ قول نارد منقولہ سمرتی چندریکا۔

؎۲ ایضاً

؎۳ قول جاگبلک مندرجہ بیوہار میوکھ۔

؎۴ قول نارد منقولہ باد تندیو - اور بیوہار میوکھ مین بطور قول جاگبلک منقول ہے۔

یعنی مشارکت کاروبار" "دشمن" یعنی عدو" "سارق" یعنی چور" "مفسد علانیہ" یعنی شورہ پشت" "ماخوذ" جسکا جھوٹا ہونا ثابت ہو چکا ہو۔ "خارج القوم" جو برادری سے نکال دیا جاے۔

قول مذکورۂ بالا میں وے گواہ غیر مجاز بھی داخل ہیں جنکی نسبت اویرا متناع کیا گیا ہے

۱۷۔ لفظ "وغیرہ" سے وے گواہ غیر مجاز بھی مراد ہین جنکا ذکر اور قولون مین داخل ہے یعنی وے جو بوجہ بد اعمالی کے اور بوجہ تزلزل بیانی اور بسبب از خود حاضر ہونے اور بباعث وفات مدعی یا مدعا علیہ قبل اداے شہادت کے غیر مجاز ہین۔ یہ اشخاص اور عورات اور اطفال وغیرہ گواہی دینے کے مجاز نہین ہین۔ گواہ تعداد مین تین ہونے چاہئین لیکن اس قاعدہ کی نسبت استثنا کیا گیا ہے۔

استثنا نسبت تعداد گواہون کے۔

۱۸۔ "اگر گواہ عارف ہے تو درصورت رضامندی طرفین ایک ہی ایسے شخص کی گواہی کافی ہے" شخص عارف سے مراد یہ ہے کہ وہ بواقفیت مذہب کے فرائض ضروری و محکومہ شاستر بجا لاتا ہوگا۔ اس فقرہ مین جو لفظ ایک ہی واقع ہوا ہے وہ دو گواہون پر بھی حاوی ہے۔ اور جو یہ ذکر ہوا ہے کہ "گواہ پابند آئین الہامی و تحریری ہو" تو گو اس قاعدے سے یہ واضح ہو سکتا ہے کہ تینون گواہون کا عارف ہونا فرض ہے لیکن مراد اس سے یہ ہے کہ شہادت تین گواہون کی بلا رضامندی فریقین کے قابل منظوری ہے اور اس سے کم ہونے کی صورت مین رضامندی طرفین واجب ہے پس اسوجہ سے تین گواہون کی قید ضرور ہے۔

استثنا نسبت صفات گواہون کے۔

۱۹۔ نسبت صفات "پابند مذہب و فیاض" وغیرہ استثنا کیا گیا ہے "اُن مقدمات مین جو بابت بھگا لیجانے عورت و سرقہ و حملہ و عمل بیجا و جرم سنگین ہون ہر شخص گواہ ہو سکتا ہے"۔ [1] ان الفاظ کی تعریف آگے بیان ہوگی۔ جملہ اشخاص بے دین وغیرہ جنکی نسبت اقوال مذکورۂ بالا مین امتناع ہے ایسے مقدمات مین گواہ ہو سکتے ہین لیکن ایسی صورتون مین بھی وے شخص گواہ نہین ہو سکتے

---

[1] قول جاگبلک منقولہ ہو ہار میوکھ لیکن بیاد تند یو مین ایک شخص اسم نا معلوم کا قول درج ہے۔

جو بوجہ بد اعمالی یا تنزلی بیانی یا بسبب از خود حاضر ہونے کے غیر مجاز ہین کیونکہ اعتراض غیر مجازیت یعنی راست گو نہ ہونا ایسے شخصون کا ان صورتون مین بھی لازم آتا ہے ۔

تعریف جرائم

۲۰ ۔ قول مذکورہ بالا سے واضح ہوتا ہے کہ زنا و سرقہ و حملہ و عمل بیجا جرائم سنگین مین داخل ہین کیونکہ ارتکاب ان جرائم کا اشخاص شورہ پشت کی جانب سے علانیہ ہوتا ہے مگر چونکہ زنا وغیرہ جرائم کا ارتکاب زیادہ تر باخفا ہوتا ہے لہذا ذکر انکا علٰحدہ کیا جاے گا ۔ قتل انسان ۔ سرقہ بالجبر ۔ اورون کی زوجون کو زبردستی بھگا لیجانا ۔ حملہ ۔ عمل بیجا ۔ یہ چار قسمین جرائم سنگین کی ہین ۔

اظہار لینے کا طریقہ

۲۱ ۔ اب گواہون کے اظہار کا ذکر کیا جاتا ہے [۱] لازم ہے کہ گواہون کو مدعی یا مدعا علیہ کے قریب بٹھا کر اظہار انکا لیا جاے [۲] ۔ گوتم نے جو قاعدہ لکھا ہے اُس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر گواہون سے علٰحدہ کچھ پوچھا جاے تو انکو جواب دینا ضرور نہین ہے اور اس باب مین کاتیاین نے یہ امتیاز کیا ہے ۔ وہ حاکم کو چاہیے کہ گواہون سے بمواجہہ مدعی و مدعا علیہ کے بسہولت سوالات کرے اور حاکم کو لازم ہے کہ باستثناء برہمنون کے اور گواہون سے ٹھاکرون اور پنڈتون کے سامنے شہادت لیوے [۳] ۔ حاکم کو لازم ہے کہ دوپہر کے وقت طہارت کے بعد ہر گواہ کو علٰحدہ علٰحدہ بلا کر اور انکو بار بار خوف خدا یاد دلا کر اُنسے استفسار کرے اور یہ ضرور ہے کہ گواہ بھی بعد طہارت کے آئے ہون اور وقت اظہار انکا رخ شمال یا مشرق کی جانب ہو اور لازم ہے کہ کل گواہ ضوابط لازمی اور حالات مقدمہ سے واقف ہون [۳] ۔

---

۱ ۔ قول حاکم ملک منقولہ بیاڈ ندیو ۔

۲ ۔ بیاڈ ندیو بیوہار میو کھ دسمرتی چندریکا ۔

۳ ۔ قول نارد منقولہ کتاب ہاے مذکور بصدر ۔

حلف درقوں سے حلف لینے کا طریقہ

۲۲ - منو نے درباب لینے اظہارات برہمنون اور اور شخصون کے [1] قاعدہ مندرجہ ذیل قرار دیا ہے یعنی وہ حاکم کو چاہیے کہ برہمن کو صداقت کی قسم دیوے اور چھتری کو اسکے گھوڑے اور ہاتھی اور اسلحہ کی اور ویش کو اسکی گاے اور غلہ اور سونے کی اور دستکار یا ادنی آدمی کو اس طور پر قسم دلادے کہ اگر تو سچ نہ بولے گا تو تیرے سر پر کل جرائم ممکن الوقوع کا عذاب ہوگا [2] اس عبارت کے یہ معنی ہین کہ برہمن سے یہ کہا جاے کہ اگر تم سچ نہ بولوگے تو تمھاری صداقت جاتی رہے گی اور چھتری سے یہ کہا جاے کہ تمھارا گھوڑا یا ہاتھی اور ہتھیار بیکار ہوجاے گا اور ویش سے یہ کہ تمکو مویشی اور تخم اور سونے سے کچھ منفعت نہوگی اور شودر سے یہ کہ اگر تو جھوٹ بولیگا تو جملہ جرائم تیرے سر پر عائد ہونگے۔

استثنا نسبت بعض برہمنوں درچھتریون اور ویش کے۔

۲۳ - اگر دو جنمی قومون کے شخص مویشی چرانے کا کام یا حرفہ یا دستکاری یا رقاصی یا قوالی یا ملازمی یا سود خوری کا پیشہ کرین تو حاکم کو چاہیے کہ انکو فہمائش کرکے اظہار انکا مثل شودر کے لیوے [3] لفظ دو جنمی لکھنے سے یہ مراد ہے کہ قول مذکورہ بالا مین چھتری اور ویش بھی داخل ہین اور قوالی سے یہ عبارت ہے کہ جو گایا جاتا ہو

گواہی کی نسبت اعتراض پیش ہونے کا ذکر۔

۲۴ - اگر مدعا علیہ گواہون کی نسبت معترض ہو اور اعتراض اسکا ثبوت بدیہی مثلاً گواہ کی نابالغی تو ایسی صورت مین دفعیہ اعتراض کا ثبوت مذکور سے ہونا چاہیے لیکن جن صورتون مین کہ ثبوت بدیہی موجود نہو مدار ثبوت مدعا علیہ کے بیان اور شہرۂ عام پر ہوگا مگر اس باب مین اور گواہ نہ لیے جائینگے کیونکہ اگر ایسا ہو تو

---

[1] منو۔ فصل ۸۔ اشلوک ۱۰۲ مقولہ باد تندیو وسمرتی چندریکا و بیوہار میوکھ۔

[2] منو فصل ۸۔ اشلوک ۱۱۳ منقولہ باد تندیو و بیوہار میوکھ لیکن سمرتی چندریکا مین بطور قول نارد کے درج ہے۔ بعض اوقات اہل یونان آلہ حرفہ سے حلف لیتے تھے مثلاً مچھلی پکڑنے والے سے اسکے جال اور سپاہی سے اسکی برچھی پر حلف کرایا جاتا تھا۔

[3] باد تندیو و سمرتی چندریکا۔

قضیہ کبھی طے نہ ہو۔

پیش کرنا اعتراض باطل کا مستلزم سزا ہوگا۔

۲۵۔ اگر مدعا علیہ گواہون کی نسبت اعتراض پیش کرکے اُسکو ثابت نہ کرسکے تو اُسپر حسب حیثیت جرمانہ عائد کیا جاے لیکن اگر وہ ثابت کردے تو گواہ غیر مجاز ہو جائینگے چنانچہ اس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ "اگر کوئی شخص گواہون کی نسبت صریحاً اعتراض پیش کرے اور اُسکو ثابت نہ کرسکے تو اُسکو سزا ہونی چاہیے لیکن اگر وہ ثابت کردے تو گواہ رخصت کردیے جائین اور ادائے شہادت کے قابل متصور نہون سلہ

اگر گواہ واسطے ادائے شہادت کے غیر مجاز متصور ہون تو ثبوت سے اور ذریعون پر لحاظ کرنا چاہیے۔

۲۶۔ "اگر اُن جملہ گواہون کی نسبت جو دعویدار کی جانب سے گذرین اعتراضات ثابت ہون اور دعویدار اور کسی طرح کا ثبوت نہ رکھتا ہو تو وہ مغلوب ہوگا چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "اگر دعویدار کو صرف اپنے گواہ کی صداقت پر بھروسہ ہو اور وہ مغلوب ہوجاے تو اُس سے جرمانہ لیا جاے گا" مراد اس سے یہ ہے کہ اگر دعویدار اور طرح کا وجہ ثبوت رکھتا ہو تو وہ مجاز ہے کہ شہادت مزید پیش کرے۔

مرتبہ بعد کا جو شودر اور اُن دوجنمی شخصوں کی نسبت جھوٹا ہونا چاہیے جو ادنیٰ پیشہ کرتے ہین

۲۷۔ بجواب اس سوال کے کہ گواہ سے وقت حلف کے کیا کہنا چاہیے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص جھوٹی گواہی دے وہ اُن جملہ مقامات عقبیٰ مین مبتلائے عذاب ہوگا جو گنہگارون اور مجرمان جرائم کبیرہ و شدیدہ اور قتل زن اور قاتلان عورت و اطفال کے واسطے معین ہین اور جو کچھ نیکیان کہ اُس سے سیکڑون جنمون مین وقوع مین آئی ہون ثمرہ اُنکا اُس شخص کو پہونچے گا جسکی نسبت گواہ کی جھوٹی گواہی سے ضرر عائد ہو" مراد اس سے یہ ہے کہ یہ عبارت گواہ سے عبرۃً کہنی چاہیے۔ اس مضمون کو شودر کے فرقہ سے متعلق مفہوم کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس قول سے کہ شودر پر جملہ جرائم ممکن الوقوع عائد ہونگے[1] یہ امر واضح ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اسی عبارت کو اُن دوجنمی لوگون سے بھی متعلق تصور کرنا چاہیے جو مویشی چرانے وغیرہ کا پیشہ کرتے ہون چنانچہ یہ امر اس قول سے ظاہر ہے۔ "اگر دوجنمی قومون کے شخص مویشی چرانے کا

---

[1] سیر متراودائے۔

کام ۔ الخ ۔

حلف کی عبارت مذکورہ بالا کو باعتبار اسکے لفظ کے مفہوم نہین کرنا چاہیے۔

۲۰۸۔ چونکہ یہ فرض کرنا محال ہے کہ جو بہا ان سیکڑون جنمون مین ظہور مین آئی ہون واصل ہو جائین اور جرائم شدیدہ جنکا ارتکاب ایک شخص کی جانب سے ہوا ہو اُنکے عذاب مین دوسرا شخص صرف بوجہ جھوٹ بولنے کے بتلا ہو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ عبارت صرف بغرض عبرت گواہون کے لکھی گئی ہے چنانچہ نارد کہتا ہے کہ "حاکم کو چاہیے کہ اقوال قدیم جونیکی کے باب مین ہون بیان کرے اور امر حق کی عظمت اور دروغ گوئی کی مذمت ظاہر کرکے گواہون کو باربار خوف دلاوے[1]

اُس صورت کی سزا کا ذکر کہ جب گواہ بعد فہمائش کے اداے شہادت سے منکر ہو۔

۲۰۹۔ بجواب اس سوال کے کہ اگر گواہ بعد فہمائش کے خاموش رہین تو کس طور پر کاربند ہونا چاہیے یہ بیان کیا گیا ہے کہ "اگر کوئی شخص اداے شہادت سے منکر ہو تو راجہ کو چاہیے کہ بعد چھیالیس روز کے اُس سے کل زرقرضہ مع دس روپیہ سیکڑہ سود کے دلوائے"[2] یعنی اگر کوئی شخص اداے شہادت کا اقرار کرے اور بعد فہمائش مضمون حلف کے بالکل ساکت رہے تو راجہ کو لازم ہے کہ نامبردہ سے قرضخواہ کو کل زرقرضہ مع سود دلائے اور علاوہ اسکے گواہ مذکور کو دسوان حصہ قرضہ کا اور دینا پڑے گا اور دسوان حصہ راجہ کو ملے گا چنانچہ اس قول سے واضح ہے "راجہ کو لازم ہے کہ علاوہ مقدار قرضہ مثبتہ کے قرضدار سے دسوان حصہ لیوے"[3] اور واضح ہو کہ نفاذ اس قاعدہ کا چھیالیس[۴۶] روز کے بعد ہوگا اور اس مدت کے اندر گواہ مذکور سے روپیہ نہ لیا جاے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ اس قاعدہ کا متعلق ہونا اُس صورت مین مفہوم ہوتا ہے کہ جب بیماری یا اور کوئی مصیبت

---

[1] باد تندیو۔

[2] قول جاگبلک منقولہ باد تندیو و سمرتی چندریکا و دیوار میوکھ۔

[3] بیر متر اودیائے و ترناکر۔

لاحق نہو چنانچہ منو نے اس باب مین یہ کہا ہے کہ "جو شخص با وصف لاحق نہونے کسی مصیبت کے بعد اجراء اطلاعنامہ تین ہفتہ کے اندر مقدمات قرضہ وغیرہ مین گواہی دینے کے واسطے حاضر نہو اُسپر خود اُسکے فعل سے کُل زر قرضہ عائد ہوگا اور علاوہ اسکے اُس سے دسوان حصہ بطور جرمانہ راجہ لے گا"۔[۱] مصیبت کے لاحق ہونے سے یہ مراد ہے کہ گواہ آفت آسمانی یا قہر حاکم سے مبرا ہو۔

ادائے شہادت سے منکر ہونے کی سزا۔

۳۰- اب اُس شخص کا ذکر کیا جاتا ہے جو با وجود مطلع ہونے حالات معاملہ کے حیا نتہ ادائے شہادت سے منکر ہو۔ "جو شخص با وصف آگاہ ہونے معاملہ کے شہادت نہ دے وہ ذلیل متصور ہوگا اور سزا اُسکی مثل جرم شہادت کاذبہ کے ہوگی"۔[۲] یعنی وہ شخص مبتذل جو امر متنازعہ سے بخوبی مطلع ہو اور با وجود اس امر کے گواہی نہ دے یا گواہ ہونے سے منکر ہو تو وہ مثل جھوٹے گواہ کے سزایاب ہوگا اور واضح ہو کہ جھوٹے گواہون کا ذکر آئندہ ہوگا۔

اگر جھوٹ ہونا گواہی کا منکشف ہو جائے تو فیصلہ منسوخ ہوگا۔

۳۱- جھوٹے گواہون کی سزا کے بعد مقدمہ کی نسبت از سر نو تحقیقات کیجائے گی اور اگر مقدمہ ختم ہوگیا ہو اور بعد ازان جھوٹ ہونا گواہی کا منکشف ہو تو تحقیقات مقدمہ از سر نو کیجائے گی چنانچہ منو نے کہا ہے "کہ اگر کسی مقدمہ مین جھوٹی گواہی دیجائے تو راجہ کو لازم ہے کہ فیصلہ منسوخ کرے اور جو کچھ کارروائی عمل مین آئی ہو وہ بیکار سمجھی جائے"۔[۳]

طریقۂ کارروائی جبکہ شہادت مین تناقض پایا جائے۔

۳۲- اب وہ قاعدہ بیان کیا جاتا ہے جو اختلاف شہادت سے متعلق ہے "درصورت اختلاف شہادت کے کثرت بیان پر لحاظ ہوگا اور اگر تناقض کی صورت مین تعداد گواہون کی مساوی ہو تو منجملہ اُنکے اُن اشخاص کے قول پر اعتبار ہوگا جو شریف ہون اور جب شریف گواہون کے باہم اختلاف ہو تو اُس حالت مین گواہان

---

[۱] منو فصل ۸- اشلوک ۱۰۷- منقولہ بیاد تندیو وسمرتی چندریکا۔

[۲] قول کاتیاین منقولہ نسخجات متذکرہ بالا۔

[۳] منو- فصل ۸- اشلوک ۱۱۷- منقولہ بیاد تندیو وسمرتی چندریکا۔

اشراف کے بیان پر لحاظ کیا جائے گا، [۱] یعنی تناقض یا تخالف کی صورت مین کثرت اظہار پر حصر ہونا چاہیے لیکن اگر اختلاف کی صورت مین گواہون کی تعداد مساوی ہو تو اُن گواہون کا بیان بطور شہادت مقبول ہوگا جو شریف ہون لیکن اگر شریف شخصون مین بھی تناقض واقع ہو تو اُن گواہون کا قول منظور ہوگا جو زیادہ تر شریف ہون اور زیادہ تر شریف شخصون سے یہ مراد ہے کہ جو آئین الہامی کے عالم و عامل ہون او رصاحب اولاد او رمتمول اور نیک خصائل ہون۔

گواہون کی تعداد پر شرافت فائق ہے۔

۳۳ - اگر شریف گواہ کم ہون اور غیر شریف زیادہ تو ایسی صورت مین بھی شریف گواہون کا بیان مقبول ہوگا یہ اس قول سے مستنبط ہے "اگر گواہ عارف ہے تو درصورت رضامندی طرفین ایک ہی ایسے شخص کی گواہی کافی ہے،، [۲] اس سے نیک خصائل کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

تاویل قول سابقہ۔

۳۴ - اور جو یہ قول واقع ہوا ہے "کہ اگر منجملہ گواہون کے جو کسی فریق مقدمہ کی جانب سے نامزد طلب کیے جائین ایک گواہ بھی متزلزل بیان ہو تو کل گواہ بوجہ ایسی تزلزل بیانی کے غیر مجاز متصور ہونگے" اُس صورت سے متعلق ہے کہ جب کُل گواہ مساوی الرتبہ ہون۔

مدار فیصلہ کا گواہون کی شہادت پر ہے۔

۳۵ - اب اُن گواہون کے اظہارات کی کیفیت بیان کیجاتی ہے کہ جنپر مقدمہ کی ہار اور جیت منحصر ہے "جس شخص کے گواہ مظہر صداقت اُسکے ہون وہ مقدمہ جیتے گا لیکن جسکے گواہ اُسکے بیان کے خلاف کہین وہ بلاشک ہارے گا" [۳] حاصل اسکا یہ ہے کہ جس شخص کے گواہ درباب امر متنازعہ و کیفیت و کمیت شے دعوی کے مظہر صداقت اُسکے ہون اور یہ کہین کہ ہم اس امر کو فی الواقع صحیح جانتے ہین تو وہ شخص غالب ہوگا لیکن اگر کسی شخص کے گواہ خلاف بیان اُسکے یہ کہین

---

[۱] قول جاگیاولک منقولہ چندریکا و بیوہار میوکھ۔

[۲] دفعہ ۱۸ فصل ہذا۔

[۳] باد تندیو دھرنی چندریکا۔

کہ ہم اس امر کو جھوٹ جانتے ہین تو وہ بلا شک یعنی بالتحقیق مغلوب ہوگا -

مدار فیصلہ کا گواہون کی شہادت پر اُس صورت مین نہوگا کہ جب اُنکو حالات معاملہ یاد نہون -

۳۶ - لیکن اگر گواہ بسبب یاد نہونے حقیقت نالش کے اُسکے صدق یا کذب کی نسبت ادا ے شہادت نہ کرین تو ایسی صورت مین فیصلہ کا مدار اور ثبوت پر ہوگا اور راجہ کو چاہیے کہ گواہون سے بار بار سوال نہ کرے - جو امر کہ بلا تامل بیان کیا جاے وہ قبول ہونا چاہیے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "جو امر بلا تامل بیان کیا جاے اور الزام سے مبرا ہو وہ منظور کیا جاے - اور جب گواہ امر مذکور بیان کر چکے تو راجہ کو چاہیے کہ اُن سے تواتر استفسار نہ کرے" [1]

اگر گواہان دعویدار خلاف اُسکے دعوی کے گواہی دین تو وہ مختار ہے کہ اور گواہ بغرض تردید گواہان مذکور کے گذرانے -

۳۷ - اب اس قاعدہ کی نسبت کہ "جسکے گواہ اُسکے بیان کے خلاف کہین وہ بلا شک ہارے گا" [2] ایک استثنا کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اگر گواہ ادا ے شہادت بھی کر چکین اور دیگر گواہ اُنسے دو چند یا بہ نسبت اُنکے زیادہ شریف ہون اور اُنکے بیان کے خلاف اظہار دین تو پہلے گواہون کا اظہار جھوٹ متصور ہوگا" [3] مطلب اسکا یہ ہے کہ اگر وے گواہ جو مرتبہ اول گذرانے گئے ہون بالارادہ خلاف حقیقت نالش کے گواہی دین اور بہ نسبت اُنکے زیادہ شریف یا اُنسے تعداد مین دو چند گواہ برعکس بیان اُنکے بتائید دعوی کے اظہار دین تو گواہان مقدم الذکر جھوٹے یا علان دروغ متصور ہونگے -

اعتراض کا جواب -

۳۸ - یہ اعتراض پیش ہو سکتا ہے کہ امر مذکورہ بالا درست نہین ہے کیونکہ اگر بعد اظہار اُن گواہون کے جنہیں فریقین اور انجمن عدالت کے مشیرون اور حاکم اعلی نے واسطے اثبات حقیقت نفس الامری کے صرف کیا ہو اور ثبوت کی طرف توجہ کیجاے تو ایسی صورت مین خوف ہے کہ تنازع کبھی طے نہو اور ایک اور وجہ یہ ہے کہ امر مذکور نارد کے اس قول کے خلاف ہے "بعد انفصال مقدمہ کے شہادت عام

[1] قول نارد منقولہ بادتسندیو -

[2] دفعہ ۵۳ فصل نمبر ۱ -

[3] قول جاگبلک منقولہ بادتسداو دمرتی چیندریکا -

اس سے کہ تحریری ہو یا زبانی بیکار ہوگی بشرطیکہ وہ بعد پہلے دعویٰ کے گذرانی گئی ہو جیسے کہ بعد پختگی فصل کے بارش بے سود ہوتی ہے ویسی ہی شہادت بھی مقدمات منفصلہ مین غیر مفید متصور ہے۔[۱] اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگر مدعا علیہ بحالت تحقیقات مقدمہ اُن گواہون کی شہادت پر جنکے عیوب سے وہ بوجہ اُنکی واقفیت ہونے کے آگاہ نہ تھا بدین سبب حجت کرے کہ شہادت اُنکی اُسکے دعویٰ کے مخالف گذری ہو اور وہ ایسے گواہون کی نسبت معترض ہو تو ایسی حالت مین اور ثبوت کی طرف متوجہ ہونا کسی طرح سے ممنوع متصور نہین ہو سکتا۔

۲۹- اگر کسی شخص کا کوئی عضو باطل یا متغیر العمل ہو تو ایسی صورت مین صحت علم کا اطلاق نہ ہوگا علیٰ ہذا القیاس گو آنکھ یا کسی اور عضو کا سقم قطعاً متحقق نہو سکے لیکن ممکن ہے کہ نسبت صحیح نہونے اُسکے فعل کے وہ سقم مستنبط کیا جاسکے یہی تاویل اس موقع پر بھی صادق آتی ہے۔ علاوہ اسکے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ نسبت شہادت گواہان اور نیز درباب اُنکی عادات و صفات کے تفتیش کماحقہ کیجاوے۔" راجہ کو چاہیے کہ بشمول اپنے مشیرون کے شہادت گواہان کی نسبت قرار واقعی تفتیش کرے" کاتیائن نے یہ لکھا ہے کہ "بعد ہونے تحقیقات نسبت اُن امرات کے جنپر ثبوت کا مدار ہے شہادت کی کماحقہ تفتیش واجب ہے اور جب کہ کسی گواہ کی شہادت کی نسبت تفتیش عمل مین آوے تو ایسی حالت مین یہ کہا جاتا ہے کہ بیان اُسکا عندالتحقیق حقیقت نالش کے مطابق ہوا۔[۲] یہی قاعدہ ہے واضح ہو کہ اصل سنسکرت مین گواہ کے واسطے لفظ کریا مستعمل ہوا ہے اور مراد قول مذکورہ بالا کی یہ ہے کہ جب گواہون کی نسبت بلحاظ اس قاعدہ کے کہ وہ کون شخص منجملہ اُنکے دوست ہے اور امر متنازعہ سے تعلق رکھتا ہے" الخ

بعد طے ہونے امر کے کہ گواہ مکانی آئے شہادت دیوے اُسکی معتبری کی نسبت تحقیقات ہونی چاہیے۔

---

[۱] بیاد تندیو۔

[۲] ایضاً۔

تحقیقات ہو جاے تب اُنکی شہادت کی نسبت تفتیش کماحقہ کرنی چاہیے اور تفتیش بغرض اثبات مراتب مظہرہ گواہون کے کیجاتی ہے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ ”واسطے تسلیم کرنے بیانات کے ثبوت اُنکی صداقت کا ضرور ہے“ پس جب کہ وجہ ثبوت کی نسبت اس طور پر تفتیش عمل مین آوے اور بذریعہ تفتیش گواہون کے بھی مراتب مظہرۂ نالش متحقق ہون تو ایسی حالت مین یہ کہا جاتا ہے کہ گواہ کے بیان پر تفحص عمل مین آیا۔ یہ وہ قاعدہ ہے جسکو ضوابط عدالت کے ماہرون نے قائم کیا ہے علیٰ ہذا القیاس جب کہ عضو مین نقص نہونے کی جہت سے دریافت ہونا امر واقع کا ممکن ہو تو ظاہر ہے کہ اصل حقیقت واضح ہو گی۔

۴۰۔ اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ مدعی مجاز نہین ہے کہ خود اپنے ثبوت سابقہ سے قطع نظر کرکے اور وجہ ثبوت پیش کرے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ اعتراض معقول نہین ہے اور ہر چند یہ قول کا تیاین پیش کیا گیا ہے کہ ”جو شخص ثبوت قویہ سے گریز کرکے ثبوت ضعیفہ پر حصر کرے وہ بعد صدور فیصلۂ مقدمہ کے اپنے ثبوت سابقہ پر پکر استدلال نہین کرسکتا“[1] لیکن اس قول مین جو امتناع درباب پیش کرنے اور وجہ ثبوت بعد تجویز مقدمہ کے کیا گیا ہے اُسکی غرض یہ ہے کہ قبل صدور تجویز کے اور ثبوت پیش کرنا چاہیے علیٰ ہذا القیاس یہی امر نارد کے قول مندرجۂ ذیل سے بھی ظاہر ہے ”کہ بعد انفصال مقدمہ کے شہادت بیکار رہے“ اس سے واضح ہے کہ پیش کرنا اور وجہ ثبوت کا صرف بعد تجویز کے ممنوع ہے نہ قبل تجویز پس اگر گواہ اداے شہادت کر چکے ہین اور وہ شخص جسکی جانب سے وے گذرے ہون اُنکی گواہی سے مطمئن نہو تو وہ اور وجہ ثبوت پیش کرنے کا مجاز رہے یہی قاعدہ ہے۔

ایک اور اعتراض کا جواب۔

۴۱۔ درحالیکہ یہ قاعدہ قرار پایا ہے تو اگر وے شخص جو ابتدائی گواہ قرار دیے گئے ہون اُسوقت موجود نہون اور اور گواہون کی شہادت گذر جاے اور بعد از ان

اگر دعویدار اپنے گواہون کی شہادت سے مطمئن نہو تو اُسکو کیا ثبوت مزید پیش کرنا چاہیے۔

[1] پرشنی تتو وغیرہ۔

منجملہ گواہان مقدم الذکر کے گواہان موخر الذکر سے زیادہ شریف یا تعداد مین دو چند
گواہ بہم ہوجائین تو ثبوت کا مدار اُن گواہون پر ہوگا چنانچہ یہ امر نارد کے اس قول
سے واضح ہے "کہ اگر گواہی مرتبۂ اول پیش نہ کی گئی ہو تو عام اس سے کہ وہ تحریری
ہو یا زبانی بعد انفصال مقدمہ کے بیکار ہوگی" اور واضح ہو کہ درصورت موجود
نہونے اُن شخصون کے جو ابتداءً گواہ قرار دیے گئے ہون گواہان جدید پر حصر
کیا جا سکتا ہے نہ تصدیق غیبی پر۔ کیونکہ اس باب مین یہ قول ہے "کہ اگر گواہ
بہم ہوسکین تو دانشمند آدمی تصدیق غیبی کبھی منظور نہ کرے" لیکن اگر میسر نہون تو
اُس صورت مین تصدیق غیبی پر عمل کیا جاے اور اگر تصدیق غیبی کے بعد بھی دعویدار
کا اطمینان نہو تو اور کسی وجہ ثبوت پر استدلال نہوگا کیونکہ عمل مذکور کے بعد اور کوئی
قاعدہ اس باب مین نہین ہے لہذا بعد ان مراتب کے تجویز مقدمہ ختم ہوگی۔

اگر مدعا علیہ بعد شہادت گذرانیدہ پر مطمئن نہو تو وہ دیگر وجہ ثبوت پر استدلال نہین کر سکتا۔

۴۳۔ لیکن اگر مدعا علیہ بعد ادائے شہادت اپنے گواہون کے اُنکی گواہی کو اپنے
حق مین مضر تصور کر کے اُنسے غیر مطمئن ہو اور اسی وجہ سے اُنکی نسبت اعتراض پیش
کرے تو ایسی صورت مین بنظر صفائی گواہون کے یہ دیکھنا چاہیے کہ اُنپر سات روز
کے اندر کوئی آفت آسمانی یا راجہ کا قہر نازل ہوتا ہے یا نہین کیونکہ جو قاعدہ درباب
پیش کرنے وجہ ثبوت جدید کے ہے وہ اسقدر متوسع متصور نہین ہوا ہے کہ مدعا علیہ
سے بھی متعلق سمجھا جاے۔ اگر اعتراض ثابت ہو تو گواہون سے زر قرضہ مدعوہ دلایا جاے
اور حسب حیثیت اُنکے اُنپر جرمانہ کیا جاے اور اگر اعتراض ثابت نہو تو مدعا علیہ کو
قناعت کرنی چاہیے۔

منو کے قول کا ذکر۔

۴۴۔ منو نے یہ لکھا ہے کہ "اگر کسی گواہ نے گواہی دی ہو اور اُسپر بعد ادائے
شہادت سات روز کے اندر کوئی مصیبت بسبب بیماری یا آتش زدگی یا میت
عزیز کے[1] نازل ہو تو اُس سے زر قرضہ مع جرمانہ لیا جاے گا" یہ قاعدہ جو

---

[1] منو۔ فصل ۸۔ اشلوک ۱۰۸۔

در باب مدعا علیہ غیر مطمئن کے بیان کیا گیا ہے اسکو بطور استثناء اس قاعدۂ عام کے تصور کرنا چاہیے کہ وہ جس شخص کے گواہ مظہر صداقت اسکے ہون وہ مقدمہ جیتے گا" الخ

تاویل غلط کا ذکر اور اسکی تردید۔

۴۵ - یہ قاعدہ جو اوپر مذکور ہوا ہے وہ کہ اگر گواہ ادا ے شہادت کر چکین"- الخ - بعض شخصون نے اُسکی یہ تاویل کی ہے کہ جب گواہان گذرانیدۂ دعوی دار دعوی کی تائید مین گواہی دے چکین اور مدعا علیہ اُنسے زیادہ شریف یا دو چند گواہ تردید بیانات اُنکے پیش کرے تو ایسی صورت مین اصل دعویدار کے گواہ دروغ متصور ہو گئے۔ لیکن یہ تاویل غلط ہے کیونکہ اول مرتبہ پیش ہونا شہادت کا مدعا علیہ کی جانب سے ناجائز ہے اور وہ شخص دعویدار کہلاتا ہے جو اثبات ایک امر خاص کا کیا چاہتا ہو اور فریق مخالف جو امر مذکور سے منکر ہو مدعا علیہ موسوم ہوتا ہے علاوہ اسکے نفی کا ثبوت بعد اثبات دعوی مظہرہ کے ہوتا ہے نہ دعوے مظہرہ کا ثبوت بعد اثبات نفی کے [1] پس صرف امر مظہرہ کا ثبوت واجب ہے کیونکہ نفی کا ثبوت گواہون یا اور شہادت سے نہین ہوسکتا اور اسی وجہ سے یہ درست ہے کہ صرف دعویدار ثبوت اپنے دعوی کا پیش کرے سوا ے اسکے بموجب اقوال مندرجۂ ذیل کے طریقہ پیش کرنے ثبوت کا ہمیشہ جواب دعوی کے مضمون پر موقوف ہے اور وے قول یہ ہین کہ وہ جب مدعا علیہ کی جانب سے عذر خاص یا تجویز سابقہ کا عذر پیش ہو تو ایسی صورت مین مدعا علیہ کو اور بحالت اُسکے انکار قطعی کے مدعی کو ثبوت دینا لازم ہوگا اور ظاہر ہے کہ اقبال دعوی کی صورت مین کوئی امر متنازعہ نہین ہوتا" مقدمہ واحد مین طرفین پر ثبوت دینا واجب نہین ہے پس یہ

---

[1] چھٹا قاعدہ شہادت کا یہ ہے کہ ہر مقدمہ مین اول امر مظہرہ کا اثبات ضرور ہے کیونکہ درحقیقت نفی کے ثبوت سے ابتدا نہین ہوسکتی ہے لہذا جب تک کہ امر مظہرہ ثابت نہو اُس سے منکر ہونا کافی ہے لیکن جب امر مذکور ثابت ہو تو فریق ثانی کو تردید اسکی بذریعۂ ثبوت مخالف کے کرنی چاہیے۔ تمہید متعلقۂ آئین شہادت انگریزی مولفۂ مارگن صاحب ص ۲۹ -

تاویل کہ "وہ مدعا علیہ زیادہ شریف یا دوچند گواہ بتردید بیانات گواہان مدعی کے پیش کرے" الخ قابل منظوری نہیں ہے۔

ایک اور تاویل کی تردید۔

۴۶ ۔رائے جسکا ذیل مین ذکر کیا جاتا ہے صحیح نہیں ہے یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ قاعدہ مذکورۂ بالا بلحاظ اس قول کے واقع ہوا ہے کہ "وہ اگر شے واحد کی نسبت دو دعویدار ہون اور دونون گواہ رکھتے ہون تو اول دعویدار کے گواہ پیش ہونگے یعنی جس شخص کی جانب سے دعوی کا اظہار پیش کیا جاے اُسکے گواہ سنے جاینگے یہ قاعدہ درباب سننے گواہون کے اُس صورت سے متعلق ہے کہ جب شے واحد کی نسبت دو شخص باستحقاق وراثت بحالت دریافت ہونے تقدیم یا تاخیر زمانہ حصول شے مذکور کے دعویدار ہون اور یہ جو قول واقع ہوا ہے کہ "وہ اگر گواہ ادا ے شہادت بھی کر چکین" الخ ۔ایک استثنا نسبت قاعدۂ مذکورۂ بالا کے ہے اسی راے مین جسکی تردید کیجاتی ہے یہ بھی بحث کی گئی ہے کہ جب ایسی حالت مین دعویدار مقدم و موخر کے گواہ تعداد و صفات مین مساوی ہون تو دعویدار مقدم کے گواہون سے استفسار کیا جاے اور اُسکے فریق مخالف کے گواہون سے اُس صورت مین استفسار ہونا چاہیے جب اُسکے گواہ شرافت مین فائق یا تعداد مین دوچند ہون۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ ایسی صورت مین طرفین ایک ہی امر ظاہر کرتے ہین لہذا نفی کے ثبوت کی ضرورت نہین ہے [1] اور چونکہ یہ صورت جواب دعوی کی قسمون سے غیر متعلق ہے لہذا قواعد معینۂ جواب دعوی کی تمثیل محولۂ بالا سے متعلق نہین ہو سکتی۔ اور جیسے کہ ایک فریق کو مقدمۂ واحد مین دوم تبہ وجہ ثبوت پیش کرنے کا اختیار ہے ویسے ہی فریقین بھی مقدمۂ واحد مین مجاز ہین لیکن اس کل حجت کو نسخہ ہذا کے مصنف مقدس نے

[1] در اصل یہ امر نفی کا ثبوت نہین ہے بلکہ اُس بیان کا ثبوت ہے جو امر مظہرۂ دعوی سے محض خلاف ہو" تمہید متعلقہ آئین شہادت انگریزی مولفہ مارگن صاحب ص ۲۹۔

تسلیم نہین کیا ہے کیونکہ استنباط اس حجت کا نہ لفظ ہی سے ہوتا ہے اور نہ تین قول اور نہ اُسکے طرز بیان سے۔ الحاصل اس باب مین بحث مزید فضول ہے۔

تخاص محرک شہادت دروغ اور گواہان کاذب کی سزا۔

۴۷ - جھوٹے گواہون کا ابھی ذکر ہو چکا ہے اب اُنکی سزا کا ذکر ہوگا (۱) اشخاص محرک شہادت دروغ اور گواہان کاذب کی سزا بذریعہ جرمانہ دو چند زر مدعوہ کے علحدہ علحدہ ہونی چاہیے اور برہمن جلا وطن کیا جاوے گا شخص محرک شہادت دروغ اُس سے عبارت ہے جو روپیہ دے کر یا کسی اور طور سے گواہون کو جھوٹی گواہی دینے کی ترغیب دے۔ اور لفظ علحدہ علحدہ سے یہ مقصود ہے کہ شخص مذکور اور بھی وہ گواہ جو بسبب ایسی تحریک کے جھوٹی گواہی دین فرداً فرداً مستوجب سزا جرمانہ بقدر دو چند زر نالش کے ہونگے۔ اور دو چند زر نالش سے وہ روپیہ مراد ہے جو درصورت مغلوب ہونے اہل خصومت کے دلایا جاتا ہے اور برہمن کے جلا وطن ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ اپنے ملک سے بدر کر دیا جاوے لیکن کوئی اور سزا اُسپر عائد نہوگی۔

قواعد خاص جو بعض صورتوں سے متعلق ہین

۴۸ - اس قاعدہ کو اُس صورت خاص سے متعلق تصور کرنا چاہیے جب کہ طمع یا اور کسی طرح کی نفسانیت متحقق اور دائمی ہونا اُسکا ثابت نہو۔ منو نے اُس سزا کا ذکر کیا ہے کہ جب طمع یا نفسانیت کا عمل متحقق اور دائمی ہونا اُسکا ثابت ہو یعنی قول اُسکا یہ ہے کہ (۱) اگر گواہ بسبب خام طمعی کے جھوٹ بولے تو اُسپر ایک ہزار پن جرمانہ ہوگا اور اگر بسبب خلل دماغ کے تو بقدر دو سو پچاس پن جرمانہ ہوگا اور واضح ہو کہ یہ مقدار اقل مرتبہ جرمانہ کی ہے (۲) اگر بسبب دہشت کے جھوٹی گواہی دیجاوے تو مقدار مذکور کا دو چند جرمانہ ہوگا۔ اگر بسبب دوستی کے ہو تو چہار چند اور بسبب شہوت کے ہو تو دہ چند اور بباعث غیظ کے ہو تو مقدار اوسط کا سہ چند اور بوجہ لاعلمی کے ہو تو پورے دو سو پن اور بسبب غفلت کے ہو تو صرف سو پن جرمانہ ہوگا۔

(۱) قول جاگبلک منقولہ بباد تندیو و بمرتی چندریکا۔

توضیح الفاظ قول منو متذکرہ بالا-

۴۹- خاص طمعی یعنی حرص - خلل دماغ یعنی فتور عقلی - دہشت یعنی خوف - دوستی یعنی کمال جانب داری - شہوت یعنی خواہش مباشرت بدرجۂ غایت - غیظ یعنی غصہ لاعلمی یعنی *** اور تفنیت - غفلت یعنی بے اعتنائی حال معاملہ کی نسبت - اور اعداد ایک ہزار وغیرہ سے پیلشہ پن یا تانبے کا پیسا مراد ہے -

تینوں ادنی قوم کی سزا اُس صورت مین کہ جب انسے جرم ملت دروغ بتکرار سرزد ہو -

۵۰- منصف راجہ کو چاہیے کہ تین ادنی قوم کے شخصون پر جو جھوٹی گواہی دیتے ہون بمرتبہ اول جرمانہ کرے اور تکرار جرم کی صورت مین انکو سزا دے اور برہمن کو جلا وطن کرے اور یہ قاعدہ اُس صورت سے متعلق ہے جب اس جرم کا وقوع تکرار ہو چنانچہ یہ امر لفظ دیتے ہون سے جو اس عبارت مین بصیغۂ حال استعمل ہوا ہے واضح ہے - جب راجہ چھتری اور بقیہ قومون کے شخصون پر حسب تصریح بالا اول مرتبہ جرمانہ عائد کر چکے تو بعد ازان انکو تازیانہ وغیرہ سے سزا دے کیونکہ سنسکرت مین لفظ پرباس کے معنی بلحاظ استعمال روزمرہ کے سزاے بدنی ہین اور یہ بحث آئین مدنی سے متعلق ہے - علاوہ اور زبان کاٹنا اور ہلاک کرنا سزاے بدنی مین داخل ہے اور واضح ہو کہ اس طرح کی سزا بلحاظ شہادت کاذبہ کی شدت وخفت کے ہونی چاہیے -

سزا برہمنون کی بپاداش اس جرم کے -

۵۱- راجہ کو چاہیے کہ اول برہمن پر جرمانہ کرے اور تکرار جرم کی صورت مین جلا وطن کرے یعنی برہمن شہر سے بدر یا برہنہ کیا جاے کیونکہ لفظ بباسیت جو اصل سنسکرت مین اس محل پر واقع ہوا ہے اُسکے معنی بدر اور بھی برہنہ کرنے کے ہوسکتے ہین ؎ برہمن پر جو جرمانہ عائد کیا جاے اُسکی تجویز مین اس امر کا بخصوصیت لحاظ رہے کہ جرم بمرتبہ اول سرزد ہوا اور بوجہ طمع وقوع مین آیا ہے یا کسی اور

؎ اگر اس فقرہ کی توضیح کیجاے تو مباحثہ طویل قواعد صرف ونحو کا لازم آتا ہے اور اس تحریر سے واضح ہے کہ برہمنون کی حفظ کے واسطے بوجہ ادق نہ آنے تاویل معنوی کے تاویل لفظی فطرتاً کی گئی ہے -

نفسانیت سے لیکن تکرار جرم کی صورت مین علاوہ جرمانہ کے جلا وطنی بھی ہوگی اور اس صورت مین لفظ بیاسم سے جو اس موقع پر اصل سنسکرت مین مستعمل ہوا ہے بلحاظ قومیت اور تنے نالش و حیثیت فریقین و دیگر مراتب کے برہنہ کرنا یا انہدام مکان یا شہر سے بدر کرنا مفہوم کیا جاے۔ اگر یہ ثابت نہو کہ شہادت کاذبہ کا جرم بسبب طمع یا اور نفسانیت کے سرزد ہوا یا یہ کہ جرم مذکور بتکرار وقوع مین نہ آیا ہو یا معاملۂ نالش خفیف ہو تو ایسی صورتون مین برہمن پر اسقدر جرمانہ عائد کرنا چاہیے جو چھتری اور دیگر اقوام کے واسطے معین ہے۔ اور اگر معاملۂ نالش اہم ہو تو شہر بدر بھی کیا جاے اور اگر حلف دروغی کی حالت ہو تو اس صورت مین منو کا قول کل قومون سے بتجویز واحد متعلق ہے۔

۵۲۔ پیش کرنا اس حجت کا کہ برہمن جرمانہ سے مستثنی ہے بیجا ہے کیونکہ جس حالت مین کہ سزاے بدنی کا امتناع ہے تو بیاداش قصور خفیفہ کے برہمن کی نسبت برہنگی یا انہدام مکان سکونت یا داغ دینے کی سزا واجب آئے گی اور اگر ایسا نہو تو بر اُٹت قطعی سزاے لازم آتی ہے۔ یہی امر اقوال مندرجۂ ذیل سے بھی درست معلوم ہوتا ہے "یعنی چارون قوم کے شخص جو کفارہ ادا نہ کرین اُنکی نسبت راجہ سزاے جائز جس سے سزاے بدنی و جرمانہ مراد ہے تجویز کرے"[1] "جو برہمن دوجنمی قوم کی عورات پردہ نشین کے ساتھ بالجبر مقاربت کرے اُسپر ایک ہزار پن جرمانہ ہوگا"[2] سنکھ کا قول یہ ہے کہ "دو تین قومون کے واسطے مال چھین لینے اور موت کی سزا معین ہے اور آفر برہمنون کے لیے جلاوطن اور داغ دینے کی"[3] مال چھین لینے سے اس جگہ ضبطی کل جائداد کی مراد ہو سکتی ہے کیونکہ لفظ مذکور موت کے ساتھ مستعمل ہوا ہے

برہمن پر جرمانہ ہو سکتا ہے لیکن کسی حالت مین اسکو سزاے بدنی نہوگی۔

---

[1] بیا دتندیو۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً۔

چنانچہ یہی امر قول مندرجہ ذیل سے بھی واضح ہے کسواسطے کہ اُسمین موت اور مال چھین لینے کا ذکر بالاشتمال کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "سزاے بدنی مین قید اور ہلاکت جان بھی داخل ہے۔ اور چونکہ لفظ مال بشمول لفظ موت کے واقع ہوا ہے لہذا اُس وغیرہ کے جرمانہ سے ضبطی کل جائداد کی مراد ہے" لیکن یہ قول کہ "راجہ برہمن کو شہر بدر کرے اور اُسکی جائداد کو مطلق ہاتھ نہ لگائے" اس جرم سے متعلق ہے جو خفیف تر ہو نہ جرائم عامہ سے۔ علاوہ اسکے برہمن کو سزاے بدنی کبھی ہونی نہ چاہیے کیونکہ منو نے امر بالعموم لکھا ہے کہ "گو برہمن مرتکب اُن جملہ جرائم کا ہو جنکا وقوع ممکن ہے تو بھی راجہ برہمن کو زنہار قتل نہ کرے" علاوہ اسکے وہ یہ لکھتا ہے کہ "برہمن کے قتل سے اور کوئی جرم روے زمین پر زیادہ شدید متصور نہین ہے۔ اسواسطے راجہ کو چاہیے کہ اپنے دل مین بھی برہمن کے قتل کا ہرگز تصور نہ کرے۔

انخفاء شہادت کی سزا

۵۳ - علاوہ اسکے یہ قول ہے کہ "جو شخص اداے شہادت کے واسطے نامزد کیا جاے اور وہ بسبب متغیر ہونے اپنی طبیعت کے گواہی اپنی بخلاف اور گواہون کے مخفی رکھے تو اُسپر اٹھ گنا جرمانہ ہونا چاہیے اور اگر وہ شخص برہمن ہو تو جلاوطن کیا جاے" مراد اسکی یہ ہے کہ جس شخص نے گواہ ہونا قبول کیا ہو اور اداے شہادت کے واسطے بشمول اور گواہون کے طلب کیا جاے مگر بوجہ تغیر طبیعت یعنی بسبب غلبۂ غیظ یا طاری ہونے کسی اور اسی طرح کی کیفیت کے اظہار کے وقت اپنی شہادت مخفی رکھے اور بخلاف اور گواہون کے بیان کرے کہ مین اس معاملہ مین گواہ نہین ہون تو اس صورت مین جو نقصان دعوی عائد ہو اسکا اٹھ گنا جرمانہ اُسپر ہوگا اور اگر وہ برہمن ہو اور اسقدر جرمانہ ادا نہ کرسکے تو وہ جلاوطن کیا جاے اور لفظ بیاسم سے جو اس محل پر بھی مستعمل ہوا ہے بنظر حالات ہر مقدمہ کے برہنگی یا انہدام مکان سکونت

---

۱ بیادتندیو و منو فصل ۸ - و اشلوک ۳۸۰ و ۳۸۱ -

۲ قول جاگبلک منقولہ بیادتندیو -

یا شہر بدر کرنا مفہوم کیا جاے لیکن اگر اور قوموں کے آدمی بمقدار جرمانہ دستیاب نہ
تو وہ حراست میں رکھے جائیں یا سپرد جیلس ہوں اور انسے انکے پیشہ کا کام لیا جاے
ایک قول جو سابق میں واقع ہوا ہے اسپر بھی اس جگہ لحاظ کرنا واجب ہے اور
وہ اس باب میں ہے کہ جب کل گواہ اخفار شہادت کریں تو دسے بدہ جو مساوی
متوجب سزا ہیں۔

اختلاف بیانی مستلزم سزا ہے۔

۵۴ - اگر گواہ بعد بیان کرنے ایک امر کے خلاف اسکے دوسرا امر بیان کریں تو
انکو بلحاظ نسبت وغیرہ کے سزا ہونی چاہیے چنانچہ کاتیائن کا یہ قول ہے کہ جو شخص
بعد اظہار کسی امر کے خلاف اسکے بیان کریں انپر بلحاظ انکے تنزل بیان ہونے کے
جرمانہ ہونا چاہیے [1]

گواہوں کی نسبت مداخلت ممنوع ہے۔

۵۵ - جو گواہ ایک فریق کی جانب سے نامزد کیے جائیں فریق ثانی کو انکی نسبت
خفیتہ مداخلت بیجا ہے چنانچہ نارد کہتا ہے کہ جو گواہ ایک فریق کی جانب سے طلب ہو
فریق ثانی کو اسکی نسبت خفیتہ مداخلت بیجا ہے نہ فریق ثانی ایسی فکر کرے کہ گواہ
مذکور اپنی جانب سے اور گواہوں کے خلاف بیان کرے۔ جو فریق ایسا کرے گا وہ
مغلوب ہوگا [2]

خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار دینا حفظ جان کے واسطے جائز قرار دیا گیا ہے۔

۵۶ - خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار دینا گواہوں کا بالعموم منع ہے مگر اسکی نسبت
جاگبلک نے ایک استثنا کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو اگر کسی معاملہ میں کسی قوم
کے شخص کی جان خطرہ میں ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے [3] یعنی اگر یہ احتمال ہو کہ سچ
بولنے سے کسی شودر یا ویش یا چھتری یا برہمن کی جان جاتی ہے تو ایسی صورت
میں گواہ جھوٹ بول سکتا ہے اور اسکو سچ نہیں بولنا چاہیے۔ پس

[1] بیاد تندیو۔

[2] سمرتی چندریکا۔

[3] قول جاگبلک منقولہ بیاد تندیو و سمرتی چندریکا۔

گو گواہون کا خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار دینا ممنوع قرار دیا گیا ہے لیکن چونکہ صورت خاص مذکورۂ بالا مین سچ بولنے کا امتناع ہے لہذا خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار دینا جائز ٹھہرایا گیا ہے۔ اگر کوئی علت ازروے شہادت قرائن یا اور وجہ ثبوت کے ثابت ہو اور سچ بولنے سے منجملہ چار قومون کے کسی شخص کی جان جاتی ہو اور جھوٹ بولنے سے اُسکا حفظ متصور ہو تو ایسی حالت مین جھوٹ بولنے کا حکم ہے لیکن اگر سچ بولنے سے مدعی یا مدعا علیہ کی جان جاتی ہو اور جھوٹ بولنے سے بھی علی ہذا القیاس ایسا ہی ہو تو گواہ کو بشرط منظوری راجہ کے سکوت لازم ہے لیکن اگر راجہ سکوت کسی طور پر منظور نہ کرے تو گواہ کو چاہیے کہ اپنی شہادت کو اختلاف بیانی کے باعث سے باطل کر دے اور اگر یہ نہو سکے تو سچ کہے کیونکہ جھوٹ بولنے سے دو گناہ یعنی قتل انسان و دروغ گوئی لازم آتے ہین اور سچ بولنے کی صورت مین صرف ایک گناہ یعنی قتل انسان عائد ہوتا ہے۔

ایسی صورت مین کفارہ واجب ہے۔

۵۷- ایسی صورت مین شاستر کے بموجب کفارہ واجب ہے۔ بنظر دفع دخل اس امر کے کہ شاستر مین خاموش رہنے اور جھوٹ بولنے کا بصورت خاص حکم ہے اور اس جہت سے کہ وہ داخل جرم نہین ہے یہ قول واقع ہوا ہے کہ ”دو دوجنمی قومون کے آدمیون کو بغرض اسکے کہ اس گناہ سے نجات ہو وہ کفارہ ادا کرنا چاہیے جو سرستی کے نام سے معروف ہے سلہ دو گناہ سے نجات ہونے کے“ یہ معنی ہین کہ جو جرم خاموش رہنے یا جھوٹ بولنے سے عائد ہو وہ رفع ہو جاے اور منجملہ دوجنمی قومون کے ہر قوم کے شخص کو فرداً فرداً کفارہ موسومہ سرستی ادا کرنا واجب ہے اور وجہ تسمیہ اس کفارہ کی یہ ہے کہ یہ سرستی دیبی سے متعلق ہے اور سنسکرت لفظ چرو جو اس کفارہ کے بیان مین آیا ہے اُس سے پکے ہوے چاول مراد ہین۔

اعتراض کا دفع جواب

۵۸- حاصل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اور خاموش رہنا جسکی نسبت اوپر امتناع

سلہ قول جاگیاولک منقولہ بادتندیو دسمرتی چندریکا۔

کیا گیا تھا اس محل پر جائز قرار دیا گیا ہے اور یہ قول کہ "جو شخص مطلق کچھ نہ کہے اور جھوٹ اور سچ بولے وہ گنہگار رہے" [1] جھوٹ بولنے یا خاموش رہنے کی عام صورت سے متعلق ہے اور یہ کفارہ اُس صورت کی نسبت مقرر کیا گیا ہے جب امتناع مذکور کے خلاف عمل میں آوے۔ یہ فرض کرنا سچا ہیے کہ مضمون مندرجہ قول تناقض ہے اور یہ بحث نادرست ہے کہ باوجودیکہ خاموش رہنا اور جھوٹ بولنا جائز قرار دیا گیا ہے مگر وہ جرم جو امتناع عامہ کے خلاف کاربند ہونے سے قابل سزا ہو بدستور قائم رہتا ہے کیونکہ گواہوں کا ساکت رہنا اور جھوٹ بولنا سنگین جرم ہے اور عام صورتوں میں جھوٹ کہنا اور خاموش رہنا جرم خفیف متصور ہے پس جو قول کہ درباب جواز جھوٹ بولنے کے ہے وہ درست ہے۔ اگرچہ اور صورتوں میں بحالت رفع ہوجانے جرم سنگین کے جرم خفیف بھی جو اسی کا لازمہ ہو رفع ہوجاتا ہے لیکن اس صورت میں بلحاظ حکم اور تاکید کفارہ کے جرم سنگین زائل ہوتا ہے اور جرم خفیف جو اُس سے متعلق ہو ساقط نہیں ہوتا اس سے یہی معنی مفہوم ہونے چاہییں۔

کفارہ اُن گواہوں پر واجب نہیں ہے جو عمداً جھوٹی گواہی دیتے

۵۹۔ جھوٹ بولنے کے واسطے جو اجازت ہے اُسکو مسافروں اور دیگر شخصوں سے بھی ایسی صورت میں متعلق سمجھنا چاہیے کہ جب اُنسے ایسے مقدمات میں جنمیں کسی قوم کے شخص کی جان جانے کا خوف ہو سوالات عامہ کیے جائیں اور چونکہ اس باب میں کوئی امتناع صریح نہیں ہے لہذا ایسی صورت کے واسطے کوئی کفارہ مقرر نہیں ہے اگر گواہوں یا اور شخصوں کی شہادت کا کذب اور مقدمہ سے اور بزمانہ مختلف ظاہر ہو تو ایسی صورت میں وے مستلزم سزا ہونگے چنانچہ یہ امر بھی قول مندرجہ بالا سے مستنبط ہے۔ الحاصل گواہوں کا باب ختم ہوا۔

---

[1] منو فصل ۸۔ اشلوک ۱۳ کا آخر حصہ۔

باب ساتوان
ثبوت تحریری کے بیان مین
فصل پہلی

تعریف عامہ ثبوت تحریری۔

۱۔ قبضہ اور گواہون کا بیان ہوچکا اب ثبوت تحریری کا بیان کیا جاتا ہے ثبوت تحریری دو قسم کا ہوتا ہے سرکاری اور خانگی۔ تحریر سرکاری کا ذکر اوپر ہوچکا ہے اب تحریر خانگی کا ذکر کیا جاے گا۔ تحریر خانگی کی دو قسمین ہین پہلی وہ جو خود اہل معاملہ نے اور دوسری وہ جو اسکی جانب سے اور شخصون نے مرتب کی ہو۔ پہلی قسم کی تحریری کی نسبت گواہون کی ضرورت نہین ہے مگر دوسری قسم کی نسبت ہے ان دونون قسم کی تحریر کے ثبوت کا طریقہ دستورات خاص اور مختص المقام پر منحصر ہے چنانچہ نارد لکھتا ہے۔ "ثبوت تحریری دو قسم کا ہے اول دستخطی خود اہل معاملہ کا اور اسکی نسبت گواہان حاشیہ کی ضرورت نہین ہے اور دوسرا وہ جو ایک کی جانب سے دوسرے شخص کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو اور اس قسم کی تحریر گواہون سے مصدق ہونی چاہیے اور جواز دونون قسم کی تحریر کا رواج مشمرہ مقام پر منحصر ہے" ؎۱

قاعدہ درباب اس دستاویز کے جو ایک شخص کی جانب سے دوسرا شخص لکھے۔

۲۔ اب قاعدہ درباب اُس دستاویز کے بیان کیا جاتا ہے جو ایک شخص کی جانب سے دوسرا شخص لکھے "جب کوئی معاہدہ متعاقدین کی رضامندی سے قرار پاوے تو ایسی صورت مین اُسکی نسبت ایک دستاویز مرتب ہونی چاہیے اور اُسمین نام دائن کا داخل کیا جاے اور تصدیق اُسکی حسب ضابطہ عمل مین آوے" ؎۲ جب کوئی معاہدہ برضا و رغبت طرفین وقوع مین آئے یا کوئی شرط باہم دائن و مدیون کے

؎۱ بیاد تندیو دسمرتی چندریکا ویوہار میوکھ۔

؎۲ قول جاگیلک منقولہ کتب مرقومہ بالا۔

قرار پاوے عام اس سے کہ وہ سونے یا اور اشیا کی نسبت ہو تو ایسی حالت مین دستاویز
تحریر ہونی چاہیے اور اُسمین زمانہ واپسی اور شرح سود کا ہونا ارکا تعین کیا جاے تاکہ بعد
منقضی ہونے مدت معینہ کے معاہدہ کا ثبوت ہو اور دستاویز مذکور اُس قسم کے گواہون سے
جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے مصدق ہونی چاہیے۔ داین کا نام داخل ہونے سے یہ مراد ہے کہ
ذکر اُسکا کیا جاے یعنی نام اُسکا دستاویز مین تحریر ہو۔

معاہدہ بلا دستاویز کے بھی واجب التعمیل ہو سکتا ہے۔

۳- اگر دستاویز نہو تو اُس قسم کے گواہ جنکا ذکر اوپر ہوا ہے پیش ہو سکتے ہین چنانچہ
یہ امر مسئلہ مندرجہ سمرتی سے واضح ہے۔ ''جو معاملہ کسی شخص کی جانب سے وقوع مین آئے
اُسکے ثبوت کے واسطے مقدمات مین گواہون پر استدلال ہو سکتا ہے اور شخص مذکور کا
فعل بلا دستاویز کے بھی جائز متصور ہو سکتا ہے'' [۱]

مراتب توضیحی دستاویز مین تحریر ہون۔

۴- علاوہ اسکے ''سال و ماہ و پاکھ و یوم و نام و قوم و خاندان و خطاب فضیلت و نام
اہل معاملہ بقید ولدیت وغیرہ درج کیے جائین'' [۲] ''سال'' سے بارہ مہینے مراد ہین
''ماہ'' مثلاً چیت وغیرہ ''پاکھ'' یعنی ناقص النور و زائد النور ''یوم'' یعنی تاریخ حساب
قمری کے بموجب ''نام'' یعنی داین و مدیون کا نام ''قوم'' یعنی برہمن وغیرہ ''خاندان''
مثلاً واشسٹ یا اور کسی نسل سے ہے۔ ان سب مراتب یعنی سال وغیرہ کی توضیح
ہونی چاہیے اور خطاب فضیلت بھی تحریر ہو مثلاً خطاب بہوبرکھ۔ یا کتمہ۔ اور یہ القاب
اُن شخصون کی نسبت تعظیماً مستعمل ہوتے ہین جو وید کا کوئی پڑھ سکین ''نام اہل معاملہ
بقید ولدیت سے'' مراد ہے نام داین و مدیون کے باپ کا۔ لفظ ''وغیرہ''
سے قسم نالش اور پیشہ طرفین مقصود ہے پس مدعا عبارت مذکورۂ بالا کا بشمول
اُن لفظون کے جو اوپر تحریر ہوئی [۳] یہ ہے کہ دستاویز مین ان مراتب کی
توضیح کیجاے۔

---

[۱] بجا ورشا گر۔

[۲] قول جاگبلک منقولہ سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ لیکن بہاد تندیو سے ظاہر نہین ہوتا کہ کسکا قول ہے۔

[۳] یہ حوالہ قول مندرجہ دفعہ ۲ سے متعلق ہے۔

۵ - جب کوئی دستاویز معاہدہ داین کی جانب سے لکھی جاے تو اُسکو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اُسپر اپنے دستخط ثبت کرے اور یہ بھی لکھے کہ وہ جو کچھ کہ اسمین تحریر ہوا ہے اُسکی نسبت منمقر ولد فلان کو اقرار ہے " جب کسی امر کی بابت باہم داین و مدیون کے شرط قرار پائے اور دستاویز مرتب و تحریر ہو جاے تو مدیون یعنی نویسندۂ دستاویز کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اُسپر اپنے دستخط لکھے اور دستاویز مین یہ بھی تحریر کرے کہ جو کچھ اسکے اندر مندرج ہے وہ منمقر ولد فلان کو قبول و منظور ہے -

جو شخص دستاویز تحریر کرے اُسکو اُسپر اپنے دستخط کرنے چاہیئین -

۶ - وہ گواہون کو بھی جو مساوی ہون اپنا نام بقید ولدیت بدستخط خود اس طور سے لکھنا چاہیے کہ مین فلان اس امر کی نسبت گواہ ہون " [1] جن شخصون کی گواہی دستاویز مین مندرج ہوا نمین سے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنا نام بقید ولدیت بدستخط خود اس طور پر لکھے کہ مین مسمی دیودت اس معاملہ مین گواہ ہون وہ مساوی سے یہ مراد ہے کہ گواہ بلحاظ تعداد و صفات کے برابر ہون -

گواہوں کو بھی اپنا نام لکھنا چاہیے -

۷ - اگر داین یا گواہ لکھنا نہ جانتے ہون تو ایسی حالت مین داین کو اور منجملہ گواہون کے ہر گواہ کو چاہیے کہ بموجودگی کل گواہون کے اپنی رضامندی بوساطت اورون کے تحریر کرائین چنانچہ نارد کہتا ہے وہ جو داین لکھنا نہ جانتا ہو وہ دوسرے سے اپنی منظوری لکھادے اور اگر گواہ ناخواندہ ہو وہ بموجودگی کل گواہون کے بوساطت کسی اور گواہ کے اپنی رضامندی تحریر کرائے " [2] علاوہ اسکے وہ کاتب گواہی یہ لکھے کہ حسب استدعاء فریقین کے مین ولد فلان نے یہ عبارت لکھی " [3] اگر کاتب مذکور سے فریقین یعنی داین و مدیون درخواست تحریر گواہی کی کرین تو اُسکو چاہیے کہ دستاویز کے ذیل مین یہ لکھے کہ مجھ دیودت ولد دشن متر نے عبارت مرقومہ بالا لکھی ہے -

اگر گواہ لکھنا نہ جانتے ہون تو اُس صورت مین کیا قاعدہ مرعی ہوگا -

۸ - اب اُس دستاویز کا ذکر کیا جاتا ہے جو خود اہل معاملہ کی دستخطی ہو وہ اگر

ذکر اُس دستاویز کا جو اہل معاملہ کی دستخطی ہو -

[1] بیا دتندیو -

[2] ایضاً -

[3] قول مِتا کَشَرا منقولہ بیا دتندیو و سمرتی چندریکا و یوہار میوکھ -

کوئی دستاویز دستخطی اہل معاملہ ہو تو وہ بلا گواہوں کے بھی سند معقول متصور ہوگی۔ بشرطیکہ جبر یا فریب سے نہ لکھائی گئی ہے"۔ سلہ جو دستاویز کہ دستخطی خود ان کی ہو اُنکو منو اور اور عقلانے بلا گواہوں کے بھی مستند قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ بجبر یا ناقص العقلی کی حالت میں نہ تحریر ہوئی ہو" جبر سے زبردستی مراد ہے۔ اور "ناقص العقلی" سے مقصود ہے کہ دستاویز از روے فریب یا طمع یا بحالت غیظ یا خوف یا بدمستی وغیرہ کے لکھائی جاے چنانچہ نارد نے بھی اس باب میں یہ لکھا ہے کہ "جو دستاویز شخص بدمست یا عورت یا نابالغ سے یا بحالت مجبوری یا زبردستی یا بصورت تخویف اور ناقص العقلی کے لکھائی جاے" وہ مستند نہیں ہے سلہ

طریقہ ترتیب دستاویز

۹۔ ہر دستاویز میں عام اس سے کہ وہ خود اہل معاملہ کی دستخطی ہو یا اُسکی جانب سے دوسرے شخص نے تحریر کی ہو تصریح کفالت یا غیر کفالت کی ہونی چاہیے اور وہ بموجب رواج مخصص المقام کے مرتب کیجاے اور اُسکے معنی اور عبارت میں کسی طرح کا نقص نہو۔ تحریر دستاویز میں مراتب بالا کا لحاظ واجب ہے اور یہ ضرور نہیں ہے کہ شرائط اُسکی بعبارت عالمانہ لکھی جاوین اور دیار کی زبان عام میں بلکہ بزبان مروجہ خاص اُس مقام کے جہان دستاویز تحریر ہو چنانچہ اس باب میں نارد کا قول ہے کہ "جو دستاویز خلاف رواج مخصص المقام کے نہو اور اُس سے نوعیت معاملہ کفالت کی توضیح ہوتی ہو اور جسکی عبارت اور مضمون بار بط ہو تو ایسی دستاویز مستند متصور ہوگی" سلہ

سلہ قول جاگلک مقولہ بیادھنگار تو اور بیادآر تو نشود اور سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ۔

سلہ مجبوری کی یہ تعریف ہے کہ کوئی شخص بطور ناجائز زبردستی مقید کیا جاے یا اُسکو دھمکی دیکر یا ضرر جسمانی پہونچانے کا ڈر دکھا کر خوف دلایا جاے جو معاہدہ یا معاملہ کہ بذریعہ ایسے افعال کے وقوع مین آوے وہ ناجائز متصور ہوتا ہے۔ رسالہ کولبروک صاحب حصہ ا ص ۲۲۵۔ اگر بوجہ ناقص العقلی کے جہان فریب یا زیادتی کا ہو تو معاہدہ جو عمل میں آیا یا آنے والا ہو باطل تصور کیا جاے گا کتاب ایضاً و ص ۲۲۸۔

سلہ بیادھنیدیو لیکن سمرتی چندریکا میں بطور قول بہرسپت مندرج ہے۔

سلہ بیادھنیدیو دسمرتی چندریکا۔

"معاملہ" ایک قسم کا فعل ہے اور "معاملہ کفالت" سے فعل کفالت مراد ہے اور نوعیت سے اظہار اس امر کا مقصود ہے کہ کفالت محض امانتاً ہے یا مع تصرف محاصل یا میعاد خاص کے واسطے۔ اور "توضیح" سے انکشاف معاملہ عبارت ہے۔ اور حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ معاملہ کفالت کی نوعیت کا انکشاف ہو۔ "عبارت اور مضمون کے بار ربط" ہونے سے تحریر کا مسلسل ہونا مراد ہے اور عبارت بار ربط ہونے کی یہی تعریف ہے۔ ایسی دستاویز مستند تصور کیجاے گی۔ اور جو عبارت عالمانہ کہ سرکاری اور رواج کے زمانوں مین مستعمل ہوتی ہے اسکا استعمال اس قسم کی تحریرات مین ضرور نہیں ہے۔

قرضہ دستاویزی کا مطالبہ مدیون سے بیٹے اور پوتے سے ہو سکتا ہے۔

۱۰ ایسبیل تذکرہ دستاویز کے یہ لکھنا بھی مناسب ہے کہ قرضہ مندرجہ دستاویز کا ادا کرنا تین شخصون پر واجب ہے۔ وہ قرضہ مصرحہ دستاویز صرف تین شخصون کو ادا کرنا لازم ہے۔ مثلاً اگر قرضہ گواہون کے روبرو لیا گیا ہو تو ایسی صورت مین ادا کرنا اسکا تین شخصون کو چاہیے علی ہذا القیاس قرضہ دستاویزی کی صورت مین بھی ادا کرنا اسکا اصل مدیون اور اسکے بیٹے اور پوتے پر فرض ہے لیکن چوتھی پشت اور اسکے مابعد کے اشخاص سے ادائے دین کا مواخذہ نہوگا۔ یہی قاعدہ مسلمہ ہے۔

اعتراض کا جواب

۱۱۔ قول مسلمہ یہ ہے کہ "بیٹون اور پوتون پر قرضہ ادا کرنا واجب ہے" اور منشا اسکا ابھی یہ بیان ہو چکا ہے کہ تین شخصون پر قرضہ ادا کرنا لازم ہے مگر اس مسئلہ کی نسبت یہ اعتراض پیش ہو سکتا ہے کہ تیسری پشت کے بعد بھی وارثون پر قرضہ واجب الادا ہوگا چنانچہ قول مذکورہ بالا بغرض دفع دخل اس امر کے واقع ہوا ہے کہ قرضہ دستاویزی کی نسبت خلاف اس قول کے اور کوئی مسئلہ نہیں ہے اور

---

[1] واضح ہو کہ صحیح ترجمہ اس مقام کی اصل سنسکرت کا دشوار ہے کیونکہ جو بحث اس جگہ تحریر ہے وہ صرف و نحو کے ایک خاص قاعدہ سے متعلق ہے۔

[2] قول کاتیائن منقولہ بیاد ستدیو۔

[3] رتناکر۔

اعتراض مذکور کی تمثیل بیان مندرجہ ذیل سے واضح ہوسکتی ہے یعنی کاتیائن بعد بیان نوعیت دستاویز کے یہ لکھتا ہے کہ "موروثون کا ایسا قرضہ بعد امتداد زمانہ کے بھی واجب الادا ہے" [1] لفظ ایسے سے قرضہ دستاویزی مراد ہے پس معنی اس قول کے یہ ہین کہ وارثون کو چاہیے کہ اپنے موروثون کا قرضہ با وصف گذر جانے عرصہ دراز کے بھی ادا کرین اور چونکہ اس جگہ لفظ موروثان بصیغہ جمع مستعمل اور امتداد زمانہ کا ذکر ہوا ہے لہذا یہ مستنبط ہوسکتا ہے کہ ادا کرنا قرضہ کا چوتھی پیڑھی اور ورثۂ مابعد پر بھی لازم ہے۔ علاوہ اسکے اسی طرح کی تمثیل ہریت کے اس قول سے "جس شخص کے پاس دستاویز ہے وہ مستحق وصول قرضہ ہوگا" [2] ظاہر ہے۔ چونکہ اس قول مین یہ ذکر بالعموم واقع ہوا ہے کہ جس شخص کے پاس دستاویز ہو وہ قرضہ وصول کرے گا اسواسطے اس تحریر سے بھی استنباط ہوسکتا ہے کہ چوتھی پیڑھی اور ورثۂ مابعد کو قرضہ ادا کرنا چاہیے حالانکہ ایسا استنباط دونوں قول مذکورۂ بالا سے صحیح نہین ہے اور بغرض دفع دخل اسی امر کے قول مندرجۂ بالا جسمین صرف قید تین شخصون کی ادا ے قرضہ کے باب مین ہے درج کیا گیا ہے غرض کہ کاتیائن اور ہریت کے اقوال متذکرۂ بالا کی تعبیر مطابق جوگیشر کے ہونی چاہیے۔

ادا ے زر قرضہ چوتھی پیڑھی کو مستثنے کرنے کے واسطے ایک قول نقل کیا گیا ہے۔

۱۲ مسئلہ مذکورۂ بالا کی نسبت اب استثنا کیا جاتا ہے "یعنی شئے مکفولہ تا ادا ہونے قرضہ کے تصرف مین رہے" [3] یہ قول بغرض دفع دخل اس امر کے واقع ہوا ہے کہ تین شخصون کے قید ہوجانے سے قرضۂ دستاویزی بالکفالت کی صورت مین یہ نہ سمجھا جاے کہ جو شخص ادا ے قرضۂ دستاویزی سے مستثنی ہے وہ مستحق انفکاک شئے مکفولہ کا بھی نہین ہے مقصود اسکا یہ ہے کہ جبتک چوتھی یا پانچوین پیڑھی کے وارث قرضہ ادا نہ کرین شئے مکفولہ تصرف مین رہے پس اس سے واضح ہے کہ قرضہ

ذکر اس صورت کا جسمین چوتھی پیڑھی وغیرہ پر بھی قرضہ ادا کرنا واجب ہے۔

---

[1] بیاوتندیو۔

[2] بیرمتر اوداٹے۔

[3] قول کاتیائن مندرجہ بیاوتندیو۔

بالکفالت کی صورت مین چوتھی پیڑھی اور ورثہ مابعد مجاز تصفیہ کرنے کے ہین - اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ یہ استثناء فضول ہے کیونکہ پیشتر ایک قول اس مضمون سے واقع ہوا ہے کہ دو رہن بالمحاصل کے انفکاک کا استحقاق زائل نہین ہوتا - تو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر یہ استثناء نہین کیا جاتا تو قول مذکور صرف تین شخصون سے متعلق متصور ہوتا یہی قول غیر ممکن التردید ہے -

بعض صورتون مین حسب رضامندی طرفین دستاویز جدید تحریر ہوسکتی ہے -

۱۳ - بعد بیان مراتب ضمنی کے اب اصل بحث کی نسبت پھر توجہ کیجاتی ہے - اگر دستاویز دوسرے مقام مین ہو یا بدخط ہو یا بوسیدہ ہوجاے یا تحریر اسکی مٹ جاے یا وہ چوری یا پھٹ یا جلجاے یا ٹکڑے ہوجاے تو ایسی صورت مین وہ دوسری دستاویز تحریر کرانے کا مجاز ہے،، [1] اس قول کا منشاء یہ ہے کہ جب اصل دستاویز معاملہ کے ثبوت کے لیے غیر مکتفی متصور ہو تو ایسی صورت مین دوسری دستاویز لکھائی جاسکی اور دستاویز مذکور کا ثبوت معاملہ کے لیے غیر مکتفی متصور ہونا اُس حالت مین بیان کیا گیا ہے جبکہ دستاویز دوسرے مقام مین ہو یا بدخط وغیرہ ہو "بدخط ہونے سے یہ مراد ہے کہ الفاظ یا حروف برے طور پر اور مشکوک لکھے گئے ہون اور قابل فہم نہون" "بوسیدگی" سے بسبب امتداد زمانہ کے گل جانا کاغذ کا مراد ہے مٹنے سے یہ غرض ہے کہ سیاہی ہلکی پڑ گئی ہو یا دستاویز کی تحریر کسی اور طور پر زائل ہوگئی ہو - چوری جانے سے یہ عبارت ہے کہ اُسے چور یا اور شخص لے گئے ہون - پھٹ جانے سے پارہ پارہ ہونا مقصود ہے اور "جلنے" سے آتش زدگی ہے اور ٹکڑے ہوجانے سے دو پارہ ہونا مراد ہے اور یہ امر بصورت رضامندی فریقین کے ممکن ہے -

اگر طرفین کو درباب تحریر دستاویز جدید کے اعتراض ہو تو ایسی صورت مین طریقہ کارروائی کا کس طور پر ہوگا -

۱۴ - اگر طرفین کو اتفاق نہ ہو یا دستاویز موقع متنازعہ سے فاصلہ پر ہو تو ایسی صورت مین بغرض ادخال اُسکے بلحاظ فاصلہ کے مہلت دیجاے - یا اگر دستاویز

---

[1] جزو اخیر قول کا تائن مذکورہ بالا -

[2] قول حاگبلک منقولہ سمرتی چندریکا اور ویادستر بندو مین بطرز قول کاتیائن مندرج ہے -

مقام بعید مین ہو یا تلف ہو گئی ہو تو مقدمہ کا انفصال گواہون کی رو سے ہوگا چنانچہ
نارد کا قول ہے کہ "اگر دستاویز دوسرے مقام مین ہو یا تلف ہو جاوے یا بدخط ہو
یا چوری گئی ہو۔ تو درصورت اُسکے موجود ہونے کے مہلت ملنی چاہیے اور بحالت
عدم موجودگی کے گواہی رویت پر عمل کرنا چاہیے"[1] دستاویز جو مقام غیر مین ہو اور بہم
پہونچ سکے تو اُسکے ادخال کے لیے مہلت ضرور ہے۔ لیکن اگر وہ موجود نہو اور بہم نہو سکے
تو انفصال مقدمہ کا بذریعہ ایسے گواہان رویت کے جنھون نے دستاویز کو سابق مین
دیکھا ہو ہونا چاہیے اور درصورت موجود ہونے ایسے گواہون کے تصدیق غیبی پر
عمل ہونا واجب ہے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہے کہ "درصورت نہونے دستاویز
یا گواہون کے تصدیق غیبی پر عمل کرنا چاہیے"[2]

سرکاری دستاویز کی تعریف

۱۵- دستاویز خانگی کا اوپر بیان ہوا اور یہی قاعدہ دستاویز سرکاری سے بھی متعلق ہے
مگر فرق یہ ہے کہ "جملہ صورتون مین دستاویز سرکاری اُسکو کہتے ہین کہ بصداقت جسکی
اُس پر راجہ کے دستخط اور مہر ہون"[3]

ذکر تجویز اخیر جو حسب مراد ہو

۱۶- ایک اور قسم کی سرکاری دستاویز کی تعریف بردہ باشست مین یہ لکھی ہے کہ "جس
دستاویز مین کہ امر ثبوت طلب اور اُسکی نسبت جواب اور بحث اور فیصلہ مندرج ہو
اور اُس پر راجہ کی مُہر ہو اور حاکم اعلی وغیرہ کے دستخط ہون اُسکو تجویز اخیر کہتے ہین"
بعد ثبوت بیان نالش کے راجہ کو چاہیے کہ تجویز اخیر مشیرون کو حوالہ کرے تا کہ وے
یہ لکھین کہ ہم فلان ولد فلان کے نزدیک تجویز اخیر درست ہے چنانچہ یہ امر منو کے اس
قول سے واضح ہے کہ "جو مشیر اُسوقت موجود اور اقوال مقدس سے واقف ہون
اُنکو لازم ہے کہ حسب قواعد متعلقہ دستاویزات کے نام اپنا بدستخط خاص

---

[1] بیادتندیو اور بیوہار میوکھ۔

[2] بیادتندیو اور بیوہار میوکھ مین بطور قول کاتیائن مندرج ہے۔

[3] بیادتندیو مین بطور قول باشسٹ مندرج ہے مگر سمرتی چندریکا مین بطور قول نارد۔

تحریر کرین "[1] جب تک کہ کل مشیر متفق الراے نہون اُسوقت تک مقدمہ مین خلش باقی رہتی ہے چنانچہ اس باب مین نارد کا یہ قول ہے کہ "جب کل مشیرون کو صحت فیصلہ مین اتفاق ہو تو ایسی صورت مین مقدمہ بے خلش سمجھا جاتا ہے اور اگر ایسا نہو تو برعکس اسکے متصور ہوتا ہے"[2] یہ قاعدہ اُس صورت سے متعلق ہے جب مقدمہ مین مراتب اربعہ کی تکمیل ہوئی ہو۔ اور یہ امر قول آیندہ سے واضح ہے یعنی "جس تحریر کی روسے امر ثبوت طلب متحقق ہو اور امر مذکور کی نسبت مراتب اربعہ کی تکمیل وقوع مین آئی ہو اور اُس تحریر پر راجہ کی مُہر ثبت ہو تو ایسی تحریر کو تجویز اخیر حسب مراد کہتے ہین"[3]

ذکر تجویز اخیر جو خلاف مراد ہو۔

۱۷۔ لیکن پانچ صورتین مندرجہ ذیل مقدمہ کے مغلوب ہونے کی ہین اور انکی جہت سے تجویز متعلقہ ایسے مقدمات کی حسب مراد موسوم نہین ہے بلکہ خلاف مراد اور وے صورتین یہ ہین یعنی تناقض بیانی اور تزلزل کلامی اور غیر حاضری اور سکوت اور روپوشی باوجود طلب ہونے کے"[4] تجویز خلاف مراد اس غرض سے صادر کیجاتی ہے کہ بذریعہ اسکے زمانۂ آیندہ مین جرمانہ عائد ہو سکے اور تجویز حسب مراد بنظر ثبوت عذر تجویز سابقہ کے صادر کیجاتی ہے اور تجویز حسب مراد اور خلاف مراد مین یہی امتیاز ہے۔

طریقہ رفع کرنے اُس شک کا جو دستاویز متنازعہ کی نسبت عائد ہو۔

۱۸۔ اب ذکر اُن قواعد کا کیا جاتا ہے جنکی روسے کسی دستاویز کی نسبت شک رفع ہو سکتا ہے "نزاع کی صورت مین دستاویز کا ثبوت از روے دستخط نویسندہ یا اسی قسم کے کسی اور ذریعہ سے یا بلحاظ استنباط معقول یا شہادت معاہدہ مندرجہ دستاویز کے ہونا چاہیے یا یہ دیکھا جاے کوئی علامت خاص ہے یا اہل معاملہ کو کسی طرح کا تعلق ہے اور وہ داد وستد رکھتا ہے یا یہ کہ دستاویز کا مضمون کیا ہے یا واسطے وصول قرضہ کے

[1] بیرمتر اودائے اور سمرتی چندریکا مین قول کاتیاین مندرج ہے۔

[2] بیاد تندیو۔

[3] بیاد تندیو گر سمرتی چندریکا مین بطول قول برہسپتی کے منقول ہے۔

[4] بیاد تندیو۔

قبل نالش کیا تدبیرین عمل مین آئین "۔[1] اصلیت یا مصنوعیت دستاویز کی بذریعہ اُن شخصون کےجنکی جانب سے وہ تحریر ہوئی ہے متحقق ہوسکتی ہے معنی اسکے یہ ہین کہ صداقت دستاویز متنازعہ کی جو کسی شخص کی جانب سے تحریر ہوئی ہو بذریعہ دوسری دستاویز نوشتۂ شخص مذکور کے ممکن ہے اور اگر تحریر دونون دستاویزون کی مطابق ہو تو منجملہ اور طریقون کے یہ ایک طریقہ رفع اشتباہ کا ہے اور "اُسی قسم کے کسی اور ذریعہ سے"، یہ مفہوم ہونا چاہیے کہ گواہان حاشیہ اور کاتب دستاویز کے دستخط اور دستاویزات سے مطابق کیے جائین "استنباط معقول" سے یہ عبارت ہے کہ معاملہ بلحاظ قرائن حالات کے درست معلوم ہوتا ہے یا نہین یعنی یہ دیکھنا چاہیے کہ قابض ہونا فلان شخص کا جائداد مدعوہ پر فلان زمانہ و فلان مقام مین قرین قیاس ہے یا نہین اور نہین مراتب پر استنباط معقول کا اطلاق ہے "شہادت" سے گواہان حاشیہ کی گواہی مراد ہے "علامت خاص" سے نشان ممیز مقصود ہے مثلاً لفظ سری وغیرہ "تعلق" کے یہ معنی ہین کہ فریقین مین پیشتر داد و ستد زر کا معاملہ ہوا ہو[2] اور لازم یہ ہے کہ دستاویز مشیرون کے نزدیک بھی معتبر متصور ہو اور استنباط سے لحاظ کرنا اس امر کا بھی مراد ہے کہ آیا جائداد مدعوہ کا فلان شخص کو ملنا قرین قیاس ہے یا نہین۔ یہی ذریعے ثبوت کے ہین جو اوپر مذکور ہوے اور حاصل انکا یہ ہے کہ جو شک دستاویز کی نسبت ہو وہ بذریعہ انکے رفع ہوسکتا ہے اگر کسی تحریر کی بابت رفع شک نہوسکے تو تصفیہ ازروے گواہون کے ہونا چاہیے چنانچہ کاتیائن نے بیان کیا ہے کہ "اگر کسی دستاویز کی نسبت اعتراض پیش کیا جاے تو دعویدار کو چاہیے کہ گواہان مندرجہ اُسکے پیش کرے "۔[3] یہ قول اُس صورت سے متعلق ہے جب گواہ بہم ہوسکین اور درصورت اُنکے موجود ہونے کے ہریت کا قول صادق آتا ہے "یعنی اگر کوئی شخص یہ اعتراض پیش کرے کہ یہ دستاویز مین نے

[1] باچسپتی۔ وہ ہین یہ قول نہین معلوم کہ کس سے منقول کیا ہے مگر بیاد مِتھکار نواو بھرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ مین بطور قول جاگبلک کے منقول ہے۔

[2] جیاچندیو۔

[3] ایضاً۔

نہین لکھی ہے بلکہ فلان شخص نے بنائی ہے تو ایسی صورت مین بذریعہ تصدیق غیبی کے تصفیہ ہونا چاہیے" [1]

دایقہ کا روائی کا اُس صورت مین جبکہ مدیون کل قرضہ یکمشت ادا نہ کر سکے۔

۱۹- یہ سوال کیا گیا ہے کہ اگر شک رفع ہوجائے" اور قرضہ وصول کرلینے کا حکم صادر ہو مگر مدیون کل زر مذکور ادا نہ کر سکے تو ایسی صورت مین کیا کرنا چاہیے" جواب اسکا یہ ہے کہ "مدیون بتدریج روپیہ ادا کرکے ظہر دستاویز پر وصول کرالے اور دائن بھی خود اپنے ہاتھ سے تعداد زر موصولہ کی لکھ دے" [2] معنی اسکے یہ ہین کہ اگر مدیون کل زر قرضہ یکمشت ادا نہ کر سکے تو اُسکو چاہیے کہ حسب مقدور اپنے بتدریج ادا کرکے اصل دستاویز کی پشت پر یہ لکھے کہ مین نے اسقدر روپیہ ادا کیا اور دائن بھی اُسی کی پشت پر زر موصولہ کی تعداد درج کرکے یہ تحریر کرے کہ اسقدر روپیہ مجکو وصول ہوا- اگر یہ پوچھا جاے کہ زر وصولی کی تحریر کا کیا طریقہ ہے تو جواب یہ ہے کہ دائن پشت دستاویز پر اپنے ہاتھ سے لکھے یا مدیون کو ایک رسید دستخطی اپنی مشعر وصول تعداد زر موصولہ کے دے۔

بعد ادا ہوجانے زر قرضہ کے دستاویز پر عمل کرنا چاہیے۔

۲۰- اب یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ بعد ادا ہوجانے کل زر قرضہ کے دستاویز کی نسبت کیا عمل کرنا چاہیے- اس باب مین قول یہ ہے کہ "بعد ادا ہونے تمام وکمال قرضہ کے مدیون دستاویز کو چاک کرے یا ایک اور دستاویز بطور فارغخطی کے تحریر کرادے" [3] یعنی اگر قرضہ بتدریج یا یکمشت ادا ہوجاوے تو مدیون کو چاہیے کہ اصل دستاویز کو پھاڑ ڈالے لیکن اگر دستاویز مذکور ایسے مقام مین ہو کہ جہان پہونچنا دشوار ہو یا تلف ہوگئی ہو تو ایسی صورت مین مدیون کو چاہیے کہ بنظر تصفیہ قطعی معاملۂ قرضہ اور اپنی برات کے دائن سے ایک اور دستاویز لکھائے- اور دائن کو بھی لازم ہے کہ مدیون کو بھی فارغخطی لکھدے اس تحریر کا یہی منشا ہے- اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعد ادا ہونے قرضہ کے جو گواہی گواہان لیا گیا ہو کس طور پر کار بند ہونا چاہیے اور اس باب مین یہ قول ہے کہ جو "قرضہ تصدیق

جن گواہون کے روبرو قرضہ دیا گیا ہو موجودگی اُنکی اسکے ادا ہونے کے وقت بھی واجب ہے۔

---

[1] بیاد تسندیو۔

[2] ایضاً۔

[3] قول جاگبلک منقولہ بیاد تسندیو۔

گواہان لیا جاے موجود ہونا اُسکے ادا ہونے کے وقت بھی لازم ہے"[1] معنی اسکے یہ ہین کہ جو قبضہ گواہون کی شہادت سے بعد ازان مصدق ہوا ہو وہ اُنھین کے روبرو ادا بھی ہونا چاہیے۔ غرضکہ یہ بات بھی جو ثبوت تحریری کے ذکر مین ہے ختم ہوا۔

باب آٹھوان

شہادت غیبی کے بیان مین

فصل پہلی

تصدیق غیبی کے پانچ طریقے ہین۔

۱۔ شہادت انسانی کی تین قسم یعنی دستاویزات اور گواہون اور قبضہ کا ذکر اوپر ہو چکا اب مصنف متاچھرا تصدیق غیبی کا بیان اس موقع پر مناسب تصور کر کے تعریف عامہ اُسکی لکھتا ہے چنانچہ تعریف مذکور پانچ قولون مین واقع ہوئی ہین اورمنجملہ اُنکے پہلا قول یہ ہے "ترازو اور آگ اور پانی" الخ۔ بعد اسکے مصنف موصوف تصدیق غیبی کی قسمین بیان کرتا ہے یعنی وہ یہ لکھتا ہے کہ "صفائی کے واسطے تصدیق غیبی کا طریقہ بذریعہ ترازو اور پانی اور آگ اور زہر اور آب متبرک کے ہے"۔[1] دھرم شاستر کے بموجب بغرض صفائی یعنی رفع اشتباہ کسی امر مبہم کے پانچ طریقے تصدیق غیبی کے معین ہین منجملہ اُنکے پہلا طریقہ ترازو اور اخیر آب متبرک کا ہے۔

تصدیق غیبی کے کل سات طریقے ہین

۲۔ اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ جب سوا ے طریقون مذکورہ بالا کے اور طریقے بھی ہین مثلاً چانول چبوانا وغیرہ اور یہ امر پتا مہا کے اس قول سے واضح ہے کہ "تصدیق غیبی بذریعہ ترازو اور آگ اور پانی اور آب متبرک اور چانول

---

[1] جزو اخیر قول مذکورہ بالا۔

[2] قول جاگیلاک منقولہ بادتندیو و میوار میوکھ۔

کے ہونی چاہیے اور ساتواں طریقہ گواہ وغیرہ کا ہے" تو صرف پانچ طریقوں کی تخصیص درست نہیں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ پانچ طریقے مذکور جرائم سنگین کے واسطے ہیں اور اس سے یہ مفہوم نہ کرنا چاہیے کہ اُنکے سوا اور طریقے تصدیق غیبی کے نہیں ہیں بلکہ وے جرائم کے لیے مخصوص ہیں - اور جرم سنگین کی توضیح آگے کیجاے گی - اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ مقدمات خفیفہ میں بھی آب متبرک کا طریقہ جاری ہے چنانچہ اس قول سے واضح ہے کہ "معاملہ خفیفہ میں آب متبرک کے طریقہ میں عمل کیا جاے" تو بہ تسلیم اس اعتراض کے یہ لکھا جاتا ہے کہ آب متبرک کا ذکر جو شمول ترازو وغیرہ کے ہوا ہے اُسکا مقصود یہ نہیں ہے کہ طریقۂ مذکور صرف مقدمات سنگین سے متعلق ہے بلکہ غرض اُسکی یہ ہے کہ طریقۂ مذکور کا عمل اُن مقدمات کی نسبت بھی جا سمجھنا چاہیے جنمیں دعویدار کا بیان یقینی ہو یعنی اُسے اپنے بیان کی صداقت پر یقین ہو ورنہ بصورت دیگر وہ صرف بیان ظنی یعنی دعویدار کے ایسے بیان سے متعلق ہوگا جو اُس کی نسبت احتمالی ہو - چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "جن شخصوں پر نالش یقینی کیجاے اُنکی نسبت تصدیق غیبی کا طریقہ بذریعۂ ترازو وغیرہ کے عمل میں آوے لیکن نالشات ظنی میں چانول چبوانے اور آب متبرک کا طریقہ ملحوظ ہونا چاہیے اور یہی امر مسلم ہے" [۱]

۳ - چونکہ مقدمات سنگین کی نسبت ظنی یا یقینی کی تخصیص نہیں کی گئی ہے لہذا ایسی حالت میں کہ جب مدعی کو مقدمہ کی تجویز اخیر پر حصر ہو اور وہ مغلوب ہوجاے ایک استثنا کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اگر مدعی کو مقدمہ کی تجویز اخیر پر حصر ہو تو ایسی صورت میں ترازو وغیرہ کا عمل مدعا علیہ سے کرایا جاے" [۲]

بعض صورتوں میں ترازو اور تصدیق غیبی کے بقیہ چار طریقوں پر عمل ہونا چاہیے -

واضح ہو کہ چوتھا درجہ نالش کا تجویز اخیر ہے اور اُسی سے ہار جیت مقدمہ کی قرار پاتی ہے اور سزا کا تعین ہوتا ہے پس جس حالت میں کہ تجویز اخیر پر حصر کیا جاے

---

[۱] بیاد تندیو -

[۲] قول جاگیلک منقولہ ہو بار سیو کھ -

سزا کا تعین اُسی کے مطابق ہوگا۔

۴۔ اور یہ قاعدہ بیان ہوا ہے کہ "وہ مدعی نسبت اُس امر کے جسکا اثبات منظور ہو فوراً شہادت قلمبند کرائے گا"۔ اور یہ اس صورت سے متعلق ہے کہ جب مدعی کو کسی امر کے وجوب کا اصرار ہو مگر اس جگہ یہ استثنا کیا گیا ہے کہ "وہ طرفین سے کوئی فریق برضامندی اُسپر عمل اور تجویز اخیر پر حصر کرنے کا مجاز ہے"۔[1] "دو رضامندی" سے وہ قرار داد مراد ہے جو باہم مدعی و مدعا علیہ کے ہو اور اُسکے معنی یہ ہین کہ مدعی یا مدعا علیہ تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرنے کا مجاز ہے اور اُسکو یہ بھی اختیار ہے کہ تجویز سزاے جسمانی یا جرمانہ قبول کرے۔ اور مراد قول مذکورۂ بالا کی یہی ہے تصدیق غیبی کا عمل مثل شہادت انسانی کے صرف صورت مثبت سے متعلق نہین ہے بلکہ مثبت اور منفی پر بلا امتیاز حاوی ہے پس مدعی یا مدعا علیہ مجاز ہے کہ انکار محض یا عذر خاص یا عذر فیصلۂ سابق کی صورت مین تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرے۔

تصدیق غیبی کا عمل دونوں صورتوں مین یعنی واسطے ثبوت نفی اور مثبت کے جاری ہے

۵۔ اب شبہ کا جو طریقہ ہے اُسپر مقدمات خفیف و سنگین اور بھی زنا الشات ظنی و یقینی مین بلا کسی طرح کے امتیاز کے عمل ہو سکتا ہے اور اُسکا بیان اوپر ہو چکا ہے تصدیق غیبی کا طریقہ ترازو سے زہر تک صرف مقدمات سنگین اور زنا الشات یقینی سے متعلق ہے۔ مگر اس قاعدہ کے اُسقدر جزو کی نسبت جسمین زنا الشات یقینی کی قید ہے استثنا کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "وہ جرم شدید اور اُس جرم کی صورت مین جو راج کے خلاف ہو ملزم کو چاہیے کہ بلا پابندی تجویز اخیر کے عمل کرے"،[2] معنی اسکے یہ ہین کہ ملزم اُس جرم کی صورت مین جو راج کے خلاف ہو بلا حصر تجویز اخیر کے ترازو وغیرہ کے طریقون پر عمل کرے اور برہمن کے مار ڈالنے یا جرم شدید یا سرقہ

تصریح اس امر کی کہ کون طریقہ تصدیق غیبی کا کس قسم کی آنش سے متعلق ہے

[1] باب ا فصل ۲ دفعہ ا۔

[2] سیو بار مبوکھ۔

[3] بادتندیو دیو ارمبوکھ۔

سنگین کی صورت مین بھی یہی طریقہ مجوزہ ہوگا چنانچہ اس قول سے واضح ہے کہ "جو شخص
راجہ کے نزدیک مشتبہ ہون اور جن آدمیون کو چور اپنا شریک قرار دین [1] اور جو اپنی
صفائی کے خواستگار رہون [2] اُنسے بغیر جبر تجویز اخیر کے تصدیق غیبی کا کوئی عمل کرانا
چاہیے لیکن چانول چبوانے کا عمل صرف سرقہ خفیفہ سے متعلق ہے یہ امر پتامہا کے
اس قول سے ظاہر ہے کہ دھانوں چبوانے کے طریقہ پر صرف مقدمات چوری مین عمل
ہونا چاہیے نہ اور قسم کے مقدمات مین۔ یہی امر تحقیق ہے" [3] گرم دھات کا عمل واسطے
مقدمات سرقہ سنگین کے ہے اور یہ امر اس قول سے ظاہر کہ "گرم دھات کا طریق اُن
شخصوں کے واسطے قرار پایا ہے جنپر سرقہ سنگین کا الزام ہو" [4]

تصدیق غیبی کے دیگر طریقوں کا ذکر۔

۶ - علاوہ اُسکے معاملات خفیف مین تصدیق غیبی کے اور طریقون پر بھی عمل کیا جاتا ہے
"یعنی کوئی شخص اپنی صداقت یا گھوڑے یا ہاتھی یا اسلحہ یا گائے یا غلہ یا سونے یا
دیوتاؤن یا اپنے باپ دادا کی قسم کھاوے۔ اور یہ کہے کہ اگر مین جھوٹ بولون تو میرے
افعال نیک کا ثمرہ جاتا رہے یا اپنی اولاد یا زوجہ یا احباب کے سر پر ہاتھ رکھے اور

فرق باہم حلف و تصدیق غیبی کے۔

اگر صورت نالش مقتضی ہو تو آب شیر کا عمل کرانا چاہیے" [5] تصدیق غیبی کے اُن
طریقون کو جنکا ذکر منو نے کیا ہے نارد اور اکابر نے مقدمات خفیف سے متعلق قرار
دیا ہے اگر یہ بیان کیا جاوے کہ تصدیق غیبی کا طریقہ اُس صورت مین ذریعہ تصفیہ کا
قرار دیا گیا ہے جب کہ شہادت انسانی پر عمل نہین کیا جاتا اور یہ کہ بموجب عام عقیدہ کے

---

[1] چورون کا بیان قابل اعتبار نہین ہوتا ہے لہذا اگر وے کسی کو اپنا شریک فعل قرار دین تو صرف اسی امر سے اشتباہ پیدا نہین ہوتا لیکن چونکہ یہ الفاظ کہ "جن آدمیون کو چور اپنا شریک قرار دین" بشمول اس عبارت کے کہ "جو شخص راجہ کے نزدیک مشتبہ ہون" مستعمل ہوے ہین لہذا اشتباہ پیدا ہوتا ہے۔ سبودھنی۔

[2] بیادتندیو مین بطور قول نارد کے لکھا ہے۔

[3] بیادتندیو مین بطور قول نارد کے مندرج ہے۔

[4] اس طریقہ کو سنسکرت مین تپت ماش کہتے ہین وہ صورت اُسکی یہ ہے کہ گرم گھی کے اندر سے سونا یا کوئی اور دھات کالا جاتا ہے

[5] قول نارد منقولہ بیادتندیو و بیوہار سوکھ۔

حلف بھی تصدیق غیبی مین داخل تصور کیا جاتا ہے تو جواب یہ ہے کہ باہم اس قوم سے کے
حلف اور ترازو وغیرہ طریقون تصدیق غیبی سے کے امتیاز کیا گیا ہے یعنی تصدیق غیبی کی صورت
مین نتیجہ اُسکا فوراً حاصل ہوتا ہے اور نتیجہ حلف کا بدیر ظہور مین آتا ہے اور ان دونون
صورتون مین ویسا ہی فرق ہے جیسا کہ باہم لفظ برہمن اور لفظ پری برجک کے ہے [1]
اگرچہ آب متبرک کا طریق اقسام حلف داخل ہے لیکن ذکر اُسکا ترازو وغیرہ کے ساتھ جو
ہوا ہے اُسکا مقصود یہ نہین ہے کہ نتیجہ اُسکا بشمول ترازو وغیرہ کے فوراً وقوع مین
آئے بلکہ اس غرض سے کہ طریقۂ مذکور بشمول ترازو وغیرہ کے طریقہ کے جرائم
کبیرہ اور نالشات یقینی سے متعلق تصور کیا جاے۔ اگرچہ چانول چبوانے اور گرم دھات کے
طریقہ سے کے نتیجہ فوراً وقوع مین آتا ہے لیکن یہ دونون صورتین طریقۂ تصدیق غیبی ترازو
وغیرہ مین داخل نہین کی گئی ہین کیونکہ یہ صورتین معاملات خفیفہ اور نالشات ظنی سے
متعلق ہین۔ تصدیق غیبی کے ان طریقون پر معاملات قرضہ وغیرہ مین حسب اقتضاء

---

[1] حاصل اس بیان کا یہ ہے کہ تصدیق اور حلف الفاظ مترادف نہین ہین اور سبودھنی مین تشریح اسکی اس طور پر کی گئی ہے یعنی جیسے کہ لفظ پری برجک کے جدا مستعمل ہونے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مقصود اسکا کچھ اور ہے ویسے ہی لفظ حلف کے علیحدہ مستعمل ہونے سے بھی واضح ہے کہ وہ کسی دوسرے امر کے واسطے قرار دیا گیا ہے اور ذکر اُس مقصود کا اوپر بیان ہو چکا ہے یعنی یہ لکھا گیا ہے کہ حلف معاملات خفیفہ کے واسطے ہے۔ اور الفاظ برہمن اور پری برجک کے استعمال کی تمثیل اس طور پر ہو سکتی ہے مثلاً یہ کہا جاے کہ برہمن کو بلاؤ اور پری برجک کو بلاؤ۔ پس چونکہ پہلے جملہ مین برہمن کے بلانے کا حکم ہے لہذا اُس سے پری برجک کے بلانے کا حکم بھی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ کل اشخاص پری برجک یعنی سنیاسی لوگ قوم کے برہمن ہوتے ہین گو کل برہمن پری برجک نہین ہوتے اور چونکہ پری برجک کے بلانے کا حکم جدا بھی تحریر ہوا ہے اس سے ثابت ہے کہ برہمن کو پری برجک سے مختلف تصور کرنا چاہیے یہی تمثیل اس بحث کی نسبت بھی صادق آتی ہے یعنی گو ترازو وغیرہ اور حلف تصدیق غیبی کے نام سے موسوم ہین لیکن چونکہ لفظ حلف اور لفظ تصدیق غیبی جدا جدا بھی مستعمل ہوا ہے اس لیے لفظ تصدیق غیبی کو حلف سے جدا اور بھی ترازو وغیرہ طریقون تصدیق غیبی سے متعلق تصور کرنا چاہیے۔

بتاجھا کے قول کی تفسیر

حالات کے عمل ہونا چاہیے۔

۷۔ بتاجھا کا قول یہ ہے کہ وہ جو مقدمات جائداد غیر منقولہ کی بابت ہوں اُنمین تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل نہین کرنا چاہیے سلہ اس قول کی تاویل اس طور پر کی گئی ہے کہ طریقہ مذکور پر اُس صورت مین عمل نہ ہونا چاہیے جب کہ دستاویزات اور گواہ ساکن قرب وجوار بہم ہو سکتے ہین اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ اور قسم کے مقدمات مین بھی تصدیق غیبی کے طریقہ پر درصورت موجود ہونے دستاویزات یا گواہون کے عمل نہین ہو سکتا تو یہ تسلیم اس اعتراض کے جواب دیا جاتا ہے کہ اگر قرضہ وغیرہ کے مقدمات مین گواہ اُن صفات کے جنکی تصریح اوپر کی گئی ہے مدعی کی جانب سے پیش ہون اور مدعا علیہ تجویز سزا پر حصر کر کے تصدیق غیبی کے طریقہ پر استدلال کرے تو ایسی صورت مین طریقہ مذکور پر عمل ہونا جائز ہے کیونکہ ممکن ہے کہ گواہ جانبدار ہون اور تصدیق غیبی کی نسبت کوئی قصور عائد نہین ہو سکتا کیونکہ وہ ذریعۂ انکشاف صداقت اور علامت عدل ہے چنانچہ نارد کا یہ قول ہے کہ وہ عدل کا لازمہ راستی ہے اور نالش کا مدار گواہون پر ہے اور جو مقدمہ کہ تصدیق غیبی کے طریقہ کا مقتضی ہو اُسمین زبانی یا دستاویزی شہادت پر عمل کرنا ضرور نہین،، سلہ غرض کہ بتاجھا کے قول کا یہ مقصود نہین ہے کہ تصدیق غیبی کے طریقہ پر قطعی عمل نہ کیا جاے بلکہ مقصود اُسکا یہ ہے کہ اگر مقدمات جائداد غیر منقولہ مین مدعا علیہ تجویز سزا پر حصر کر کے تصدیق غیبی پر استدلال کرے تو بحالت موجودگی دستاویزات اور گواہان ساکن قرب وجوار کے مدعا علیہ مذکور تصدیق غیبی پر عمل کرنے کا مجاز متصور نہین ہے اور اگر یہ تاویل صحیح نہ ہو تو مقدمات جائداد غیر منقولہ کی نسبت بحالت موجود ہونے دستاویزات اور گواہان قرب وجوار سے کچھ تجویز نہو سکے گی سلہ

سلہ بیادستندرو دیوہار میوکھ۔

سلہ بیادتندرو۔

سلہ حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر جائداد غیر منقولہ کے مقدمات مین مدعی دستاویزات یا گواہان قرب وجوار کی شہادت پیش

دکان رسوم کا عملی بجا آوری تصدیق غیبی کے طریقوں میں با عموم واجب ہے۔

۸ - علاوہ اسکے حاکم کو چاہیے کہ جس شخص نے برت کیا ہوا اور کپڑے پہنے نہایا ہوا اُسکو طلوع آفتاب کے وقت طلب کرے اور ایسے شخص سے تصدیق غیبی کی جملہ صورتوں میں راجہ اور برہمنوں کے روبرو عمل کرایا جاوے [1] معنی اسکے [2] ہیں کہ جس شخص سے تصدیق کے طریقہ پر عمل کرایا جاوے وہ برت رکھے اور کپڑے پہنے غسل کرے اور حاکم اُسکو علی الصباح وقت طلوع آفتاب راجہ اور برہمنان حاضرباش کے روبرو طلب کرے [3] تصدیق غیبی کے طریق جو صفائی کے واسطے معین ہیں اُنپر ہمیشہ اس شخص سے عمل کرایا جاوے جو تین دن و سات یا ایک دن و رات سے برت کرے [4] اور پتامہا نے جو اس جگہ برت رکھنے کے باب میں تفریق کی ہے وہ بلحاظ سنگینی یا خفت معاملہ کے متصور ہونی چاہیے۔ برت رکھنے کے باب میں جو قواعد ہیں اُنکو حاکم اعلیٰ سے بھی با ہتمام جسکے تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرایا جاوے متعلق تصور کرنا چاہیے چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ [5] جیسے اُن برہمنوں کو جو رسوم دینی راجہ کے حکم سے بجا لاتے ہیں برت رکھنا ضرور ہے ویسے ہی حاکم اعلیٰ کو بھی چاہیے کہ کل معاملات طریقہ تصدیق غیبی کا انصرام برت رکھکر کرے [6]

تصدیق غیبی کے مختلف طریقوں کے واسطے مختلف اوقات معین ہیں۔

۹ - اگرچہ اصل سنسکرت میں اس محل پر طلوع آفتاب کا وقت بالتخصیص بیان کیا گیا ہے لیکن حسب رواج مسلمہ کے تصدیق غیبی کا عمل اتوار کے روز ہونا چاہیے۔ [7] جو شخص امر حق کا انکشاف کیا چاہتا ہو اُسکو واجب ہے کہ صبح کے وقت آگ اور ترازو اور دوپہر کے قبل پانی کا عمل کرائے اور حکم یہ ہے کہ دن کے اوائل وقت میں صفائی

ہو یعنی کہ ہے تو مدعا علیہ تصدیق غیبی کے عمل کرنے کا مجاز نہیں ہے لیکن اگر اس قسم کا ثبوت موجود نہ ہو تو مقدمات مذکورہ میں باوجود اس امر کے کہ مدعی کی جانب سے اور قسم کا ثبوت گذرے مدعا علیہ طریقہ مذکورہ پر عمل کر سکتا ہے۔

[1] بیا وتندیو۔

[2] بیا وتندیو۔

[3] قول پتامہا منقولہ بیا وتندیو۔

الزام بذریعہ آب متبرک کیجائے اور زہر کے عمل کے واسطے رات کا پچھلا پہر جبکہ سردی زیادہ ہو معین ہے۔ [1] تخصیص وقت جو پتا مہانے کی ہے اسپر لحاظ ہونا واجب ہے اور چونکہ کوئی وقت خاص واسطے طریقۂ چانول چبوانے اور گرم دھات کے معین نہین کیا گیا ہے لہذا ان طریقون کا عمل صبح کے وقت ہونا چاہیے اور یہ امر نارد کے حکم سے جو بصورت عام واقع ہوا ہے واضح ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تصدیق غیبی کے جملہ طریقون پر صبح کے وقت عمل کیا جانا مناسب متصور ہوا ہے [2]

تصدیق غیبی کے مختلف طریقون کے واسطے مختلف موسم معین ہین۔

۱۰۔ دن کی تقسیم تین حصون مین کی گئی ہے پہلا حصہ صبح اور دوسرا قبل دوپہر اور تیسرا شام ہے۔ وقت کا لحاظ بموجب حکم یا امتناع خاص صورتون کے ہونا چاہیے چنانچہ وہ صورتین جنکی بابت زمانۂ خاص کا حکم ہے اول بیان کی جاتی ہین۔ آگ کے طریقہ پر عمل کرنے کے واسطے وہ موسم مناسب قرار دیا گیا ہے جبکہ کہر پڑتا ہو اور سردی ہو اور بارش کے ایام ہون اور پانی کے طریقے کے واسطے گرمی اور خزان کا موسم مقرر ہے اور زہر کے عمل کے واسطے سردی کا موسم اور وہ زمانہ جبکہ کہر پڑتا ہو اور چیت اور اگہن اور بیساکھ کا مہینا مخصوص کیا گیا ہے۔ یہ تین مہینے عام دستور کے مطابق ہین اور تصدیق غیبی کے کسی طریقہ کے خلاف نہین ہین [3] آب متبرک کے طریقہ پر ہر زمانہ مین عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور ترازو کے عمل کے واسطے کوئی زمانہ خاص معین نہین کیا گیا ہے۔ [4] آب متبرک کا جو لفظ مستعمل ہوا ہے اسمین جملہ حلف داخل ہین اور چونکہ چانول چبوانے کے طریقہ کے واسطے کچھ تخصیص نہین کی گئی ہے لہذا اسکے واسطے کسی زمانۂ خاص کا تعین نہین ہو سکتا ہے۔

---

[1] بیاد تندیو ویوہار میوکھ۔

[2] بیاد تندیو۔

[3] بیاد تندیو مین بطور قول نارد مندرج ہے لیکن ویوہار میوکھ مین باستثنا ارشلوک کے آخر حصہ کے بطور قول پتا مہا کے لکھا ہے۔

امتناع بلحاظ موسمون کے

۱۱- امتناع کی صورتین ذیل مین لکھی جاتی ہین "صفائی الزام کے واسطے جو پانی کا طریقہ معین ہے اُسپر سردی کے موسم مین عمل نہ ہونا چاہیے نہ بارش کے ایام مین زہر کے طریقہ پر عمل کیا جاے اور باد تند کے موسم مین اور بعد دوپہر اور دوپہر اور شام کے وقت ترازو کے طریقہ پر عمل ہونا نہ چاہیے"۔ ۱؎ لفظ سردی کا جو اس قول مین واقع ہوا ہے کہ "صفائی الزام کے واسطے پانی کے طریقہ پر سردی کے موسم مین عمل نہونا چاہیے" سرما اور کہر اور برسات کے ایام پر حاوی ہے اور لفظ گرمی جو اس قول مین آیا ہے کہ "آگ کے طریقہ پر صفائی الزام کے واسطے گرمی کے موسم مین عمل ہونا نہ چاہیے" اُسمین موسم گرما اور خزان داخل ہین ہر چند حلم کی صورتین پیشتر بیان ہوئی ہین لیکن امتناع کی صورتین بنظر مزید تاکید لکھی گئین اور مقصود اس امر کا آگے بیان کیا جاے گا۔ اب ذکر اُن شخصون کی حیثیت کا کیا جاتا ہے جنکے لیے طریقہ تصدیق غیبی کا معین ہے۔

تصدیق غیبی کے بعض طریق خاص شخص کے واسطے معین ہین

۱۲- ترازو کا طریقہ عورت اور نابالغون اور بوڑھے اور نابینا اور لنگڑے آدمیون اور برہمنون اور بیمار شخصون کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اور شودر قوم کے آدمی کے واسطے آگ یا پانی یا بمقدار سات جو کے زہر کا طریقہ مناسب قرار دیا گیا ہے"۔ ۲؎ عورت کا لفظ بالعموم نساء سے بلالحاظ قومیت یا عمر یا حیثیت کے متعلق ہے۔ لفظ نابالغ سے بلالحاظ قوم وہ شخص مراد ہے جو ہنوز سولہ سال کا نہو۔ بوڑھے آدمیون سے وے شخص مراد ہین جنکی عمر اسی سال سے متجاوز ہو اور نابینا سے وہ شخص عبارت ہے جسکی قوت باصرہ زائل ہو گئی ہو اور لنگڑے آدمیون سے وے شخص مراد ہین جنکے پانون بیکار ہون۔ برہمنون سے بالعموم سب قوم کے برہمن مراد ہین۔ بیمار اشخاص وے ہین جو مبتلاے مرض ہون۔ ان صورتون مین صرف ترازو کا طریقہ صفائی الزام کے واسطے مناسب ہے۔ قلبہ کا لوہا سرخ جلتا ہوا یا گرم دھات چھتری کے واسطے مخصوص ہے اور پانی ویش کے لیے اور یہ امر بوجہ استعمال لفظ یا کے جو کلمہ تردید ہے واضح ہے۔ زہر جو مقدار مین سات جو کے

۱؎ قول نارد منقولہ بیاد تندیو۔

۲؎ بیاد تندیو اور بیوہار میوکھ مین بطور قول جاگبلک کے منقول ہے۔

برابر ہو صفائی الزام کے لیے اُسکا کھلانا شودر کے واسطے معین ہے اور چونکہ ترازو کا طریقہ برہمن کے واسطے مختص ہے اور بھی بلحاظ اس مضمون ایک قول کے کہ وہ زہر جو مقدار مین سات جو کے برابر ہو؛ واضح ہے کہ زہر کا طریقہ شودر کے واسطے مخصوص کیا گیا ہے لہذا آگ اور پانی کے طریقون کو چھتری اور ویش سے متعلق تصور کرنا مناسب ہے سیتا مہانے بصراحت یہ لکھا ہے کہ وہ برہمن کو ترازو کے طریقے اور چھتری کو آگ کے طریقے پر عمل کرنا چاہیے اور پانی کا طریقہ ویش کے واسطے قرار دیا گیا ہے اور شودر کو بنظر تصدیق غیبی کے زہر دینا چاہیے؛ لیکن ایک قول اس مضمون سے واقع ہوا ہے کہ عورات تصدیق غیبی کے طریقے پر عمل کرنے کی مجاز نہین ہین اور وہ یہ ہے۔ کہ وہ امر حق کے انکشاف کے واسطے اُن شخصون سے تصدیق غیبی کے طریقے پر عمل نہین کرایا جاے گا جو اوسے شرائط کفارہ مین مصروف یا مصیبت شدید مین مبتلا یا بیمار یا عابد ہون اور عورات بھی مستثنی ہین؛ یہ قول اس مقصود سے لکھا گیا ہے کہ اور صورتون مین جو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ فریقین مین سے کوئی فریق تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرنے کا مجاز ہے؛ وہ اختیار صورت مذکورہ بالا سے غیر متعلق تصور کیا جائے علاوہ اسکے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر زنا الشات یقینی مین عورات وغیرہ کی نسبت الزام قائم کیا جاے تو مدعیون سے تصدیق غیبی کے طریقے پر عمل کرایا جاے اور اگر عورات کی جانب سے الزام پیش ہو تو شخص ملزم سے۔ اگر عورات کے باہم ایک دوسرے کی نسبت

سلیبا دتندیو۔

قول نارد منقولہ بیا دتندیو۔

دفعہ چار اس فصل کی معائنہ کرو اور حاصل اس بحث کا یہ ہے کہ جن مقدمات مین عورات اور اور شخص جنکی تشریح کی گئی ہے فریقین سے ہون انمین کسی فریق کو تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرنے کا اختیار نہوگا لیکن جو شخص کہ اس قول امتناعیہ مین داخل نہین ہین وہ سے طریقہ مذکور پر عمل کرنے کے مجاز ہین اور جب فریقین عورات سے ہون یا انکی نسبت منجملہ مستثنیات کے کوئی استثنا صادق آتا ہو تو ایسی حالت مین قاعدہ عامہ پر لحاظ ہوگا۔

الزام مشتبہ کیا جائے تو طریقہ مذکورہ پر عمل کرانے یا نہ کرانے کا اختیار ہے اور اس صورت میں بھی صرف ترازو کا طریقہ عورات کے لیے مقرر کیا گیا ہے اسی قول کی توضیح سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صرف ترازو کا طریقہ عورات اور اور شخصوں کے واسطے اُن صورتوں میں معین ہے جبکہ جرائم سنگین یا ور جرموں کا الزام ظن غالب پر مبنی ہو لیکن یہ قول اُس صورت میں صادق آتا ہے کہ جب یہ قید کیجائے کہ عورت کو ترازو کے طریقہ پر جیسا اور اگنی اور جیسا کہ میں عمل کرانا چاہیے کیونکہ یہ پہلے جملہ طریقوں غیبی کے لیے معین ہیں اور یہ تعبیر کیجائے کہ صرف ترازو کا طریقہ عورتوں کے واسطے ہر زمانہ میں مناسب ہے تو قول مذکورہ بالا صادق نہیں ہوسکتا چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "وہ زہر یا پانی کا طریقہ عورت کے واسطے نہیں مقرر کیا گیا ہے بلکہ جو امر مخفی کہ عورت کے معاملوں سے متعلق ہوں اُنکی تحقیق بذریعہ ترازو اور آب متبرک وغیرہ کے ہونی چاہیے"[۱] پس اس قول میں ترازو اور آب متبرک اور آگ وغیرہ کے طریقوں کی بابت حکم ہے اور زہر اور پانی کا طریقہ اُس سے خارج ہے یہی قاعدہ نابالغوں اور اُن دیگر شخصوں سے جنکی اوپر تصریح کی گئی ہے متعلق ہے اور یہ جو حکم واقع ہوا ہے کہ برہمن وغیرہ بذریعہ ترازو وغیرہ کے تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کریں اسکا مقصود یہ نہیں ہے کہ طریقہ مذکورہ پر ہر زمانہ میں عمل کیا جاوے چنانچہ یہ امر پتامہا کے قول سے واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ "[۲] صفائی الزام کا طریقہ بذریعہ آب متبرک کے جملہ قوموں سے متعلق ہے اور باستثنائے اس امر کے کہ زہر کا طریقہ برہمنوں کے واسطے مقرر نہیں ہے جملہ اور طریقے کل قوموں سے تعلق رکھتے ہیں" پس یہ قول بغرض تنقیح اس امر کے تحریر ہوا ہے کہ ترازو وغیرہ کے طریقہ پر اسی زمانہ میں عمل ہونا چاہیے جو جملہ اور طریقوں کے واسطے بالعموم معین ہے اور جسمیں اکثر طریقوں پر عمل کرنا جائز ہے[۳]

---

[۱] قول نارد منقولہ بیاد تندیو۔

[۲] بیاد تندیو اور بیوہار میوکھ۔

[۳] یہ بیان فی الواقع پیچیدہ ہے مگر مدعا اسکا یہ ہے کہ بموجب حکم عام کے برس کے تین مہینے م

ذکر مرید مضمون ننج گونہ بالا

۱۳- لیکن سواے ان تینون مہینون کے جو طریقہ کہ جس زمانہ کے واسطے مخصوص ہے وہی جملہ قومون کے واسطے مرعی ہوگا مثلاً بارش کے موسم مین صرف آگ کا عمل جملہ قومون کے واسطے کافی ہوگا اور سردی اور اس موسم مین جبکہ کُہر پڑتا ہو اختیار ہے کہ چھتری اور بقیہ دو قومون سے آگ یا زہر کے طریقہ پر عمل کرایا جاے مگر برہمنون کے واسطے صرف آگ کا طریقہ مخصوص ہے اور زہر کے طریقہ پر اُنسے کبھی عمل کرانا نچاہیے کیونکہ یہ امتناع واقع ہوا ہے کہ وہ برہمنون سے باستثناء زہر کے" الخ خزان اور گرمی کے موسم مین صرف پانی کے ذریعہ سے تصدیق غیبی کا عمل ہوگا لیکن جو شخص کہ ایسے خاص عارضون مین مبتلا ہون جنکے لیے آگ اور پانی کا استعمال ممنوع ہے اُنسے باوجود اس امر کے کہ باقتضاے زمانہ آگ اور اور طریقون پر عمل کرنا مناسب ہو ترازو اور دیگر طریقون پر جو جملہ زمانون کے واسطے معین ہین عمل کرانا مناسب ہے چنانچہ اشخاص مذکور کا ذکر قول مندرجۂ ذیل مین اس طور پر واقع ہوا ہے "وہ جو شخص مبتلاء جذام ہون اُنکو آگ کے استعمال سے اور جو تپ مین مبتلا ہون اُنکو پانی کے عمل سے باز رکھنا چاہیے اور جو شخص صفرا اور بلغم کا غلبہ رکھتے ہون اُنکو زہر کے عمل سے معذور رکھنا واجب ہے[۱] پانی اور آگ اور زہر کا عمل تندرست شخصون سے کرانا چاہیے" [۲]

---

[۱] یعنی چیت اور اگھن اور بیساکھ مین ہر طریقہ تصدیق غیبی پر عمل ہو سکتا ہے بعد اسکے حکم خاص یہ ہے کہ عورات اور برہمنون وغیرہ کے واسطے صفائی الزام صرف بذریعۂ طریقہ ترازو کے ہونی چاہیے لیکن سواے اسکے اور قول اس مضمون سے واقع ہوے ہین کہ باستثناء ترازو اور پانی کے اور طریقون پر عورات سے اور سواے زہر کے برہمنون سے عمل کرانا جائز ہے پس ضرور ہوا کہ ان اقوال مختلفہ کا اختلاف رفع کیا جاے چنانچہ اسی غرض سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ تین مہینے مذکور مین عورات اور برہمنون وغیرہ سے صرف ترازو کے طریقہ پر عمل کرایا جاے اور اسی قاعدہ کے بموجب انھین مہینون مین چھتری سے آگ طریقہ اور ویش سے پانی اور شودر سے زہر کے طریقہ پر عمل کرانا چاہیے۔

[۲] قول ہریت منقولہ بیاد تندیو۔

[۳] بیاد تندیو۔

سلہ اس قول سے مستنبط ہے کہ اگر تندرست اور ضعیف الجثہ شخصون سے اُن طریقون کے مطابق عمل کرایا جاے جو بمقتضاے اُنکی قوم اور حالت، و درعمر کے مناسب متصور ہون تو ایسی صورت مین خلاف ورزی اُن احکام اور ممنوعات کی لازم نہین آتی جو خاص مہنو اور ماننون سے منسوب ہین۔

جرم سنگین کی تعریف

۱۴۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ "یہ طریقے جرائم سنگین کے واسطے ہین"۔ اب جرم سنگین کی تعریف بیان کیجاتی ہے "وہ جو مقدمہ کہ ایک ہزار سے کم مالیت کا ہو اُسمین جلتے ہوے آہن قلبہ یا زہر یا ترازو کا عمل نہونا چاہیے"۔ معنی اسکے یہ ہین کہ جو مقدمہ ہزار پن سے کم مالیت کا ہو اُسمین آہن قلبہ یا زہر یا ترازو کے طریقہ پر عمل نہین کرایا جاے نہ ایسی صورت مین پانی کے طریقہ پر عمل کیا جاے کیونکہ پانی کا طریقہ جرائم سنگین کے واسطے ہے اور اس سے پیشتر یہ بیان ہوچکا ہے کہ "جرائم سنگین مین ترازو سے زہر تک کے طریقون پر عمل کیا جاے"۔ سلہ اور ایسے مقدمات مین آب متبرک کا عمل درست نہین ہے کیونکہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "خفیف معاملہ مین آب متبرک کے طریقہ پر عمل ہونا چاہیے"۔ سلہ یہ چار قسم کے طریقے سلہ اُن مقدمات کے واسطے معین ہین جنکی مالیت ایک ہزار پن سے متجاوز ہو نہ کم۔ معنی اس قول کے یہی ہین۔

جواب اعتراض۔

۱۵۔ پتامہا کا یہ قول ہے کہ "جو مقدمہ ہزار پن کی مالیت کا ہو اُسمین ترازو کا عمل اور ہزار کے نصف مین لوہے کا اور ہزار کے ربع مین پانی کا عمل کرایا جاے اور زہر کا طریقہ ہزار کے آٹھوین حصہ سے متعلق ہے"۔ شہ بلحاظ اس قول کے یہ اعتراض

سلہ اس فصل کی دفعہ ۲ معائنہ کیجاے۔

سلہ بیر متر اودے۔

سلہ ایضاً۔

سلہ یعنی آہن قلبہ اور زہر اور ترازو اور پانی۔

شہ بیر متر اودے۔

وارد ہو سکتا ہے کہ آگ اور بقیہ تین طریقے تصدیق غیبی کے اُن مقدمات سے متعلق
کیے گئے ہین جو ہزار پن سے کم ہون - بہ تسلیم اس اعتراض کے جواب یہ ہے کہ پتامہا کا
قول اُس صورت سے متعلق ہے کہ جب بوجہ سرقہ کے قوم سے تنزل لازم آتا ہو اور بقیہ صورتون
کی نسبت وگنیشور کا قول صادق آتا ہے -

فرق باہم مقدمات دیوانی و فوجداری کے -

۱۶- کاتیائن نے صورت انکاریہ کی نسبت ایک فرق بیان کیا ہے اور قول اُسکا یہ
ہے کہ "اگر وصول زر سے انکار ہو تو شہادت پر عمل کرنا چاہیے لیکن سرقہ بالجبر اور زیادتی
کے مقدمات مین باوصف خفیف ہونے افزائش کے بھی تصدیق غیبی کے طریقہ پر
عمل کرنا چاہیے -

تفریق عملیات بلحاظ مقدار مالیت -

۱۷- بعد تحقیق مقدار کل مال کے قیمت اُسکی بلحاظ سونے یعنی تعداد سورن کے قرار
دینی چاہیے اگر سو سورن کا مال جاتا رہے تو زہر کا عمل اور اگر اسی سورن کا تو آگ کا
عمل قرار دیا گیا ہے - چالیس سورن کی چوری مین ترازو اور بیس یا دس سورن جاتے
رہنے کی حالت مین آب متبرک کا عمل تجویز ہوا ہے اور اگر پانچ یا زیادہ سورن یا
نصف یا ربع اُسکا جاتا رہے تو چانول چبوائے جاوینگے اور اگر نقصان بقدر نصف
یا چوتھائی تعداد مذکورہ بالا کے عائد ہو تو منظر کو چاہیے کہ اپنے بیٹے یا اقربا کے
سر پر ہاتھ دھرے اور اُسکا بھی نصفی یا چوتھائی ہو تو مراتب معمول پر عمل کرنے کا
حکم ہے جو راجہ ان امور مین تمیز کرے اُسکی نسبت کسی طرح کا عذاب دینی یا دنیوی
عائد نہ ہوگا [1]

قول مذکورہ بالا کی توضیح -

۱۸- یہ جو فقرہ اوپر آیا ہے کہ "سو سورن کی تعداد قرار دینی چاہیے" الخ اُسمین
لفظ سورن سے سولہ ماشہ مراد ہے اور لفظ "جاتے رہنے" سے یہ مراد ہے کہ مرافعانی
کو انکار ہو - اور یہ جو قول واقع ہوا ہے کہ ایک ہزار پن سے کم مالیت کے مقدمات
مین آہن قلبہ کا عمل نہ کیا جاوے اسمین لفظ پن سے تانبے کے ہزار پن مفہوم

[1] بیاد تندیو -

کرنی چاہییں۔

۱۹۔ اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ جب یہ طریقے تصدیق غیبی کے جرم شدید یا اُن جرموں سے متعلق ہیں جو راج کے خلاف سرزد ہون تو یہ قول کہ ہزار سے کم مالیت کے مقدمات مین ہین قلبہ کا عمل ہونا چاہیے کیونکہ صادق آسکتا ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ وید اگر راجہ فریقین سے اور جرم سنگین ہو اور طہارت کی گئی ہو تو ہمیشہ ان طریقون پر عمل کیا جاے۔ معنی اسکے یہ ہین کہ جو جرم شدید یا راج کے خلاف ہو انہین برت اور اور ذریعون سے طہارت حاصل کرکے تصدیق غیبی کے ان طریقون پر بلالحاظ مقدار جائداد متنازعہ کے عمل کیا جاے۔

۲۰۔ نارد نے تصریح اس مقام کی بیان کی ہے جہان اس قسم کے طریقہ پر عمل ہونا چاہیے یعنی وہ کہتا ہے کہ مجمع عام یا راجہ کے محل کے دروازے یا کسی دیوتا کے مندر یا میدان مین وہ بلاتحرک قائم کیجاے اور پرستش اسکی گوگل اور پھول کے ہار اور خوشبودار چیزون سے کیجاے۔ وہ کا اشارہ ترازو کی نسبت ہے۔ توضیح کی ہے کہ وید جن شخصون کی نسبت جرائم سنگین کا الزام ہو یا جو مجرم شدید ہون اُنکے واسطے ترازو اُس موقع پر قائم کیجاے جہان اندر کی پوجا ہوتی ہو اور جن شخصون سے راج کے خلاف جرم سرزد ہو اُنکے لیے راجہ کی ڈیوڑھی مین عمل مذکور کیا جاے۔ اور جو شخص اس طرح کے ہون کہ باپ اُنکا قوم ادنے اور ماں قوم اعلے سے ہو اُنکے واسطے تصدیق غیبی کا عمل چوراہہ پر ہونا چاہیے اور دیگر صورتون مین عمل مذکور مجلس مین کیا جاے عقلا کو واضح ہو کہ جو مجرم ان شخصون کے ملازم ہون جنکا چھونا درست نہین ہے یا جو کمینہ یا غیر صحیح النسب ہین اُنکے مقدمات مین راجہ کو فیصلہ نہین صادر کرنا چاہیے بلکہ شک کی صورت مین راجہ اشخاص مذکورہ سے تصدیق غیبی کے اُن طریقون پر عمل کرائے جو اُنمین مروج ہون۔

فصل دوسری

ذکر اُس طریقہ تصدیق غیبی کا جو ترازو کے ذریعہ سے عمل میں آئے

ترازو کے طریقہ کا ذکر

۱۔ تمہید جو درباب طریقوں تصدیق غیبی کے ہے اُسکا ذکر اوپر بیان کیا گیا ہے اور تمہید مذکور تصدیق غیبی کے جملہ طریقوں سے متعلق ہے اب ترازو وغیرہ کے عمل کی کیفیت جداگانہ بیان کیجاتی ہے یعنی جو شخص ترازو کے پکڑنے کے قاعدہ سے واقف ہوں وے شخص ملزم کو ترازو کے ایک پلڑے میں بٹھا دیں اور بمقابلہ اُسکے ایک ہموزن مورت رکھکے دونوں پلڑے برابر کرلیں اور ایک خط کھینچا جاے اور اُسکے بعد ملزم ترازو سے نیچے اُتار اجاے پھر وہ ترازو کی طرف مخاطب ہوکر اس طور پر التجا کرے یعنی اے ترازو تو راستی کا گھر ہے تجکو زمانہ قدیم مین دیوتاؤن نے بنایا ہے پس اے بلند طالع تو سچ کہدے اور مجکو اشتباہ سے بری کر اگر اس معاملہ کی نسبت مین گنہگار ہوں تو اے ماتا مجھے نیچے گرا اور اگر بیگناہ ہوں تو اوپر اُٹھا۔ [1]

قول مذکورہ بالا کی تصریح۔

۲ متنار اور اور شخص جو ترازو کی گرفت کے قاعدہ سے آگاہ ہوں یا بذریعہ اُسکے وزن کرسکیں مدعا علیہ یا مدعی یا اُس شخص کو جس سے ترازو کے طریقہ پر عمل کرایا جاے ترازو مین وزن کرین یعنی مٹی یا کسی اور شے کی مورت بنائی جاے اور ایک جانب شخص مذکور اور دوسری جانب وہ مورت رکھی جاے اور اس ذریعہ سے دونوں پلڑے ترازو کے مقابل ہوجائین اور خط کھینچنے سے یہ مراد ہے کہ جس جگہ وہ شخص جو وزن کیا جاے ترازو کی رسیوں کے نیچے بحالت تولے جانے اُسکے مقابلہ مورت کے کھڑا ہو اُس جگہ کے قریب ایک نشان لکیر کا بنا دیا جاے اور بعد اسکے شخص مذکور نیچے اُتار اجاے اور وہ ترازو کی جانب مخاطب ہوکر یہ التجا کرے یعنی اُسکی نسبت بعجز عمل پڑھے کہ اے ترازو تجمیں مدار صداقت ہے زمانہ قدیم سے آغاز

[1] قول مذکور منقولہ وسے متر اور میو بار متر اودا سے۔

آفرینش مراد ہے - دیوتاؤن کا اشارہ ہرن گرب اور اَور نفوس قدسیہ کی نسبت ہے
بنایا ہے یعنی پیدا کیا ہے - لفظ پس سے یہ مراد ہے کہ تو اسی وجہ سے امر حق کو ظاہر
کر دے یعنی امر مشتبہ کی اصل حقیقت کھول دے - اے بلند طالع یعنی اے
خوش نصیب مجکو اشتباہ سے بری کر - اے اتا اگر مین گنہگار رہون یعنی مین نے جھوٹ
بولا ہے تو مجھے نیچا کر دے اور اگر بیگناہ ہون یعنی سچ بولتا ہون تو مجھے اونچا اُٹھا"

طریقہ تصدیق غیبی کے واسطے عمل کو لیا عمس پڑھنا چاہیے -

۳ - دیگر عالمون نے اُن عملون کا بیان کیا ہے جو حاکم اعلی کو ترازو کی طرف مخاطب ہونے کے وقت پڑھنے چاہیین - عمل جسکا اوپر ذکر ہوا صرف اُس شخص سے متعلق ہے جو تصدیق غیبی کا طریقہ اختیار کرے یہ امر کہ صداقت یا غیر صداقت کا کس طور پر تمیز ہوگا خود عمل مذکور کی عبارت سے مفہوم کرنا چاہیے کیونکہ ذکر اُسکا علیحدہ نہین ہوا ہے لیکن پتامہا اور نارد اور اور بزرگون نے ترازو کے بنانے اور پلڑون مین چڑھنے اور دیگر مراتب مشترح طلب کا بیان بصراحت کیا ہے -

درخت کاٹنے کے واسطے چند رسوم معین ہین -

۴ - منتر پڑھکر ایسے درخت کو کاٹے جو رسوم عبادت کے واسطے موضوع ہو اور جو عمل یوپ کے واسطے مخصوص ہے وہی ایسے موقع پر پڑھنا چاہیے یوپ زبان سنسکرت مین اُس کھم یعنی ستون کو کہتے ہین جو وقت ادا ہونے بعض رسوم مذہبی کے نصب کیا جاتا ہے - اور محافظان عالم یعنی لوک پال کو نسکار کرکے دانشمند شخص ترازو بنا دے [۱] اور درخت کے کاٹنے کے وقت سوم [۲] کا منتر پڑھنا چاہیے -

ترازو بنانے کی ترکیب -

۵ - ترازو کی ڈنڈی کے دونون سمت مساوی ہون اور ڈنڈی مضبوط اور سیدھی ہو اور ضرور ہے کہ اُسمین لوہے کے تین کڑے لگائے جائین اور ڈنڈی کا طول چار ہاتھ ہونا چاہیے اور دو لکڑیان جنسے وہ ملحق کیجائے طول و عرض مین اُسکے برابر ہون اور فاصلہ مابین دونون لکڑیون کے دو یا ڈیڑھ ہاتھ ہو اور زمین کے نیچے دو ہاتھ گاڑی

---

[۱] قول پتامہا منقولہ داسے تتو اور بیر متر اودائے -

[۲] یعنی چاند جو موکل بیابان و صحرا ہے -

جائین اور ہر لکڑی کے دونون طرف قینچی کے مانند دو لکڑیان قائم کیجائین اور یہ لکڑیان پلڑون سے ہمیشہ دس انگل اونچی رہین اور وہ ہلمیب یعنی مٹی کے گولے قینچی مذکور سے مذ یعنہ رسی بصورت عمود وسطور سے آویزان کیے جائین کہ پلڑون سے مس کرین اور ترازو کو مثلہ پاک ہین پورب کی طرف سطور پر قائم کرین کہ وہ غیر متحرک رہے [1]

تولنے کا طریقہ

۹۔ دونڈی کے دونون سرون سے رسی باندھنے کے بعد ترازو کے دونون پلڑون مین پورب کی طرف حاکم اعلی اکشا بچھا دے اور جس شخص کی نسبت تصدیق غیبی کا عمل ہونے والا ہو اسکو پچھم کی طرف کے پلڑے یا ظرف مین بٹھا دے اور دوسرے پلڑے مین پاک مٹی رکھی جاوے اور ظرف مین جو سوراخ ہون انکو اینٹون کی سرخی یا کنکر یا مٹی سے بند کرے"۔ چونکہ اینٹون کی سرخی یا کنکر یا مٹی کا ذکر عموماً کیا گیا ہے اس سے واضح ہے کہ ان تینون مین سے کسی ایک چیز کا استعمال جائز ہے" جو شخص وزن کشی کے طریقہ سے واقف ہوں مثلاً اہل حرفہ اور سنار اور کسیرے مبصر مقرر کیے جائین اور مبصرون کو یہ دیکھنا چاہیے کہ دونون ہلمیب دونون پلڑون کی سیدھ مین ہون پنڈتون کو چاہیے کہ ترازو کی ڈنڈی پر پانی کے قطرے ڈالین اور اگر پانی ایک سمت کو بہ نجائے تو اس صورت مین ترازو کا مساوی الوزن ہونا متصور ہوگا۔ اور جب شخص مذکور ایک مرتبہ تول لیا جاے تو اسکو اتار لینا چاہیے" [2]

دستور تب رسوم کا اسے موقع پر ادا ہونا ضرور ہیگا

۷۔ ترازو پر زینت کے واسطے جھنڈیان لگائی جائین بعد ازان جو شخص کہ عمل متبرک کے معنی سے واقف ہو وہ دیوتاؤن کی ستائش و نیایش کرے اور خوشبودار چیزین لگائی جائین اور پھولون کے ہار اور صندل حسب طریقہ معینہ کے چڑھایا جاے اور باد [3] یعنی نقارہ اور تورئی یعنی قرنا [4] بجائی جاے۔ بعد اسکے حاکم اعلی کو چاہیے کہ پورب

---

[1] قول پتامہا مقولہ واسے تو او پر ستر او دائے۔

[2] قول پتامہا مقولہ ببر متر او دائے اور و اسے تو۔

[3] یہ ایک قسم کا باجا ہے اور باجون کی چار قسمیں بیان کی گئی ہین یعنی ڈھول و مضرابی وغیرہ۔

[4] یہ بھی ایک قسم کا باجا ہے۔

کی طرف رخ کرکے دونون ہاتھ جوڑ کے اسطور پر کہے وہ کہ اے دھرم تو مع موکلان عالم یعنی لوک پالون اور بسوٗ[1] اور ادتیا[2] اور مرت[3] کی تصدیق غیبی سے اس عمل پر تصرف کر۔

موکلان عالم کی ستائش۔ ۸ وہ جب حاکم اعلیٰ دھرم یا ملک العدل سے ترازو پر تصرف کرنے کے واسطے نیائش کر چکے تب وہ اُن یعنی ملائک صغیرہ کی التجا کرے۔ بعد اسکے اندر کو پورب کی طرف اور پرتیس[4] کو جنوب کی جانب اور برن کو مغرب کی سمت اور کبیر کو شمال کی طرف بٹھاوے اور اگن اور عالم کے اور موکلون کو چارون سمت مین رکھے۔ اندر کے واسطے زرد رنگ مخصوص ہے اور جم کے لیے سیاہ مائل بکبود برن کا رنگ مثل بلور کے سفید ہے اور کبیر اور اگنی کا سنہرا اور مرت کا سیاہ مائل بکبود ہے یا بو نار نگ نافرمانی یعنی مثل رنگ دخان کے موصوف ہے اور آسمان[5] کا رنگ سرخ ہے۔ ان ملائک کی صفات کا علی سبیل الترتیب تصور کیا جاوے"۔[6]

بسو کا ذکر۔ ۹ ۔ دانشمندون کو چاہیے کہ بسو کی پرستش اندر کے جنوب کی طرف کریں اور بسو آٹھ ہین[7] یعنی دھار اور دھرو اور سوم اور آپ اور انل اور پربھس

---

[1] بسو منجملہ اُن آٹھ صفات الٰہیہ کے ہے جسے گن یعنی اتباع نفوس قدسیہ عبارت ہے اور گن تعداد مین نو ہین۔

[2] بارہ قسم کے آدتیا ادت کی اولاد میں بیان کیے گئے ہین اور ادت کو ام الملائک کہتے ہین اور بارہ مہینے شمسی سال کے ان بارہ ملائک سے منسوب ہین۔

[3] موکلان ہوا کا نام ہے قول پتا مہا منقولہ بیرمترادوا ئے اور دا سے تو۔

[4] پرتیس سے جم مراد ہے اور جم کے لفظی معنی ملک الموت ہین۔

[5] داسے تو مین آسمان کا رنگ سپید لکھا ہے۔

[6] قول پتا مہا منقولہ بیرمترادوا ئے۔ وداسے تو۔

[7] قول پتا مہا منقولہ داسے تو۔

اور پرہاس۔

آدیتا کا ذکر۔

۱۰ ‏۔ ؎۱ اندر اور آسمان کے بیچ مین آدیتا کی جگہ قائم کیجائے۔ آدیتا کے بارہ نام ہین۔ دھہٹ اور ارجم اور متر اور برن اور انس اور بھاگ اور اندر اور بیاسوان اور پش اور پرجن اور تشٹا اور بشن اور انشتا او لاد ابہ اور بشن او لاد اصغر سے ہین ؎۲

رودر کا ذکر۔

۱۱۔ دانشمندون کو چاہیے کہ رودر کو ؎۳ اگنی کے پچھم کی طرف بٹھاوین اور رودر تعداد مین گیارہ ہین بیر بھدر اور سمبھو اور گریس اور گریس نہایت مشہور ہے اور اجیک پاد اور اہی اور بدھیا اور بپاک اور اپراجت اور بھوتا داشٹر اور کپالی اور کپالی کو دشام پت یعنی ویش لوگون کا مالک بھی کہتے ہین۔ اور استھان بھو ؎۳

؎۱ قول ہتا مہا دائے تتو۔ پرانون مین یہ لکھا ہے کہ کاسپ اپنی زوجہ آدت سے ایک کلپ یعنے زمانہ خاص مین بارہ آدیتا پیدا ہوئے اور انکے نام باستثناے بشن اور پرجن اور انس دور نام کے اسما مذکورہ بالا سے مطابق ہین اور بجاے ان چارون نام کے پرانون مین ستا اور بدھاتا اور ساگر اور اُدرو کرم لکھے ہین اور دوسرے کلپ یعنی زمانہ خاص مین سنگیا بیٹی بسو کرما کی آدیتا سے بیاہی گئی اور چونکہ وہ اپنے شوہر کے جلال کی متحمل نہو سکی لہذا اُسنے اپنے باپ سے شکایت کی اور اُسکے باپ نے آدیتا کے بارہ ٹکڑے کر دیے اور ہر ٹکڑہ اُنہین کا سال کے ہر مہینے مین بصورت آفتاب نمودار ہوتا ہے۔ آدیتا ہردے مین لکھا ہے کہ آرن ماگھ کے مہینے اور سوریا ماہ پھاگن اور بید انگ ماہ چیت اور بھان ماہ بیساکھ اور اندر ماہ جیٹھ اور ربی ماہ اساڑھ اور گبھستی ماہ ساون اور جم ماہ بھادون اور سورن ریتا ماہ آسوج اور دیوکار ماہ کاتک اور متر ماہ اگہن اور بشن سناتن ماہ پوس مین بصورت شمس نمودار ہو جاتا ہے۔ وارڈ صاحب نے اپنی کتاب مین اس حکایت کو اور طور پر بیان کیا ہے۔

؎۲ شیو مین جو مجملہ صفات کے صفت تقدیری ہے اُسی سے رودر مراد ہے۔

؎۳ قول ہتا مہا منقولہ داے تتو۔

ماترہی کا ذکر۔

۱۲- پریتس اور راکشس کے بیچ مین ماترہی کو بٹھایا جاوے اور ماتریون کے یہ نام ہین - براہمنی اور مہیشری اور کماری اور ویشنوی اور برہی اور مہندری اور چامنڈا اور انکے ساتھ انکے گن مشیر بھی ہوتے ہین ؎

گنیش کا ذکر۔

۱۳- دانشمندون کو چاہیے کہ گنیش کو ؎ نرت کے شمال کی طرف بٹھادین ؎

مارت۔

۱۴- مارت کی جگہ برن کے شمال کی طرف بیان کی گئی ہے - مارت کے آٹھ نام ہین گگن اور سپارسن اور باد اور آنل اور مارت اور پران اور پرین اور جیو ؎

درگا کا ذکر۔

۱۵- دانشمندون کو چاہیے کہ ترازو کے شمال کی طرف درگا کی ستائش و نیائش کرین اور ان دیوتاؤن مذکورہ بالا مین سے ہر دیوتا کا نام جدا جدا لے کر اُسکی پرستش کی جاوے ؎

؎ راکشس ایک قسم کے نفوس خبیثہ ہین اور اکثر شر و فساد کی طرف متوجہ رہتے ہین نہ ہمیشہ -

؎ قول بتا مہا منقولہ داسے تو - آٹھ شکت کو ماتری یعنی ماں کہتے ہین اور یہ آٹھ شکت آٹھ دیوتاؤن کی قوتین ہین اور اُنکو برہمنی وغیرہ اسواسطے کہتے ہین کہ وے برہم اور اور دیوتاؤن سے پیدا ہوئی ہین - بعض مقامات مین اُنکی تفصیل اس طور پر بیان کی گئی ہے یعنی برہمنی اور مہیشری اور ماندری اور برہی اور ویشنوی اور کماری اور چامنڈا اور چارچک اور بعض عالمون نے چامنڈا اور چارچک کا نام ترک کر کے صرف سات نام ان روحانیات کے بیان کیے ہین مگر اُنھون نے کبیری کا نام مزید کیا ہے۔

؎ گنیش عقل و ذکا کا موکل ہے۔

؎ نرت عالم کے اُس حصہ کا موکل ہے جو سمت جنوب مائل بمغرب ہے - قول بتا مہا منقولہ داسے تو۔

؎ قول بتا مہا منقولہ داسے تو۔

؎ قول بتا مہا منقولہ داسے تو۔

عمل میں لانا لوازم پرستش کا۔

۱۶ دو پہلے دہرم کے نام پر لوازم پرستش ادا کرے یعنی ارگھ[1] چڑہانے کے بعد اور رسوم بجا لائے اور سب سے پیچھے پھولوں کے ہار چڑہاوے اسکے بعد الگھ کی پرستش شروع کرنی چاہیے اور ابتدا میں ارگھ دوے اور پھر مین پھولوں کے ہار وغیرہ پہنادوے بعد ازان خوشبودار چیزین اور سب کے بعد پرشاد چڑہاوے۔

پرستش کے دستور کا ذکر۔

۱۷ جب ترازو پہر قون اور جھنڈیون سے مزین کیجاے اسوقت دہرم کی ستائش و نیائش یہ عمل پڑھ کر کرے۔ ایہی دو یعنی آئیے۔ بعد اسکے یہ منتر پڑھے۔ دہرم ارگھام پرکلپیامی نمہ۔ معنی اس سنسکرت عبارت کے یہ ہین کہ مین دہرم کو یہ ارگھ چڑہاتا ہوں ارگھ چڑہانے کے بعد دہرم دیوتا کے پانوں وغیرہ دھونے کے واسطے پانی چڑہایا جاے اور پھر آچمن دے اور مدھو پارک چڑہایا جاے[3] اور دوبارہ آچمن دے کر اشنان یعنی غسل کرائے اور تب کپڑے اور جنیو چڑہاوے اور پھر آچمن دے اور بعد ازان کانک یعنی چھلا اور مکٹ یعنی تاج اور اور اسباب آرائش دہرم کو چڑہاوے اور بعد اسکے وہ منتر پڑھے جسکے شروع کا لفظ پرانا داور اخیر کا لفظ نمہ ہے اور اندر سے شروع کرکے درگا تک ہر ایک دیوتا کا نام درجہ بدرجہ لیکر ارگھ وغیرہ چڑہانے کے بعد لوازمہ آرائش اور خوشبودار چیزین اور پھول چڑہاوے اور گوگل جلادے اور چراغ روشن کرے اور پھر پرشاد پیش کرے اور مثل دہرم کے اندر اور اور دیوتاؤن کے نام پر خوشبودار چیزین وغیرہ حسب تصریح مذکور نذر کیجائین۔ ترازو کی پوجا کے واسطے خوشبودار چیزین اور پھول

---

[1] ارگھ سے یہ مراد ہے کہ تیتے مین چانول اور کشا گھاس تر کرکے سنکھ یا اسی صورت کے کسی ظرف مین رکھے۔

[2] قول پتا مہا منقولہ داسے تو۔

[3] شہد اور دہی اور مکھن ملا کر دھات کے برتن مین رکھا جاتا ہے اور اسکو مدھو پارک کہتے ہین۔

سرخ رنگ کے ہونے چاہییں چنانچہ اس باب مین نارد کا یہ قول ہے کہ "پہلے ترازد کی پوجا سرخ پھولون اور ہارون سے کرکے دہی اور کھیلین وغیرہ چڑھائی جائین اور پھر اور دیوتاؤن کی پوجا کیجاے" چونکہ اندر اور اور دیوتاؤن کے باب مین کچھ تخصیص رنگ کی نہین کی گئی لہذا اُنکی پرستش مین ہر رنگ کے پھول استعمال مین لائے جاسکتے ہین یعنی سرخ یا اور کسی طرح کے پھول جو بہم ہوسکین۔ علم مذکورہ بالا پرستش کے باب مین ہے۔

درسمات اُس عالم اعلیٰ کا جسکے اہتمام سے یہ رسوم ادا ہو

۱۸۔ مدر سوم مذکور بعد عالم اعلیٰ کے اہتمام سے ادا کیجائین۔ چنانچہ اس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ "وہ عالم اعلیٰ کو حسب طریقہ معینہ کے جملہ دیوتاؤن کی پرستش کرنی چاہیے اور صفات اُسکی ذیل مین لکھی جاتی ہین کہ وہ برہمن ہو اور بید اور بید انگ اور عقائد مذہب سے جیسا کہ سمرتی مین علم ہے ماہر ہو اور سلیم اور حلیم الطبع اور راستی شعار اور طاہر اور لائق اور نیک کردار اور فیاض ہو اور اُسکو لازم ہے کہ برت رکھے اور کُلی کرے اور لباس پاک پہن کر رسوم مذکور ادا کرے"[1]

گایتری کا منتر پڑھنا چاہیے۔

۱۹۔ ترازد کے چارون طرف رتک یعنی پروہت بیٹھ کر ہوم کرین اور ہوم مین لوکک اگن[2] یعنی اُس آگ سے جو روزمرہ کام مین آتی ہے کیا جاے چنانچہ اس باب مین یہ بیان ہے کہ "وہ جو لوگ بید سے واقف ہون ترازد کے چارون طرف ہوم

---

[1] قول پتامہا منقولۂ دواے تتو۔

[2] رادھاکنت دیب نے اپنی سنسکرت کی فرہنگ مین یہ لکھا ہے کہ اگن دھرم کی زوجہ بسو سے پیدا ہوا اُسنے سواہا سے بیاہ کیا اور اُنسے پاوک اور پرمان اور سوچ پیدا ہوے جیسے منتھن مین اگن کی زوجہ بسودھارا سے درونیک وغیرہ پیدا ہوے اور ۴۵۔ اگن درونیک اور اگن کی اور بیٹیون کے صلب سے پیدا ہوے اور اگن تعداد مین ۴۹۔ ہین خاص مراسم مذہب کے انصرام مین اگن کی ستائش دنیائش مختلف نامون سے کیجاتی ہے مثلاً جو ہوم کہ درباب امور دنیوی یعنی نقل مکان تو تعمیر وغیرہ رسوم کے وقت کیا جاے اُسکو پاوک کہتے ہین اور علیٰ ہذا القیاس۔

کرین اور ہوم مین آجھ یعنی گھی اور پاس یعنی کھیر اور سمد یعنی چھوٹی چھوٹی شاخین
بعض قسم کے درختون کی جلائی جائین۔ ہوم کے وقت وہ منتر پڑھا جاے
جس کے شروع مین لفظ ساوتری اور پرانے اور اخیر مین سواہا ہے ساوتری
اور گایتری کہکر پھر وہ گایتری پڑھے جسکے شروع مین پرانے اور اخیر مین سواہا ہے
اور ایک سو آٹھ دفعہ آجھ یعنی گھی اور چرو یعنی کھیر اور سمد ہوم مین چڑھانے اس
قول کے یہی معنی ہین۔

منتر پڑھکر الزام کا ذکر کاغذ پر لکھا اور ملزم کے سر پر رکھا جاے

۲۰۔ بعد اختتام پرستش دیوتاؤن کے جسکا اخیر عمل ہوم ہے ایک کاغذ باندراج
الزام اُس شخص کے مرتب کیا جاے جسکی نسبت تصدیق غیبی کا عمل وقوع مین
آنے والا ہو اور کاغذ مذکور ملزم کے سر پر رکھا جاے اور اُسوقت ایک منتر پڑھا جاے
چنانچہ اس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ جس امر کا الزام ملزم کی نسبت کیا گیا ہو
وہ منتر پڑھکر ایک کاغذ پر تحریر ہو اور کاغذ ملزم کے سر پر رکھا جاے ۱؎ اور وہ
منتر یہ ہے کہ وہ اے سورج اور چاند اور ہوا اور آگ اور آسمان اور زمین اور
پانی اور دل اور دن اور رات اور صبح وشام کی شفق انسان کے افعال سے
واقف ہو ۲؎

رسوم مذکور بصد جملہ قسم کے عملیات تصدیق غیبی سے متعلق ہین۔

۲۱۔ یہ کل رسوم جنکے شروع مین دھرم کی ستائش وثنا اُتن کرنی اور اخیر مین ملزم
کے سر پر نوشتہ الزام رکھنے کا حکم ہے جملہ قسم کے عملیات تصدیق غیبی سے متعلق ہین چنانچہ
اس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ یہ کل رسوم تصدیق غیبی کے جملہ طریقون کی نسبت
عمل مین آئین اور دیوتاؤن کی ستائش وثنائش بھی اسی طور پر کیجاے ۳؎

حکم حاکم اعلی کو دینا چاہیے

۲۲۔ بعد ادا کرنے مراسم مذکورہ بالا کے حاکم اعلی کو چاہیے کہ عمل سند رقعہ ذیل پڑھکر

۱؎ نارداے شتو۔

۲؎ ایضاً۔

۳؎ ایضاً۔

۴؎ ایضاً۔

ترازو کی ستائش و نیائش کرے یعنی "جو شخص منتر جانتا ہو اُسکو چاہیے کہ بموجب طریقہٗ معینہ کے ترازو کی طرف مخاطب ہو کر عمل پڑھے" مفہوم اس عبارت کا کہ "جو شخص منتر جانتا ہو" یہ ہے کہ منتر کے مدعا سے واقفیت رکھتا ہو اور وہ منتر یہ ہے کہ "اے ترازو تجکو برہما نے واسطے انکشاف حقیقت بدکارون کے پیدا کیا اور تجکو دہت اسواسطے کہا کہ دہات کے معنی یہ ہین کہ تو دہرم کی صورت ہے اور تُلا کا مفہوم یہ ہے کہ تو بدکارون کی پکڑنے والی ہے اور اُنکے افعال کو منکشف کرتی ہے۔ تو ہی صرف اُن حالات کو جانتی ہے جنکو فانی مخلوق نہین جان سکتی۔ یہ شخص اپنے تئین اس اتہام سے بری کیا چاہتا ہے جسمین وہ متہم ہے اور تو ہی بوجہ اپنی نیک نہادی کے اُسکو اس مشکل سے نجات دینے کی مجاز ہے" سلہ

جس شخص کی نسبت تصدیق بیبی کا عمل جاری ہونیوالا ہو اُسکو بھی چاہیے کہ قبل تولے جانے کے ترازو کی ستائش و نیائش کرے۔

۲۳۔ جس شخص کی صداقت امتحان طلب ہو اُسکو چاہیے کہ جو عمل سابق مین لکھا گیا ہے اُسکو ترازو کی طرف مخاطب ہو کر پڑھے سلہ اور بعد اسکے حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ شخص مذکور کے سر پر کاغذ الزام رکھکر اُسکو بموجب اُسی طریقہ کے کہ جسطور پر وہ پہلے ترازو مین بٹھایا گیا تھا پھر بٹھاوے چنانچہ اس باب مین یہ کہا گیا ہے کہ "جس شخص کے سر پر الزام تحریری رکھا جاوے اُسکو ترازو مین پھر بٹھانا چاہیے۔

تولنے کی مدت۔

۲۴۔ شخص مذکور پلڑے مین بٹھائے جانے کے بعد کامل پانچ بناری تک اُسمین رہے اور واسطے شمار اس مدت کے علم ہیئت کے عالم مامور کیئے جائین چنانچہ اس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ "جو برہمن کہ علم ہیئت مین خوب دخل رکھتے ہین شمار وقت کے واسطے نامزد کیے جائین اور وے مدت امتحان یعنی پانچ بناری کا حساب کرین" سمہ جتنے عرصہ مین

سلہ داسے تتو۔

سلہ داسے تتو اور ویر متر اودائے۔

سلہ دفعہ اول اس فصل کی ملاحظہ کیجاے۔

سمہ داسے تتو ویر متر اودائے۔

ھہ داسے تتو۔

ایسے دس حرف کہے جائیں جتنا لفظ تبقالست ادا ہو اس عرصہ کو پران کہتے ہیں اور چھ پران کو ایک بناری کہتے ہیں چنانچہ اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ "جسقدر عرصہ میں کہ دس تفصیل المخرج حروف کہے جائیں وہ پران کہلاتا ہے اور چھ پران کی ایک بناری ہوتی ہے"۔ ۱ ساٹھ بناری کا ایک گھنٹا ہوتا ہے اور ساٹھ گھنٹے کا ایک دن رات اور تیس دن کا ایک مہینا۔

۲۵- راجہ کو چاہیے کہ ظاہر شخصون کو مدت مذکور میں واسطے تنقیح جرم یا بیگناہی ملزم کے تجویز کرے اور وے اُسکے گنہگار یا بیگناہ ہونے کی نسبت رائے دین چنانچہ اس باب میں پتامہا نے یہ لکھا ہے کہ برہمن گواہی کے واسطے نہایت موزون ہیں اور جو برہمن کہ سچ بولیں اور مقدمہ کی اصل حقیقت بیان کریں اور عالم اور ظاہر اور لالچی ہون راجہ کی طرف سے اداے شہادت کے واسطے مقرر کیے جائیں اور اُنکو چاہیے کہ راجہ کے روبرو ملزم کی گنہگاری یا بیگناہی کی کیفیت بیان کرین"۔ ۲

واسطے تنقیح جرم یا بیگناہی کے کسطرح کے شخص مقرر کیے جائیں۔

۲۶- قاعدہ درباب تنقیح گنہگاری یا بیگناہی کے اس طور پر بیان کیا گیا ہے کہ "وہ اگر وہ شخص جو تولا جاے اوپر کی طرف اُٹھ جاے تو بیگناہی اُسکی بلا شک ثابت ہے اور اگر دونوں پلڑے مساوی ہو جاویں یا ملزم کا پلڑا نیچا ہو جاے تو وہ گنہگار ہے"۔ ۳

قاعدہ درباب تنقیح امر مذکور کے۔

اس قاعدہ کی نسبت پتامہا کے قول میں استثنا واقع ہوا ہے کہ "جرم خفیفہ میں ترازو کے پلڑے مساوی ہو جاتے ہیں اور جرم سنگین کی صورت میں شخص ملزم نیچا ہو جاتا ہے"۔ ۴

استثنا۔

۲۷- حاصل اس قول کا یہ ہے کہ اگرچہ اس طریقہ پر عمل کرنے سے یہ متحقق

استثنا کی تشریح۔

---

۱ واسے تتو۔

۲ ایضاً۔

۳ ایضاً۔

۴ ایضاً۔

نہین ہوسکتا کہ جس امر کی بابت الزام قائم ہوا ہے وہ خفیف ہے یا سنگین لیکن اگر جرم صرف ایک ہی مرتبہ اور بلا عمد سرزد ہو تو ایسی صورت مین وہ خفیف متصور ہوگا اور اگر بتکرار اور عمداً صادر ہو تو ایسی حالت مین اُسے سنگین کہتے ہین اور بلحاظ ایسی صورت کے قاعدہ درباب جرمانہ اور سزا جرم خفیف اور سنگین کے مشخص ہو سکتا ہے۔

جرم کی تنقیح کا دوسرا

۲۸- جس صورت مین کہ کچھ یا مثل اُسکے کوئی اور شے بلا کسی سبب کے جو بین اور قابل احساس ہو شق ہوجاے یا ٹوٹ جاے تو اثبات جرم لازم آتا ہے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "وہ اگر کچھ ٹوٹ جاے یا ڈنڈے اور پلڑے شکستہ ہو جائین یا کرکٹ یا رسیان یا آچھ ٹوٹ جاے تو مجرم پر جرم ثابت ہوتا ہے" [1]

قول متذکرہ بالا کے الفاظ کی شرح۔

۲۹- کچھ رسی کی گانٹھ کو کہتے ہین جو پلڑے کے نیچے ہو اور کرکٹ اُن آنکڑون کو کہتے ہین جو مثل بینڈھے کے سینگ کے ڈنڈی کے ہر جانب لگے ہون اور انہین رسیان لگائی جائین اور آچھ سے ڈنڈی مراد ہے جو دو ستونون پر قائم کی گئی ہے اور جس سے پلڑے لٹکتے ہین اگر یہ چیزین کسی ظاہری سبب سے ٹوٹ جائین تو شخص ملزم کو بکرر ترازو مین بٹھانا چاہیے اس باب مین قول یہ ہے کہ "وہ اگر رسیان یا اور کوئی جزو ترازو کا ٹوٹ جاے یا شق ہوجاے تو ایسی حالت مین شخص ملزم مکرر بٹھایا جاے گا" [2]

ترازو کے ٹوٹنے کی ظاہری صورت۔ جرم کے مضمون سے کہ اداے رسوم کا اہتمام متعلق ہوا اُنکے حقوق کا ذکر۔

۳۰- بعد ان مراسم کے راجہ کو چاہیے کہ رتک اور پروہت اور اچارج کو جو اس طرح کی رسوم ادا کرائین اُنکا حق دے [3] جو راجہ ایسے کام کرے اُسکو نہایت خوشی و آسودگی اور بڑی شہرت حاصل ہوگی اور وہ مثل برہما کے

---

[1] داے تتو۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً۔

ہو جاسکیگا۔ سلہ

اگر راجہ کو یہ منظور ہو کہ ترازو آئندہ بھی کام میں آوے تو ایسی صورت میں چند چیزون کی احتیاط لازم ہے۔

۳۱۔ اگر راجہ کو یہ منظور ہو کہ ترازو حسب مذکورہ بالا آیندہ کام آنے کے واسطے بحالت اصلی قائم رہے تو اسکو چاہیے کہ ایک مکان جسمین دروازہ وغیرہ ہون وہان بنوادے۔ تاکہ کوئی اور اور جانور اسمین نہ جاسکین اور اس باب مین قول ہے کہ سلہ راجہ ایک بڑا اور اونچا اور سفید مکان ترازو کے واسطے تعمیر کرائے اور وہ ایسے مقام پر واقع ہو جہان کتون اور چنڈالون اور کوون سے محفوظ رہے اور مکان مذکور مین لوگ پاس بیٹھنے کو کلان عالم ہر چہار طرف رہین اور انکی پرستش وہان ہمیشہ ہمیشہ قرینہ ہوا کرے اور انکو خوشبودار چیزین اور پھول اور صندل چڑھایا جاسے وہ مکان دروازہ دار بنوایا جاسے اور اسمین تخم رکھے جائین اور نوکر حفاظت کے واسطے متعین ہوں اور وہان مٹی اور پانی اور آگ ہمیشہ موجود رہے اور تخم سے جو اور چانول وغیرہ مراد ہے۔ ترازو کے تصدیق غیبی کا ذکر اس طور پر کیا گیا ہے جیسا اوپر بیان ہوا۔

فصل تیسری

تصدیق غیبی کا طریقہ جو آگ سے متعلق ہے

ذکر ان رسوم کا جو آگ کے طریقہ سے متعلق ہیں

۱۔ ترازو کے طریقہ کے بعد آگ کا طریقہ ہے اب اسکا ذکر کیا جاتا ہے سلہ ملزم کو چاہیے کہ اپنے ہاتھون مین چانول مل کر سات پتے اشوتہ کے رکھکر انکو اسی قدر دھاگون سے باندھے سلہ ذکر تصدیق غیبی کے آغاز مین قواعد عام منضبط ہوے ہین اور ترازو کے عمل کے واسطے قواعد خاص لکھے گئے ہین اور

سلہ داسے تو۔

سلہ قول جاگبلک منقولہ داسے تو اور سیر فرادو دے۔

ان قواعد خاص کی ابتدا دھرم کی ستائش و بنائش اور انتہا ملزم کے سر پر الزام
تحریری کا رکھنا ہے اور جو کچھ کہ اس محل پر بیان کیا جاوے گا وہ بالخصوص آگ کے
طریقہ سے متعلق ہے ۔

تشریح قول مندرجۂ بالا ۔

۲ ؎ چانول ملنے ؎ سے یہ مراد ہے کہ ملزم اپنے ہاتھوں کو چانول کے آٹے سے صاف
کرے اور جن مقامات پر خال اور داغ اور مسّے اور نشان زخم اور زخم وغیرہ ہوں
اُنپر دھاور یا اور کسی شے سے نشان کر دیا جاوے چنانچہ نارد نے اس باب میں یہ قرار
دیا ہے ؎ کہ ہاتھ میں جس جگہ خراش و جراحت ہو اُسپر سیندور کا نشان
کر دیا جاوے ؎ بعد اسکے ملزم کے کف دست پر سات پتے اشوتھ کے رکھے
جائیں اور یہ امر اس قول سے کہ ؎ ہتھیلی کو اشوتھ کے سات پتوں سے جو ایسے ہیں
برابر ہوں ڈھک دے ؎ واضح ہے ؎ بعد اسکے چاہیے کہ پتوں کو ہاتھوں کے
ساتھ اُتنے ہی دھاگوں سے باندھیں جتنے اشوتھ کے پتے ہوں یعنی سات
دھاگوں سے ۔ اور یہ ضرور ہے کہ یہ سات دھاگے سفید رنگ کے ہوں چنانچہ
یہ امر نارد کے قول سے واضح ہے اور وہ یہ ہے ؎ کہ ملزم کے ہاتھوں کو سات سفید
رنگ کے دھاگوں سے باندھیں ؎ بعد اسکے سات پتے سمی اور سات
تنکے ہری دوب کے اور کچے چانول دہی میں ملے ہوئے اشوتھ کے پتوں پر رکھے
جائیں ۔ چنانچہ اس باب میں یہ قول ہے کہ ؎ سات پتے پیپل اور سات پتے
سمی اور کچے چانول اور سات ہرے تنکے دوب گھاس کے اور دہی ملے ہوئے
چانول رکھے ؎ اور پھول بھی رکھے جائیں کیونکہ یہ امر پتامہ کے قول سے

دیگر رسوم کا ذکر ۔

؎ دارے تتو اور میر متر اودائے ۔

؎ میر متر اودائے ۔

؎ دیا ست تتو اور میر متر اودائے ۔

؎ بیودستہ تتو ۔

واضح ہے اور وہ قول یہ ہے کہ وہ ملزم کے ہاتھون پر سات پتے پیپل کے اور چانول اور پھول اور دہی رکھکر دھاگون سے باندھین؀۱

۳- اس قول کا یہ مضمون ہے کہ وہ جس شخص کے ہاتھون پر لوہے کا گرم دہکتا ہوا گولہ رکھا جاے اور اُسکے ہاتھون پر سات پتے ارکھ یعنی آگھ کے لپیٹے گئے ہون اور وہ شخص سات قدم تک نہ چلے تو وہ بے جرم متصور ہوگا؀۲ مفہوم اس قول کا یہ ہے کہ اگر اشوتہ کے پتے بہم نہو سکین تو اُگھ کے پتے کام مین لائے جاوین اور اشوتہ کے پتون کو متبرک سمجھنا چاہیے کیونکہ پتامہا کے قول مین انکی عظمت بیان کی گئی ہے اور وہ قول یہ ہے کہ وہ آگ پیپل کے درخت سے پیدا ہوتی ہے اور پیپل سب درختون سے متبرک ہے پس دانشمند کو چاہیے کہ پیپل کے پتے ہاتھون مین رکھے؀۳

اگر پیپل کے پتے بہم نہو سکین تو آگھ کے پتے لین

۴- اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس شخص کی نسبت آگ کا عمل بہ نظر تصدیق غیبی ہونے والا ہو اُسکو آگ کی ستائش و نیائش کس طور پر کرنی لازم ہے وہ اسے پاک کرنے والی آگ تو جملہ مخلوقات کے اندر حاوی ہے۔ اے آگ تو مثل گواہ کے میری بے گناہی یا گنہگاری کی نسبت جو امر حق ہو بیان کر؀۴ یہ جو عبارت واقع ہوئی ہے کہ وہ اے آگ تو جملہ مخلوقات کے اندر حاوی ہے معنی اسکے یہ ہین کہ تو جملہ مخلوقات کے اجسام مین عام اس سے کہ وے بیضہ گزار یا شیر خوار یا حشرات الارض ہون یا جلی تولید حرارت و رطوبت ہو داخل ہے اور تیری موجودگی سے ہر ایک کی غذا تیار رہوتی ہے اور لفظ وہ پاک کرنے والی سے یہ مراد ہے کہ تو صفائی حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔ اے آگ تو مبتلا ء

جس شخص کی نسبت اس طریقہ تصدیق غیبی کا عمل ہونیوالا ہو اُسکو کس طور پر ستائش و نیائش کرنی چاہیے

؀۱ دا اے تنو اور میر متراددائے۔

؀۲ میونارسو کھ۔

؀۳ میر متراددائے۔

؀۴ دا اے تنو اور میر متراددائے۔

مصیبت کی بیگناہی ثابت کر سکتی ہے تو مثل گواہ کے میری بیگناہی یا گنہگاری
کی صداقت ظاہر کر۔ اور اصل سنسکرت میں جو عبارت اِن باب مِیں واقع ہوئی ہے
یا اس سے بیگناہی یا گنہگاری مراد ہے اور ماصل اسکا یہ ہے کہ شخص ملزم آگ
کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہتا ہے کہ اے آگ تو میری مجرمیت یا غیر مجرمیت
کی صداقت کر۔

۵۔ لوہے کا گولہ تین مرتبہ گرم کیا جاے اور ملزم کے سامنے دست پناہ سے
پکڑ کر لایا جاے اور وہ اُس دائرے میں جو پچھم کی طرف ہو پورب کی جانب رُخ
کر کے کھڑا ہو پھر آگ کی طرف مخاطب ہو کر عمل پڑھے اور اس باب میں نارد کا قول
یہ ہے کہ وہ مصقل اور چمکدار لوہے کا گولہ تین مرتبہ اسقدر گرم کیا جاے کہ سُرخ
ہو جاے اور بعد اسکے ملزم راستی کی ذات خاص سے انکشاف حقیقت
کا ملتجی ہوئے۔

ذکر اس امر کا کہ ملزم کو کس حیثیت سے کھڑا ہونا چاہیے۔

۶۔ قول متذکرۂ بالا کے یہ معنی ہیں کہ بنظر صاف کرنے لوہے کے لازم ہے
کہ گولہ تین مرتبہ آگ میں گرم پانی میں سرد کریں پھر اُسکو چمٹے سے پکڑ کر نکالیں اور
وہ شخص جسکی نسبت تصدیق غیبی کا طریقہ وقوع میں آنے والا ہو وہ عمل پڑھے
جسکا اوپر ذکر ہوا ہے اور راستی کی ذات خاص سے ملتجی ہونے کا مفہوم یہ ہے
کہ راستی کی طرف ندا کرے۔

تصریح قول متذکرۂ بالا۔

۷۔ حاکم اعلی کو چاہیے کہ اُس آگ کو جو روزمرہ کے کام میں آتی ہو دائرون کے
جنوبی گوشہ کی طرف گھی سے ہوم کرے اور ایک سو آٹھ مرتبہ عمل پڑھے۔ اگنی یا دھی
سواہا۔ چنانچہ اس باب میں یہ قول ہے کہ آگ کی تسکین کے واسطے حاکم اعلی ہوم
میں ایک سو آٹھ مرتبہ گھی چڑھاوے ۔

ذکر ان رسوم کا جو حاکم اعلی کو ادا کرنی چاہییں۔

۸۔ حاکم اعلی کو چاہیے کہ ہوم کرکے اور لوہے کے گولہ کو ہوم کی آگ میں

ذکر ستائش و نیائش کا جو حاکم اعلی کو کرنی چاہیے۔

ڈالدے تو۔

بیوہار میوکھ اور میتاکشرا دوا ئے۔

ڈال کر سُرخ کرے اور رسوم مذکورۂ بالا بجالاوے یعنی پہلے دھرم کی ستائش و نیائش
اور اخیر مین ہوم کرے اور جب تیسرے مرتبہ گولہ گرم ہو جاوے۔ اُسوقت اُس حرارت
کی نسبت جو گولہ کے اندر پہنچا مخاطب ہو کر یہ عمل پڑھے کہ "اے آگ تو ہی چار بید ہے اور
جملہ پرستشون کا مدار تجھ پر ہے تو دیوتاؤن اور اُن اکابر کا جنکو دیوتاؤن کا رتبہ
حاصل ہے منہ ہے اور تو جملہ مخلوقات پر حاوی ہے اور اسی وجہ سے نیک و بد
جانتی ہے اور چونکہ تو گناہ سے پاک کرتی ہے اسی واسطے تو پاک کرنے والی
موسوم ہے۔ اے پاک کرنے والی اپنا وجود دکھلا اور جرم کی صورت مین اپنا
مشتعل اور بے گناہی کی حالت مین سرد ہو۔ اے آگ تو کل مخلوقات
کی شاہد حال ہے۔ اے روحانیہ تو ہی وہ حال جانتی ہے جو اہل فنا
نہین جانتے۔ یہ آدمی ایک اتہام مین ماخوذ ہے اور اپنی برات
چاہتا ہے پس تو ہی اس قابل ہے کہ اسکو اس وقت سے بصورت جائز
نجات دے"۱

۹۔ علاوہ اسکے یہ حاکم اعلی اُس شخص کے ہاتھون پر جو متکلم ہوا ہو لوہے کا
گولہ پچاس پل۲ کا صاف اور دہکتا ہوا رکھے۔ اُس شخص سے وہ آدمی مراد
ہے جو طریقہ تصدیق غیبی پر عمل کرنے والا ہو شخص متکلم سے وہ آدمی مقصود ہے
جس نے وہ عمل پڑھا ہو کہ "تو اے آگ" الخ پچاس پل سے مراد یہ ہے کہ
وہ وزن مین پچاس پل ہو اور صاف سے یہ مقصود ہے کہ وہ مطلق کھردرا نہو
اور سب طرف سے مدوّر اور مستقل ہو اور محیط اُسکا آٹھ انگل۴ ہونا چاہیے
چنانچہ یہ امر پتامہا کے قول۳ سے واضح ہے اور وہ قول یہ ہے کہ یہ ایسا ہموار

طول عرض کیفیت اور سُرخ کیے ہوئے گولہ کی جسکے ذریعہ سے تصدیق غیبی کا عمل کیا جاوے۔

۱ واسے تو اودیر متر اودائے۔
۲ سونے یا چاندی کا سکہ جو وزن مین چار کارش کا ہو۔
۳ قول جاگبلک منقولہ داسے تتو۔
۴ انگل ایک انگشت کے عرض کو کہتے ہین اور ایک انگل آٹھ جَو کا ہوتا ہے۔

اور مشتعل گولہ بنایا جاوے جسکا محیط آٹھ انگل اور وزن پچاس پل ہو اور وہ آگ مین گرم کیا جاوے"۔ اور دہکتے ہوئے سے یہ مراد ہے کہ وہ مثل آگ کے ہو جاوے"۔ حاکم [1] کو چاہیے کہ ملزم کے ہاتھوں کو اشوتھ کے پتے اور دہی اور دوب گھاس وغیرہ اور چیزوں سے ڈھک کر اوپر گرم گولہ رکھے۔

ملزم کو سات دائروں پر پھرنا چاہیے۔

۱۰- بعد مراسم مذکورہ بالا کے جو عمل ہونا چاہیے اسکا ذکر آئندہ کیا جاتا ہے "ملزم ہاتھوں پر گولہ لینے کے بعد ٹھیک سات دائروں کے اوپر آہستہ آہستہ چلے [2]۔ یعنی شخص مذکور کو چاہیے کہ لوہے کا دہکتا ہوا گولہ کف دست پر رکھکر سات دائروں کے بیچ مین آہستگی دورہ کرے اور ٹھیک جو واقع ہوا ہے اس سے واضح ہے کہ ہر دائرہ کے اندر قدم رہے اور دائروں سے آگے پیچھے قدم نہ پڑین چنانچہ اس باب مین پیتامہا کا یہ قول ہے "کہ نہ ملزم دائرہ سے قدم زیادہ بڑھاوے اور نہ قدم پیچھے رکھے"[3]۔

دائروں کی مقدار

۱۱- اوپر بیان ہوا ہے کہ "ملزم ٹھیک سات دائروں کے اوپر آہستہ آہستہ چلے"۔ اب یہ لکھا جاتا ہے کہ ہر دائرہ کسقدر اور دائروں کے بیچ مین کتنا فصل ہونا چاہیے "دائرہ سولہ انگل کا ہونا چاہیے اور پچھلا اور بیچ کا بھی دائرہ اسی قدر ہو"[4] یعنی دائرہ پیمائش مین سولہ انگل ہو اور یہ جو تخصیص کی گئی ہے کہ ملزم سات دائروں پر پھرے اس سے مستنبط ہے کہ پہلے دائرہ سے آغاز رفتار ہوتا ہے اور علاوہ اسکے سات اور دائرہ اسی ناپ کے جسکا اوپر بیان ہوا ہے ہونے چاہیین چنانچہ نارد کی تصریحات جو اس باب مین ہین انمین یہ لکھا ہے کہ دو دو دائروں کے بیچ مین بتیس انگل کا فصل ہونا چاہیے اور اس حساب سے آٹھ دائروں مین دو سو چالیس انگل زمین پیمائش کے بموجب داخل ہوگی"[5]۔

---

[1] پیو نار میو کھا اور ید واستو اور بیر متر اودا ئے۔

[2] قول جا گبلک منقولہ واستو۔

[3] واستو۔

[4] قول جا گبلک منقولہ بیر متر اودائے۔

[5] بیر متر اودائے۔

توضیح قول مذکورہ بالا

۱۲۔ قول مذکورہ بالا کی شرح یہ ہے کہ پہلا دائرہ جس سے آغاز رفتار ہوتا ہے صرف سولہ انگل ہے اور بقیہ دائروں کے بیچ میں ایک دوسرے سے بتیس انگل کا فصل ہے اس حساب سے آٹھ دائروں کا فصل دو سو چالیس انگل ہوتا ہے اور لفظ انگل جو اس محل پر اصل سنسکرت میں واقع ہوا ہے اس سے پیمائش انگشتی مراد ہے اور ترکیب اس لفظ کی صرف و نحو سنسکرت کے قاعدہ پر مبنی ہے۔

بڑے دائروں کے اندر چھوٹے دائرے بنائے جاویں۔

۱۳۔ لیکن اس عمل میں بعد بنانے پہلے دائرہ کے جو سولہ انگل ہو بقیہ سات دائروں یعنی قطعات زمین سے منجملہ خلکے ہر دائرہ یا قطعہ مع فصل مابین ایک دوسرے کے تین انگل کا ہر فصل مذکور کی سطح چھوڑ دیجائے پھر ان دائروں کے اندر جن میں سے ہر دائرہ سولہ انگل ہوگا اور سات دائرے بنائے جائیں اور ان اندرونی سات دائروں کی سطح اس شخص کے پاؤں کے برابر ہوگی جو انمیں چلنے والا ہو چنانچہ اس باب میں جاگیلاک کا یہ قول ہے کہ "یہ دائرہ بقدر اسکے پاؤں کے بنایا جائے"۔ سلہ

دائروں کی تفصیل بموجب قول پتامہا کے۔

۱۴۔ پتامہا نے یہ لکھا ہے کہ "حاکم اعلی کو چاہیے کہ آٹھ دائرے بنادے اور بعد نواں۔ پہلا دائرہ اگن اور دوسرا برن اور تیسرا ہوا اور چوتھا جم اور پانچواں اندر اور چھٹا کبیر اور ساتواں سوم اور آٹھواں سادت اور نواں کل دیوتاؤں کے نام سے منسوب ہوگا۔ یہ امر دانشمندوں کی رائے میں قرار پایا ہے۔ اور انھوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک دائرہ سے دوسرے دائرے تک بتیس انگل کا فصل ہونا چاہیے اور اس حساب سے آٹھ دائروں میں دو سو چھپن انگل زمین از روے پیمائش کے ہوتی ہے علاوہ ان آٹھ دائروں کے ایک اور دائرہ بنایا جائے اور سطح اسکی اس شخص کے پاؤں کے برابر ہونی چاہیے جو اسپر چلے اور جیسا شاستر میں حکم ہے ہر دائرے کے اندر کشا گھاس بچھائی جائے" سلہ ان قولوں سے یہ واضح ہے کہ باستثناء نویں دائرہ کے جو جملہ دیوتاؤں سے منسوب ہے اور جسکی ناپ کی نسبت کچھ تخصیص

سلہ قول جاگیلاک منقولہ بیوہار میوکھ اور دوا سے تتوا ویرمترادے۔

سلہ بیوہار میوکھ و دوا سے تتو ویرمترادے۔

نہین کی گئی ہے آٹھو دائرون کی سطح مع اُس زمین کے جو اُنکے مابین بقدر سولہ اُنگل کے واقع ہے دو سو چھپن اُنگل ہوتی ہے لیکن چونکہ صرف سات دائرون چلنا ہوتا ہے لہذا ایسا دائرہ جسمین ملزم کھڑا ہوتا ہے اور نیز نوان دائرہ جسمین وہ گرم گولہ پھینکتا ہے شمار سے خارج ہے اور اسی جہت سے اقوال متذکرۂ بالا مین کچھ اختلاف متصور نہین ہے۔

اصطلاحات پیمائش کی تفصیل

۱۵- اُنگل یعنی انگشت کے عرض کی پیمائش اس طور پر ہے کہ آٹھ چھوٹے جو کا ایک اُنگل ہوتا ہے اور بارہ اُنگل کا ایک تبست یعنی بالشت اور دو بالشت کا ایک ہست یعنی ہاتھ اور چار ہاتھ کا ایک ڈانڈ اور دو ہزار ڈانڈ کا ایک کوس اور آٹھ ہزار کوس کا ایک جوجن۔ یعنی اسکے اسی طور سمجھے جائین۔

اگر ہاتھ جلے تو ملزم مجرم متصور ہوگا۔

۱۶- اگر یہ سوال کیا جاے کہ بعد طے کرنے سات دائرون کے کیا ہوتا ہے تو جواب اُسکا یہ ہے کہ "اگر ملزم کے ہاتھون مین چانول کا آٹا ملا گیا ہو اور وہ گرم گولے کو چھوڑ دے اور ہاتھ اسکا نہ جلے تو وہ بری ہوگا" یعنی ملزم کے ہاتھون مین چانول کا آٹا ملا جاے اور وہ آٹھوین دائرے مین کھڑا رہے اور دہکتے ہوے گولے کو نوین دائرے مین پھینک دے اور دونون ہاتھ اسکے نہ جلین تو وہ قابل برارت ہے اور اگر اسکے ہاتھ جل جائین تو وہ مجرم ہے یہی امر صحیح ہے۔

اگر ملزم کا کوئی اور مقام جل جاے تو وہ مجرم نہوگا۔

۱۷- اگر ملزم پر خوف سے لرزہ طاری ہو اور اس کیفیت مین سواے ہاتھون کے اور کوئی مقام جلجاے تو وہ ایسی صورت مین مجرم نہین ہے چنانچہ اس باب مین کاتیاین نے یہ لکھا ہے کہ "اگر شخص ملزم بخوف کانپنے لگے اور اس حالت مین سواے مقام خاص کے کوئی اور جگہ جلجاے تو دیوتاؤن کے نزدیک ایسے امر پر جلنے کا اطلاق نہوگا۔ اور ایسے شخص سے حاکم اعلیٰ تصدیق غیبی کا عمل دوبارہ کرائے گا اور اگر گولہ مابین راہ مین گر جاے یا کسی طرح کا شک واقع ہو تو بھی ملزم گولہ دوبارہ ہاتھ مین لیوے"[۲]

---

[۱] ودا اسے تتو۔

[۲] قول کاتیاین منقولہ دا اسے تتو۔

۱۸ - اگر شخص ملزم سے بحالت رفتار مین راہ مین یا آٹھوین دائرہ سے گولہ اس طرف گرجاوے یا جلنے اور نہ جلنے کے باب مین شک ہو تو ایسی حالت مین ملزم گولہ دوبارہ ہاتھ مین لے - جو کچھ کہ اس محل پر بیان ہوا وہی استنباط معنی ہے -

اعادہ رسوم مذکورہ بالا

۱۹ - اس مقام پر رسوم کا اعادہ بطور مختصر کیا جاتا ہے - حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ دور روز قبل روز عمل کے بھوت شُدی سے فراغ حاصل کرے اور ایک روز پہلے بموجب طریقہ بیسہ شاستر کے دائرہ بنا دے بعد ازان اُن چھوٹے دیوتاؤں کی پرستش کرے جن سے ہر دائرہ منسوب ہو اور پھر آگ روشن کرکے شانتی ہوم یعنی وہ عمل کرے جس سے تسکین حرارت ہو - بعد اسکے لوہے کے گولے کو آگ مین رکھکر دھرم کی ستائش و نیایش اور جملہ دیوتاؤن کی پرستش وغیرہ کرکے انیر مین ہوم کرے اور جس شخص سے تصدیق غیبی کا عمل کرانا منظور ہو اُسکے ہاتھون مین جانول کا آٹا لے اور اُس سے برت کرایا جاوے اور اُسکو غسل کراکے گیلے کپڑے پہنے ہوے اُس دائرے مین کھڑا رکھے جو ٹھیک مغرب کی جانب ہے اور ایک کاغذ مین دفعات الزام تحریر کرے اور ایسے منتر پڑھکے جو اس رسم کے واسطے مخصوص ہین کاغذ مذکور کو اُسکے سر سے باندھ دے بعدہ حاکم اعلیٰ آگ کو مشتعل کرکے اُسکی ستائش کرے اور لوہے کے دہکتے ہوے گولے کو دست پناہ سے پکڑکر آگ سے باہر نکالے اور جب شخص ملزم اُسکی پرستش کر چکے اُسوقت وہ گولہ اُسکے ہاتھون پر رکھا جاوے - اگر ملزم ساتون دائرون سے گذر کے گولہ کو نوین دائرہ مین پھینک دے اور اُسکا ہاتھ نہ جلے تو وہ بیگناہ تصور کیا جاویگا آگ کے عمل سے بھی قاعدہ متعلق ہے -

فصل چوتھی

تصدیق غیبی کا وہ طریقہ جو پانی سے متعلق ہے

ذکر اُن رسوم کا جو اس طریقہ سے متعلق ہین -

۱ - اب اُس تصدیق غیبی کے طریقہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو پانی کے ذریعہ سے

عمل مین آئے- ملزم کو چاہیے کہ یہ عمل پڑھے یعنی "اے برن تو امر حق کا انکشاف کرکے مجھے بری کر" بعد اسکے پانی مین جاکر اُس شخص کا زانو جسکا جسم پانی مین ناف تک ڈوبا ہو پکڑے [1]

توضیح قول مندرجۂ بالا-

۲- عمل پڑھنے کے باب مین جو عبارت اوپر واقع ہوئی ہے اُسکا مفہوم یہ ہے کہ پانی کی طرف مخاطب ہوکر یہ کہے کہ "اے برن تو امر راست ظاہر کرتا کہ میری نجات ہو-" بعد اسکے ملزم کو چاہیے کہ اُس شخص کا زانو پکڑکے پانی مین جاوے یعنی غوطہ لگاوے جو ناف تک عمیق پانی مین کھڑا ہو-

بعد اداے رسوم مسنونہ برن کی پرستش کیجاے-

۳- برن کی پرستش کے بعد عمل مذکور الصدر پڑھنا چاہیے چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "حاکم اعلی کو چاہیے کہ طہارت کے بعد پہلے برن کی پوجا کرے اور خوشبودار چیزین اور پھولون کے ہار اور شراب یعنی اشیاے مطیبہ اور شہد اور دودھ اور گھی وغیرہ چڑھاوے" [2] سب سے پہلے دھرم اور اور دیوتاؤن کی ستائش و نیائش کیجاے اور پھر ہوم کرکے اور ملزم کے سر پر بذریعہ عمل معمولی کے الزام تحریری رکھکر برن کی پرستش کیجاے یہی قاعدہ عام تصدیق غیبی کے جملہ طریقون سے متعلق ہے-

حاکم اعلی کو کسطور پر نیائش کرنی چاہیے

۴ "اے پانی تو جملہ مخلوقات کی زیست کا باعث ہے تیرا وجود ابتداے آفرینش سے ہے تو جملہ مخلوق ذی روح و غیر روح کا پاک کرنے والا ہے پس تجھکو چاہیے کہ تو اپنی صفت اصلی درباب انکشاف نیکی اور بدی کے ظاہر کرے" [3] جب حاکم اعلی پانی کی طرف مخاطب ہوکر عمل مذکور الصدر پڑھ چکے اُسوقت وہ شخص جس سے تصدیق غیبی کے طریقہ کا عمل کرایا جاے پانی کی طرف اسطرح ملتجی ہو کہ "اے برن تو امر حق کا انکشاف کرکے مجھے بری کر" [4]

ملزم کو کیا عمل پڑھنا چاہیے-

---

[1] قول جاگبلک منقولۂ داے تتو اور بیادتند یو لیکن بیوہار میوکھ مین بطور قول بیاس کے لکھا ہے-

[2] قول نارد منقولۂ داے تتو اور بیادتند یو اور بیوہار میوکھ-

[3] قول پتامہا منقولۂ داے تتو اور بیادتند یو-

[4] اس فصل کی دفعہ ۸ ملاحظہ کیجاے-

تفصیل اُن مقامات آبی کی جو اس عمل کے لیے موضوع ہین

۵ - نارد نے اُن مقامات آبی کی تفصیل بیان کی ہے جو اس عمل کے لیے موضوع ہین وہ یہ عمل ندی یا سمندر یا بحیرہ یا تالاب یا چشمہ کوہی یا آبگیر یا چشمہ کے اندر کیا جائے" اور پتامہانے اس باب مین یہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ وہ ملزم ایسے پانی مین غوطہ لگاوے جو ٹھہرا ہوا ہو اور نہ بہت عمیق ہو نہ کم گہرا اور اُس مقام پر گھاس اور اشجار آبی اور جونکین اور مچھلیان نہون اور حاکم اعلی کو چاہیے کہ تصدیق غیبی کا عمل اُس پانی سے کرائے جو کوہی چشمون مین جمع ہو نہ خزانہ آب اور نہ اُس دریا مین جسکا پانی تیزی کے ساتھ روان ہو بلکہ یہ عمل ایسے پانی مین کیا جائے جسمین کیچڑ اور تموج نہو" [۱]

لفظ خزانہ آب کے معنی -

۶ - لفظ خزانہ آب سے یہ مراد ہے کہ کسی تالاب یا چشمہ وغیرہ سے پانی تانبے یا کسی اور شے کے حوض مین لایا جائے -

جو شخص پانی مین کھڑا رہے اُسکو چاہیے کہ ایک ستون چوبی ہاتھ مین رکھے

۷ - جو شخص ناف تک پانی مین کھڑا رہے اُسکو چاہیے کہ ایک دھرم استون یعنی ستون متبرک ہاتھ مین رکھے اور رُخ اپنا پورب کی طرف کرے اور وہ ستون ایسے درخت کی لکڑی سے بنایا جائے جو امور پرستش کے واسطے موضوع ہو چنانچہ یہ امر اس قول سے ظاہر ہے کہ وہ ستون متبرک ہاتھ مین رکھکر اور پورب کی جانب رُخ کرکے پانی مین کھڑا رہے" [۲]

بیگناہی کے ثابت کرنے کا طریقہ

۸ - یہ سوال کیا گیا ہے کہ بعد اسکے کیا کرنا چاہیے جواب اسکا یہ ہے کہ وہ غوطہ مارنے کے وقت ایک تیر کمان سے سر کیا جائے اور اسکے اُٹھانے کے واسطے ایک بیک تیز رفتار دوڑے اور تا واپس آنے پیک کے اگر ملزم پانی کے اندر ڈوبا رہے تو وہ قابل براءت ہوگا" [۳]

تصریح -

۹ - جسوقت ملزم پانی مین غوطہ مارے اُسوقت ایک قوی شخص کمان سے تیر سر کرے اور دوسرا شخص جو تیز رفتار ہو اُس مقام پر جاوے جہان تیر گرے

[۱] بیاد تندیو -

[۲] داسے تتو -

[۳] بیوہار میوکھ -

اور اُس تیر کو اُٹھا لاوے اور اگر اُٹھا لانے کے عرصہ تک وہ شخص ملزم کو پانی مین ڈوبا ہوا پاوے تو ملزم مستحق رہائی ہوگا۔

ذکر ایک اور طریقہ کا

۱۰- اس باب مین یہ طریقہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بعد سر ہونے تیرون کے ایک قوی اور تیز رفتار شخص اُس مقام پر جہان دوسرا تیر گرا ہو جاوے اور تیر کو اُٹھا کر اُسی جگہ کھڑا رہے سواے اُس شخص کے ایک اور تیز رفتار و مضبوط آدمی اُس لکڑی کے پاس کھڑا رہے جو نشان کے واسطے قائم کیجاے اور جہان سے تیر سر ہوا اور جب یہ دونون شخص اپنی اپنی جگہ پر قائم ہوجاوین اُسوقت ایک تیسرا شخص اشارۃً تالی بجاوے اور بفور اس اشارہ کے وہ شخص جس سے اس طریقہ تصدیق غیبی کا عمل کرایا جاے پانی مین غوطہ لگائے اور اُسی وقت وہ شخص جو نشان کی لکڑی کے پاس کھڑا ہو اُس مقام پر بھاگ کے جاوے جہان دوسرا تیر گرا ہو اور جب وہ وہان پہونچ جاے تو دوسرا شخص جسنے ابتدا ء تیر اُٹھایا تھا نشان کی لکڑی پاس آجاے اور اگر شخص موخر الذکر اُس مقام پر پہونچ کر ملزم کو پانی مین ڈوبا ہوا نہ پاوے تو ملزم قصوروار قرار دیا جاے گا چنانچہ پتامہ نے اس امر کو بصراحت بیان کیا ہے۔

ذکر اس طریقہ کا بقول پتامہ کے۔

۱۱- وہ یہ ضرور ہے کہ جسوقت ملزم پانی مین غوطہ لگائے معاً ایک پیک تیز رفتار بھی دوڑے یعنی شخص مذکور اُس مقام سے جہان کہ نشان کی لکڑی منصب کی گئی ہو ہدف تیر تک جاوے بعد اُسکے دوسرا ایک تعجیل کے ساتھ دوسرا تیر لے آوے یعنے دوسرا شخص اُس جگہ سے جہان نشان کی لکڑی قائم ہو اُس مقام پر جاوے جہان شخص اول گیا ہو اور اگر شخص ثانی جو تیر اُٹھا لاوے واپس آنے تک ملزم کو پانی سے باہر نہ دیکھے بلکہ اُسمین بالکل غرق پاوے تو بگیناہی تسلیم کی جائے گی۔" سلہ

سلہ واسے تو۔

۱/۱

بیان تیز رفتار کی تعریف۔

۱۲- نارد نے بیان تیز رفتار کی یہ تعریف لکھی ہے کہ "وہ پچاس تیز رفتار شخصوں سے دو ایسے شخص جو نہایت سرعت کے ساتھ چلتے ہوں تیر اٹھانے کے واسطے مقرر کیے جائیں"۔ ؎۱

نشان کی لکڑی کی تعریف۔

۱۳- نشان کی لکڑی طول میں اُس شخص کے کان تک ہونی چاہیے جس پاس سے تصدیق غیبی کا عمل کرایا جاوے اور ہموار زمین پر متصل اُس مقام کے جہاں شخص مذکور غوطہ لگائے نصب کیجائے چنانچہ اس باب میں نارد کا بیان یہ ہے کہ "وہ پاک اور سطح زمین پر نشان کی لکڑی جو طول میں ملزم کے کان تک ہو اُس پانی کے کنارہ قائم کیجاوے جسمیں ملزم غوطہ لگانے والا ہووے"۔ ؎۲

ذکر کمان اور تیر کی پوجا کا۔

۱۴- حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ تین تیر اور بانس کی ایک کمان کی پہلے پوجا کرکے انکو تبرکاً سفید پھول وغیرہ چڑھاوے چنانچہ اس باب میں پتامہا نے یہ کہا ہے "وہ حاکم اعلیٰ کو لازم ہے کہ اول تیروں اور بانس کی کمان کی پوجا کرکے گوگل اور پھول تبرکاً چڑھاوے بعد اسکے رسم ادا کرے یعنی تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کراوے"۔ ؎۳

کمان کے طول اور ہدف کے فاصلہ کا ذکر۔

۱۵- نارد نے کمان کا طول اور ہدف کا فاصلہ اس طور پر بیان کیا ہے کہ "وہ کرور یعنی قوس مہیب کا طول سات سو انگل اور مدھم یعنی متوسط درجہ کی کمان کا چھ سو اور مند یعنی ادنیٰ درجہ کی کمان کا پانچ سو انگل طول ہونا چاہیے اور کمان کے باب میں یہی قاعدہ قرار دیا گیا ہے۔ ؎۴ ایسا شخص جو فن تیر اندازی میں طاق ہو ڈیڑھ سو ہاتھ کے فاصلہ پر نشانہ کا مقام بناوے اور متوسط درجہ کی کمان سے تین تیر چھوڑے اور اور کسی قسم کی کمان کام میں نہ لاوے اور اگر تیر نشانہ کے مقام تک نہ پہونچیں یا اُس سے تجاوز کریں تو تیر انداز کا قصور

؎۱ داے تتو اور بیوہار میوکھ۔

؎۲ داے تتو۔

؎۳ بیوہار میوکھ۔

؎۴ داے تتو بادتندیو۔ بیوہار میوکھ۔

منصور ہوگا "^۱ یا لفظ سات جو ویر وارد ہوا ہے اُس سے کردرھن یعنی قوس نسیب کا طول ایک سو سات اُنگل مفہوم ہو سکتا ہے اور علی ہذا القیاس انسانا جھہ و پانچ سو کو بھی اسی طور پر تاویل ہو سکتی ہے پس اس حساب سے کردرھن یعنی قوس نسیب کا طول چار ہاتھ اور گیارہ اُنگل اور درھم یعنی کمان متوسط کا چار ہاتھ اور دس اُنگل اور مند یعنی ادنیٰ درجہ کی کمان کا چار ہاتھ اور نو اُنگل ہوتا ہے۔

تیر و رت سالے کی ترکیب۔

۱۶- تیر بانس کے بنائے جائیں مگر انکی لوہے کی بھال ہونی چاہئیے یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ وہ محل تصدیق عینی کے۔ "اسلئے ایسا تیر بنایا جائے جسمیں آہنی سنان ہو اور ایسے بانس سے بنایا جائے جسمیں گانٹھیں ہوں اور تیر انداز کو چاہیے کہ تیر کے سر کرنے میں اپنی تمام طاقت صرف کرے "^۲

کیسا شخص تیر انداز مقرر کیا جائے۔

۱۷- جو شخص برت رکھے اور چھتری یا برہمن اور تیر اندازی میں مشاق ہو وہ تیر انداز مقرر کیا جائے اور یہ امر اس قول سے ظاہر ہے کہ وہ چھتری یا برہمن جو فن تیر اندازی کی مشق رکھتا ہو تیر انداز مقرر کیا جائے اور وہ رحیم اور سلیم الطبع ہو اور اُسنے برت رکھا ہو "^۳

دوسرا تیر اُس مقام سے اٹھایا جائے جہاں وہ گرا ہو۔

۱۸- منجملہ تین تیروں کے جو سر کیے جائیں دوسرا تیر اٹھایا جائے اور اس باب میں قول یہ ہے کہ وہ تین تیروں میں سے جو سر کیے جائیں دوسرے تیر کو ایک قوی آدمی اٹھائے "^۴ لیکن شرط یہ ہے کہ تیر اُس مقام سے اٹھایا جائے جہاں وہ گرا ہو نہ اُسکے اُچھلنے کی جگہ سے یعنی تیر کے گرنے کا مقام قابل لحاظ ہے نہ اُسکے اُچھلنے کا اور تیر کے اُچھلنے سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک مقام سے دوسرے تک ٹکرا کر جائے "^۵

۱- قول پتامہا منقولہ داسے تو لیکن بیاد تند یو اور بیوہار میوکھ میں بطور قول نارد کے لکھا ہے۔

۲- قول کاتیائن منقولہ داسے تو و بیاد تند یو و بیوہار میوکھ۔

۳- قول پتامہا منقولہ داسے تو و بیوہار میوکھ۔

۴- داسے تو۔

۵- داسے تو۔

مقام اور زمانہ جو تیر کے سر کرنے کے واسطے موزون نہین ہے -

۱۹ - تند ہوا چلنے کے وقت اور ناہموار زمین پر تیر نہ چلایا جائے چنانچہ اس باب مین پتامہا کا یہ قول ہے کہ " جب ہوا تند اور زمین ناہموار ہو اُسوقت دانشمند تیر نہ چھوڑے نہ ایسے مقامون پر جہین درختون یا اور شے کے ہونے سے انسداد راہ یا زمین ناہموار ہو اور جسپر گھاس اور سنبری اور بیلین اور کیچڑ یا پتھر ہون " [1]

اگر شخص ملزم اُس مقام سے جہاں اُسنے غوطہ لگایا ہو سرک جائے تو وہ مجرم متصور ہوگا -

۲۰ - یہ جو قول اور وارد ہوا ہے کہ " تا واپس آنے تیر کے اگر ملزم پانی کے اندر ڈوبا رہے تو وہ قابل برادت ہوگا " [2] اسکا مقصود یہ ہے کہ جو شخص قبل واپس لانے تیر کے اپنے جسم کو سطح آب پر نمودار کرے وہ مجرم تصور کیا جائے گا اور پتامہا نے اُس شخص کو مجرم قرار دیا ہے جو غوطہ لگانے کے مقام سے سرک جائے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ " اگر ملزم کے جسم کا کوئی جزو بھی نمودار ہو یا اُس مقام سے جہان کہ اُسنے پہلے غوطہ لگایا ہو دوسری جگہ سرک جائے تو وہ کسی حالت مین بیگناہ نہین سمجھا جائیگا " [3]

ضرور ہے کہ مجرم کے کان سطح آب پر نمودار نہون -

۲۱ - یہ جو عبارت اوپر تحریر ہوئی ہے کہ " ملزم کے جسم کا کوئی جزو بھی نمودار ہو " الخ مفہوم اسکا یہ ہے کہ کان کے نیچے تک کوئی مقام اُسکے جسم کا پانی کے اوپر نمودار نہ ہو کیونکہ کان کا ذکر بالتخصیص کیا گیا ہے اور اس باب مین یہ قول ہے کہ " اگر اُسوقت مین جب کہ ملزم پانی کے اندر ہو صرف اُسکا سر دکھائی دے مگر اُسکا کان اور ناک نمودار نہو تو ایسی صورت مین بیگناہی اُسکی تسلیم کرنی چاہیے " [4]

اعادہ قواعد مذکورۂ بالا کا -

۲۲ - جو قواعد کہ پانی کے طریقۂ تصدیق غیبی سے متعلق ہین اُنکا اعادہ اس مقام پر کیا جاتا ہے یعنی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے پہلے نشان کی لکڑی متصل اُس قسم کے مقام آبی کے نصب کیجائے جسکا بیان اوپر ہوا ہے پھر اُس قدر فاصلہ پر

[1] واسے تو وبیا دتند یو -

[2] اس فصل کی دفعہ ۹ معائنہ کیجائے -

[3] قول نارد جیسی منقولہ واسے تو لیکن بیوہار میوکھ مین بطور قول پتامہا کے مندرج ہے -

[4] واسے تو لیکن بیاد تند یو اور بیوہار میوکھ مین بطور قول کاتیائن کے لکھا ہے -

جسکی تصریح ہوچکی ہے ایک نشانہ قائم کیا جاے اسکے بعد نشان کی لکڑی کے قریب تیر و کمان کی پوجا کیجاے بعدہ برن سے پانی مین تصرف کرنے کی التجا کیجاے اور اُسکی پوجا کرکے اخیر مین ہوم کیا جاے اور پھر دھرم اور اور دیوتاؤن کی پرستش کیجاے اور حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ اُس شخص کے سر پر جس سے تصدیق غیبی کا عمل کردیا جاے الزام تحریری باندھکر پانی کی طرف مخاطب ہوکر یہ عمل پڑھے کہ "اے پانی تو جملہ مخلوقات کی زیست کا باعث ہے" اسکے بعد شخص مذکور پانی کی طرف متوجہ ہوکر یہ منتر پڑھے کہ "اے برن امر حق ظاہر کرکے میری براءت کر" بعد ازان اُس آدمی کی طرف جاوے جو ایک ستون کے سہارے سے پانی مین ناف تک کھڑا ہو۔ پھر تین تیر سر کیے جائین اور ایک تیز رفتار رہباک اُس مقام پر جاوے جہان دوسرا تیر گرا ہوا ہو۔ اُسکو اُٹھاوے اور دوسرا آدمی نشان کی لکڑی کے قریب کھڑا رہے تب حاکم اعلیٰ تین مرتبہ اشارۃً تالی بجاوے اور بمجرد اس اشارہ کے ملزم غوطہ لگاوے اور رہباک دوڑے اور تیر لے آوے۔

فصل پانچوین

ذکر اُس طریقہ تصدیق غیبی کا جو زہر سے متعلق ہے

ذکر دوا کے اس طریقہ کے مراسم کا۔

۱- اب وہ قاعدہ بیان کیا جاتا ہے جو زہر کے باب مین ہے اور شرح اُسکی یہ ہے کہ "تو اے زہر برہم سے پیدا ہوا ہے اور راستی کی صفت پر قادر ہے مجکو اس اتہام سے بری کر اور بذریعہ اپنی صفائی کے میرے حق مین آب حیات ہوجا"[1] ملزم کو چاہیے کہ عمل مذکور پڑھ کے سرنگ یا ہمیل جو زہر کھاے اور اگر زہر بلا طاری ہونے علامات شدیدہ کے ہضم ہوجاوے تو یہ ام

[1] قول جاگبلک منقولہ بیر متر و دوائے اور داسے متو۔

اُسکی بیگناہی پر دال ہوگا[۱]

توضیح قول مندرجہ بالا -

۲- ملزم کو چاہیے کہ زہر کی جانب مخاطب ہو کر یہ عمل پڑھے کہ "تو اے زہر" الخ[۲] بعد اسکے وہ زہر کھاوے جو کوہ ہمالہ پر پیدا ہوا یا ایک جانور کے سینگ سے حاصل ہوتا ہے اور اگر وہ بلا لاحق ہونے زہر کی علامت شدید کے اُسکو ہضم کر جاسکے تو وہ بری متصور ہوگا - زہر کی علامات شدید طاری ہونے سے یہ مراد ہے کہ کل جسم کی کیفیت اصلی متغیر ہو جاوے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "زہر کی علامت شدید سے وہ حالت مراد ہے جب کہ کل جسم کی کیفیت اصلی متغیر ہو جاوے"[۳]

زہر کی علامات شدید طاری ہونے کا ذکر -

۳- نظام جسمانی سات اجزا سے مرکب ہے مثلاً پوست و خون و گوشت اور بانی اور ہڈی اور مغز اور نطفہ سے - زہر کی علامات شدید بھی سات قسم کی ہین چنانچہ کیفیت اُنکی بصراحت تمام تنتر مین لکھی ہے اور وہ یہ ہے - اول شدید علامت زہر کی یہ ہے کہ جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جائین اور دوسری یہ کہ بدن پر عرق آوے اور مُنھ خشک ہو جاوے تیسری اور چوتھی یہ ہے کہ بدن کا اصلی رنگ متغیر ہو جاوے اور اُسپر لرزہ طاری ہو پانچوین سلب طاقت اور آواز مین خلل اور ہچکی آنا چھٹی ضیق النفس اور اختلال حواس اور ساتوین مرگ[۴]

ذکر مہادیو کی پرستش کا -

۴- ایسی صورت مین مہادیو کی پرستش ضرور ہے چنانچہ اس باب مین نارد کا یہ قول ہے کہ "وہ عالم اعلی برت رکھکر مہادیو کی پوجا کرے اور اُسکو گل اور اور چیزین بطریق نذر چڑھائے اور منتر پڑھے اور پھر دیوتاؤن اور برہمنون کے روبرو زہر

۱؎ قول جاگیلک منقولہ بیرمتر اودے اور وداے تتو -

۲؎ دفعہ اسمعائنہ کیجاے -

۳؎ بیرمتر اودائے -

۴؎ بیرمتر اودائے و وداے تتو -

طریقے پر عمل کرائے" سلہ

۵ - حاکم اعلی کو چاہیے کہ برت رکھکر مہادیو کی پوجا کرے اور مہادیو کے سامنے زہر رکھے اور بعد اختتام اسکی پرستش کے دھرم اور دیوتاؤن کی پوجا اور ہوم کرے اور ملزم کے سر پر بیان تحریری رکھکر زہر کی طرف اس طور پر مخاطب ہو کہ "اے زہر تجھکو برہم نے واسطے گرفت بدنفسون کے بنایا ہے اپنی صفت اصلی گنہگارون کی نسبت ظاہر کر اور بیگناہ کے حق مین آبحیات ہوجا - اے زہر تو موت کی شکل ہے اور تجھکو برہم نے پیدا کیا تو اس آدمی کو الزام سے بری کر اور بذریعہ اپنی صفت نیک کے اُسکے حق مین آبحیات ہوجا" سلہ

حاکم اعلی کو کیا عمل پڑھنا چاہیے۔

۶ - بعد پڑھنے عمل مذکور کے ملزم کو بٹھا کر اور شمال کی طرف رُخ کراکے زہر کھلایا جاے چنانچہ اس باب مین نارد کا قول یہ ہے کہ "حاکم اعلی کو چاہیے کہ باستقلال طبیعت اپنا رُخ شمال یا مشرق کی طرف اور ملزم کا رخ شمال کی جانب کرکے برہمنون کے روبرو اُسے زہر دے" سلہ

کسطور سے زہر دیا جاے۔

۷ - بٹ سنابہ اور اسی قسم کے زہر ایسی صورت مین دینے کے قابل ہین چنانچہ پتامہا کا یہ قول ہے کہ "وہ سرنگ یا بٹ سنابہ یا ہنج دیا جاے" سلہ

ذکر ان زہرونکا جو اس طریقہ کے واسطے مناسب ہین

۸ - اُس قسم کے زہرون کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو استعمال کے قابل نہین ہین مثلاً یہ لکھا ہے کہ "وہ مصنوعی اور بوسیدہ اور نباتی زہر نہ دیا جاے" سلہ اور نارد نے بھی اس باب مین لکھا ہے کہ "وہ احتیاط سے کہ زہر بریان اور زہر کا جوہر نہ دیا جاے نہ ایسی سے جسکو زہر کا دھوان دیا گیا ہو یا جسمین زہر کی آمیزش ہو اور

کس قسم کے زہرونکا استعمال ممنوع ہے

سلہ بیا بتندیو دواسے تتو -

سلہ قول پتامہا منقولہ بیر متراودائے وبیادتندیو -

سلہ بیر متراودائے ودا سے تتو -

سلہ ایضاً -

سلہ ایضاً -

نہ زہر حیوانی اور نہ وہ زہر جو کدو تلخ وغیرہ میں رکھکر بنایا جاے"۔[۱]

۹- زہر دینے کے وقت نارد نے اس طور پر بیان کیا ہے کہ "وہ زہر حسب مقدار مذکورہ بالا وزن کر کے سرد موسم میں دیا جاے اور جو شخص شاستر سے واقف ہو اُسکو چاہیے کہ دوپہر کے بعد یا علی الصباح یا سر شام یا دوپہر کے وقت نہ دے"۔[۲]

ذکر اُسوقت کا جو زہر کے عمل کے واسطے مناسب ہے۔

۱۰- دیگر موسموں میں مقدار متذکرہ بالا سے کم زہر دینا چاہیے چنانچہ اس باب میں یہ قول ہے کہ "برسات کے موسم میں چار جو کے برابر اور گرمی کے موسم میں پانچ اور موسم سرما میں سات جو کے برابر اور موسم خزاں میں اُس سے کم دینا چاہیے لفظ "اُس سے کم" جو اس جگہ واقع ہوا ہے اس سے چھ جو مراد ہے"۔[۳]

مقدار زہر کھلانے کی موسموں کے بموجب مختلف ہے۔

۱۱- سردی کے موسم میں بھی شامل ہے جب کہ شبنم پڑتی ہو کیونکہ مرکب لفظ سرونی[۴] جو سنسکرت میں اس محل پر واقع ہوا ہے اُس سے دونوں معنی مفہوم ہوتے ہیں جملہ طریقوں تصدیق غیبی کے عمل کے لیے موسم بہار علی العموم مخصوص ہے لہذا اُسی موسم میں سات جو کے برابر زہر گھی میں ملا کر کھلانا چاہیے چنانچہ اس باب میں نارد کا قول یہ ہے کہ "وہ چھٹا حصہ ایک پل کا بیسواں حصہ نفی بیسویں حصہ مذکور کا آٹھواں حصہ زہر کا گھی کے ساتھ ملا کر اُس شخص کو دیا جاے جس سے یہ عمل کرایا جاے"۔[۵]

مقدار زہر کھلانے کے موسم مناسب میں

۱۲- ایک پل چار سون کی برابر ہے چھٹا حصہ پل کا مساوی ہے دس ماشہ اور دس جو کے۔ تین جو کا ایک کرشنل ہوتا ہے اور پانچ کرشنل کا ایک ماشہ

ذکر اوزان کا جس سے زہر کی مقدار دریافت کیجاے۔

---

[۱] بیر متر اودوا لیے وودا سے تتو۔

[۲] بیر متر اودوا لیے۔

[۳] بیر متر اودوا لیے وودا سے تتو۔

[۴] ،، ،، تتو۔

[۵] بیر متر اودوا لیے اور دوا سے تتو۔

اور ایک ماشہ برابر ہے پندرہ جو کے اور دس ماشے ڈیڑھ سو جو کے مساوی ہین اور دس ماشے اور دس جو برابر ہین ایک سو ساٹھ جو کے اور یہی چھٹا حصہ ایک پل کا ہے اور اس چھٹے حصہ ایک پل کا بیسوان حصہ آٹھ جو کے برابر ہے اسمین سے اگر آٹھوان حصہ نکال ڈالین تو ایک جو کم ہو جاے گا اور یہی برابر ہے اس آٹھوین حصہ کے جو پل کے چھٹے حصہ کے بیسوین حصہ سے لیا جاے اور باقی مساوی ہے سات جو کے۔ اسقدر زہر گھی کے ساتھ مخلوط کرکے کھلایا جاے لیکن گھی کی مقدار زہر سے تیس گنی ہونی چاہیے۔

زہر گھی کے ساتھ مخلوط کیا جاے۔

۱۳۔ کاتیاین کا قول ہے کہ وہ صبح کے وقت سرد موسم مین زہر خوب باریک پیس کر تیس گنے گھی کے ساتھ مخلوط کرکے بلا تخصیص سب شخصون کو دینا چاہیے۔ [1] معنی اسکے یہ ہین کہ زہر سے تیس گنا گھی ہو جسمین زہر مخلوط کیا جاے۔

سحر اور تریاق کی نسبت احتیاط کیجاے۔

۱۴۔ جس شخص پر یہ عمل کیا جاے اسکی نگہبانی ضرور ہے تاکہ ساحر اور اور ایسے اشخاص اسکے پاس نہ آنے پاوین چنانچہ اس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ وہ راجہ کو چاہیے کہ جس شخص پر یہ عمل کیا گیا ہو اسکی نگہبانی کے واسطے تین یا پانچ دن رات کے لیے اپنے آدمی مقرر کرے تاکہ اسکی نسبت عملیات ساحری وغیرہ نہ کیے جاین اور اس امر کی تحقیقات کرے کہ شخص مذکور کے پاس کوئی دوا یا منتر یا بوٹی یا معدنی شے چھپی ہوئی نہو جو زہر کے لیے خاصیت تریاق رکھتی ہو۔ [2] قول متذکرہ بالا پتامہا کا ہے۔

زہر کی صفات۔

۱۵۔ زہر کی آزمائش بھی کر لینی ضرور ہے۔ زہر ایسے چاہئین جو جیوانون کے سینگون یا ہمالہ کے پہاڑ سے حاصل ہوے ہون اور وے اعلے قسم کے ہون اور انکی بو اور رنگت اور بھی ایسی ہو جو عوام مین مشہور ہین اور جنکا دور ہونا منترون

[1] بیر متر اودائے ودہ ست تو۔

[2] بیر متر اودائے ودہ ست تو۔

کے ذریعہ سے ممکن نہو[1]

زہر کے اثر کے واسطے زمانہ مقرر کیا گیا ہے

۱۶- زہر کھلانے کے بعد ایک خاص زمانہ تعین کیا گیا ہے یعنی اُسقدر عرصہ کا جسمین کہ ایک شخص پانچ سو مرتبہ تالی بجا سکے اس عرصہ کے گذرنے کے بعد علاج کرنا چاہیے چنانچہ اس باب مین نارد کا قول یہ ہے کہ وہ جس شخص کو زہر دیا گیا ہے اگر اُسکے جسم مین اس عرصہ تک جسمین پانسو مرتبہ تالی بجائی جاوے کسی طرح کا تغیر رنگ نہو تو اُسکو بری تصور کرنا چاہیے اور اُسکا علاج ضرور ہے[2]

ایک عام کیوجہ زمانہ معینہ مذکورہ بالا سے زیادہ عرصہ تعین کیا گیا ہے۔

۱۷- بپتا مہانے زیادہ عرصہ یعنی ایک دن مقرر کیا ہے لیکن تعلق اسکا اس صورت سے ہے جب کہ زہر مقدار مین کم کھلایا گیا ہو- اور اس باب مین قول یہ ہے کہ "زہر کھانے کے بعد اگر دن کے آخر وقت تک اُس شخص کو غش نہ آوے اور وہ قے نہ کرے اور اسکی صورت متغیر نہو تو وہ بیگناہ تسلیم کیا جاوے گا"[3]

رسادہ-

۱۸- حاکم اعلی برت رکھکر اور مہادیو کی پوجا کرکے اور مہادیو کے سامنے زہر رکھکر اور دھرم اور اور دیوتاؤن کی پرستش کرکے اور جس شخص سے یہ عمل کرایا جاوے اسکے سر پر الزام تحریری رکھکر اور زہر کی نیائش کرکے اور اپنا رخ جنوب کی جانب کرکے شخص مذکور کو زہر کھلائے اور شخص مذکور زہر کی نیائش کرکے اُسے کھالے اسی ترکیب کے مطابق یہ عمل کیا جاوے- زہر کے طریقہ کا یہی قاعدہ ہے جو اوپر مذکور ہوا-

فصل چھٹی

ذکر اُس طریقہ تصدیق غیبی کا جو آب متبرک سے متعلق ہے

کسطور سے اس طریقہ پر عمل کرنا چاہیے-

۱- آب متبرک کے طریقہ کا اب ذکر کیا جاتا ہے وہ حاکم اعلے کو چاہیے کہ ہیبت ناک

---

[1] قول نارد منقولہ بیرمتر اودائے ویواد تو-

[2] بیرمتر اودائے ویواد تو-

[3] بیرمتر اودائے-

دیوتاؤن کی پرستش کرکے منجملہ اُس پانی کے جسمین دیوتاؤن موصوف کو غسل کرایا ہو تین چلو پلوائے"[1]

تصریح قول مذکورہ بالا۔

۲۔ "پرستش کرکے" یعنی خوشبودار چیزون اور پھولون وغیرہ سے پوجا کرکے "ہیبت ناک دیوتا" یعنی دُرگا۔ اور آدت وغیرہ ان دیوتاؤن کو نہلا دین اور پانی کو جمع کرین اور حاکم اعلی پانی کی طرف مخاطب ہوکر یہ کہے کہ "اے پانی تو جملہ مخلوقات کی جان ہے"[2] یہ کہکر اُس پانی مین سے تین چلو اُس شخص کو جس سے اس طریقہ پر عمل کرایا جاے پلوائے اور ملزم اُس آب متبرک کو ایک اوریہ منتر مین لیکر یہ عمل پڑھے "اے برن تو اپنی صداقت کے ذریعہ سے مجھے بری کر"[3]

جن سوم کا ذکر اور طریقون کے ضمن میں ہوا ہے اُنکو اس عمل میں بھی ادا کرنا چاہیے۔

۳۔ اول ادا کرنا اُن رسوم کا چاہیے جنکا اور طریقون مین بیان ہوا ہے مثلاً دھرم اور ادر دیوتاؤن کی نیائش و پرستش اور ہوم کا کرنا اور الزام تحریری کا منتر کے ساتھ ملزم کے سر پر رکھنا۔

خاص دیوتاؤں کی پرستش جو خاص اشخاص کے لیے مخصوص ہے۔

۴۔ اُن دیوتاؤن کے باب مین جنکو اس طریقہ کے عمل مین غسل کرانا چاہیے اور نسبت موقع مناسب اور اُن اشخاص کے جو ادا ے مراسم کے لیے مجاز ہین پتامہا نے یہ قواعد لکھے ہین کہ "حاکم اعلی کو چاہیے کہ ملزم کو اُس دیوتا کا پانی پلوائے جسکا وہ خصوصاً معتقد ہو اور اگر وہ شخص کل دیوتاؤن کا بدرجہ مساوی معتقد ہو تو اُسکو پانی پلایا جاے جسمین سورج کی مورت کو غسل دلایا ہو۔ چورون اور اُن شخصون کو جو سپاہی پیشہ ہون وہ پانی پلایا جاے جسمین دُرگا کو اشنان کرایا ہو لیکن برہمن کو کسی صورت مین وہ پانی نہ پلایا جاے جسمین بھاسکر یعنی سورج کو

[1] قول جاگبلک منقولہ سمرتی چندریکا لیکن بیرمترادوا ئے اور بیاد تندیو مین بطور قول کشن کے مندرج ہے۔

[2] یہ قول اور بھی لکھا گیا ہے۔

[3] ایضاً۔

نہلایا ہو درگا کی برچھی اور آدت یعنی سورج کی کرن یعنی منڈل کو پانی مین دھو لینا چاہیے اور علیٰ ہذا القیاس اور دیوتاؤن کے اسلحہ کو بھی "[1] یہ قاعدہ دیوتاؤن کے باب مین ہے

ذکر اُن صورتوں کا جنمیں یہ عمل کیا جائے اور اُن شخصوں کا جنسے یہ کرایا جائے۔

۵- صورت یقینی اور علی العموم شک کی صورتون مین آب متبرک دینا چاہیے اور باہم تصفیہ کرنے کی حالت مین تاکہ دل کا شبہہ رفع ہوجاے "وہ آب متبرک کے طریقہ پر صبح کے وقت برت رکھکر اور غسل کرکے گیلے کپڑے پہنے ہوے ایک دیندار شخص جو افعال بدکاری نہو عمل کرے "[2] "دیندار" سے وہ شخص مراد ہے جو خدا کے وجود کا قائل ہو۔

ذکر اُن شخصون کا جنسے یہ عمل نہ کرایا جائے

۶- جو شخص بدمست یا زانی یا افعال بد کا عادی یا فریبی یا دہریہ ہو اُسکو کوئی عقلمند آب متبرک نہ دیگا۔ سخت مجرم اور بیدین اور احسان فراموش اور نامرد اور کم نسل اور ملحد کو بھی آب متبرک نہ دیا جاے اور نہ اُس شخص کو جسکی نسبت رسوم متبرکہ معمولی عمل مین نہ آئی ہون اور جسکا جنیو نہوا ہو اور نہ غلامون کو[3]

تصریح اُن لفظوں کی جنسے غیر مجاریت ظاہر ہوتی ہے۔

۷- "سخت مجرم" سے وہ شخص مراد ہے جو جرم کبیرہ کا مرتکب ہو "بیدین" یعنے جو اپنی قوم یا گروہ کا مذہب نہ رکھتا ہو اور رافضی ہو "کم نسل" یعنی وہ شخص جسکی مان شریف قوم کی ہو اور باپ ادنیٰ قوم کا۔ لفظ غلامون مین مچھلی والے وغیرہ بھی داخل ہین۔ یہ قاعدہ اُن شخصون کی نسبت ہے جو اس طریقہ پر عمل کرنے کے مجاز نہین ہین۔

حاکم اعلیٰ کی خدمت منصبی کا ذکر

۸- نارد کے قول سے مفہوم ہوتا ہے کہ "حاکم اعلیٰ کو گاے کے گوبر سے کنڈل یعنی دائرہ بنانا چاہیے اور جس شخص سے تصدیق غیبی کا عمل کرایا جاے اُسکا رخ مشرق کی جانب اور اُسے کنڈل کے اندر کھڑا کرکے آب متبرک دے" قول نارد اس باب مین یہ ہے کہ "ملزم کو لاکر اور مشرق کی جانب اُسکا رخ اور کنڈل کے

---

[1] سمرتی چندریکا۔ بیاد تنڈیو۔ بیرمترا اودائے۔ دا سے تو۔

[2] قول منقولۂ بلم بھٹ۔

[3] قول نارد منقولۂ دا سے تو۔

اندر کھڑا کر کے اُسے تین چلو پانی پلوائے۔ ؎۱

۹۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ترازو سے زہر تک جتنے طریقے تصدیق غیبی کے ہیں اُنکے عمل کے انجام میں گنہگاری اور بے گناہی کی تنقیح ہو جاتی ہے مگر ایسا نتیجہ آب ستبرک کے عمل میں ظاہر نہیں ہوتا تو اسکے جواب میں یہ مرقوم ہے کہ "جس شخص پر چودہ روز کے عرصہ میں خدا یا راجہ کی جانب سے کوئی مصیبت سخت نازل نہو بلا شک بیگناہ ہے"۔ ؎۲ جس شخص کی نسبت قبل منقضی ہونے چودہ دن کے کوئی مصیبت یا سخت تکلیف خدا یا راجہ کی طرف سے واقع نہو اُسکو گنہگار تصور کرنا نہ چاہیے اور نہ اُسکو جبر تخفیف تکلیف عائد ہوئی ہو کیونکہ جملہ مخلوق فانی پر تکلیفات خفیفہ عائد ہوتی رہتی ہیں اور لفظ "خدا کی طرف سے" جو واقع ہوا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ صدمہ انسان کی جانب سے نہوئی ہو۔

اگر چودہ روز کے اندر کوئی مصیبت نازل نہو تو گنہگار نہیں ہے۔

۱۰۔ اگر میعاد معینہ کے بعد کوئی مصیبت نازل ہو تو جرم کا اطلاق نہوگا چنانچہ اس باب میں نارد کا یہ قول ہے "کہ اگر شخص کو دو ہفتہ کے بعد کوئی بڑی مضرت پہونچے تو میعاد معینہ کے گذر جانے کے باعث سے اُسکو دانا لوگ ماخوذ جرم نہ تصور کرینگے"۔ ؎۳

اگر میعاد معینہ کے بعد مصیبت نازل ہو تو یہ امر گنہگاری کا ثبوت متصور ہوگا۔

۱۱ "چودہ روز کے اندر" یہ میعاد سنگین صورتوں سے متعلق ہے چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "جرائم سنگین میں اسپر عمل کرانا چاہیے"۔ ؎۴ خفیف صورتوں میں پتامہانے یہ میعاد مقرر کی ہے "خفیف صورتوں میں آب ستبرک پر عمل کرانا چاہیے"۔ میعاد معینہ یہ ہے "جس کسی شخص کو تین یا سات شب یا بارہ روز یا دو ہفتہ کے عرصہ میں کوئی مضرت پہونچے اُسکو

مقدمات جسمیہ میں میعاد معینہ کم ہے۔

؎۱ قول نارد منقولہ بہا دتندیو و وادے تتو۔

؎۲ قول جاگبلک منقولہ بہا دتندیو۔

؎۳ بہا دتندیو اور بیر متر ادد دلیے و وادے تتو۔

؎۴ وادے تتو۔

مجرم تصور کرنا چاہیے؎

کمی و بیشی خفت کے بموجب میعاد معینہ مختلف ہے۔

۱۲۔ امر نالش سنگین ہونے کی صورت میں اُسکی تین قسم کی گئی ہیں اول قسم کی صورت میں تین شب اور دوسری میں سات شب اور تیسری میں بارہ دن کی میعاد مقرر کی گئی ہے؎ تصدیق غیبی کا طریقہ جو آب متبرک سے متعلق ہے اُسکا اس طور پر بیان ہوا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

فصل ساتوین

ذکر اُس طریقۂ تصدیق غیبی کا جو چانول چبوانے سے متعلق ہے

چوری کے مقدمین کس طریقہ پر عمل کرانا چاہیے۔

۱۔ جوگیشر نے پانچ بڑے طریقے تصدیق غیبی کے ترازو سے آب متبرک تک بیان کیے ہیں جنکا اوپر ذکر ہوا لیکن جرائم خفیفہ کے لیے اور طریقہ تصدیق غیبی کے دیگر سمرتیوں میں مندرج ہیں۔ پتامہا کا یہ قول ہے کہ "وہ چانولوں کے طریقہ کے عمل میں لانے کا جو حکم ہے اُسکا بیان میں کرونگا"۔ "چوری کے مقدمہ میں چانولوں کے طریقہ پر عمل کرانا چاہیے نہ اور صورتوں میں اور یہی امر متحقق ہے"۔

ذکر اُن رسوم کا جو اس طریقہ سے متعلق ہیں

۲۔ شالی؎ قسم کے سفید چانولوں کو استعمال میں لانا چاہیے نہ اور قسم کے۔ ایک طاہر شخص چانولوں کو اُس پانی کے ساتھ جس سے سورج دیوتا کی صورت کو اشنان کرایا ہو مٹی کے برتن میں دھوپ میں رکھکر ملادے اور تمام شب اُس برتن کو اُس جگہ رہنے دے بعد ازان حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ شخص ملزم کو جو مشرق کی جانب رخ کر کے کھڑا ہو اور برت رکھکر اور غسل کر کے آیا ہو

؎ سمرتی چندریکا۔ ہیا دتندیو۔ ویرمترا ودائے۔ لیکن واسے تو میں بطور قول جاگبلک منقول ہے۔

؎ شالی علی العموم چانولوں کو کہتے ہیں خصوصاً اُن دو اقسام کے چانولوں کو جو سفید اور سرخ ہوتے ہیں سفید عمیق پانی میں اور سرخ صرف زمین میں پیدا ہوتے ہیں۔

چانول چبوائے اور ایک پتے پر انکو تھکوا دے پتا پیپل کے درخت کا ہو نہ کسی اور درخت کا اور اگر ایسا پتا دستیاب نہو سکے تو بھوج پتر[1] استعمال مین لاوے۔

۳؎ اگر چبے ہوے چانول سے خون لگا ہوا ہو اور ملزم کا منھ اور حلق خشک ہوجاے اور اسکا جسم کانپے تو اسکو گنہگار تصور کرنا چاہیے[2] حاکم اعلے کو چاہیے کہ اس شخص سے جسکے سر پر الزام تحریری رکھا گیا ہو چانول چبوا کر تھکوا دے اُس طریقہ مین بھی دھرم کی ستائش دنیائش اور اور رسوم کا ادا کرنا اسی طور پر چاہیے جیسا کہ اور اور طریقون کے ضمن مین بیان ہوا ہے اور یہ قاعدہ عام کل طریقون تصدیق غیبی سے متعلق ہے۔

جملہ اور رسوم جو دیگر طریقون کے بیان مین مذکور ہوے ہین انکو بھی اس طریقہ مین بھی عمل کرنا چاہیے۔

فصل آٹھوین

ذکر اُس طریقہ تصدیق غیبی کا جو گرم دھات سے متعلق ہے

۱- گرم دھات کے طریقہ تصدیق غیبی کا بیان پتامہا نے اس طور پر لکھا ہے کہ ایک گول پیالہ سونے یا چاندی یا تانبے یا مٹی کا بنوا دے جسکا سولہ انگل محیط اور چار انگل عمق ہو[3] سنسکرت مین جو اس محل پر لفظ منڈل مستعمل ہوا ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ ظرف مدوّر ہوے یہ برتن بیس پل گھی اور تیل سے بھرا جاے اور جب یہ بخوبی گرم ہوجاے تو اسمین ایک ماشہ سونا ڈال دیا جاے بعد از ان ملزم کو چاہیے کہ انگوٹھے اور انگشت شہادت سے اُس سونے کو نکال لے۔ جس شخص کے ہاتھ

کسطور سے اس طریقہ پر عمل کرنا چاہیے۔

---

[1] یہ درخت اُن پہاڑون مین جہان برف پڑتی ہے پیدا ہوتا ہے۔

[2] سمرتی چندریکا دیبا دتندیو بیرمترادوا ئے - داے تتو۔

[3] مصنفان سمرتی چندریکا اور بیادتندیو اور بیرمترادوا ئے اور داے تتو نے اس قول کے معنے دوسرے طور پر لکھے ہین۔

بحرمی کا ثبوت۔

کا نشان اور انہین آبلہ نہ پڑے اور انگلیون کو کچھ ضرر نہ پہونچے وہ اپنی نیکی کے ذریعہ سے بری ہو جاتا ہے "۔ ؎۱

تصحیح۔

۱- قول مذکورہ بالا مین جو لفظ "نکال لے" آیا ہے اُس سے صرف برتن کے اُٹھا لینے سے مراد ہے اُسکو اُٹھا کر ایک جانب پھینک دینا ضرور نہین ہے۔

اس طریقہ کے عمل مین لانے کا ایک اور طور۔

۲- دوسرا طور یہ ہے کہ ایک برتن مین جو سونے یا چاندی یا تانبے یا لوہے یا مٹی کا ہوگا سیکا گھی رکھے اور ایک پاک شخص اُسکو گرم کرے اور ایک ٹکڑا دھات کا جو سونے یا چاندی یا تانبے یا لوہے کا ہو خوب صاف کرکے اور گھی سے ایک بار دھوکر اُسمین یعنی گھی مین جو خوب جوش مین ہو اور جسمین ناخن تک نہ ڈبو یا جا سکے ڈالا جائے اور گھی کی آزمائش کے واسطے اُسمین ایک پتہ آگھ کا جو پرستش کے لیے پاک کیا گیا ہو ڈالے جب کہ اُسکے ڈالنے سے گھی مین آواز سن سناہٹ کی آنے لگے تب حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ گھی کی جانب مخاطب ہو کر اُسے متبرک کرنے کے لیے یہ منتر پڑھے ”اے گھی تو رسوم پرستش کے واسطے نہایت پاک شے ہے۔ اے آگ تو گنہگارون کو بالتخصیص جلا دیتی ہے اور جو بیگناہ ہین اُنکے لیے سرد ہو جاتی ہے“ حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ ملزم سے جو برت رکھکر اور غسل کر کے گیلے کپڑے پہنے ہو اُس دھات کو جو گھی مین ہے نکلوائے۔ بعد ازان مبصرون کو چاہیے کہ ملزم کی انگشت شہادت معائنہ کرین اور اگر اُسپر آبلہ نہ پڑا ہو تو وہ شخص بیگناہ ہے ؎۲ حدنو محرم ؎۳

جملہ رسوم جواں حد تعلق تصدیق غیبی مین ادا کیجاتی ہین وے اس طریقہ مین بھی ادا کیجاتی ہین۔

۴- اس طریقہ مین بھی دھرم کی نمائش اور اور اسی طرح کی رسوم ادا کرنی ضرور ہین۔ اوپر جو منتر گھی کی نسبت لکھا گیا ہے اُسکو حاکم اعلیٰ پڑھے۔

؎۱ مصنفان سمرتی چندریکا اور بیا وتندیو اور بیر متر اودائے وداسے تتو نے اس قول کے معنے دوسرے طور پر لکھے ہین۔

؎۲ سمرتی چندریکا۔ بیر متر اودائے۔ وداسے تتو۔

منتر جو ملزم پڑھے۔

۵ — وہ ”اے آگ تو جملہ مخلوقات کے اندر رہتی ہے“ [۱] یہ منتر وہ شخص پڑھے جس سے تصدیق غیبی کا عمل کرایا جاے —

قول متذکرۂ بالا کی تصریح —

۶ — قول متذکرۂ بالا مین جو یہ عبارت آئی ہے کہ ”انگشت شہادت معائنہ کیجاے“ اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ اسی انگلی سے دھات نکال لیا جاے — یہ مختصر بیان گرم دھات کے طریقہ تصدیق غیبی کا ہے —

فصل نوین

ذکر اُس طریقۂ تصدیق غیبی کا جو دھرم اور ادھرم سے متعلق ہے

ذکر اُن صورتون کا جنمین یہ طریقہ متعلق ہے۔

۱ — طریقۂ تصدیق غیبی جو دھرم اور ادھرم [۲] کے نام سے موسوم ہے اُسکی نسبت پتامہا نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ ”مین اب دھرم اور ادھرم کے طریقہ کو بخوبی بیان کرونگا یہ طریقہ قاتلون اور دیوانی مین نالش کرنے والون اور اُن اشخاص کے لیے ہے جنپر کفارہ لازم ہے“ [۳]

قول کی تصریح —

۲ — ”قاتلون“ سے وے شخص مراد ہین جو مرتکب ہلاکت ہون دیوانی مین نالش کرنے والے“ وے شخص ہین جو جائداد کی بابت نالش دائر کرین ”وہ اشخاص جنپر کفارہ لازم ہے“ یعنی وے جنسے جرائم خلاف اخلاق سرزد ہون —

کس طریقہ سے یہ عمل کیا جاے —

۳ — ”دھرم کی مورت چاندی کی بنائی جاے اور ادھرم کی سیسہ یا لوہے کی“ [۴] معنی اس قول کے یہ ہین کہ ادھرم کی مورت کی نسبت اختیار ہے خواہ سیسہ کی بنائی جاے یا لوہے کی —

---

[۱] سمرتی چندریکا — بیرمترادوائے — دوائے تتو —

[۲] دھرم سے ملک العدل اور ادھرم سے ملک الظلم مراد ہے —

[۳] سمرتی چندریکا بیرمترادوائے — دوائے تتو —

[۴] سمرتی چندریکا اور بیرمترادوائے اور دوائے تتو مین قول پتامہا منقول ہے —

اس طریقہ کے عمل کا دوسرا طور۔

۴۔ پتامہا نے دوسرا طور اس طریقہ کے عمل کا بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "یا حاکم اعلیٰ دھرم کی سفید شکل اور ادھرم کی سیاہ شکل بھوج پتر یا پارچہ مخفص یا اور طرح کے کپڑے وغیرہ پر کھینچے اور اُن پر پنچ انگ[1] سے چھڑکے اور خوشبودار چیزیں اور ہار چڑھاوے۔ دھرم کے ہاتھ میں سفید پھول اور ادھرم کے ہاتھ میں سیاہ پھول دیا جاوے۔ ان دونوں شکلوں کو جنکا اوپر بیان ہوا بناکر دو گولوں کے اندر رکھے اور گولے مساوی قد کے گوبر یا مٹی کے بنائے جائیں اور ایک نئے مٹی کے برتن میں پوشیدہ طور پر رکھدیے جائیں اور یہ برتن کسی جگہ گوبر سے لیپ کر دیوتاؤں اور برہمنوں کے سامنے رکھے جائیں بعد ازاں حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ بطور مرقومہ بالا دیوتاؤں اور لوکپالان عالم کی پرستش کرے"[2]

منتر جو ملزم کو پڑھنا چاہیے۔

۵۔ دھرم کی پرستش کے بعد حاکم اعلیٰ کو الزام تحریر کرنا چاہیے بعد ازاں شخص ملزم یہ منتر پڑھے "اگر میں بے قصور ہوں تو دھرم میرے ہاتھ میں آجاوے اور قصوروار ہوں تو گناہ[3] میرے ہاتھ میں آئے"[4]

مجرمیت یا غیر مجرمیت کا ثبوت۔

۶۔ ملزم کو بلا تامل ایک شکل نکال لینی چاہیے اور اگر وہ دھرم کی شکل نکال لاوے تو وہ بری کیا جاوے گا اور ادھرم کی شکل ہاتھ میں آجانے سے وہ قصوروار متصور ہوگا۔[5] یہ بیان مختصر دھرم اور ادھرم کے طریقہ تصدیق عملی کا ہے۔

---

[1] یہ شے پاک کرنے کے واسطے استعمال میں لائی جاتی ہے اور گھی شہد اور گوبر اور گئو کے پیشاب سے بنتی ہے۔

[2] سمرتی چندریکا اور ویرمترادوداے اور ویواد رتناکر میں قول پتامہا منقول ہے۔

[3] گناہ سے یہاں ادھرم کی شکل مراد ہے۔

[4] قول پتامہا منقولہ سمرتی چندریکا و ویرمترادوداے و وداے تتو۔

[5] ایضاً۔

فصل دسوین

دیگر طریقون تصدیق غیبی کا ذکر

دیگر طریقون کا جو گنہگاری اور بیگناہی کے دریافت کرنے کے لیے استعمال مین لائے جاتے ہین

۱-علاوہ اسکے امر نالش کی سنگینی اور خفت کے بموجب اور بلحاظ تفریق اقوام کے اور طریقون پر بھی عمل کیا جاتا ہے اور انکا بیان منو اور اور عالمون نے کیا ہے اور وے طریقے یہ ہین ۔ "ایک نسک کے مقدمہ مین صداقت کی قسم اور دو نسک کے مقدمہ مین بزرگ شخص کے پانون چھونے کی قسم دلائی جاے اور تین ہون تو نیک افعال کے ثمرہ جاتے رہنے کی قسم اور تین سے زیادہ ہونے کی صورت مین آب متبرک کی قسم دلائی جاے" ۔ حاکم کو چاہیے کہ برہمن کو اُسکی صداقت کی قسم اور چھتری کو اُسکے گھوڑے یا ہاتھی اور ہتھیار دن اور ویش کو اُسکی گاے اور غلہ اور سونے کی قسم دلائے اور اہل حرفہ یا شودر سے یہ قسم لی جاے کہ "اگر جھوٹ بولیگا تو تمام گناہون کے عذاب تیرے سر پر عائد ہونگے"[۲]

بیگناہی کے دریافت کرنے کا طور-

۲-بیگناہی کے دریافت کرنے کا طور منو نے اس طرح بیان کیا ہے کہ "جس شخص پر کوئی مصیبت جلد نازل نہو اُسکی نسبت تصور کرنا چاہیے کہ اُسنے صحیح قسم کھائی"[۳] اور مصیبت کی نسبت یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ "جسپر کوئی مصیبت صوب خدا یا راجہ کی جانب سے نازل نہو"[۴]

زمانہ جو مصیبت نازل ہونے کے لیے معین کیا گیا ہے-

۳-زمانہ جو مصیبت نازل ہونے کے لیے معین کیا گیا ہے وہ مختلف ہے یعنی ایک رات سے تیسری رات تک اور تیسری سے پانچوین شب تک وعلی ہذا القیاس

---

[۱] بیا دتندیو-

[۲] منو فصل ۸- اشلوک ۱۱۳ منقولہ بیا دتندیو و بیر متر اودائے ودداسے تتو-

[۳] منو فصل ۸- اشلوک ۱۱۵ منقولہ بیا دتندیو و بیر متر اودائے-

[۴] ایضاً-

یہ زمانہ بلحاظ سنگینی اور خفت جرم کے معین کیا جاتا ہے۔

فریق مغلوب کی نسبت جرمانہ اور سزا عائد کیجاے۔

۴- جب کہ اُن طریقون کے ذریعہ سے ایک شخص کا سچ اور دوسرے کا جھوٹ متحقق ہوجاے تو مختلف صورتون مین سزا کی نسبت کاتیاین نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ "حاکم اعلی کو چاہیے کہ فریق مغلوب سے جیتنے والے کو ایک سو کا نصف دلوائے اور فریق مغلوب مستوجب سزا ہوگا"۔ [۱]

جرمانہ کی تعداد۔

۵- سزا کا بیان اس طور پر کیا گیا ہے کہ "زہر کے عمل مین ایک ہزار اور پانی کے عمل مین چھ سو اور آگ کے عمل مین پانسو اور ترازو کے عمل مین چار سو اور آب متبرک کے عمل مین تین سو اور چانول چبانے کے عمل مین دو سو اور گرم دھات کے عمل مین ایک سو جرمانہ کیا جاے اور تصدیق غیبی کے صغیر طریقون مین جرمانہ بھی خفیف چاہیے"۔ [۲]

تصدیق غیبی کے طریقون مین جو سزا معین ہے اسکے سوا دوسری سزا بھی دیجاے جسکا سابق مین ذکر ہوا ہے۔

۶- جو سزا کہ تصدیق غیبی کے طریقون کے واسطے معین ہے اُسکے سوا وہ سزا بھی دیجاے جو قول متذکرہ سابق مین مندرج ہے اور وہ قول یہ ہے کہ "اگر مدعی اپنا بیان ثابت کرے اور مدعا علیہ اُس سے منکر ہو اور مغلوب ہوجاے تو مدعا علیہ مذکور زر مدعوہ اور اسی قدر روپیہ راجہ کو ادا کرے"۔ [۳]

۱ بہا دتندیو۔

۲ قول کاتیاین منقول بہا دتندیو۔

۳ باب ۲- فصل ۳- دفعہ ۱ معائنہ کیجاے۔
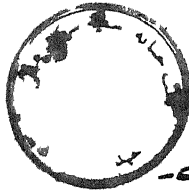
جلد اول تمام شد

جلد دوم

اصول دھرم شاستر

یعنی

بیوستھے جو

پنڈتان عدالت ہاے دیوانی تابع احاطۂ ملک بنگالہ نے بجواب

سوالات مستفسرۂ حکّام عدالتہاے مذکور کے

تحریر کیے

فراہمی اور ترتیب اُن بیوستون کی

بنظر توضیح اصول مندرجہ جلد اول عمل مین آئی

سنہ ۱۸۹۴ع

مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ مین چھاپی گئی

جلد دوم

مضامین کی مختصر فہرست

فہرست مضامین جلد دوم

مضمون	صفحہ

اجارج

استحصال

ب

بھائی

بھائی کی بیوہ

باپ

مضمون	صفحہ
نواسہ	
۱- اگر تین بھائیوں کے وارث ایک بیٹا اور ایک نواسہ اور ایک بیوہ ہوں تو شاستر نہ گا ایک بموجب ہر ایک کو ایک ایک ثلث ملے گا	۴
۲- باپ اور بھائی اور بیوہ اور دختر اور نواسہ جائداد مشترکہ سے کس طور پر حصہ پانے کے مستحق ہیں . . .	۲۲
۳- اگر جائداد پدری دو دختروں کو ورا ثتاً پہونچی ہو اور منجملہ اُنکے ایک دختر پسر چھوڑ کر مرجائے تو اُسکا حصہ اُسکی بہن کو پہونچتا ہے بشرطیکہ بہن کا بیٹا موجود یا پیدا ہونے کا احتمال ہو ورنہ ترکہ متوفیہ کا اُسکے پسر کو پہونچیگا	۴۱
۴- اگر دختر یا دختر کا پسر اور دختر کے پسر کی بیوہ دعویدار وراثت ہوں تو بیوہ کا کچھ حق نہیں ہے دختر اور دختر کا پسر ایک بعد دوسرے کے وارث ہونگے . .	۴۴
۵- نواسہ کے سامنے وہ دختر جو لاولد اور بیوہ ہو وراثت سے محروم رہتی ہے —	۴۵
۶- نواسہ کے سامنے بھتیجے کو حق وراثت نہیں پہونچتا	۴۶
۷- بمقابلہ نواسہ کے بھائی کی بیوہ اور بھائی کے بیٹے کو حق وراثت نہیں پہونچتا ہے -	۴
۸- بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے نواسہ کو پہونچے گی نہ اسکے شوہر کے سوتیلے بھائی کی بیوہ کو مگر بیوہ مذکور مستحق پانے وجہ معاش کی ہے	۴۷
۹- اگر کنبہ علیحدہ ہو تو نواسہ بمقابلہ چچا اور چچا کے بیٹے کے ترکہ پانے کا مستحق ہے -	۴۸
۱۰- دہرم شاستر کی نہایت معتبر کتابوں کے بموجب بھائی کے نواسہ کا کچھ استحقاق نہیں ہے	۵۱
۱۱- جائداد جو عورت کو اُسکے بیٹوں سے ملی ہو وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکے شوہر کے دوسری زوجہ کے بیٹے کو پہونچے گی نہ عورت مذکور کے نواسہ کو . .	۱۱۳
۱۲- دختر کے بعد دختر کا پسر ورثہ پاتا ہے -	۱۰۰
ناکتخدا	
۱- ناکتخدا بیٹی کے سامنے منکوحہ لڑکیوں کا استحقاق نہیں ہے . . .	۴۷

نظائر

دھرم شاستر کے بموجب

باب پہلا

وراثت کے بیان مین

فصل پہلی

بیٹون اور پوتون اور نواسون کا ذکر

مقدمہ ۱- سوال- ایک شخص نے اپنے بھائی پر بدعوے اس امر کے نالش کی کہ بڑے بیٹے ہونے کے استحقاق کے بموجب مجھکو میرے باپ کی جائداد سے حصہ کثیر ملے - اس صورت مین دعوے اُسکا قانوناً درست ہوگا یا نہین -

بڑے بیٹے ہونے کے استحقاق کی روسے بڑا بیٹا حصہ کثیر کا مستحق نہین ہے -

جواب - اس زمانہ یعنی کلجگ مین بڑے بھائی کو اور بھائیون کی نسبت زیادہ حصہ دینا منع ہے چنانچہ قول مرقومہ ذیل مین یہ لکھا ہے کہ —— "کلجگ مین بیوہ کے شوہر متوفی کے بھائی سے بیٹا پیدا ہونا اور لڑکی جسکا ایک مرتبہ بیاہ ہوگیا ہے اُسکا بیاہ دوسری مرتبہ ہونا نہ چاہیے نہ بیل کی قربانی ہونی چاہیے اور نہ عالم دین کو بانی کا گھڑا لیجانا اور نہ بڑے بھائی کو جائداد سے حصہ کثیر دینا چاہیے" -

عدالت اپیل پٹنہ -

۲۹- مارچ ۱۸۱۲ع -

ٹیکو بخش سنگھ بنام فتح سنگھ۔

مقدمہ ۲-س۔ ایک شخص کے دو لڑکے تھے اُنکی وفات کے بعد اُنکی اولاد مین یہ تنازع ہوا کہ بڑے ہونے کے استحقاق کے بموجب بڑے بیٹے کو حصہ کثیر ملے اس صورت مین بڑے بیٹے کی اولاد کو حصہ کثیر ملنے کی قانوناً اجازت ہے یا نہین۔

فیصلہ۔ باپ کو اختیار ہے کہ اپنے مال مکسوبہ کو بیٹون مین غیر مساوی طور پر تقسیم کر دے لیکن اگر اُس نے مال کو اپنے باپ سے ورثہ مین پایا ہے تو وہ اس امر کا مجاز نہین ہے اور اس طور پر تقسیم کرنا ناجائز ہوگا۔ متاکچھرا اور منو کے اصول کے بموجب دادا کی جائداد اراضی اور اور مال مین پوتون کے واسطے حصہ خاص مقرر نہین ہے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہے "مختلف باپون کی اولاد کو باپون کے حصے کے بموجب حصہ ملے گا"۔

چھوٹے بیٹے کی اولاد بڑے بیٹے کی اولاد کے مساوی حصہ پائیگی۔

مقولہ مذکورہ بالا کا مطلب یہ ہے کہ ایک بھائی کے ایک بیٹا ہے اور دوسرے بھائی کے چار ہین تو اُنکی موروثی جائداد سے نصف حصہ ایک بھائی کے بیٹے کو ملے گا اور نصف دوسرے بھائی کے چار بیٹون کو۔ بڑے بیٹے کو باپ کے مال مکسوبہ سے حصہ کثیر ملنے کی بابت منو کا یہ حکم ہے "بڑے بیٹے کو دوچند حصہ ملے اور اُس سے چھوٹے کو ڈیڑھ گنا بشرطیکہ یہ دونون بیٹے باعتبار نیکی اور علم کے اور بیٹون پر صریح فوق رکھتے ہون۔ اور باقی چھوٹے بیٹون کے برابر کے حصے ملین اگر یہ سب اچھی صفات مین برابر ہین تو سب کو مساوی حصہ ملنا چاہیے۔ اس امر مین اس طور پر قانون مقرر کیا گیا ہے"۔

منشا قول مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ بڑے بیٹے کو دو حصہ ملین اُس سے چھوٹے کو ڈیڑھ اور باقیون کو ایک ایک یعنے بڑے بیٹے کے واسطے بیسوان حصہ جائداد کا نکال دیا جاوے گا "یا تو بڑے بیٹے کو حصہ کثیر دے یا اگر اسکی خوشی ہو تو سب کو برابر حصے دے"۔ یہ مسئلہ باپ کے مال مکسوبہ کی غیر مساوی تقسیم کے باب مین ہے

باپ کی وفات کے بعد غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا نارد کے قول کے بموجب منع ہے۔
"باپ کی وفات کے بعد بیٹون کو چاہیے کہ اُسکی جائداد برابر تقسیم کر لین" منشا اس قول کا یہ ہے کہ باپ کی وفات کے بعد بیٹے برابر کے حصہ لین۔ غیر مساوی تقسیم جو شاستر کے خلاف ہے وہ باپ کی رضامندی کی صورت مین بھی نہین ہو سکتی۔

نارد کہتا ہے "اگر باپ کی عقل مین بیماری کے باعث سے فتور آجائے یا غصہ اُسکی اشتعال طبع کا باعث ہو یا وہ بسبب ہونے التفات خاص نسبت کسی زوجہ کے اُسکے بیٹے کو زیادہ عزیز رکھتا ہو تو اُسکو قاعدہ وراثت کے خلاف تقسیم کرنے کا اختیار نہین ہے"

علی ہذا القیاس منو بھی کہتا ہے کہ "والدین کی وفات کے بعد بیٹون کو جائداد اور قرضہ کو برابر تقسیم کر لینا چاہیے" پس چونکہ منو متبرک الوجود نے لکھا ہے کہ باپ اپنی جائداد کو خواہ وہ سونا یا کچھ اور ایسی ہی شے ہو غیر مساوی طور پر تقسیم نہین کر سکتا اسواسطے یہ کہنا کب جائز ہو سکتا ہے کہ پوتے دادا کی جائداد سے غیر مساوی حصہ پاوین "اراضی پر جو دادا کی مکسوبہ ہو اور حقوق معدنیات وغیرہ پر جو راجہ کی طرف سے اُسکے یا اُسکے وارثون کے واسطے مقرر ہون اور غلامون پر جو کاشتکاری کے کام کے واسطے ہون یا درب پر جس سے سونا یا ایسی ہی کوئی اور شے مراد ہے دادا کی وفات کے بعد باپ اور بیٹے کا اختیار برابر ہے"

اس مقولے کے بموجب باپ کو اختیار نہین ہے کہ موروثی جائداد کو اپنے بیٹون مین اپنی مرضی کے مطابق غیر مساوی طور پر تقسیم کرے۔

ضلع فرخ آباد - ۱۹ - دسمبر ۱۸۱۶ء -

مقدمہ ۲ - بی - ایک شخص نے وفات پائی اور تین بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑ مرا اور زوجہ مذکور سب بیٹون کی مان تھی اس صورت مین اگر بیٹے باپ کی جائداد کو جو ایک گھر اور دو دکانون پر مشتمل ہے تقسیم کرین تو بیوہ کا بھی اُس جائداد مین جو اُسکے شوہر کی ہے کچھ حق ہے یا نہین ہے اگر ہے تو اُسکو کس قدر حصہ

لگنا چاہیے -

ج - مالک کی وفات کے بعد تقسیم ورثہ مین اسکے تینون بیٹے اور بیوہ جو سب بیٹون کی مان ہے برابر کے حقدار ہین یعنی اٹھین ست ہر شخص کو وہ رثہ ایک ربع ملے گا - یہ راے شاستر کے بموجب ہے -

فت - تین بیٹے اور ایک بیوہ جو ان کی ماں ہو وقت تقسیم ترکہ کے ہر شخص کو ایک ایک ربع ملیگا -

ضلع مراداباد -

مقدمہ ۴ - س - تین حقیقی بھائی شامل اور بالاتفاق رہتے تھے سب سے چھوٹے بھائی کو خاص اسکے نام سے ایک زمین بطور بخشش ملی لیکن محاصل زمین سے سب بھائی برابر متمتع ہوتے رہے اس صورت مین جملہ بھائی مالک بالاشتراک زمین مذکور کے ہونگے یا کہ وہ صرف اسی شخص کے قبضہ مین جسکو وہ بطور بخشش ملی ہے متصور ہوگی - اگر سب بھائی مرجائین اور دو بڑے بھائیون کے اولاد ذکور نہو لیکن سب سے بڑے بھائی کے نواسہ ہو تو یہ نواسہ جائداد مذکور مین سے کسی قدر حصہ پانے کا مستحق ہے یا دوسرے بھائی کی بیوہ اور اُس شخص کا بیٹا جس نے وہ بخشش حاصل کی تھی بہ محرومی حق نواسہ کے کُل جائداد کے مالک ہونگے -

ج - اگر سب سے چھوٹے بھائی نے بخشش اپنے نام سے اور بذریعہ اپنے زر اور محنت کے بلاشرکت غیرے حاصل کی ہو تو اس صورت مین صرف وہ شخص یعنی سب سے چھوٹا بھائی قانوناً مالک ہے -

اگر جائداد مذکور بذریعہ زر مشترکہ اور محنت جملہ بھائیون کے حاصل کی گئی ہے تو گو جائداد مذکور چھوٹے بھائی کے نام سے ملی ہو تاہم تینون بھائی مستحق برابر کے حصون کے ہین - اگر سب بھائی مرجائین اور دو بڑے بھائیون کے بیٹے نہ ہون تو سب سے بڑے بھائی کا نواسہ اور دوسرے بھائی کی بیوہ اور سب سے چھوٹے بھائی کا بیٹا جائداد کو برابر حصون مین تقسیم کرلینگے کیونکہ جائداد مذکور زر اور محنت مشترکہ کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے - یہ راے بموجب شاستر متعلقہ بنگالہ

فت - اگر تین بھائیون کے وارث ایک بیٹا اور ایک نواسہ اور ایک بیوہ ہو تو تاسہ [illegible] برابر کا ایک ایک ثلث ملیگا -

کے ہے ۔

ضلع ہیرا ۔ ۲۹ جون ۱۸۵۸ء ۔

مقدمہ ۵ ۔ س ۱ ۔ ایک شخص کے تین بیٹے تھے بڑا بیٹا اپنے باپ سے علحدہ ہو کر جدا رہنے لگا بعد ازان باپ مر گیا اس صورت میں صرف دو بیٹے جو اسکے شامل رہتے تھے مستحق اُسکی ارث کے ہین یا کہ تمام بیٹون کو دراثت کا استحقاق برابر حاصل ہے ۔

ج ۱ ۔ اگر باپ نے بڑے بیٹے کو بمرضی و رضامندی جانبین اپنی جائداد مکسوبہ مین سے کسی قدر حصہ دیکر کنبہ سے علحدہ کر دیا ہو تو اس صورت مین باپ کی وفات کے بعد بڑے بیٹے کو منجملہ جائداد مکسوبہ باپ کے بھائیون سے حصہ مزید لینے کا استحقاق حاصل نہین ہے ۔

اگر تین بیٹون مین سے ایک بیٹا جائداد سے علحدہ ہو جاوے اور باپ کے جیتے جی اپنا حصہ لے تو پھر اُسکا جائداد پر کچھ حق نہیں رہتا ہے ۔

ماخذ نارد اور برھسپتی کا قول دا سے بھاگ اور بیاد ھیتا منی مین منقول ہے وہ یہ ہے " حصے جو باپ نے اپنے بیٹون کے لیے مقرر کر دیے ہین خواہ برابر ہون یا کم و بیش اُنکو وہی رکھنے چاہئین ورنہ وے مستوجب سزا ہونگے " باپ نے اگر بیٹون کو برابر یا کم و بیش حصے جائداد کے دیکر علحدہ کر دیا ہے تو یہ تقسیم جائز ہے کیونکہ باپ کل جائداد کا مالک ہے "

س ۲ ۔ اگر باپ نے جدا نہ کیا ہو اور بڑا بیٹا بباعث تنازع کے جو مابین اُسکی زوجہ اور اور کنبے کے لوگون کے ہوا ہو علحدہ ہو گیا ہو تو اس صورت مین بڑا بیٹا باپ کی جائداد سے حصہ لینے کا مستحق ہے یا نہین ۔

ج ۲ ۔ اگر باپ نے کچھ مال اپنے بڑے بیٹے کو نہین دیا ہے اور نہ اسکی کچھ تقسیم کی ہے اور بڑا بیٹا علحدہ رہتا ہے تو اس صورت مین باپ کی وفات کے بعد اُسکے کل بیٹے ترکہ سے حصہ پاوینگے ۔

لیکن صرف علحدہ رہنے سے بیٹے محروم نہین رہ سکتے ۔

جاگبلک سے دا سے بھاگ مین یہ قول منقول ہے " والدین کی وفات کے بعد بیٹون کو جائداد اور قرضہ برابر تقسیم کر لینا چاہیے "

متو- باپ اور ماں کی وفات کے بعد بھائیوں کو چاہیے کہ جمع ہو کر جائداد پدری کو برابر حصوں میں تقسیم کر لیں اور جب تک اُنکے والدین حیات ہوں اُسوقت تک اُنکو جائداد پر کچھ اختیار حاصل نہیں ہے"۔

س ۳- اگر بڑا بیٹا باپ کی جائداد سے مستحق ورثہ پانے کا ہو تو کسقدر حصہ اُسکا جائداد مکسوبہ اور موروثی سے ملے گا۔

ج ۳- باپ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد کو مکسوبہ ہو یا موروثی اُسکے سب بیٹے برابر حصوں میں تقسیم کر لیں۔

بیٹوں کا حصہ برابر ہے

ماخذ- قول منو- دوسرا جواب معائنہ کرو۔

س ۴- اگر بڑا بیٹا باپ سے علیحدہ ہو کر جدا رہے اور بعد اس جدا ہونے کے باپ اپنے اور لڑکوں کے ساتھ شامل رہے اور لڑکے مذکور بحالت ساتھ رہنے اپنے باپ کے کچھ جائداد حاصل کریں تو اس صورت میں ایسی جائداد مکسوبہ بیٹوں میں کس طور پر تقسیم ہوگی۔

ج ۴- بھائیوں کی جائداد مکسوبہ اگر وہ بحالت ساتھ رہنے باپ کے حاصل ہوئی ہو بڑے بھائی کا کچھ حق نہیں ہے بشرطیکہ حصول اُسکا سرمایہ موروثی کے ذریعہ سے نہوا ہو۔

جائداد مکسوبہ جو صرف محنت سے بلا صرف مال موروثی حاصل ہوئی ہو وہ حاصل کرنے والوں کو پہونچتی ہے۔

ماخذ- قول بیاس واسے تو اور دھرم شاستر کی کتابوں میں منقول ہے وہ یہ ہے کہ "وہ ایک شخص جو جائداد موروثی پر تکیہ نہ کرکے اپنی لیاقت کے ذریعہ سے کچھ حاصل کرے تو اُسمیں سے اُنھیں جو شریک ورثہ ہوں کچھ دینا نہوگا اور نہ اُس جائداد سے جو اُسنے علم کے ذریعہ سے حاصل کی ہو۔

س ۵- اگر بڑا بیٹا کنبے کے مکان سے علیحدہ ہو جاوے اور بعد علیحدگی کے بہ ثبوت محنت اپنے اور بیٹوں کے کچھ جائداد حاصل کرے تو ایسی جائداد مکسوبہ میں بڑے بیٹے کا حصہ ہے یا نہیں۔

جائداد مکسوبہ پدری

ج ۵- جو جائداد کہ باپ نے بلا مدد اور بیٹوں کے حاصل کی ہو اُسمیں

بڑا بیٹا حصہ پانے کا مستحق ہے کس واسطے کہ تمام بیٹوں کو باپ سے ورثہ پانے کا استحقاق حاصل ہے۔ ؎

ماخذ۔ بدھائن سے واے تو مین یہ قول منقول ہے ”جبکہ اولاد ذکور موجود ہو تو جائداد اسکو پہونچنی چاہیے“۔

ضلع ندیا۔ ۳۔ دسمبر ۱۸۱۳ع۔

گورنگ پرشاد بنام رام پرشاد پرشاد

مقدمہ ۶۔ س۔ ایک شخص کے چار بیٹے تھے منجملہ انکے ایک اسکے سامنے مرگیا اور ایک بیٹا چھوڑ مرا تھوڑے عرصہ بعد مرنے بیٹے کے اصل مالک نے بھی وفات پائی اب اسکے تین بیٹے ہین اور ایک پوتا۔ اس صورت مین پوتا دادا سے ورثہ پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ پوتا چچاؤن کے ساتھ برابر حصہ پائیگا گو اسکے باپ نے اسکے دادا کے سامنے وفات پائی ہو اس امر مین جاگیمن کا یہ قول ہے ”دادا کی مکسوبہ اراضی یا حقوق خوردونوش یا مال منقولہ مین ملکیت باپ اور بیٹے کی یکسان ہے“

کاتیائن نے اس امر مین یہ بیان کیا ہے کہ ”اگر بیٹا قبل تقسیم مرجاے تو اسکا حصہ اسکے بیٹے کو ملیگا بشرطیکہ اسے کچھ مال اسکے دادا سے نہ ملا ہو۔ پوتا اپنے باپ کا حصہ اپنے چچا سے یا چچا کے بیٹے سے لیگا اور دھرم شاستر کے بموجب حصہ اسی مقدار سے تمام بھائیون کو ملیگا“

ؔ مگر اس راے مین نقص ہے چونکہ یہ مقدمہ بنگالہ کا تھا لہذا اس اقتدار کا جو بنگالہ اور دیگر مقامون مین ہے ذکر کرنا چاہیے تھا اسے بھاگ مین مندرج ہے کہ کتنے کے جن بھائیون نے کہ جائداد کے استحصال مین محنت ذاتی کی ہے انکو انمین سے دو چند حصہ ملیگا اور جنھون نے کچھ کوشش نہین کی ہے انکو صرف ایک حصہ لیکن یہ اقتدار اور مقامون مین جاری نہین ہے عام مسئلہ یہ ہے کہ جب جائداد مکسوبہ بصرف مال موروثی حاصل ہوئی ہے تو بلا لحاظ مقدار ذاتی محنت کے جو ہر ایک نے کی ہو سب بھائیون کو برابر حصہ ملیگا۔

مین سب بیٹے بعد وفات باپ کے برابر مستحق ہین گو انکے استحصال مین انھون نے مدد دی ہو یا نہین۔

پوتے کا حصہ بیٹون کے حصون کے برابر ہے۔

قول عالمان مذکورۂ بالا کے بموجب اگر بیٹا قبل تقسیم جائداد مرجاے تو اسکا بیٹا اپنے باپ کا حصہ پانے کا مستحق ہے -

ضلع بریلی - ۱۹ جنوری ۱۸۵۱ع -

مقدمہ ۷ - س - ایک شخص سات بیٹے چھوڑ مرا تھوڑے عرصہ کے بعد منجملہ انکے چار بیٹے مفقود الخبر ہوگئے اور باقی تین بیٹون نے موروثی جائداد پر قابض ہوکر اہتمام اُسکا ایک بھائی کے سپرد کیا - اس صورت مین متوفی کی جائداد اُسکے تین بیٹون اور پسران مفقود الخبر کے بیٹون کو ملے کی یا نہین -

ج - مورث متوفی کے پوتے جنکے باپ مفقود الخبر ہون متوفی کے بیٹون کے ساتھ بموجب حصص پدری حصہ پانے کے مستحق ہین - اس امر کے باعث سے کہ جائداد کا اہتمام منجملہ اُنکے ایک کے سپرد کر دیا گیا تھا یہ لازم نہین آتا کہ اورون کو جائداد سے محروم رکھا جاے - یہ راے دھرم شاستر کے بموجب ہے -

پسران مفقود الخبر کے بیٹے اپنے چچاؤن کے ساتھ مساوی حصہ پاوینگے -

ماخذ - جبکہ باپ نے وفات پائی ہے الخ دایے بھاگ صفحہ ۹ - اولاد کے حصے بموجب حصص پدری کے مقرر کیے جاتے ہین اور انکی موروثی وجہ معاش کا تلف کرنا امر مذموم تصور کیا گیا ہے ؎

ضلع شاہ آباد - ۲۰ - جون ۱۸۵۱ع -

؎ دھرم شاستر کے بموجب لفظ مفقود الخبر سے قانوناً محروم ہونا جائداد سے مراد ہے یہ محرومی شخص مفقود الخبر کی تاریخ مفارقت گھر سے بارہ برس یا بعض علما کے قول کے بموجب بیس برس بعد قیاس کیجاتی ہے بشرطیکہ اس اثنا مین کوئی خبر شخص مذکور کی نہ ملے اس عرصہ کے بعد وہ متوفی خیال کیا جاتا ہے اور اُسکے وارث اُسکے قائم مقام ہوتے ہین بموجب قول بعض عالمون کے بارہ برس کی میعاد ان مفقود الخبر اشخاص سے متعلق ہے جنکی عمر پچاس برس سے زیادہ ہو اور جو اشخاص کہ اس عمر سے کم ہین اُنکے انتظار کے واسطے بیس برس کی میعاد مقرر کی گئی ہے -

نرنے سندھ کے بموجب شخص مفقود الخبر کے واسطے تین میعاد مقرر ہین - اوائل عمر کے واسطے بیس برس اور متوسط عمر کے واسطے پندرہ سال اور عمر ضعیف کے لیے بارہ سال معین ہین -

ضمیمہ اصول دھرم شاستر صفحہ ۲۴۶ - ۲ -

مقدمہ ۹ ۔ س ۔ ایک زمیندار کے دو بیٹے تھے ایک بیٹا انمین سے چار بیٹے چھوڑ مرا منجملہ انکے دو بقید حیات ہین اور دو نے وفات پائی ہے مگر انکے بیٹے موجود ہین اس صورت مین ہر ایک کس قدر اراضی پانے کا مستحق ہے ۔

ج ۔ اگر شخص مذکور کچھ اراضی اور دو بیٹے چھوڑ مرا ہے اور انمین سے ایک نے جسکے چار بیٹے تھے وفات پائی اور بعد ازان منجملہ اُن چار بیٹون کے دو مر گئے اور دو بقید حیات ہین اس صورت مین اصل مالک کی جائداد کے دو حصے کرنے چاہیین ایک حصہ اُسکے بیٹے کو ملے گا اور دوسرے حصے کی پھر چار تقسیمین ہونگی منجملہ اُنکے دو حصے تو دونون پوتون کو جو بقید حیات ہین ملین گے اور دو حصے پوتون متوفی کے وارثون کو ۔ اگر پوتون متوفی مین سے ایک کے بہت لڑکے ہین اور دوسرے کے کم تو اس صورت مین ہر ایک انمین سے اپنے باپ کے حصے کے مطابق ورثہ پاوے گا

پوتے نے جنکے باپ اور پر پوتے جنکے باپ اور دادا مرگئے ہون بیٹون کے ساتھ مال موروثی حصہ بپاپ کے ملنے ناہ دین

مقدمۂ مذکورۂ بالا مین اس امر کا تصریح بیان نہین ہے کہ چار بیٹے کتنے عرصہ سے غیر حاضر تھے اگر مدت معینہ انتظار سے زیادہ عرصہ تک مفقود الخبر تھے تو انکے حصون کے مستحق انکے بیٹے ہین ورنہ بموجب دھرم شاستر مشتہرہ بنارس ہر ایک بیٹے کو اسکے پدری حصہ سے صرف نصف حصہ ملنے کا استحقاق ہے اور بیٹے مستحق اس امر کے بھی ہین کہ باقی نصف حصہ کا اہتمام کرین کیونکہ انکا استحقاق دادا کی جائداد پر بین حیات باپ کے متاچھرا کے قول کے بموجب تسلیم کیا گیا ہے اس باب مین قول یہ ہے جو جائداد کہ ہبہ یا فتح یا کسی اور مثلاً تجارت و کاشتکاری و نوکری وغیرہ کے ذریعہ سے دادا کو حاصل ہوئی ہو تو اسپر باپ او بیٹے کی ملکیت کا ہونا ایک معروف امر ہے لہذا اصلی تقسیم ہو سکتی ہے کیونکہ استحقاق دونون کا برابر اور یکسان ہے اور اسی وجہ سے تقسیم اُسکی باپ کی مرضی کے مطابق نہین ہو سکتی اور نہ وہ انمین حصہ دے سکتا ہے ۔ اگر دھرم شاستر مروجہ بنگالہ کے بموجب انکو اپنے باپ مفقود الخبر کے حصہ کا صرف اہتمام کرنے کا استحقاق حاصل ہے اور وے اپنے چچاؤن کو تقسیم حصص کے واسطے مجبور نہین کر سکتے کیونکہ انکا استحقاق تا وقتیکہ انکے باپ کی قانونی یا اصلی وفات واقع نہو معطل رہتا ہے ۔

مقدمہ ۹ - مسن مدعی کے دادا کے نو لڑکے تھے (ا) - (ب) - (ج) - (د) (ر) - (س) - (ص) - (ط) - (ع) - جو اسکی وفات کے بعد جائداد پر قابض ہوئے - منجملہ اُنکے تین بیٹے (ا) - (ب) - (ج) - بلا اولاد ذکور مر گئے بعد از ان ان بھائیون مین سے ایک بھائی (د) بھی مرگیا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا جو بحیثیت شوہر کے قائم مقام ہوئی اور ضلع اور پرو ونشل کورٹ کی ڈگریون کے بموجب - ملے

تین بھائیون متوفی مذکورہ بالا یعنی (ا) - (ب) - (ج) کی جائداد باقی پانچ بھائیون (د) و (ر) و (س) و (ص) و (ط) و (ع) نے آپس مین تقسیم کرلی - مدعی اب دعوی کرتا ہے کہ دھرم شاستر کے بموجب (ا) و (ب) و (س) کی بیوون کی وفات کے بعد جائداد مذکورہ مین جو اُنکے حصص جائز تھے وے ورثتاً مدعی کے باپ (ر) اور چچا (س) کو ملنے چاہیئے تھے کیونکہ وے بوقت مرنے بیوون مذکورہ بالا کے زندہ تھے اور اور تین بھائی اُسوقت بقید حیات نہ تھے اور اسی وجہ سے اُنکے وارثون کو بھی (ا) و (ب) و (ج) کی جائداد کے ورثہ پانے کا استحقاق نہ تھا اس صورت مین شاستر متبعہ بنگالہ اس باب مین کیا ہے -

جواب - (ج) کی وفات کے بعد جبکہ کوئی وارث اسکا ماں تک نہو تو اُسکی جائداد غیر منقولہ و منقولہ اسکے حقیقی بھائیون (ا) و (ب) کو پہونچنی چاہیے اور اُنکی وفات کے بعد جبکہ اُنکے کوئی وارث پروتے تک نہو تو اُنکی جائداد جو اُنکو اپنے باپ اور بھائیون سے ورثہ مین ملی ہے اُنکی بیوون مین برابر تقسیم ہو جانی چاہیے اور بیوون کی وفات کے بعد جبکہ اُنکے کوئی وارث شوہر کے حقیقی بھائیون تک نہو تو جائداد مذکور جو اُنھین اُنکے شوہرون سے ورثہ مین ملی تھی اُنکے شوہرون کے سوتیلے بھائیون (ر) و (س) کو ملنی چاہیے کیونکہ اُنکے شوہرون کے

حق وراثت صرف ہاصلہ ہونیسے قرار دیا -

واضح ہو کہ ان مقدمات مین یہ ڈگریان بباعث غلط فہمی اصول دھرم شاستر کے صادر ہوئین کیونکہ دھرم شاستر کی رو سے جو بنگالہ مین مروج ہے جملہ صورتون مین بیوہ کو بھائی پر ترجیح ہے -

بقیہ سوتیلے بھائی (ص) وا ط ا و ر ع ا فسل وفات بیٹوں کے ہوگئے تھے - لہذا انکے بیٹوں کو کچھ دعوی ورثت کا نہیں پہونچتا - (۱) و س الی وفات کے بعد انکے بیٹے ورثہ پائینگے نہ (ص) ورط) و ر ع انکے بیٹے - یہ راے وا ے بھاگ او ر دا ے تو اور دا ے کرم سنگرہ ادر اور کتابوں مروجہ بنگالہ کے موجب ہے -

ماخذ - کتابوں مذکورہ بالا مین اقوال مرقومہ ذیل منقول ہین -

جاگیولک ’’زوجہ اور بیٹیان اور والدین بھی اور بھائی اور علی ہذا القیاس انکے بیٹے اور گوترج اور بندھو‘‘

کاتیاین ’’لاولد بیوہ جو پاک دامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے شامل ہو تو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو - بیوہ کے بعد اسکی جائداد کو اُسکے ورثہ پائینگے‘‘

دیول ’’بعد ازان حقیقی بھائی اس بھائی کے ترکہ کو یا اسکے اولاد ذکور تقسیم کرلین اگر برادران حقیقی نہون تو سوتیلے بھائی جو متوفی کی قوم سے ہون مستحق قائم مقامی کے ہین‘‘ دا ے کرم سنگرہ -

دیول ’’جبکہ باپ مرجائے تو بیٹے باپ کی جائداد کو تقسیم کرلین‘‘

صدر دیوانی عدالت - ۱۶ - جولائی ۱۸۱۵ء -

مقدمہ - ا - س - ایک شخص کے دو زوجہ تھین اور دونون سے ایک ایک بیٹا تھا - سنہ ۱۲۱۱ فصلی مین دونون بیٹون کے باہم تنازع واقع ہوا اور باپ نے جائداد موروثی غیر منقولہ سے کہ اراضی متعلقہ جسکی غیر منقسم تھی اور صرف اُسی پر اسکی معاش کا مدار تھا کسی قدر اپنے پاس رکھکر باقی مال پر اپنے بیٹون کو بحصص مساوی قابض کرادیا مگر ادا کرنا زر مالگزاری اور تحریر ہونا رسیدات و دیگر کاغذ متعلقہ اہتمام جائداد کا باپ کے نام سے جاری رہا - سنہ مذکورہ بالا سے بڑی زوجہ کا بیٹا اپنے بھائی سے علیحدہ رہنے لگا - اور بعد اسکے کہ باپ نے جائداد کو اس طور پر اپنے دونون بیٹون کے حوالہ کردیا اُسکے ایک اور بیٹا چھوٹی زوجہ سے

پیدا ہوا اسوجہ سے اُسنے ایک دستاویز بہ گواہی گواہان بہ ترمیم انتظام سابق اس مضمون سے مرتب کی کہ چونکہ ملکیت موروثی مین تینون بیٹون کا برابر حصہ ہے لہذا اُنکو چاہیے کہ اپنے اپنے حصون پر قابض ہون چنانچہ بموجب اس دستاویز کے تیسرے بیٹے نے جو نابالغ ہے اپنے سوتیلے اور حقیقی بھائی پر عدالت مین نالش کی کہ میرا حصہ اُنسے دلوا دیا جاے اس صورت مین جملہ موروثی غیر منقولہ جائداد کو تینون بھائی تقسیم کر کے اُسپر قابض رہینگے یا نہین۔

ج۔ نالش جو نابالغ بھائی نے جسکی عمر سولہ برس کی نہین ہے اپنے سوتیلے اور حقیقی بھائی پر بابت ایک ثلث جائداد موروثی غیر منقولہ کے دائر کی ہے قابل سماعت نہین ہے چنانکہ سانکھہ کا قول ہے۔ کہ "جائداد کے تقسیم کی اُسوقت اجازت ہے جبکہ ورثا سن بلوغ کو پہونچ جائین۔ مرد کی نابالغی کا اختتام سولھوین سال گذر جانے کے بعد ہے"

ماخذ۔ جاگیلاک۔ "اگر باپ اپنے بیٹون مین جائداد کو تقسیم کرے تو اُسے اختیار ہے کہ حصہ کثیر ایک کو دیدے اور دوسرے کو کم اور وہ چاہے تو بڑے بیٹے کو اُسکا حصہ خاص بھی دے یا جائداد کو سب بیٹون مین برابر حصون مین تقسیم کر دے"

منو کا قول یہ ہے کہ "وہ حصے جو باپ نے اپنے بیٹون کے لیے مقرر کر دیے ہین خواہ برابر ہون یا کم و بیش اُنکو وہی قائم رکھنے چاہیین ورنہ مستوجب سزا ہونگے" [1]

پس جبکہ نابالغ سولہ برس کی عمر کا ہو جائے تو اُسکو بموجب اُس انتظام کے جو باپ نے بعد ازان کیا استحقاق حاصل ہوگا کہ غیر منقولہ جائداد سے ثلث حصہ کا دعوی کرے اور اپنے حقیقی اور سوتیلے بھائیون سے اُسپر قبضہ لے نہ پیشتر اسکے۔ [2]

ضلع سارن۔ ۲۹۔ نومبر ۱۸۱۶ء۔

ف۔ نابالغ بھائی کا یہ استحقاق نہین ہے کہ جائداد مشترکہ جو بھائیون کے قبضہ مین ہو اپنے حصہ پر قابض ہونے کا دعوی کرے۔

---

[1] یہ قول منو کا نہین ہے بلکہ برہسپتی کا ہے دایے بھاگ کے صفحہ ۵۰ کو دیکھو۔

[2] راے مذکورہ بالا کی طرز تحریر سے یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ جائداد کی تقسیم تا وقتیکہ ایک نابالغ ہو

مقدمہ ۱۱۳۰ – ایک شودر کے کنبہ مین چار بھائی تھے اور ایک بہن اور بڑے بھائی کے
ایک بیٹا کنیزک سے تھا اور بہن کے ایک بیٹا تھا جو اُسکے شوہر کی عدم موجودگی مین جبکہ
وہ کسی ملک غیر مین رہتا تھا شخص غیر کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا - تینون بھائی
لاولد مر گئے اب دو شخص یعنی بڑے بھائی کا بیٹا اور بہن کا بیٹا جائداد کا دعوےٰ
کرتے ہین اس صورت مین منجملہ ان دو شخصون کے کسکو چارون بھائیون کی جائداد
مذکور پہونچے گی -

ج - صورت مذکورہ بالا مین اگر کوئی وارث نواسہ تک نہو تو چونکہ کنبہ شودر کا ہے
لہذا کل جائداد بڑے بھائی کے بیٹے کو جو کنیزک سے ہے ملے گی بہن کا بیٹا مستحق وراثت
کا نہین ہے -

شودر کا بیٹا جو کنیزک سے ہو اس صورت مین جبکہ کوئی وارث نواسہ تک نہو ترکہ پائیگا۔

جاگبلاک کا قول جو متاچھرا مین منقول ہے یہ ہے کہ وہ بیٹا جو کنیزک سے ہو

مشترکہ جائداد موجود ہو یا وہ سن بلوغ کو نہ پہونچ جائے نہین ہوسکتی ہیں اگر ایک شخص ورثاء بالغ اور نابالغ
چھوڑ مرے تو اس سے بالضرورۃ لازم نہین آتا کہ شخص مذکور کی جائداد تا وقتیکہ نابالغ سن بلوغ کو پہونچ جائے
اُسکے وارثون مین تقسیم نہین ہوسکتی کیونکہ اگر ورثاء بالغ اپنی موروثی جائداد کو تقسیم کرنا چاہین تو وے
اُسکو بھائی کی نابالغی مین تقسیم کرسکتے ہین - بخلاف اسکے وے شخص جو بالغ ہین بغرض کے وہی
نابالغ کے جسکو اپنے کام کے اہتمام کا قانوناً مجاز نہین ہے جائداد مشترکہ کو تلف یا کسی اور
طور پر علٰحدہ کرین تو اس صورت مین بھی نابالغ کو اختیار ہے کہ جائداد کی تقسیم کے واسطے ولایتاً
نالش کرے اور بھائی اس صورت مین نابالغ کے حصہ کو اُسکے ولی کے حوالہ کردینے کے واسطے
مجبور کیے جاسکتے ہین تاکہ نابالغ کے حصہ کو اُسکے ولی یا حاکم وقت کے حوالہ کرین اور حصہ
مذکور اُسکی سپردگی مین رہے گا تا وقتیکہ نابالغ سن بلوغ کو نہ پہونچے مگر کسی صورت مین نابالغ
کی جائداد کا اہتمام جب تک وہ بالغ نہو جاوے اُسکے ذمہ سپرد نہین کیا جاسکتا ہے اور
مسئلہ جو اس جگہ لکھا گیا ہے منشاء اسکا صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ مجاز اس امر
کا نہین ہے کہ جائداد مشترکہ سے اپنے حصہ پر قابض ہونے کے واسطے خود نالش
دائر کرے -

وہ بھی باپ کی رضامندی سے حصہ پاسکتا ہے۔ لیکن اگر باپ مرگیا ہو تو اُسکے صحیح النسب بیٹون کو چاہیے کہ اپنے غیر صحیح النسب بھائی کو بقدر نصف حصہ کا کرین اور اگر بھائی نہون تو بشرط نہونے باپ کے نواسہ کے وہ کُل جائداد کا وارث ہوگا۔ [1]

ضلع ہوگلی۔ ۳۔ مارچ ۱۸۷۶ء۔

بختیار سنگھ بنام بہادر سنگھ وغیرہ۔

مقدمہ ۱۲۔ س۔ ایک شخص نے اپنی اراضی مکسوبہ سے نصف زوجہ کے بیٹون کو دیدی اور نصف اپنے پاس رکھکر اُنسے علیحدہ ہوگیا اور مشمول اپنے بیٹے کے جو دوسری زوجہ سے تھا رہنے لگا۔ اُسکی وفات کے بعد اُسکے سب بیٹے اُسکی جائداد کے برابر حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین۔

[1] دھرم شاستر کے بموجب کسی شودر شخص کا غیر صحیح النسب بیٹا جو کنیزک سے ہو ورثہ پاسکتا ہے مگر تین اعلی قومون سے کسی قوم کا غیر صحیح النسب لڑکا نہین پاسکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ مذکورہ بالا مین طرفین شودر تھے لیکن یہ امر بالتصریح نہین لکھا ہے کہ بڑا بھائی قبل یا بعد وفات ایک بھائی یا سب چھوٹے بھائیون کے مرگیا یا کہ وہ عورت جسکے بطن سے مدعی پیدا ہوا پندرہ قسم کے غلامون مین سے تھی یا کہ صرف مدخولہ۔ اگر عورت اُس شخص کی کنیزک تھی اور تینون چھوٹے بھائی بڑے بھائی کے سامنے مرگئے تو اس صورت مین اُسکا بیٹا جو کنیزک سے ہے مستحق کُل ورثہ کا ہوگا۔ بخلاف اسکے اگر ایک بھائی یا ایک سے زیادہ نے بڑے بھائی کی موت کے بعد وفات پائی ہے تو غیر صحیح النسب لڑکا مستحق دعوی کرنے صرف اُس حصہ کا ہوگا جو اُسکے باپ کا تھا کیونکہ شاستر مین نہین یہ حکم نہین ہے کہ شودر کا بیٹا جو کنیزک سے ہو قرابتاً ورثہ پاوے۔ اگر وہ عورت اُسکی کنیزک نہ تھی تو لڑکا جو اُسکے اور اُس شخص کے صلب سے پیدا ہوا ہے مستحق وراثت نہین ہے لیکن صرف وجہ معاش کا دعوی کرسکتا ہے اور کسی صورت مین بھتیجے کو جو بصورت مذکورہ بالا پیدا ہوا اپنے ماموں کی جائداد پر استحقاق وراثت حاصل نہین ہے۔

بیٹے جو جائز طور پر باپ سے علیحدہ ہو گئے ہون اُنکو بعد وفات باپ کے اُس بیٹے سے جو باپ کے ساتھ رہتا ہو دعویٰ وراثت نہین پہنچتا ہے

ج- صورت متذکرۂ بالا مین تقسیم جائداد جو باپ نے کی جائز متصور ہوگی بشرطیکہ
اُسنے بحالت اختلال حواس جو بیماری وغیرہ کے باعث سے لاحق ہوا ہو یا بوجہ
ناراض ہونے کسی متبنٰی سے یا کسی ماں یا زوجہ کے بیٹے کی جانب داری کے
باعث سے ایسا نہ کیا ہو کیونکہ اگر منجملہ ان صورتون کے کوئی صورت ہو تو اُسکے
بیٹے اُسکی جائداد سے برابر حصہ پانے کے مستحق ہین ورنہ اُسکی وفات کے بعد اُن
بیٹون کو جو اُس سے اُسکے حین حیات علیحدہ ہو گئے ہون کچھ دعوے وراثت
نہین رہتا ہے —

ضلع خنگل محال - ۱۹ جنوری سنہ ۱۸ء -

مقدمہ ۳۱- س- اگر کسی خاص ملک مین تقسیم جائداد کا یہ دستور قدیم ہو کہ بڑے
بیٹے ہونے کے استحقاق کے بموجب اُسکو حصہ کثیر دیا جاوے تو یہ دستور باوجود اس امر
کے کہ بڑے بیٹے کے استحقاق کی نسبت زمانۂ حال یعنی کلجگ مین ممانعت ہے جائز
تصور کیا جاوے گا یا نہین - جواب اس سوال کا بموجب دھرم شاستر متشیدہ بہار کے
مطلوب ہے —

ج- باوجودیکہ بڑے بیٹے کے استحقاق کی نسبت کلجگ یعنی زمانۂ حال مین ممانعت
ہے تاہم اگر کسی خاص ملک مین زمانۂ سلف اور قدیم سے تقسیم جائداد غیر منقولہ وغیرہ
کے باب مین یہ دستور ہو کہ بڑے بیٹے کو حصۂ کثیر دیا جاوے تو یہ دستور قدیم جو باجازت
اور منظوری باشندگان ملک مذکور کے مروج ہو جائز متصور ہوگا - یہ راے بموجب
بیادتند پوادر میترودے اور بیوار میوکھ اور راج مارتنڈ اور اور کتابون
مروجۂ بہار کے دی گئی ہے —

ماخذ دستور ملکیہ

ماخذ اول - دستور جو خاص اضلاع اور قومون اور خاندانون کے واسطے
مخصوص ہین اُنکو جائز رکھنا چاہیے ورنہ لوگون کو تکلیف ہوگی - ہند کے اضلاع
جنوبی مین برہمن موسیری اور ممیری بہن کے ساتھ بیاہ کرتے ہین اور اضلاع
مغربی مین دستکار اور اور لوگ جو اپنے تئین داخل مذہب ہنود بیان کرتے ہین

گاے کا گوشت کھاتے ہین۔ مشرقی اضلاع کے ہندو مچھلی کھاتے ہین اور اُنکی ازواج زنا کی مرتکب ہوتی ہین۔ شمالی اضلاع مین عورت شراب پیتی ہین اور مرد جبکہ عورت بحالت ناپاکی یعنی استحاضہ کے ہون مقاربت کرتے ہین۔ برہسپتی کا قول بباذ ننذیو اور ہیر منرووداے اور ہیوہارمیوکھ اور اور کتابون مین منقول ہے۔

ماخذ راے مرکوزہ بالا۔

دوم ایک ملک کا دستور ضرور ہے کہ ابتداے مقرر ہوا ہو اور جو مقرر ہو وہ اُس ملک مین جائز تصور کیا جاے۔ ماہرین قانون جو دانشمند ہون عوام کی مرضی کے خلاف عمل نہین کرتے ہین لہذا دستور مروجہ جاری رہنا چاہیے۔ یہ قول مراج ماتنداکا ہے۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۲۴ ستمبر ۱۸۱۲ء۔
شیو بخش سنگھ اپیلانٹ بنام فتح سنگھ رسپانڈنٹ۔

فصل دوسری

بیوہ کے بیان مین

مقدمہ ا۔ اس۔ اگر ایک لاولد برہمن مرجائے اور ایک زوجہ اور مان چھوڑ مرے اس صورت مین قاعدہ وراثت کے بموجب ان دونون مین سے کسکو اُسکی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ پہونچتی ہے اور درصورت بالاتفاق رہنے بیوہ اور مان کے وراثت کا کیا قاعدہ ہے اور اگر علحدہ رہتی ہون تو کیا دستور ہے۔

بیوہ اپنے شوہر کی جائداد پر بمحرومی ساس کے قائم مقام ہوتی ہے۔

ج۔ درصورت نہونے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے بیوہ کو اپنے شوہر کی جائداد پر استحقاق ملکیت حاصل ہے اور یہی قاعدہ ہے خواہ مان بالاتفاق رہتی ہو یا علحدہ مان کو جبتک کہ اُسکے بیٹے کی بیوہ موجود ہے کسی صورت مین استحقاق وراثت حاصل نہین ہے یہ راے مطابق دھرم شاستر کے ہے۔

ضلع جانگانون۔ ۱۲ مئی ۱۸۱۲ء۔

مقدمہ ۲ - س - ایک شخص نے وفات پائی اور ایک زوجہ اور ایک حقیقی بھائی چھوڑ مرا پس بموجب دھرم شاستر کے متوفی کی جائداد بیوہ کو پہونچے گی یا بھائی کو اور بھائی اُس بیوہ کو نان نفقہ دے گا۔

بنگالہ مین بیوہ کے سامنے بھائی کا حق وراثت نہین ہے۔

ج - درصورت نہونے وارثون کے پرپوتے تک بیوہ شاستر بنگالہ کے بموجب جائداد شوہری پر اپنے حین حیات قابض رہتی ہے خواہ وہ اراضی ہو یا کسی اور قسم کی اور تا حیات بیوہ کے شوہر کے بھائی کا کچھ استحقاق وراثت نہین ہے۔

نانذ برہسپتی "وہ بیوہ ایک متوفی شخص کی جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہو اپنے شوہر کے حصہ پر قابض ہو گو اُسکے شوہر کے رشتہ دار اور باپ اور مان اور حقیقی بھائی موجود ہون"۔

برہت منو "لاولد شخص کی بیوہ جو پاکدامن ہو اور فرائض دینی کی پابند ہے اپنے شوہر کا سرادھ وغیرہ کرے گی اور اُسکو شوہر کی کل جائداد حاصل ہوگی۔

جاگبلک "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین و بھائی وغیرہ الخ"

بشن "جائداد اُس شخص کی جسکی اولاد ذکور نہو اُسکے بعد اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اگر زوجہ نہو تو بیٹیون وغیرہ کو الخ" یہ راے دائے بھاگ وغیرہ کے بموجب دی گئی ہے۔ سلہ

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۱۹ اگست ۱۸۱۸ء -

سلہ راے مذکورۂ بالا بموجب مسئلہ مجاریہ بنگالہ کے دی گئی ہے بنارس اور دیگر مقامات مین اگر کنبے کے لوگ بالاتفاق رہتے ہون تو بیوہ مستحق وراثت نہین ہے بلکہ بھائی وارث ہوتا ہے مگر کل مسائل دھرم شاستر کے بموجب اس امر مین اتفاق ہے کہ بیوہ کو جائداد شوہری پر اختیار غیر محدود حاصل نہین ہے اُسکو صرف حق حین حیات حاصل ہوتا ہے وہ اُسے بیع یا کسی اور طور پر منتقل نہین کر سکتی الا امور خاص کے واسطے۔ اور اُسکی وفات کے بعد وہ جائداد اُسکے شوہر کے بھائی یا اور وارثون کو ملے گی مقدمہ اور مقدمات ہبہ اور بیع کو معائنہ کرو۔

مقدمہ ۲ – میں - اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور ایک سوتیلا بھائی چھوڑ مرے اور بعد اُسکی وفات کے بیوہ دینی عصمت کو ہاتھ سے دے اور اُسکے ایک طفل ایک غیر قوم کے شخص سے پیدا ہو مگر بھائی کا چلن اپنے مذہب کے مطابق ہو تو اس صورت مین منجملہ ان دونوں کے متوفی کے ترکہ پر کسکو حق وراثت پہونچتا ہے - اگر بیوہ مذکور حین حیات اپنے شوہر کے ایک شخص غیر کے ساتھ ہم بستر ہوئی ہو اور بدین وجہ گھر سے نکال دی گئی اور بدنام ہوئی ہو تو ایسی بیوہ کو ترکہ شوہر پانے کا استحقاق ہے یا نہین –

ج - عام مسئلہ یہ ہے کہ عفیفہ بیوہ ایسے شخص متوفی کی جسکے کوئی وارث پر پوتے تک نہو اُسکی قائم مقام ہوتی ہے - لیکن اگر وہ بعد وفات اپنے شوہر کے پاکدامن نہ رہے تو وہ مستحق قائم مقام ہونے کی نہین ہے اور اسوجہ سے بیوہ کا ایسی صورت مین استحقاق اُسکے شوہر کے سوتیلے بھائی کے سامنے خارج ہوجاتا ہے علیٰ ہذا القیاس اُس صورت مین بھی جبکہ اُسنے اپنے شوہر کے جیتے جی خلاف عصمت عمل کیا ہو - داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین بپابندی اس مسئلہ کے حوالے مندرج ہین –

فاجرہ کے حقوق اُسکے شوہر کی جائداد پر نہین رہتے ہین -

ماخذ برہسپتی "اگر شوہر زوجہ کے سامنے مرجاے تو جائداد شوہر کی بیوہ کے حصہ مین آتی ہے" یہ ایک قاعدہ قدیم ہے[1]

کاتیاین "بیوہ کو اپنے شوہر کی جائداد کا ورثہ ملنا چاہیے بشرطیکہ وہ عفیفہ ہو - اور اور ازدواج لاولد حنکا چلن درست ہو اُنکو بھی پرورش ضرور ہے لیکن جو فاجرہ ہین اُنکو نکال دینا چاہیے اور علیٰ ہذا القیاس اُنکو بھی جو فاسدہ ہین"[2]

برہسپتی متوفی لاولد شخص کی بیوہ جو پاکدامن اور فرائض دینی کی پابند رہے وہ اپنے شوہر کو پنڈ و پانی دے گی اور اُسکو شوہر کا کل حصہ حاصل ہوگا -

---

[1] داے بھاگ ص ۱۵۹ -

[2] متاپھرا ص ۲۶۳ -

نارد ویہ لیکن وہ زوجہ جائداد شوہر می پانے کے لائق نہوگی جس سے افعال ناشائستہ مضر اپنے شوہر کے سرزد ہوں یا جسکو پاس حیا نہو یا جو اپنے شوہر کے مال کو تلف کرے یا بدکاری کے باعث سے اپنے شوہر کے نام پر عمداً داغ لگائے"

ضلع ہوگلی۔

مقدمہ ۴-س- دو بھائی تھے اُنمین سے ایک مرگیا اور اُسکی اولاد مین بیٹے تھے جو ابتک بقید حیات ہین اور دوسرا بھائی ایک بیٹا چھوڑ مرا بعد ازان وہ بھی ایک زوجہ چھوڑ کر مرگیا زوجہ فاحشہ ہوگئی اس صورت مین وہ شوہر کی جائداد ورثتاً پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر نہین تو اُسکے شوہر کا مال کسکو پہونچے گا۔

ج اگر اُسکا بدکار ہونا فی الواقع ثابت ہوجاوے تو شوہر کے مال پر اُسکا کچھ حق نہین ہے اور اُسے شوہر کے گھر سے نکال دینا چاہیے اور شوہر کی جائداد اگر اُسکے وارثون مین چچا تک بھی کوئی نہو تو اُسکے چچا کے بیٹے کو پہونچے گی۔ یہ راے بموجب اقوال مندرجہ داے بھاگ وغیرہ کے ہے۔

فاحرہ شوہر کے گھر سے نکال دیجاسکتی ہے۔

ضلع چوبیس پرگنہ- ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۱۶ء۔

مقدمہ ۵- راجہ بھوال دیو نے وفات پائی اُسکے چار بیٹے مسمی بابو بشیر بخش دیو اور بابو دل گنجن دیو اور بابو اہلاد سنگھ دیو اور بابو سبھ ناتھ سنگھ دیو تھے منجملہ اُسکے ... بابو بشیر بخش دیو مرگیا اور اُسکے ایک نابالغ لڑکا اور دو زوجہ تھین بڑی زوجہ کا نام رانی شیو راج کنور اور چھوٹی کا نام رانی ربھی مال کنور تھا بعد ازان نابالغ لڑکا بھی فوت ہوا۔ اہلاد سنگھ دو بیٹے مسمیان ہرک ناتھ اور بجے ناتھ وارث چھوڑ مرا۔ اخیر کو دل گنجن سنگھ ایک زوجہ مسماۃ گلاب کنوری چھوڑ کر مرگیا سبھ ناتھ سنگھ ابھی تک بقید حیات ہے اس صورت مین دل گنجن دیو کی جائداد اُسکی بیوہ گلاب کنوری کو پہونچے گی یا اُسکے بھائی سبھ ناتھ سنگھ کو یا اُسکے بھتیجون ہرک ناتھ اور بجے ناتھ کو۔

ج۔ اگر دل گنجن سنگھ بیٹا یا پوتا یا پرپوتا چھوڑ مرا ہو گر اُسکی بیوہ گلاب کنوری

اگر جائداد کی تقسیم

اور اُسکا بھائی شبھو ناتھ سنگھ اور اُسکے بھتیجے ہرک ناتھ اور جے ناتھ زندہ ہون تو اُس صورت مین اُسکی جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر صرف اُسکی بیوہ مستحق قائم مقام ہونے کی ہے بشرطیکہ جائداد تقسیم ہو چکی ہو۔ اگر بھوابل دیو اپنے چار بیٹے ایشر بخش و دل گنجن و اہلاد و شبھو ناتھ چھوڑ مرا ہے اور اُسکی جائداد منقسم نہین ہوئی ہے تو اس صورت مین دل گنجن کے حصہ کا وارث اُسکا حقیقی بھائی شبھو ناتھ ہوگا اور اُسکی بیوہ مین حیات صرف خورو پوش پانے کی مستحق ہے۔ یہ راے متا چھرا اور اور دھرم شاستر کی کتب کے مطابق ہے جو مغربی اضلاع ہند مین مروج ہین۔

ماخذ۔ زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو" قول جاگبلک منقولہ متاچھرا۔

"اُس شخص کی جائداد جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اگر زوجہ نہو تو دختران کو اگر دختر بھی نہو تو باپ کو اور اگر باپ بھی مرگیا ہو تو ماں کو اور ماں نہو تو بھائیون کو اور بعد اُنکے بھائی کے بیٹون کو ملے گی"۔ قول ایضاً منقولہ متاچھرا۔

"جاگبلک وغیرہ کے قول سے جو یہ قاعدہ کہ زوجہ کو جائداد ملے گی مستنبط کیا گیا ہے اُس سے بھائی کی بیوہ مراد ہے جو کنبے سے علیحدہ رہتا تھا" متاچھرا"۔

منو "بعد از ان قریب تر رشتہ یعنی سپنڈ کو ورثہ ملے گا"

صدر دیوانی عدالت۔ ۱۰ مئی ۱۸۲۴ء۔

بابو ہر پرکاش سنگھ بنام بابو دل گنجن دیو۔

مقدمہ ۹۔ ایک شخص جسکے قبضہ مین موروثی زمینداری اور اور جائداد تھی تین بیٹے چھوڑ مرا بعد وفات باپ کے تینون بیٹے بالاشتراک اور بالاتفاق ملک مذکور سے متمتع ہوتے رہے تھوڑے عرصہ بعد اُنمین سے ایک مرگیا اور ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ مرا اسوقت تک ملک مذکور پر بالاشتراک سب قابض تھے

ہو گئی ہے نوٹ دھرم شاستر مجموعہ شاستر کے بموجب شدہ سے بھائی کی وارث ہوگی لیکن در صورت نقسیم کے بیوہ کا حق بھائی کے سامنے خارج ہو گا اور دونو صورتوں میں بھائی کا بھائی کے بیٹوں کے حق کی نسبت مقدم ہے

اُسکے مرنے کے بعد اُسکی بیوہ نے اپنا حصہ جائداد منقولہ کا حاصل کر لیا اور اب وہ زمینداری سے ایک ثلث کا دعویٰ کرتی ہے - اس صورت مین جائداد موروثی غیر منقولہ و غیر منقسمہ سے وہ مستحق پانے اپنے شوہر کے حصہ کی ہے یا نہین -

ج - صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کو زمینداری غیر منقسمہ سے کچھ حصہ پانے کا استحقاق حاصل نہین ہے -

ماخذ - بدھائن بعد بیان کرنے تمہید اور اس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے یہ لکھتا ہے کہ " وہ مستحق ترکہ کی نہین ہے کیونکہ عورات اور اشخاص جنکے حواس خمسہ مین سے کوئی حواس یا عضو نہو تو ترکہ پانے کی مجاز نہین ہین " -

نارد " اگر منجملہ بھائیون کے کوئی بھائی لاولد مرجائے یا کسی مذہبی فرقہ مین داخل ہو تو باقی بھائیون کو چاہیے کہ اُسکی جائداد کو باستثنائے استری دھن آپس مین تقسیم کرلین اور اُسکی عورات کی پرورش کے واسطے بشرطیکہ وے پاکدامن رہین وجہ معاش مقرر کرین " -

ضلع سارن - ۲ مارچ ۱۸۱۵ء -

مقدمہ ۷ - س ۱ - اگر ایک شخص باپ اور بھائی و زوجہ اور دختر اور نواسہ چھوڑ مرے تو اس صورت مین جائداد مکسوبہ متوفی سے ہر ایک منجملہ ان اشخاص کے کسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے -

ج - اگر متوفی نے جائداد مذکور بغیر صرف کرنے سرمایہ پدری کے حاصل کی ہو اور زوجہ اور دختر اور نواسہ اور باپ اور بھائی چھوڑ مرا ہو تو جائداد مکسوبہ مذکور کے چار حصہ کرنے چاہیین منجملہ اُنکے دو حصے باپ کو پہونچینگے اور دو اُسکی زوجہ کو چنانچہ کاتیائن کہتا ہے کہ " باپ اپنے بیٹے کی جائداد مکسوبہ سے نصف یا دو چند حصہ پاتا ہے " لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے ساتھ رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو -

بموجب دھرم شاستر متمشہ بنارس کے اُس بھائی کی بیوہ کو جو بالاتفاق رہتا ہو اپنے شوہر کی جائداد پر کچھ حق نہین ہے -

باپ اور بھائی اور بیوہ اور دختر اور نواسہ جائداد مشترکہ سے کس طور پر حصہ پانے کے مستحق ہین -

بیوہ کے بعد اُسکی جائداد کو اُسکے وارث پاوینگے اگر جائداد مذکور بامداد مال موروثی حاصل کی گئی ہے اور کاسب کے بعد اشخاص مذکورہ بالا بقید حیات ہون تو نصف اُس جائداد سے جو مکسوبہ بیٹے کی ہے باپ لیگا اور دو حصے باقی کا بیوہ کو ملینگے اور ایک حصہ اُسکے بھائی کو پہونچے گا۔

س ۲- اگر ایک شخص بالاتفاق اپنے دو بھائیون کے روپیہ کچھ جائداد منقولہ وغیر منقولہ بذریعہ یا بلا ذریعہ مال موروثی کے حاصل کرے اور وہ باجازت اپنے باپ کے مال مکسوبہ اور موروثی جائداد کو بھائیون مین باہم تقسیم کرے اور تقسیم باضابطہ ہوجائے اور ہر ایک بھائی کی جانب سے دستاویز تحریر ہو بعد ازان بھائی مذکورہ بالا اپنے باپ کے حین حیات مرجائے تو اس صورت مین صرف اُسکی بیوہ اور دختر اور نواسہ کو اُسکی جائداد پہونچے گی یا کہ اُسکے بھائیون کا بھی اُسمین کچھ حق ہے۔

ج ۲- صورت مذکورۂ بالا مین صرف بیوہ مستحق پانے ترکہ شوہر کی ہے۔

س ۳- اگر بھائی مذکورۂ بالا نے بلا رضامندی باپ کے اپنے بھائیون سے اتفاق کرکے جائداد موروثی اور اپنے مال مکسوبہ کی تقسیم بذریعۂ دستاویزات باضابطہ کے کی ہو اور باپ نسبت جواز دستاویزات تقسیم کے معترض ہوا ہو اور وہ اپنے باپ کے روبرو مرجائے تو درصورت مرجانے باپ کے بھی بھائی مذکور کی جائداد منجملہ اُسکی زوجہ اور دختر اور نواسہ اور بھائیون کے کسکو پہونچے گی۔

ج ۳- صورت مذکورۂ بالا مین بھائی اُسقدر جائداد کے مستحق ہونگے جو موروثی ثابت ہو اور جو جائداد کہ متوفی کی مکسوبہ ہو اور سرمایۂ پدری کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو اُسمین سے نصف بھائی لینگے کیونکہ وہ حق اُنکے متوفی باپ کا ہے اور باقی نصف سے دو حصے بھائی متوفی کی زوجہ کو ملینگے اور ایک ایک حصہ بھائیون کو پہونچے گا۔ اگر جائداد صرف متوفی ہی کی مکسوبہ ہے اور اُسکے حاصل ہونے مین سرمایۂ پدری صرف نہین ہوا ہے تو اس صورت مین جائداد مذکور سے بعد وفات باپ کے نصف حصہ جو اُسکا حق تھا بھائیون کو ملے گا اور باقی حاصل کرنے والے

صورت مین بھائی کا حق بیوہ کے سامنے خارج ہے۔

تقسیم ملک باہم بیوہ اور اُسکے شوہر کے بھائیون کے جبکہ شوہر اپنے باپ کے سامنے مرگیا ہو۔

کی زوجہ کو ہو پہنچے گا -

س ۴ - دختر اپنی مادر کے ہین حیات بابت ترکۂ پدری کے چچا پر ورثتاً نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین -

ج ۴ - دختر حین حیات اپنی مان کے چچا پر واسطے ترکۂ پدری کے ورثتاً نالش کرنے کی مجاز نہین ہے -

دختر حین حیات اپنی ماں کے ورثتاً نالش نہیں کر سکتی ہے -

س ۵ - ایک بیوہ نے بدعوی ترکۂ شوہری کے شوہر کے بھائیون پر نالش کی اور بعد ازان ایک وثیقہ ابرا لکھ دیا اُسکی روسے بیوہ نے صرف اپنے ہی حقوق شوہر کے بھائیون کو نہ دے دیے بلکہ متوفی کی دخترون اور نواسون کے بھی - اس صورت مین دختر کو بابت حصہ جائداد مشترکۂ پدر متوفی کے اپنی مان اور چچاؤن پر نالش کرنے کا اختیار ہے یا نہین -

ج ۵ - اگر بیوہ نے شوہر کے بھائی کے نام نالش کی ہو اور بعد ازان دختر اور نواسہ کو اپنے حق سے محروم رکھنے کے واسطے اُسنے وثیقہ ابرا تحریر کر دیا ہو تو دختر مجاز ہے کہ بغرض تنسیخ دستاویز مذکور کے مان اور چچاؤن پر نالش کرے - بیوہ کو منتقل کرنا کسی جائداد کا باستثنا خاص اپنی جائداد کے قانوناً منع ہے -

ماں اگر کوئی ایسا امر کرے جس سے دختر اپنے حق سے محروم ہے تو وہ نالش کرنے کی مجاز ہے

اس قسم کے انتقال سے موروثی وجہ معاش تلف ہوجاتی ہے چنانچہ قول ہے کہ "وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو پیدا ہون اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے اور تلف کر دینا اُنکی موروثی وجہ معاش کا ایک امر مذموم متصور کیا گیا ہے" -

ضلع ہوگلی - ۸ - جولائی ۱۸۵۱ء -

مقدمہ ۸ - س ۱ - ایک شخص دس برس قبل وفات اپنے باپ کے اپنے گھر کو چھوڑکر ملک غیر مین جا کر رہا اور جب سے مفقود الخبر ہے اس صورت مین اُسکی زوجہ نور اً بعد مرگ پدر شوہر کے شوہر کے دو سوتیلے بھائیون پر بابت اپنے حصۂ شوہری کے جو اُسے ترکۂ پدری سے ملتا نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین -

عورت کو جسکا شوہر مفقود الخبر ہو شوہر کے حصہ جائداد پدری کے دعوی میں پہونچتا ہے

ج ۱۔ مفقود الخبر شخص کی زوجہ کو بابت حصہ شوہری جائداد موروثی کے دعوے کرنے کا استحقاق نہیں ہے لیکن شوہر کے بھائیون پر زوجہ مذکور کے لیے خورو پوش کا سر انجام کرنا ضرور ہے [1]

س ۲۔ دھرم شاستر کے بموجب بعد انقضاے کس قدر زمانہ کے شخص مفقود الخبر متوفی متصور کیا جائے گا۔

مفقود الخبر کے واسطے بارہ برس کا زمانہ مقرر ہے بعد ازان اسکا مرجانا قیاس کیا جاتا ہے

ج ۲۔ اگر ایک شخص ملک غیر کو چلا جاے اور بارہ برس تک اسکی کچھ خبر نہ ملے تو بعد انقضا اس زمانہ کے متوفی متصور کیا جائے گا اور اس کے وارثون کو لازم ہے کہ رسوم میت اسکی نسبت ادا کرین۔ اگر وے رسم ادا نہ کرینگے تو گنہگار ہونگے [2]

قول منو ہے اور اُنکی لاولد ازواج کی اگر وے نیک رو ہین پرورش کیجاے لیکن جو فاجرہ ہون اُنکو نکال دینا چاہیے اور علی ہذا القیاس اُنکو بھی جو مفسد ہون۔ [3]

شہر پٹنہ ۱۰۔ اگست سنہ ۱۸۰۷ع۔

مقدمہ ۹۔ س ۱۔ ایک شخص کے دو زوجہ سے اولاد تھی یعنی پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور دوسری سے دو بیٹے تھے یہ تینون بھائی شامل اور بالاتفاق بطور ایک کنبے کے رہتے تھے تھوڑے عرصہ بعد منجملہ انکے ایک بھائی جو پہلی زوجہ سے تھا کسی غیر ملک کو چلا گیا بیس برس سے اُسکی خبر نہ ملی اور اُسکی زوجہ اُسکے بھائیون کی حمایت مین رہی اور انھین کے اہتمام مین جائداد بھی تھی اب مفقود الخبر شخص کی زوجہ اپنے شوہر کے حصہ کا دعوی کرتی ہے اس صورت مین وہ مستحق اپنے حصہ شوہری کی ہے یا صرف وجہ معاش مناسب کی۔

---

[1] دھرم شاستر نگالہ کا ایسا نہیں ہے۔

[2] مقدمہ ۲ جہ بیٹون وغیرہ کے باب مین ہے معائنہ کرو۔

[3] قول جاگیلک مِتاچھرا کے ص ۲۲۹ مین دیکھو۔

ایسے شخص کی زوجہ کو جو تیس برس سے مفقود الخبر ہو اپنے شوہر کے حصہ کا جائداد مشترکہ سے موافق شاستر بنارس کے حق نہین پہنچتا ہے-

ج ۱- اگر شخص مفقود الخبر کی زوجہ شوہر کے بھائیون کے شامل اور بالاتفاق ایک کنبے
مین تیس برس تک رہتی ہو تو بموجب دھرم شاستر متشیہ بنارس کے اسکا دعوی قابل سماعت
اور جائز نہین ہے -

ماخذ- یدھاتن بعد بیان کرنے تمہید اور اس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کی مستحق
ہے بیان کرتا ہے کہ وہ ترکہ کی مستحق نہین ہے کیونکہ عورات اور ایسے اشخاص جن کے
حواس خمسہ سے کوئی حواس یا عضو نہو ترکہ پانے کے مجاز نہین ہین"

اس امر کی نسبت مباحثہ کرنا ضرور نہین ہے کہ ایسے شخص کی زوجہ کو جو تیس برس سے
مفقود الخبر ہو منجملہ جائداد اراضی مشترکہ و موروثی کے حصہ شوہری سے کسی طرح کا استحقاق
ہے یا نہین-

" نارد- اگر بھائیون مین سے کوئی بھائی لاولد مرجائے یا کسی مذہبی فرقہ مین داخل ہو
تو باقی بھائیون کو چاہیے کہ اسکی جائداد کو باستثناء استری دھن آپس مین تقسیم
کرین اور اسکی عورات کی پرورش کے واسطے بشرطیکہ وے پاکدامن رہین وجہ
معاش مقرر کرین"-

س ۲- بنگالہ مین اس امر کی نسبت کیا قاعدہ ہے-

قانون بنگالہ کے بموجب اسکا حق ہے-

ج ۲- دھرم شاستر متشیہ بنگالہ کے بموجب بیوہ مستحق پانے حصہ شوہری
کے ہے-

ضلع سارن-

مقدمہ ۱- س- ایک شخص کے دو بیٹے تھے (ا) و (ب) بڑا بیٹا (ا) باپ کے
سامنے مرگیا اور ایک زوجہ اور ایک بیٹا چھوڑ مرا بعد ازان باپ نے وفات پائی اور
اسکے وارث یہ تھے (ب) اور اسکی زوجہ اور (ا) کا بیٹا اور اسکی زوجہ شخص متوفی کے پاس
جائداد قسم اراضی سے بھی تھی تھوڑے عرصہ بعد (ب) بھی اپنی زوجہ اور بھائی کی بیوہ اور بیٹا
چھوڑ کر فوت ہوا- اس صورت مین (ب) کی جائداد سے بڑے بیٹے کے بیٹے اور زوجہ کو اور
چھوٹے بیٹے کی زوجہ کو کسقدر حصہ ملے گا-

اگر بھائی کا بیٹا اور زوجہ دعویدار ترکہ ہون تو بموجب شاستر مروجہ بنارس کے بھائی کا بیٹا بحالت شرکت خاندان کے ورثہ پائیگا و زوجہ مستحق [illegible] ہوگی۔

ج۔ اگر باپ کی وفات کے وقت (ا) کا بیٹا اور زوجہ اور (ب) کی زوجہ بطور خاندان مشترک کے بالاتفاق رہتی ہون تو بموجب شاستر کے صرف (ا) کا بیٹا مستحق جائداد کا ہے لیکن اسکو لازم ہے کہ (ب) کی زوجہ کو خور و پوش حسب حیثیت دے اور اگر وے سابق مین علیحدہ رہتے تھے اور (ب) کی جائداد علیحدہ تھی تو اس صورت مین (ب) کی زوجہ کو وہ جائداد ملے گی جو اسکے شوہر کو ورثتاً پہونچی تھی (ا) کی زوجہ کو حق ورثت حاصل نہین ہے لیکن اسکے بیٹے پر اسکے واسطے وجہ معاش مناسب کا سر انجام کرنا لازم ہے۔

ضلع مراد آباد

درگا پرشاد بنام کھوما وغیرہ۔

مقدمہ ۱ س۔ تین زمیندارون مین سے دو مر گئے اور ہر ایک کی زوجہ زندہ تھی اور تیسرا دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا۔ متوفیان کی بیوہ او بیٹے موروثی اراضی پر بالاشتراک قابض رہے بعد ازان بڑے بھائی کی بیوہ مر گئی اسکے بعد تیسرے بھائی کا بڑا بیٹا رحلت کر گیا اور ایک زوجہ اور ایک بھائی جو بعد ازان لاولد مر گیا چھوڑ مرا۔ بالآخر دوسرے بھائی کی بیوہ فوت ہوئی اب صرف تیسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ اور اسکے شوہر کی پدری نسل کے پانچوین پیڑھی کی اولاد مین ایک شخص بقید حیات ہے۔ اس صورت مین شاستر کے بموجب منجملہ ان دونون کے کون مستحق زمینداری مذکور کا ہے۔

بیوہ [illegible] پانچوین پیڑھیون کے ترکہ پانے کی مستحق نہیں ہوسکتی۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین بیوہ کو اپنے سپنڈیون کے ورثتاً ترکہ پانے کا کچھ استحقاق نہین ہے۔ حوالہ مرقومۂ ذیل داے بھاگ مین مندرج ہین۔ بدھائن بعد بیان کرنے تمہید اس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے یہ لکھتا ہے کہ "وہ مستحق ترکہ کی نہین ہے کیونکہ عورت اور ایسے اشخاص جنکے حواس خمسہ سے کوئی حواس یا عضو نہو ترکہ پانے کے مجاز نہین ہین" اس بیان سے کہ "وہ مستحق ترکہ کی نہین ہے"۔ یہ مراد ہے کہ عورت اپنے سپنڈ اور ایسے ہی

رشتہ دار کے وارث ہونے کی مجاز نہین ہے پانچوین درجہ کا سپنڈ مستحق وراثت ہے۔

اسی امر مین منو کا قول بھی واسے بھاگ مین مندرج ہے وہ یہ ہے ‘‘بعد ازان ورثہ قریب تر رشتہ دار سپنڈ کو پہونچتا ہے’’ کلوک بھٹ نے فقرۂ مذکورۂ بالا کی یہ شرح کی ہے کہ سپنڈون سے جو کوئی قریب تر ہو مستحق وراثت کا ہے۔ لفظ سپنڈ ساتوین شخص یعنی اعلےٰ یا اسفل کی چھٹی پیڑھی تک کی اولاد پر حاوی ہے یہی امر ایک اور قول منو سے بھی جو اُسی نسخہ مین مندرج ہے ظاہر ہے۔

‘‘اور واضح ہو کہ واسطہ سپنڈون یعنی اُن شخصون کا جنکے باہم پنڈ دینے کا تعلق ہے ساتوین شخص یعنی اعلیٰ یا اسفل کی چھٹی پیڑھی تک رہتا ہے اور سمند کون یعنی اُن شخصون کے ساتھ جنکے باہم پانی دینے کا تعلق ہے صرف اُس حالت مین باقی نہین رہتا جبکہ اُنکا حسب و نسب اور گوت معلوم نہو’’۔

متوفی سپنڈون کی وراثت کے سپنڈ اسوجہ سے مستحق ہین کہ وے اُن متوفیون کی روح کو پنڈ و پانی دے کر فائدہ پہونچاتے ہین مگر سپنڈون کی ازدواج ایسی وراثت کی مستحق نہین ہین۔ یہ امر واسے بھاگ اور واسے تتو اور کرم سنگرہ اور دیگر کتابون کے بموجب ہے۔ [1]

ضلع میمن سنگھ۔

[1] اگرچہ تیسرے بیٹے کی بیوہ اپنے شوہر کے چچا کی بیوہ کی جائداد پر وارث ہونے سے بالکل محروم رکھی گئی مگر اُس جائداد سے جسمین تینون بھائی قابض تھے وہ مستحق ایک ثلث کی ہے۔

مالکون مین سے دو کے مرجانے کے بعد صرف اُنکی بیوہ اُنکی جائداد کی وارث اور تین حصون مین سے مستحق پانے دو حصون کی ہوئین یعنی اپنے اپنے شوہر کے استحقاق کے بموجب ہر ایک کو ایک ایک حصہ پہونچا۔

تیسرے بھائی کے مرنے کے بعد چونکہ اُسکے وارث دو بیٹے تھے لہذا اُسکا ترکہ دو حصون مین تقسیم ہونا اور ہر بیٹے کو حصہ ملنا چاہیئے تھا۔

تیسرے بھائی کی بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد یعنی ایک حصہ جو اُسے اپنے شوہر سے م

مقدمہ ۱۲ - س - لاولد بیوہ نے اپنے شوہر کے وارثون پر بابت نان ونفقہ بہ تعین تین سو روپیہ کے نالش کی معلوم ہوتا ہے کہ مدعیہ کا شوہر دو زوجہ چھوڑ مرا یعنی مدعیہ اور ایک اور جسکے تین بیٹے ہین - اس صورت مین دعویدار زوجہ مستحق پانے کسی حصہ کی جائداد شوہری سے ہے یا کہ جائداد مذکور سے صرف نان ونفقہ پانے کا استحقاق رکھتی ہے -

بیوہ اپنے سوتیلے بیٹون سے صرف نان ونفقہ پانے کی مستحق ہے -

ج - لاولد بیوہ اپنے شوہر کی جائداد سے جبکہ اُسکے ایک سوتیلا بیٹا موجود ہو صرف مستحق پانے خور و پوش کی ہے اور اُسکو جائداد سے حصہ پانے کا استحقاق نہین پہونچتا -

ضلع چنگل پٹ - ۱۵ - اگست ۱۸۵۸ء -

مقدمہ ۱۳ - س - ایک شخص نے جسکے دو بیٹے تھے اپنی جائداد مالگزاری و معافی

و ترکہ مین ملا اُسکے دو حصہ کرنے چاہیین تھے اُنمین سے ایک ایک حصہ اُسکے شوہر کے بھائی کے دونون بیٹون کا حق تھا -

تیسرے بھائی کے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی جائداد صرف اُسکی بیوہ کو بہ محرومی اورون کے ملنی چاہیے تھی -

تیسرے بھائی کے دوسرے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی جائداد صرف اُسکے نزدیک ترسپنڈ کو جو شاستر کی رو سے اُسکا وارث جائز ہے پہونچنی چاہیے تھی -

اور دوسرے بھائی کی بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد بھی اُسکے نزدیک ترسپنڈ کو ملنی چاہیے تھی کیونکہ عورت اپنے سپنڈون سے ترکہ پانے کی مستحق نہین ہے -

پس اگر دونون اشخاص متذکرہ بالا کو جو بقبضہ جات تھے کوئی حصہ نہ ملا تو جائداد کو چھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے تھا منجملہ اُنکے تیسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ اپنے شوہر کے حق مین بموجب دو حصے پائے گی یعنی ایک حصہ وہ جو اُسکے شوہر کو اپنے باپ سے اور دوسرا وہ جو اُسکے چچا یعنی دادا کے تیسرے بیٹے کی بیوہ سے ترکہ مین ملا اور باقی چار حصے سپنڈ یعنی پدری نسل کے پانچوین پیڑھی کے واسطہ دار کو ملینگے اس تفصیل سے کہ دو حصے اُسکو دوسرے بھائی کی بیوہ سے اور دو تیسرے بھائی کے دوسرے بیٹے سے -

اور اثاث البیت کو باہم دونون بیٹون کے مساوی حصون مین تقسیم کردیا اور اپنے واسطے کچھ نہ رکھا مگر یہ شرط قرار پائی کہ باپ تا بقیہ حیات چھ مہینے بڑے بیٹے کے گھر اور چھ مہینے چھوٹے بیٹے کے گھر رہا کرے گا۔

تقسیم جائداد کے وقت باپ کے پاس کچھ زر نقد نہ تھا مگر بعد ازان بڑے بیٹے نے کچھ زر نقد حاصل کیا اور اُسکے ذریعہ سے چھوٹے بیٹے نے جس نے اُسوقت تک کوئی مال خود حاصل نہ کیا تھا کاروبار تجارت کیا۔ بڑا بیٹا ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر فوت ہوا بعد ازان باپ اپنے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ اور دختر کے سامنے مرگیا۔ بڑے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ اُس حصہ پر جو اُسکے شوہر کو تقسیم سے ملا تھا قابض ہوئی مگر چھوٹے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ نے بڑے بیٹے کی بیوہ کو اُسکے شوہری جائداد سے بیدخل کردیا۔ اس صورت مین کس قدر حصہ بڑے بیٹے کی بیوہ کا حق ہے۔

صورت جنمین دو بھائیوں کی بیوہ کو حصہ مساوی ملتا ہے

فتح۔ منجملہ دو بھائیون کے جنکے باہم باپ نے جائداد تقسیم کردی اگر بڑا بیٹا کچھ جائداد بذات خود حاصل کرے اور اپنی زوجہ اور باپ کے حین حیات مرجائے تو اس صورت مین اُسکی بیوہ کل اُس حصہ کے پانے کی مستحق ہے جو اُسکے شوہر کو تقسیم کے وقت ملا ہو اور جو جائداد کہ اُسکے شوہر کی مکسوبہ ہو اُسکے چار حصہ کرنے چاہئین اُنمین سے دو حصہ پانے کی وہ مستحق ہے اور باقی دو چھوٹے بیٹے کی بیوہ کا حق ہے۔

دو زوجہ " الخ سے دائے بھاگ کے صفحہ ۱۹۰ کو معائنہ کرو سلہ ضلع ہو گلی۔

سلہ یہ بلاشک ایک صحیح مسئلہ ہے بشرطیکہ جائداد منقسمہ باپ کی مکسوبہ ہو ورنہ اگر جائداد موروثی ہوتی اور اُسکی زوجہ کے اور اولاد پیدا ہوسکتی تو اس صورت مین تقسیم مذکور ناجائز متصور ہوتی اور بڑے بیٹے کی بیوہ کو اُس حصہ پر جو اُسکے شوہر کو باپ سے تقسیم مین ملا تھا کچھ استحقاق نہوتا کس واسطے کہ یہ ایک قاعدۂ قانونی مسلمہ ہے کہ جب باپ اپنی موروثی جائداد کو اپنے بیٹون کا

۱۸۱۲ء

مقدمہ ۱۴۴ - س ۱ - اگر ایک ہندو بذریعہ اپنے سرمایہ کے یا کسی اور ذریعہ سے جسکو سرمایہ مشترکہ سے کچھ تعلق نہو جائداد اراضی حاصل کرے اور وہ اُس زمانہ مین اپنے بھائیوں کے شریک رہتا ہو تو اس صورت مین اُسکی اراضی بعد وفات اُسکے بعد اُسکے بھائیون کو جو شامل رہتے ہون پہونچے گی یا اُسکی بیوہ کو - اور بصورت مستحق ہونے بیوہ کے اُسے اختیار انتقال جائداد کا بیع یا ہبہ کے ذریعہ سے حاصل ہے یا نہین اور اگر حاصل نہین ہے تو اس صورت مین اراضی کو بیوہ کی وفات کے بعد کسکو پہونچے گی یعنی اُسکے شوہر کے وارثون کو یا کسی اور کو -

ج ۱ - اگر ایک ہندو اپنے سرمایہ یا کسی اور ذریعہ سے جسکو سرمایہ مشترکہ سے کچھ تعلق نہو جائداد اراضی حاصل کرے اور وہ اُس زمانہ مین اپنے بھائیون کے شریک رہتا ہو تو اس صورت مین اراضی مذکور اُسکے بھائیون مین تقسیم نہین ہو سکتی لہذا اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیوہ کا اُسپر استحقاق پہونچے گا نہ اُسکے بالاتفاق رہنے والے بھائیون کا - لیکن اس صورت مین بیوہ کو یہ استحقاق حاصل

(حاشیہ: اگر ایک بھائی نے جو اور بھائیون کے ساتھ رہتا ہو جائداد بلا استعانت مال موروثی کے حاصل کی ہو تو جائداد مذکور کو صرف اُس کا [illegible])

مین تقسیم کرے تو اُسپر لازم ہے کہ بیٹے کی بہ نسبت دوچند حصہ اپنے پاس رکھے ورنہ تقسیم مذکور جائز متصور نہو گی - اور جو جائداد کہ بڑے بیٹے کی مکسوبہ ہو یعنی وہ بلا استعانت سرمایہ پدری یا اخوی صرف اپنی کوشش و محنت سے حاصل کرے تو اسمین سے نصف اُسکی بیوہ کو ملے گی اور نصف چھوٹے بیٹے کی بیوہ کو بذریعہ استحقاق اپنے خسر کے جسکے حصہ کی بابت اُسکے شوہر کو حق وراثت حاصل تھا پہونچے گی - بخلاف اسکے اگر جائداد باپ اور بھائی کی استعانت سے حاصل کی گئی ہے اور کنبہ بالاتفاق ہو تو جائداد مکسوبہ مذکور کو چھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ایک ثلث حاصل کرنے والے یعنی بڑے بیٹے کی بیوہ کو پہونچے گا اور باقی دو ثلث چھوٹے بیٹے کی بیوہ کا حق ہے کیونکہ باپ اُسمین سے نصف پانے کا مستحق ہے اور حاصل کرنے والے کو دوچند حصہ ملتا ہے -

شوہر کی وفات کے بعد جائداد مذکورہ کو بیوہ کو بغیر [illegible] منتقل کرنیکا اختیار حاصل نہین ہے اور بیوہ کی وفات کے بعد جائداد اُسکے شوہر کے وارثون کو پہونچیگی

حاصل نہین ہے کہ جائداد شوہری کو جو ورثتاً پہونچی ہو بذریعہ ہبہ یا بیع بلا رضامندی اپنے شوہر کے وارثون کے منتقل کردے اور بیوہ کی وفات کے بعد جائداد [illegible] پر اُسکے شوہر کے وارثون کا حق ہے۔

یہ رائے بیاد چنتامنی اور بیاد رتناکر [illegible] بیوار [illegible] مادہو [illegible] کے مطابق لکھی گئی۔

رائے مذکورہ بالا کے اول جزو کا ماخذ

(ف) اول ۔ جو کچھ بھائی کا تسویہ خاص ہو اور بلا صرف سرمایہ موروثی کے حاصل ہو اُسکو بغیر اُسکی رضامندی کے دے ڈالنا ضرور نہین ہے کیونکہ اُسے اُسنے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے۔ یہ قول منو اور وشن سے بیاد چنتامنی اور بیاد رتناکر اور دیگر کتابون مین منقول ہے۔

(ف) رائے مذکورہ بالا کے اول جزو کا ماخذ

(ف) دوم ۔ جو کچھ کہ بلا صرف سرمایہ مشترکہ کے حاصل کیا گیا ہے اُسکا تعلق صرف حاصل کرنے والے سے ہے۔ یہ تاویل قول مندرجہ بیاد چنتامنی کی ہے۔

(ف) ایضاً

(ف) سوم ۔ جائداد جو بلا صرف سرمایہ مشترکہ کے حاصل کیجائے وہ تقسیم نہین ہوسکتی۔ یہ تاویل قول مندرجہ بیاد رتناکر کی ہے۔

(ف) رائے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ

(ف) چہارم ۔ کسی قول کے بموجب عورت کو بذریعہ ہبہ یا بیع کے جائداد غیر منقولہ کو جو اُسے شوہر نے دی ہو منتقل کرنیکا اختیار نہین ہے اور علی ہذا القیاس اُسکو اختیار انتقال اُس جائداد غیر منقولہ کا جو شوہر سے ارث مین ملی ہو بذریعہ ہبہ یا بیع کے نہین۔ یہ قول بیاد چنتامنی اور نیز پرکاش اور رتناکر مین مندرج ہے۔

(ف) ایضاً

(ف) پنجم ۔ جبکہ شوہر مرجائے تو اُسکے واسطہ دار اُسکی لاولد بیوہ کے محافظ ہوتے ہین اور اُنکو انتقال جائداد اور بیوہ کی خبرگیری اور اُسکی وجہ معاش کی نسبت اختیار کلی حاصل ہے۔ یہ قول نارد کا بیاد رتناکر اور اور کتابون مین منقول ہے۔

(ف) ایضاً

(ف) ششم ۔ ارضی یا مکانات یا غلام اگر ایسا شخص جو دوسرے کا تابع ہو ہبہ

یا رہن یا بیع کرے تو یہ امر ناجائز اور غیر مؤثر ہوگا۔ یہ قول کاتیائن کا بیوہار میتاکشری مین منقول ہے۔

ہفتم۔ لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو۔ بیوہ کے بعد اُسکی جائداد کو اُسکے وارث پائینگے" کاتیائن۔

راے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ۔

س ۲۔ اگر کوئی ہندو اپنے بھائیون کے سامنے جو بالاتفاق رہتے ہون اپنا حصہ منجملہ جائداد موروثی مشترکہ کے اور اُس اراضی کو جو اُسنے بطریق متذکرہ سوال آخرالذکر حاصل کی ہو بطور استری دھن اپنی زوجہ کو دے دے تو اس صورت مین ہندو کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکی بیوہ کو بطور استری دھن پہونچے گی یا اُسکے بھائیون کو جو بالاتفاق رہتے ہین اور اگر بیوہ کو پہونچے تو اُسے اختیار انتقال بذریعہ بیع یا ہبہ کے ہے یا نہین اور اگر ہے تو اُسکی وفات کے بعد وہ جائداد کس سے متعلق ہوگی اُسکے شوہر کے وارثون سے یا کسی اور سے۔ ان سوالات کا جواب بموجب دھرم شاستر مروجہ ملک ترہوت کے مطلوب ہے۔

ج ۲۔ اگر کوئی ہندو جیسا کہ سوال دوم مین مذکور ہے اپنے بھائیون کے سامنے جو بالاتفاق رہتے ہون اپنا حصہ منجملہ جائداد موروثی مشترکہ کے اور اُس اراضی کو جو اُسنے بطریق متذکرہ سوال آخرالذکر حاصل کی ہو بطور استری دھن اپنی زوجہ کو دے دے اور اس امر کی نسبت اُسکے بھائی متعرض نہون کہ اسوجہ سے اُنکی رضامندی مستنبط ہوتی ہے تو اس صورت مین بعد وفات شخص مذکور کے اُسکی جائداد پر اُسکی بیوہ کا استحقاق ہے نہ اُسکے بھائیون کا جو بالاشتراک رہتے ہون مگر بیوہ کو جیسا کہ دیگر غیر منقولہ جائداد عطیہ شوہری پر جو داخل اُسکے استری دھن کے ہو اختیار انتقال بذریعہ بیع یا ہبہ نہین ہے اسی طور پر اراضی مذکورہ بالا کی نسبت بھی اُسکو یہ اختیار حاصل نہین ہے اور اگر بیوہ کوئی بیٹا یا دختر یا نواسہ یا نواسی نہ چھوڑ مرے تو اُسکی جائداد جو داخل استری دھن ہے بترتیب ذیل

جوکچھ شوہر اپنی زوجہ کو دے وہ استری دھن ہے۔

لیکن اگر وہ جائداد جسے زوجہ کا شوہر اسے دے غیر منقولہ ہو

یعنی بیوہ کے ہمشیر زادہ یا شوہر کے بھائی کے بیٹے یا شوہر کے ہمشیر زادہ یا بیوہ کے برادر زادہ یا داماد کے شوہر کے چھوٹے بھائی کو ارث مین پہونچے گی - اگر ان واسطہ دارون مین سے کوئی نہو تو جائداد اُسکے شوہر کے قریب ترسپنڈ کو پہونچے گی - یہ رائے بموجب بیادچنتامنی اور بیادرتناگر ادر اور کتب شاستر مروجہ ترہوت کے لکھی گئی -

تو اسکو جائداد مذکور کے نقل کا اختیار نہین ہے بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے وارثون کو پہونچے دارتناگر شوہر پہونچتی ہے

ماخذ اول - "جو کچھ کہ محب واسطہ دار سے ملے یا بذریعہ شجاعت حاصل ہو یا عورت کو اُسکے رشتہ دار برضامندی اُسکے شوہر کے دین وہ مال مکسوبہ جائز ہے" قول برہسپتی منقولہ بیادچنتامنی و بیادرتناگر وغیرہ ہے -

رائے مذکورہ بالا کے اول جزو کا ماخذ -

دوم - "ایک شخص اپنی مرضی کے مطابق اپنا مال مکسوبہ منتقل کرسکتا ہے -" برہسپتی کا قول بیادچنتامنی اور بیادرتناگر ادر اور کتب شاستر مین منقول ہے -

ایضاً

سوم - "جو کچھ کہ عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُسکے شوہر یا باپ کے گھر سے یعنی اُسکے شوہر یا والدین سے ملے اُسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے حاصل ہوا ہو عورت کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملے ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی مرضی کے مطابق اختیار رہے" قول کاتیائن منقولہ بیادچنتامنی و بیادرتناگر وغیرہ -

ایضاً

چہارم - عورت کو جو اختیارات جائداد عطیہ واسطہ دار محب پر حاصل ہین اُنکا عموماً بیان کرکے ایک استثنا جائداد غیر منقولہ کی نسبت جو اُسے اُسکے شوہر نے دی ہو بیان کیا گیا ہے - یہ تاویل قول مندرجہ بیادرتناگر کی ہے -

رائے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ

پنجم - جو کچھ کہ شوہر نے براہ محبت اپنی زوجہ کو دیا ہو اُسکی نسبت زوجہ کو بعد وفات شوہر کے اختیار ہے چاہے جسطرح صرف مین لاوے یا دے ڈالے مگر یہ اختیار جائداد غیر منقولہ کی نسبت حاصل نہین ہے - نارد کا قول بیادچنتامنی اور بیادرتناگر اور اور کتب شاستر مین منقول ہے -

ایضاً

ششم - عورت کی جائداد اُسکی اولاد کو پہونچتی ہے اور بیٹی بھی حصہ دار ہے

ایضاً

برہسپتی کا قول بیا دچنتامنی اور بیا در تنا گر اور اور کتب مین منقول ہے۔

رہے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ

ہفتم۔ مان کی جائداد سے جو بعد ادا ے زر قرضہ باقی بچے دخترون کا حصہ ہے اور اگر بیٹیان نہو تو اولاد ذکور کو پہونچیگا۔

قول جاگیلک منقولہ بیا دچنتامنی و بیا در تنا گر وغیرہ

ایضاً

ہشتم۔ اولاد ذکور مین نواسہ اور پرنواسہ بھی داخل ہے۔

یہ تاویل قول مندرجہ بیا دچنتامنی کی ہے۔

نہم۔ مان کی بہن اور نانی اور باپ کی بہن اور ساس اور بڑے بھائی کی زوجہ کا درجہ مثل مان کے بیان کیا گیا ہے اگر اُنکے کوئی بیٹا نہو اور نہ سوت کا بیٹا نہ نواسہ نہ ان اشخاص کا بیٹا ہو تو اُنکی جائداد ہمشیرزادہ وغیرہ کو پہونچیگی۔ برہسپتی کا قول بیا دچندریکا اور اور کتب مین منقول ہے۔

رات مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ

دہم۔ اگر نسبت سے واسطہ دار اور بندھو اور رشتہ دار موجود ہون تو وہ شخص جو ترتیب وراثت مین اول ہے اُس شخص کی جائداد جو بلا اولاد ذکور مر جائے پائیگا

قول برہسپتی منقولہ بیا در تنا گر۔

صدر دیوانی عدالت۔ یکم دسمبر ۱۸۱۶ء۔

شیونرائن سنگھ اپیلانٹ بنام جھجو اسنگھ رسپانڈنٹ۔

مقدمہ ۵ اس۔ ایک ہندو ساکن پٹنہ تین زوجہ چھوڑ مرا منجملہ اُن تین کے پہلی زوجہ لاولد تھی دوسرے کے تین بیٹیان تھین اور تیسرے کے ایک تھی۔ اس صورت مین بعد وفات لاولد زوجہ کے اُسکی جائداد بموجب شاستر مروجہ اُس دیار کے کس سے متعلق ہوگی اور کون مستحق اُسکے دعوی کا ہے۔

اگر ایک شخص تین زوجہ چھوڑ مرے اور دوسرے اُسکے ترکہ پر قبضہ پائے تا کس ہونا اور بعد از ان ...

جواب۔ اگر ہندو ساکن پٹنہ تین زوجہ چھوڑ مرے اور منجملہ اُنکے پہلی زوجہ لاولد ہو اور دوسری کے تین بیٹیان اور تیسری کے ایک ہو اور لاولد زوجہ مر جاے تو اس صورت مین دو بیوہ جو زندہ ہین از روے شاستر بیوہ متوفی کے حصہ پانے اور اُسکی بابت نالش کرنے کی مستحق ہین کسواسطے کہ اگرچہ در صورت

لہوے اولاد ذکور کے بیوہ اپنے شوہر کی جائداد پر وارث ہوتی ہے پھر بھی اُسکی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے قریب تر داتون کو پہونچتی ہے چنانچہ اس صورت مین دو رشتے نہوے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے اُسکی دونون بیوہ قریب تر وارث ہین - یہ قانون بموجب متاکھرا اور بیرمترو دے اور بیوہارمیوکھ اور بیوہار لستبہ اور اور کتب شاستر وغیرہ بخشہ اور اُسکے مقامات متصل کے ہے -

ماخذ بیوہ لاولد بیوہ خواہ کمسن ہو اور اپنے والدین وغیرہ کی بالکل مطیع ہو وہ جائداد سے حین حیات باعتدال منتفع ہو سکتی ہے بیوہ کی وفات کے بعد اُسکے وارث جائز اُسکی جائداد پاینگے - کاتیاین -

دو اُس شخص کی جائداد جو بغیر اولاد ذکور مرجاے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور زوجہ بھی تو اُسکی دختر کو" الخ - قول لشن دو زوجہ و بیٹیان " الخ -

باگبلاک ¹

صدر دیوانی عدالت - ۱۲ - جولائی ۱۸۲۸ء -

دوندا شنکر اپیلانٹ بنام مسماۃ درگا کنور -

ایک لاولد مرجاے تو اسکا حصہ باقی دو بیوہ دون کو پہونچے گا -

فصل تیسری

دختروں اور اُنکے بیٹوں وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ۱ - س - اگر کوئی زمیندار مرجاے اور دو منکوحہ بیٹیان اور ایک نا کتخدا بیٹی چھوڑ مرے اور منکوحہ لڑکیون مین سے ایک لڑکی بدعوی ایک ثلث

---

¹ مقدمہ مذکورہ بالا ایک بیوہ کا ہے جو اپنے شوہر کی دو اور بیوون صاحب اولاد کے سامنے لاولد مرگئی اگر بیوہ سوتون کے بیٹی یا اُنکی بیٹیاں ہوتین تو اُس صورت مین بھی اُسکی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے قریب تر داتون کو پہونچتی اور اس صورت مین قریب تر وارث شوہر کے اُسکی دونون زوجہ ہین نہ بیٹیان لیکن تینون بیوون کے مرجانے کے بعد تمام بیٹیان برابر وارث ہونگی -

ترکہ پدری عدالت میں نالش دائر کرے اس صورت میں کون مستحق وراثت کا ہے در حالت موجود ہونے نا کتخدا لڑکی کے منکوحہ کی تقسیم جائداد کے لئے نالش کر سکتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ دیکھو ان میں سے ناکتخدا لڑکی کا حق وراثت بہ مجردہ یا اور ان کے اسو سے مقدم ہے کہ وہ اپنے متوفی باپ کو پنڈ دیا کرتی ہے۔

ماخذ۔ قول منو صدر بہ سیدھی تھو اور دیگر کتب دھرم شاستر یہ ہے ''جو شخص بلا اولاد ذکور مر جائے اسکی ناکتخدا دختر اسکی روح کو پنڈ دے گی''۔ [1]

پس جبکہ منکوحہ اور غیر منکوحہ بیٹیاں ہیں تو غیر منکوحہ بیٹیوں کے سامنے منکوحہ بیٹیوں کو حق وراثت نہیں پہونچتا ہے دائے بھاگ میں اس امر کی نسبت قول پرسار مستوکے اور وہ یہ ہے کہ ''ایک شخص کی جائداد جو بلا اولاد ذکور مر جائے اسکی غیر منکوحہ دختر کو ملنی چاہیے اور اگر وہ نہو تو منکوحہ کو''

منو کا قول یہ ہے کہ ''جو شخص بلا اولاد ذکور مر جائے اسکی خاص اپنی بیٹی جو زوجہ منکوحہ سے پیدا ہوئی ہو مثل پسر کے ورثہ پاوے گی''۔ [2]

اول غیر منکوحہ بیٹی وارث ہوتی ہے بعد از ان منکوحہ اور یہی منکوحہ اور یہی قاعدہ دختر وں کی وراثت کے باب میں ہے لہذا منکوحہ لڑکی کا دعوے قابل سماعت نہیں ہے۔

شہر ڈھاکہ۔ ۱۰ جنوری ۱۸۰۴ء۔

مقدمہ ۲۔ ایک شخص ایک بیوہ اور دو بیٹیاں ایک منکوحہ اور دوسری غیر منکوحہ چھوڑ مرا شخص مذکور کی وفات کے بعد اسکی زوجہ نے غیر منکوحہ بیٹی کا بیاہ کر دیا اور داماد کو اپنے گھر لے آئی اور داماد مذکور اپنی ساس کی وفات تک خانہ داماد ہو کر رہا اور ساس کی جائداد کا اہتمام کرتا رہا۔

بیوہ مذکور یعنی اسکی ساس نے ایک ہبہ نامہ کے ذریعہ سے اپنے شوہر کی کل جائداد

ناکتخدائی کے سامنے منکوحہ لڑکیوں کا استحقاق نہیں ہے۔

---

[1] یہ قول منو کا نہیں ہے بلکہ رشی سرنگ کا۔

[2] یہ قول منو کا نہیں ہے بلکہ دیول کا۔

اپنے داماد کو دے دی اور بعد ازان فوت ہوئی داماد نے رسوم کریا کرم ادا کین اور چونکہ وہ خانہ داماد ہو کر رہا لہذا وہ اپنی موروثی جائداد مین حصہ پانے سے محروم رکھا گیا اب اصل مالک جائداد کی منکوحہ بیٹی اپنے باپ کی نصف جائداد یعنی جائداد موہوبہ مین سے نصف کا دعوی کرتی ہے - اس صورت مین بیوہ اپنے شوہر کی جائداد بحالت موجودگی ایک بیٹی کے دوسری بیٹی کے شوہر کو ہبہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین -

ج - اگر ایک شخص جسکے اولاد ذکور نہو اور اپنے بھائیون سے علٰحدہ رہتا ہو مر جاے اور ایک زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑ مرے تو اول بیوہ اُسکے ترکہ کی وارث ہوگی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی دونون بیٹیان برابر مستحق ورثہ کی ہین - لہذا جبکہ مالک متوفی کی دو بیٹیان زندہ ہین تو بیوہ اپنے شوہر کی کُل جائداد غیر منقولہ کو دوسری بیٹی کے شوہر کو بلا رضامندی بڑی بیٹی کے نہین دے سکتی ہے البتہ جائداد غیر منقولہ عطا کر سکتی ہے بیوہ مذکور کا غیر منقولہ جائداد کو ہبہ کرنا ناجائز ہے - اُسکی وفات کے بعد اُسکی دونون بیٹیان اپنے باپ کی جائداد اراضی مین حصہ مساوی پائینگی - یہ راے متاچھرا اور بیوہار میوکھ کے مطابق ہے -

ماخذ جاگیلمک "زوجہ اور بیٹیان" الخ -

برہست وشن "اُس شخص کی جائداد جو بلا اولاد ذکور مر جاے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور وہ نہو تو اُسکی بیٹیون کو" [۱]

کاتیاین - "بیوہ کو اپنے شوہر کی جائداد کا بشرط عفیفہ ہونے کے ورثہ ملنا چاہیے اور وہ نہو تو بیٹیان وارث ہوتی ہین" -

برہسپتی "ایسے متوفی شخص کا حصہ جسکے اولاد ذکور نہین ہے اُسکی زوجہ کو ملنا چاہیے - زوجہ جائداد شوہری کی وارث قرار دی گئی ہے اور وہ نہ ہو تو بیٹی - جیسا کہ ایک شخص کے مختلف اعضا سے پسر پیدا ہوتا ہے اُسی طرح دختر

[۱] دراے بھاگ صفحہ ۱۶۰ -

اگر ایک شخص بلا اولاد ذکور مرجاے اور اُسکی جائداد اُسکی بیوہ کو ملے تو بیوہ کی وفات کے بعد جائداد مذکور اُسکی منکوحہ بیٹیون مین مساوی طور پر تقسیم ہوگی -

کی پیدائش بھی ہے پس اس صورت مین اسکے باپ کی جائداد کو شخص غیر کیونکر لے سکتا ہے"۔

"وہ مان کی جائداد مین سے جو بعد ادائے زر قرضہ باقی بچے وہ دختر دون کا حصہ ہے" سلہ

"وہ باپ کی رعایت سے پوشاک و زیور استعمال مین لایا جا سکتا ہے مگر جائداد غیر منقولہ برضامندی باپ کے بھی صرف مین نہین لائی جا سکتی"۔

"وہ جواہرات اور موتی اور مونگا اور اور مال غیر منقولہ کا باپ مالک ہے لیکن کل جائداد غیر منقولہ کا مالک نہ باپ ہے اور نہ دادا"۔

"اگرچہ کسی شخص نے مال غیر منقولہ یا غلام خود حاصل کیے ہون تاہم انکا ہبہ یا بیع بغیر رضامندی کل بیٹون کے نہین ہو سکتا"۔

"وے جو پیدا ہوستے ہین اور وے جو پیدا ہون اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے لہذا ہبہ یا بیع عمل مین نہین آ سکتا"۔

"اگر ایسے شخص کی نسل سے جسکو ہمسایہ کے لوگ اور باشندگان قدیم روایت کے مطابق مالک جانتے ہون اولاد موجود ہو تو اس صورت مین شخص مذکور کے قرابتدارون کو چاہیے کہ اراضی اسکی اولاد کے حوالہ کرین"۔

"وہ غیر منقولہ مال کی نسبت حق ایسے قرابتدارون کا جو علحدہ رہتے ہون یا بلا اتفاق مساوی ہے کسواسطے کہ انہین سے کسی کو کل جائداد کے رہن یا بیع کرنے کا اختیار نہین ہے"

عدالت اپیل بریلی - ۱۸ - مئی ۱۸۰۲ء -

مقدمہ ۳ - س - ایک شخص مختلف ازواج سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ مرا بیٹا فاتر العقل اور گونگا ہے اور اسکے اچھے ہونے کی کوئی امید نہین ہے - اس صورت مین صرف دختر اپنے باپ کی جائداد پدری کی وراثت کا استحقاق رکھتی ہے یا کہ جائداد شخص مذکور کے نانا کو اس شرط سے پہونچیگی کہ وہ پسر مذکور کی پرورش کرے -

---

سلہ جاگیلاک کا قول متاچھرا کے صفحہ ۲۶۹ مین دیکھو -

ج - صورت مذکورہ بالا مین اگر بیوہ نہو تو متوفی کی صرف دختر بہ محرومی پسر کے استحقاق وراثت بقید شرط مذکورہ بالا رکھتی ہے اور جائداد سے نانا کو کوئی حصہ پانے کا کچھ حق قانوناً نہین پہونچتا ہے مگر پسر مذکور کی ضروریات روزمرہ کا سرانجام اُسکی سوتیلی بہن پر ضرور ہے -

ماخذ - منو "نامرد اور ذات سے خارج اشخاص اور اشخاص جو مادرزاد اندھے اور بہرے ہون اور مجنون اور فاتر العقل جبلی اور گونگے اور وے جنکا کوئی حواس یا عضو جاتا رہا محجوب الارث قرار دیے گئے ہین " -

دیول "وہ باپ یا کسی اور مالک جائداد کی وفات کے بعد نامرد یا جو مبتلا مرض جبلیا یا مجنون یا فاتر العقل یا نابینا جبلی ہو یا جو بعوض گناہ ذات سے خارج کیا گیا ہو یا ذات سے خارج شخص کی اولاد یا مکار یا فریبی ہو اپنے ورثہ سے حصہ نہ پاوے گا - ایسے آدمیون کے واسطے باستثنا اُس شخص کے جو ذات سے خارج کیا گیا ہے کھانے اور کپڑے کا سرانجام کر دینا چاہیے " -

ضلع بردوان - ۲۵ جولائی ۱۸۱۵ء -

مقدمہ ۴ - س - ایک شخص قوم شودر کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی بیٹا حین حیات اپنے باپ کے مرگیا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا بعد ازان باپ ایک دختر جو اولاد ذکور رکھتی ہے اور بیٹے کی زوجہ چھوڑ کر مرگیا - اس صورت مین شاستر کے بموجب زوجہ مذکور مستحق وراثت ہے یا متوفی کی دختر -

ج - اگر شخص مذکور کوئی زوجہ نہین چھوڑ مرا ہے تو اُسکی دختر جو اولاد ذکور رکھتی ہے اُسکی کُل جائداد وراثتاً پانے کی مستحق ہے - بیوہ کا حق خسر کے مال پر درصورت موجود ہونے اُسکی دختر کے نہین ہے کیونکہ دختر اپنے بیٹون سے اپنے باپ اور باپ کے دو مورثون کو بھی پنڈ دلوا سکتی ہے لیکن بیٹے مذکور کی زوجہ اس فرض کے ادا کرنے کی مجاز نہین ہے -

ماخذ "وہ زوجہ اور بیٹیان اور بعد الدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور اُنکے

اگر کوئی شخص مختلف ازدواج سے ایک نانا اور ایک بیوہ بیٹے چھوڑ مرے اور بیٹا فاتر العقل اور گونگا ہو تو اس صورت مین صرف دختر وراثت کی مستحق ہے -

دختر کے ساتے پسر کی بیوہ کا حق نہین ہے -

۴۴

بیٹے اور گوتر اور بد ھو اور شاگرد اور ہمسبق ہین ہے اگر پہلا شخص نہو تو اُسکے بعد جو ترتیب مین دوسرا ہو وہ بلاشک اُس شخص کی جائداد کا جو اس دنیا سے بلا اولاد ذکور رحلت کر گیا ہے وارث ہوگا۔ نواسہ بھی پوتے کے مانند عقبیٰ مین نجات دلواتا ہے"۔ یہ مسائل دایے بھاگ اور اور کتب شاستر مین مندرج ہین۔

شہر ڈھاکہ۔ ۲۷۔ مارچ ۱۸۱۸ء۔

مقدمہ ۵ ۔س۔ اگر کوئی شخص دو بیٹیان چھوڑ مرے اور بعد ازان انہین سے ایک بیٹی دو بیٹے اور اپنی بہن چھوڑ کر مر جاے تو اس صورت مین دختر متوفی کی جائداد اُسکے دونون بیٹون کو پہونچے گی یا اُسکی بہن کو۔ ایسے مال کی نسبت خواہ وہ منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ کیا آئین ہے۔

ج ۔ اگر شخص مذکور دو بیٹیان چھوڑ مرا ہو اور بعد ازان ایک اُنہین سے دو بیٹے اور ایک بہن چھوڑ کر وفات پا گئے اور بیٹی متوفی کو ناکتخدا یا کتخدا ہونے کی صورت مین ورثہ ملا ہو اور بعد اسکے اُسکی بہن عقیمہ قرار پائی ہو یا لا ولد بیوہ ہو گئی ہو تو اس صورت مین متوفیہ کا حصہ جو اُسکو جائداد موروثی سے ملا ہو اُسکے بیٹون کو پہونچے گا اگر متوفیہ کو بعد بیاہ کے حصہ ملا ہو اور اُسکی بہن عقیمہ یا لا ولد بیوہ نہو تو اُسکی جائداد پر اُسکی بہن جسکے اولاد ذکور ہے یا اُسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہے وارث ہونے کی مستحق ہے کیونکہ جائداد جو کسی دختر کو ورثہ ملے وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکے باپ کے دوسرے قریب تر وارث کو ملتی ہے اور اگر باپ کے وارثون مین چہ تک کوئی نہو تو اُسکی دختر کا حق وراثت مین مقدم ہے۔ اگر جائداد منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ اور کنبہ کے لوگ بعد تقسیم جائداد شامل رہتے ہون یا علیحدہ تو وہ بموجب دھرم شاستر متمشیہ بنگالہ کے دوسرے قریب تر وارث کو پہونچے گی۔ یہ راے مطابق دایے بھاگ اور شرح دایے بھاگ مصنفہ سری کرشنا ترک لنکار اور دایے کرم سنگرہ اور بیوا ر تتو اور بیوا و بھنگار نو اور اور کتب شاستر متمشیہ بنگالہ کے ہے۔

ماخذ بد زوجہ نہو تو بیٹی وارث ہوتی ہے"۔ اس باب مین خاص قاعدہ

اگر جائداد ... دو دختر ... ہو اور بعد ... ایک دختر بیٹے ... بہن چھوڑ کر مر جاے تو ... حصہ اُسکی بہن کو پہونچیگا بشرطیکہ بہن کے بیٹا موجود ہو یا بیٹا ہونے کا احتمال ہو ورنہ متوفیہ کا حصہ اُسکے دو بیٹون کو پہنچیگا۔

مرقومہ ذیل پر بحال رکھنا چاہیے یعنی اگر ایک غیر منکوحہ لڑکی نے ترکہ پایا ہو اور بعد ازان اسکا بیاہ ہو جاوے اور لاولد مر جاوے تو منکوحہ بہن جسکے اولاد ذکور ہے اور وہ بہن جسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہو دونون بالاشتراک متوفی بہن کی جائداد مذکور کی وارث ہونگی اور وہ جائداد اسکے شوہر یا کسی اور کو نہ پہونچے گی کیونکہ انکا استحقاق خاص استری ہونے پر ہے - لیکن اگر غیر منکوحہ لڑکی نہو تو وہ لڑکی جسکے اولاد ذکور ہو اور وہ جسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہو دونون بالاشتراک مستحق وراثت ہین اور انمین سے ایک نہو تو دوسری ورثہ پاوے گی - اگر ایسی بیٹیان جنکے اولاد ذکور ہو یا ہونے کا احتمال ہو نہون تو عقیمہ یا بیوہ بیٹیان ورثہ پانے کی مجاز نہین ہین کیونکہ وے اپنے بیٹون کی وساطت سے مالک جائداد کو بذریعہ پنڈ و پانی دینے کے فائدہ نہین پہونچا سکتین - اگر بیٹیان جو مستحق وراثت ہون یا نہون تو نواسہ وارث ہوتا ہے" یہ مقولہ واے کرم سنگرہ اور جیا دتر نوستو مین مرقوم ہے -

"علی ہذا القیاس اگر ورثہ بیٹی کو پہونچے تو اسکی وفات کے بعد وے شخص اسکے قائم مقام ہونگے جو اسکے موجود نہونے کی صورت مین اسکے باپ کی جائداد کے وارث ہوتے مثلاً اسکا بیٹیا یا دادا وغیرہ نہ وے اشخاص جو بیٹی کی جائداد کے وارث ہین مثلاً اسکی بیٹی کا بیٹا وغیرہ" یہ مقولہ واے بھاگ مین منقول ہے -

صدر دیوانی عدالت -

مقدمہ ۶ - س - ایک زمینداری موروثی کا مالک مر گیا اور ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ مرا اسکی وفات کے بعد ورثتاً اسکی زوجہ جائداد پر قابض ہوئی بعد ازان اسنے بھی وفات پائی اب اسکی دختر مذکورہ جو بیوہ لاولد ہے اور اسکے شوہر کے چچا کا ایک بیٹا موجود ہے یہ دونون وراثت کا دعوی کرتے ہین اس صورت مین انمین سے کون مستحق ہے اگر دونون ہین تو کسقدر حصہ ہر ایک کو ملے گا -

ج - صورت مذکورہ بالا مین شاستر کی رو سے استحقاق وراثت چچا کے بیٹے کو ہے بمقابلہ جسکے بیوہ لاولد دختر کا استحقاق خارج ہے مگر مالک کے چچا کے بیٹے سے

جائداد جو زوجہ کو اپنے شوہر کے مرنے

وہ مستحق پانے خورد و پوش کی ہے - یہ رائے دائے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے -

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۶ - فروری ۱۸۶۸ء -

مقدمہ ۷ - س - چار حقیقی بھائی ایک موروثی جائداد ضمیمہ بالا مشترکہ قابض تھے منجملہ اُنکے دو زندہ ہیں اور دو مر گئے متوفیوں میں سے ایک کے دو بیٹے ہیں اور دوسرے کے ایک غیر منکوحہ لڑکی اس صورت میں لڑکی کا کچھ حصہ جائداد میں سے ہے یا نہیں اگر ہے تو کسقدر حصہ اُسکو پہونچتا ہے -

ج - اگر غیر منکوحہ دختر کے علاوہ چچاؤں زیرچچازاد بھائیوں کے اور کوئی رشتہ دار مقید حیات نہوں تو اُنپر یعنی چچاؤں اور چچازاد بھائیوں پر دختر مذکورہ کا بیاہ کرنا واجب ہے اگر لڑکی کے متوفی باپ نے موروثی جائداد میں سے اپنا حصہ مشترکا سے علیحدہ نہیں کر لیا تھا تو اُنپر بھی انجام دینا اخراجات ضروری اُس لڑکی کے بیاہ کا محاصل جائداد مشترکہ سے لازم ہے - دختر اپنے متوفی باپ کے حصہ جائداد کی وارث نہیں ہوسکتی یہ رائے دھرم شاستر کے بموجب ہے جیسا کہ جاگیلاب دور بشن و دیگر علما نے لکھا ہے - سلہ

ضلع علی گڈھ - ۳ - جون ۱۸۶۸ء -

مقدمہ ۸ - س - ایک شخص ایک زوجہ ہندہ اور ایک دختر حمیدہ چھوڑ مرا حمیدہ

سلہ بموجب دھرم شاستر متھلیہ بنارس کے بھائی جو شامل رہتا ہو مقابلہ اُسکے شرکا دکور کے اُسکے وارث اناث کو حق وراثت نہیں پہونچتا چنانچہ متاچھرا کے فقرہ مرقومہ ذیل سے یہ امر واضح ہے - زوجہ کو جو جائداد ملنے کا حکم ہے وہ اُس صورت سے متعلق ہے جب کہ اُسکا شوہر اپنے بھائیوں سے علیحدہ رہتا ہو صفحہ ۲۲ - اسی واسطے یہ ایک قاعدہ قرار پایا ہے کہ منکوحہ زوجہ جو عفیفہ ہو کل جائداد اپنے شوہر کی پاویگی بشرطیکہ شوہر اپنے شرکا جائداد سے علیحدہ ہو گیا ہو اور بعد ازاں کبھی شامل نہوا ہو بلا اولاد ذکور مر گیا ہو صفحہ ۳۴ - لیکن بموجب قانون متھلیہ بنگالہ کے شامل ہونا کنبہ کا مانع ارث اناث نہیں ہے -

کے بعد بیٹے کی بیٹی کے بعد اُسکے شوہر کے بھائی کے بیٹے کو بھی ملیگا دختر کے لڑکا ہو بیوہ مطلقہ ہو نہیں ملیگی -

دھرم شاستر متھلیہ بنارس کے بموجب بیٹی کو دختر در صورت باپ کے رہنے کے بیٹے اور چچا کے بیٹے کے محروم رہتی ہے - ہیں صرف مذکور باپ کی مستحق ہے

کے دو بیٹے زید اور بکر تھے زید اپنی ماں کے سامنے ایک زوجہ چھوڑ کر لاولد فوت ہوا۔
اس صورت میں زید کی بیوہ حین حیات بعد وفات حمیدہ کے مستحق پانے حصہ منجملہ کہ اصل
مالک کے ہے یا حمیدہ کی وفات کے بعد جائداد مذکور بکر یا اسکے وارثون کو درصورت
بقید حیات ہونے زید کی بیوہ کے پہونچے گی۔

ج - اگر بعد مرجانے اصل مالک کے اُسکے کوئی وارث پر پوتے تک نہو تو اُسکی جائداد
پر اُسکی بیوہ کا حق ہے اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی دختر حمیدہ ورثہ پائیگی اُسکے بیٹے
زید کی بیوہ کا کچھ حق وراثت نہین ہے کیونکہ اُسکا شوہر حین حیات اپنی ماں کے اپنے
نانا کی جائداد نہین پاسکتا تھا۔ لیکن حمیدہ کی وفات کے بعد اُسکا بیٹا بکر اپنے نانا
کی کل جائداد پر استحقاق ورثہ رکھتا ہے۔ اور اُسکی وفات کے بعد اُسکے وارث بجز رمی زید
کی بیوہ کے جائداد مذکور پائینگے - یہ راے بموجب داے بھاگ اور بیاد بھنگار نو
اور اور کتب شاستر کے ہے۔

ماخذ - قول جاگبلک اور بشن "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس
بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو اور شاگرد اور ہمسبق وغیرہ" الخ - اُس شخص کی
جائداد جسکے اولاد ذکور نہین ہے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور زوجہ نہ ہو
تو بیٹیون کو۔۔

س ۲ - اصل مالک کی وفات کے بعد اُسکی کل جائداد کو اُسکی زوجہ نے اپنے دو
نواسون زید اور بکر کے نام بحالت موجودگی اُنکی ماں یعنی بیوہ کی دختر حمیدہ کے ہبہ کردیا
اس صورت مین یہ ہبہ جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ج ۲ - اگر بیوہ حین حیات اپنی بیٹی حمیدہ کے اپنے شوہر کی کل جائداد کو جو شوہر
کی وفات کے بعد اُسے وراثتاً پہونچی ہو بلا رضامندی دختر مذکور کے نواسون کو ہبہ
کرے تو یہ ہبہ ناجائز ہے کیونکہ قاعدہ مسلمہ یہ ہے۔ کہ "بیوہ اپنے شوہر کی جائداد سے
حین حیات باعتدال متمتع ہو سکتی ہے" یہ مقولہ بموجب مسائل منقولہ داے بھاگ
اور اور کتب دھرم شاستر کے ہے۔

اگر دختر یا دختر کا بیٹا اور دختر کی بیسر کی بیوہ دختر حمیدہ اور دختر کا بیٹا ہو تو بیوہ کا کچھ حق نہین ہے، دختر اور دختر کا بیٹا بعد دیگرے کے وارث ہونگے

ماخذ۔ کیاتیائن "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے ساتھ رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو۔ بیوہ کے بعد اُسکی جائداد کو اُسکے وارث پائینگے"۔۔

"مہابھارت کے اُس باب مین جو دان دھرم سے متعلق ہے اس طور پر لکھا ہے کہ عورات اپنے ترکہ شوہری کو استعمال مین لاسکتی ہین عورات کو کسی صورت مین اپنے شوہر کی جائداد کو تلف کرنا نہ چاہیے"۔

ضلع ندیا۔ ۴۔ مارچ سنہ ۱۸۲۳ء۔

الکشامنکوری داسی بنام آنند چندر گپت۔

مقدمہ ۹۔ س۔ نواسہ درصورت موجود ہونے نانا کی لاولد بیوہ دختر کے نانا کے ترکہ پانے کا مستحق ہے یا نہین۔۔

ج۔ صرف نواسہ نانا کے ترکہ پانے کا مستحق ہے گو نانا کی دختر جو لاولد اور بیوہ ہے بقید حیات ہو۔ دختر مذکور بباعث نہونے اُسکے شوہر اور اولاد کے وراثت سے محروم ہے۔

نوٹ۔ نواسہ کے ساتھ وہ دختر جو لاولد اور بیوہ ہو وراثت سے محروم رہتی ہے۔

ماخذ۔ برہسپتی کا قول دایے بھاگ اور اور دھرم شاستر کی کتابون مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ "جیسے کہ دختر کے باپ کی جائداد درصورت موجود ہونے رشتہ دارون کے دختر کو پہونچتی ہے اسی طور پر اُسکا بیٹا اپنے نانا کے ترکہ کا وارث ہے"۔

منو "نانا دھرم شاستر کی رو سے بجائے باپ کے متصور ہے لہذا نواسہ کو پنڈ دینا اور ورثہ پر قابض ہونا چاہیے"[1]۔

فقرۂ مذکورہ بالا کے صحیح معنی یہ ہین کہ "گو ایسی بیٹیان جنکے اولاد ذکور پیدا ہونے کا احتمال ہو نہون تو بھی وہ یا بیوہ بیٹیان ورثہ پانے کی مجاز نہین ہین کیونکہ وے اپنی بیٹون کی وساطت سے مالک جائداد کو بذریعہ پنڈ دہانی دینے کے فائدہ نہین پہونچا سکتین"۔

[1] نوین اشلوک کا اخیر جزو ص ۱۳۶۔

ضلع ہوگلی - یکم جولائی سنہ ۲۳ء -

مقدمہ ۱۰ - اس - تین حقیقی بھائی بالاتفاق رہتے تھے اور بطور کنبہ مشترک کے اپنی موروثی جائداد پر متصرف تھے بڑا بھائی ایک زوجہ اور ایک دختر اور منجھلا بھائی ایک بیٹا اور چھوٹا بھائی ایک زوجہ اور ایک بیٹا چھوڑ مرا - بڑے بھائی کے مرنے کے بعد اُسکی بیوہ اپنے شوہر کے منجھلے اور چھوٹے بھائی کے شامل رہی بلکہ اپنے حصہ جائداد سے بلاشرکت احدے متمتع ہوتی رہی بعد ازان اُسنے بھی وفات پائی اور ایک دختر اور اُسی دختر کا بیٹا چھوڑ مری اس صورت مین بڑے بھائی کی جائداد اُسکے نواسہ کو پہونچے گی یا بھتیجون یعنی منجھلے اور چھوٹے بھائیون کے بیٹون کو -

ج - صورت مذکورہ بالا مین بڑے بھائی کی جائداد پر اُسکا نواسہ وارث ہوگا نہ اُسکے منجھلے اور چھوٹے بھائی کے بیٹے - یہ رائے دھرم شاستر کے بموجب ہے [1] -

نواسہ کے سامنے بھتیجے کو حق وراثت نہیں پہونچتا -

ضلع جیرا - ۱۶ جون سنہ ۱۵ء -

مقدمہ ۱۱ - اگر کوئی شخص ایک بھائی کی بیوہ اور بھتیجا اور نواسہ چھوڑ مرے اور یہ سب بالاتفاق اور شامل کنبے مین رہتے ہون اس صورت مین باوجود ہونے نواسہ کے جو نابالغ ہے بھائی کی بیوہ اور بھتیجا جائداد متوفی پر کچھ استحقاق وراثت رکھتے ہین یا نہین -

ج - اگر وارثون مین سے کوئی وارث دختر تک نہو تو صرف متوفی کا نواسہ وارث ہوگا اور اُسکے مقابلہ مین بھائی کی بیوہ اور بھتیجے کا کچھ حق نہین ہے گو وے

بمقابلہ نواسے کے بھائی کی بیوہ اور اسکے بھائی کے بیٹے کو حق وراثت نہیں پہونچتا -

---

[1] یہ مسئلہ دھرم شاستر مشتہرہ بنگالہ کے بموجب صحیح ہے اگر کسی اور مقام مین ایسی صورت واقع ہوتی تو نتیجہ مختلف ہوتا - مقدمہ مشرحہ معائنہ کیا جاوے - مقدمہ جگموہن مکرجیا وغیرہ بنام نیم آنند وغیرہ کو بھی صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۴ - صفحہ ۶۷ - مین دیکھو اس مقدمہ مین ایک ہندو کی جائداد بترجیح اُسکے حقیقی بھائی کے پوتون کے اُسکے نواسہ کو ملی -

۱۹۹

نابالغ کے ساتھ بطور شرکت اور معیت کنبہ کے رہتے ہوں - جائداد جس کا نابالغ وارث مستحق ہے اُسکا اہتمام تا ایام نابالغی اُسکے قریب تر رشتہ دار کے ذمہ رہیگا -

ماخذ - "زوجہ اور بیٹیاں اور پیر والدین اور علی ہذا القیاس بھائی" الخ -

بیٹیوں سے اس جملہ دختر اور دختر زادہ مراد ہے -

عدالت اپیل ڈھاکہ ۲۰ - اگست ۱۸۱۳ع -

مقدمہ ۱۲ - س - ایک شخص نے ازواج مختلفہ سے دو بیٹے چھوڑا بیٹا اپنی زوجہ اور والدین اور سوتیلا بڑا بھائی چھوڑ کر مرا اور اُسکی وفات کے بعد باپ بھی فوت ہوا اور بڑا بیٹا جملہ منقولہ و غیر منقولہ ترکہ پدری پر قابض ہوا - بعد گذرنے تھوڑے عرصہ کے یہ بیٹا بھی اپنی سوتیلی ماں اور ایک نواسہ اور سوتیلے بھائی کی بیوہ چھوڑ کر مر گیا اس بڑے بھائی کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ جملہ جائداد شوہری پر قابض ہوئی مگر جلد مر گئی اب جائداد مذکور کے دو دعویدار ہیں یعنی اُسکا خاص نواسہ اور اُسکے شوہر کے چھوٹے بھائی کی بیوہ جو ابھی تک زندہ ہے - اس صورت میں دھرم شاستر کے بموجب جائداد مذکور بڑے بیٹے کے نواسہ کو پہونچیگی یا چھوٹے بیٹے کی بیوہ کو -

بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے نواسہ کو پہونچیگی نہ اُسکے شوہر کے سوتیلے بھائی کی بیوہ کو مگر بیوہ مذکور مستحق پانے وجہ معاش کی ہے

جج - اگر وارثوں میں سے ایسی بیٹیاں بھی نہوں جنکے اولاد ذکور پیدا ہونے کا احتمال ہو تو نواسہ وارث ہوگا - عورت جسکا شوہر اپنے باپ کے سامنے مر گیا ہو اُسکو بعد وفات اپنے شوہر کے سوتیلے بھائی کی بیوہ کے ورثہ پر کچھ استحقاق نہیں ہے لیکن اُسکی وجہ معاش کا سر انجام بڑے بیٹے کے نواسہ پر واجب ہے -

ضلع بردوان - ۱۹ - اگست ۱۸۱۲ع

مقدمہ ۱۳ - س - ایک شخص قوم کایتھ کے تین بیٹے زید و بکر و عمر تھے وے باپ کی وفات کے بعد اُسکی اراضی پر جو ۲۷ بیگھہ اور ۱۰ بسوہ تھی قابض ہوے بعد ازاں بڑا بیٹا زید مر گیا اور اسکا بیٹا اپنے باپ کے حصہ پر متصرف رہا

بعد ازان دوسرا بیٹا بکر بھی ایک بیٹا چھوڑ کر فوت ہوا تیسرا بیٹا عمرو ابھی تک بقید حیات ہے بڑے بیٹے کا بیٹا بھی مر گیا مگر اسکے ایک دختر اور دو نواسے ہین یہ دونون نواسے باوجود زندہ ہونے اپنی مان کے جائداد مذکور سے ایک ثلث کا جو اُنکے نانا کا حصہ جائز ہے دعوی کرتے ہین اس صورت مین اگر بڑے بھائی کا بیٹا اپنے چچاؤن کے شامل بغیر تقسیم کرانے جائداد کے قابض رہا ہے تو اُسکی وفات کے بعد اُسکا حصہ اسکے چچا عمرو یا اُسکے دوسرے چچا بکر کے بیٹے کو پہونچے گا یا اُسکے دختر یا نواسون کو جنکی مان بقید حیات ہے۔ اگر جائداد مذکور منقسم ہے اور سب بھائی علیحدہ رہتے تھے تو اس صورت مین بڑے بھائی کے بیٹے کا حصہ اُسکی دختر کو پہونچیگا یا اُسکے نواسون یا کسی اور شخص کو۔ اور اگر بڑے بھائی کا بیٹا اشخاص مرقومہ بالا چھوڑ مرا تو بقطع نظر اسکے کہ وہ اپنے چچاؤن کے ساتھ رہتا ہو یا علیحدہ درباب استحقاق ورثت اشخاص مذکور کے قاعدۂ عام کیا ہے۔

ج۔ جو شخص علیحدہ رہتا ہو اور پھر شامل نہو اُسکے وارثون کی ترتیب جاگیلک کے قول کے بموجب یہ ہے "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور بھائی" الخ۔ یہ قاعدۂ جملہ اشخاص اور اقوام کے لیے ہے[1]

جو شخص اپنے شرکا سے علیحدہ ہو جاوے اور پھر اُنکے شامل نہو اُسکی وفات کے بعد جائداد اول اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور وہ نہو تو اُسکی دختر کو چنانچہ کاتیاین کا قول ہے کہ "بیوہ اگر عفیفہ ہو تو اپنے شوہر کی جائداد ورثتاً پاویگی اور بیوہ نہو تو دختر بشرط غیر منکوحہ ہونے کے ترکہ پاوے گی"۔

برہسپتی نے زوجہ اپنے شوہر کی جائداد کی وارث قرار دی گئی ہے اور وہ نہو تو دختر۔ جیسا کہ ایک شخص کے مختلف اعضا سے پسر پیدا ہوتا ہے اسی طرح دختر کی پیدائش بھی ہے پس اس صورت مین اُسکے باپ کی جائداد کو شخص غیر کیونکر لے سکتا ہے"۔ اس باب مین منو کا قول یہ ہے کہ "ایک شخص کا بیٹا گویا وہی شخص

ف: اگر کنبہ علیحدہ ہو تو نواسہ بجز وہی چچا اور چچا کے بیٹے کے ترکہ پانے کا مستحق ہے۔

[1] دھرم شاستر بنارس کے بموجب اگر کنبہ شامل اور غیر منقسم ہو تا تو اسکے بالعکس ظہور مین آتا۔

خود ہے اور دھرم شاستر کے برابر ہے پس باوجود ہونے دختر کے جو اپنے باپ کی بجائے ہے کیونکہ غیر آدمی متوفی کا ترکہ پاسکتا ہے"۔

اوپر کے ایک قول میں جو لفظ نیز کا آیا ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ اگر بیٹیاں نہوں تو نواسہ وارث ہوتا ہے۔

"اگر کسی شخص کے بیٹا ہو نہ پوتا نہ زوجہ نہ اولاد ذکور تو اُسکی جائداد اُسکا نواسہ پائیگا کیونکہ مورثوں کے سرادھ وغیرہ کی نسبت نواسہ بجائے پوتے کے متصور ہوتا ہے"۔

"اگر دختر باد اے یا بلا ادائے رسوم معینہ بطور پسر قرار دیجائے اور وہ اسکے ہمقوم شوہر سے لڑکا پیدا ہو تو اُس لڑکے کا نانا بجائے اُسکے دادا کے تصور کیا جاتا ہے اور ایسے لڑکے کو چاہیے کہ اُسے پنڈ و پانی دے اور ترکہ پر قابض ہو"۔

"اگر ورثہ مذکورۂ بالا نہوں تو ماں ترکہ پائے گی۔ اور وہ نہو تو باپ وارث ہوگا اور باپ کی وفات کے بعد حقیقی بھائی ورثہ پاتا ہے۔ اگر حقیقی بھائی نہو تو سوتیلا بھائی وارث ہوگا"۔

۱۳ ہوپ مسئلہ جیمتوواہن اور اور مصنفوں کے جنکی تالیفات ملک بنگالہ میں مروج ہیں باپ کے بعد ماں کا حق وراثت تسلیم کیا گیا ہے۔ جیمتوواہن یہ لکھتا ہے کہ سنسکرت لفظ پتر دے جو صیغہ تثنیہ ہے والدین مراد ہے اور اس لفظ کی ترکیب نحوی سے باپ کے حق کا مقدم اور اُسکے بعد ماں کا مستحق ہونا واضح ہے

توں جا گیلاک منقولہ دائے بھاگ صفحہ ۱۰۰۔

لیکن شاستر بنارس اور متھیلا کے بموجب ماں کے حق کو باپ کے استحقاق پر ترجیح دی گئی ہے اور یہ امر انتخاب مندرجہ ذیل سے جسمیں مسئلہ مرقومہ متاچھرا مع رائے کولبروک صاحب کے مندرج ہے ظاہر ہے۔

"چونکہ منجملہ والدین کے ماں کو زیادہ خصوصیت ہے لہذا یہ نہایت مستحسن ہے کہ جائداد اُسکو ورثتاً ملے لیکن درصورت نہونے ماں کے باپ مستحق وراثت ہے"۔

بلکہ بعض شارح کی یہ رائے ہے کہ پہلے باپ اور پیچھے ماں کو ورثہ ملنا چاہیے اور دلیل اُنکی یہ ہے کہ

منو۔ "اگر بیٹا لاولد مرجائے اور زوجہ نہ چھوڑ جائے تو حق اُسکا اُسکے
باپ اور ماں کو پہونچیگا اور ماں بھی مرگئی ہو تو بشرطیکہ نہ ہونے بھائیون اور
بھتیجون کے دادا اور دادی ترکہ پائینگے بعد ازان قریب تر واسطہ دار

رشتہ داران بعیدہ ہین واسطہ داران پدری کو بمقابلہ اقربا مادری کے ترجیح ہوتی ہے اور اس رائے کی
تائید مین شاستر کے بہت سے اقوال ہین چنانچہ نند پنڈت جو متاچھرا اور آئین لشن کے شارح ہین
اُنکی بھی یہی رائے تھی لیکن بشٹ بھٹ متاچھرا کے شارح سابق نے اپنی تالیف موسومہ بدن پریت
مین رائے اپنی اس کی نسبت بموجب قول متاچھرا کے قائم کی ہے اور اپنی شرح موسومہ
سبودھنی اور تالیف مذکورہ مین بگنیشر کے رائے کی تائید کی ہے۔ غرض کہ اس باب
مین کمال اختلاف ہے یعنی سری کرکی یہ رائے ہے کہ باپ اور ماں بالاتفاق ورثہ پادین اور
اکثر علماء مشہور مثلاً اپررک اور کمل کر اور مصنفان سمرتی چندریکا و مدن رتن و بیوہار میوکھ
وغیرہ باپ کو بمقابلہ ماں کے ترجیح دیتے ہین اور جمتواہن اور رگھونندن کو بھی اسی مسئلہ کے
ساتھ اتفاق ہے۔ لیکن باشسپتی مصر کو متاچھرا سے درباب ترجیح حق ماں کے اتفاق
ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ اُنکو بسبب تصحیف عبارت قول لشن کے جسکا ذکر بیرمتراودا سے
مین لکھا ہے یہ مغالطہ ہوا اور بیرمتراودا سے کے مصنف نے ان اختلافات کو بلحاظ
صفات ذاتی والدین کے رفع کیا ہے یعنی "اگر ماں بنسبت باپ کے زیادہ واجب التعظیم
ہو تو وہ مستحق ترکہ ہے اور اگر ماں صفات فضیلہ کے ساتھ متصف ہو تو باپ کو
ترکہ پہونچتا ہے۔

عبارت ذیل بیادھنگار نو سے منقول ہے کہ ماں کی فضیلت کی نسبت اور زیادہ
دلائل پیش ہوسکتے ہین مثلاً انکی بزرگی ایک قول تاکیدی مین اس طور پر بیان کی گئی ہے
کہ "ماں کا درجہ باپ سے ہزار مرتبہ بڑھکر ہے کیونکہ وہ بچہ کو اپنے رحم مین رکھتی اور
پرورش کرتی ہے اسی واسطے ماں نہایت واجب التعظیم ہے"۔

"اگر ماں کی عظمت باپ سے ہزار مرتبہ زیادہ ہے تو پران کا قول جو دھاریشور اچارج نے نقل
کیا ہے کس طور پر صادق ہوگا"۔

جو رشتہ مین بعید ہے وہ بمقابلہ قریب تر واسطہ دار کے ورثت سے محروم رہتا ہے مقولہ مذکورۂ بالا کے یہی معنی ہین۔

چنانچہ برہسپتی کا قول ہے کہ "جب بہت سے واسطہ دار پدری یا مادری کسی لاولد آدمی کی جائداد کے دعویدار ہون تو منجملہ ان واسطہ داران بعید کے جو قریب تر ہے وہی ورثہ پاویگا"۔

منو اور وشن اور برہسپتی اور کاتیائن اور جاگیلک کے اقوال مذکورۂ بالا کے بموجب یہ امر قرار پایا ہے کہ اگر بڑے بھائی کا بیٹا اپنے چچاؤن سے علیحدہ ہو گیا ہے اور پھر شامل نہین ہوا تو اُسکی جائداد اول اُسکی دختر کو ملے گی اور وہ نہو تو اُسکے نواسون کو لیکن اگر جائداد پر قبضہ باشتراک ہے یا اگر بعد علیحدہ ہونے کے وہ اپنے پدری رشتہ دارون کے ساتھ شامل ہو گیا ہے تو اُسکی جائداد اُسکے چچا اور چچا کے بیٹے کو پہونچے گی کیونکہ وے اُسکے سگوتر اور سپنڈ ہین۔ یہ رائے متاچھرا اور بیوہار میوکھ کے بموجب ہے۔

عدالت اپیل بریلی۔

مقدمہ ا۔س۔ ایک برہمن دو بیٹے اور ایک دختر اور ایک نواسہ چھوڑ کر مرگیا بعد ازان اُسکا بڑا بیٹا لاولد فوت ہوا بعد اسکے اُسکا چھوٹا بیٹا ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ مرا یہ دونون بھی بعد ازان فوت ہوے لیکن دختر مذکور کا شوہر اور اُسکی ایک دختر بقید حیات ہین شوہر مذکور اس مقدمہ مین مدعا علیہ ہے۔ اصل مالک کا نواسہ اُس جائداد کا دعوے کرتا ہے جو چھوٹے بھائی کی دختر کو پہونچی ہے اس صورت مین جائداد مذکور اصل مالک کے نواسہ کو ملے گی یا چھوٹے بھائی کی دختر کے شوہر کو۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین جائداد جو چھوٹے بیٹے کی دختر کو اُسکے باپ

جائداد موروثی دختر کو

سے ورثہ پاتی ہے وہ اصل مالک کے نواسہ کو پہونچے گی اور بمقابلہ نواسہ کے دختر مذکور کا شوہر اور اُسکی دختر جائداد سے بالکل محروم رہینگے کیونکہ متوفے کو اُسکا نواسہ زیادہ فائدہ پہونچا سکتا ہے - جو مال کہ خاص دختر مذکور کا استری دھن ہے اُسکو اُس کے وارث پاوینگے - یہ مسئلہ دائے بھاگ کے بموجب ہے -

نواسہ ترکہ نانا پہونچے گا دختر نانا کے بعد وہی اسکے شوہر و دختر اُنکے پدری جائداد کو پہونچے گی -

ضلع ہوگلی - ۲۸ - فروری ۱۸۷۱ء -

مقدمہ ۱۵ - س - ایک شخص نے حین حیات اپنی ماں کے اپنے نانا کی جائداد کی بابت نالش دائر کی اور اُسکی ماں سے اور اولاد کا پیدا ہونا بھی ممکن ہے - ایسی صورت مین نواسہ مستحق دریافت پانے جائداد کا ہے یا نہین -

ج - جائداد مدعوہ پر مدعی کی ماں کا بلا شرکت احدے استحقاق وراثت ہے لہذا مدعی جب تک اُسکی ماں بقید حیات ہے متوفے کا وارث تصور نہین جا سکتا -

کوئی شخص بحین حیات اپنی ماں کے نانا کی جائداد کا دعوے نہین کر سکتا

ضلع چوبیس پرگنہ -

مقدمہ ۱۶ - س - ایک زمیندار دو زوجہ اور اُنسے دو بیٹیان چھوڑ مرا تھوڑے عرصہ کے بعد دونون زوجہ نے وفات پائی اور اُنکے مرنے کے بعد پہلی زوجہ کی دختر جو لاولد بیوہ ہے اور دوسری زوجہ کی دختر جسکے دو بیٹے ہین بالاشتراک جائداد پر قابض رہین اور زر محاصل کو آپس مین مساوی تقسیم کیا - دختر جو بیوہ اور لاولد ہے اُسنے اپنے نصف حصہ کو اپنے متوفے باپ کے فائدہ عقبیٰ کے لیے اپنے گرو کے نام بذریعہ ایک دستاویز کے ہبہ کر دیا - اس صورت مین ایسا ہبہ نامہ جائز ہے یا نہین -

ج - صورت مذکورہ بالا مین دختر کو جو بیوہ اور لاولد ہے پدری جائداد پر کچھ حق نہین پہونچتا ہے گو وہ اُسکے نصف محاصل سے منتفع ہوتی رہی ہو پس اُسکا ہبہ کرنا بلا اجازت اپنی سوتیلی بہن اور اُسکے بیٹون کے ناجائز ہے -

بیوہ لاولد لڑکی کا حق بمقابلہ اُس دختر کے جسکے اولاد ذکور ہے زائل ہوجاتا ہے -

پر اسے بموجب دا اے بھاگ اور اور کتب شاستر مروجہ بنگالہ کے ہے۔

ماخذ دیہ اسی واسطے اس مسئلہ پر جسکا دکشت پیرو ہے لحاظ رکھنا چاہیے یعنی لڑکی جسکے اولاد ذکور ہے یا جسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہے وہ ورثہ پانے کی مجاز ہے نہ وہ لڑکی جو بیوہ یا عقیمہ ہے یا جسکے صرف اولاد اناث ہو اور اولاد ذکور نہ پیدا ہوئی ہو" دا اے بھاگ۔

پس مفہوم اس مسئلہ کا جسکا دکشت پیرو ہے اور جسکو مصنف دا اے بھاگ نے بھی معتبر قرار دیا ہے یہ ہے کہ "اگر ایسی بیٹیاں جنکے اولاد ذکور ہو یا ہونے کا احتمال ہو نہوں تو عقیمہ یا بیوہ بیٹیاں ورثہ پانے کی مجاز نہین ہین کیونکہ وے اپنی بیٹیون کی وساطت سے مالک جائداد کو بذریعہ پنڈ و پانی دینے کے فائدہ نہین پہونچا سکتین" دا اے کرم سنگرہ۔

عدالت اپیل کلکتہ۔

فصل چوتھی

والدین وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ا-س- اگر کوئی نابالغ ماں اور چار چچا اور کچھ جائداد جو چچا ؤں کی جائداد کے مشترک اور شامل ہو چھوڑ مرے تو اس صورت مین منجملہ جائداد غیر منقسمہ کے نابالغ کا حصہ اشخاص مذکورہ بالا مین سے کسکو پہونچے گا- اگر شاستر کے بموجب ماں حین حیات اپنے جائداد مذکور پر استحقاق رکھتی ہو تو اس صورت مین وہ مکان نابالغ کی اس دیوار کی قیمت جسپر اسکے شوہر کے ایک بھائی نے غصباً قبضہ کر لیا ہو پانے کی مستحق ہے یا نہین-

ج- اگر نابالغ مر جائے اور اسکے وارثون مین سے کوئی وارث باپ تک نہو تو اسکی ماں کل جائداد منقولہ اور غیر منقولہ پائے گی اور درصورت موجودگی ماں کے

بچا کا دین مقابلہ چچا کے جائداد مشترکہ کی وارث ہوتی ہے۔

چچاؤن کا مطلق ورثہ مین کچھ استحقاق نہین ہے۔ چچا جسنے دیوار مشترکہ پر قبضہ کرلیا ہے اُسکو بقدر حصہ نابالغ دیوار کی قیمت ماں کو جو اپنے بیٹے کی بلاشرکت احدے وارث ہے دینی ہوگی۔

ملاحظہ۔ جاگیلاک کا قول ہے کہ "زوجہ اور بیٹیان اور غیرہ الدین" الخ۔

برہسپتی کا قول ہے کہ "متوفی بیٹا جسکے زوجہ نہو اور اولاد ذکور اُسکی ماں کو اُسکا وارث سمجھنا چاہیے یا باجازت ماں کے بھائی ورثہ پاسکتا ہے۔

ضلع ندیا۔ انیورن دیبی بنام رامجاے مکرجیا۔

مقدمہ ۲۔ س ا۔ ایک شخص کے دو زوجون سے تین بیٹے تھے۔ منجھلے بیٹے کی وفات کے بعد جو لاکتخدا تھا باپ نے اپنی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کو مساوی طور پر اپنے دو باقی بیٹون مین تقسیم کردیا۔ دونون بھائی حین حیات اپنے باپ کے علیحدہ ہوگئے اور اپنے اپنے حصہ پر متصرف رہے تھوڑے عرصہ کے بعد بڑا بیٹا ایک زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ مرا منجملہ اُنکے ایک بیٹا بھی چند روز کے بعد مرگیا اور اصل مالک کی وفات کے بعد اُسکا چھوٹا بیٹا اور اُسکے بڑے بیٹے کی بیوہ اور بیٹا بقید حیات تھے بڑے بیٹے کی بیوہ مع اپنے بیٹے کے اُسکی جائداد پر قابض ہوئی اور آخر کو بیوہ مذکور کا بیٹا یعنی اصل مالک کا پوتا بھی مرگیا اُسکی وفات کے بعد بھی بیوہ حصہ شوہری تھوڑے عرصہ تک قابض رہی لیکن اصل مالک کا چھوٹا بیٹا بڑے بیٹے کی بیوہ کو بیدخل کرنا چاہتا ہے اور اُنکے آپس مین جائداد کی نسبت نزاع ہے پس درصورت تصفیہ حصص اور تقسیم ہونے جائداد کے بطور مذکورہ بالا جائداد مذکور فریقین مین یعنی باہم اصل مالک کے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ کے کیونکر تقسیم ہونی چاہیے۔

اگر جائداد منقسم ہو تو بنگالہ مین ماں کو اُسکی نسبت بعموم استحقاق پہونچتا ہے۔

ج ا۔ اگر یہ ثابت ہوجاے کہ اصل مالک نے جائداد کو بطور مصرحہ بالا تقسیم کردیا تھا تو اسکا چھوٹا بیٹا اور اُسکے پوتے کی ماں یعنی اُسکے بڑے بیٹے کی بیوہ علیحدہ علیحدہ مستحق پانے اُن حصون کے ہین جو اصل مالک مذکور نے اپنے

بیٹیون کے واسطے مقرر کیے تھے۔

س ۲- اگر اصل مالک کے دو زوجہ سے تین بیٹے تھے اور دوسرا بیٹا اپنے باپ کے سامنے نا کتخدا مرگیا اور بڑا بیٹا بھی اپنے باپ کے حین حیات ایک زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ مرا منجملہ اُنکے ایک بیٹا بعد ازان فوت ہوا بعد اسکے اصل مالک بغیر تقسیم کرنے جائداد کے اپنے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ اور بیٹے کے سامنے مرجانے اور بعد اسکے بڑے بیٹے کا بیٹا بھی مرگیا ہو تو اس صورت مین باہم ماندون مین سے کون مستحق پانے وراثت کا ہے یعنی اصل مالک کا چھوٹا بیٹا یا اُسکے بڑے بیٹے کی بیوہ- اور اگر دونون مستحق ہین تو کس قدر حصہ ہر ایک کو ملنا چاہیے-

ج ۲- اصل مالک کے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا اور پوتا دونون ترکہ پانے کے مساوی حقدار ہین اور پوتے کی وفات کے بعد اگر اُسکے وارثون مین سے باپ تک کوئی وارث نہین ہے تو اُسکی مان وارث ہوگی لہذا اصل مالک کی جائداد اُسکے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ کو بحصص مساوی پہونچے گی-

اگر بیٹے نے پوتون کو چھوڑا کے دادا کی جائداد سے حصہ مساوی پایا ہو اور وہ مرجاے تو اُسکا ترکہ اُسکی مان کو پہونچے گا-

عدالت اپیل کلکتہ-۲۲-جولائی ۱۸۰۶ع-

دیبی پرشاد چتر جیا بنام سیوا داسی دیبی-

مقدمہ ۳- س- بعد وفات کشن کشور کے پہلی زوجہ رتن مالا اور اُسکے لاولد متبنی نند کشور کے اُنکے دوا نہ کے حصہ کا اشخاص مرقومہ ذیل مین سے کون شخص وارث ہوگا- نرائنی دیبی دوسری زوجہ کشن کشور کی وارث ہوگی یا نرائنی دیبی مذکورہ کا متبنی بیٹا رام کشور بشرطیکہ وہ فی الواقع متبنی کیا گیا ہو- یا کشن گوپال رام برادر حقیقی کشن کشور کے ورثہ یا گنگا رام اور لکھمی نرائن سوتیلے بھائیون کے ورثہ مستحق وراثت مذکور کے ہونگے اور اس مقدمہ سے جواز یا عدم جواز تبنیت رام کشور جسکو نرائنی دیبی اپیلانٹیہ نے گود لیا متعلق ہے یا نہین-

ذیل مین شجرہ خاندان مندرج ہے

(سری کرشن) زمیندار پرگنہ میمن سنگھ وغیرہ چار بیٹے چھوڑ مرا پہلا اور دوسرا بیٹا ایک زوجہ سے اور تیسرا اور چوتھا دوسری زوجہ سے ۔

اول	دوم	سوم	چہارم
کشن کشور چار آنہ کے حصہ متنازعہ کا زمیندار سنہ ۱۸۱۰ع مین لاولد مرگیا اور دو زوجہ یعنی پہلی رتن مالا اور دوسری نرائنی دیبی چھوڑ مرا پہلی زوجہ بعد گود لینے نند کشور کے سنہ ۱۸۱۱ع مین مرگئی اور دوسری نرائنی دیبی مدعیہ کا بیان ہے کہ اُس نے بعد وفات نند کشور کے رام کشور کو متبنی کیا ۔	کشن گوپال کے اولاد نہ تھی لیکن اُسنے جگل کشور پدر بیر کشور مدعا علیہ کو متبنی کیا ۔	گنگا	لچھمی نرائن دو بیٹے چھوڑ مرا یعنی شاہ چند رودر چندر

ف ج ۔ اگر بعد وفات مساۃ رتن مالا پہلی زوجہ کشن کشور کے اُسکا متبنی بیٹا نند کشور جسے بیوہ مذکور نے باجازت جائز اپنے شوہر کے گود لیا لاولد مرجاے تو نند کشور مذکور کا دو آنہ کا حصہ کشن گوپال برادر حقیقی کشن کشور کے متبنے بیٹے یعنی نند کشور کے چچیرے بھائی کو ملے گا نہ کشن کشور کی دوسری زوجہ یعنی نند کشور کی سوتیلی ماں کو نہ وارثان گنگا نرائن و لچھمی نرائن کو جو متبنے کرنے والے باپ کے سوتیلے بھائی تھے لیکن اگر نرائنی دیبی اپیلانٹیہ کا رام کشور کو گود لینا جائز ہو تو رام کشور نند کشور کے دو آنہ کا وارث ہوگا ۔

ف دھرم شاستر کے بموجب سوتیلی ماں کو استحقاق وراثت حاصل نہین ہے اور اسکے سوتیلے بیٹے کی جائداد بیٹے مذکور کے چچا ۔ چچیرے بھائی کو پہونچیگی

شاستر میں دو متبنیٰ کرنے کے واسطے نہ صریحاً ممانعت اور نہ اجازت ہے اگر بنگالہ میں دو متبنیٰ
کرنے کا دستور ہو تو بلاشک رام کشور کی تبنیت جائز متصور ہوگی اور اُسکو دوآنہ کا حصہ
جیساکہ اوپر بیان ہوا ملے گا۔ نند کشور کی سوتیلی ماں یعنی نرائنی ایسلانیّہ بدیں
وجہ اُسکی وارث نہیں ہوسکتی کہ دایے بھاگ اور اور کتب شاستر مروجہ بنگالہ
میں جہاں کہیں لفظ ماتا یعنے ماں کا واقع ہوا ہے اُس سے جننی یعنی مادر حقیقی
مراد ہے ان کتابوں کی رو سے سوتیلی ماں مجاز وارث ہونے کی نہیں ہے
البتہ اُسکو اُس شخص سے جو ورثہ پائے وجہ معاش ملنی چاہیے دکھن کی کتب
شاستر یعنی متاکچھرا وغیرہ میں لفظ ماتا سے مادر حقیقی و مجازی دونوں مراد
ہے چنانچہ بموجب کتب مذکور کے سوتیلی ماں کو حصہ ملے گا۔

ماخذ منو ۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے
بطور جائز دوسرے شخص سے پیدا ہو۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو یعنے
متبنیٰ بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو یعنی جسکا پدر حقیقی معلوم نہو سکے۔ بیٹا جسے اُسکے
والدین نے ترک کردیا ہو۔ یہ چھ بیٹے قرابتی اور وارث ہیں جس کسی شخص کو بموجب
قاعدۂ مرقومۂ مابعد کے کسی نے بیٹا دیا ہو اور وہ بیٹا بصفات نیک متصف
ہو تو اُس بیٹے کو ترکہ میں سے پانچواں یا چھٹا حصہ ملے گا۔ گو وہ خاندان غیر سے
لیا گیا ہو۔۔۔

بدھائن ۔ جائداد میں شریک ہونے کے مستحق یہ بیٹے ہیں۔ بیٹا جو
زوجۂ منکوحہ کے بطن سے ہو۔ جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اُسکا بیٹا بیٹا
جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے اور ایسے قرابت دار کی صلب سے ہو جو بغرض تولد بطور جائز مقرر
کیا جاے۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو بیٹا جو متبنیٰ کیا جاے۔ بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو
بیٹا جسکو والدین نے چھوڑ دیا ہو۔

گوتم ۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے ہو۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن اور ایسے
قرابت دار کی صلب سے ہو جو بغرض تولد مقرر کیا جاے۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو

دیا ہو۔ بیٹا جو متبنیٰ کیا جائے۔ بیٹا جسکو اصلی والدین نے چھوڑ دیا ہو یہ بیٹے مالک کے وارث ہوتے ہین۔

منو ۔ وہ بیٹا جو لاولد مر جائے اور زوجہ نہ چھوڑے مرے تو اُسکی مان ورثہ پائے گی اور اگر مان بھی مر گئی ہو تو دادی کو ترکہ پہونچے گا۔

اقوال مرقومہ بالا مین جو لفظ مان واقع ہوا ہے اُس سے مادر حقیقی مراد ہے کیونکہ ایسے مسائل جو ذیل مین لکھے جاتے ہین انمین الفاظ مان اور دادی اور پردادی سے اصلی معنی لیے جاتے ہین یعنی حقیقی مان ۔ باپ کی حقیقی مان ۔ دادا کی حقیقی مان اور اسی نام سے سرادھ مین اُنکے پنڈ رکھے جاتے ہین لیکن سوتیلی مان وغیرہ کے نام اوقات معینہ کے سرادھ مین پنڈ دینا صریح منع ہے چنانچہ منو کہتا ہے کہ وہ اگر کوئی مرد یا عورت لاولد مر جائے تو ایسے شخص کی نسبت وہ سرادھ کیا جائے گا جو اُسکے واسطے مخصوص ہے نہ وہ جو اوقات معینہ پر کیا جاتا ہے۔

وا‌ے بھاگ ۔[1]

صدر دیوانی عدالت ۲۷ ۔ دسمبر ۱۸۱۸ء

نز اُنتی دیبی بنام ہر کشور رائے ۔

مقدمہ ۴ ۔ س ۔ اگر کوئی نابالغ اپنی بہن اور چچا اور دادی چھوڑ مرے تو اس صورت مین شاستر کے بموجب منجملہ اشخاص مذکور کے کون اُسکا وارث ہوگا ۔

ج ۔ نابالغ کی دادی بلا شرکت احدے مستحق وراثت ہے اور بمقابلہ اُسکے بہن اور چچاؤن کا استحقاق جاتا رہتا ہے ۔

مقابلہ دادی کے بہن اور چچاؤن کا حق نہین ہے ۔

[1] فی الحقیقت یہ امر بصراحت واضح نہین ہوتا کہ بجز بنگالہ کے اور مقامات مین سوتیلی مان کو حق وراثت پہونچتا ہے ہرچند مستحق ہونا اُسکا بموجب سند تان مرقومہ بالا سے مستنبط ہے لیکن بالعکس اسکے بھی فرض کیا جا سکتا ہے ۔ اس باب مین تنبیہ متعلقہ ص ۴۴ ۔ جلد ۱ فیصلجات صدر دیوانی عدالت ملاحظہ کیجائے تقسیم کی حالت مین سوتیلی مان بموجب قاعدہ متشکلہ بنارس کے حصہ پا سکتی ہے ۔

اس باب مین قول منو منقولہ دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر یہ ہے -
"بیٹا جو لا ولد مر جائے اور زوجہ نہ چھوڑ مرے تو اُسکی مان ورثہ پاوے گی اور مان بھی مر گئی ہو تو دادی ترکہ پاوے گی" سلہ

مقدمہ ۵ - س - ایک برہمن ایک زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ مرا - اس صورت مین زوجہ جائداد سے کسی قدر حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کس قدر حصہ پاوے گی - اُسنے اپنا حصہ ایک بیٹے کو بحالت موجودگی دوسرے بیٹے کی دو بیوون کے منتقل کر دیا ہے یہ ہبہ جائز ہے یا نہین -

ج - صورت مذکورہ بالا مین بیوہ منجملہ جائداد اپنے شوہر متوفی کے ایک ثلث کی مستحق ہے اگر وہ اپنے حصہ پر متصرف ہو کر اُسے ایک بیٹے کے نام درصورت موجود ہونے دوسرے بیٹے کی دو بیوون کے ہبہ کر دے تو یہ ہبہ جائز اور واجب التعمیل متصور ہونا چاہیے - سلہ

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۵ - ستمبر ۱۸۱۶ء -

ماں بیٹوں کے ساتھ مساوی حصہ پانے کی مستحق ہے اور اُسے اختیار ہے کہ اپنا حصہ کسی بیٹے کو دیدے تمسیہ معائنہ کرو -

---

سلہ یہ امر شاستر بنگالہ کے مطابق ہے اور حسب ترتیب دا ے کرم سنگرہ مصنفہ سری کشن کے جو اُس ضلع مین بڑی معتبر کتاب متصور ہے جاری ہے لیکن سری کشن نے جو دا ے بھاگ پر شرح لکھی ہے اُسکے بموجب چچا کے دعوے کو دادی کے دعوے پر ترجیح ہے -

سلہ اس مقدمہ مین یہ امر تصریح نہین لکھا ہے کہ بیوہ مذکور دونون لڑکون کی یا صرف ایک کی مان تھی یا لا ولد تھی اگر وہ دونون لڑکون کی مان تھی اور اُسنے اپنے شوہر یا خسر سے کچھ مال بطور استری دھن نہین پایا تو وہ بیٹون کے برابر حصہ پانے کی مستحق ہے اور اگر استری دھن پایا ہے تو وہ مستحق نصف حصہ پانے کی ہے چنانچہ جیمتو واہن کہتا ہے کہ "اگر باپ کی وفات کے بعد حقیقی بھائیون مین تقسیم جائداد ہو تو مان کو حصہ مساوی دینا چاہیے مان کا بیٹون کے ساتھ مساوی حصہ پانا اُس صورت مین ہوگا جب کہ مان کو کچھ مال بطور استری دھن نہین دیا گیا ہے اور اگر دیا گیا ہے تو اُسکا نصف حصہ لے گا" - لیکن اگر اُسکے صرف ایک بیٹا تھا یا وہ لا ولد تھی تو اس صورت مین اُسے وارث ہونے کا استحقاق نہین ہے کیونکہ صورت اول مین اُسکا صرف

فصل پانچوین

بھائیون اور اُنکے بیٹون وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ا۔س ا۔ ایک شخص کے دو زوجہ تھین پہلی زوجہ سے اُسکے دو بیٹے تھے اور دوسری سے ایک بیٹا پیدا ہوا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد جملہ بھائی بطور کنبہ مشترکہ کے رہتے تھے اور موروثی جائداد پر بالاشتراک قابض تھے۔ پہلی زوجہ کے دو بیٹون مین سے ایک بیٹا اپنی زوجہ چھوڑکر مرگیا اور زوجہ مذکور بھی بعد ازان فوت ہوئی اُسکی وفات کے بعد پہلی زوجہ کا دوسرا بیٹا اور بالآخر دوسری زوجہ کا بیٹا اپنی اپنی زوجہ چھوڑ مرے اس صورت مین یہ قیاس کیا گیا ہے کہ جائداد تین حصون مین منقسم کیجاے گی منجملہ اُنکے دو حصے پہلی زوجہ کے بیٹے کی بیوہ کو ملینگے اور باقی ایک حصہ دوسری زوجہ کے بیٹے کی بیوہ کو پہونچے گا۔ شاستر کے بموجب یہ تقسیم درست ہے یا نہین۔

ج۔ ا۔ اگر سوال مرقومہ بالا کے مطابق اصل مالک کے دو زوجہ سے تین بیٹے تھے اور درصورت سب بھائیون کے متفق رہنے بطور کنبہ شامل اور مشترک کے بیٹا جسکی زوجہ مرگئی فوت ہوا ہو تو اس صورت مین بھائی متوفی کی جائداد اُسکے حقیقی اور

سوتیلے بھائی حقیقی بھائیون کے ساتھ حصہ مساوی پاتے ہین بشرطیکہ وہ شامل رہتے ہون۔

۲ا اکلوتا بیٹا اُسکی ضروریات روزمرہ کا سرانجام کریگا اور دوسری صورت مین منجملہ جائداد شوہر کے وہ صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے چنانچہ داے کرم سنگرہ مین سری کرشن ترک النکار نے یہ بیان کیا ہے کہ سوتیلی ماں حصہ نہین پاتی ہے لیکن کھانے اور کپڑے سے اُسکی خبرگیری کرنی ضرور ہے۔

علاوہ اسکے اگر بھائی بطور مشترک اور متفق کنبے کے رہنا چاہین تو ماں اُنکو اپنا حصہ علیحدہ کر دینے کے لیے مجبور نہین کرسکتی کس واسطے کہ داے بھاگ یا کسی اور شاستر کی کتاب مین ایسا حکم نہین ہے کہ جائداد موروثی کی تقسیم جیسا کہ درصورت مرضی کسی شریک ورثہ کے ہوسکتی ہے ماں کی مرضی کے مطابق بھی ہوسکے۔

سوتیلے بھائیوں مین بحصص مساوی تقسیم ہونی چاہیے اور اُنکی وفات کے بعد اُنکی بیوہ مستحق ورا ثت ہونگی۔

س ۲۔ اگر یہ ثابت ہو کہ تینوں بھائیوں نے جائداد کو آپس مین تقسیم کر لیا تھا اور وے ایک بعد دوسرے کے جیسا کہ سوال مرقومہ بالا مین مذکور ہے مر گئے۔ اس صورت مین کوئی خاص قاعدہ بیوون کے وارث ہونے کے واسطے ہے یا نہین۔

ج ۲۔ اگر بھائیون نے اپنی موروثی جائداد کو تقسیم کرکے اپنا اپنا حصہ لے لیا ہو اور بعد ازان پہلی زوجہ کے بیٹون مین سے ایک بیٹا مر گیا ہو اور زوجہ نہ چھوڑ مرا ہو تو اُسکا حقیقی بھائی اُسکی جائداد بلا شرکت احدے پانے کا مستحق ہے اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیوہ دو حصے ورا ثتاً پاوے گی یعنی ایک حصہ وہ جو اُسکے شوہر کا حصہ جائز ہے اور دوسرا وہ جو اُسکے شوہر کو اپنے بھائی سے پہونچا تھا۔ دوسری زوجہ کے بیٹے کی بیوہ کا استحقاق صرف اُس حصہ پر ہے جو اُسکے شوہر کے قبضہ مین تھا۔

اگر سوتیلے اور حقیقی بھائی علیحدہ علیحدہ رہتے ہوں تو مقابلہ حقیقی بھائی کے سوتیلے بھائی کو حق وراثت نہیں پہونچتا۔

۱۳ مارچ سنہ ۱۸۶۱ء

مقدمہ ۲ س۔ ایک شودر قوم کے کنبہ مین تین بھائی تھے منجملہ اُنکے بڑا بھائی دو بیٹے اور منجھلا بھائی ایک زوجہ اور چھوٹا تین بیٹے چھوڑ مرا۔ بڑے بھائی کا چھوٹا بیٹا فوت ہوا اور ایک بیٹا چھوڑ مرا بعدہ اُسکے منجھلے بھائی کی بیوہ مر گئی منجملہ اشخاص مذکورۂ بالا جتنے اب بقید حیات ہین وے بیوہ مذکور کی جائداد پر دعوے کرتے ہین۔ اس صورت مین یہ سب شخص مستحق ورا ثت جائداد مذکور ہین یا نہین اگر ہین تو ہر ایک کو کسقدر حصہ ملنا چاہیے۔

ج۔ دوسرے بھائی کی بیوہ کے مرنے کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے بھائیون کے بیٹون مین مساوی طور پر تقسیم ہونی چاہیے بمقابلہ اُنکے اُسکے شوہر کے بڑے بھائی کے پوتہ کا کچھ استحقاق نہین ہے

بھائی کے بیٹے کے مقابل مین بھائی کے پوتے کا حق جاتا رہتا ہے۔

شہر ڈھاکہ۔

مقدمہ ۳۔ س ۱۔ ایک برہمن کے دو زوجہ سے اولاد تھی۔ بڑی زوجہ سے

ایک بیٹا اور تین بیٹیان اور چھوٹی زوجہ سے چار بیٹے اور دو بیٹیان تھین - باپ نے اپنے
عین حیات اپنی جائداد کو تقسیم کر دیا اور پانچ برابر کے حصے اپنی پانچون دخترون کو اور
اسی قدر مساوی حصے اپنے پانچون بیٹون کو دیے - جملہ دختر اور بیٹے اپنے اپنے حصہ پر
قابض ہوے - چارون لڑکے جو چھوٹی زوجہ سے تھے بلا اولاد ذکور مر گئے اور انکی مان
اُنکے حصون پر متصرف ہوئی اور بعد ازان وہ بھی مر گئی - اب اصل مالک کی پہلی زوجہ
کے بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا اور چھوٹی زوجہ سے ایک بیٹی بقید حیات ہے اس صورت مین
منجملہ اُنکے کسکو اُس جائداد کا وراثتاً حق پہونچتا ہے جو اصل مالک کی چھوٹی زوجہ کے
چار بیٹون کی ہے اور جو انکی مان کو وراثتاً پہونچی تھی -

ج - اگر برہمن نے اپنی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کو اپنی اولاد یعنی پہلی زوجہ کے
ایک بیٹے اور تین بیٹیون اور دوسری زوجہ کے چار بیٹون اور دو بیٹیون مین تقسیم کر دیا ہو
اور پانچون بیٹیان اور پانچون بیٹے اپنے اپنے حصہ پر قابض رہے ہون اور چھوٹی
زوجہ کے چار بیٹے مر جائین اور وارثون مین سے نواسون تک کوئی وارث
نہ چھوڑ مرین تو انکی مان مستحق پانے انکی جائداد کی ہے - اور مان کی وفات کے بعد
اگر بیٹیون مذکور کی حقیقی بہن اور سوتیلے بھائی کا بیٹا بقید حیات ہو تو اس صورت مین
اُنکے سوتیلے بھائی کے بیٹے کا وراثتاً حق پہونچتا ہے بشرطیکہ اُنکے وارثون مین سے
حقیقی بھائی کے بیٹے تک کوئی وارث موجود نہو اور بہن حصہ پانے سے
محروم رہتی ہے -

جائداد موروثی کسی عورت کو اپنے بیٹے سے پہونچی ہو عورت مذکور کی وفات کے بعد وہ جائداد بیٹے مذکور کے سوتیلے بھائی کے بیٹے کو ملے گی نہ حقیقی بہن کو -

س ۲ - اگر چھوٹی زوجہ کی دختر کے ایک بیٹا ہو تو اس صورت مین نواسہ اپنے
ماموون سے ورثہ پانے کا مستحق ہے یا نہین -

ج ۲ درصورت موجود ہونے سوتیلے بھائی کے بیٹے کے بہن کے بیٹے کا ترکہ مین کچھ
استحقاق نہین ہے -

اور نہ بہن کے بیٹے کو -

ضلع چوبیس پرگنہ - ۱۶ دسمبر ۱۸۶۰ء -

مقدمہ ۴ - س - ایک بیوہ نے بابت اپنے حصہ شوہری منجملہ جائداد موروثی

اراضی وغیرہ کے اپنے شوہر کے بھتیجون پر نالش دائر کی مگر بھتیجون نے کسی قدر جائداد غیر منقولہ اسکی وجہ معاش کے واسطے مقرر کرکے باہم تصفیہ کرلیا۔ اسوقت سے وہ اپنی سوت کی دختر کے ساتھ رہا کی دختر مذکور کے ایک بیٹا تھا جو بعد ازان مرگیا بیوہ مذکور کی وفات کے بعد اسکی سوت کی دختر کے شوہر نے اسکی نسبت رسوم کریا کرم ادا کین مگر اسکی برسی اسکے شوہر کے بھتیجون نے کی اس صورت مین اسکی جائداد جو اسکے شوہر کی موروثی ہو یا بیوہ کی خاص۔ اور جائداد مذکور اسنے اپنے شوہر کے مال موروثی کے محاصل سے خرید کی ہو یا اپنے سرمایہ خاص سے اس صورت مین یہ جائداد اسکے شوہر کے بھتیجون کو پہونچے گی یا اسکی سوت کی دختر کو۔

جائداد جو کسی عورت کو اسکے شوہر سے موروثی ملی ہو اسکی وفات کے بعد اسکے شوہر کے بھتیجون کو ملیگی اور اسکا خاص مال یعنی استری دھن اسکی سوت کی دختر کو پہونچے گا۔

ج۔ اگر بیوہ لاولد نے جائداد غیر منقولہ منجملہ جائداد موروثی اپنے شوہر کے بھتیجون سے اپنی وجہ معاش کے لیے ازروے تصفیہ باہم پائی ہو تو اسکا تعلق حق جائداد مذکور کی نسبت صرف اسکے عین حیات ہے لہذا اسکی جائداد باستثناء اسکے خاص استری دھن کے اسکے شوہر کے بھتیجے کو پہونچے گی مگر مال جو اسنے اپنی وجہ معاش سے خرید ا ہے اور اسکا زیور۔ اور منافع خارجی اور اور انتفاع اسکے خاص مال یعنی استری دھن کے داخل ہے لہذا وہ مال اسکی سوت کی دختر کو پہونچے گا۔

ماخذ وہ عورت کی وجہ معاش اور اسکا زیور اور منافع خارجی اور اور انتفاع اسکی ملکیت خاص مین داخل ہے،، منو کہتا ہے کہ "عورت کی ملکیت خاص اسکی غیر منسوبہ لڑکیون اور انکو جنکا بیاہ نہین ہوا ہے پہونچتی ہے،،۔

شہر پٹنہ ۴ جولائی ۱۸۱۸ء

مقدمہ ۵۔ چار حقیقی بھائی تھے اور دوسرے اپنی جائداد موروثی پر بالاشتراک قابض رہے اور ایک بعد دوسرے کے اپنے اپنے وارث چھوڑکر مرگئے۔ چونکہ بڑے بھائی کے اولاد ذکور نہ تھی لہذا اسنے دوسرے بھائی کے تین بیٹون مین سے ایک بیٹے کو پسند کرکے بموجب طریقہ معینہ شاستر کے متبنی کیا

اور دوسرے بھائی مذکور کے باقی دو بیٹون مین سے ایک بیٹا ایک پسر چھوڑ مرا اور دوسرا زندہ ہے اور تیسرا بھائی صرف اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑ مرا اور چھوٹے بھائی کے چار بیٹے تھے - کل بھائیون کے وارث منجملہ جائداد مذکور اپنے اپنے حصہ پر متصرف رہے -

اب تیسرے بھائی کی بیوہ مر گئی اور اُسکے شوہر کے بڑے بھائی کا متبنی بیٹا اور اُسکے دوسرے بھائی کا بیٹا اور پوتا اور اُسکے چھوٹے بھائی کے چار بیٹے بقید حیات ہین اس صورت مین بیوہ مذکور کی جائداد سے اشخاص مذکورہ بالا کسقدر علیحدہ علیحدہ ترکہ پانے کے مستحق ہین -

ج - اگر بیوہ اپنے شوہر کی جائداد پر جو منجملہ بھائیون کے تیسرا بھائی تھا وارث ہوکر مر جاے اور اپنے شوہر کے بھائیون کے پانچ بیٹے اور ایک متبنی اور ایک پوتا چھوڑ مرے تو بموجب آئین منو جسکا درجہ و افضان قانون مین اول ہے اور اور عالمون کے مطابق بارہ قسم کے انسان کے بیٹون مین سے متبنی بیٹا اول چھ قسم کے بیٹون مین جو قرابتا وارث ہوتے ہین داخل ہے اور بموجب شاستر متھشیہ ان خلائق کے متبنی ثلث حصہ پانے کا مستحق ہے پس تیسرے بھائی کے بیوہ کی جائداد کے گیارہ حصے کرنے چاہیین منجملہ اُنکے دس حصے اُسکے شوہر کے بھائیون کے پانچ بیٹون مین تقسیم ہونگے یعنی ہر ایک کو دو دو حصے ملینگے اور باقی ایک حصہ متبنی کو پہونچیگا یہ امر بموجب آئین منو اور آئین مندرجہ ادھوتو اور دا ے کرم سنگرہ اور بیاد ار نوسنتو اور دا ے تتو اور دت تک چندریکا اور دت تک میما نسا اور شرح دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر کے ہے -

ماخذ - قول منو یہ منو جو ذات واجب الوجود سے پیدا ہوا ہے اُسنے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہین اُنمین سے چھ قرابتی اور وارث ہین - اور چھ قرابتی ہین اور وارث نہین الا صرف اپنے باپ کی جائداد کے تفصیل اُنکی یہ ہے بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو - بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے

اگر بیوہ کی جس جائداد کی بابت حقوق اسکے شوہر کی وفات کے بعد ملی تھی اشخاص مفصلہ ذیل پانچ شوہر وارث چھوڑ جاوے یعنی اُسکے شوہر کے بھائی کا بیٹا اور پوتا اور ایک اور بھائی کا متبنی بیٹا اور تیسرے بھائی کے چار بیٹے تو جائداد مذکور کے گیارہ حصے کیے جاوینگے منجملہ اُنکے ایک حصہ متبنی کو ملیگا اور بھائیون کے پانچ بیٹون کو دو دو حصے پہونچینگے پوتے کا حق کچھ نہین ہے

بطور جائز دوسرے شخص سے پیدا ہو۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو۔ متبنّی بیٹا بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو یعنی جسکا پدر حقیقی معلوم نہو سکے۔ بیٹا جسے اُسکے والدین نے ترک کر دیا ہو یہ چھ بیٹے قرابتی اور وارث ہین"۔ برہسپتی کا قول او دھو تو ہین منقول ہے وہ یہ ہے کہ "واضعان قانون ہین منو کا اول درجہ ہے اسواسطے کہ اُنھون نے تمام مطالب بید کے اپنے مجموعہ ہین ادا کر دیے ہین کوئی مجموعہ جو اُنکے اقوال مشتہرہ کو مسترد کرے پسند خاطر عوام نہین ہے"۔

دا ے کرم سنگرہ ہین مقولۂ ذیل مندرج ہے "جائداد جو باہم صحیح النسب اور متبنّے بیٹون کے تقسیم کیجائے منجملہ اُسکے دو حصے صحیح النسب بیٹے کے ہوتے ہین اور ایک حصہ متبنّی بیٹے کا بشرطیکہ وہ اپنے باپ کا ہمقوم ہو"۔

بیادا آزتوستو ہین بھی یہی مسئلہ لکھا ہے۔

بیان مرقومۂ بالا کے ساتھ مصنف دا ے تتو کا بھی اتفاق ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "باستثنا صلبی بیٹے کے ان بارہ بیٹون ہین سے جو بیٹا متبنّی کرنے والے باپ کا ہمقوم ہو وہ درصورت موجود ہونے صلبی بیٹے کے باپ کی جائداد سے ثلث حصہ پائیگا"۔

"اگر دوسرے شخص کا دیا ہوا بیٹا صفات حمیدہ رکھتا ہو اور بحالت موجودگی اُسکے کسی زمانہ ہین پسر صلبی پیدا ہو تو یہ دونون بیٹے باپ کا کل ترکہ بحصص مساوی پائینگے۔ چونکہ صفات حمیدہ کے واسطے اصل سنسکرت ہین اس محل پر لفظ تیھاجت واقع ہوا ہے لہذا تاویل اُسکی اسطور پر کرنی چاہیے کہ دیا ہوا بیٹا صفات حمیدہ رکھتا ہوا و صلبی اُنسے معرا ہو"۔

"جس کسی کو بموجب قاعدہ مرقومہ مابعد کے کسی نے بیٹا دیا ہو اور وہ بیٹا ہر طرح کی صفت رکھتا ہو تو اُسکو ترکہ ملیگا گو وہ خاندان غیر سے لیا گیا ہو"۔

"ہر طرح کی صفت رکھتا ہو" یعنی بلحاظ قوم و علم اور تعمیل فرائض کے لئیق ہو یہ مسئلہ دت تاک چندریکا ہین مندرج ہے دا ے بھاگ کی شرح اور دا ے کرم سنگرہ

اور بیاد آر نو ستو اور اور دھرم شاستر کی کتابون سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف درصورت نہونے بھتیجے کے پوتا مستحق وراثت ہے۔

عدالت اپیل کلکتہ۔

مقدمہ ۶ ۔س ا منجملہ پانچ حقیقی بھائیون کے بڑا بھائی بعد تقسیم کل جائداد کے اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ بالاتفاق رہا اور لاولد مرگیا اس صورت مین بڑے بھائی متوفی کی جائداد صرف اُس بھائی کے بیٹے کو جسکے شامل وہ رہتا تھا پہونچتی ہے یا جملہ بھائیون کے بیٹون کو۔

دوبارہ شریک ہوجانے والے بھائی کا بیٹا بمرد می اُن بھائیون کے جو متفق نہین ہین وارث ہوتا ہے۔

ج ۱۔ اگر منجملہ بھائیون کے جو علحدہ ہوگئے ہون دو بھائی بباعث آپس کی محبت کے بالاتفاق رہین اور باہم کھانے اور رہنے مین دوبارہ شریک ہوجائین اور ا اور ایسے متفق بھائیون مین سے ایک بھائی بغیر چھوڑنے کسی قریب وارث مثلاً بیٹے وغیرہ کے مرجائے تو اُسکی جائداد صرف اسکے اُس بھائی کو ملے گی جو دوبارہ شریک ہوگیا ہے اور اسکی وفات کے بعد صرف اسکا بیٹا مستحق وراثت ہے۔ اُن بھائیون کے بیٹون کا جو متفق نہین ہین کچھ حق نہین ہے۔

ماخذ۔ جاگبلاک کا قول ودے بھاگ اور اور کتب شاستر مین یہ منقول ہے کہ "اگر ایک بھائی بعد علحدگی کے دوسرے بھائی کے ساتھ پھر شامل ہوجاے تو اسکو دوسرے بھائی کی وفات کے بعد اسکا حصہ پہونچے گا اور اگر بعد اُسکے متوفی کے بیٹا پیدا ہو تو وہ حصہ مذکور اُسے حوالہ کردے گا" پھر شامل ہوجانے کے معنی برہسپتی نے یہ بیان کیے ہین کہ "جو شخص ایک مرتبہ علحدہ ہوکر پھر بباعث محبت کے اپنے باپ یا بھائی یا چچا کے ساتھ رہے تو یہ صورت دوبارہ شامل ہونے کی ہے۔

س ۲۔ اگر پانچون بھائی علحدہ ہوکر جدا رہین اور منجملہ اُنکے ایک بھائی بلا اولاد ذکور مرجائے تو اُس صورت مین اُسکی جائداد کسکو پہونچے گی۔

ماں کے بعد بھائی کو ورثہ پہونچتا ہے۔

ج ۲۔ وارثون مین سے اگر کوئی وارث ماں تک نہو تو جملہ حقیقی بھائی ورثہ پانے کے برابر مستحق ہین۔ ودے بھاگ وغیرہ مین حوالہ اس قول کا مندرج ہے۔

ماخذ دیول "بعد ازان حقیقی بھائیون کو اُس بھائی کا ترکہ جو لاولد مر جاتے تقسیم کر لینا چاہیے" - جاگلیاگ "مگر حقیقی بھائی اس طور پر اپنے حقیقی بھائی کے حصہ پر متصرف رہے گا یا حوالہ کر دے گا" منو "جو شخص بیٹا نہ چھوڑ مرے اُسکا ورثہ اُسکے باپ کو پہونچے گا یا بھائیون کو" -

ضلع ہوگلی - ۱۰ دسمبر ۱۸۶۲ء -

مقدمہ ۷ - چار حقیقی بھائی بالاتفاق رہتے تھے اور بطور کنبہ مشترکہ کے اپنے موروثی اور یکسوہ جائداد کے محاصل سے متمتع ہوتے تھے اور قبل تقسیم ہونے جائداد مذکور کے دو بھائی انمین سے اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گئے بعد اُنکی وفات کے باقی دو بھائیون نے تقسیم جائداد کے لیے اپنی رضا و رغبت سے ایک پنچ مقرر کیا چنانچہ پنچ نے یہ فیصلہ کیا کہ جائداد کے چار حصے کرنے چاہیین منجملہ انکے دو حصے اُنکے دونون بھائی لین اور دو حصے بیوون کو ملین اور بیوون کے حصون کا انصرام اُنکے شوہرون کے بھائیون کے سپرد ہو اور اُنسے وے حین حیات اپنے ترکہ کا محاصل پاتی رہین فریقین نے اس امر کو قبول کیا اور تھوڑے عرصہ تک اُسکے مطابق کاربند رہے بعد ازان ایک بھائی اور مر گیا اور زوجہ اور دو نابالغ بیٹے چھوڑ مرا بعد ازان منجملہ بیوون کے وہ بیوہ جسکے شوہر کا حصہ اُسکے شوہر کے بھائی کے جواب فوت ہوا سپرد تھا مر گئی اور بالآخر وہ بھائی بھی جو زندہ تھا چند بیٹے چھوڑ کر مر گیا اس صورت مین یہ اشخاص کہ اب بقید حیات ہین انمین سے کون مستحق پانے بیوہ متوفی کی اُس جائداد کا ہے جو اسے وراثتاً اپنے شوہر سے ملی تھی -

فتویٰ - صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کا حصہ یعنی جائداد کا ایک ربع جو پنچ کی تجویز سے بیوہ کو ملا تھا اُسکے شوہر کے اُس بھائی کو ملنا چاہیے جو بقید حیات ہو اور اُسکی وفات کے بعد حصہ مذکور اُسکے بیٹون کو پہونچے گا - اور اشخاص موجودہ ترکہ پانے سے محروم رہینگے -

بیوہ کی وفات کے بعد سب کی جائداد اُسکے شوہر کے اس بھائی کے بیٹونکو ملیگی جو بیوہ کی وفات کے وقت زندہ تھا اور اُسکے شوہر کے ان بھائیون کے بیٹونکو نہ ملیگی جو قبل وفات بیوہ کے مر گئے -

ماخذ جاگلیاگ "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور

انکے بیٹے" یہ مقولہ موجب داے بھاگ وغیرہ کے ہے۔

عدالت اپیل کلکتہ۔ ۷ مئی ۱۸۱۸ء۔

مقدمہ ۸۔ س۔ سندر اور پیارے اور جواہر تین بھائی تھے انھون نے اپنی جائداد اراضی وغیرہ کو آپس میں تقسیم کرلیا اور بطور کنبہ جداگانہ کے علیحدہ رہنے لگے پیارے کے تین بیٹے موتی اور ہیرا اور پنا تھے منجملہ انکے بڑا بیٹا موتی مرگیا اُسکے ایک متبنی بیٹا ہے چھوٹا بیٹا پنا بھی فوت ہوا اور اُسکے وارثون مین سے کوئی وارث زوجہ تک نہین ہے اور دوسرا بیٹا ہیرا ایک زوجہ چھوڑ مرا زوجہ مذکور اپنے شوہر کی جائداد پر متصرف رہی اور بعد ازان مرگئی اب موتی کا متبنی بیٹا اور سندر کا پوتا اور جواہر کے کئی بیٹے زندہ ہین اور ہیرا کے بیوہ کی جائداد کا دعوے کرتے ہین اس صورت مین منجملہ ان دعویدارون کے کسکو حق وراثت پہونچتا ہے۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کے شوہر کے حقیقی بھائی کا متبنی بیٹا بلا شرکت غیرے اسوجہ سے مستحق پانے ورثہ کا ہے کہ وہ بیوہ کے شوہر کی مان اور باپ اور دادا کی ارواح کو پنڈ و پانی دینے سے فائدہ پہونچاتا ہے اور اُسکے شوہر کے دو چچاؤن کے بیٹون اور پوتے کا حق بمقابلہ پسر متبنی اُسکے شوہر کے حقیقی بھائی کے جاتا رہتا ہے۔

بمقابلہ بھائی کے متبنے بیٹے کے چچا کے بیٹے اور پوتے کا حق جاتا رہتا ہے۔

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۱۰ دسمبر ۱۸۱۸ء۔

بھولاناتھ سرما بنام راج چندر سرما۔

مقدمہ ۹۔ س۔ ایک شخص جو اپنے دو بھتیجون کے ساتھ بالاشتراک رہتا تھا اُنسے جدا ہوگیا اور اُسنے جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کی تقسیم کرائی اور اُسوقت سے وہ اپنے خاص بیٹے کے ساتھ رہا بیٹا کچھ جائداد مکسوبہ حاصل کرکے مرگیا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا زوجہ کی رضامندی سے بموجب منجملہ بھتیجون کے ایک نے اُسکے شوہر متوفی کی رسوم کریا کرم وغیرہ ادا کین بعد ازان باپ بھی فوت ہوا اور اُسکی رسوم کریا کرم بھی بھتیجون مین سے ایک بھتیجے نے اُسی طور پر ادا کین جیساکہ اُسکے بیٹے کے واسطے

کی تعیین معلوم ہوتا ہے کہ جائداد متنازعہ دونون باپ اور بیٹے کی مکسوبہ ہے - دونون بھتیجے جو علٰحدہ رہتے ہین اور بیٹے کی بیوہ بقید حیات ہے اس صورت مین ان اشخاص موجودہ مین سے کون مستحق وراثت ہے -

ج - وارثون مین سے کوئی وارث بھائی تک نہونے کی صورت مین بھتیجے وارث ہونگے اور پسر متوفی کی بیوہ کا اُس کچھ حق نہین ہے اور چونکہ بیٹا باپ کے سامنے فوت ہوا ہے لہذا بھتیجے اُسکے وارث ہونگے - اگر کوئی شخص وارثون مین سے پر پوتے تک نہ چھوڑ مرے تو اُسکی زوجہ اُسکی کل جائداد اراضی یا مال منقولہ کی مالک ہوگی - لہذا بیٹے کی جائداد مکسوبہ اُسکی بیوہ کو پہونچیگی نہ وہ جائداد جو اُسکے شوہر کے باپ کی ہے اور جو اُسکے شوہر کی وفات کے بعد فوت ہوا ہے -

بمقابلہ بھتیجون کے باوجود علٰحدہ رہنے اُسکے پسر متوفی کی بہو کو حق وراثت نہیں پہونچتا -

۱۸ - مئی ۱۸۳۰ع -

مقدمہ ۱۰ - ب - ایک شخص کے تین بیٹے تھے سندر اور پیارے اور جواہر انھون نے اپنی موروثی جائداد کو آپس مین تقسیم کر لیا اور وے اپنے اپنے حصہ پر قابض ہوے - سندر بڑا بیٹا تین بیٹے چھوڑ مرا منجملہ اُنکے ایک لاوارث مرگیا دوسرا بیٹا پیارے بھی ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر فوت ہوا اور چھوٹا بیٹا جواہر ایک دختر اور دو نواسے چھوڑ مرا پیارے کی بیوہ نے جو اپنے شوہر کے حصے پر قابض ہوئی تھی ایک دختر چھوڑ کر وفات پائی دختر بھی بعد ازان ایک دختر چھوڑ کر مر گئی - اس صورت مین پیارے کی جائداد اُسکی دختر کی دختر کو پہونچیگی یا اُسکے بھائی کے بیٹون کو -

ج - صورت مذکورہ بالا مین دوسرے بیٹے پیارے کی وفات کے بعد اُسکی جائداد جو اُسے اپنے باپ سے ترکہ مین ملی تھی اُسکی زوجہ کو پہونچنی چاہیے بعد ازان اُسکی دختر کو اور اُسکی وفات کے بعد دختر کے چچا کے بیٹے مستحق وراثت ہین - دختر کی دختر ورثہ پانے سے محروم رہتی ہے - یہ راے مطابق داے بھاگ اور اور کتب دھرم شاستر کے ہے -

بمقابلہ بھتیجون کے دختر کی بیٹی کا حق نہیں پہونچتا -

ضلع چوبیس پرگنہ ستمبر ۱۸۱۶ء۔

مقدمہ ۱۱۔س۔ دو ہندو زمیندار جو حقیقی بھائی تھے اُنمین سے ایک اپنی زوجہ چھوڑکر مرگیا اور دوسرے بھائی اور اُسکے بیٹے اور پوتے نے بیوہ مذکورہ کے سامنے وفات پائی۔ مگر دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ اور اُسکی ایک لڑکی اور دو نواسے زندہ ہین۔ اس صورت مین پہلے بھائی کی بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ کو پہونچے گی یا اُسکے شوہر کی خاص بیٹی یا نواسہ یا اُن واسطہ دارون کو جو شوہر کی پدری نسل سے چھٹی پشت مین ہین اور اگر پہلے بھائی کی بیوہ اور دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ بلحاظ طعام اور اور امور کے بالاتفاق رہتی ہون اور اقربا جو ایک ہی مورث اعلی کی اولاد ہون اور واسطہ اُنکا ساتوین پیڑھی سے بعید ہو تو اس صورت مین دھرم شاستر کا حکم کیا ہے۔

ج۔ دو حقیقی بھائیون مین سے ایک بھائی اگر مرجاے تو اُسکی جائداد اُسکی زوجہ کو پہونچے گی۔ جبکہ دوسرا بھائی بغیر بیٹے یا پوتے کے مرگیا ہو اور بیٹے کی بیوہ اور اپنی ایک دختر اور دو نواسے چھوڑ مرا ہو تو اس صورت مین بعد وفات اُسکے پہلے بھائی کی بیوہ کے اُسکے بیٹے کی بیوہ کا اور اُسکی دختر اور اُسکے نواسون کو اُسکے پہلے بھائی کی بیوہ کی جائداد پر کچھ حق وراثت نہین ہے۔ چونکہ بیٹے کی بیوہ اپنے خسر کی جائداد کی وارث نہین ہوسکتی تو بدرجۂ اولی اپنے خسر کے بھائی کی جائداد پر کب ہوسکتی ہے جو شخص بغیر اولاد ذکور مرجاے اُسکے وارثون کی ترتیب مین بھائی کی دختر شمار نہین کی گئی ہے۔ اگرچہ داے کرم سنگرہ کے بعض نسخون مین بھائی کے نواسہ کا استحقاق وراثت لکھا ہوا ہے مگر اکثر نسخون کتاب مذکورہ مین یہ امر بالکل مندرج نہین ہے اور داے بھاگ اور شرح مولفہ سری کشن ترک لنکار اور داے تتو اور اور کتب شاستر مین کوئی قاعدہ نسبت استحقاق وراثت بھائی کے نواسہ کے نہین لکھا ہے اس صورت مین جو اقربا کہ مورث اعلی سے چھٹی پیڑھی مین ہین اول ترکہ پاوینگے اور یہ نہون تو ساتوین یا اُس سے بعید پیڑھی کے اقربا بموجب ترتیب

دھرم شاستر کی بموجب بھائی کے نواسہ کا وراثت مین کچھ استحقاق نہین ہے۔

رشتہ کے وارث ہونگے۔ دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ کا اپنے شوہر کے چچا کی بیوہ کے ساتھ بلحاظ خورو پوش اور اور امور کے شریک رہنا ایسا امر نہیں ہے جسکی وجہ سے بھائی کے بیٹے کی بیوہ کو وراثت مین استحقاق حاصل ہو چنانچہ داے بھاگ اور اور کتب شاستر مروجہ بنگالہ مین کوئی خاص قاعدہ اس باب مین جو جائداد کے منقسمہ یا غیر منقسمہ ہونے پر منحصر ہو مندرج نہین ہے۔ یہ راے داے بھاگ اور داے کرم سنگرہ اور داے تتو اور کتب شاستر متمسّکہ بنگالہ کے مطابق ہے۔

ماخذ یہ۔ ایک شخص جو بلا اولاد ذکور مر جاے اور اسکے بہت سے رشتہ دار یعنے ناقی یا قرابت دار بعید یعنی سکل یا بندھو رشتہ دار رہون تو منجملہ انکے جو وراثۃ مین قریب تر ہو وہی اسکی جائداد کا مالک ہوگا۔ قول بر بیستی منقولہ داے تتو و داے کرم سنگرہ۔ فیصلہ میمن سنگھ۔ ۵ مارچ ۱۸۹۰ء۔

مقدمہ ۱۲ اس۔ دیوکی نندن اور دھرنی دھر اور رام کنت اور کالی پرشاد چار بھائی تھے۔ دیوکی نندن بیساکھ کے مہینے ۱۲۲۲ بنگلہ مین مرگیا اور دو بیٹے چھوڑ مرا۔ ۱۲۳۹ بنگلہ مین دھرنی دھر لاولد مرگیا اور اسکی بیوہ سور دھنی نے بھی ۱۲۶۱ بنگلہ مین وفات پائی۔ رام کنت ۱۲۶۱ بنگلہ مین فوت ہوا اور اسکی بیوہ جےمنی اور دو بیٹے موجود ہین۔ کالی پرشاد نے ۱۲۶۱ بنگلہ مین اس جہان سے رحلت کی اور اسکی بیوہ ابتک بقید حیات ہے۔ بھائیون کے قبضہ مین جائداد اراضی مساوی حصون مین تھی اور فیصلہ پنچایت کے بموجب دھرنی دھر اور کالی پرشاد کی بیوہ اپنے اپنے شوہرون کے حصہ جائداد کے محاصل سے حین حیات متمتع ہوتی رہین اور انکی وفات کے بعد انکے حصے باہم دیوکی نندن اور رام کنت اور انکے وارثون کے تقسیم ہوگئے۔ اس صورت مین بعد وفات سور دھنی بیوہ دھرنی دھر کے کالی پرشاد کی بیوہ مستحق پانے کسی قدر حصہ منجملہ اُس محاصل کے جو سور دھنی کو ملتا تھا ہے یا نہین۔

بھائی کی بیوہ وارثون کی ترتیب مین نہین ہے

فتویٰ۔ اگر دھرنی دھر اور کالی پرشاد کی بیوہ اپنے اپنے شوہرون کے حصہ جائداد کے محاصل سے حین حیات متمتع ہوتی رہین تو دھرنی دھر کی بیوہ کی وفات کے بعد

کالی پرشاد کی بیوہ مستحق اس امر کی نہین ہے کہ منجملہ محاصل شاملہ سوردھنی کے اُسے کچھ حصہ ملے کیونکہ شاستر مین کمین بھائی کی بیوہ کو اُس شخص کے وارثون مین سے جو لاولد ذکور مرجاے نہین قرار دیا ہے۔ سٹ

صدر دیوانی عدالت۔ ۱۱۔ اگست ۱۸۲۲ع

مسماۃ جےمنی دیبی بنام رام جاے چودھری۔

مقدمہ ۱۳۔ منجملہ چار بھائیون کے جو بالاشتراک ایک جائداد پر ورثتاً قابض ہوے بڑا بھائی ایک زوجہ اور ایک نواسہ چھوڑ کر مرگیا نواسہ کی مان مرگئی تھی اور دوسرا بھائی ایک بیٹا چھوڑ مرا اور چھوٹا یعنی چوتھا بھائی مرض جذام یا اور کوئی اسی قسم کی بیماری مین مبتلا ہو کر لاولد فوت ہوا۔ اب چار شخص یعنی بڑے بھائی کی بیوہ اور نواسہ اور دوسرے بھائی کا بیٹا اور تیسرا بھائی زندہ ہین اور وراثت کا دعوے کرتے ہین اس صورت مین جائداد اُن دعویداروں کے باہم کیونکر تقسیم ہونی چاہیے

جواب۔ صورت مذکورہ بالا مین بڑے بھائی کی بیوہ اور دوسرے بھائی کا بیٹا اور تیسرا بھائی برابر مستحق وراثت ہین یعنی منجملہ اُنکے جائداد مین ہر ایک مستحق پانے ایک ثلث کا ہے۔ بڑے بھائی کے نواسہ کا درصورت موجود ہونے اُسکی نانی کے ترکہ مین کچھ حق نہین ہو سکتا۔ سٹ

ف جائداد مشترکہ کی بابت اگر ایک بیوہ اور ایک بیٹا اور ایک بھائی دعویدار وراثت ہون تو جائداد مین سے ہر ایک کو تہائی حصہ تینون کو ملے گا۔

سٹ دھرنی دھر کی بیوہ مسماۃ سوردھنی کے قبضہ مین جو جائداد تھی وہ صرف دیولی نندن کو پہونچے گی اور بمقابلہ اسکے رام کنت اور کالی پرشاد کے وارثون کا کچھ حق نہین ہے کیونکہ اشخاص مذکور جنسے اُنکو ترکہ ملا تھا قبل وفات دھرنی دھر کی بیوہ کے مرگئے۔

سٹ اگرچہ چوتھا بھائی کسی عارضہ جسمانی مثلاً جذام وغیرہ مین جو مانع ارث ہو باپ کی وفات کے وقت مبتلا نہو تو اُسے اپنے بھائیون کے ساتھ مساوی حصہ ملنا چاہیے کیونکہ اُسکو استحقاق وراثت فوراً بعد وفات باپ کے حاصل ہوا اور جو استحقاق کہ اولاد ذکور کو ایک مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے وہ کسی ایسی عدم قابلیت کی وجہ سے جو بعد ازان عارض ہو زائل نہین ہوگا لہذا چوتھے بھائی کا بعد ازان بیمار ہونا اُسکے مانع ارث نہین ہو سکتا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکا حصہ یعنی جائداد موروثی کا ایک ربع اُسکے تیسرے

ضلع جنگل محال - ۲۲ - مئی ۱۸۶۱ء -

مقدمہ ۱۴ - س - ایک برہمن نے اپنے حقیقی بھائی سے جائداد اراضی اور مکان مشترکہ کی تقسیم کرالی اور علحدہ رہنے لگا اور ایک نابالغ بیٹا اور ایک غیر منکوحہ دختر اور ایک زوجہ اور بھائی مذکورۂ بالا کے بیٹے چھوڑ کر مر گیا بعد ازان اُسکا بیٹا فوت ہوا اور اُسکے بعد اُسکی زوجہ بھی مرگئی اب اُسکی دختر جسکے اولاد ذکور پیدا ہونے کا امکان ہے اپنے باپ کے ترکہ کا دعوی کرتی ہے - اس صورت مین یہ دختر مستحق وراثت ہے یا متوفی کے بھائی کے بیٹے -

ج - صورت مذکورۂ بالا مین دختر کا کچھ حق نہین ہے کیونکہ مالک کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے بیٹے کو وراثتاً پہونچی جسکی روح کو وہ پنڈ دیا نی دینے سے فائدہ نہین پہونچا سکتی - بھائی کے بیٹے مستحق وراثت ہین کیونکہ وے اُن دو مورثون کو پنڈ دیانی دے سکتے ہین خصوصاً اصل مالک پر دینا فرض تھا -

بہن کا حق بمقابلہ بھائی کے بیٹوں کے جاتا رہتا ہے -

ضلع بردوان - ۳ - دسمبر ۱۸۶۱ء -

انپورن دیبی بنام گنگا ہری سری منی وغیرہ -

مقدمہ ۱۵ - س - ایک برہمن پانچ بیٹے چھوڑ کر مر گیا منجملہ اُنکے دو لاولد مر گئے چوتھے بھائی کے ایک بیٹا تھا جو اپنے باپ کے سامنے فوت ہوا اور اُسکے پس ماندون مین ایک بیوہ اور ایک غیر منکوحہ لڑکی تھی پانچوین نے لاولد وفات پائی اور تیسرے بھائی نے چار بیٹے چھوڑ کر رحلت کی منجملہ اُنکے بڑا بیٹا لاولد مر گیا اور دوسرا اور تیسرا ایک ایک بیٹا چھوڑ کر مرا - چوتھے بھائی کی پوتی کا بیاہ ہوگیا اور اسکے اولاد ذکور موجود ہے - اس صورت مین چوتھے بھائی کی وفات کے بعد منجملہ ان اشخاص کے جو بقید حیات ہین کون وراثتاً

پانچوین بھائی کو جو زندہ تھا پہونچنا چاہیے تھا اُسکے بڑے بھائی کی بیوہ اور دوسرے بھائی کے بیٹے کا اسے کچھ تعلق نہ تھا کیونکہ بھائی کے مقابل مین اُنکا کچھ حق نہین ہے - لیکن اس مقدمہ مین واضح ہوگا کہ دوسرے بھائی کے بیٹے نے بھتیجے کے طور پر ترکہ نہین پایا ہے بلکہ بذریعہ وراثت اپنے باپ کے - اس مقدمہ مین چچا کی جائداد پر وارث ہونے کا کچھ تنازع نہ تھا -

مستحق پانے اُسکی جائداد کا ہے۔

ج۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹا جو اپنے باپ کے سامنے مرگیا وہ ایک زوجہ اور ایک غیر منکوحہ لڑکی چھوڑ مرا غیر منکوحہ لڑکی کا بعد ازان بیاہ ہوگیا اور اُسکے ایک بیٹا پیدا ہوا لیکن جبکہ بھائی کا بیٹا اور پوتی کا بیٹا موجود ہین تو اس صورت مین بھائی کا بیٹا مستحق وراثت ہے اور متوفی پسر کی دختر کے بیٹے کا اپنے پرنانا کے ترکہ پر کوئی دعوی جائز نہین ہے۔ یہ راے مصنفان واے بھاگ اور اور کتب شاستر کی ہے۔

بھائی کا بیٹا بمجودگی پسر کی دختر کے بیٹے کے ورثہ پاتا ہے۔

۱۲۔ مارچ ۱۸۱۲ع۔

فصل چھٹی

ہمشیرہ زادون وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ۱۔س۔ ایک شخص ایک بیٹا اور تین بیٹیان چھوڑ کر مرگیا بعد اُسکی وفات کے بیٹا بھی اپنی تینون بہنون کے سامنے اس جہان سے رحلت کرگیا منجملہ تین بہنون کے ایک نے وفات پائی مگر اُسکا بیٹا بقید حیات ہے باقی دو بہنون مین سے ایک کے دو بیٹے موجود ہین اور دوسری لاولد بیوہ ہے اس صورت مین اصل مالک کی جائداد اشخاص مذکورہ بالا مین جو زندہ ہین کس طرح پر تقسیم ہوگی۔ اشخاص موجودہ مین سے کسی کو منجملہ جائداد کے ایک حصہ جو اُسکے حصہ سے زیادہ ہو ہبہ یا بیع کرنے کا اختیار ہے یا نہین۔

ج۔ باپ کی وفات کے بعد اُسکی کل جائداد اُسکے بیٹے کو صرف پہونچے گی بمقابلہ اُسکے بیٹون کا حق نہین ہے اگر بیٹا مرجاے اور وارثون مین سے کوئی وارث برادر زادہ کے بیٹے تک نہ چھوڑ مرے تو اُسکے بھانجے مساوی طور پر ترکہ پانے کے مستحق ہین بہنون کو بھائیون کی جائداد پر وارث ہونے کا کچھ حق نہین ہے ہر ایک بھانجے کو منجملہ جائداد مذکورہ کے اپنے حصہ کے ہبہ یا بیع کرنے کا اختیار ہے بہنین

بھانجے درصورت نہونے برادر زادون کے وارث جائز ہین۔

کسبی جائداد کو کسی طور پر منتقل کرنے کی مجاز نہین ہین یہ رائے دا اے بھاگ اور دراے تتو اور منو اور نارد اور عالمون کے بموجب ہے۔

گو نم "وہ عالمان واجب التعظیم کی ہدایت کے بموجب جائداد پر قبضہ ولادت کی رو سے پہونچتا ہے" "بیٹے کا حق باپ کی جائداد پر در صورت زائل ہونے حق ملکیت باپ کے قائم ہوتا ہے اور بیٹا اپنی ولادت اور اپنی حقیت کی رو سے اپنے باپ کی جائداد پانے کا مجاز ہے" یہ مسئلہ دا اے تتو کا ہے۔

مسئلہ ذیل دا اے بھاگ مین مندرج ہے "وہ باپ کے وارثون مین سے اگر اسکا کوئی وارث پڑپوتے تک نہو تو ملحوظ رہے کہ وراثت کا استحقاق بھتیجے کو پہونچتا ہے" منو کہتا ہے کہ "نواسہ بھی پوتے کے مانند عقبیٰ مین نجات کا باعث ہوتا ہے اور بھانجا اور پھپیرا بھائی بھی"۔

بودھاین بعد بیان کرنے تمہید اور اس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے بیان کرتا ہے "کہ وہ ترکہ کی مستحق نہین ہے کیونکہ عورات اور ایسے اشخاص جنکے حواس خمسہ مین سے کوئی حواس یا ایک عضو نہو ترکہ پانے کے مجاز نہین ہین"۔

فقرہ مذکورہ بالا کے معنی یہ ہین کہ عورت ترکہ کی مستحق نہین ہے لیکن اس مسئلہ سے اُن اقوال کی تردید لازم نہین آتی ہے جنکی رو سے بیوہ اور خاص عورات مثلاً بیٹی و ماں و دادی وارث ہونے کی مستحق ہین۔

منو "وہ شوہر جو بیاہ کے وقت زوجہ کی نسبت اقرار کرتا ہے اُسی اقرار سے اختیار شوہری کی ابتدا ہوتی ہے"۔ [1]

ضلع ندیا۔

[1] اس مقدمہ مین اس امر کا بالتصریح بیان نہین ہے کہ بہن جسکے دو بیٹے تھے اُسکے اور بھی اولاد ذکور پیدا ہونے کا امکان تھا یا کہ آیندہ اُسکے اولاد کا پیدا ہونا ممکن نہ تھا یا کہ وہ بیوہ تھی اگر کسی شخص کے بھانجے اس صورت مین جبکہ منجملہ اُنکی بہنون کے ایک کے بھی آیندہ اولاد کا ہونا ممکن ہو شخص مذکور کی جائداد باہم تقسیم کرین اور بعد تقسیم کے م

مقدمہ ۲۔ ایک نابالغ جو جائداد اراضی موروثی پر وارث ہو انجام گیا اور ایک سوتیلی ماں اور ایک حقیقی غیر منکوحہ بہن اور تین چچا چھوڑ مرا اُسکی وفات کے بعد اُسکی بہن کا بیاہ ہو گیا اور اُسکے شوہر کی صلب سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اس صورت مین متوفی نابالغ کی جائداد منجملہ اشخاص مذکورۂ بالا کے کسکو بموجب شاستر متشبہ بنگالہ کے ورثتاً پہونچتی ہے۔

نتیجہ۔ بلحاظ حالات مذکورۂ بالا بھانجہ اپنے ماموں کی جائداد پر وارث ہونے کا مستحق ہے کیونکہ وہ اپنے ماموں یعنی نابالغ کے باپ کا نواسہ ہے سوتیلی ماں کو جائداد سے خور و پوش ملنا ضرور ہے چچا مستحق ورثت ہونیکے نہ تھے کیونکہ بہن کے لڑکا پیدا ہونے کا احتمال تھا۔

بھانجہ کے مقابلہ مین سوتیلی ماں اور چچاؤن کا ورثت پر کچھ حق نہین ہے

ماخذ۔ منقولۂ دایہ بھاگ ''اگر کسی شخص کے وارثون مین سے اسکا کوئی وارث پوتے تک نہو تو ملحوظ رہے کہ ورثت کا استحقاق بھانجے کو اسی طرح پہونچیگا جیسا کہ نواسہ کو کیونکہ نواسہ بھی پوتے کے مانند عقبیٰ مین باعث نجات ہوتا ہے''۔

''جاگیلاک نے لفظ گو ترج بھی لکھا ہے اور غرض اُسکی اس تحریر سے یہ ہے کہ بھائی اور چچا بھی بوجہ یک جدی ہونے کے موافق اُس ترتیب کے مستحق ورثت ہونگے جسکے مطابق پنڈ دینے کا طریقہ معین ہے''۔ یہ قول جمتواہن سے منقول ہے۔

کتاب مذکورۂ بالا مین منو کا قول مرقومۂ ذیل بھی مندرج ہے۔

''وے جو پیدا ہوے اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعۂ پرورش ضرور ہے اور اُنکی موروثی وجہ معاش کا تلف کرنا ایک امر مذموم تصور کیا گیا ہے''۔

بیوہار تتو اور اور کتب شاستر مین برہسپتی کا یہ قول منقول ہے کہ ''ایک مکان یا اراضی قابل زراعت یا بازار یا کوٹی اور جائداد غیر منقولہ جو ایک رشتہ دار یا ایسے قریب وسیلہ دار کے

اگر کسی بہن کے ایک اور بیٹا پیدا ہو تو وہ ترکہ سے مساوی حصہ پائیگا کیونکہ ایسی صورت مین ایک بیٹا جو تقسیم جائداد پیدا ہو اُسکی نسبت وارث ہونے کے لیے حکم ہے چنانچہ جاگیلاک کا قول ہے کہ بعد بیٹے علیحدہ ہو گئے ہون اور بعد اسکے ایک اور بیٹا ہمقوم عورت کے بطن سے پیدا ہو تو اُسکو بھی تقسیم سے حصہ ملیگا اور حصہ اُسکا اُن جائداد سے دلایا جائیگا جسکا خرچ حساب ہو گیا ہو

قبضہ مین ہو جو ذکور یا اناث کی نسل سے ہو مگر وہ اُسکی ملکیت نہو تو جائداد مذکور پر مالک جائز
کا استحقاق نہ جاتا رہیگا،، سلہ

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۲۱ مئی -

مقدمہ ۳ - س - منجملہ دو بھائیون کے بڑے بھائی کے ایک بیٹا تھا جو فوت ہوا مگر اسکا ایک بیٹا سندر بقید حیات ہے اور دوسرے بھائی کے ایک بیٹا پیارے تھا اور تین بیٹیان جیونی و سکھیا و منی تھین پیارے لاولد مرگیا بیٹیون مین سے جیونی بلا اولاد ذکور اور سکھیا ایک بیٹا موتی چھوڑکر مرگئی اور منی زندہ ہے اور اُسکے ایک بیٹا جواہر ہے اور اشخاص مذکورہ بالا بطور کنبہ جداگانہ کے علیحدہ رہتے تھے اور پیارے اپنی وفات کے وقت اپنے باپ کی جائداد پر قابض تھا - اس صورت مین منجملہ تین اشخاص یعنے سندر اور منی اور موتی کے پیارے کی جائداد کا کون وراثتاً مستحق ہے -

ج - معلوم ہوتا ہے کہ پیارے اپنے وارثون مین سے کوئی وارث بھانجے تک نہ چھوڑ مرا لہذا اُسکے باپ کے دو نواسے یعنی موتی و جواہر اُسکی جائداد کے مستحق پانے مساوی حصون کے ہین کسواسطے کہ وے اُسکے باپ کی روح کو پنڈ دینے کے ذریعہ سے فائدہ پہونچا سکتے ہین چونکہ اُسکے بھانجے موجود ہین تو درصورت نہونے اُسکے نواسے کے وے مستحق وراثت ہونگے - پیارے قریب تر واسطہ دار یعنی چچا کا پوتا جو یک جدی ہے مستحق وراثت نہین ہے - پیارے کی بہن منی کا اپنے بھائی کی جائداد پر کچھ حق نہین پہونچتا ہے -

بھانجون کو حق وراثت نہین پہونچتا ہے لیکن اُنکے بیٹون کا حق مقابلہ چچا کے پوتے کے مرجح ہے -

س ۲ - اگر کنبے مین یہ دستور برابر چلا آیا ہے کہ باوجود ہونے دختر اور نواسون کے یکجدی قریب تر واسطہ دار ترکہ پاوے اور کنبے مذکور کا ایک شخص بلا اولاد ذکور مرجائے تو اس صورت مین شاستر کے بموجب اُسکی جائداد اسکے واسطہ دار کو وراثتاً

سلہ یہ راے بموجب دھرم شاستر متمشیہ بنگالہ کے صحیح ہے جسکے مطابق بہ پیوستہ طلب کیا گیا تھا لیکن دھرم شاستر متمشیہ بنارس مین بھانجے کا وارث ہونا تصریحاً نہین بیان ہوا ہے الا صرف اُس صورت مین جبکہ منجملہ سمند کون کے یعنی نسل ذکور مین چودھوین پیڑھی تک کوئی واسطہ دار نہو -

پہونچے گی یا دختر اور نواسون کو ۔

ج ۲ ۔ اگر یہ ثابت ہوجاے کہ کنبے مین دستور مرقومہ سوال بالا برابر چلا آیا اور قدیم ہے تو اس صورت مین پیارے کی جائداد اُسکے واسطہ دار سندر کو بہ محرومی اور وارثون کے ملے گی ۔

ن ۔ اس صورت مین کہ دستور بالعکس ہو ۔

ضلع جنگل محال ۱۲ ۔ جون سنہ ۱۸۲۳ع ۔

مقدمہ ۴ ۔ س ۔ دو حقیقی بھائیون نے اپنی موروثی جائداد اراضیات و مکانات اور اور مال منقولہ و غیر منقولہ کو باہم تقسیم کرلیا اور علیحدہ رہ کر اپنے اپنے حصہ پر متصرف رہے ۔ بڑے بھائی کے بعد اُسکا اکلوتا بیٹا اُسکا وارث ہوا جو لاولد مرگیا اور ایک سوتیلی بہن اور بہن مذکور کے بیٹے اور حقیقی بہن کا بیٹا اور چچا کا پوتا چھوڑ مرا اس صورت مین منجملہ اشخاص حی القائم کے کون مستحق ورثہ پانے کا ہے ۔

ج ۔ بڑے بیٹے کی وفات کے بعد اگر اُسکے وارثون مین سے کوئی وارث بھائی کے پوتے تک نہو تو اُسکے سب بھانجے اُسکے وارث ہونے کے مساوی مستحق ہین کیونکہ ہر ایک اُنمین سے اُسکے تین مورثون کو جنمین اُسکا باپ بھی شامل ہے بذریعہ پنڈ دینے کے فائدہ پہونچاتا ہے اور بابین سوتیلی اور حقیقی بہنون کے بیٹون سے کچھ فرق نہین ہے ۔

ف ۔ سوتیلی بہن کا بیٹا حقیقی بہن کے بیٹے کے ساتھ بالاشتراک ورثہ پاتا ہے ۔

ضلع جنگل محال ۲ ۔ اگست سنہ ۱۸۲۶ع ۔

مقدمہ ۵ ۔ س ۔ ایک شخص اپنے چچا کا پوتا اور حقیقی بہن کا بیٹا چھوڑ مرا اس صورت مین منجملہ ان دونون حی القائم کے وراثت کا حق کسکو پہونچتا ہے ۔

ج ۔ صورت مذکورہ بالا مین بھانجہ بلا شرکت احدے مستحق ترکہ پانے کا ہے ۔

ماخذ ۔ اگر وارثون مین سے کوئی وارث باپ کے پرپوتے تک نہو تو بھانجہ وارث ہوتا ہے کیونکہ وہ مالک متوفی کے تین مورثون کو پنڈ دیتا ہے جو

ف ۔ قانون متعینہ بنگالہ کے بموجب بھانجے کے مقابلہ مین چچا کے پوتے کا وراثت مین کچھ حق نہین ہے ۔

سلا مالک کی حقیقی اور سوتیلی بہن کے بیٹے ورثہ پانے کے مساوی مستحق ہین ۔ تنبیہ متعلقہ داے بھاگ صفحہ ۲۲۵ معائنہ کرو ۔

متوفی کے باپ کو پہونچتا ہے۔

مقدمہ ۲۶ س - ایک شخص دو بیٹے اور ایک دختر اور ایک نواسہ چھوڑ مرا اسکی وفات کے بعد اسکا بڑا بیٹا بلا اولاد ذکور مر گیا اور اشخاص مذکورہ بالا اسکے بعد بقید حیات رہے بعد ازان بعد چھوٹا بیٹا ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر فوت ہوا اور بالآخر چھوٹے بیٹے کی زوجہ اور دختر دونون مر گئین دختر نے اپنا شوہر اور غیر منکوحہ دختر چھوڑی اس صورت مین منجملہ اشخاص حی القائم کے کون شخص مستحق پانے باپ کی جائداد کا ہے۔

ج - چھوٹے بیٹے کی وفات کے بعد اسکی بیوہ اپنے شوہر کی جائداد کی مالک ہے اور اسکے بعد اسکی دختر کا ترکہ پر استحقاق پہونچتا ہے دختر کے شوہر اور دختر کا کچھ حق نہین ہے کیونکہ وے مالک متوفی کو کچھ فائدہ نہین پہونچا سکتے بھانجہ ترکہ پانے کا مستحق ہے۔

بھانجے کے مقابل مین دختر کی دختر کا ترکہ مین کچھ حق نہین ہے۔

۲۰ - فروری ۱۸۱۵ء

جے نرائن مکھوپادھیا۔ رام رتن چترجیا۔

سا صاحب جسٹس عدالت شاہ آباد نے اس سوال کو قرب وجوار کی خاص عدالتون مین اس غرض سے کہ عدالتون کے پنڈت اپنی رائین لکھین بھیجا تھا ضلع بہار کے پنڈت نے اپنے فتوے مین جاگیملک کے اس قول کی کہ زوجہ اور بیٹیان اور والدین اور بھائی اور انکے بیٹے اور واسطہ دار یک جدی در واسطہ دار بعید الخ - تصریح مین بیان کیا کہ وارثون مین سے کوئی وارث اگر بھتیجے تک نہون تو گوتر ج یعنی واسطہ دار جو اسی نسل سے ہے ترکہ پاوے گا اور اگر یہ نہو تو واسطہ دار بعید اور بھانجہ واسطہ داران بعید مین تصور کیا جاتا ہے - یہ رائے بموجب دھرم شاستر متنشیہ متھیلا و بنارس اور اور اضلاع کے ہے - مقامات مذکورہ بالا مین بھانجے کو اس وارثون کے سلسلے مین جسے جاگیملک نے ترتیب دیا ہے تصور نہین کرتے ہین - لیکن یہ مسئلہ مروجہ بنگالہ کے خلاف ہے - صرف عالمان بنگالہ نے بھانجے کے استحقاق کو تسلیم کیا ہے - دھرم شاستر متنشیہ بنارس اور متھیلا کے بموجب بھانجہ وارث اپنے ماموں کی جائداد کا نہین ہے اور دختر کی دختر کے استحقاق ورثت کو بھی اکثر عالمون نے تسلیم کیا ہے مگر کسی جگہ تعین اس مسئلہ کی نہین ہوئی - جلد اول کے باب ورثت کو ملاحظہ کرو۔

مقدمہ ۲ - ایک زمیندار ایک بیٹا اور چار بیٹیاں چھوڑکر فوت ہوا اُسکی وفات کے بعد اُسکا بیٹا اُس جائداد موروثی پر قابض ہوا اور بلا اولاد ذکور بہنیں چھوڑکر مرگیا منجملہ اُنکے دو بہنیں قبل فوت اپنے شوہرون اور بلا اولاد کے مرگئیں اور باقی دو بہنوں میں سے ایک کے شوہر بیٹے تھے اور دوسری کے ایک متبنیٰ بیٹا - اس صورت میں منجملہ اشخاص مذکور القائم کے ہر ایک جائداد میں سے کسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے -

فتویٰ - صورت مذکورۂ بالا میں شاستر کے بموجب جائداد کے سات حصے کرنے چاہییں منجملہ اُنکے چھ حصے تو ایک بہن کے تینوں بیٹوں کو ملیں گے اور باقی ایک حصہ دوسری بہن کے متبنیٰ کا ہے -

ضلع ہوگلی - ۲۸ - فروری ۱۸۱۲ء

مقدمہ ۸ - س - ایک شخص اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑکر مرگیا بعد ازان وہ بھی اپنے شوہر کے دادا کے بھائی کے پوتے اور پرپوتے اور شوہر کے بھانجے کو چھوڑکر مرگئی اس صورت میں منجملہ ان تین اشخاص کے اُسکی شوہری جائداد پر کسکو ورثہ پانے کا استحقاق پہونچتا ہے -

ج - شاستر کے بموجب بھانجہ مستحق وراثت کا ہے - دادا کے بھائی کے پوتے اور پرپوتے کا کچھ حق نہیں ہے -

ضلع بردوان - ۱۲ - مئی ۱۸۱۳ء -

مقدمہ ۹ - س - ایک زمیندار نے واسطے دخل جائداد موروثی عدالت میں نالش دائر کی اور قبل تجویز اخیر وفات پائی اور ایک حقیقی بہن اور بہن مذکور کا ایک بیٹا اور ایک اور بہن کا بیٹا اور ایک جدی چوتھی پیڑھی کا ایک واسطہ دار چھوڑ مرا بعد اُسکی

نکالا بہن بہن کا متبنے بیٹا دوسری بہن کے تین حقیقی بیٹوں کے ساتھ جائداد سے ساتواں حصہ پاتا ہے -

ف - بھانجے کا استحقاق وراثت بمقابلہ دادا کے بھائی کی اولاد کے کچھ نہیں ہے -

---

۱ - اگرچہ فتویٰ بالا بموجب شاستر مروجہ بنگالہ کے صحیح ہے مگر بنارس کے شاستر کے بموجب جائداد کے دس حصے ہونے چاہییں تھے منجملہ اُنکے ایک حصہ متبنیٰ کا حق ہے - بہن کے متبنے بیٹے کے وارث ہونے کی نسبت کوئی صریح حکم نہیں ہے مگر اُسکا استحقاق استنباط کی رو سے تسلیم کیا گیا -

وفات کے اُسکے بھانجے نے وارث ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ بھی مین دوران نالش مر گیا اب اصل مالک متوفی کی بہن اور بہن مذکور کے بیٹے کی بیوہ اور ایک اور بہن کا بیٹا اور ایک جدی چوتھی پیڑھی کا ایک واسطہ دار زندہ ہین اس صورت مین اشخاص مذکورین مین سے کون مستحق وراثت ہے —

ج — صورت مذکورہ بالا مین اصل مالک کی وفات کے بعد اسکی دونون بہنون کے بیٹے کل جائداد کے وارث تھے جنکے مقابلہ مین دادا کی اولاد کا واسطہ دار یعنی چوتھی پیڑھی مین ایک جدی نسل سے ہے وراثت پانے سے محروم رہیگا — دایے بھاگ مین لکھا ہے کہ وہ جو شخص پنڈ وپانی دینے کے ذریعہ سے فائدہ کثیر پہونچا سکے وہی وارث ہونے کا مستحق ہے —

جو شخص کہ چوتھی پشت کی اولاد مین ہے وہ بلا شک مالک کے پردادا کو [illegible] دینے کا مجاز ہے لیکن اسکے بھانجے اسکے تین مورثون کو جنمین اسکا باپ [illegible] پنڈ وپانی دینگے اور باپ کے بھی پنڈ وپانی دینے والے پر لحاظ کیا جاتا ہے واسطے درصورت موجود ہونے اسکے بھانجون کے اس شخص کا جو اسکے پردادا کی اولاد مین ہے ترکہ پانے کا کچھ استحقاق نہین ہے —

قول منو دایے بھاگ مین منقول ہے کہ "تین کو پانی دینا چاہیے اور تین کے نام پر سرادھ کرنا چاہیے — جو شخص چوتھی پشت کی اولاد مین ہو وہ ان رسوم کے ادا کرنے کا مجاز ہے مگر پانچوین پشت کی اولاد کے شخص کو انسے کچھ تعلق نہین ہے" —

لیکن بابا نگے وارثون مین سے اگر اسکا کوئی وارث پرپوتے تک نہو تو ملحوظ رہے کہ وراثت کا استحقاق بھانجے کو پہونچتا ہے — یہ رائے جمتو اہن کی ہے —

سری کرشن کہتا ہے کہ "بھانجہ ورثہ پاتا ہے گو دادا کا حقیقی بھائی یا کوئی اور ایسا ہی واسطہ دار موجود ہو" —

پس مالک کی وفات کے بعد اسکی دونون بہنون کے بیٹے اپنے ماموں کی جائداد کے وارث ہونے کے مستحق ہین اور بھانجون مین سے ایک کی وفات کے بعد اسکی زوجہ

بھانجے کے مقابلہ مین پردادا کی اولاد کا وراثت مین کچھ حق نہین ہے —

(۱)

اپنے شوہر کے حصہ پانے کی مستحق ہے -

اس باب مین درہت منو کا قول دا سے بھاگ مین منقول ہے کہ "وہ کسی لاولد شخص کی بیوہ جو پاکدامن اور فرائض وغیرہ کی پابند رہے وہ اپنے شوہر کو پنڈ و پانی دے گی اور اسکو شوہر کا کل حصہ حاصل ہوگا" ۔

ضلع سیمن سنگھ - ۱۸ ستمبر ۱۸۶۳ء -

مقدمہ ۱۰ - س - ایک شخص ایک زوجہ اور ایک بھانجہ چھوڑ کر مرگیا بھانجہ زوجہ کے ایام حیات فوت ہوا اور ایک بیٹا چھوڑ مرا اس حالت مین بیوہ کی وفات کے بعد بھانجے کا بیٹا اسکی جائداد کے ورثا پانے کا مستحق ہے یا نہین -

بہن کا پوتا وارث نہین ہے -

ج - بھانجے کا بیٹا جسکا باپ قبل وفات بیوہ کے مرگیا ہو مستحق ورثت نہین ہے -

ضلع سلہٹ - ۵ مئی ۱۸۶۱ء -

مقدمہ ۱۱ - س - زید ایک ہندو اپنی زوجہ اور باپ چھوڑ کر مرگیا بعد ازان باپ بھی فوت ہوا اور ایک زوجہ مسماۃ ہندہ جو زید کی مان نتھی اور ایک نابالغ لڑکا بکر اور ایک بھانجہ عمرو چھوڑ مرا بعد ازان بکر لاولد مرگیا بکر کی وفات کے بعد بیوہ مسماۃ ہندہ باپ کی جائداد پر قابض ہوئی اور اُسنے ایک وصیت نامہ تحریر کیا جسکے ذریعہ سے کل جائداد اپنے شوہر کے بھانجے عمرو کے نام لکھدی مگر جائداد مذکور پر موصی الیہ کے قابض کرا دینے کے قبل وہ مرگئی - اس صورت مین یہ وصیت بموجب شاستر متمشیہ متھلا اور بنگالہ کے جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین - اور بخلاف اسکے اگر کوئی وصیت نامہ تحریر نہوا ہو تو اس صورت مین جائداد مذکور زید کے باپ کے بھانجے کو ورثا پہونچے گی یا اسکی بیوہ کو -

بموجب قاعدہ ورثت متمشیہ بنگالہ کے سوتیلی بھائی کا وارثون کی ترتیب مین چھٹا درجہ ہے اور بموجب شاستر متمشیہ

ج - اگر زید اپنی زوجہ اور باپ چھوڑ کر مرگیا اور بعد ازان باپ بھی فوت ہوا اور اپنی ایک زوجہ مسماۃ ہندہ یعنی زید کی سوتیلی مان اور ایک نابالغ لڑکا بکر اور ایک بھانجہ

سلسلہ معلوم ہوگا کہ مقدمہ ہذا اور اس سے پچھلے مقدمہ مین جواب بموجب دھرم شاستر بنگالہ کے دیا گیا ہے -

بکر لاولد مرگیا اور بعد اسکے باپ کی بیوہ جائداد مذکور پر قابض ہوئی اور
اُسکو ایک وصیت نامہ کے ذریعہ اپنے شوہر کے بھانجے عمرو کے نام منتقل کردیا لیکن
جائداد مصرحہ وصیت نامہ پر عمرو کے قابض کرا دینے کے قبل مرگئی اس صورت مین بموجب
شاستر متھنشیہ متھیلا اور بنگالہ کے وصیت جائز اور واجب التعمیل نہین ہے اور وارث
جو جائداد مذکور پر مستحق وراثت ہین اُنکی ترتیب یہ ہے۔ زید جو اپنے باپ کے سامنے
مرگیا اُسکی بیوہ بموجب شاستر متھنشیہ متھیلا اور بنگالہ کے اپنے شوہر کی جائداد وراثتاً پانے
کی مجاز ہے بشرطیکہ جائداد مذکور منقسمہ ہو اور اور شرکاء وراثت سے علٰحدہ کرلی گئی ہو
اگر جائداد وارثون کے قبضہ مین بالاشتراک ہو تو بیوہ بموجب شاستر متھنشیہ بنگالہ
کے اپنے شوہر کے حصہ پر وارث ہوگی لیکن شاستر متھنشیہ متھیلا کے مطابق وہ
اس امر کی مستحق نہین ہے کس واسطے کہ اُس لواح کے مفسران شاستر نے بیان
کیا ہے کا دو بیوہ کا استحقاق وراثت سرمایہ مشترکہ کے تقسیم ہوجانے پر منحصر ہے کیونکہ
عالمان مذکور کی رائے بموجب صرف تقسیم سے استحقاق ملکیت منفرد پیدا ہوتا ہے
لہذا منجملہ زید کی جائداد کے جسقدر رکہ پی بھکت یعنی منقسمہ اور اسدھن یعنی جائداد
خاص نہین ہے بموجب شاستر متھنشیہ متھیلا بعد وفات زید کے اُسکے باپ کو
وراثتاً پہونچے گی اور بموجب شاستر متھنشیہ بنگالہ کے زید مذکور کا باپ اُسقدر ترکہ
پائے گا جسقدر جائداد مشترکہ سے زید کا خاص حصہ نہو گو دونون صورتون مین زید کی
بیوہ بقید حیات ہو اور باپ کی وفات کے بعد کل جائداد جو اُسکو وراثتاً پہونچی ہو
اُسکے نابالغ بیٹے بکر کو ملے گی اور لاولد مرجانے کے بعد اُسکے وارث کو پہونچے گی بموجب
شاستر متھنشیہ متھیلا کے بموجب اگر اُسکے وارثون مین سے کوئی وارث زوجہ سے
گوترج تک نہو تو بھانجہ وارث ہوگا کیونکہ وہ منجملہ بندھوون کے ہے مگر قبل
اسکے وہ وارث نہین ہوسکتا لیکن بموجب شاستر متھنشیہ بنگالہ کے درصورت نہونے
وارثون کے نوجہ سے دادا کے پوتے تک پھوپیرا بھائی مستحق وراثت ہے کیونکہ وہ
دادا کی دختر کا پسر ہے۔

متھیلا اور بنارس کے وہ درصورت موجودگی گوترج کے مستحق ورثہ پانے کا نہین ہے اور گوترج سے مراد تمام اُن واسطہ داروں سے ہے جو چودھوین پشت تک یک جدیوں میں سے ہوں۔

۲ "اے بموجب بیاد چنتامنی اور اور کتب شاستر متمتیہ متھیلا کے ہے اور نیز
داے بھاگ اور اور نسخون مروجہ بنگالہ کے۔

ماخذ ۱- فقرہ جو مہابھارت سے بیاد چنتامنی اور داے بھاگ اور اور کتب شاستر
مین منقول ہے یہ ہے کہ یہ عورات کو ترکہ شوہری کے محاصل سے صرف متمتع ہونے کی
اجازت ہے کسی صورت مین انکو جائداد شوہری کے تلف کرنے کا اختیار نہین ہے۔

۳ یہ تلف کرنے سے بیع کرنا یا اپنی مرضی کے مطابق منتقل کرنا مراد ہے"۔

بیاد چنتامنی۔

۳- لتش کا قول بیاد چنتامنی اور کتب شاستر مین منقول ہے یہ اس شخص کی
جائداد جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرے اسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور زوجہ نہو تو اسکی دختر کو
اور یہ نہو تو مان کو اور یہ نہو تو باپ کو اور علیٰ ہذا القیاس۔

۴- "یہ قاعدہ شوہر کی جائداد منقسمہ سے متعلق ہے"۔ بیاد چنتامنی۔

۵ "اسی واسطے جتندریا کے مقولہ پر لحاظ رکھنا چاہیے جسکی رو سے زوجہ اپنے
ایسے شوہر کی کل جائداد جسکے اولاد ذکور نہو ورثا پانے کی بلا لحاظ اس امر کے مستحق
ہے کہ شوہر مذکور شرکا وراثت سے علیحدہ تھا یا شامل کیونکہ اس قسم کا فرق کہین بیان
نہین کیا گیا ہے" داے بھاگ۔

۶- "اگر گوترج نہون تو بندھو وارث ہوتے ہین۔ بندھو رشتہ دار تین قسم کے
ہین اول جو خاص ایک شخص کی ذات سے رشتہ رکھتے ہون دوسرے وے جو اسکے
باپ کے تیسرے وے جو اسکی مان کے رشتہ مین ہون"، چنانچہ جاگبلک کا قول
اس باب مین یہ ہے۔

"حقیقی بھانجے اور حقیقی موسیرے بھائی اور حقیقی ماموں زاد بھائی ذاتی بندھو ہین
اور باپ کی پھپی کے بیٹون اور باپ کی خالا کے بیٹون اور باپ کے ماموں کے بیٹون کو
اپنے باپ کے بندھو تصور کرنا چاہیے اور مان کی پھپی کے بیٹون اور مان کی خالا کے
بیٹون اور مان کے ماموں کے بیٹون کو مان کے بندھو ون مین شمار کرنا چاہیے

اسطرح کے وارثون کی ترتیب سے یہان مراد ہے" بیاد چنتامنی۔
۷۔ داے بھاگ کا ایک مقولہ یہ ہے کہ "علی ہذا القیاس دادا اور پردادا کی اولاد چھ پشت تک بھی داخل ہے بلحاظ اس ترتیب قرابت کے جو پنڈ دینے کے واسطے معین ہے مستحق وراثت ہوگی"۔
۸۔ جائداد غیر منقسمہ کی صورت مین قول سنگھ منقولہ بیاد چنتامنی صادق آتا ہے۔
"دو بھائیون اور بیٹون کی لاولد ازواج نیک رویہ کے لیے انکے رشتہ داران شوہری صرف کھانا اور ایسے پرانے کپڑے جو بوسیدہ نہون دین"۔
صدر دیوانی عدالت۔ ۸۔ دسمبر ۱۸۶۸ع
مسماۃ ہیرا بی بی بنام بھوانی لال۔
مقدمہ ۱۲ قوم چھتری کی ایک بیوہ جو اپنے شوہر کی جائداد پر قابض تھی لاولد مرگئی اُسکی جائداد کا صرف ایک شخص یعنی اُسکے شوہر کے ماموں کا بیٹا دعویدار ہے اس صورت مین درحالت نہونے کسی اصلی وارث یا متبنی بیٹے کے شخص مذکورہ بالا بیوہ کی جائداد اور ترکہ پانے کا مستحق ہے یا نہین؟
ج۔ اگر لاولد شخص مذکور کی بیوہ جائداد شوہری پر قابض ہونے کی صورت مین مرجائے اور شوہر کے ماموں کا بیٹا چھوڑے اور یہ اُسکے شوہر کے وارثون مین ہے اگر کوئی وارث خالازاد بھائی تک نہو تو بموجب وارثون کی ترتیب مندرجہ متاچھرا اور دیگر کتب شاستر مروجہ اضلاع مغربی کے اور اگر وارثون مین سے کوئی وارث ماموں تک نہو تو بموجب سلسلہ وارثون مرقومہ داے کرم سنگرہ مصنفہ سری کرشن ترک النکار اور بیاد آر تو ستو اور بیاد بھنگار نو کتب مروجہ بنگالہ کے اور اگر وارثون مین سے کوئی وارث خالازاد بھائی تک نہو تو وارثون کی ترتیب مرقومہ سری کرشن ترک النکار کے بموجب جو انھون نے داے بھاگ کی شرح مین لکھی ہے بیوہ متوفی کی کل جائداد بشرطیکہ نہونے اُسکے متبنٰی بیٹے کے اُسکے شوہر کے ماموں بیٹے کو پہونچے گی کیونکہ وہ اتم بندھو یعنی اسلیے ذاتی بندھو رشتہ دارون مین شمار کیا جاتا ہے۔ یہ رائے بموجب متاچھرا اور دیگر کتب شاستر مروجہ اضلاع مغربی کے ہے اور نیز داے بھاگ اور اُسکی شرح مصنفہ

متاچھرا اور شرح داے بھاگ مصنفہ سری کرشن ترک النکار کے بموجب ماموں زاد بھائی خالازاد بھائی کے بعد وارث ہے داے کرم سنگرہ اور اور کتب مروجہ بنگالہ کے موجب داماد ماموں کے بعد ورثہ پاتا ہے۔

سری کرشن ترک النکار اور داے کرم سنگرہ اور بیاد کار نو ستلو اور بیاد بھنگار نو دیگر کتب دھرم شاستر متعلقہ بنگالہ کے مطابق ہے۔

ماخذ از کتب مرقومہ بالا مین یہ قول جاگیلک منقول ہے " زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو" الخ۔

۲۔ اگر گوترج نہون تو بندھو وارث ہوتے ہین۔ بندھو رشتہ دار تین قسم کے ہین اول جو خاص ایک شخص کی ذات سے رشتہ رکھتے ہون دوسرے وے جو اُسکے باپ کے اور تیسرے وے جو اُسکی مان کے رشتہ مین ہون چنانچہ قول مرقومہ ذیل سے یہ امر ظاہر ہے " بھانجے اور حقیقی موسیرے بھائی اور حقیقی ماموں زاد بھائی اپنے ذاتی بندھو ہین۔ باپ کی پھوپی کے بیٹون اور باپ کی خالا کے بیٹون۔ باپ کے ماموں کے بیٹون کو اپنے باپ کا بندھو تصور کرنا چاہیے۔ اور مان کی پھوپی کے بیٹون اور مان کی خالا کے بیٹون اور مان کے ماموں کے بیٹون کو مان کے بندھون مین شمار کرنا چاہیے " اس صورت مین قربت کی وجہ سے متوفی کے بندھو اول اُسکے وارث ہونے کے مستحق ہین یہ نہون تو اُسکے باپ کے بندھو اور یہ نہون تو مان کے بندھو واضح رہے کہ یہان مراد اسی قسم کے سلسلۂ وراثت سے ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ مِتاچھرا۔

۳۔ نانا نہو تو ماموں اور یہ نہو تو ماموں کا بیٹا یہ نہو تو اسکا پوتا۔ اگر ماموں کا پوتا نہو تو خالا کا بیٹا وارث ہوتا ہے۔

۴۔ استحقاق وراثت ماموں اور اُن لوگون کو جنھین نسل متوفی کے پنڈ ویانی دینا واجب ہے پہونچتا ہے اگر یہ نہون تو ورثہ مالک کی خالا کے بیٹے کو ملتا ہے اور یہ نہو تو ماموں کے بیٹے اور پوتے کو بہ ترتیب شرح داے بھاگ مصنفہ سری کرشن ترک النکار۔

۵۔ اگر دادا کی نسل سے کوئی وارث نواسہ تک ایسا نہو جسکا پنڈ و پانی دینا متوفی کو بھی پہونچے تو اس صورت مین بلحاظ پنڈ دینے کی قربت کے ماموں کو ورثہ پہونچے گا

کیونکہ وہ مانا اور اُن لوگوں کو پنڈ و پانی دینا ہے جنکو متوفی پر دینا واجب تھا۔ جاگندرا
نے لفظ بندھو لکھا ہے۔ سلہ

صدر دیوانی عدالت۔ ۳۰ مئی ۱۸۲۶ء۔

مسماۃ منوبی بی بنام گوکل چند۔

مقدمہ ۱۳ س۔ ایک شخص نا کتخدا جسکو کسی قدر جائداد غیر منقولہ اشیاء اپنے
دادا سے ورثتاً ملی تھی ایک بالغ ہمشیر جسکا شوہر حیات ہے اور ایک دادی اور چند چچا
چھوڑ کر مرگیا اس صورت مین منجملہ اشخاص حی القائم کے کون شخص مستحق ورثت ہے۔

فتویٰ۔ اگر ایک شخص جسکے قبضہ مین کچھ غیر منقولہ جائداد موروثی بیدر جائے اور ایک
ہمشیر نا بالغ یا بالغ جسکا شوہر زندہ یا مرگیا ہو چھوڑ مرے تو وہ ترکہ مذکور نہین پا سکتی
مگر بیٹے اسکے شاستر کے بموجب ورثہ پا سکتے ہین لیکن سوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ہمشیر کی اولاد ذکور نہین ہے لہذا دادی ورثہ پانے کی مستحق ہے اور اگر وہ قبل
اشخاص متذکرہ سوال مرقومہ بالا مرگئی ہو تو اس صورت مین استحقاق ورثت چچاؤن
کا پہونچتا ہے۔ یہ راے مطابق داے بھاگ اور اسکی شرح اور داے کرم سنگرہ
اور بیا دہنگار نوادر اور کتب کے ہے۔

ماخذ۔ داے بھاگ "واضح ہو کہ اگر باپ کے وارثون مین سے کوئی وارث پر پوتے
تک نہو تو استحقاق ورثت بھانجے کو پہونچتا ہے"۔

داے بھاگ کی شرح مین یہ لکھا ہے کہ وہ بہن ورثت سے بدین وجہ محروم
رکھی گئی ہے کہ سراد ھ کے اوقات معینہ مین وہ عورت ہونے کے سبب سے

دادی بہن ورداری چچا د عود ار ورثت ہین تو مسجلہ انکے دادی وارث ہے۔

سلہ سری کرشن ترک لنکار کے باعث سے اس باب مین اختلاف راے واقع ہوا ہے سری کرشن
مصنف داے بھاگ کے بموجب ماموں کا بیٹا دادا کے بیٹے کے بعد وارث ہوتا ہے یعنی سلسلۂ ورثہ کی
ترتیب مین اُنکا درجہ تئیسواں ہے بالعکس اسکے سری کرشن مصنف داے کرم سنگرہ کے مطابق
ماموں کے بعد ماموں کا بیٹا وارث ہوتا ہے یعنی سلسلۂ ورثہ کی ترتیب مین اُنکا درجہ بیسواں ہے اور
یہی قول نہایت پسندیدہ ہے۔

پنڈ و پانی دینے کی مجاز نہیں ہے اگر کوئی نہ ہو باپ کا حقیقی بھائی وارث ہوتا ہے۔
داے کرم سنگرہ ــ اگر بھائی کے پوتے نہوں تو بھانجوں کو وراثت کا استحقاق
پہونچتا ہے۔ دادا نہو تو دادی وارث ہوتی ہے اور یہ نہو تو چچا"۔
یہی راے مصنفان بیاد ہینگار نو اور بیا د آرنو ستو کی بھی ہے۔
عدالت اپیل کلکتہ ۲ - جنوری ۱۸۱۲ع۔

مقدمہ ۱۴ ایس ایک شخص مرگیا اور دادی اور دو چچا اور ایک حقیقی بہن چھوڑ مرا
بہن کی عمر قریب پچیس برس کے ہے اور اُسکے شوہر کی عمر قریب ۲۵ - برس سے
جس سے اُسکی دو بیٹیان ہین ایک پانچ برس کی اور دوسری تین برس کی اور
احتمال ہے کہ اُسکے اولاد ذکور بھی پیدا ہو اس صورت مین منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کے
کون مستحق وراثتا پانے جائداد متوفی کا ہے۔ اگر بہن کے اولاد ذکور پیدا ہونے کے
احتمال سے اور دعویدار ریاست پر وارث نہو سکتے ہون تو اس صورت مین جائداد کا
اہتمام اس عرصہ کے لیے چچاؤن کے سپرد ہو یا بہن کے۔ اور بالفرض بہن کے اولاد
ذکور نہو اور آئندہ بھی اُسکے ایسی اولاد کا پیدا ہونا ممکن نہو تو اس صورت مین
مستحق وراثت کون ہے۔

ج۔ اگر متوفی اپنی دادی اور دو چچا اور ایک بہن جسکے اولاد ذکور ہونے کا احتمال
ہے چھوڑ مرا ہو تو دادی کی وفات کے بعد چچا جو متوفی کے دادا اور پردادا کو پنڈ
دینے کے ذریعہ سے متوفی کو فائدہ پہونچا سکتے ہین اُسکی جائداد کے وارث ہونگے اور
اگر بہن کے اولاد ذکور نہو تو چچا وارث ہونگے مگر اس صورت مین ترکہ پر اُنکا استحقاق
کامل نہین ہوتا ہے کیونکہ جب کبھی بہن مذکور کے بیٹا پیدا ہو تو وہ جائداد پر وارث
ہونے کا مستحق ہے اور جائداد کا اہتمام چچاؤن کے سپرد ہونا چاہیے کسواسطے کہ
بہن شاستر کے بموجب اپنے بھائی کی وارث تصور نہین کیجا سکتی ہے۔ یہ راے
بموجب داے بھاگ اور شرح داے بھاگ اور داے کرم سنگرہ اور اور
کتب شاستر کے ہے۔

ف
اگر دادی نہو تو چچا
وارث ہوتے ہین لیکن
اگر بعد ازان متوفی کے
اولاد ذکور پیدا ہو تو
اُنسے چچاؤن کا حق
ملکیت ساقط ہوجاتا ہے۔

ماخذ- داے بھاگ ۔ چچا بلاشک مالک کے دادا اور پردادا کو پنڈ و پانی دیتا ہے"۔

داے کرم سنگرہ ۔ دادی نہو تو چچا وارث ہوتا ہے کیونکہ وہ مالک متوفی کے دادا اور پردادا کو وپنڈ دیتا ہے"۔

شرح داے بھاگ ۔ بہن ترکہ پانے سے بدین وجہ محروم رکھی گئی ہے کہ مردون کے اوقات معینہ مین وہ عورت ہونے کے سبب سے پنڈ و پانی دینے کی مجاز نہین ہے"۔

"وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے اور اُنکی موروثی وجہ معاش کو تلف کرنا ایک امر مذموم متصور کیا گیا ہے"۔

عدالت اپیل کلکتہ - ۱۴- فروری ۱۸۱۲ء -

فصل ساتوین

برادر و ہمشیرونی کے بیان مین

مقدمہ ا س - ایک لاولد بیوہ کی وفات کے بعد ظاہرا جسکا کوئی وارث نہ تھا اُسکی جائداد حاکم وقت کے قبضہ مین آئی اور مشتہر کیا گیا کہ اگر کوئی وارث ہو تو میعاد معینہ کے اندر حاضر ہو بعد انقضاے میعاد معینہ ایک گوشائین حاضر ہوا اور اُسنے قبضہ جائداد کے لیے اس بنا پر کہ بیوہ اُسکے باپ کی چیلی تھی سوال گذرانا اور اُسنے بیوہ کا چیلی ہونا اپنے چار شاگردون کی شہادت سے ثابت کیا لیکن بموجب دستور مسلمہ اس دیار کے کبھی گوشائین کو اُسکے چیلہ کی جائداد نہین ملی ہے اور کوئی مثل ایسی معلوم نہین ہوتی کہ تحت حکومت اس عدالت کے کسی چیلہ کی جائداد جو لاوارث مرگیا ہو اُسکے گوشائین کو پہونچی ہو اس صورت مین شاستر کے بموجب گوشائین

مذکورہ بالا بیوہ کی جائداد کا وارث ہو سکتا ہے یا نہیں اور جائداد مذکورہ کے دعوی کرنے کا مجاز ہے یا نہیں۔

ج۔ اگر وارثون مین سے کوئی وارث سپنڈ کی نہو تو وراثت کا استحقاق اچارج کو پہونچتا ہے۔ گو شاستر مین مذکور بیوہ کا گرو پتر یعنی گرو کا بیٹا ہے گرو کو اچارج نہین کہتے ہین۔ اگر بیوہ قوم برہمن سے نہین ہے تو اُسکی جائداد راجہ کو ضبط کر لینی چاہیے کیونکہ اس صورت مین صرف وہی اُسکا وارث ہے اس باب مین منو کا یہ حکم ہے کہ "برہمن کی جائداد راجہ کو کبھی لینی نہ چاہیے لیکن اور قومون کی جائداد اگر اُنکے وارث نہون تو راجہ لے سکتا ہے اور یہی قاعدہ مسلمہ ہے"۔

دھرم شاستر کے حسب اچارج وارث سکتا ہے نہ گرو اگر کسی شخص کے وارث نہو تو جائداد راجہ کو ضبط کر لینا چاہیے بشرطیکہ شخص مذکور برہمن نہو۔

ضلع ہوگلی۔ ۳۔ اپریل ۱۸۱۸ء۔

مقدمہ ۲۔ س۔ ایک بیراگی لاوارث مر گیا لیکن ایک شخص بانئے تین اُسی اچارج کا چیلا ظاہر کرتا ہے جسکا متوفی چیلا تھا اور اس وجہ سے اپنا استحقاق وراثت قائم کرتا ہے فقراکے فرقہ مین ایسا شخص بھائی تصور کیا جاتا ہے یا نہین۔

ج۔ دایے بھاگ یا کسی اور کتاب دھرم شاستر مین کوئی ایسا حکم نہین ہے کہ کسی بیراگی کی وفات کے بعد اُسکے اچارج کا کوئی اور چیلا اُسکی جائداد کا وارث ہو اُنمین باہم کوئی رشتہ نہین ہے البتہ وے اشخاص جو ایک ہی اچارج کے چیلے ہون اُنکو عابدون مین مذہب کی رو سے بھائی بولتے ہین اگر متوفی کا ایسا بھائی بہ بات قریب الرگ ہونے اُسکے اُسکا تیماردار ہو اور اچارج خود دعوی وراثت نہ کرے تو برادر دینی ترکہ پانے کا مستحق ہے یہ مسئلہ دستور عامہ کے بموجب درست ہے۔

درصورت موجود نہونے دعویدار ان قریب کے برادر دینی کا حق وراثت حسب رواج عام جائز ہے۔

مقدمہ ۳۔ س۔ ایک بیراگی مذہبی رسوم کے بموجب ایک دیوتا کی مورت کو ایک جگہ قائم کر کے مر گیا اور جائداد غیر چھوڑ مرا اُسکی وفات کے بعد اُسکے بھائی نے جائداد مذکور کا دعوی کیا اور ایک اور شخص نے جو بھی جو ہندو ہی سے کچھ رشتہ

نہین رکھتا ہے جائداد کا دعوی کرتا ہے اور ثبوت کافی اس امر کا دیتا ہے کہ متوفی تعلقات خانہ داری کو چھوڑ کر تارک الدنیا ہو گیا تھا اور اُسکو اپنا چیلا اور مرید کیا تھا اور اسی وجہ سے اُسکے متوفی کی نسبت رسوم کریا کرم ادا کین اس صورت مین منجملہ ان شخصون کے کون شخص متوفے کی جائداد کو ورثتاً پانے کا مستحق ہے۔

تارک الدنیا کی جائداد کا اُسکا چیلا یا مرید وارث ہے نہ اُسکے ورثہ بطور وراثت

ج۔ اگر بیراگی فی الواقع تعلقات خانہ داری کو چھوڑ کر تارک الدنیا ہو گیا تو اس صورت مین اُسکا مرید اور چیلا بہ محرومی اُسکے بھائی کے بالکل مستحق ورثہ پانے کا ہے کیونکہ بھائی کا واسطہ متوفی کے ساتھ صرف اُسوقت تک تھا جسوقت تک کہ وہ خانہ دارون کے سلسلہ مین تھا۔

ماخذ پرستی سے مقدمات کا فیصلہ صرف قوانین تحریری کی عبارت کے بموجب نہین چاہئیے کیونکہ اگر اُنکی نشا کے مطابق فیصلہ نہ کیا جاے گا تو ممکن ہے کہ داد رسانی مین قصور واقع ہو،،۔[1]

۵۔ اگست ۱۸۷۱ء۔

مقدمہ ۴۔ س۔ بلرام سیتاداس ایک عابد نے ایک مکان پرستش کے لیے قرار دے کر اُسمین ایک دیوتا کی مورت قائم کی اُسکی وفات کے بعد مدعیہ نے جو پریت رام متوفی کے پروہت کے بیٹے کی بیوہ ہے بحالت موجودگی متوفے کے پوتے کے معبد مذکور کا دعوی کیا اس صورت مین دعوے

---

[1] سلطہ اسے مذکورۂ بالا بلاشک صحیح ہے مگر اُسکی تائید مین جو ماخذ منقول ہے وہ بالکل غیر متعلق معلوم ہوتا ہے داے بھاگ کے فقرۂ مرقومۂ ذیل سے اس بوستہ کا جو سوال مذکورۂ بالا کے جواب مین دیا گیا ہے صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ شخص گوشہ نشین یا تارک الدنیا یا عالم ہو اُسکا مال اُسکے برادر دینی یا نیک شاگرد یا اُستاد متبرک کو پہونچے گا اگر یہ نہون تو متوفی کے ہمطریق شخص کو ورثہ ملے گا،،

داے بھاگ ص ۲۲۳۔

مدعیہ کا اس وجہ سے کہ مکان مذکور پرستش کے واسطے مخصوص کیا گیا تھا دھرم شاستر
کے بموجب جائز ہے یا کہ وارث اُس شخص کا جسنے مندر بنوایا مالک متصور ہوگا ۔

ج ۔ مکان مع دیوتا کی مورت کے پروہت کے سپرد کر دیا گیا تھا نہ اُسکو دے دیا گیا تھا
مکان کو ترک کرنے اور اسمین دیوتا کی مورت قائم کرنے کی وجہ سے وہ در اصل دیوتا ہی
کو دے دیا گیا تھا لہذا وہ صرف دیوتا ہی سے متعلق ہے کس واسطے کہ اُسمین دیوتا موجود
ہونے سے اُسکا کسی اور کو دیدینا غیر ممکن ہے ۔ صرف ترک کر دینے سے استحقاق ملکیت
قائم نہیں ہو سکتا اور چونکہ پروہت کو استحقاق ملکیت کبھی حاصل ہوا لہذا اُسکے بیٹے
کی بیوہ کو اُسکا حاصل ہونا کب ممکن ہے تخصیص کرنا مکان کا ایک کار نیک تھا
جسمین بانی کے وارث بھی شامل ہین اور انکو اُس سے مستفید ہونے کا
استحقاق حاصل ہے ۔

مکان کو پرستش کے واسطے مقرر کر دیا گیا ہو تو اُس مکان کے وارثوں کو مستفید ہونے کا استحقاق حاصل ہے اور بانی مکان کے پروہت کے وارثوں کا کچھ استحقاق نہین ہے ۔

شہر مرشد آباد ۔
لکشمی ٹھکر این بنام کیول پتی وغیرہ ۔

فصل آٹھوین

بیٹے کی بیوہ کے بیان مین

مقدمہ ۱ ۔ س ۔ ایک شخص کے پانچ بیٹے تھے منجملہ اُنکے بڑا بیٹا ایک زوجہ چھوڑ کر
لاولد مر گیا اور اُسکی وفات کے بعد باپ نے بھی باقی چار بیٹون کے سامنے وفات
پائی اس صورت مین منجملہ اُسکی جائداد غیر منقولہ کے اُسکے بیٹے کی زوجہ اپنے
شوہر متوفی کے بھائیون کے ساتھ بقدر حقیت اپنے شوہر کے حصہ پانے کی
مستحق ہے یا نہین ۔

ج ۔ صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کا اپنے خسر کی جائداد پر کچھ استحقاق نہین ہے
لیکن اگر اُسکا شوہر اپنے باپ کی وفات کے بعد مرتا تو بیوہ کو دو حصہ پہونچتا

عورت خسر سے ترکہ نہین پا سکتی ۔

جسپر اُسکا شوہر وارث ہوا ہوتا یہ قاعدہ داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین
درج ہے۔

شہر ڈھاکہ - ۱۵ - جولائی ۱۸۷۱ء -

مقدمہ ۲ - س - سنجاہ دو بھائیون کے بڑے بھائی کے ایک بیٹا تھا وہ اپنے باپ
کے سامنے زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑ کر مرگیا - اس صورت مین بڑے بھائی کی وفات
کے بعد اُسکی جائداد اُسکے بیٹے کی بیوہ کو ورثتاً پہونچے گی یا اُسکے چھوٹے بھائی کے
بیٹون کو کیونکہ اُسکا چھوٹا بھائی بھی مرگیا ہے - اگر بیوہ کو پہونچے اور وہ اپنی ایک
دختر سے دو بیٹے اور دو بیٹیان اور دوسرے سے ایک بیٹی چھوڑ مرے تو ان قائم
مقاموں مین سے بیوہ مذکور کی جائداد کا جو اُسے وراثتاً ملی تھی کس کو
استحقاق حاصل ہے -

ج - بڑا بھائی اپنے وارثون مین سے کوئی وارث بھائی تک نہ چھوڑ مرے تو
اُسکے بھائی کے بیٹے بدرجہ مساوی وارث ہونے کے مستحق ہین نہ اُسکے بیٹے کی
بیوہ کیونکہ اُسکا بیٹا اُسکے سامنے مرگیا -

بھائیون کے بیٹون کے مقابلہ مین بیٹے کی بیوہ کا درجہ [illegible] ہین ہے جسکی زندہ ماں اس اُسکے زد ہے -

ماخذ بشن دہر مس شخص کی جائداد جو بلا اولاد ذکور مرجاے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے
اور وہ نہو تو بیٹیون کو اگر بیٹی بھی نہو تو باپ کو اگر وہ بھی مرگیا ہو تو ماں کو وہ بھی نہو تو
بھائیون کو اور اُنکے بعد بھائیون کے بیٹون کو پہونچتی ہے "

بھائی کے بیٹے جب چچا کی جائداد پر وارث ہون تو اُنکو اُسکے بیٹے کی بیوہ کے
بیٹے درجہ معاش یا سبب کا سرانجام کرنا ہوگا -

ضلع ہوگلی - ۲۲ - مئی ۱۸۷۱ء -

مقدمہ ۳ - س - ۱ - ایک بیوہ نے جسکے ایک دختر اور دادا دھا بیٹا گود لیا اس امر
مین اُسنے اپنے شوہر متوفی سے پہلے اجازت حاصل کرلی تھی اور متبنی کا بیاہ کیا
بعد ازان متبنی مرگیا اور ایک زوجہ اور ایک بہن اور بہن کا بیٹا چھوڑ مرا
بعد اُسکے اُسکی گود لینے والی ماں نے بھی وفات پائی اس صورت مین اصل

مالک کی جائداد متبنیٰ کی بیوہ کو وراثتاً پہونچے گی یا نواسہ کو۔

ج ۱۔ اگر بیوہ نے باجازت اپنے شوہر کے بحالت موجودگی دختر اور اور رشتہ داروں کے بیٹا گود لیا تو صرف متبنیٰ مذکور اپنے گود لینے والی ماں کی جائداد پر جو اسے اسکے شوہر سے پہونچی تھی مستحق وراثت ہے متبنیٰ کی وفات کے بعد اگر وارثوں مین سے پر پوتے تک نہو تو متبنیٰ کی بیوہ جائداد مذکور پاوے گی گو متبنیٰ کرنے والے باپ کا نواسہ موجود ہو سوال مذکورہ بالا کا قانوناً یہی جواب ہے۔

متبنیٰ کی بیوہ متبنیٰ کرنے والی ماں کی جائداد بھی وہی اسکی ماں کی دختر و پوسے [illegible]

س ۲۔ اگر بیوہ نے باجازت اپنے شوہر متوفی کے لڑکا گود لیا ہو اور لڑکے مذکور کے والدین کو معاوضہ مین کچھ روپیہ دیا ہو اور وہ لڑکا اپنے متبنیٰ کرنے والے باپ کی جائداد پر قابض ہونے کے قبل مرجاوے تو اس صورت مین اسکی بیوہ اصل مالک کی جائداد وراثتاً پانے کی مستحق ہے یا نہین۔

ج ۲۔ اگر اصل مالک متبنیٰ زوجہ کو متبنیٰ کرنے کے واسطے ہدایت کر گیا ہو اور اسنے کچھ زر معاوضہ دے کر موجب قاعدہ مجوزہ دھرم شاستر کے لڑکا گود لیا ہو اور وہ لڑکا اپنے گود لینے والے باپ کی جائداد پر قابض ہونے کے قبل مرجائے تو اسکی بیوہ بہر صورت وارث ہونے کی مستحق ہے اور اور کسی کو وراثت سے کچھ تعلق نہین ہے۔ [1]

گو متبنیٰ قبل اپنی وفات کے جائداد پر قابض نہوا ہو۔

تہر جنیسرا ۱۔ اگست ۱۸۲۰ء۔

مقدمہ ۴۔ س بکر بیٹا زید کا عین حیات اپنے باپ کے مرگیا اس صورت مین اسکی بیوہ اپنے شوہر یا اپنے شوہر کے حقیقی بھائیون عمرو اور خالد کی جائداد سے جو اپنے باپ کی وفات کے بعد ملے گئے کچھ حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کس قدر۔

---

[1] اس مقدمہ مین متبنیٰ صرف بذریعہ تبنیت کے وارث اپنے گود لینے والے باپ کی جائداد کا ہوا لہذا اسکی بیوہ بطور وارث اپنے شوہر کے مستحق پانے جائداد کی ہے نہ بطور وارث اپنے شوہر کے متبنیٰ کرنے والی ماں کے۔

ج - اگر زید کے تین بیٹے بکر اور عمرو اور خالد تھے منجملہ اُنکے بکر کا استحقاق زید کی جائداد سے بدین وجہ کہ وہ اپنے باپ کے سامنے مرگیا جاتا رہا لہذا اُسکی بیوہ کو اُس کے شوہر متوفی کی جائداد سے کچھ حصہ نہین مل سکتا وہ صرف مستحق پانے وجہ معاش اور اُس مال کی ہے جو اُسکے شوہر کے قبضہ مین حین حیات اُسکے تھا -

بیٹے کی بیوہ کا ورثہ مین قانوناً دعوے نہیں ہے -

اگر عمرو یا خالد نے حین حیات اپنی مان کے وفات پائی ہو تو اُسکا حصہ اُسکی مان کو ملے گا اگر دونون اپنی مان کے سامنے مرگئے تو دونون کا مال مان کو پہونچے گا اگر مان پہلے مرگئی ہو اور بعد ازان دونون بھائی فوت ہوے ہون تو اُنکی جائداد بھانجون کو پہونچے گی اور اُنکی وفات کے بعد اُنکی مان یعنی عمرو اور خالد کی بہن اُنکی جائداد پر وارث ہوگی -

وراثت مین بیٹی کی بیوہ کا استحقاق بمقابلہ اسکے شوہر کے بھائی کے کچھ نہین ہے -

اگر عمرو اور خالد کی مان اور اُنکی بہن کے بیٹون نے اُنکے مین حیات وفات پائی ہو اور بعد ازان عمرو اور خالد نے تو اس صورت مین اُنکی بہن وارث نہین ہوسکتی بلکہ وہ شخص جو زید کی اولاد ذکور سے ہے اور عمرو اور خالد کا واسطہ دار قریب ہے جائداد متروکہ کو ورثتاً پانے کا مستحق ہے یہ مسئلہ داے بھاگ اور داے تو اور اور کتب شاستر مروجہ بنگالہ کے بموجب ہے -

تمسک بہن وارث نہین ہوسکتی اولاد ذکور ... اپنے بھائیون کے مال ... نہین ہوسکتی ہے -

منو کا قول جو داے بھاگ اور اور کتب مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ دو بھائی بعد وفات والدین کے جائداد کو تقسیم کرکے باہم مساوی حصہ لے سکتے ہین اور حین حیات والدین کے اُنکو جائداد پر اختیار حاصل نہین ہے " -

قول دیول جو داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ دو بیٹے بعد وفات اپنے باپ کے جائداد موروثی کو تقسیم کرسکتے ہین اگر باپ کسی وجہ سے محجوب الارث نہو تو بیٹون کو اُسکی جائداد پر کچھ اختیار نہین ہے -

جاگبلک کا قول جو داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین مندرج ہے وہ یہ ہے کہ " در صورت نہونے بیٹے یا پوتے کے زوجہ اور بیٹی اور والدین اور علیٰ ہذا القیاس

بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو علی سبیل الترتیب جائداد پر وارث ہونے کے مستحق ہین" واسے بھاگ مین لکھا ہے کہ " درصورت نہونے بیٹون اور اُنکی اولاد ذکور کے بھانجون کو جائداد ورثتاً حاصل ہوگی"۔ [1]

باب دوسرا

وجہ معاش کے بیان مین

مقدمہ ۱ - س - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو گھر سے نکال دیا اس باعث سے وہ اپنے حقیقی بھائی کے کنبے مین جاکر رہی اور اپنے شوہر سے وجہ معاش کا دعوے کرتی ہے اس صورت مین وہ اپنے وجہ کفالت کے لیے شاستر کے بموجب نالش کرسکتی ہے یا نہین -

ج - زوجہ جسکو اُسکے شوہر نے اپنے گھر سے نکال دیا اور جو اپنے بھائی کے کنبے کے شامل رہتی ہے وہ اپنے شوہر سے مستحق پانے وجہ معاش کی ہے بشرطیکہ حالات مقدمہ سے شوہر کا زوجہ کو نکال دینا غیر واجب معلوم ہو یہی رائے

اگر شوہر اپنی زوجہ کو بلا کسی وجہ کافی کے نکال دے تو اُسکی وجہ معاش کا سرانجام اُسپر واجب ہے -

[1] یہ مسئلہ کہ وہ ایسے بیٹے کی بیوہ جو اپنے باپ کے سامنے مرگیا ہو اپنے خسر کی جائداد ورثتاً پانے کی مستحق نہین ہے بمقدمہ کرمداة اُپادہیائنی بنام رام کشن ساہو صدر رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ صفحہ ۲۰ - قرار پایا تھا ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے صفحہ ۲-۴۴ - اور صفحات مابعد بھی معائنہ کیے جائین - بمبئی کی رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۵ - مین ایک مقدمہ مندرج ہے اسمین بجواب اس سوال کے کہ نواسے اور بیٹے کی بیوہ کو ایسے متوفی کی جائداد پر جسکے کوئی اور وارث نہو حق ورثت پہونچتا ہے یا نہین پنڈتون نے یہ بیوستہ دیا کہ یہ شاستر کی روسے بیٹے کی بیوہ وارث ہے لاکن اس مسئلہ کی تائید مین اُنھون نے کوئی حوالہ نہین دیا یہ سچ ہے کہ بحیثیتی شرح لکشن کے مصنف نے بیٹے کی بیوہ کے استحقاق کی تائید کی ہے مگر کولبروک صاحب کا قول ہے کہ یہ مسئلہ تمام نہین ہے - ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے صفحہ ۱۱ - اور ۲۴۳ - دیکھو -

مسئلہ عام ہے۔ ۱؎

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۶۔ ستمبر ۱۸۶۸ء۔

رام پیاری بنام بہریکو رام۔

مقدمہ ۲۔ س۔ اگر ایک شخص اپنی زوجہ کو نکال دے یا زوجہ خود اپنے شوہر سے خفیہ فرار ہو جاوے اور اپنی ماں کے کنبے کے شامل جا رہے تو منجملہ ان دونون صورتون کے وہ ہر صورت مین وجہ معاش کے لیے نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین۔

ج۔ اگر شوہر نے زوجہ کو اپنے گھر سے نکال دیا ہے اور وہ اپنی ماں کے ساتھ رہتی ہے تو اس صورت مین وہ مستحق پانے وجہ معاش کی ہے لیکن اگر وہ بلا اجازت اپنے شوہر کے اُسے چھوڑ کر چلی گئی ہے اور اپنی ماں کے شامل رہتی ہے تو اس صورت مین وہ مستحق پانے وجہ معاش کی شوہر سے نہین ہے۔

ف۔ اگر زوجہ نے اپنے شوہر کو چھوڑ دیا ہے تو وہ اُس سے مستحق پانے وجہ معاش کی نہین ہے۔

ضلع چٹگانون۔ ۱۴ جنوری ۱۸۶۲ء۔

مقدمہ ۳۔ س۔ ایک شخص کے دو زوجہ تھین اُن دونون مین باہم تکرار ہوئی شوہر نے بڑی زوجہ کو اپنے گھر سے نکال دیا اس صورت مین زوجہ مذکور بحین حیات اپنے شوہر کے اُسکی جائداد سے حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کسقدر حصہ اُسکو ملنا چاہیے۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین زوجہ کو ترکہ شوہری سے حصہ پانے کا استحقاق نہین پہونچتا ہے کیونکہ اُسکو کوئی جدا استحقاق حاصل نہین ہے چنانچہ جاگیلک کہتا ہے کہ "ازواج اور بیٹے اور غیر منکوحہ لڑکیان خود مختار نہین ہین" "عورت کو نہایت خفیف خطا ناجائز سے بھی باز رکھنا لازم ہے"۔
اُسکی ساس اور دیگر واجب التعظیم عورات کو چاہیے کہ رات دن اُسکی نگران

ف۔ زوجہ جسکو شوہر نے نکال دیا ہو جائداد شوہری سے حصہ پانے کی مستحق نہین ہے۔

۱؎ اگر زوجہ عفیفہ نہونے یا کسی اور ویسے ہی جرم کی وجہ سے نکال دیجاوے تو اُسکو کچھ استحقاق وجہ معاش پانے کا نہین ہے۔

... ساتھ رہین ...
منو کا قول ہے کہ ضعیف ماں اور باپ اور نیک زوجہ ... بیٹے
کی پرورش واجب ہے گو اُنسے ایسا فعل جسکا ارتکاب نا مناسب ... ہو
مرتب سرزد ہو"۔
بموجب اقوال مذکورۂ بالا کے بڑی زوجہ صرف اُسقدر روپیہ پانے کی مستحق
ہے جو اُسکے اخراجات ضروری کھانے اور کپڑے کے لیے کافی ہو گو اُسکو شوہر
نے اپنے گھر سے نکال دیا ہو۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ شوہر پر اپنی زوجہ کی
پرورش ضرور ہے۔

ضلع سارن۔ ۱۰ جولائی ۱۸۱۲ء۔

مقدمہ ۴۴ - س- ایک بیوہ کچھ جائداد پر جو اُسے اُسکے شوہر کی وفات کے بعد
وراثتاً پہونچی قابض تھی اُسکے بیٹے کی بیوہ نے جسکا شوہر اپنے باپ کے سامنے
مرگیا بابت مقدار خاص وجہ کفاف کے نالش دائر کی پنڈتون نے جن سے
اس امر مین استفسار ہوا یہ بیوستہ دیا کہ۔ اگر بیوہ اپنی ساس کے گھر مین رہتی ہو
تو اُسے بیوہ کے لیے کھانا اور کپڑا دینا چاہیے لیکن کوئی قاعدہ خاص درباب
تعین وجہ کفاف کے شاستر مین مندرج نہین ہے اسکا تعین حیثیت کے
مطابق چاہیے"۔ پس اگر ساس اور بہو کے باہم نا اتفاقی ہو تو بہو کا ساس کے
ساتھ رہنا ضرور ہے یا نہین۔ اگر قابض جائداد پر بموجب کسی قاعدۂ مسترہ کے
اپنے اہل خاندان کے واسطے وجہ کفاف دینا واجب ہو لیکن وہ بقدر
آمدنی جائداد کے وجہ کفاف نہ دے تو ایسی صورت مین حاکم کو اُسکے مقدار معین
کرانے کا اختیار ہے۔

ج- تا وقتیکہ بیوہ کے شوہر کا باپ اور اُسکے اور رشتہ دار حیات ہون
بیوہ کو اُنکے گھر مین رہنا واجب ہے اور شاستر مین کوئی صورت اس قاعدہ کے

ف
شاستر مین صراحتاً نفقہ
ورثے کا حکم ہے نہ وجہ
کفاف حاصل کا۔

سلے بر مہیلیتی۔

بالعکس نہین لکھی ہے چنانچہ قول آیندہ سے ہویدا ہے۔

خسر اور اور لوگون پر نیک اور لاولد بیوہ کی پرورش واجب ہے لیکن کوئی ایسا حکم نہین ہے جسکے بموجب وجہ کفاف خاص کے لیے اس بنا پر نالش کیجا سکے¹ کہ وہ حسب حیثیت کے نہین دیا گیا۔

قول یہ ہے کہ "دو بھائیون کو اپنے بھائی کی عورات کے لیے انکے عین حیات وجہ معاش مقرر کرنی چاہیے"۔

ایک قول کا یہ مضمون ہے کہ "مقدمات کا فیصلہ صرف قوانین تحریری کی عبارت کے بموجب نہین چاہیے کیونکہ اگر انکے منشا یا دستور قدیم کے مطابق فیصلہ نہ کیا جاے تو ممکن ہے کہ دادرسانی مین قصور واقع ہو"۔ اصل سنسکرت مین جو لفظ یکتی کا اس محل پر مستعمل ہوا ہے اُسکے معنی منشا قانون اور دستور قدیمہ دونون ہو سکتے ہین۔

عدالت اپیل پٹنہ - ۲۵ - فروری ۱۸۰۳ء

مقدمہ ۵ - س منجملہ چار بھائیون کے بڑا بھائی اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گیا زوجہ نے اپنے شوہر کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو شوہر کے بھائیون کو ہبہ کر دیا اور موہوب الیہون سے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا تحریر کرالیا کہ وے اُسے کھانا اور کپڑا دیتے رہینگے بعد ازان وہ زناکاری کے سبب سے حاملہ ہوئی اور گھر سے نکال دی گئی اور موہوب الیہ اُسکو پرورش کرنے سے انکار کرتے ہین

¹ بلم بھٹ کہتا ہے کہ بیوہ کو ہر شام چانول بقدر ایک پرستھ کے دیے جائین اور تیسرے مہینے ایک نیا کپڑا دیا جاے اور مصنف سمرتی چندریکا نے بھی ایسا ہی قاعدہ مقرر کیا ہے بمقدمہ مسماۃ بھلو بنام پھول چند مندرجہ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳ - ص ۲۲۳ پنڈتون نے یہ بیوستہ دیا کہ اگر شخص متوفی کے وارث اُسکی بیوہ کے لیے وجہ معاش مناسب مقرر کرنے مین غفلت کرین تو حاکم کو اختیار ہے کہ بیوہ کو نقد کافی بابت وجہ معاش کے دلادے چنانچہ اس مقدمہ مین عدالت نے بیوہ کو بیس روپیہ مہینہ دلوایا۔

اس صورت مین وہ اُنپر وجہ معاش کے لیے قانوناً دعوی کرسکتی ہے یا نہین۔

ج۔ اگر کسی شخص متوفی کے کوئی وارث ذکور پوتے تک نہو تو اُسکی نیک بیوہ اُسکے ترکہ کی وارث ہوتی ہے اور اگر وہ پاکدامن نہو تو ذات سے خارج کیجاتی ہے لہذا بیوہ مذکورہ کا اُسکے شوہر کے ترکہ مین کچھ حق نہین ہے اور اپنی وجہ معاش کا دعوی نہین کرسکتی گو اُسنے اقرارنامہ وجہ کفاف کے لیے قبل بدوضعی کے تحریر کرالیا ہو۔

بیوہ جو عفیفہ نہو اپنے شوہر کے بھائیون سے مستحق پانے وجہ معاش کی نہین ہے گو اُسنے بالعوض وجہ معاش کے ایما دارۂ شوہری اُنکے نام منتقل کردیا ہو

ماخذ۔ بیاس ؔ "نیک عورت کو چاہیے کہ بعد وفات اپنے شوہر کے عفت کی بدرجہ نہایت پابند رہے اور ہر روزہ غسل سے اپنے تئین پاک کرکے دونون ہاتھون مین پانی لے کر اپنے شوہر کی روح کو دے اور لذائذ نفسانی سے کنارہ کرکے ہر روزہ ریاضت کے ساتھ دیوتاؤن کی پرستش کرے خصوصاً بشن کی"۔

کاتیائن ؔ "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے شامل رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو۔ بیوہ کے بعد اُسکی جائداد اُسکے وارث پائینگے"۔

نارد ؔ "اُنکو چاہیے کہ اُسکی عورتون کے لیے اُنکے حین حیات وجہ معاش مقرر کرین بشرطیکہ وے پاکدامن ہون لیکن اگر وے بدروش ہون تو بھائیون کو چاہیے کہ اُنکا وجہ کفاف منتزع کرین"۔

شہر ڈھاکہ۔ ۲۱۔ جنوری ۱۸۲۳ع۔

مقدمہ ۶۔ س۔ ایک لوہار کے تین بیٹے تھے اُنکے بلوغ تک اُسنے اُنکی پرورش اور پرداخت کی بعد ازان وے علیحدہ ہوگئے اور اپنے باپ کی جائداد پر قابض ہوئے باپ اب پیر وضعیف ہے اور بیٹے کھانے کپڑے سے اُسکے خبرگیران نہین ہوتے اس صورت مین باپ اپنے بیٹون سے مستحق پانے وجہ معاش کا ہے یا نہین۔

بیٹوں پر اپنے والدین

ج۔ بیٹون پر پرورش کرنا اپنے مسن والدین کا فرض ہے اور یہ مسئلہ بموجب

بیاد وبھنگارنو ودراور کتب شاستر کے ہے۔ کی پرورش واجب ہے

فقرہ مرقومہ ذیل بیاد وبھنگارنو مین نقل ہے

باپ اور نیک زوجہ اور بیٹے شیرخوار کی پرورش واجب ہے گو اُسے ایسا فعل جسکا
ارتکاب نامناسب ہے سو مرتبہ سرزد ہو۔

ضلع ندیا۔

اس مقدمہ مین اس امر کا تصریحاً بیان نہین ہے کہ جائداد جسپر بیٹے قابض ہوے باپ کی بلکسوبہ تھی یا باپ کو
اُسکے مورثون سے پہونچی تھی اور آیا باپ نے اپنا حق اپنے بیٹون کو دے دیا تھا یا بیٹون نے جائداد مذکور
پر بلا رضامندی اپنے باپ کے قبضہ کر لیا تھا۔ اگر باپ اپنے استحقاق سے بذریعہ ہبہ یا اور کسی طرح کے
انتقال کے دست بردار نہین ہو گیا ہے اور اپنے بیٹون کو جائداد پر صرف متصرف ہونے کی اجازت
دی ہے تو اس صورت مین قطع نظر موروثی یا بلکسوبہ ہونے جائداد کے وہ اپنے بیٹون کو بیدخل
کر دینے کا مجاز ہے اگر باپ کو جائداد ورثتاً پہونچی ہے اور باپ نے اپنے واسطے حصہ مناسب
یعنی بیٹے کے حصہ سے دو چند رکھ کے باقی کو بیٹون مین تقسیم کر دیا ہے تو اس صورت مین باپ کا دعوےٰ
ایسی جائداد منقسمہ کی نسبت کچھ نہین ہے اور اگر باپ نے بغیر رکھنے اپنے حصہ کے یا جزوی حصہ رکھنے کے
بعد اپنی موروثی جائداد کو بیٹون مین تقسیم کر دیا ہے تو وہ بیٹون سے اپنا حصہ لینے کا مجاز ہے گو تقسیم اُسنے
اپنی رضا و رغبت سے کی ہو۔ اگر جائداد باپ کی بلکسوبہ تھی اور اُسنے اُسمین سے اپنا حصہ رکھکر یا نہ رکھکر
اُسے بیٹون مین تقسیم کر دیا اور بعد ازان اپنا حصہ اُسنے خرچ یا تلف کیا تو اس صورت مین وہ بیٹون سے
جائداد واپس کر لینے کا مجاز ہے اور یہ قول ہریت منقولہ داے بھاگ کے بموجب ہے قول مذکور
یہ ہے کہ وہ باپ اپنے عین حیات مین جائداد کو تقسیم کر کے صحرا مین گوشہ گزینی اختیار کر سکتا ہے یا
ایسے فرقہ مین جو ضعیف شخصون کے مناسب ہے داخل ہو سکتا ہے یا منجملہ جائداد کے حصہ جزوی
بیٹون مین تقسیم کر کے اور حصہ کثیر اپنے واسطے رکھ کے وہ اپنے گھر ہی مین رہ سکتا ہے اگر وہ محتاج
ہو جاے تو بیٹون سے اُنکا حصہ واپس لے سکتا ہے۔" مصنف بیاد وبھنگارنو نے قول منقولہ بالا
کی اس طور پر توضیح کی ہے۔

جب کہ بیٹون مین نسبت محاصل جائداد کے باہم تنازع ہو اور باپ اس امر سے دق ہو کر جائداد

مقدمہ ۷۰۳ - ایک تاجر تین بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور وے اپنے باپ کی جائداد پر بالاشتراک قابض ہوے اور اپنے باپ کے کاروبار تجارت کا انصرام کرتے رہے بڑا بھائی مر گیا اور اسکا بیٹا اُسکا وارث ہوا اور اپنے چچاؤن کے ساتھ کاروبار تجارت

اُنکو تقسیم کردے اور یہ قصد کرکے اپنے گھر مین رہے کہ مین حصہ مناسب اپنے واسطے رکھکے علیحدہ رہونگا تو اس باب مین واضع قانون کی یہ راے ہے کہ وہ جیسے دوسرے حصص کو اپنے بیٹون مین تقسیم کردے اور بیٹے دیگر جائداد حاصل کرکے اپنی پرورش کرسکتے ہین لیکن باپ بسبب ضعیفی اور متحمل نہونے محنت کے حصہ کثیر جو اُسکی بسر اوقات اور فرائض دینی کے لیے کافی ہو اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور اس طور پر اُسکو اپنے گھر مین رہنے کا اختیار ہے مگر بہرحال اُسکو تنگ غریب ہونا چاہیے۔ لیکن اگر بوجہ کسی امر اتفاقی کے وہ حصہ جو اُسنے اپنے واسطے رکھا تھا اُسکے اخراجات ضروری کے لیے مکتفی نہو تو اس صورت مین گو وہ حصہ کتنا ہی کثیر ہو واضع قانون کی راے ہے کہ اگر وہ محتاج ہو جاوے تو جو کچھ اُسنے اپنے بیٹون کو دیا ہے اُنسے واپس لے سکتا ہے وجہ اُسکی یہ ہے کہ بیٹون کو ... والدین کی تعظیم و تکریم سے بڑھکر اور کوئی فرض واجب نہین ہے اگر باپ کی کل مکسوبہ اور مقسمہ جائداد بھی اُسکی بسر اوقات کے واسطے کافی نہو تو بیٹون کو لازم ہے کہ اپنی مکسوبہ جائداد مین سے بھی اُسے دین —

علاوہ ازین حین حیات باپ کے بیٹون کے تصرف مین کچھ جائداد نہین ہوسکتی اور نہ اُنکو خود مختاری کا منصب حاصل ہے چنانچہ اس باب مین منو کا قول یہ ہے کہ دھرم شاستر کے بموجب تین شخص یعنی زوجہ اور بیٹا اور غلام بذات خاص کسی مال کے مالک نہین ہین۔ مال جو وے پیدا کرتے ہین وہ اُس شخص کے لیے حاصل کیا جاتا ہے جس سے اُنکو تعلق ہے"—

بنظر ان حالات کے باپ اپنے بیٹون سے گو جائداد اُنکی مکسوبہ ہو مستحق پانے صرف وجہ معاش ہی کا نہین ہے بلکہ جائداد مذکور سے حصہ لے سکتا ہے خواہ جائداد مذکور باپ کی ذاتی محنت یا اُس کے روپیہ کی استعانت سے حاصل کی گئی ہو

شریک رہا بعد ازان وہ ایک زوجہ چھوڑ کر لاولد مر گیا اس صورت مین زوجہ منجملہ اُس جائداد کے جو باہم اُسکے شوہرا ور شوہر کے چچاؤن کے شرکت مین تھی حصہ پانے کی مستحق ہے یا صرف وجہ معاش کی اور اگر مستحق وراثت ہے تو اپنے شوہر کا حصہ پاوے گی یا اُس سے کچھ کم۔

ج۔ اگر تاجر مذکور تین بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور وے بعد ازان کاروبار تجارت بشراکت کرتے رہے اور بعد اسکے بڑا بیٹا ایک پسر چھوڑ مرا اور پسیر اُس پسر نے وفات پائی اور ایک زوجہ چھوڑ مرا اور جائداد اب تک غیر منقسم ہے تو اس صورت مین زوجہ کو اپنے شوہر کے حصہ پر کچھ دعوی وراثت نہین ہے مگر صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے چنانچہ اس باب مین قول یہہ ہے کہ

حصہ یا بلا اُنکے چنانچہ اقوال ذیل سے بحال ہے جو ذیل مین لکھے جاتے ہین ؛

امر ہویدا ہے۔

چونکہ یہ عبارت بالعموم واقع ہوئی ہے کہ باپ اپنے واسطے دو حصے رکھے یا دو حصے لے اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس محل پر باپ بیٹے کی جائداد مکسوبہ سے بھی دو حصے لینے کا مجاز ہے۔

کاتیائن نے اس امر کو بتصریح لکھا ہے۔ کہ باپ اپنے بیٹے کی جائداد مکسوبہ سے دوچند حصہ یا نصف لے سکتا ہے اور ماں بھی اُس صورت مین جب کہ باپ مر گیا ہے بیٹے کے ساتھ مساوی حصہ پانے کی مستحق ہے یعنی اس فقرہ کے یہ ہین کہ بیٹے کی جائداد مکسوبہ سے باپ دوچند حصہ یا نصف جائداد لینے کا مستحق ہے۔

عام قاعدہ یہہ ہے کہ وہ اگر بیٹے نے بذریعہ محاصل جائداد پدری کے مال حاصل کیا ہو تو منجملہ اُسکے نصف باپ کا حق ہے اور دوچند حصہ اُس بیٹے کو ملے گا جسکا وہ مکسوبہ ہے اور باقی بیٹون کو ایک ایک حصہ لیکن اگر باپ کا سرمایہ صرف مین نہ آیا ہو تو باپ کو دو حصے لینگے اور اسی قدر حاصل کرنے والے کو اور باقی شرکت سے محروم رہینگے۔

شستا سیم جس مین کہ بھتیجے کی زوجہ اسکے شوہر کے دو چچا جنکے ساتھ اسکا شوہر شریک تھا حق پانے صرف نفقے اور بیٹے کی

بھائیوں اور بیٹوں کی زوجہ جو روئیہ سعینہ کی بدرجۂ غایت پابند رہیں اُن کے رشتہ داران شوہری صرف کھانا اور ایسے پرانے کپڑے جو بوسیدہ ہوں دیا کرین ۔ ـلے

باوجود اس بعد بیان کرنے تمہید اور اس اد کے ۔ کہ "عورت خلاف خلاف حقوق کی مستحق ہے" لکھتا ہے کہ وہ مستحق ترکہ کی نہیں ہے کیونکہ عورات اور ایسے اشخاص جنکے حواس خمسہ سے کوئی حواس یا عضو نہو وے مستحق ترکہ پانے کی نہیں ہے"

بھائیوں میں سے اگر کوئی بلا اولاد ذکور مر جائے یا کسی مذہبی فرق میں داخل ہو تو باقی بھائیون کو اُسکی جائداد باستثناء اُسکی زوجہ کے استری دھن کے آپس میں تقسیم کر لینا چاہیے ۔ نارد ۔

عدالت اپیل پٹنہ ۔ ۸ ۔ مئی ۱۸۳۸ء

مسماۃ جوراسی مفلسہ بنام کرمو بھگت وغیرہ ۔

مقدمہ ۸ ۔ منجملہ چھ بھائیوں کے چار ایک ماں سے تھے اور وے بطریق کنبہ مشترکہ کے اپنے باپ کے ساتھ رہتے تھے اور منجملہ چار حقیقی بھائیوں کے دوسرا بھائی اپنے باپ کے سامنے نو برس کی زوجہ چھوڑ کر مر گیا باقی حقیقی تین بھائیوں میں سے بڑے بھائی نے کچھ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ اپنے ذات خاص کے سرمایہ اور محنت سے حاصل کی اور دوسرے بھائی متوفی کی بیوہ اپنے شوہر کے بھائی کی مکسوبہ جائداد سے ایک ربع اور جائداد موروثی سے حصہ شوہری کا دعوی کرتی ہے اس صورت میں بیوہ مذکورہ جائداد مدعوہ سے حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہیں ۔

فتح ۔ بنظر حالات مذکورہ بالا بیوہ جائداد موروثی سے حصۂ شوہری کا دعوے نہیں کر سکتی ہے نہ اپنے شوہر کے بڑے بھائی کی جائداد مکسوبہ سے ۔ البتہ

بیوہ جسکا شوہر مر جاتا ہے باپ کے سامنے تو وہ قانوناً صرف روٹی معاش پانے کی مستحق ہے ۔

ـلے قول سانکھ ۔

اُسکے شخص کے وارثون اور قائم مقامون پر اُسکی پرورش ضرور ہے یہ راے بموجب
داے بھاگ کے ہے۔

عدالت اپیل کلکتہ ۲۴۔ دسمبر ۱۸۱۲ء۔

مقدمہ ۹۔ س۔ ایک شخص کچھ جائداد ارضی اور دو بیٹے چھوڑ مرا قبل تقسیم ہونے
جائداد کے ایک بیٹا ایک زوجہ اور دو بیٹے مختلف زوجون سے چھوڑ کر مر گیا
بعد ازان اُسکے دونون بیٹے مذکور بھی جائداد مشترکہ وغیرہ منقسمہ چھوڑ کر فوت
ہوے۔ اس صورت مین بیوہ مستحق پانے کل جائداد مقبوضہ شوہر کی
ہے یا نہین۔

ج۔ بیوہ اپنے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکے حصہ کی وارث ہے۔ بیٹا
مذکور اور وہ بیٹا جو دوسری زوجہ سے تھا بالکل مالک اُسکے شوہر کی جائداد
کے تھے لیکن بیوہ کو سوتیلے بیٹے کے وارث ہونے کا استحقاق نہین ہے
کیونکہ سوتیلے بیٹے کا حصہ اُس کے وارثون کو پہونچتا ہے الا اس صورت
مین کہ سوتیلا بیٹا قبل حصص ملنے کے مر جاے صورت مذکورہ بالا
مین بیوہ کو کل جائداد وراثتاً پہونچے گی اور اگر یہ صورت نہو تو وہ اپنے
شوہر کی دوسری زوجہ کے بیٹے کے وارث سے صرف مستحق پانے وجہ
معاش کی ہے۔

کوئی عورت اپنے سوتیلے بیٹے کا ورثہ نہین پا سکتی مگر اپنے شوہر کے ورثہ سے صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے۔

ضلع چوبیس پرگنہ۔

مقدمہ ۱۰۔ س۔ ایک شخص مر گیا اور دو بیٹے ایک زوجہ سے جو اُسکے سامنے
مر گئی تھی اور دوسری زوجہ اور اُسکی دو بیٹیان چھوڑ مرا اور بعد ازان اُسکا
ایک بیٹا بھی مر گیا اب اُسکی پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور دوسری زوجہ
اور اُسکی دو بیٹیان بقید حیات ہین اور اگر زوجۂ مذکور نے کچھ حصہ جائداد کا
اپنے سوتیلے بیٹے سے نہین پایا ہے تو اس صورت مین وہ جائداد مین سے
حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کسقدر۔

ج - بیوہ اپنے سوتیلے بیٹے سے مستحق پانے صرف وجہ معاش کی ہے اور اگر
اُسکی دونون دختر ناکتخدا ہون تو وے بھی اپنے باپ کی جائداد سے اسقدر
جائداد پانے کی مستحق ہین جو اُنکے بیاہ کے اخراجات کے واسطے کافی ہو۔ اگر
بعد بیاہ ہوجانے کے وے اس سبب سے کہ اُنکے شوہر قابل اُنکی پرورش کرنے
کے نہین ہین محتاج ہون تو اُنکے سوتیلے بھائی کو اُنکے لیے کھانے اور کپڑے
کا سرانجام کرنا چاہیے یہ راے دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر کے
بموجب ہے۔

ف - بیٹا جو اپنے باپ کی جائداد کا وارث ہو اسے اپنی سوتیلی ماں اور اُسکی بیٹیون کی پرورش کرنی چاہیے۔

ضلع چوبیس پرگنہ - ۲۴ جنوری ۱۸۱۶ء -

مقدمہ ۱۱ - س - ایک بیوہ نے اپنے خسر اور شوہر کے چھوٹے بھائی پر اس بیان
سے نالش کی کہ میرے خسر کی کچھ جائداد اراضی کسوبہ موروثی تھی اور دو بیٹے
تھے اور بڑا بیٹا متوفی میرا شوہر تھا اور چھوٹا بیٹا میرے شوہر کا حقیقی بھائی ہے
اور میرا شوہر اپنے باپ اور بھائی کے حین حیات مجھے اور دو دختر چھوڑ کر مر گیا
بعد ازان ایک دختر بھی فوت ہوئی مگر دختر مذکور کے تین نابالغ بیٹے حیات ہین
لہذا مین دعویدار ہون کہ ساٹھ روپیہ سالانہ بابت وجہ معاش مناسب بحساب
پانچ روپیہ ماہواری کے مجھے دلایا جاے۔ اس صورت مین بیوہ جسکا شوہر اپنے
باپ اور بھائی کے سامنے مر گیا اپنے خسر اور شوہر کے بھائی پر وجہ معاش کے
لیے نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین - اگر مدعیہ کا شوہر اپنے باپ اور بھائی سے
علیحدہ ہوگیا ہو تو اس صورت مین بھی بیوہ اشخاص مذکورۂ بالا سے وجہ معاش کا
دعوی کرسکتی ہے یا نہین -

ج - بیٹا جو اپنے باپ کے سامنے مر جائے اور اُسکی بیوہ عفت کے ساتھ اور
باطاعت اپنے شوہر کے کنبے کے رہے وہ اپنے خسر سے اور اُنسے جو اُسکی جائداد
کے وارث ہون مستحق پانے وجہ معاش کی ہے لیکن اگر اُسکے شوہر نے
اپنا حصہ اپنے باپ سے پایا اور اُس سے علیحدہ ہوگیا تو اُس صورت مین بیوہ

ف - جو بھائی کہ علیحدہ ہوگیا ہے اُسکی بیوہ اپنے شوہر کے شریکون سے وجہ معاش پانے کی مستحق نہین ہے۔

بیوہ اپنے خسر یا اسکے وارثون پر وجہ معاش کا دعوی کرنے کی مستحق نہین ہے یہ راے بموجب بیاد آرنو ستو اور اور کتب شاستر کے ہے۔

ضلع بیر بھوم - ۱۴ - اگست ۱۸۲۳ء۔

کمل منی داسی بنام بودھ نرائن فریدار وغیرہ۔

مقدمہ ۱۲ - س - ایک - اجھوت اپنی زوجہ اور ایک مدخولہ قوم اہیر سے چھوڑ مرا مدخولہ سے چار بیٹے تھے شخص مذکور کی وفات کے بعد اسکی زوجہ نے رسوم کریاکرم ادا کین اس صورت مین مدخولہ اور اسکے بیٹے متوفی کی جائداد سے کچھ حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین اگر ہین تو جی القائم شخصون مین سے ہر ایک کو کسقدر حصہ ملنا چاہیے۔

ج - صورت مذکورہ بالا مین متوفی کی کل جائداد باستثناء زیور اور کپڑے کے جو اسکی مدخولہ اور اسکے بیٹون کے استعمال مین ہون اسکی زوجہ کو وراثتاً پہونچے گی مدخولہ اور اسکے بیٹون کو جائداد سے حصہ پانے کا کچھ حق نہین ہے مگر وے مستحق پانے وجہ معاش کے ہین - یہ راے بموجب منو اور متاچھرا اور بیاد رتناگر اور بیاد چنتامنی اور اور کتب شاستر کے ہے۔

غیر صحیح النسب لڑکا ایک ایسے شخص کا جو دو جنمی قوم سے ہو صرف وجہ معاش پانے کا مستحق ہے۔

ماخذ - برہسپتی کا قول بیاد رتناگر اور اور کتب شاستر مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ "ایک شخص جسکے صحیح النسب اولاد نہو اور اسکے ایک نیک اور اہل لڑکا شودر عورت کے بطن سے ہو وہ وجہ معاش کے پانے کا مستحق ہے اور باقی جائداد متوفی کے واسطہ دارون کو وراثتاً پہونچے گی"۔

"یہ متعلق اس بیٹے سے ہے جو عورت منکوحہ سے نہو" بیاد رتناگر و بیاد چنتامنی۔

"اگر شودر کے بیٹا کنیزک کے بطن سے پیدا ہو تو وہ بھی اپنے باپ کی رضامندی سے حصہ پا سکتا ہے" اس مقام پر لفظ شودر کے مستعمل ہونے سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ بیٹا جو کسی شخص دو جنمی قوم کے صلب اور کنیزک کے بطن سے ہو وہ باوجود

اپنے باپ کی رضامندی کے بھی حصہ نہیں پاسکتا ہے نہ اُسکی وفات کے بعد کل جائداد کا وارث ہوسکتا ہے لیکن اگر وہ تربیت پذیر ہو تو اُسکو صرف وجہ معاش ملنے کا حق تھا۔

قانون کا حکم ہے کہ اگر کوئی شخص [illegible] بے اولاد نہ چھوڑ مرا ہو مگر اُسکے شودر عورت یعنی [illegible] سے بیٹا پیدا ہوا اور وہ شاگرد مرید کے مطیع ہو تو وہ وجہ معاش پانے کا مستحق ہے۔

اور اگر شخص دو جنمی یعنی تین اعلی قوم سے ہو اور اُسکی ہمقوم زوجہ سے کوئی بیٹا نہو مگر غیر منکوحہ شودر قوم کی عورت سے ہو تو اُسکی وفات کے بعد بیٹا مذکور وجہ معاش کا مستحق ہوگا یعنی اُسکو جزوی بضاعت بذریعہ جسکے وہ کاشتکاری وغیرہ کرکے اذوقہ پیدا کرسکے ملنی چاہیے۔ بیادرتناگر۔
ضلع بھاگلپور - ۱۵ جولائی ۱۸۲۴ء۔

باب تیسرا

عورت کی ملک کے بیان مین

مقدمہ ۱ - س - ایک عورت نے اپنے سرمایۂ خاص سے جائداد اراضی خرید کی اور کئی بیٹے اور ایک پوتا جسکا باپ عورت مذکورہ کے سامنے مرگیا تھا چھوڑ مری اس صورت مین اُسکی کُل جائداد اُسکے بیٹون کو پہونچے گی یا اُسکا پوتا بھی اپنے چچاؤن کے ساتھ کچھ حصہ پانے کا مستحق ہے۔

عورت کی جائداد اُسکے بیٹون کو محروم اُسکے پوتے کے جسکا باپ عورت مذکورہ کے سامنے مرگیا ہو پہونچتی ہے۔

ج - صورت مذکورۂ بالا مین عورت مذکورہ کی کُل مکسوبہ جائداد کے اُسکے بیٹے مستحق ہین - پوتے کا جسکا باپ پیشتر مرگیا ورثہ مین کچھ حق نہیں ہے - لیکن اگر کوئی غیر منکوحہ لڑکی موجود ہو تو تھوڑا سا حصہ اُسکے بیاہ کے اخراجات کے لیے دینا فرور ہے[1]

[1] معلوم ہوتا ہے کہ جائداد اس مقدمہ مین عورت کی مکسوبہ تھی مگر اُس قسم کی نہ تھی جسے

ماخذ۔ منو ۹۔ اگر ماں مرجائے تو ماں کی جائداد کل حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو باہم مساوی تقسیم کر لینی چاہیے"۔

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۲۱ مئی سنہ ۱۹ء۔

رگھنندن سرما بنام گوپی ناتھ بھاجر جیا وغیرہ۔

مقدمہ ۲۔ س۔ منجملہ چار قوموں کے اگر کسی قوم کی عورت کو جو بیاہ کے وقت زیور ہدیہ (جسکو سنسکرت میں یوتک کہتے ہیں) ملے تو ایسا زیور عورت کی ملک خاص میں داخل ہے یا اسکے شوہر کی ماں اور چھوٹے بھائی کا بھی شاستر کے بموجب اُس میں سے حصہ پانے کا کچھ حق ہے۔

ج۔ منجملہ چار قوموں کے اگر کسی قوم کی عورت کو زیور اور مال بیاہ کے وقت ہدیہ کسی شخص سے جو اسکے شوہر کے کنبے میں ہو یا اسکے والدین یا کسی شخص غیر سے ملے تو اسکو شاستر میں ادہ اگنیک استری دھن کہتے ہیں یعنی وہ مال عورت کی ذات خاص کا ہے جو اسے پھیروں کے وقت دیا جاوے یہ خاص اُسی کا مال ہے اور اُسمیں سے شوہر کی ماں یا اور اشخاص کو حصہ پانے کا کچھ حق نہیں ہے

جائداد جو عورت کو اُسکے بیاہ کے وقت دی خاص اُسی کی ملک ہے۔

دا سے بھاگ اور دا سے تتو اور بیا دچنتامنی اور متاچھرا اور اور کتب دھرم شاستر میں جو اسے اس قول کے مندرج ہیں۔

کاتیائن۔ عورتوں کو جو کچھ کہ اُنکے بیاہ میں پھیروں کے وقت دیا جاوے اُسکی نسبت داناؤں نے کہا ہے کہ وہ عورات کا خاص مال ہے جو انھیں پھیروں کے وقت ملا ہے۔

نارد۔ جو کچھ کہ شوہر نے از راہ محبت اپنی زوجہ کو دیا ہو اُسکی نسبت باستثنار جائداد غیر منقولہ کے زوجہ کو اپنے شوہر کی وفات کے بعد اختیار رہے چاہے

ء استری دھن کہتے ہیں لہذا اُسکی نسبت اُن قواعد پر عمل نہیں ہوا جو اس خاص طرح کے مال سے متعلق ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بیٹوں کے ساتھ بیٹی بھی ورثہ میں شریک ہوتی۔

جیلاٹ

جسطرح صرف مین لاوے یا کسی کو دے ڈالے "

منو اور بشن "عمدہ پوشاک جو عورات حین حیات اپنے شوہرون کے پہنتی ہین اُنکو عورات مذکور کے شوہرون کے وارث تقسیم نہین کرسکتے جو اشخاص کہ اُنکو اپس مین تقسیم کرے وے مرتکب گناہ عظیم کے ہونگے۔

کاتیائن کا قول دیگر "شوہر اور بیٹے اور باپ اور بھائیون کو عورت کی ملک پر اختیار لینے یا دے ڈالنے کا حاصل نہین ہے "۔

شہر موھاکہ ۔ ۲۱ ۔ اپریل ۱۸۱۶ء ۔

مقدمہ ۳ ۔ س ۔ ایک شخص کے پانچ بیٹے تھے منجملہ اُنکے دو باپ کے سامنے مرگئے بعد وفات شخص مذکور کے اُسکے باقی تین بیٹون نے اُسکی جائداد کو باہم تقسیم کرلیا ان تینون مین سے ایک بیٹا اپنی زوجہ اور ایک غیر منکوحہ لڑکی چھوڑ مرا بیوہ جائداد شوہری کی وارث ہوئی اور اُسنے اپنی لڑکی کا بیاہ کردیا اور جائداد شوہری سے ایک حصہ اپنی بیٹی اور داماد کو بخش دیا اور بعد تھوڑے عرصہ کے باقی جائداد بھی اُنھین کو دے دی ۔ بنظر ان حالات کے یہ ہبہ جائز ہے یا نہین اگر ہبہ مذکور صرف اُسکی بیٹی کی نسبت درست اور جائز ہے تو بیٹی کی وفات کے بعد درصورت موجود ہونے اُسکے شوہر اور اُسکے دادا کے نواسہ کے کس کو اُسکی جائداد ورثتاً پہونچے گی اگر بیٹی باوجود ہونے اپنے شوہر کے ایک حصہ جائداد کو بذریعہ ہبہ انتقال کردے تو یہ ہبہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین ۔

ج ۔ مختلف کتب شاستر مین یہ لکھا ہے کہ "بیوہ اپنے شوہر کی کُل جائداد غیر منقولہ کو جو اُسے شوہر سے ورثتاً پہونچی ہو ہبہ کرنے کی مجاز نہین ہے گو خاص صورتون مین وہ جزوی حصہ دے سکتی ہے مقدمہ مذکورۂ بالا مین بیوہ نے اپنے شوہر کی کُل جائداد اراضی کو دو مرتبہ کرکے ہبہ کردیا ۔ لہذا یہ ہبہ باطل اور ناجائز ہے ۔ بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی بیٹی مستحق ورثت ہوتی ہے اور اُسکی وفات

بیوہ اُس جائداد کو جو اسے اپنے شوہر کی وفات کے بعد ورثتاً پہونچی ہو منتقل نہین کرسکتی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیٹی وارث ہوگی اور بیٹی کے مرنے کے

کے بعد جائداد جو اُسے اپنی ماں سے ورثتاً ملی تھی اُسکے داداکے نواسہ کو پہونچیگی نہ کہ مذکورہ بہن اُسکے شوہر کا کچھ استحقاق نہیں ہے یہ راے داے بھاگ کے بموجب ہے ۔

بعد جائداد مذکور بہن کے داداکے نواسہ کو پہونچیگی اُسکے شوہر کے ملے گی ۔

ضلع راجشاہی ۔ ۱۲ مئی ۱۸۱۱ع ۔

مقدمہ ۴ ۔ س ۔ تین بھائیوں نے اپنی جائداد موروثی کی تقسیم کے وقت ایک خاص حصہ اراضی کا انکی بہن کی روٹی معاش کے لیے مقرر کر دیا چھوٹا بھائی ایک زوجہ چھوڑ کر مر گیا بعد ازان دوسرا بھائی بلا اولاد ذکور فوت ہوا اور بالآخر بڑے بیٹے نے ایک پسر چھوڑ کر رحلت کی ۔ بہن کی وفات کے بعد منجملہ اُسکی جائداد معینہ کے کسقدر حصہ چھوٹے بھائی کی بیوہ کو درحالت موجود ہونے اُسکے نواسہ کے ملنے کا استحقاق ہے ۔

ج ۔ اگر بھائیوں نے جائداد اپنی بہن کو اس شرط سے دی ہو کہ وہ عین حیات اپنے جائداد مذکور کے کرایہ اور محاصل سے متمتع ہو اور بعد اُسکے وفات کے وہ جائداد پھر بھائیوں کو واپس ملے تو اس صورت میں چھوٹے بھائی کی بیوہ جائداد سے ایک ثلث جو اُسکے شوہر کا حصہ جائز ہے ورثتاً پائے گی ۔[1]

جائداد جو تین بھائیوں نے اپنی بہن کی وجہ معاش کے لیے مقرر کی ہو اُسکی وفات کے بعد اُسکے بھائی کی بیوہ کو ایک ثلث ملے گا ۔

ضلع چوبیس پرگنہ ۔

مقدمہ ۵ ۔ س ۔ ایک شخص اپنی ماں اور ایک بیٹا اور ایک زوجہ چھوڑ کر مر گیا اُسکے بیٹے اور بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی ماں جائداد پر قابض اور متمتع ہوئی بعد ازاں ماں بھی مر گئی ۔ اصل مالک کی ایک سوتیلی ماں تھی جس کے ایک دختر تھی اور دختر ایک بیٹا چھوڑ کر فوت ہوئی ۔ اب اصل مالک کی ماں کے

---

[1] اگرچہ بھائی جو جائداد ورثتاً پہونچنے کے وقت مر گیا ہو اُسکی بیوہ شاستر کے بموجب وارث متصور نہیں ہے تاہم راے مذکورہ بالا اس اصل پر مبنی ہے کہ جائداد بھائیوں نے کبھی منتقل نہیں کی تھی بلکہ بہن کو عاریتاً دی تھی ۔

مرنے کے بعد اُسکی سوت کی دختر کا پسر اور اُسکے شوہر کے بھائی کا بیٹا دعویدار جائداد ہین اس صورت مین منجملہ ان دونون شخصون کے کون مستحق وراثت ہے۔

ج۔ اصل مالک کا بیٹا اپنے باپ کی جائداد کا وارث ہوا اور اپنی وفات کے بعد وارثون مین سے دادی تک کوئی وارث نہ چھوڑ مرا تو اس صورت مین پوتے سے دادی کو جائداد ورثتاً ملنی چاہیے اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی سوت کی دختر کا پسر بمحرومی اُسکے شوہر کے بھتیجے کے قطعی مستحق ترکہ کا ہے سلہ

جائداد جو دادی کو ورثہ مین پہونچی ہو وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکی سوت کی دختر کے پسر کو بمحرومی اُسکے شوہر کے بھتیجے کے ملے گی۔

مقدمہ ۶۔ س۔ ایک عورت کے بیٹے لاولد مر گئے اور وہ اُنکی جائداد پر ورثتاً قابض ہوئی بعد ازان عورت مذکور ایک بیٹی اور دو نواسے اور اپنی سوت کا ایک پوتا چھوڑ کر مر گئی۔ اس صورت مین اُسکی جائداد کسکو ورثتاً پہونچتی ہے اور منجملہ اشخاص مذکورۂ بالا کے کون عورت متوفیہ کے پنڈ و پانی دینے کا مجاز ہے۔ انمین سے جو شخص کہ شاستر کے بموجب عورت متوفیہ کے پنڈ و پانی دینے کا مجاز ہو وہ اسوجہ سے کسی قدر حصہ اُسکی جائداد سے پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین جائداد جو عورت کو اپنے بیٹون سے ورثتاً ملی تھی اُسکی سوت کے پوتے کو پہونچیگی اور اُسکی دختر اور نواسون کا اسپر کچھ استحقاق نہین ہے کیونکہ شاستر کی رو سے عورت مذکور کا تعلق جائداد سے صرف اُسکے حین حیات تک تھا دختر پنڈ و پانی دینے کی مجاز متصور ہے اور اسی وجہ سے وہ اپنی مان کی صرف جائداد خاص کی وارث ہوتی ہے۔

جائداد جو عورت کو اپنے بیٹون سے ملی ہو وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکے شوہر کی دوسری زوجہ کے بیٹے کو پہونچیگی نہ عورت مذکور کے نواسہ کو۔

ضلع چوبیس پرگنہ۔ ۱۷۔ جنوری ۱۸۱۵ء۔

مقدمہ ۷۔ س۔ ایک شخص کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ نے دوسرا بیاہ کر لیا سابق مین بیوہ مذکور کو اُسکے والدین سے زیور ملا تھا اُسکے دوسرے شوہر نے اُسکو

سلہ اس مقدمہ سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہن کے بیٹے کا استحقاق چچا کے بیٹے پر فائق ہے گو بہن سوتیلی ہو یہ امر شاستر متعلقہ بنگالہ کے بموجب ہے جسکے مطابق بلاشک رائے مذکورۂ بالا دی گئی اس مقدمہ کے اس جگہ درج کرنے سے مقصود اس امر کے ظاہر کرنے سے ہے کہ جائداد جو دادی کو ورثتاً پہونچے وہ مثل اُس ترکہ کے جو مان یا بیوہ کو پہونچتا ہے استری دھن مین شمار ہو

زناکاری کے سبب سے سزا اور طلاق دی اس صورت مین شوہر اپنی زوجہ کو شاستر کے بموجب سزا اور طلاق دینے کا مجاز ہے یا نہین اگر ہے تو عورت اُس جائداد کی جو اُسے سابق مین اُسکے والدین اور پہلے شوہر سے ملی ہے بالکل مالک ہے یا نہین۔

ج۔ شوہر کو اختیار ہے کہ اگر اُسکی زوجہ پاکدامن نہ رہے تو اُسے طلاق دے لیکن زانیہ اُس زیور کی مستحق ہے جو اُسے اُس کے والدین اور شوہر سابق سے ملا ہو۔[1]

اگر زناکاری کی وجہ سے طلاق دیجاے تو یہ لازم نہین آتا کہ عورت ایسی جائداد خاص سے محروم رہے۔

ضلع میدنی پور۔ ۱۵ امئی ۱۸۱۶ع۔

مقدمہ۔ س۔ ایک ہندو نے اپنی دختر کے بیاہ کے وقت اُسے ایک بیگھہ اراضی بطور یوتک یعنی استری دھن کے دیا اور وہ اپنی حین حیات اُسپر متصرف رہی۔ بعد ازان وہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا چھوڑ کر مر گئی اور بیٹا اُسکی جائداد پر قابض ہوا اور اپنی وفات کے قبل اُسنے بحالت موجودگی بہا نجے کے اراضی مذکور شخص غیر کو دے دی۔ اور یہ تحقیق معلوم نہین کہ اُسکی وفات کے بعد اُسکا کریا کرم کس نے کیا اس صورت مین بیٹے مذکور کا اس طور پر منتقل کرنا اراضی کا جائز تھا یا نہین۔

ج۔ جائداد مذکور استحقاق کے بموجب اصل موہوب الیہ کی دختر کی تھی اور چونکہ اُسکے بیٹے کو اُسپر استحقاق ملکیت حاصل نہ تھا لہذا اُسکا منتقل کرنا اراضی کا ناجائز ہے۔

ماں کی خاص جائداد پر دختر یا اُسکے وارث کا حق ترجیحی پسر کے پہونچتا ہے۔

عدالت اپیل مرشد آباد۔

سو نہین کیجاتی ہے اور جائداد مذکور عورت کی وفات کے بعد اُس شخص کے وارثون کو پہونچتی ہے جس سے عورت کو ورثہ مین ملی تھی نہ عورت کے خاص وارثون کو۔

[1] دھرم شاستر کے بموجب زمانہ حال میں کلجگ مین بیوہ کا بیاہ منع ہے لیکن یہ دستور کمین قومون مین مروج ہے۔

گور ناتھ بنام گنج مادھب۔

مقدمہ ۹-س- شودر قوم کی ایک عورت قاعدۂ وراثت کے بموجب اپنے باپ کے دو مکسوبہ مکانون پر قابض ہوئی اُسکے بیاہ ہوجانے کے بعد اُسکا شوہر اُنپر قابض ہوا اور زن وشوہر دونون مکانون مین سکونت پذیر رہے۔ شوہر نے ایک شخص غیر کے نام اُنکا بیعنامہ تحریر کر دیا لیکن زوجہ اُنپر قابض رہی اس صورت مین شوہر منتقل کرنے کا مجاز ہے یا نہین۔

ف جائداد جو عورت کو بیاہ مین ملی ہے اُسپر اُسکے شوہر کا کچھ استحقاق وراثت نہین ہے۔

تجویز- شوہر مجاز اُن مکانون کے منتقل کرنے کا نہ تھا جو اُسکی زوجہ کو ترکہ مین ملے تھے لہذا اُسکا بیع کرنا بالکل ناجائز ہے کیونکہ بیاہ ہوجانے سے شوہر کو اپنی زوجہ کی موروثی جائداد پر جو زوجہ کو قبل بیاہ کے وراثتاً ملی ہو منتقل کرنے کا استحقاق حاصل نہین ہوجاتا ہے۔

شہر مرشدآباد۔
مانک چند بنام چھوٹے لال۔

باب چوتھا

محرومی ورثہ کے بیان مین

مقدمہ ۱-س- ایک مجذوم کے دو لڑکے تھے منجملہ اُنکے ایک بیٹا بھی مبتلاے مرض جذام ہے لیکن اُسکے ایک لڑکا ہے جسکو یہ بیماری نہین ہے اس صورت مین وہ لڑکا جو مبتلاے مرض جذام ہے بھائی کے شمول اپنے باپ کے مال مکسوبہ سے حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ف مجذوم ورثہ پانے کا مجاز نہین ہے۔

تجویز- دھرم شاستر کے بموجب مجذوم بیٹا باپ کے ترکہ پانے کا مستحق نہین ہے۔

جاگیلاک کا قول ہے کہ ”نامرد اور جو شخص ذات سے خارج ہو مع اپنی اولاد کے اور لنگڑا اور مجنون اور مخبط فطرتی اور نابینا اور مبتلائے مرض لاعلاج اور اور اسی قسم کے غیر مجاز شخصون کی پرورش کرنی چاہیے لیکن وے جائداد کی شرکت سے محروم رہینگے مگر اُنکے صحیح النسب یا ایسے بیٹے جو اُنکی زوجہ کے بطن اور واسطہ دار کے صلب سے ہون مستحق حصہ پانے کے ہین بشرطیکہ وے عیوب مذکورۂ بالا سے بری ہون“۔

نارد کا قول ہے کہ ”ایک شخص جو حسیر الدفع یا جانکاہ مرض مین مبتلا ہو یا مجنون یا جبلّی نابینا یا لنگڑا ہو تو اُسکی پرورش اُسکے کنبے پر واجب ہے مگر اُنکے بیٹے اپنے مورثون کا حصہ پائینگے“۔

ضلع سارن ۔ ۱۲۔ دسمبر ۱۸۱۵ء۔

مقدمہ ۲۔ س۔ اگر کوئی شخص مجنون ہو تو وہ استحقاق وراثت جو اُسکو بحالت صحیح العقلی کے اپنے باپ کی جائداد پر حاصل ہوتا اُسکی مان کو پہونچتا ہے یا زوجہ کو اور اگر بعد وفات پدر شخص مجنون کے اُسکے ایک بیٹا پیدا ہوا ہو جو بعد ازان مر گیا ہو تو اس صورت مین پوتا بوجہ اپنے باپ کی مجنونیت کے دادا کا ترکہ پانے کا مستحق تھا یا نہین اور اگر تھا تو اُسکی وفات کے بعد اُسکی مان کو کسی طرح کا استحقاق حاصل ہے یا نہین۔

ج۔ مجنون کی زوجہ کو اپنے خسر سے ورثہ پانے کا استحقاق نہین ہے اصل مالک کی بیوہ کے مقابلہ مین اُسکے بیٹے کی زوجہ کا ترکہ مین حق نہین پہونچتا ہے لیکن بیوہ پر شخص مجنون اور اُسکی زوجہ کے لیے جائداد سے ضروریات روزمرہ کا سرانجام کر دینا واجب ہے۔ لیکن اگر بعد وفات پدر شخص مجنون کے اُسکے ایک بیٹا پیدا ہو اور وہ بیٹا بعد ازان مر جاے تو اس صورت مین اصل مالک کے بیٹے کی زوجہ بوجہ مان ہونے کے اپنے لڑکے کا ورثہ پائے گی اور اپنی ساس اور شوہر کے کھانے کپڑے سے خبرگیران رہے گی۔ یہ مسئلہ واسے بھاگ اور اور کتب

مجنون ورثہ پانے سے محروم ہے اور اُسکے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی زوجہ ورثہ پائیگی اور اپنے شوہر اور اپنی ساس کی پرورش کرے گی۔

شاستر مین مندرج ہے۔

ضلع چوبیس پرگنہ ۱۲ جولائی ۱۸۶۲ء۔

اوما دیبی بنام رام منی دیبی۔

مقدمہ ۳ س۔ ایک شخص ایک زوجہ اور دو بھتیجے چھوڑ کر فوت ہوا بیوہ زندہ ہے مگر تعلقات خانہ داری چھوڑ کر تارک الدنیا ہو گئی ہے اور اُسنے کوئی وثیقہ بطور ہبہ یا بیع کے بحق اپنے شوہر کے بھتیجون کے تحریر نہین کیا ہے اس صورت مین بدین وجہ کہ بیوہ نے اُمور دنیوی سے تعلق قطع کیا ہے اُسکے شوہر کے بھتیجے جائداد پانے کے مستحق ہین یا نہین۔

ج۔ اگر بیوہ فی الواقع اپنے شوہر کی جائداد سے دست بردار ہوئی اور اُسنے تعلقات دنیوی کو ترک کیا تو اُس کے شوہر کے بھتیجے اُسکی جائداد پانے کے مستحق ہین گو بیوہ نے اُنکے واسطے کچھ تجویز نہ کی ہو سلہ

تارک الدنیا ہونا برابر وفات سمجھتے ہے۔

مقدمہ ۴ س۔ اگر کوئی ہندو مسلمان ہو جاوے تو اُسکی جائداد موروثی اور مکسوبہ کسکو وراثتاً پہونچے گی۔

ج۔ جو جائداد کہ قبل مسلمان ہونے کے اُس کے قبضہ مین تھی وہ اُسکے قریب تر وارثہ دار کو جو ہندو ہو پہونچے گی اور جو بعد تبدیل مذہب اُسنے حاصل کی ہو وہ اُس شخص کو ملے گی جو شرح محمدی کے بموجب اُسکا وارث ہو۔

مذہب چھوڑ دینے کی صورت مین وہ جائداد جو قبل ترک حاصل کی گئی ہو ہندو وارثون کو پہونچے گی اور جو بعد ازان حاصل ہوئی ہو وہ مطابق مذہب جدید کے تقسیم ہوگی۔

ماخذ منو ۔ استحقاق اُن کل بھائیون کا جو معیوب اُمور کے عادی ہون وراثت سے جاتا رہتا ہے"۔

سانکھ کا قول ہے۔ کہ وہ جو شخص اپنی برادری سے خارج ہو گیا ہے اُسکا استحقاق وراثت جاتا رہتا ہے اور نہ وہ پنڈ و پانی دینے کا

سلہ دھرم شاستر کے بموجب تارک الدنیا ہونا بھی جائداد سے قانوناً محروم ہونے کا ایک سبب ہے جیسا کہ موت کے بعد ہوتا ہے اسی طور پر تارک الدنیا ہونے کے بعد بھی وارثون کا استحقاق فوراً شروع ہو جاتا ہے۔

مجاز ہے [1]۔

کوئی حکم ایسا نہین ہے جسکی روسے اُس اولاد کو جو مسلمان عورت کے بطن سے ہوا اپنے مجازی باپ کے ورثہ پانے کی اجازت ہو۔

لیکن بھریگو کا قول ہے کہ "جو کچھ ایک ملک یا ایک فرقہ یا قوم یا جماعت تاجران وغیرہ یا ایک شہر کا رواج مسلمہ ہو اُسکو ظاہر اور ثابت کرے اور ترکہ کی تقسیم رواج مذکور کے مطابق عمل مین آنی چاہیے" [1]۔

س ۲۔ ایک ہندو کے دو بیٹے تھے اُسنے اُنکا بیاہ ہم قوم اور ہم رتبہ اور ہم حیثیت خاندانون مین کردیا۔ بڑے بیٹے کی ہندو زوجہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا بعد ازان ان دونون بھائیون نے دین محمدی اختیار کیا لیکن بڑے بھائی کا بیٹا اور دوسرے بھائی کی زوجہ اپنے مذہب پر ثابت قدم رہی بعد ازان دوسرا بھائی مرگیا اور اسکی جائداد کے تین دعویدار ہین یعنی اُسکا بھتیجہ اور اُسکی ہندو بیوہ اور اُسکی مسلمان بیوہ اس صورت مین اُسکی وہ جائداد جو قبل مسلمان ہونے کے اُسکے قبضہ مین تھی اُسکی ہندو بیوہ کو ورثتاً پہونچے گی یا اُسکے بھتیجے کو۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین اگر اصل مالک کے بیٹون نے جائداد باہم تقسیم کرلی تھی اور علیحدہ رہتے تھے تو ہندو بیوہ مستحق ورثہ ہے اور اگر وے بعد تبدیل مذہب شامل کنبے مشترک اور شامل کے متفق رہتے تھے تو اُنکا بھتیجہ ورثہ کا مستحق ہے۔

ف۔ مسئلہ جو مذکور ہے گزشتہ ہو اُسکی مسلمان بیوہ کا اُس مال پر حق نہین ہے جو اُسکے شوہر نے قبل مذہب تبدیل کرنے سے حاصل کیا ہو۔

ماخذ "زوجہ" رنج سداسے بھاگ صفحہ ۱۶۰۔

عدالت اپیل پٹنہ۔

مقدمہ ۵۔ س ۱۔ دختر جو فاحشہ ہوجاسے والدین کی جائداد پانے کی ورثتاً مستحق ہے یا نہین۔

---

[1] سلکا تیاٹن ۔ خلاصہ ح ۴۔ جلد ۲۔

دختر جو فاحشہ ہو یا عفیفہ ہو وراثت سے محروم رہتی ہے۔

ج ۱۔ دختر جو فاحشہ ہو گئی ہو یا عفیفہ نہو وہ اپنے والدین کی جائداد وراثتاً پانے کی بالکل مجاز نہین ہے۔

س ۲۔ اگر والدین کے بجز دختر فاحشہ کے کوئی اور وارث جائز نہو تو اس صورت مین دختر مذکور شاستر کے بموجب وارث تصور کیجاتی ہے یا نہین اگر نہین کیجاتی تو کسکو جائداد وراثتاً پہونچے گی۔

اگر کوئی وارث نہو تو جائداد سرکار مین ضبط ہوگی۔

ج ۲۔ دختر مذکور والدین کے ترکہ کی مستحق نہین ہے گو بجز اُسکے کوئی اور دعویدار وراثت نہو دختر کے بعد جو شخص وارثون کی ترتیب مین ہو وہ اُسکے والدین کی جائداد کا وارث ہوگا اور اگر کوئی وارث نہو اور والدین اُسکے برہمن کی قوم سے نہون تو اُنکی جائداد سرکار مین ضبط ہوگی۔ [1]

[1] مقدمات مذکورہ بالا سے معلوم ہوگا کہ ایسی صورت کے مقدمے جنمین ذات سے خارج ہونے کی وجہ سے استحقاق وراثت جاتا رہے عدالتون مین بہت کم پیش ہوئے ہین مجھے یاد نہین کہ مین نے سوائے مقدمات مرقومہ بالا کے کوئی اور اس قبیل کا مقدمہ دیکھا ہو اگر جملہ شرائط یہ جو مزیل استحقاق وراثت ہین بخوبی تعمیل ہو تو خوف ہے کہ بہت کم اشخاص ایسے ہونگے جو ورثہ پانے کے مجاز متصور ہون کیونکہ شاستر مین کوئی جرم اور ترتیب امراض مین کوئی مرض ایسا نہین ہے جو منجملہ انواع اسباب غیر مجازیت وراثت کے کسی نوع مین داخل نہو اسباب غیر مجازیت کی تفصیل مرقومہ ذیل کے مطالعے سے اس قول کی تصدیق ہوگی۔

دھرم شاستر کے بموجب اشخاص مفصلۂ ذیل ترکہ سے حصہ پانے کے مجاز نہین ہین۔ نامرد نابینا فطری بہرا یا گونگا جبلی یا مخبط فطری یا مجنون یا لنگڑا۔ جس شخص کے ایک حواس یا ایک عضو نہو۔ مجذوم۔ مبتلائے امراض مسیر الدفع یا جانکاہ۔ مبتلائے مرض لاعلاج۔ خارج القوم۔ خارج القوم شخص کی اولاد۔ جو شخص حسب ضابطۂ معینہ ذات سے [illegible] گیا ہو۔ جو شخص جلا وطن کیا گیا ہو۔ بیٹا جو باپ کا علانیہ دشمن ہو۔ جو اپنے مذہب سے برگشتہ ہو۔ جو شخص لباس فقیر پہنے۔ اُس عورت کا بیٹا جسکا بیاہ بلحاظ قوم خلاف ترتیب نہ کیے ہوا ہو جو شخص کہ ناجائز طور پر جائداد حاصل کرے۔ جو شخص کاروبار کرنے کی قابلیت نہ رکھتا ہو۔ جو امور معیوب کے ارتکاب کا عادی ہو۔ جو نیک نہو۔ بیٹا جسکو علم دین نہو جسمین شجاعت نہو۔ جو مخنتی نہو محبت خدا یا سخاوت نہ رکھتا ہو۔ جو شخص نیک رسوم قدیمہ کا پابند نہو۔ جو شخص اپنے فرائض کے ادا کرنے مین غفلت کرے۔ م

ضلع چوبیس پرگنہ - ۲۰ - فروری ۱۸۶۲ء -

۳ جو ۔۔ ری مین غرق ہوجاوے بیٹے جنکا مستثنیٰ کرنا زمانہ حال مین جائز نہین ہے لیکن یہ سب اشخاص مستثناء انکے اور انکی اولاد کے جو ذات سے خارج ہین مستحق اس امر کے ہین کہ انکے لیے خورد پوش اور مسکن کی تجویز کیجاے اگر ان شخصون کی غیر مجازیت بعد تقسیم جائداد علاج یا اور کسی ذریعہ سے دور ہوجاے تو انکو اسی قاعدہ کے بموجب شرکا ورثہ سے اپنا حصہ لینا چاہیے جس قاعدہ کے مطابق کہ اس بیٹے کو جو بعد تقسیم جائداد پیدا ہو حصہ ملتا ہے اشخاص مذکورہ بالا کی تعریف مختلف مصنفون نے مختلف طور پر کی ہے چنانچہ اس باب مین چند امور ذیل مین درج ہوتے ہین"۔

اگر اشخاص مذکورہ بالا کے بیٹون مین کسی طرح کا نقص نہو یا عیوب پدری سے مبرا ہون تو انکو وہ حصہ جو انکے باپ کو بحالت مجازیت وراثت کے ملتا ملنا چاہیے اور تا وقتیکہ ان اشخاص کی بیٹیون کا بیاہ ہوجاے کھانے کپڑے سے انکی پرورش کرنی چاہیے ۱؎ اور انکے بیاہ مین جو کچھ خرچ ہو وہ جائداد مذکور سے ادا کیاجاے اور انکی نیک بیوون کی بھی مین حیات انکے پرورش کرنی چاہیے -

نوع ۱ - سمرتی رتناولی مین لکھا ہے کہ کام شاستر کے مسائل کے بموجب کلیو یعنی نامرد بیس قسم کے ہین لیکن تصریح انکی کتاب مذکور مین نہین کی گئی ہے ویول نے چھ قسم کے کلیوبیان کیے ہین یعنی نامردون کی چھ قسمین ہین رتاندراک - وانج - شاندرا - پاند - کلیو - ینن سک - کلک - اسنے ان الفاظ کی تشریح بھی کی ہے - ۲؎

نوع ۲ - عمدہ عالمون دھرم شاستر کے بموجب جو شخص کہ نابینا یا بہرا ہو وہ استحقاق وراثت سے محروم رہتا ہے بشرطیکہ وہ شخص روز ولادت سے نابینا یا بہرا ہو یعنی ماں کے پیٹ سے اندھا اور بہرا پیدا ہوا ہو نہ وہ شخص جسمین بسبب غیر مجازیت ولادت کے بعد بیماری یا کسی اور ایسے ہی

۱؎ دایے بھاگ اور متاچھرا اور اور کتب شاستر مین یہ امر بصراحت بیان نہین ہوا ہے کہ شخص خارج القوم کی دختر پرورش کی مستحق ہے یا نہین مگر بیاد تندیو کے مصنف نے صاف یہ لکھا ہے کہ شخص خارج القوم کی دختر کی پرورش کرنی چاہیے -

۲؎ تشریح ان الفاظ کی نہایت تفصیل کے ساتھ کی گئی ہے مگر اس جگہ شرح وار لکھنا انکا دلچسپ نہوگا علاوہ ازین تفصیل ان امور کی اس طور پر کہ عام فہم ہو اور خلاف حیا بھی نہو ممکن نہین ہے -

سبب سے پیدا ہوا ہو۔

نوع ۳ جمتو اہن کا قول ہے کہ جو شخص قوت نطق نہ رکھتا ہو وہ گونگا ہے۔ رام ناتھ کے بیان کے بموجب گونگا وہ ہے جو گفتگو نہ کرسکتا ہو۔ مادھو اچارج اور اور عالم کہتے ہین کہ مخبط فطری ایک لفظ مرکب ہے بیاد چیند یکے مصنف نے لکھا ہے کہ گونگا وہ ہے جو مخبط فطری ہونے کے باعث سے گونگا ہو۔

نوع ۴ جمتو اہن کی تصریح کے بموجب مخبط فطری وہ شخص ہے جو تربیت پذیر نہو۔ اور رگھونندن کے بموجب وہ ہے جو اپنے فرائض کو ادا نہ کرسکتا ہو۔ اور اور عالمون کے بموجب مخبط فطری وہ ہے جو مادۂ فہم نہ رکھتا ہو۔ چیند الشیعر کا قول ہے کہ مخبط فطری وہ ہے جسکو اپنی ذات کا علم نہو اور جسکے حواس باطنی مین اختلال ہو اور بیاد چینتامنی کی تعریف کے بموجب جنکو قوت ممیزہ نہو مصر کے قول کے مطابق مخبط فطری وہ ہے جو امر مفید اور مضر مین تمیز نہ کرسکے۔ رام ناتھ اور دا سے ترنے کے مصنف اور اور عالم جمتو اہن کے معنی تسلیم کرتے ہین بگنیشور بیان کرتا ہے کہ مخبط فطری وہ شخص ہے جو قوائے باطنی سے معرا ہو یعنی قوت ممیزہ نہ رکھتا ہو۔

نوع ۵ بگنیشور کے قول کے بموجب اگر کوئی شخص دیوانگی کی اُن قسمون سے جو ریح یا صفرا یا بلغم یا اجرام فلکی کے اثر سے پیدا ہوتی ہین کسی قسم کی دیوانگی مین مبتلا ہو اُسکو مجنون کہتے ہین۔ دا سے بھاگ اور ترنے کے مصنف کے مطابق مجنون وہ ہے جسکی عقل ضعیف ہو یعنی نیک و بد مین تمیز نہ کرسکتا ہو۔ لیکن یہ تعریف مخبط فطری سے زیادہ متعلق ہے۔

بیاد بھنگار نو مین لکھا ہے کہ جو شخص معدنی دواؤن کے زبون اثر یا کسی اور اسی قسم کے سبب سے دیوانہ ہوجاے وہ ورثہ پانے سے مثل اُس شخص کے جو بعد ولادت اندھا یا نابینا ہو محروم نہین رہتا۔ دیوانہ وہ ہے جو پیدائش سے مجنون ہو۔

نوع ۶ جمتو اہن کا قول ہے کہ جو شخص ایک یا دونون پاؤن سے بھی نہ چل سکتا ہو وہ لنگڑا ہے مصنف بیاد ارنو ستو اور دا سے بھاگ ترنے نے بھی اسی قول کو نقل کیا ہے مگر بگنیشور نے اس مضمون کو لکھا ہے کہ لنگڑا وہ ہے جو دونون پاؤن سے معذور ہو۔

بیاد بھنگار نو مین لکھا ہے کہ جمتو اہن کی راے کے بموجب اگر کوئی شخص ایک پاؤن سے بھی چل سکے تو وہ در اصل لنگڑا نہین ہے اور حال کے قانون دانون کا یہ قول ہے کہ لنگڑا وہ ہے

جو دونوں پاؤں سے معذور ہو اور جو شخص دونوں پاؤں سے چل سکے وہ لنگڑا نہیں ہے ۔ ان ظاہر ہے کہ
جو ایک پاؤں سے بھی معذور ہو وہ لنگڑا ہے لیکن صرف جمتواہن کی راے صحیح ہے کیونکہ منو کے قول
مین جو یہ عبارت واقع ہوئی ہے کہ "وے اشخاص جنکا کوئی عضو بیکار ہو جاے" اس سے زائل ہونا کل
اعضا کا مراد نہیں ہے اگر یہ معنی قرار پاوین تو وہ شخص جسکے صرف ہاتھ بیکار ہون مستحق وراثت ہوگا علاوہ
اسکے اہل منطق کے نزدیک کوئی خاصیت یا صفت خاص کل اعضا مین مشترک نہیں ہے بس ایک لفظ
خاص کے مستعمل ہونے سے زائل ہونا کل اعضا کا متصور نہیں ہوسکتا بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی خاص عضو
کا بالکل زائل ہونا تصور کیا جاے مثلاً عضو خاص سے ہاتھوں یا پاؤن کی طاقت کا بالکل زائل ہونا یا
قوت شامہ یا ذائقہ کا جاتا رہنا مراد ہوسکتا ہے علی ہذا القیاس قوت باصرہ کے بالکل جاتے رہنے سے
اندھا اور قوت سامعہ کے قطعاً نہونے سے بہرا ہونا مفہوم ہوسکتا ہے اور اعضاء تناسل کے قطعی
نہونے سے نامرد ہونا عبارت ہے اور قوت نطق کے بالکل نہونے سے جسکا مدار زبان پر ہے
گونگا ہونا مراد ہے ۔

علاوہ اسکے جلنا تھ کا یہ بیان ہے کہ "وہ چونکہ لنگڑے کا لفظ نابینا کے لفظ کے ساتھ آیا ہے لہذا اس سے
مراد اوس لنگڑے سے ہے جو مادر زاد ہو علی ہذا القیاس اس عبارت سے کہ اشخاص جنکے ہاتھ بیکار ہون مراد
اون شخصون سے ہونی چاہیے جنکے ہاتھ روز ولادت سے ایسے ہون" ۔

نوع ۷ ۔ نراندری کے لفظ سے وہ شخص مراد ہے جسکے کوئی حواس نہو اور اشتقاق اس لفظ کا نر اور اندری
سے ہے نر کے معنی نفی کے اور اندری کے معنی حواس کے ہین بعض نے اندری کے معنی حواس مثلاً
حس شامہ یا حس باصرہ وغیرہ بیان کیے ہین اور بعض نے عضو بیرونی کے مثلاً ہاتھ یا پاؤن وغیرہ ۔ سمرتی
ترنگاولی کے مصنف کے بموجب نراندری سے وہ شخص مراد ہے جسکا کوئی حواس بیماری وغیرہ کے
باعث سے جاتا رہا ہو اور بیاد تندریو کے مطابق لنگڑا وغیرہ جسکا ہاتھ یا پیر بیماری سے ضائع ہوگیا ہو مقصود
ہے اور رام ناتھ کے مطابق بھی لنگڑا وغیرہ مراد ہے بعض نے لفظ مذکور کے معنی اس طور پر بیان
کیے ہین جس شخص کا عضو تناسل جاتا رہا ہو اسکو نراندری کہتے ہین اور وہ نامردون کے زمرہ مین
متصور ہوتا ہے بلگینشر کا اس لفظ کی نسبت یہ قول ہے کہ جس شخص کا کوئی عضو حس یا حرکت بیماری
یا کسی اور سبب سے جاتا رہا ہو تو اسکی نسبت یہ کہتے ہین کہ اسکا ایک حس یا عضو بیرونی (یعنی ہاتھ یا پیر

باطل ہوگیا ہے) رتناگر مین یہ لکھا ہے کہ نراندری یعنی وہ شخص جسکا ایک حس یا عضو جاتا رہا ہے اُس سے
مقصود ہے جو امور دینی مخلوطہ آئین طبعیہ و آیات مقدسہ کی بجا آوری کا مجاز ہو اور یہی قول بیاد چنتامنی
اور بیاد بھنگارنو اور اور کتب دھرم شاستر مین نقل ہے۔

نوع ۸۔ سنسکرت کی کتب لغات مین جذام کی اٹھارہ قسمون سے کم نہین لکھی ہین منجملہ اُنکے چھ
کو مہاکشٹ یعنی جذام شدیدہ بیان کیا گیا ہے اور باقی گیارہ قسمون کو کشودرکشٹ یعنی جذام خفیفہ
ظاہر کیا ہے لیکن ہندوون کے آئین متعلقہ طب کے بموجب جو اس خاص امر کی بابت ہے صرف
آٹھ قسم کے جذام ہین چنانچہ بھوشیہ پران کے ایک فقرہ سے جو بیاد بھنگارنو مین منقول ہے یہ امر
ہویدا ہے فقرہ یہ ہے "اے اچارج مختلف قسم کے جذامون کا نام سن - اول قسم کا جذام اُسی قدر بڑا ہے
جسقدر کہ اخیر قسم کا یعنی بیرون کے آبلے - اعضاء تناسل مین نقص ہونا - پوست کا شق ہونا - پیلیا یہ صادقی زخم -
تانبے کے رنگ کے داغ - جذام اسود - آٹھوان جذام ابیض"

بعد ازان ایک طویل بیان اس امر کا ہے کہ کون اشخاص ترکہ پانے کے مجاز ہین اور کون نہین اور کن
صورتون مین ترکہ مل سکتا ہے اور اس مضمون کے خاتمہ مین یہ فقرہ لکھا ہے "بہت سے دانا اشخاص کی رائے
متناقض جو درباب بجا ارث مجذوم اور بجا آوری فرائض دینی کے ہے اُنکے رفع کرنے کے واسطے بہت
طریقے بیان کیے ہین لیکن اس امر مین سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص مبتلاء جذام شدید ہو وہ بعد ادائے کفارہ
قابل ورثہ پانے کے ہے - رگھونندن کے موجب جو شخص مرض پیلیا یہ اور سوکھا او رمرض سوزاک جسمین شہد
کے مانند رطوبت جاری ہو اور سیاہ دندان اور اور امراض عسیر الدفع مین جنکا علاج مشکل ہو مبتلا ہون وے
تاوقتیکہ کفارہ نہ کرین ورثہ پانے کے مستحق نہین ہین اور بچسپتی تھاچار چیا کے بموجب وے قابل ورثہ
پانے کے ہین بہاودیو کہتا ہے کہ مجذوم جسنے کفارہ نہین کیا ہے استحقاق وراثت سے
محروم رہتا ہے -

نوع ۹۔ لفظ مرض عسیر الدفع سے سوکھا اور اور اسی قسم کی بیماریان مراد ہے اور لفظ جانکاہ امراض سے
جذام وغیرہ مقصود ہے - رتناگر -

نوع ۱۰۔ مبتلاے مرض لاعلاج کے معنی مگشیشر نے اس طور پر بیان کیے ہین کہ ایسی بیماری جسکی دوا نہو سکے
مثلاً سوکھا وغیرہ اور چیند الیشر نے اسکے معنی ایسے جذام وغیرہ کے لکھے ہین جنکے اچھے ہونے کی کچھ امید نہو

اور یہی معنی مصنفان بیاوچندر اور بیاد بھنگا رنو اور داسے بھاگ بنرنے اور اور عالمون نے بھی اعتبار کیے ہین لیکن رگھناگر ... زیادہ ... کے ساتھ ... جذام وغیرہ - سوکھا - عسر البول - مرض سوزاک شکم کا بھر جانا - استقا ... باعث بھگندر - بواسیر - پیچش - یہ سب امراض شدید ہین -

نوع ۱۱ - لفظ پتیت سے وہ شخص مراد ہے جو ذات سے خارج کردیا گیا ہو مِتاچھرا مین اسکے معنی یہ لکھے ہین کہ پتیت وہ ہے جو مذہب کی توہین یا کسی ورجہ کبیرہ کا مجرم ہو اور پنڈت شر کے نزدیک پتیت وہ ہے جس سے کسی فعل مجرمانہ کا ارتکاب ہوا ہو لیکن رگھناتھ نے اسکے معنی اور طرح بیان کیے ہین یعنی وہ شخص جو نہایت خبیث اور کبیرہ جرائم کا عادی ہو وہ پتیت ہے اور ... یہ بھی کہتا ہے کہ ذات سے خارج کے لفظ سے وہ شخص سمجھا جائے جسکی قوم مین تحقیر ہوئی ہے اور وہ کفارہ کرنے سے منکر ہو -

بیاد بھنگار نو مین لکھا ہے کہ پتیت وہ ہے جو باعث گناہ کے ذات سے اُتار دیا گیا ہو یعنی جسنے برہمنون کو قتل کیا ہو یا جو سخت جرم کا مجرم ہوا ہو اور جسنے کفارہ نہ کیا ہو بلکہ اُسکے کرنے سے منکر ہو - رگھونندن کا قول ہے کہ جو گنہگار کفارہ کرنے سے منکر ہو اُسکا استحقاق خاص اُسکے ذاتی مال سے بھی جاتا رہتا ہے اور اگر وہ کفارہ کرنے سے منکر نہو تو موروثی جائداد پر اُسکا استحقاق قائم ہوتا ہے لیکن بحیثیتی سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ کفارہ کرنے سے منکر ہونا ایسا امر نہین ہے جسکے سبب سے ایک شخص کا استحقاق اپنے ذاتی مال سے جاتا رہے " اُنکی راے کے بموجب کفارہ سے منکر ہونا اس امر سے کچھ تعلق نہین رکھتا -

نوع ۱۲ - خارج القوم شخص کا بیٹا اپنے دادا کا ترکہ نہین پا سکتا مگر واضح رہے کہ اس سے وہ بیٹا مراد ہے جو اپنے باپ کی تحقیر کے بعد پیدا ہوا ہو چونکہ وہ بیٹا خارج القوم شخص کی صلب سے ہے لہذا وہ بھی ذات سے خارج ہے یہ راے موجب کل طریقون مروجہ دھرم شاستر کے ہے -

بعلم بھٹ بیان کرتا ہے کہ خارج القوم شخص کے بیٹے سے اُس شخص کا بیٹا مراد ہے جس نے کفارہ ضروری نہ کیا ہو -

نوع ۱۳ - حلاصہ مین اپاپتیت کا لفظ اُس شخص کی نسبت مستعمل ہوا ہے جو بسبب ضابطہ معینہ ذات سے اُتار دیا گیا ہو اور داسے بھاگ مین اس سے وہ شخص مراد ہے جو جلا وطن کیا گیا ہو دونون قول معتبر ہین

اور تمتو اہن نے اُس قول کی جو خلاصہ کے مطابق ہے یہ شرح لکھی ہے کہ اپاپتیت وہ ہے جو پانی پینے کا مجاز رہو اور واسے بھاگ کے بموجب وہ ہے جو اپنے قوم مین ساتھ بیٹھکر پانی پی سکے یہی معنے بھیر متر او واسے مین منقول ہین اور سری کرشن اور جد منی نے اور اور عالمون نے بھی ایسا ہی لکھا ہے لیکن اس لفظ کے معنی بیا وتند یو مین یہ لکھے ہین کہ اپاپتیت وہ ہے جسکو اُسکے وسیلہ اور دن نے تیسرے درجہ کے جرم کے لیے یعنی چھتری کو بلا عمداوت مار ڈالنے یا اسی قبیل کے اور جرم کے لیے بذریعہ رسم لات مارنے پانی کے گھڑے کے خارج کر دیا ہو اور بیو پار مو کھ مین اس لفظ کی یہ تعریف لکھی ہے کہ اپاپتیت وہ ہے جو جہاز یا اور اسی قسم کی سواری مین بیٹھکر تجارت کے واسطے جزیرہ کی طرف سفر کرے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہے کہ :-

وہ دوج جو سواری جہاز سمندر مین جاوے یا چھتری کے مار ڈالنے کے لیے بذریعہ رسم لات مارنے پانی کے گھڑے کے خارج کر دیا جاوے اُسکو پاک کرنے کے بعد پھر قوم مین ملا لینا چاہیے۔ فرق ما بین اُن شخصون کے اور جو دسوین نوع مین مذکور ہوے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشخاص جو اس نوع مین ہین وے امور ممنوع کے ارتکاب کے لیے حسب ضابطہ بعد ادائے رسم تحقیر خارج کیے جاتے ہین نہ ارتکاب افعال گناہ کے واسطے۔

نوع ۱۴۔ لفظ ادپ پتک سے وہ شخص عبارت ہے جو جلا وطن کیا گیا ہو یہ لفظ تمتو اہن اور رگھو نندن اور مہیشر اور مصنف بیا وآرتو ستو اور اور کتب شاستر نے بھی لکھا ہے مگر اُنھون نے اسکے معنی مختلف بیان کیے ہین۔ رگھو نندن بیان کرتا ہے کہ ادپ پتک وہ ہے جو مرتکب تیسرے درجہ کے جرم کا ہوا ہو مصنف بیا وآرتو ستو نے بھی یہی معنی لکھے ہین۔ درختون کا کاٹنا وغیرہ تیسرے درجہ کے جرمون مین داخل ہے لیکن واضح رہے کہ واسے کو مدی مین ادپ پتک اُس شخص کو لکھا ہے جو مرتکب ایسے تیسرے درجہ کے جرم کا ہو جسکے باعث سے وہ سوم کریا کرم اور رسوم مذہبی کی بجا آوری کا مجاز نہ رہے مہیشر کہتا ہے کہ ادپ پتک وہ ہے جو تیسرے درجہ کے جرائم کے ارتکاب کا عادی ہو مثلاً فاحشہ عورت سے محبت رکھتا ہو اور افعال مذموم کا مرتکب ہوتا ہو مگر پرکاش کے مصنف نے اس لفظ کو ادپ پتی لکھا ہے اور رگھو نندن کے مطابق معنی بیان کیے ہین اور کل تیر وین اس لفظ کو تپیرت لکھا ہے اور بعض نسخون سمرتی چندریکا مین

لہ لفظ دوج کے معنی اہل نے یہ بیان کیے ہین کہ تین اعلیٰ قومون یعنی برہمن اور چھتری اور ویش کی قوم کے شخص کو دوج کہتے ہین کیونکہ بالغ ہونے کے وقت اُسکی زنار بندی نہ ہوا اور بہ استعارہ گویا دوسری ولادت ہے۔

اس لفظ کو اوپر تک لکھا ہے مگر معنی وہی بیان کیے ہین جو اوپر لکھے گئے -

نوع ۱۵- اس عبارت سے کہ ”اپنے باپ کا علانیہ دشمن ہو“ وہ شخص مراد ہے جو اپنے باپ پر جبکہ وہ زندہ ہو حملہ کرے یا کسی اور طور پر بدسلوکی سے پیش آوے اور بعد اُسکے مرجانے کے اُسکا کریا کرم نہ کرے- رگھونندن اور مصر اور مصنف بیاد اَرنوستو اور بیاد چندریکا اور اور کتب شاستر نے بھی یہی معنی لکھے ہین -

نوع ۱۶- لفظ پیروراج سے جو اصل قول مین واقع ہے اُسکے معنی شارحین نے یہ بیان کیے ہین کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو فقرا و تارک الدنیا کے فرقہ مین شامل ہو جائے لیکن بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے وہ شخص مقصود ہے جو ایک فرقۂ مذہبی سے منحرف ہو جائے عمدہ عالمون کے بموجب اگر ایک شخص عابدون کے فرقہ مین داخل ہو جاوے تو اُسکے جملہ حقوق وراثت زائل ہو جاتے ہین خواہ وہ تارک الدنیا رہے یا پھر خانہ دار ہو جاوے -

بلم بھٹ کہتا ہے کہ عابدون کے تین فرقے ہین ۱- جو ہمیشہ تحصیل علم مین مصروف رہتے ہین ۲- گوشہ نشین ۳- وے عابد جو ریاضت کے واسطے اپنی ذات پر عقوبت اختیار کرتے ہین -

نوع ۱۷- جیموتواہن بیان کرتا ہے کہ لنگی کے لفظ سے وہ شخص مراد ہے جو شخص لباس فقر پہنے اور عابد گوشہ نشین ہو جاوے مگر بعض کے نزدیک لنگی وہ شخص ہے جو مکر کی لباس فقر کو فریباً پہنے - رگھونندن بیان کرتا ہے کہ لنگی وہ ہے جو فریب دینے کی نیت سے سخت ریاضت کرے - یہی معنی چنڈ ایشر اور مصنفان بیاد چنتامنی اور بیاد اَرنوستو اور بیاد چندریکا اور اور کتب شاستر نے لکھے ہین لیکن سمرتی چندریکا کے مصنف نے اسکے معنی یہ بیان کیے ہین ”یعنی مکار اور فریبی یا بدعتی اور ملحد“ بیوہار مسوکھ مین لکھا ہے کہ لنگی وہ ہے جو اُس لباس کو پہنے جو اُسے پہننا منع ہے - رام ناتھ نے یہ بیان کیا ہے کہ لنگی کے معنی دھرم دھوجی کے ہین یعنی وہ شخص جو ظاہری عبادت دکھا کر اپنی روزی حاصل کرے -

نوع ۱۸- اس عبارت سے کہ ”وہ بیٹا اُس عورت کا جسکا بیاہ بلحاظ قوم کے ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہو“ وہ بیٹا مقصود ہے جو برہمن کے صلب سے چھتری یا کسی اور قوم کی جوان عورت کے پیدا ہوا اور بیاہ اُس ترتیب معینہ قانون کے بموجب نہوا ہو جسکی رو سے ایک شخص مختلف فرقہ کی نوجوان عورتون کے ساتھ بیاہ کر سکتا ہے ایسا بیٹا قابل ورثہ پانے کے نہین ہے ”وہ اعلیٰ قوم کی عورت جسکا بیاہ نیچ قوم کے مرد کے ساتھ ہوا ہو اُسکا بیٹا قابل پانے ترکے کے نہین ہے“ جیموتواہن کا علم ہے کہ ”نیچ قوم کی عورت کے ساتھ بیاہ کرنے کے بعد اگر اعلیٰ قوم کی عورت سے بیاہ کیا جاوے تو دونون بیاہ ترتیب معینہ کے خلاف ہین“ جگناتھ کہتا ہے کہ

عورت جو ہم رتبہ ہو مگر اُسکے ساتھ ترتیب اقوام کے موجب بیاہ نہ کیا گیا ہو تو عورت مذکور سے جو اولاد پیدا ہو وہ وارث ہو سکتی ہے۔ اس عبارت کے معنی کہ بیٹا اُس عورت کا جسکا بیاہ بلحاظ قوم کے ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہو بعض نے یہ بیان کیے ہیں کہ اس سے وہ بیٹا مراد ہے جو اپنی زوجہ کے بطن اور ایسے واسطہ دار کے صلب سے ہو جو بغرض تولد بطور جائز تقرر کیا گیا ہو یا جو غیر منکوحہ لڑکی کا بیٹا ہو یا اور اسی طرح کا لیکن بیاد چندریکا کے مصنف نے اسکے معنی وہی لکھے ہیں جو اوپر بیان ہوئے یعنی اُس عورت کا لڑکا جسکا بیاہ بترتیب اقوام نہ ہوا ہو نیل کنٹھ کا قول ہے کہ "ایک عورت کا بیاہ اُس صورت میں جبکہ اُسکی چھوٹی بہن کا نہیں ہوا ہے ہو جاوے تو یہ دونوں یعنی بڑی اور چھوٹی بہنوں کے بیاہ ترتیب معینہ کے خلاف ہیں" بیاد چنتامنی میں لکھا ہے کہ "دھرم شاستر کے موجب بیاہ صرف ہمقوم کے ساتھ ہونا چاہیے لہذا اس عورت کو جسکے ساتھ شاستر کے خلاف بیاہ کیا جاوے عورت منکوحہ خلاف ترتیب معینہ کہتے ہیں"۔

چندالنکر کا بیان جسمیں مصنفان بیاد بھنگارنو اور بیاد چندریکا اور اور کتب شاستر کو اتفاق ہے یہ ہے کہ "اُس عورت کے بیٹے سے جسکا بیاہ خلاف ترتیب معینہ ہوا ہو وہ بیٹا مراد ہے جو غیر مساوی رتبہ کی عورت کے بطن اور ایسے شخص کی صلب سے پیدا ہو جسنے اس ترتیب معینہ کے خلاف جسکی رو سے اقوام مختلفہ کی نوجوان عورات کے ساتھ ازدواج ہو سکتا ہے بیاہ کیا ہو" عورت جسکا بیاہ خلاف ترتیب معینہ ہوا ہو اُسکا بیٹا مستحق وراثت ہو سکتا ہے بشرطیکہ اُسکی ماں ہمقوم ہو۔ اور بیٹا اُس عورت کا بھی جو رتبہ میں مساوی ہو شریک وراثت ہو سکتا ہے بشرطیکہ قوم کی ترتیب معینہ کے مطابق اُسکے ساتھ بیاہ ہوا ہو سمرتی چندریکا میں لکھا ہے کہ اُس عورت کا بیٹا جسکا بیاہ قوم کی ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہے قابل ورثہ پانے کے نہیں ہے اور نہ اُس عورت کا بیٹا جو اُسکے قرابت دار کے صلب سے ہوا ہو۔ بیاد تتو میں مندرج ہے کہ جو بیٹا ایسی ہمقوم عورت کے بطن سے جسکا بیاہ قوم کی ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہے پیدا ہو ورثہ میں شریک ہونے سے محروم کیا گیا ہے اور وہ بیٹا بھی جو ایسی غیر قوم کی عورت کے بطن سے ہو جسکا بیاہ قوم کی ترتیب معینہ کے مطابق ہوا ہے۔

بیٹا اُس عورت کا جو اپنے شوہر کے گوتر میں ہو قابل ورثہ پانے کے نہیں ہے۔ یہ بات بیوہار میوکھ اور رتناکر اور بیاد چنتامنی اور بیاد چندریکا وغیرہ میں لکھی ہے۔ اس مضمون کی نسبت بیاد بھنگارنو میں ایک بحث کی مطول اس امر کے ثبوت کے واسطے لکھی ہے کہ مقاربت کے بعد

ایسا بیاہ جائز ہو جاتا ہے اور اس بحث کے خاتمہ میں یہ قول مندرج ہے کہ چونکہ شودر کا بیاہ ہمکو ترعورت سے کے جائز ہے لہذا اس قسم کے بیاہ سے جو بیٹا پیدا ہو وہ ورثہ پانے کے قابل ہے۔

نوع ۱۹ - اصل قول میں جو یہ مضمون ہے کہ جو شخص ناجائز طور پر جائداد حاصل کرے وہ قابل ورثہ پانے کے نہیں ہے وہاں لفظ ادھرم اندر دا اپتی برتی پدا اپتی آیا ہے برتی یدا اپتی کے معنی بیادار فوسکلو اور اور کتب میں اپرجانتی یعنی حاصل یا پیدا کرنے کے لکھے ہیں مگر بعض نے اسکے معنی اپنی تلف کرنے کے لکھے ہیں اور مہیشر ترکلنکا نے فاحشہ عورتوں کو دینے کے معنی تحریر کیے ہیں۔

لفظ ناجائز طور پر معنی چندر اپشیمر اور جگناتھ نے یہ لکھے ہیں کہ اس سے قمار بازی وغیرہ مراد ہے اور بیادار فوسکلو کے مطابق چوری کرنا مقصود ہے رتنا گر میں لکھا ہے کہ بعض کی رائے یہ ہے کہ جو شخص دولت کو تلف کرتا ہے وہ صرف اسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے جسقدر کہ بعد اسکے تلف کرنے کے بچے لیکن جگناتھ کا قول یہ ہے کہ جسقدر کہ شخص نے اپنے کنبے کی پرورش اور ادائے فرائض دینی وغیرہ میں صرف کیا ہو اسقدر اسکے حصہ میں سے وضع کر لینا چاہیے

نوع ۲۰ - جو کاروبار کرنے کے قابل نہو یعنی جو شخص دنیوی معاملات سے واقفیت نہ رکھتے یعنی دھرم ناتھ کے ہیں اور کنیدیشر اور اور عالموں کے بموجب جو دنیوی معاملات کے انجام کے قابل نہو اور سمرتی چندریکا کے مصنف نے اسکے معنی گونگے وغیرہ کے لکھے ہیں اور جگناتھ کہتا ہے کہ اسکے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ایسا شخص معاملات دنیوی کی طرف متوجہ نہو اور صرف دینی امور کی طرف ہمہ تن مصروف رہے۔ رتنا کر کے بموجب دے شخص مراد ہیں جو دنیوی معاملات کے انجام کے قابل نہوں ایسے شخصوں کی پرورش انکے مصنوں سے جو انکے واسطے داروں کے سپرد کر دیے جائیں ہونی چاہیے۔

نوع ۲۱ جو امور معیوب کے ارتکاب کا عادی ہو - اس جملہ سے مشبوا امن کے بیان کے بموجب وہ شخص مراد ہے جو اپنے باپ کی کریا کرم اور اور امور دینی کے کرنے سے متنفر ہو - اور سمرتی کرشن کے بموجب وہ شخص مقصود ہے جو ایسے فعل کرتا ہے جسکے باعث سے وہ قابل سکا اور دیگر رسوم کریا کرم کے نہیں رہتا ہے مثلاً ایک ایسی عورت کے ساتھ مقاربت کرنا جسکے پاس جانا شاستر کے بموجب منع ہو چندر اپشیمر کا بیان یہ ہے کہ جو شخص قمار بازی وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں اور جو قابل انصرام احکام دینی نہیں ہیں انسے وہ شخص مراد ہیں جو امور معیوب کے ارتکاب کے عادی ہیں اور دے ورثہ پانے کے مجاز نہیں ہیں - اور کلوک بھٹ نے اس فقرہ کی یہ شرح لکھی ہے کہ

جو کہانی امور معیوب کے ارتکاب کے عادی ہوں مثلاً قمار بازی و تماشا بینی وغیرہ وے ورنہ ہیں یا جنکے
گو دے ذات سے خارج نہ کر دیے گئے ہوں۔

نوع ۲۲ ہبیسہ غیر مجازات ورثہ جو اس نوع میں مذکور ہے وہ بدرجہ قریب اسی قسم کا ہے سکا اور رکھو ایسے
پیاک ہوتا۔ اس جملہ کے معنی کہ وہ جسمیں نیکی نہو عالموں نے مختلف بیان کیے ہیں میدھاتتھی کہتا ہے کہ اس سے وہ
شخص مراد ہے جسمیں خصائل بد ہوں اور انکے باعث سے وہ اپنے موروثوں کے کریاکرم کرنے سے محروم ہو گووندراجن
کے بموجب اس سے وہ شخص مراد ہے جسمیں صفات نیک کے برعکس خصائل بد ہوں۔ راگھوانند کے مطابق وہ شخص
مقصود ہے جو خصائل ذمیمہ کے باعث سے برہم ہو گیا ہو۔ کلّوک بھٹ کے موجب وہ شخص مراد ہے جو رسوم کریاکرم
وغیرہ کے کرنے سے محروم ہو۔ سمرتی چندریکا میں اسکے معنی یہ لکھے ہیں کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جسمیں ایسی صفات
نہ ہوں جنکے باعث سے اسکے باپ کو اس دنیا اور عقبیٰ میں فائدہ پہونچے ہوں۔

نوع ۲۳۔ جو ہاں بیٹی کا قول ہے کہ وہ بیٹا جسکو علم دین نہو جسمیں شجاعت نہو جو محنتی نہو جو محبت خدا یا تعلق
نہ رکھتا ہو نیک رسوم قدیمہ کا پابند نہو ہکو بول و براز کے مانند سمجھنا چاہیے۔ اس فقرہ کی جگنّاتھ نے یہ
شرح لکھی ہے کہ علم دین یا شجاعت اور محنت پہلی تینوں قوموں کے لیے منفرداً مخصوص ہے یعنی برہمن کے لیے علم دین
اور چھتری کے واسطے شجاعت اور ویس کے لیے محنتی ہونا ضرور ہے۔ محبت خدا وغیرہ جملہ صفات سب قوموں
کے لیے مشترک ہیں۔ نیک رسوم قدیمہ کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص حتی المقدور نیکی پر عمل کرے پس نتیجہ اس قول کا
یہ ہے کہ بیٹا گو خصائل بد سے بری ہو لیکن اگر فرائض معینہ کے حتی الوسع انجام کرنے میں غفلت کرے گا تو وہ
وراثت میں شریک ہونے سے محروم رہے گا۔

نوع ۲۴۔ یہ جملہ کہ جو شخص اپنے فرائض کے ادا کرنے میں متوجہ نہو اسکے معنی رام ناتھ نے یہ بیان کیے ہیں کہ
اس سے وے شخص مراد ہیں جو فرائض کے انجام کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے ہیں اور جگنّاتھ بیان کرتا ہے
کہ اس سے وے شخص مراد ہیں جو امور دینی مثلاً دیوتاؤں کے سامنے تبرکاً پیشکش گذراننے وغیرہ کے قابل نہیں
ہیں۔ چنانچہ عبارت مندرجہ ذیل میں یہی لفظ واقع ہوا ہے یعنی دولت اس غرض سے دی گئی ہے کہ دیوتاؤں
کو تبرکاً پیشکش گذرانا جاوے لہذا دولت کو بایمان آدمیوں میں تقسیم کرنا چاہیے نہ عورتوں یا جاہل یا ایسے
آدمیوں میں جو اپنے فرائض کے ادا کرنے میں توجہ نہ کریں۔ مگر واضح ہو کہ جاہل سے یہاں مراد اس شخص سے ہے جو گائتری
کے معنی سے واقف نہو جو شخص اپنے فرائض کے ادا کرنے میں توجہ نہ کرے۔ اس جملہ سے وہ شخص مراد ہے جو ان رسوم مکتوبہ کو

جو صبح اور شام اور مغرب اور دوپہر کے وقت کے واسطے معین ہین نہ کرے ورنہ دیگر فرائض ورائض عمل کرے وہ شع قانون بیان کرتا ہے کہ جاہل آدمی اور وہ جو رسوم سترکے کے بجالانے مین توجہ نہ کرے وہ دونون دانائون کو مشکل گذرنے کا مجاز نہین ہے۔ دانائون نے بیان کیا ہے کہ جو شخص بجا آوری رسوم سترکہ مین توجہ کرے اور جاہل شخص اور جو مبتلائے مرض شدید ہوا اور جو صرف اپنی خوشی کے مطابق کام کرے وہ تادم مرگ ناپاک متصور ہوگا۔

نوع ۲۵ جو بدی مین غرق ہون یعنی وسے جو ہمیشہ دراسسن مین مصروف رہتے ہون اور رام ناتھ نے دراسسن کے معنی یہ لکھے ہین مثلاً شکار کھیلنا۔ قمار بازی۔ دن مین سونا غیبت کرنا تماشا بینی شراب خواری۔ ناچنا گانا۔ لہو لعب یا باجا بجانا آوارہ پھرنا۔ یہ دس امور خواہش نفسانی سے پیدا ہوتے ہین۔ خباثت تشدد۔ ضرر پہونچانا حسد۔ کینہ غریب عمل بیجا۔ حملہ۔ یہ آٹھ باتین غصہ سے پیدا ہوتی ہین۔

جلناتھ کا بیان ہے کہ امرنے دراسسن کے معنی خطرہ یا مصیبت یا تحقیر یا گمراہی یا اُس بدی کے بیان کیے ہین جو خواہش نفسانی یا غیظ کے سبب سے پیدا ہو پس جو وارث ہوا سے چاہیے کہ اُن شخصون کی جو اپنے فرائض کے بجالانے مین غافل یعنی قمار بازی وغیرہ مین مصروف ہون پرورش کرے اور اُنکی بھی جو لذائذ نفسانی کے باعث سے بدی کی طرف رجوع ہون یا عورت فاحشہ کے ساتھ صحبت رکھتے ہون اور اُنکی بھی جو غصہ کے سبب بدی کی طرف مائل ہون یا جنکا ہمیشہ ارادہ اوروں کو نقصان رسانی کا ہو پس نتیجہ اس حکم کا کہ اُنکی پرورش کرنی چاہیے یہ ہے کہ وراثت مین شریک ہونے سے وے محروم کیے گئے ہین۔

نوع ۲۶۔ زمانہ سابق مین علاوہ اُس بیٹے کے جو زوجہ منکوحہ کے بطن اور ایسے قرابت دار کے صلب سے ہو جو بغرض توالد بطور جائز مقرر کیا گیا ہو اور سوا اُس دختر کے بیٹے کے جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اور اُس بیٹے کے جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو اور متبنی بیٹے کے اور اُس بیٹے کے جسکی ولدیت مخفی ہو اور بیٹے متروکہ کے اور غیر منکوحہ عورت اور حاملہ دولھن کے بیٹے اور خرید سے ہوئے بیٹے اور دوبارہ بیاہی ہوئی عورت کے بیٹے اور اُس بیٹے کے جسنے اپنے تئین خود بیٹا بنایا ہو یا شودر کے بطن سے ہو دھرم شاستر کے بموجب بارہ قسم کے اور بیٹے بنانے کی اجازت تھی۔ لیکن زمانہ حال یعنی کلجگ مین صرف دتک طریقہ متبنی کا عموماً جائز متصور ہے البتہ دھرم شاستر متھیلا کے مطابق کرتریم طریقہ کے بموجب متبنی کرنے کی اجازت ہے۔ بیٹا جو شودر کے صلب اور اُسکی کنیز غیر منکوحہ کے بطن سے ہو وہ بیٹا ورثہ مین شریک ہونے کا مستحق ہے۔ علاوہ اسکے اور بھی مستثنیات خاص اور مختص المقام ہین۔

باب پانچوان

تقسیم ملک کے بیان مین

مقدمہ ۱- س- ایک شخص اُس صورت مین جب کہ اُسکی چھوٹی زوجہ حاملہ ہے یا امکان ہے کہ اُسکے آیندہ اولاد پیدا ہو اپنی مکسوبہ جائداد سے بقدر اپنی وجہ معاش کے رکھکر باقی کو بڑی زوجہ کے دو بیٹون مین تقسیم کر دینے کا مجاز ہے یا نہین-

ج شخص مذکور بغیر اپنے پاس رکھنے حصہ جائز یعنی دو حصون کے مال مکسوبہ اپنے کو خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ باہم بڑی زوجہ کے دو بیٹون کے اُس صورت مین تقسیم کرنے کا مجاز نہین ہے جبکہ اُسکی چھوٹی زوجہ حاملہ ہو یا اُسکے آیندہ اولاد کا پیدا ہونا ممکن ہو-

ف اگر باپ ملک کو اپنے بیٹون مین تقسیم کرے اور اُسکی زوجہ کے آیندہ اولاد کا ہونا ممکن ہو تو وہ منجملہ جائداد مذکور کے حصہ جائز اپنے پاس رکھ لے-

ماخذ (۱) جو شخص شاستر کے حکم کے خلاف کام کرے اُسکو جائداد تقسیم کرنے کا اختیار نہین ہے"-

" وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے اور اُنکی موروثی وجہ معاش کو تلف کرنا ایک امر مذموم ہے"

(۲) اگر بیٹے اپنے باپ سے اُس صورت مین جب کہ اُسکی زوجہ حاملہ ہے مگر یہ امر معلوم نہو علٰحدہ ہو جائین تو بیٹا جو اس حمل سے بعد تقسیم پیدا ہو وہ اپنا حصہ اپنے بھائیون سے لے گا"- سلہ

عدالت اپیل کلکتہ-

سلہ یہ تصور کرنا نہ چاہیے کہ دھرم شاستر متمشیہ بنگالہ کے بموجب جائداد مکسوبہ کی تقسیم کے واسطے خواہ کسی قسم کی ہو کوئی خاص زمانہ مقرر ہے کیونکہ باپکو اپنے مال مکسوبہ پر اختیار کلی حاصل ہے وہ ایسے مال کو کم و بیش یا مساوی حصون مین باہم اپنے بیٹون کے تقسیم کر سکتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق وہ آپ اُسمین سے نصف یا

مقدمہ ۲ -- س - ایک برہمن جسکے پاس دیوتاؤن کی چند مورتین اور اراضی
معافی اور موروثی اور مکسوبہ تھی اُس کے تین بیٹے تھے اُس نے قبل اپنی
وفات کے اپنی اراضی موروثی اور مکسوبہ اور مورتین اپنے بڑے بیٹے کو
زبانی ہبہ کردین اور باقی دو بیٹون کو معافی کی زمین دے دی اس

ہیا دو یا تین حصے اپنے پاس رکھ سکتا ہے مال مکسوبہ کی تقسیم کے لیے کوئی رواج مقرر نہین ہے جب اُسکی خوشی
ہو تقسیم کرے - اور تقسیم کردینے سے اُسکا وہ بیٹا بھی جو بعد تقسیم پیدا ہو محروم نہین رہتا ہے کیونکہ اُسکا
استحقاق جائداد پدری پر قائم رہتا ہے چنانچہ یہ امر فقرہ مرقومہ ذیل واسے بھاگ سے
ظاہر ہے - اگر باپ بعد جدا کردینے اپنے بیٹون اور دھرم شاستر کے جو باقی رکھ لینے اپنے
حصہ کے مرجاوے اور دوبارہ اُنکے شامل نہوا ہو تو وہی لڑکا جو بعد تقسیم ملک پیدا ہو صرف اپنے
باپ کا حصہ پاوے گا اور صرف یہی جائداد اُسکا حصہ ہے لیکن اگر باپ قبل وفات کے اپنے کسی
بیٹے کے ساتھ دوبارہ رہنے لگا ہو تو اس صورت مین وہ بیٹا جو بعد تقسیم جائداد پیدا ہوا ہے
اپنے مشترک وارثون سے حصہ پاوے گا اگر باپ نے اپنے بیٹون کو اُس صورت مین جب کہ اُسکی
زوجہ حاملہ تھی مگر یہ امر معلوم نہ تھا علٰحدہ کردیا ہو تو بیٹا جو اس حمل سے بعد ازان پیدا
ہو اپنا حصہ اپنے بھائیون سے لے گا - صرف ایک ہی بیٹا نہین بلکہ جتنے بیٹے بعد تقسیم
جائداد پیدا ہون بلا شرکت غیرے اپنی پدری جائداد لینگے تقسیم کے بعد کل جائداد
مکسوبہ باپ کی اُس بیٹے کو ملے گی جو بعد تقسیم پیدا ہوا ہو - کل سے مراد یہ ہے کہ خواہ
کتنی ہی جائداد باپ نے حاصل کی ہے وہ سب اُس بیٹے کو پہونچے گی جو تقسیم کے بعد
پیدا ہوا ہے - لیکن جو شخص پیرو طریقہ بنارس کے ہین اُنکے نزدیک باپ جائداد غیر منقولہ
کی نسبت خواہ موروثی ہو یا مکسوبہ اپنے بیٹون کا پابند ہے اور اس رائے کے
بموجب یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ باپ جب تک اُسکی زوجہ کے اولاد پیدا ہونے کا
امکان ہے اراضی مکسوبہ کو تقسیم کرنے کا مجاز نہین ہے گو یہ امر متاچھرا کے اُس
باب مین صراحتاً بیان نہین ہوا ہے جہان اُس بیٹے کے استحقاق کا جو بعد تقسیم ملک
پیدا ہو ذکر ہے -

صورت مین زبانی ہبہ کے لیے کوئی وثیقہ تحریری ضرور تھا یا نہین یعنے اگر باپ بغیر لکھنے ہبہ نامہ کے مرگیا ہو تو اُس کے بیٹے مساوی حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہیں۔

باپ کی غیر مساوی تقسیم مال مکسوبہ یا منقولہ کی بابت جائز ہے۔

ج۔ اس صورت مین مال مکسوبہ کی تکمیل ہبہ کے لیے کوئی وثیقہ تحریری ضرور نہین ہے اور بیٹے باپ کی ہبہ مین مخل ہونے کے مجاز نہین ہین گو کوئی وثیقہ اس امر کی نسبت نہو لیکن موروثی جائداد سے وے برابر حصہ پانے کے مستحق ہین۔

ماخذ۔ نارد کہتا ہے۔ جب باپ نے مساوی یا غیر مساوی حصے جائداد کے دے کر بیٹون کو علیحدہ کر دیا ہو تو اُسکو تقسیم کہتے ہین کیونکہ باپ کل کا مالک ہے"۔

جاگیلک۔ "جب باپ جائداد کو تقسیم کرے تو وہ اپنے بیٹون کو اپنی مرضی کے مطابق علیحدہ کر سکتا ہے"۔

جب باپ اپنی جائداد کو تقسیم کرے تو وہ اپنے بیٹون کو اپنی مرضی کے مطابق علیحدہ کر سکتا ہے اگر وہ چاہے تو بڑے بیٹے کو حصہ کثیر دے یا سب کو حصہ مساوی متاچھرا۔

ضلع جنگل محال۔ ۲۴ مئی ۱۸۲۸ء۔

مقدمہ ۳۔ س۔ باپ نے اپنی جائداد کو اپنے بیٹون مین تقسیم کر کے پھر اُنسے واپس لینا چاہا اس صورت مین باپ کی تقسیم مسترد ہونے کے

ف۔ واضح ہو گا کہ یہ مقدمہ بنگالہ کا تھا اگر یہ کسی اور ضلع مین واقع ہوتا تو اس مین بھی اختلاف ہوتا کیونکہ شاستر متمشیہ بنارس اور اور اضلاع کے بموجب باپ کو غیر منقولہ جائداد کا غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا جائز تصور نہین کیا گیا ہے گو جائداد مذکور اُسکی مکسوبہ ہو دھرم شاستر کے بموجب دستاویز صرف یادداشت کے لیے ہوتی ہے اور تحریر ہونا اُسکا واسطے جواز کسی طرح کے انتقال جائداد کے اہم تصور نہین کیا گیا ہے۔

قابل ہے یا نہیں ۔

ج ۔ اگر باپ اپنی جائداد مکسوبہ کو اپنے بیٹون مین تقسیم کردے اور بعد ازان محتاج ہوجاوے تو وہ جائداد مذکور کے واپس لینے کا مجاز ہے چنانچہ یہ امر ہریت کے قول منقولہ میا وچیتا منی سے صاف ظاہر ہے ”یعنی باپ اپنے حین حیات اپنی جائداد کو تقسیم کرکے جنگل مین گوشہ گزین یا ایسے فرقہ مین جو اُس شخص کے واسطے مناسب ہو داخل ہوسکتا ہے ۔ یا جزوی حصہ تقسیم کرکے اور کثیر حصہ اپنے پاس رکھکے گھر رہ سکتا ہے اور اگر وہ محتاج ہوجاوے تو اُسکو واپس لے سکتا ہے “

اگر باپ محتاج ہوجاوے تو وہ اس جائداد کو جو اُسنے اپنے بیٹون کو دیدی ہے واپس لے سکتا ہے ۔

ضلع شاہ آباد ۔ ۵ ۔ جولائی ۱۸۱۳ء ۔

مقدمہ ۔ س ۱ ۔ ایک شخص کے تین بیٹے تھے چھوٹا بیٹا گھر چھوڑکر بھاگ گیا اُسکا باپ اُسکی تلاش مین بندرابن کی طرف گیا اُسکے باقی دو بیٹے گھر مین رہے اس صورت مین بڑا بیٹا اراضی اور دیگر جائداد پر استحقاق ملکیت کے نفاذ کا مجاز ہے یا نہین ۔ اور اس اثنا مین اگر بڑا بیٹا منجملہ جائداد مشترکہ کے باپ کا حصہ بذریعہ فیصلہ پنچایت علحدہ کرالے تو ایسا فیصلہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین ۔

ج ۱ ۔ باپ کی غیر موجودگی مین جب کہ وہ اپنے بیٹے کی تلاش مین بندرابن کی جانب چلاگیا بڑا بیٹا مجاز ہے کہ اُسکی اراضی مالگزاری اور دیگر جائداد کا انتظام کرے اور بحیثیت منتظم اُسکو جائداد مذکور پر استحقاق ملکیت کے نفاذ کا اختیار حاصل ہے [1] ۔ لیکن جائداد مشترکہ کی تقسیم بلا اجازت باپ کے بذریعہ پنچایت ناجائز ہے ۔

تقسیم بلا اجازت باپ کے ناجائز ہے ۔

[1] مسئلہ مندرجہ مقدمہ ہذا سے یہ تصور کرنا نہ چاہیے کہ دھرم شاستر کے بموجب ایک مسئلہ مسلمہ یہ ہے کہ صرف بڑا بیٹا اپنے باپ کی جائداد کے انتظام کرنے کا مستحق ہے اور باقی اور بیٹے اہتمام جائداد سے محروم ہین ۔ جو بیٹا لائق ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا شاستر کے بموجب وہ جائداد کے انتظام کرنے کا مجاز ہے اور اگر ہر واحد اہتمام جائداد کا دعوے کرے تو وہ ایسا کرسکتا ہے

س ۲- اگر باپ نے وقت روانگی بندرابن کے بڑے بیٹے کو زبانی یہ ہدایت کی ہو کہ منجملہ جائداد غیر منقولہ جسپر وہ مع اور وارثون کے بالاشتراک قابض ہے اسکے حصہ متنازعہ کا تصفیہ کرلے اور بیٹے نے بموجب اس ہدایت کے باپ کی غیر موجودگی مین ایسا کیا ہو مگر باپ بعد واپس آنے کے تصفیہ مذکور پسند نہ کرے تو اس صورت مین ایسا تصفیہ درست اور واجب التعمیل ہے یا نہین-

ج ۲- اگر بڑے بیٹے نے باپ کی غیر موجودگی مین بموجب اُس ہدایت کے جو وقت روانگی بندرابن کے اُسکی جانب سے ہوئی تھی ایک پنچ مقرر کرکے بذریعہ پنچایت اپنے باپ کا حصہ جائز منجملہ جائداد مشترکہ کے علیحدہ کرا لیا ہو تو ایسی تقسیم درست اور واجب التعمیل ہے گو باپ نے بعد واپس آنے کے اُسکو منظور کرنا نہ چاہا ہو-

اگر بصورت اُسکی رضامندی کے تقسیم جائز ہے گو وہ اسوقت موجود نہو-

س ۳- ایک شخص کے صرف ایک بیٹا تھا بیٹے نے اپنے باپ کی غیر موجودگی مین ایک پنچ مقرر کرکے اپنے باپ کی موروثی غیر منقولہ جائداد کو جو شمول اور وارثون کے قبضہ مین تھی تقسیم کرالیا اور بعد ازان جب باپ واپس آیا اُس نے اس تجویز

* جو بیٹا لائق ہو وہ برضامندی باقیون کے بزمانہ غیر موجودگی باپ کے یا اُسکے مرجانے کے بعد جائداد کا اہتمام اپنے ذمے لے سکتا ہے چنانچہ فقرہ منقولہ وا ے بھاگ سے یہ امر ظاہر ہے- صرف بڑا بیٹا بمجردمی اور بھائیون کے دیگر وارثون کی وفات کے بعد جائداد پانے کا مستحق ہے یا نہین- بجواب اسکے یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ مستحق نہین ہے کیونکہ اہتمام جائداد ہونا بڑے بیٹے کا اور بھائیون کی مرضی پر منحصر ہے چنانچہ نارد کا قول ہے کہ بڑے بھائی کو اپنے باپ کے مانند اور بھائیون کی پرورش برضامندی اُنکے کرنی چاہیے- یا چھوٹا بھائی جو لائق ہو ایسا کرے- جائداد خاندانی کا انصرام لیاقت پر منحصر ہے- سب کی رضامندی سے چھوٹا بھائی بھی جو لائق ہو باقیون کی پرورش کرسکتا ہے- قاعدہ جو درباب استحقاق بڑے بیٹے کے ہے ناطق نہین ہے-

کو منظور نہ کیا مگر تھوڑے عرصہ بعد مر گیا بیٹا جسنے جائداد کو تقسیم کیا تھا زندہ ہے اور تقسیم مذکور سے انحراف کرنا چاہتا ہے اس صورت مین وہ ایسا کرنے کا مجاز ہے یا نہین -

ج ۲ - باپ کی جائداد منقولہ مشترکہ اور دادائی کی ایسی تقسیم نا جائز ہے جو بیٹے کی ہدایت سے زمانۂ غیر موجودگی باپ کے بلا اُسکی رضامندی کے عمل مین آئی ہو اور جسکو اُسنے بعد واپس آنے کے منظور نہ کیا ہو اور اگر باپ کی وفات کے بعد بیٹا جو باعث تقسیم جائداد ہوا ہو اُس سے انحراف کرنا چاہے تو تقسیم مذکور درست اور واجب التعمیل متصور نہین ہوسکتی -

بلا رضامندی باپ کے بیٹے پر ایسی جائداد کی تقسیم واجب نہین ہے

ضلع میدنی پور - ۲۵ مئی ۱۸۱۴ع -

مقدمہ ۵ - س - منجملہ چار بھائیون کے جنھون نے کچھ جائداد منقولہ وغیر منقولہ وراثتاً نانا سے بطور ہبہ پائی تھی بڑا بھائی ایک بیٹا جو اس مقدمہ مین مدعی ہے چھوڑ کر مرگیا اور بعد ازان اُنکی مان نے وفات پائی اور مان کی وفات کے بعد منجملہ تین بھائیون کے دو بھائی اور مرگئے انمین سے ایک اپنی دختر کو جسکے اولاد ذکور تھی اور دوسرا اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑ مرا - جائداد مذکور کے ایک جز و پر قبضہ بالاشتراک تھا اور باقی اشخاص متصرفہ بالا بالانفراد قابض تھے مدعی نے جو بڑے بھائی کا بیٹا ہے جائداد کی تقسیم کے واسطے نالش دائر کی ہے اور مدعا علیہ جو منجملہ چار بھائیون کے ایک بھائی ہے مدعی کے استحقاق قائم با لوجود کا مقر ہے مگر اظہار اُسکا یہ ہے کہ میرے حین حیات میرا بھتیجہ حصہ مساوی نہین پاسکتا اس صورت مین جب کہ منجملہ چار بھائیون کے ایک بھائی زندہ ہے جائداد مذکور تقسیم ہوسکتی ہے یا نہین یا بھائی جو زندہ ہے وہ مستحق حصہ کثیر پانے کا ہے -

ج - کل نواسے اپنے نانا کی ہبہ کیے پانے کے برابر مستحق تھے اور اگر ایک اُنمین سے حین حیات اپنی مان کے ایک بیٹا چھوڑ کر مرجائے تو اُسکا بیٹا

اگر کسی شخص نے اپنے چار نواسون کو

اُس جائداد کے پانے کا بلا شرکت احدے مستحق ہے جسپر اُسکے باپ کا حق تھا خواہ منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ چنانچہ اس باب مین متاچھرا اور وراے بھاگ اور اور کتب شاستر مین برہسپتی کا یہ قول مندرج ہے ویر جوشئے کہ بھائیون نے بالاتفاق حاصل کی ہے اُسکے وے سب برابر کے حصہ دار ہین“۔[1]

جائداد بہہ کی ہو اور انمین سے ایکنے اپنی بیٹا چھوڑکر مرجاے تو بیٹا مذکور اپنے چچا اون سے جائداد تقسیم کرانیکے کا مستحق ہے۔

ضلع ہوگلی - ۳ - اپریل ۱۸۶۲ء -

مقدمہ ۶ - س - دو ہندو سکونت اور طعام مین شریک تھے اور اپنے موروثی تعلقہ کے محاصل سے بالاشتراک متمتع ہوتے تھے ایک نے انمین سے روپیہ قرض لیکر کچھ اراضی خرید کی اس صورت مین دوسرے شخص کو زمین مذکور سے جو اس طرح خرید کی گئی ہے حصہ پانے کا استحقاق ہے یا نہین -

ج - صورت مرقومہ بالا مین معلوم ہوتا ہے کہ اشخاص مذکورہ مین سے ایک نے جب کہ وہ اور اُسکا شریک اپنی جائداد پر بالاشتراک قابض تھا اور وے ہمطعام تھے روپیہ قرض لیکر کچھ اراضی خرید کی لیکن یہ امر بصراحت بیان نہین ہوا ہے کہ شخص مذکور نے اپنے شریک کی رضامندی سے قرض لیا اور اراضی خرید کی یا بلا رضامندی اُسکے - اگر معاملہ مذکور شریک کی رضامندی سے ہوا ہے تو وہ مستحق حصہ پانے کا ہے اور اُسی مطابق اُسکو قرضہ بھی ادا کرنا ہوگا اور اگر بخلاف اسکے اُسکو اس معاملہ سے کچھ تعلق نہو تو جائداد مذکور پر مشتری کا بلا شرکت احدے استحقاق ہے اور صرف اُسی پر قرضہ بھی ادا کرنا واجب ہے -

اگر ایک شریک نے قرض لیکر اراضی خرید کی ہو تو دوسرا شریک تا وقتیکہ معاملہ قرضہ مین شریک نہوا ہو اراضی مذکور پر کچھ دعوی نہین پہونچتا ہے۔

شہر ڈھاکہ - ۲۱ - جون ۱۸۱۲ء -

مقدمہ ۷ - س - ایلانٹیون کا باپ رسپانڈنٹ کے دادا کے ساتھ اُس زمانہ مین جب کہ دادا مذکور نے زمینداری خرید کی اور مکان تعمیر کرایا ہمطعام تھا

[1] متاچھرا صفحہ ۲۷۲ -

مگر اُسنے کوئی حصہ زر مصرفہ کا ادا نہین کیا اور نہ کوئی سرمایۂ موروثی مشترکہ تھا اس صورت مین ہمطعامی کی وجہ سے اپیلانٹ منجملہ جائداد یا مکان مذکور کے کچھ حصہ پانے کا دعوے کر سکتے ہین یا نہین۔

ج ۱- اگر رسپانڈنٹ کے دادا نے اپنی محنت کے محاصل سے اور بلا استعانت سرمایۂ موروثی یا پدری کے زمینداری خود خرید کی تو ایسی زمینداری بلا شرکت احدے اُسی کی جائداد ہے اور اُسمین سے حصہ پانے کا کسی کو استحقاق نہین پہونچتا اور اگر اُسنے اراضی کی نسبت جیسا کہ معلوم ہوتا ہے اپنے نام کی بر موتر سند حاصل کی ہے تو اس صورت مین اُس زمین کا کوئی اور شریک نہین ہو سکتا اور اگر اُسنے ایک مکان خشتی موروثی اراضی پر اپنے خاص سرمایہ سے تعمیر کرایا ہے تو اس صورت مین بھی یہ مکان ایسا نہوگا جسپر اور شرکا حصہ پانے کا دعوے کر سکین شرکا در اراضی البتہ بقدر اپنی زمین کے دیگر زمین پانے کا دعوی کر سکتے ہین - یہی رواج ہے - صرف ہم طعام ہونے سے جائداد مین شراکت نہین ہو سکتی ہے۔

س ۲- اگر اپیلانٹیون کا دعوی صحیح ہے تو اس صورت مین ہر ایک کس قدر حصہ پانے کا مستحق ہے اور اگر رسپانڈنٹ کا دادا اور باپ اٹھائیس برس تک جائداد پر قابض رہے تو بعد انقضائے اس مدت کے اپیلانٹیون کا دعوے حصص جدا گانہ کی نسبت صحیح ہو سکتا ہے یا نہین۔

ج- اگر دراصل اپیلانٹ حصہ پانے کے مستحق ہین تو بعد گذرنے اٹھائیس سال کے بھی بلکہ چوتھی نسل تک وے حصہ پا سکتے ہین۔

ماخذ- دا سے بھاگ مین منو اور بشن کا یہ قول مندرج ہے "جو کچھ کہ بھائی نے بلا صرف کرنے سرمایۂ موروثی کے اپنی محنت سے حاصل کیا ہے اُسکو وہ بلا رضامندی اپنے کسی کو نہ دے کیونکہ اُسکو اُس نے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے"۔

جائداد جو کسی شخص کی کسوبہ ہو اُسمین اُسکے بھائیون کا کچھ حق نہین ہے گو وہ اُسکے ساتھ ہمطعام ہون- اگر کوئی شخص اراضی موروثی مشترکہ پر مکان تعمیر کرائے تو اوروں کا اُسپر کچھ حق نہین ہے الا صرف بقدر اپنے حصہ اراضی کے اور ملحقہ زمین پانے کا دعوی کر سکتے ہین-

انقضائے مدت چوتھی نسل تک مانع تقسیم جائداد نہین ہے-

سنگھ اوجیت کا قول ہے۔ کہ وہ مکان یا باغ جو ایک بیٹے نے اپنے واسطے بنوایا ہے اُسکی تقسیم نہین ہوسکتی نہ پانی اور کھانے کے برتنون اور زیور وغیرہ کی نہ عورات مدخولہ یا پارچون کی نہ پانی کی جو تالابون اور کنوون مین ہو نہ چراگاہ اور شارع عام کی۔ خالق کا یہی قول ہے۔

قول دیول "قاعدہ مقررہ یہ ہے کہ ترکہ کی تقسیم باہم شرکا سے متفق کے اور جائداد کی دوبارہ تقسیم مابین آن رشتہ دارون کے جو ایکبار علٰحدہ ہوکر پھر شامل ہوگئے ہون چوتھی نسل تک ہوسکتی ہے"۔

صدر دیوانی عدالت ۔۴۔ستمبر ۱۸۵۸ء۔

کھودی رام سرما اور راجیپ نند سرما بنام گور پرشاد ولی ترلوچن نابالغ۔

مقدمہ ۔ س۔ رسپانڈنٹ اور اپیلانٹ دونون حقیقی بھائی ماہ ستمبر ۱۸۵۸ء تلک بالاتفاق رہے اور رسپانڈنٹ نے جو بڑا بھائی تھا تحصیلداری اور اجارہ داری اور اسی قسم کے عہدون کے ذریعہ سے روپیہ حاصل کیا اور اپیلانٹ نے بھی گماشتہ گری اور اجارہ داری اور ملازمی کے ذریعہ سے روپیہ پیدا کیا دونون نے بحالت ہم طعامی اپنے سرمایہ مکسوبہ سے جائداد اراضی خریدکی اور کچھ اراضی دوسرے شخصون کے نام سے۔ کوئی دستاویز ایسی نہین ہے جس سے یہ امر صاف معلوم ہو کہ خریداری اراضی مذکورہ بالا مین فریقین سے ہر ایک نے کس قدر زر صرف کیا مگر یہ امر کما حقہ تحقیق ہوگیا کہ رسپانڈنٹ نے خریداری مذکورہ مین زر کثیر خرچ کیا تھا۔ اس صورت مین جائداد مذکور جو دونون بھائیون نے بلا امداد سرمایہ موروثی بذریعہ سرمایہ مکسوبہ اپنے کے خریدکی دونون مین برابر تقسیم ہوگی یا بڑے بھائی کو اس وجہ سے کہ اُس نے اپنے روپیہ سے جائداد کا جز وکثیر خریدکیا حصہ کثیر ملنے کا استحقاق ہے اگر ایسا ہے تو کس قدر حصہ اُسکو ملنا چاہیے۔

بھائی جو کہ بلا اتفاق

ج ۔ اپیلانٹ جو اپنے بھائی کے ساتھ رہتا تھا اور جس نے جائداد بلا صرف

رہتے ہوئے نئی جائداد ملکسوبہ ہے ہر ایک اسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے جسقدر اسکی خرید مین اُسنے سرمایہ صرف کیا ہے۔

کرنے سرمایہ موروثی کے خرید کی جائداد مذکور کا بلاشرکت احدے مالک ہے اور جو جائداد کہ رسپانڈنٹ نے اسی طور پر خرید کی وہ اُسکی ہے اور درصورت بالاتفاق رہنے رسپانڈنٹ اور اپیلانٹ کے اگر جائداد مذکور کی خرید مین رسپانڈنٹ کا سرمایہ کثیر صرف ہوا ہے او سپا پیلانٹ کا کم تو جس قدر جس شخص کا سرمایہ خریداری مین خرچ ہوا ہے اُسی قدر وہ جائداد مذکور سے حصہ پانے کا مستحق ہے فریقین مین سے جس نے جو جائداد خرید کی ہے اُسپر اُسکا حق ہے اور وہ بلاشرکت احدے اُسی کی مالک ہے لیکن جب کہ یہ تحقیق نہو کہ کس نے کس قدر خریداری جائداد مین سرمایہ صرف کیا ہے تو اُس صورت مین فریقین کے حصص جداگانہ کے مقرر کرنے مین کوئی قاعدہ معینہ شاستر کے بموجب نہین ہے۔

ماخذ۔ قول جاگیلک منقولہ دا یبھاگ اور اور کتب شاستر مین یہ ہے کہ "جو کچھ ایک شریک نے بغیر صرف کرنے سرمایہ پدری کے کسی واسطہ دار سے ہدیّہ یا بیاہ مین بطور بخشش حاصل کیا ہو اُس سے کسی اور شریک کو تعلق نہین ہے،، "ہر شخص کو حصہ موافق کمی وبیشی مقدار اُس سرمایہ کے ملنا چاہیے جو اُسنے صرف کیا ہو" یہ مقولہ دا یبھاگ اور دا یرہاس اور اور کتب معتبر مین مندرج ہے۔ یہی امر کہ جو کچھ ایک شخص نے حاصل کیا ہے وہ تادم مرگ بلاشرکت غیرے اُسی کا ہے عقل کی رو سے بھی مستنبط ہے اور اس امر کی تائید مین ایک فقرہ دھرم شاستر کا ہے مگر چونکہ اصلیت اُسکی معلوم نہین ہوتی لہذا تنقیح اُسکی چندان ضرور نہین ہے۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۲۰ مئی ۱۸۱۰ء۔

کشل چلبرتی بنام رادھا ناتھ چلبرتی۔

مقدمہ ۹۔ س۔ ایک شخص اپنے کنبے کا مکان چھوڑکر اپنے چچا کے ہمراہ ملک غیر کو چلا گیا اور وہان چچا کے وسیلہ سے نوکری حاصل کی اور چچا

مذکور کی شرکت مین اپنی محنت اور کوشش سے کچھ جائداد اراضی حاصل کی اور جائداد مذکور کے حاصل کرنے کے وقت اُسکا باپ بقید حیات تھا بعد حصول جائداد مذکور کے اُسکا باپ اُسکے شامل جاکر رہا اور تھوڑے عرصہ تک ہم طعام رہا اور بعد ازان باپ گھر واپس آکر مرگیا۔ بعد حصول جائداد مذکورہ بالا کے اُسکے دو حقیقی بھائی بھی تھوڑے عرصہ تک اُسکے شامل جاکر رہے مگر بعض اوقات وے اپنے خاص گھر بھی آکر رہتے تھے جب کہ وے بھائی کے ساتھ رہتے تھے تو بالاتفاق کھانا کھاتے تھے اور جب اپنے گھر آن کر رہتے تھے تو اُنکا بھائی جسنے جائداد حاصل کی تھی اُنکی پرورش کے واسطے کچھ روپیہ بھیجا کرتا تھا اب منجملہ اُن بھائیون کے ایک بھائی حاصل کرنے والے کی جائداد سے ایک ثلث کا دعوے کرتا ہے اس صورت مین یہ دعوے درست اور جائز ہے یا نہین۔

ج۔ اگر حاصل کرنے والے بھائی نے جائداد اراضی اپنی محنت سے بلا صرف کرنے سرمایہ موروثی کے حاصل کی ہے تو اُسکی جائداد کسو برادر بھائیون کا کچھ حق نہین پہونچتا ہے چنانچہ منو نے کہا ہے کہ "جو کچھ کہ بھائی نے بلا صرف کرنے سرمایہ موروثی کے اپنی محنت اور فکر سے حاصل کیا ہو اُسکو وہ بلا رضا مندی اپنے کسی کو نہ دے کیونکہ اُسکو اُسنے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے"۔

بیاس "جو کچھ کہ ایک شخص خاص اپنی لیاقت کے ذریعہ سے سرمایہ موروثی پہ حصر نہ کرکے حاصل کرے اُسکو وہ اپنے شریکون کو نہین دے سکتا نہ اُس شے کو جسے اُسنے بذریعہ علم کے حاصل کیا ہے"۔

عدالت اپیل پٹنہ۔

جمعیت لال مفلس بنام حقیت رائے۔

مقدمہ ۱۰ - س - دو بھائیون نے مین حیات اپنے باپ کے اُس صورت مین جب کہ وے بالاتفاق بطور کنبہ مشترکہ کے رہتے تھے کچھ جائداد اراضی اپنے اپنے

ف
اگر کسی شخص نے بلا استعانت دوسرے کے جائداد حاصل کی ہو تو بہین ہے اُسے اپنے بھائیون کو گو وے بالاتفاق رہتے ہوں حصہ دینا ضرور نہین ہے۔

سرمایہ جدا گانہ سے خرید کی اور اپنی جائداد پر ہر ایک علیحدہ قابض رہا نہ بالاشتراک۔ باپ کی
وفات کے بعد اُسکی جائداد کو اُسکے دونون بیٹون نے برابر تقسیم کرلیا۔ اب جائداد
متنازعہ وہ ہے جسے ایک بھائی متوفی نے اپنی زوجہ کے روپیہ سے بنام اپنے
بیٹے کے اُس حالت مین خرید کی جب کہ اُنکا باپ زندہ تھا اور وے دونون
شامل رہتے تھے۔ اس صورت مین بھائی جو زندہ ہے اُس جائداد سے جسکو اس طور پر متوفی
نے خرید کیا کچھ حصہ پانے کا دعوی کرسکتا ہے یا نہین۔

ایک بھائی کا دوسرے بھائی کی اُس جائداد پر کچھ دعوی نہین ہے جو اُسنے اپنے علیحدہ سرمایہ سے حاصل کی ہو گو وہ [illegible]

فج۔ صورت مذکورۂ بالا مین معلوم ہوتا ہے کہ جائداد متنازعہ باپ کے سرمایہ یا محنت
سے خرید نہین کی گئی نہ اُس بھائی کے روپیہ اور کوشش سے جو زندہ ہے پس بھائی
کو باوجود اسکے کہ حاصل کرنے والے کے ساتھ رہتا تھا اُسکی جائداد مکسوبہ سے
کچھ تعلق نہین ہے۔

ماخذ۔ داے بھاگ اور متاچھرا مین اقوال مندرجہ ذیل مندرج ہین۔ "جو کچھ
کہ بھائی نے بلا صرف کرنے سرمایہ موروثی کے اپنی محنت سے حاصل کیا ہو اُسکی نسبت
ضرور نہین ہے کہ وہ اُسے اپنے شریکون کو دے نہ اُس شے کو جو اُسنے علم کے ذریعہ سے
حاصل کی ہو"۔

"جو کچھ ایک شریک نے بغیر صرف کرنے پدری جائداد کے ایک واسطہ دار
سے ہدیتہً بیاہ مین بطور بخشش حاصل کیا ہو اُسمین کسی اور شریک کا تعلق
نہین ہے"۔

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۱۰ جنوری ۱۸۲۶ء۔

مقدمہ ۱۱۔ س۔ دو بھائیون کے قبضہ مین ایک مفصلی تعلقہ کا حصہ آٹھ آنہ
کا تھا اور دونون بھائی علیحدہ رہتے تھے گو جائداد دونون کے قبضے مین بالاشتراک
تھی مفصلی تعلقہ مذکور کے زمیندار یعنے مالک نے اس وجہ سے کہ دوسرے
آٹھ آنہ کے حصہ مین باقی واجب الادا تھی کل جائداد مذکور کو ضبط کرلیا۔
بڑا بھائی منجملہ اپنی ازواج کے ایک زوجہ اور ایک زوجہ کی بیٹی کا بیٹا

یعنی نواسہ چھوڑکر مر گیا بعد ازان دوسرا بھائی دو بیٹے چھوڑ مرا دونون بھائیون کی وفات کے بعد بھی تعلقہ مذکور زمیندار کے قبضہ مین تھا چھوٹے بھائی کے بیٹون مین سے ایک بیٹے نے بحالت حیات بڑے بھائی کی بیوہ کے اور دوسرے آٹھ آنہ کے حصہ کے مالکون نے زمیندار کے نام پر حصول جائداد کے لیے نالش کی مگر زمیندار کے ساتھ باہم تصفیہ کر کے جائداد مذکور پر وے لوگ قابض ہوئے لیکن آٹھ آنہ کا حصہ جو دونون بھائیون کا تھا وہ اب صرف چھوٹے بھائی کے بیٹون کے قبضہ مین رہا کیونکہ انھون نے بڑے بھائی کی بیوہ سے اُس کے شوہر کے حصہ کا ہبہ نامہ اپنے نام لکھوا لیا مگر اب یہ ثابت ہوا کہ چند روز پیشتر تحریر کرا لینے ہبہ نامہ کے بیوہ مجنون ہو گئی تھی اور آٹھ یا نو دن بعد تحریر ہبہ نامہ کے مر گئی چھوٹے بھائی کے ایک بیٹے نے اُسکا کریا کرم کیا۔ بیوہ کے ہبہ نامہ لکھ دینے کے پیشتر اُسکا نواسہ اس امر کی نسبت مزاحم ہوا اور اُس نے اپنے عذرات حاکم کے سامنے بذریعہ عرضی پیش کیے۔ اب بعد وفات بڑے بھائی کی بیوہ کے اُسکا پوتا اُسکے حصہ تعلقہ مفصلی کا دعوی کرتا ہے اس صورت مین نواسہ مذکور مستحق کچھ حصہ پانے کا ہے یا نہین اگر ہے تو کس قدر۔ اور بیوہ اپنے شوہر کے کل حصہ کو اپنے شوہر کے بھائی کے بیٹے کو دینے کی مجاز تھی یا نہین۔

جو شخص کہ اپنے کُنبے کی جائداد کو دوبارہ حاصل کرتا ہے اُس مین سے اُسکو ایک ربع اُسکے اپنے حصہ سے زیادہ ملتا ہے

ج۔ اس صورت مین تعلقہ مفصلی کے آٹھ آنہ کے حصے مین سے نصف بڑے بھائی کا تھا اور نصف چھوٹے بھائی کا اور معلوم ہوتا ہے کہ زمیندار نے اُنکے حصون کو مع دوسرے حصہ آٹھ آنہ کے اس وجہ سے کہ اس پچھلے حصہ مین باقی واجب الادا تھی ضبط کر لیا مگر بعد ازان چھوٹے بھائی کے بیٹے نے جائداد کو دوبارہ حاصل کیا اس صورت مین اُس چار آنہ کے حصہ سے جو بڑے بھائی کا ہے ایک آنہ کا حصہ حاصل کرنے والے کو اُسکے حصہ سے مزید ملے گا اور باقی تین آنہ کا حصہ نواسہ کو پہونچے گا بڑے بھائی کی بیوہ نے

جو اپنے شوہر کے چھوٹے بھائی کے بیٹے کے نام ہبہ کیا وہ جائز نہین ہے۔ یہ راے
دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے۔

شہر ڈھاکہ۔ ۲۵۔ جون ۱۸۱۶ع۔

مقدمہ ۱۲ اس۔ تین ہندو حقیقی بھائی بالاتفاق بطور کنبہ مشترکہ کے رہتے تھے
اور اُنھون نے کچھ جائداد منقولہ وغیر منقولہ بلا استعانت سرمایہ پدری حاصل کی۔
بعد ازان بڑا بھائی اور بھائیون سے علحدہ ہوگیا اور اُس نے کل جائداد بر بغیر
تقسیم کرنے اُس کے قبضہ کرلیا اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ اور بھائیون سے
بڑے بھائی کی جائداد مکسوبہ زیادہ ہے اس صورت مین جائداد مذکور کس طور پر تقسیم
ہونی چاہیے۔

اگر جائداد کے حاصل کرنے مین سرمایہ موروثی صرف ہو تو حاصل کرنے والے کو وقت تقسیم دوچند حصہ پہونچتا ہے۔

ج۔ اس صورت مین تین بھائی بالاتفاق رہتے تھے اور اُنھون نے اپنے
سرمایہ جداگانہ سے بلا استعانت جائداد موروثی کے جائداد منقولہ وغیر منقولہ
حاصل کی لہذا ہر ایک بھائی اُسقدر جائداد کا مستحق ہے جسقدر کہ اُسکے حاصل
کرنے مین اُسنے سرمایہ صرف کیا ہے اگر منجملہ اُنکے ایک نے بذریعہ سرمایہ مشترکہ
موروثی کے جائداد حاصل کی ہے تو حاصل کرنے والا باقیون کی بہ نسبت دوچند
حصہ پاوے گا اور اگر کسی نے اُنمین سے صرف اپنے سرمایہ سے بلا صرف سرمایہ
مشترکہ کے جائداد حاصل کی تو کل ایسی جائداد مکسوبہ وہی شخص پاوے گا۔ اس
راے کی تائید مین قول بیاس اور جاگبلک کا دا ے بھاگ وغیرہ مین منقول
ہے اور وہ یہ ہے۔

(۱) اگر سرمایہ مشترکہ صرف مین لایا گیا ہو تو بلحاظ کمی و بیشی اُس کے ہر شخص کو حصہ
بقدر اُسکے حصہ مقررہ کے ملنا چاہیے۔ (۲) جو کچھ کہ ایک شخص اپنی لیاقت
کے ذریعہ سے ترکہ موروثی پر ضرر نہ کرکے حاصل کرے وہ اُسے اپنے شریکون
کو نہ دے اور نہ وہ جو اُس نے علم کے ذریعہ سے حاصل کیا ہو۔ (۳) جو کچھ ایک
شریک نے بغیر صرف کرنے پدری جائداد کے کسی واسطہ دار سے ہدیۃً یا بیاہ

مین

مین بطور بخشش حاصل کیا ہو اُس سے کسی اور شریک کا تعلق نہین ہے" "وجب کہ ایک بھائی کار شجاعت یا کسی اور ایسے کام کے ذریعہ سے بوساطت سننے مشترکہ مثلاً سلح یا سواری کی جائداد حاصل کرے تو اُسمین اور بھائی بھی شریک ہونگے لیکن حاصل کرنے والے کو دو حصے دینے چاہیئن اور باقیون کو حصص مساوی"۔

شہر ڈھاکہ - ۱۲ - مئی ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۱۳ - س - ایک لڑکے کو چند زیور اور روپیا اُن پاسنی[1] کی رسم کے وقت بطور نیوتک[2] ملے - اُسکی مان نے اُنکو بیچ کر زر قیمت سے جائداد اراضی لڑکے مذکور کے نام سے خریدی اس صورت مین اُسکا حقیقی بھائی اُسمین حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین -

ف جو مال کہ زیور یا کسی اور اسباب کی قسم سے کسی لڑکے کو بطور نیوتک دیا جاے یعنی اُسکی کسی ابتدائی رسم کے ادا ہونے کے وقت اُسکو ہدیتہً ملے تو ایسی بخشش بلا شرکت غیرے صرف اُسی کا مال ہے لہذا جو جائداد کہ خاص اُس کے سرمایہ سے اُسکی مان نے خریدی ہے اُسمین سے اُسکے حقیقی بھائی کو حصہ پانے کا کچھ حق نہین ہے -

ان چیزون کا جو بطور نیوتک ملی ہون بھائیون کو تقسیم ہونا ضرور نہین ہے -

ضلع میدنی پور - ۲۵ - نومبر ۱۸۱۵ء -

مقدمہ ۱۴ - س - ایک شخص چار بیٹے اور کچھ جائداد اراضی مکسوبہ چھوڑ کر مرگیا

---

[1] یہ رسم وہ ہے جب کہ چھٹے یا آٹھوین مہینے مین یا جب بچے کے دانت نکلتے ہین اُسکو اناج کھلایا جاتا ہے - مختلف سنسکار یعنی رسوم کی تفصیل تنبیہ متعلقہ خلاصہ کولبروک صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ مین مندرج ہے -

[2] نیوتک مراد اُس شے سے ہے جو بیاہ مین ملے یہ لفظ نیوسے نکلا ہے جسکے معنی ملنے کے ہین یعنی بیاہ مین دولھہ اور دُلھن کا ملاپ ہوتا ہے ملنا جو بیاہ کے وقت ملے اُسکو نیوتک کہتے ہین لیکن عموماً استعمال اس لفظ کا اُس شے کی نسبت ہے جو کسی سنسکار یعنی رسم کے وقت ہدیتہً دیجائے -

باپ کی وفات کے بعد بیٹے بالاتفاق بطور کنبہ مشترکہ کے رہے اور ہر ایک سے نے اپنے زر مکسوبہ کے ذریعہ سے اراضی خرید کر کے اصل جائداد کے ساتھ شامل کی اس صورت مین چارون بھائی کُل جائداد مساوی حصون مین پانے کے مستحق ہین یا نہین۔

ج۔ اگر ایک بھائی نے اپنی ذاتی محنت اور سرمایہ سے اُس صورت مین جب کہ وے بعد موت باپ کے بالاتفاق رہتے تھے جائداد خرید کر کے موروثی جائداد مین شامل کی ہو اور کسی طور سے یہ معلوم ہو سکے کہ ہر ایک بھائی کی جانب سے کسقدر سرمایہ صرف ہوا ہے یا محنت عمل مین آئی ہے تو اُسی قدر اُسکو جائداد سے حصہ ملنا چاہیے لیکن جائداد موروثی اُنمین باہم مساوی حصون مین تقسیم ہوگی۔

جائداد جو بھائیون کی مکسوبہ ہو وہ اُنکے باہم بموجب اپنی محنت اور سرمایہ کے تقسیم ہونی چاہیے

رام چندر داس بنام گنگا دھر مٹھی۔

مقدمہ ۵۱س۔ ایک شخص اپنے سوتیلے بھائی کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا اور کبھی جدا نہوا بعد ازان وہ ایک ملک غیر کی طرف چلا گیا اور وہان کسی علاقہ پر مامور ہوا اور اُسنے کچھ جائداد اراضی خرید کی۔ اس صورت مین اُسکا سوتیلا بھائی اسوجہ سے کہ جائداد حاصل ہونے کے وقت وہ اُسکے شامل اور شریک تھا مستحق حصہ پانے جائداد مذکور سے ہے یا نہین اگر ہے تو کس طور پر جائداد باہم اُنکے تقسیم ہونی چاہیے

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین مسئلہ مندرجہ دایے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب سوتیلے بھائی کا استحقاق جائداد مذکور پر سوجہ سے کچھ نہین پہنچتا ہے اس مقدمہ مین یہ فرض کیا گیا ہے کہ سرمایہ جو حصول جائداد کے لیے صرف ہوا ہے وہ موروثی جائداد سے حاصل نہین ہوا تھا جب کہ سرمایہ موروثی صرف ہوا ہو تو اُس صورت مین قاعدہ یہ ہے کہ جائداد حاصل کرنے والے بھائی کو دو چند حصہ ملتا ہے چنانچہ بیاس کا قول ہے کہ جب کہ ایک بھائی کار شجاعت یا کسی اور ایسے کام کے ذریعہ سے بوساطت کسی شے مشترکہ مثلاً سلح یا سواری کے

بھائی جو ستاتا ہو اُسکی خاص مکسوبہ جائداد پر دوسرے بھائی کا کچھ حق نہین ہے۔

کہ وہ جائداد حاصل ہونے کے وقت حاصل کرنے والے کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا۔

۱۷۔ اپریل ۱۸۱۵ء۔

مقدمہ ۱۶۔س۔ منجملہ پانچ بھائیون کے ایک نے ایک موضع معافی اپنے اور اپنے ایک بھائی کے نام سے حاصل کیا اور بعد ازان چار بھائی اور ایک بیوہ چھوڑ کر مرگیا اس صورت مین موضع مذکور جملہ بھائیون سے متعلق ہے یا فقط انھین سے جنکے نام سند معافی تحریر ہوئی تھی۔

ج۔ جب کہ مال منقولہ یا غیر منقولہ بلا صرف سرمایہ موروثی کے کسی شریک نے حاصل کیا ہو ایسا مال بکسو یہ صرف اُسی کی جائداد ہے اور بھائیون کو اُسپر دعوے کرنے کا کچھ حق نہین ہے اگر محنت اور سرمایہ مشترکہ صرف ہوا ہے تو بموجب قول منو اور جاگیلک کے جائداد مذکور بھائیون مین باہم مساوی حصون مین تقسیم ہونی چاہیے قول مذکور یہ ہے۔ "جو کچھ کہ ایک شخص اپنی لیاقت کے ذریعہ سے ترکہ موروثی پر جبر نہ کرکے حاصل کرے وہ اُسے اپنے شریکون کو نہ دے اور وہ جو اُسنے علم کے ذریعہ سے حاصل کیا ہو"[1]

ف۔ جو شخص صرف اپنے سرمایہ سے جائداد حاصل کرے اُسکی جائداد اور بھائیون مین تقسیم نہین ہو سکتی۔

---

[2] جائداد حاصل کرے تو اُسمین اور بھائی بھی شریک ہونگے لیکن حاصل کرنے والے کو دو حصے دینے چاہیین اور باقیون کو حصص مساوی۔ دایے بھاگ صفحہ ۱۱۱۔

[1] بھائی کو خواہ حقیقی ہو یا سوتیلا اپنے بھائی کی اُس جائداد پر جو بلا صرف سرمایہ موروثی کے اُسنے حاصل کی ہے حصہ پانے کا کچھ حق نہین ہے لیکن اگر استحصال جائداد مذکور کا سرمایہ مشترکہ سے ہوا ہے تو بموجب شاستر متیشیہ بنگالہ کے حاصل کرنے والے کو اور شریکون کی نسبت دو چند حصہ ملنا چاہیے لیکن اگر کسی طرح کی ترقی آمدنی کی نسبت کیجاے تو اُس سے یہ قاعدہ متعلق نہین ہے اس صورت مین سب بھائی برابر حصے پاتے ہین چنانچہ متاچھرا کے صفحہ ۲۰۰۵ مین یہ قول منقول ہے کہ "اگر بھائیون مین سے جو بلا اتفاق رہتے ہون ایک بھائی سرمایہ مشترکہ مین بذریعہ زراعت یا تجارت وغیرہ افزائش یا ترقی کرے تو اس صورت مین بھی جائداد کی تقسیم مساوی ہوگی اور حاصل کرنے والے کو دو چند حصہ نہ ملیگا"۔

"وہ جب کہ ایک بھائی کار شجاعت یا کسی اور ایسے کام کے ذریعہ سے بوساطت کسی شئے مشترکہ مثلاً اسلحہ یا سواری کے جائداد حاصل کرے تو اسمین اور بھائی بھی شریک ہونگے لیکن حاصل کرنے والے کو دو حصے دینے چاہییں اور باقیون کو حصص مساوی"۔

مقدمہ ۱۷- اس منجملہ دو بھائیون کے جو بالاتفاق بطور کنبہ مشترکہ کے رہتے تھے بڑا بھائی چار بیٹے اور اپنا چھوٹا بھائی اور اسکا بیٹا چھوڑ کر مرگیا بڑے بھائی کی وفات کے بعد اُسکے چار بیٹے چھوٹے بھائی اور اُسکے بیٹے سے بلحاظ طعام علیحدہ ہوگئے مگر جائداد پر بالاشتراک قابض رہے۔ اور اُنھون نے کچھ جائداد اپنی چھوٹے بھائی کے بیٹے کے نام سے بذریعہ محاصل جائداد مشترکہ اور اُس روپیہ کے جو اُنھون نے اپنی کوشش مشترکہ سے قرض لیا خرید کی۔ قرضہ مذکور جائداد مشترکہ کے محاصل سے ادا کر دیا گیا اور اہتمام اس جائداد جدید کا بالکل چھوٹے بھائی کے بیٹے کے ذمہ رہا اِس صورت مین جائداد مذکور سے منجملہ اشخاص مذکورۂ بالا کے ہر ایک کو کسقدر حصہ ملنے کا حق ہے۔

جج۔ اگر دو بھائیون مین سے جو شریک رہتے تھے ایک بھائی چار بیٹے اور ایک بھائی اور اُسکا بیٹا چھوڑ کر مرگیا ہو اور بعد ازان صرف بلحاظ طعام کنبہ مین تفرقہ ہوجاے اور بڑے بھائی کی وفات کے بعد بھی جائداد تقسیم نہوئی ہو اور اشخاص مذکورۂ بالا کے سرمایہ اور محنت مشترکہ کے ذریعہ سے جائداد اپنی چھوٹے بھائی کے بیٹے کے نام سے خریدی گئی ہو اور بیٹے مذکور نے جائداد کا اہتمام کیا ہو تو اس صورت مین جائداد کے دو حصے کیے جائینگے ایک حصہ بڑے بھائی متوفی کے چار بیٹون کو ملے گا اور دوسرا چھوٹے بھائی کو جو زندہ ہے۔ جو حصہ کہ متوفی بھائی کے چار بیٹون کو ملے گا اُسکو وے سب آپس مین مساوی تقسیم کر لینگے۔ یہ راے داسے بھاگ اور داسے تتو کے بموجب ہے۔ سلہ

اگر کوئی شخص بشمول اپنے بھائی کے یا بیٹون کے سرمایہ مشترکہ سے جائداد حاصل کرے تو وہ جائداد ملکر دو حصون مین تقسیم کیجائیگی ایک حصہ شخص مذکور خود اپنے پاس رکھے گا اور دوسرا حصہ بھائی متوفی کے چار بیٹون کو ملے گا۔

سلہ اس مقدمہ مین ملحوظ رہے کہ متوفی بھائی کے بیٹون نے استعمال جائداد مین کچھ سرمایہ م

عدالت اپیل کلکتہ ۱۳ جون ۱۸۷۱ع -

مقدمہ ۱۸ ایس - ایک شخص کے چار بیٹے تھے بڑا بیٹا اپنے باپ کے سامنے دو بیٹے چھوڑکر مر گیا اور اُنکو جائداد مکسوبہ بذریعہ وصیت کے دے گیا اب متوفی کا باپ اور اسکے تین بھائی جائداد مذکور سے حصہ پانے کا دعوی کرتے ہین اگر متوفی نے جائداد مذکور کو صرف اپنے سرمایہ اور ذاتی محنت کے ذریعہ سے خرید کیا تو اس صورت مین ایسی جائداد مکسوبہ سے جملہ دعویدار حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین اگر ہین توکسقدر حصہ ہر ایک کو ملے گا بخلاف اسکے اگر جائداد سرمایہ پدری کی استعانت سے حاصل کی گئی ہے تو اس صورت مین جائداد اشخاص مذکورہ بالا کے باہم کس طور پر تقسیم ہوگی اور در صورت اُنکے ہم طعام ہونے یا علیحدہ رہنے کے از روے شاستر حصہ ملنے کے باب مین کیا قاعدہ ہے -

ج - منجملہ چار بھائیون کے اگر ایک نے جو بلحاظ طعام اوروں کے شامل رہتا تھا یا جدا اپنی مکسوبہ جائداد کو اپنے دو بیٹون کو از روے وصیت دیا ہو تو اس صورت مین اگر جائداد مذکور اُسنے اپنے باپ کے سرمایہ اور ذاتی محنت سے حاصل کی ہے تو اُسمین سے نصف باپ کا حق ہے اور باقی نصف پانچ حصون مین تقسیم ہوگی منجملہ اُنکے دو حصے حاصل کرنے والے کو ملینگے اور باقی تین بھائیون کو ایک ایک حصہ - اگر جائداد بلا استعانت محنت یا سرمایہ پدری کے حاصل کی گئی ہے تو اس صورت مین بھائیون کا کچھ حق نہین ہے لیکن باپ مستحق پانے نصف جائداد کا ہے اور دونون صورتون مین حاصل کرنے والے کے بیٹے اُس حصہ پانے کے مستحق ہین جسپر اُنکے باپ کا استحقاق پہونچتا تھا یہ راے داے بھاگ اور داے تتو اور کتب شاستر کے بموجب ہے اور اُن کتابون مین کا یہ آئین کا یہ قول مندرج ہے کہ باپ اپنے بیٹے کی جائداد مکسوبہ سے دو چند یا نصف حصہ

ف - منجملہ چار بھائیون کے اگر ایک بھائی نے باپ کے سرمایہ اور محنت کی استعانت سے جائداد حاصل کی ہو تو اُسکے دس حصے ہونگے پانچ حصے باپ کو ملینگے اور دو حاصل کرنے والے کو اور باقی ایک ایک حصہ تینون بھائیون کو - اگر جائداد مذکور بلا استعانت سرمایہ یا محنت پدری کے حاصل ہوئی ہے تو دو حصون مین تقسیم ہوگی ایک حصہ باپ کو ملیگا اور ایک حاصل کرنیوالے کو -

* اپنی ذات خاص سے صرف نہین کیا بلکہ اُنکو بذریعہ اپنے باپ اور بلحاظ روپیہ کے جو اُسنے صرف کیا استحقاق حاصل ہوا -

پاتا ہے"۔

صورت مذکورۂ بالا سے واضح ہے کہ اگر بیٹا باپ کی جائداد سے کچھ مال حاصل کرے تو باپ کو مال محصلہ سے دوچند حصہ ملے گا اور باقی سے حاصل کرنے والے بیٹے کو نصف حصہ اور باقیون کو ایک ایک ملے گا لیکن اگر استحصال مال مین باپ کا سرمایہ صرف نہین ہوا ہے تو مال مذکور سے نصف باپ کا حق ہے اور نصف حاصل کرنے والے کا باقی شخص حصہ پانے سے محروم ہونگے۔ دا سے بھاگ

صدر دیوانی عدالت۔

مقدمہ ۱۹-س۔ ایک شخص نے ضلع بھاگلپور کی عدالت دیوانی مین ایک گانون کے آٹھ آنہ کے حصے مین سے پانچوین حصہ کی بابت چار شخصون پر نالش دائر کی اور مقدمہ صدر امین کی عدالت مین فیصلہ کے لیے سپرد کردیا گیا۔ مدعی نے اس عدالت مین ایک سوال بدین مضمون گذرانا کہ گانون مذکور کے آٹھ آنہ کا حصہ مجھ مدعی اور مدعا علیہ کے باپ نے جو دونون حقیقی بھائی تھے بالاتفاق خرید کیا مگر خریداری کے وقت میرا باپ مجنون اور مین نابالغ تھا۔ اس صورت مین دھرم شاستر کے بموجب جائداد مذکور سے مدعی حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین واضح ہو کہ جب جائداد مذکور خرید کی گئی تھی تو مدعی اور مدعا علیہ کے باپ دونون بالاشتراک قابض تھے گو مدعی کے باپ کی عقل مین فتور اور مدعی خود نابالغ تھا مگر اب مدعی بالغ ہوگیا ہے تو اس صورت مین وہ جائداد سے پانچوان حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ اگر پانچ بھائیون مین سے ایک بھائی مجنون تھا اور سب بطور کنبہ مشترک کے رہتے تھے اور چار بھائیون نے جائداد مذکور سرمایۂ مشترکہ کے ذریعہ سے جو پانچون بھائیون کا تھا خرید کی تو گو بیع نامہ اُن چار بھائیون کے نام جو مجنون نہ تھے لکھا گیا تاہم مدعی اگر اُسی قسم کی بیماری یعنی جنون

پانچ بھائیون مین اگر سرمایہ مشترکہ کے ذریعہ جائداد حاصل کی ہو تو ان مین سے ایک کا بیٹا بھی جو بالغ ہو گیا ہو پانچوان حصہ پانے کا مستحق ہے گو اُسکا باپ مجنون تھا۔

تو عیبوں مین مبتلا نہین ہے تو جملہ جائداد کے وہ از روے تقسیم مستحق پانے پانچوین حصہ کا ہے لیکن اگر جائداد مذکور بلا استعانت سرمایہ مشترکہ کے خریدی گئی ہے تو مدعی کا اُس پر کچھ حق نہین ہے یہ رائے بموجب بیاد رتناکر اور بیاد چنتامنی اور متاچھرا اور اور کتب شاستر کے ہے۔

ماخذ - قول دیول منقولہ بیاد رتناکر اور اور کتب شاستر مین یہ ہے کہ باپ یا کسی اور مالک جائداد کی وفات کے بعد نامرد آدمی یا وہ جو مرض پلیپا مین مبتلا ہو یا مجنون یا مخبط فطری یا وہ جو نابینا پیدا ہو یا وہ جو بباعث گناہ ذات سے خارج کر دیا گیا ہو اور اُسکی اولاد یا ایک مکار یا فریبی کو ترکہ نہین ملے گا۔ ایسے آدمیون کے لیے باستثناے اُنکے جو ذات سے خارج ہین طعام و پارچہ کا سرانجام کر دینا چاہیے اور ایسے آدمیون کے بیٹون کو اگر وہ مثل اپنے باپ کے عدم قابلیت ارث نہین رکھتے ہین اُنکے باپ کا حصہ ملنا چاہیے "عدم قابلیت ایک سبب محرومی ارث کا ہے"۔ رتناکر۔

کتابون مذکورہ بالا مین یہ قول کاتیائن کا منقول ہے کہ وہ کل جائداد جو شرکا کے باپ یا دادا کی ہے اور جو کچھ اُنھون نے خود اپنی کوشش مشترکہ سے حاصل کی ہے وہ اُنمین باہم تقسیم ہونی چاہیے۔

وہ جو کچھ کہ اُنھون نے خود حاصل کیا ہے باستثناء اُسکے جو باعث تفرقہ ہے یہ معنی قول مندرجہ رتناکر کے ہین۔

وہ لفظ مکسوبہ سے یہان مراد اُس جائداد سے ہے جو بذریعہ سرمایہ پدری حاصل کی گئی ہو۔ بیاد چنتامنی

ضلع بھاگلپور - ۱۱ جولائی ۱۸۱۲ء -

مقدمہ ۲۰ - س ۱ - تین حقیقی بھائی اپنی موروثی جائداد پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ اُنکے ایک بھائی کو ایک جاگیر حاصل ہوئی اور چند گانوٴن خسر سے بطور بخشش ملے - اس صورت مین جاگیر اور گانوٴن مذکور سے جملہ بھائی حصہ پاوینگے یا نہین -

ج - اگر بصرف سرمایۂ موروثی جاگیر حاصل کی گئی ہے تو وہ جملہ بھائیون مین تقسیم ہونی چاہیے اور اگر اُسکو ایک بھائی نے صرف اپنی محنت سے بلا استعمال جائداد پدری کے حاصل کیا ہے تو اس صورت مین جملہ بھائیون کا اُسمین کچھ حصہ نہین ہوسکتا ہے کیونکہ جائداد مذکور بلاشرکت احدے اُسی کی ہے جس نے اُسے حاصل کیا ہے - علی ہذا القیاس گانوٴن جسکو خسر نے اپنے روپیہ سے خرید کے اپنے داماد کو دیے وے بھی جملہ بھائیون مین تقسیم نہین ہوسکتے چنانچہ اس باب مین منو کا قول یہ ہے کہ "جو کچھ بھائی نے بلاصرف سرمایۂ موروثی کے اپنی محنت سے حاصل کیا ہے اُسکو وہ بلا رضامندی اپنے کسی کو نہ دے کیونکہ اُسکو اُس نے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے" -

اگر بخشش جو بذریعہ سرمایۂ موروثی کے حاصل کی گئی ہو اُسکا مالک صرف حاصل کرنے والا نہین ہے -

س ۲ - اول سوال کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر جاگیر بذریعہ صرف جائداد موروثی کے حاصل کی گئی ہے تو وہ سب بھائیون مین تقسیم ہوگی - جائداد موروثی کے صرف سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ جائداد موروثی مذکور سے فی الواقع کچھ سرمایہ لیا ہو یا حاصل کرنے والے کی پرورش بذریعہ جائداد موروثی کے ہوئی ہو اور اُس نے اس اثنا مین علم تحصیل کرکے عہدہ حاصل کیا اور جاگیر پائی ہو تو ان دونون صورتون مین جاگیر مذکور جائداد موروثی مین داخل متصور ہو کر کل بھائیون مین تقسیم ہوسکتی ہے یا نہین -

ج - جب کہ جائداد ایک ایسا بھائی جو بالاتفاق رہتا ہو علم سے کے

جائداد بھائیون مین

ذریعہ سے حاصل کرے اور تحصیل علم اُسنے سرمایہ پدری کی وساطت سے کی ہو تو دھرم شاستر کے بموجب اُسکے بھائی بھی شریک جائداد مذکور ہونگے۔

نقسیم ہوگی کو علم کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو

س ۳۔ اگر جاگیر بذریعہ سرمایہ پدری یا علم کے باعث سے جو علم کہ سرمایہ مذکور کی وساطت سے حاصل ہوا ہے پیدا کیجاے تو ان دونوں صورتوں مین حاصل کرنے والا اور اُس کے بھائی جائداد مذکور سے مساوی حصہ پاینگے یا کم وزیادہ۔

ج ۳۔ دونوں صورتوں مین حاصل کرنے والا مستحق پانے دو حصوں کا ہے اور اور بھائیوں کو ایک ایک حصہ ملے گا چنانچہ برہسپتی کا قول ہے کہ منجملہ اُنکے وہ شخص جسنے جائداد مکسوبہ پیدا کی ہے وہ دو چند لے سکتا ہے"۔ ؎

حاصل کرنے والے کو دو چند حصہ ملتا ہے۔

عدالت اپیل پٹنہ ۔ ۲۱ جنوری ۱۸۱۱ء۔

الگوری شیو چرن رام بنام الگوری کرت رام وغیرہ۔

مقدمہ ۱۲ ۔ س ۔ جبکہ شرکا ایک دوسرے سے علیحدہ اور اپنی جائداد مشترکہ کو باہم تقسیم کرنا چاہین تو اس صورت مین ایک دستاویز کا باضابطہ لکھا جانا ضرور ہے یا نہین۔

ج ۔ جبکہ شرکا بلحاظ طعام اور جائداد ایک دوسرے سے علیحدہ ہوا چاہین تو مناسب ہے کہ ایک دستاویز تقسیم جائداد یا فارخطی تحریر کیجاے۔

تقسیم جائداد کی دستاویز لکھی جانی چاہیے۔

ماخذ ۔ اگر بھائی یا اور شرکا بعد تقسیم مناسب اور آپس کی رضامندی کے تقسیم

؎ شاستر متمشیہ بنگالہ کے بموجب جو شخص بذریعہ سرمایہ مشترکہ جائداد حاصل کرے دو چند حصہ پائے گا لیکن اُن آئین دانوں نے جنکے اقوال بنارس مین مروج ہین اس مسئلہ کی نسبت ایک استشناد لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اس صورت مین بھی مساوی تقسیم ہونی چاہیے جبکہ بلا استعمال کسی ہی جائداد کے اصل جائداد زیادہ یا اُسکی ترقی کیجاے چنانچہ فقرہ منقولہ متن ماچھر اسے یہ امر ظاہر ہے۔ اگر بھائیوں مین سے جو بالاتفاق رہتے ہوں ایک بھائی بذریعہ زراعت یا تجارت وغیرہ کے سرمایہ مشترکہ کی ترقی یا اُسمین افزائش کرے تو اس صورت مین بھی جائداد کی تقسیم مساوی ہوگی اور حاصل کرنے والے کو دو چند حصہ نہ ملے گا۔

تحریر کرین تو اُسکو دستاویز تقسیم جائداد کہتے ہین۔ سلہ

ضلع بردوان۔

مقدمہ ۲۲-بس۔تین اپیلانٹ اور رسپانڈنٹیہ کا شوہر ایک ہی دادا کی اولاد مین تھے اور انکی جائداد موروثی ایک گانون کے پچیس بیگھہ ارضی اور دوسرے گانون کے سات بیگھون پر مشتمل ہے۔ وقت بندوبست یعنے سنہ ۹۷ ۱ا فصلی سے اپیلانٹیان پچیس بیگھہ ارضی پر بلا تخلل قابض رہے اور بطور ٹھیدار لگان گانون کے مالک کو دیتے رہے اور رسپانڈنٹیہ کا شوہر اور خود رسپانڈنٹیہ دوسرے گانون کے سات بیگھون پر متصرف ہوکر مالگذاری سرکار ادا کرتے رہے اپیلانٹیان اُسی گانون مین رہتے ہین جسمین پچیس بیگھہ ارضی واقع ہے اور اُنھون نے رسپانڈنٹیہ پر سات بیگھہ ارضی سے حصہ پانے کی نالش کی اور اُنکے حق مین پانچ بیگھہ اور پانچ بسوہ ارضی کی ڈگری صادر ہوئی رسپانڈنٹیہ نے اس فیصلہ سے اپیل نہین کیا مگر اپیلانٹیون پر ایک نالش جدید دائر کرکے منجملہ پچیس بیگھون کے چھ بیگھہ اور پانچ بسوہ کا بابت حصہ جائز اپنے شوہر کے دعوے کیا اور اُسکے حق مین ڈگری صادر ہوئی اپیلانٹیون نے بنا ارضی اس حکم کے اس عدالت مین اپیل دائر کیا۔ یہ امر اچھی طرح متحقق نہین ہے کہ دونون گانون کی ارضی مذکورہ بالا باہم اپیلانٹیون اور رسپانڈنٹیہ کے شوہر کے باضابطہ بموجب اُنکے حصون کے تقسیم ہوگئی تھی یا نہین اس صورت مین رسپانڈنٹیہ شاستر کے بموجب پچیس بیگھہ ارضی مقبولہ اپیلانٹیون سے اپنے شوہر کے حصہ پانے کا دعوی کرنے

سلہ تقسیم جائداد کی صورت مین ایک فارغخطی یا دستاویز ایک عمدہ شہادت اس امر کے دریافت کرنے کے لیے ہے لیکن اگر تقسیم جائداد بلا تحریر ہونے کسی دستاویز کے عمل مین آئی ہے تو یہ وجہ جائداد کے تقسیم نہونے پر دال نہین ہے۔

جبکہ دربارہ تقسیم شکوک واقع ہون تو اسکے لیے جسطرح کی شہادتین ہین جنکا بیان مفصل آیندہ کی تنبیہ مین لکھا جاے گا

کی مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ اقوال جاگبلک و منو و نارد و کاتیائن وغیرہ منقولہ متاچھرا و بیرمترادداے و بیوہار مادھو و بیوہار میوکھ اور اور کتب شاستر سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر چار اشخاص ایک ہی دادا کی نسل سے ہون اور بالاتفاق رہتے ہون تو بیوہ یعنی رسپانڈنٹیہ مستحق پانے صرف خور و پوش اور مکان سکونت کی ہے لیکن اگر اسکا شوہر اپنے شرکا سے علیحدہ ہو گیا تھا تو اُس صورت مین وہ اپنے شوہر کی جائداد پانے کی مستحق ہے۔ اس امر کی تخمیص سے کہ پچیس بیگھہ کا زر لگان اپیلانٹ اور سات بیگھہ کا رسپانڈنٹیہ کا شوہر اور وہ خود ادا کرتے رہے مستنبط ہوتا ہے کہ رسپانڈنٹیہ کا شوہر اپنے شرکا سے علیحدہ رہتا تھا اور بوجہ تقسیم ہونے جائداد کے وہ اُس زمین کی مالگزاری جو اُس کے قبضہ مین تھی ادا کرتا رہا۔ اگر بھائی ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے ہون اور تقسیم جائداد اس قدر عرصہ دراز سے ہوئی ہو کہ کوئی دستاویز تحریری اُس امر کی نسبت نہ پائی جاے اور یہ ثابت ہو جاے کہ وے مدت دراز سے علیحدہ رہتے تھے اور بلحاظ طعام جدے تھے تو اس صورت مین قاعدہ دھرم شاستر کا یہ ہے کہ جائداد کا تقسیم ہو جانا قیاس کر لیا جاے چونکہ یہ مقدمہ اسی صورت کا ہے لہذا بیوہ یعنی رسپانڈنٹیہ پچیس بیگھہ اراضی سے اپنے شوہر کا حصہ پانے کی مستحق ہے۔ [1]

شہر بنارس۔ ۲۵۔ مارچ ۱۸۱۶ء۔

کن صورتوں میں تقسیم کا یقین ہوگا۔

[1] اگر تقسیم جائداد کی بابت شبہہ واقع ہو تو اسکے حل کرنے کے واسطے دھرم شاستر کے بموجب واسطہ دارون اور رشتہ دارون اور اور گواہون کی شہادت لینی چاہیے یا اس امر کو دستاویز تقسیم جائداد اور شرکا کے معاملات جداگانہ اور اُنکے علیحدہ انتظام خانہ داری اور اور اسی قسم کے امور کے ذریعہ سے منقح کرنا چاہیے۔ دا ے تتو کے اُس باب سے جہان تقسیم مشتبہہ کا ذکر ہے اقوال مرقومہ ذیل نقل کیے جاتے ہین سنگھ کا حکم ہے کہ جبکہ کنبہ کی علیحدگی مین شبہہ ہو اور واسطہ دار قریب اس امر کا جواب اپنے علم سے م

مقدمہ ۲۳ - س - ایک شخص چار بیٹے چھوڑ کر مر گیا منجملہ اُنکے ایک جدا ہو گیا اور باقی تین بالاتفاق رہے بھائی جو علیحدہ ہو گیا تھا اُس نے واسطے تفریق

ہونہ دے سکین تو اُس صورت مین بعید رشتہ دارون کی شہادت لینی چاہیے -

اگر اس امر مین شبہہ ہو کہ ایک کنبہ کی علیحدگی ہوئی ہے یا نہین - یا درباب تقسیم جائداد کے جو ورثتا ایک کُنبہ کو ملی ہو اور جسکی تقسیم ہونی چاہیے یا نسبت تقسیم ہونے یا نہونے ایک جائداد کے شک ہو تو اس امر کے گواہ وسطہ دار ہونے چاہیین اور یہ نہون تو ہمسایہ کے لوگ -

تقسیم جائداد کی تحریری دستاویز کے معنی برہسپتی نے اس طور پر بیان کیے ہین - اگر بھائی یا اور شرکا بعد تقسیم مناسب اور آپس کی رضامندی سے وثیقہ تحریر کرین تو اُسکو دستاویز تقسیم جائداد کہتے ہین -

بیوہار متریکا مین یہ قول برہسپتی کا منقول ہے کہ "اگر گانون اور کھیت اور باغ کسی بخشش نامہ مین درج ہون اور منجملہ اُنکے کوئی شخص کسی جزو پر دخیل ہو تو قانوناً وہ کُل پر قابض متصور ہوتا ہے" ومثلاً اگر بھائیون مین جائداد کی تقسیم عمل مین آوے اور کوئی گانون یا کوئی اور راضی دستاویز تقسیم مین کسی بھائی کے نام مندرج ہو اور منجملہ اُسکے ایک جزو پر اُسکا دخل ہو اور باقی قبضہ مین نہو تاہم قانوناً کُل اراضی اُسکے قبضہ مین تصور کرنی چاہیے نہ بطور ترک کیے ہوے مال کے" -

برہسپتی کا یہ بھی قول ہے کہ "وہ مال غیر منقولہ جو بذریعہ جائداد کی تقسیم مناسب یا اشتراد کے ملے یا ورثتاً باپ سے حاصل یا راجہ سے عطا ہو اُسپر مدت دراز کے قبضہ سے استحقاق حاصل ہوتا ہے اور اگر اس امر مین سکوت وغفلت عمل مین آئے تو استحقاق جاتا رہتا ہے اُس مال پر بھی جو استحقاق مناسب یا بلا استحقاق کے حاصل کیا جاے اور جسکو کسی شخص نے قبول کر لیا ہو اور بلا مزاحمت دیگرے وہ اُسپر قابض رہا ہو تو اُسکا استحقاق اُس مال پر ہو جاتا ہے اور علی ہذا القیاس اگر اُسکی جانب سے سکوت وغفلت ظہور مین آئے تو اُسکا استحقاق زائل ہو جاتا ہے جو مال کہ جائداد کی تقسیم مناسب یا اشتہار یا کسی اور اسی قسم کے باعث سے حاصل ہو اُسپر قبضہ کی روسے استحقاق قائم ہوتا ہے اور اگر قبضہ کی نسبت سکوت یا غفلت وقوع مین آئے تو استحقاق جاتا رہتا ہے -

نارد "اگر شرکا و نے جائداد باہم تقسیم کر لی ہو تو اُنکے معاملات داد و ستد نسبت مویشی و

مالگزاری سرکاری جائداد پدری کے اس غرض سے درخواست دی کہ تفریق مذکور مطابق اُس حصہ کے جو اُسکو ورثتاً ملا ہے عمل مین آوے اس اثنا مین محاصل کی تقسیم باہم ہوگئی مگر تقسیم جائداد نہوئی منجملہ تین بھائیون کے جو بلحاظ طعام وغیرہ بالاتفاق رہتے تھے ایک بھائی مرگیا اور باقی دو شریک بھائیون نے بذریعہ محاصل اُس جائداد کے جو اُنکے اور متوفی کے حصہ مین تھی اُسکا کریا کرم کیا اس صورت مین متوفی بھائی کی جائداد سے ثلث اُس بھائی کو جو علٰحدہ ہوگیا ہے ملے گا یا نہین ۔

ج ۔ اگر منجملہ چار حقیقی بھائیون کے جنکا مال منقولہ موروثی آپس مین تقسیم ہوگیا ہے مگر جائداد غیر منقولہ غیر منقسمہ ہے اور اُنمین سے تین بالاتفاق رہتے تھے ایک نے وفات پائی ہو اور باقی دو شریک بھائیون نے سرمایہ مشترکہ سے اُسکا کریا کرم کیا ہو تو اس صورت مین اُس بھائی کو جو علٰحدہ رہتا ہے متوفی بھائی کے حصہ جائداد موروثی غیر منقسمہ سے ایک ثلث ملے گا گو وہ اُس کے کریا کرم کرنے مین شامل نہوا ہو یہ راے منو اور اور عالمون کے قول کے بموجب

بلحاظ طعام یکجا رہنے کے صرف رہنے سے ایسی علٰحدگی تصور نہین کی جا سکتی جسکے باعث سے عدم قابلیت وراثت لازم آوے ۔

موناج وزمین ومعاملات خانگی وطعام ودین وآمدنی وخرچ بھی جداگانہ ہونگے اور یہ امور تقسیم جائداد کی نسبت دلائل لازمی ہین تقسیم جائداد کے بعد بھائی ایک دوسرے کے گواہ اور ضامن ہو سکتے ہین اور باہم ہدیہ دے پا سکتے ہین اور معاہدات کر سکتے ہین اور قبل تقسیم جائداد ایسا نہین ہوتا ہے مگر مال مکسوبہ کی نسبت البتہ وے قبل تقسیم بھی ایسا کر سکتے ہین اگر اُن شخصون سے جنکی جائداد علٰحدہ ہے ایسے امور علانیہ وقوع مین آوین تو اُنکی جائداد کو منقسمہ تصور کرنا چاہیے گو تقسیم کی نسبت کوئی تحریری دستاویز نہو ۔

چنانچہ جاگیلک کہتا ہے کہ وہ یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ بھائی اور شوہر و زوجہ اور باپ و بیٹا ایک دوسرے کے واسطے قبل تقسیم جائداد ضامن نہین ہو سکتے اور نہ اپنی جائداد مشترکہ ایک دوسرے کو عاریتاً دے سکتے ہین اور نہ معاملات سرمایہ مشترکہ مین ایک دوسرے کے گواہ ہو سکتے ہین ۔

سے ہے۔ منو کا قول ہے کہ "اگر جملہ زر قرضہ اور جائداد شاستر کے بموجب مناسب طور پر تقسیم ہو گئی ہو اور بعد ازان کوئی اور جائداد ظاہر ہو تو وہ بھی اسی طور پر تقسیم ہونی چاہیے"۔ دیول کا قول ہے کہ "بعد ازان برادران حقیقی کو اُس بھائی کا ورثہ جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہو آپس مین تقسیم کر لینا چاہیے"۔

منو کا قول ہے کہ "اگر منجملہ کئی بھائیون کے بڑا یا چھوٹا بھائی تقسیم جائداد مین اپنا حصہ پانے سے محروم رہے یا اُنہین سے کوئی مرجائے تو اُسکا حصہ زائل نہ جائے گا بلکہ اُسکے حقیقی بھائی یا بہنین اور ایسے بھائی جو بعد علیحدہ ہو جانے کے دوبارہ شامل ہو گئے ہین فراہم ہو کر اُس کے حصہ کو آپس مین تقسیم کر لینگے"۔ [1]

مقدمہ ۴۲–س۔ تین حقیقی بھائیون نے اپنے باپ سے اُس کے حین حیات کل جائداد تقسیم کرائی اور اُسوقت سے ایک بھائی علیحدہ

[1] اکثر عدالتون ضلاع مغربی مین سوال مرقومہ بالا بھیجا گیا تھا اُسکے جواب مین بعض پنڈتون نے یہ بیان لکھا کہ بھائی جو بعد علیحدہ ہو جانے کے جدا رہتا تھا وہ اپنے متوفی بھائی کی جائداد ورثتاً نہین پا سکتا صرف وے بھائی ورثہ پائینگے جو متوفی کے شامل رہتے تھے اور اُنھون نے اپنے بیوستون کی تائید مین وے قول جو دوبارہ شامل ہوئے بھائی کے استحقاق کی نسبت مین نقل کیے۔ بعض پنڈتون نے یہ بیان کیا کہ جو بھائی شامل نہین رہتا تھا اُسکا بھی استحقاق ورثت مساوی ہے کیونکہ در اصل جائداد غیر منقولہ موروثی کی تقسیم قرعہ اندازی یا کسی اور ذریعہ سے قبل یا بعد علیحدہ ہونے بھائی مذکور کے عمل مین نہین آئی۔

یہ اختلاف رائے اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم جائداد کا ہونا اور بھائی کا صرف علیحدہ ہو جانا سوال مین صراحتاً بیان نہین کیا گیا تھا۔ صرف بلحاظ طعام بالاتفاق رہنے سے شریک بھائیون کو اُس بھائی کی نسبت جو علیحدہ کھانا کھاتا ہے مگر جسکا حصہ جائداد سے علیحدہ نہین کیا گیا کچھ زیادہ استحقاق حاصل نہین ہے۔

ہو گیا اور تین شامل بطور کنبہ مشترکہ کے رہے باپ کی وفات کے بعد شریک بھائیون
مین سے ایک بلا اولاد ذکور مر گیا اور اسکا کریا کرم اُس بھائی نے جو شامل رہتا تھا
کیا اس صورت مین دونون بھائی جو زندہ ہین اپنے بھائی متوفی کی جائداد کے
مساوی وارث ہین یا صرف وہی بھائی جو متوفے کے شامل رہتا تھا
مستحق وراثت ہے۔

ج (۱)۔ بھائی جو علیحدہ ہوجائین اور بعد ازان منجملہ اُنکے ایک لاوارث
مرجائے[1] تو اُسکی جائداد اُسکے بھائیون مین مساوی طور پر تقسیم ہوجاوے گی
بشرطیکہ کوئی خاص ثبوت اس امر کی نسبت نہو کہ بھائی متوفے اور وہ بھائی
جو اُسکے مرتے وقت تک ساتھ رہا بلحاظ جائداد دوبارہ شامل ہوگئے تھے[2]

اگرچہ بیان ہو کہ بعد تقسیم کے دوبارہ شامل ہو کر عمل مین آیا تو اسکا کچھ ثبوت کافی ضرور ہے۔

اس باب مین دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر مین مسائل مندرج ہین۔

جاگیہ ولک " زوجہ دختر اور بیٹیا اور پتر والدین اور علی ہذا القیاس بھائی "۔
منو " اُس شخص کا ترکہ جو بیٹیا نہ چھوڑ مرا ہو اسکا باپ یا بھائی پاوے گا "۔
دیول " بعد ازان حقیقی بھائیون کو ورثہ اُس شخص کا جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا
تقسیم کر لینا چاہیے "۔

---

[1] اس جگہہ لاوارث کے لفظ سے یہ سمجھنا چاہیے کہ شخص مذکور کوئی وارث مان تک
نہ چھوڑ مرا۔

[2] جگناتھ نے دوبارہ شامل ہونے کے معنے جیموت واہن کے قول کے بموجب بیان کیے ہین جنکو
رگھونندن مصنف دا ے تتو نے نقل کیا ہے۔ اور وے یہ ہین۔ کہ صرف وے اشخاص جو از روے
ولادت اپنے باپ یا بھائی یا چچا وغیرہ کی جائداد مکسوبہ کے شریک ہوین اور اگر بعد تقسیم جائداد
کے ایک مکان مین بطور کنبہ مشترکہ کے رہین اور پہلی تقسیم کو آپس کی محبت کے باعث سے بدین
اظہار کہ تیری جائداد میری ہے اور میری تیری ہے منسوخ کرین تو دوبارہ شامل ہوسکتے ہین علاوہ
اُنکے اور اشخاص مثلاً شرکاء تجارت کا اپنے مال کو باہم ملانا دوبارہ شریک ہونا نہین کہا جاتا ہے
جلد ۲ صفحہ ۲۱۵۔

س ۲- اگر دوبارہ شامل ہونے کا کوئی صریح اور صاف ثبوت ہوا اور دوبارہ شامل ہوے بھائیون مین سے ایک مرجائے تو اُسکی جائداد کا صرف وہ بھائی جو شامل ہے مستحق ہوگا یا وہ بھی جو شامل نہین ہے۔

ج ۲- صورت مذکورۂ بالا مین صرف وہ بھائی جو شامل ہوگیا ہے بحروم اُس بھائی کے جو علٰحدہ ہے مستحق وراثت ہے۔

بمقابلہ اُس بھائی کے جو دوبارہ شامل ہے اُس بھائی کا کوئی حق نہین ہے جو علٰحدہ ہوگیا ہو۔

جاگبلاک "وہ جو بھائی دوبارہ شامل ہوا ہو اپنے متوفی شریک بھائی کا حصہ پائے گا"۔

ضلع ہوگلی۔

باب چھٹا

تبنی کے بیان مین

مقدمہ ۱- س- ناکتخدا شخص ایک لڑکے کو بطور بیٹے کے متبنیٰ کرنے کا مجاز ہے یا نہین۔

ج- ناکتخدا شخص اپنے اور اپنے مورثون کو پنڈ و پانی دینے کے لیے لڑکا متبنیٰ کرسکتا ہے۔

ناکتخدا شخص متبنیٰ کرسکتا ہے۔

یہ راے مطابق دت تک چندریکا اور دت تاک درپن اور کتب شاستر کے ہے۔

ضلع جنگل محال- ۱۱ مئی ۱۸۲۶ء۔

مقدمہ ۲- س ۱- عورت بعد وفات اپنے شوہر کے بیٹا گود لینے کی مجاز ہے یا نہین۔

ج ۱- اگر اُسکا شوہر اُسے گود لینے کے واسطے ہدایت کرگیا ہو تو اِس صورت مین عورت شاستر کے بموجب مجاز ہے کہ بیٹا گود لے نہ اور کسی صورت مین۔

اگر شوہر متوفی اپنی زوجہ کو اجازت دے گیا ہو تو متبنیٰ کرسکتی ہے۔

ماخذ۔ باسسٹ کا قول بیا دختا منی اور بیا دھگار نوین نقل ہے وہ یہ ہے کہ "عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا یا دینا نہ چاہیے"

س ۲۔ ایک شخص اپنے باپ کے سامنے حاملہ زوجہ چھوڑ کر مرگیا اور اُس کے بعد ازان ایک طفل پیدا ہوا اس صورت مین یہ طفل جو بعد مرگ اپنے باپ کے پیدا ہوا اپنے باپ کی جائداد پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

پنچ ۱۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑ کر اپنے باپ کے سامنے مرگیا ہو اور کنبہ سب شامل رہتا ہو اور بیوہ کے بعد ازان ایک بیٹا پیدا ہو تو ایسا بیٹا اپنے دادا کی وفات کے بعد اپنے باپ کا حصہ بشمول اپنے چچا یا اور وارثون کے وراثتاً پانے کا مستحق ہے لیکن اگر بیوہ مذکور کے دختر پیدا ہو تو وہ حصہ مذکور کا دعویٰ نہین کرسکتی کیونکہ شاستر مین کوئی حکم ایسا نہین ہے کہ پوتی جسکا باپ اپنے باپ سے سامنے مرگیا ہو اپنے دادا کی جائداد کا ترکہ پاوے لیکن اگر مالک نے اپنی جائداد کو باہم اپنے اور اپنے متوفے بیٹے کے تقسیم کردیا تھا تو اس صورت مین پوتی اپنے باپ کا حصہ وراثتاً پانے کی مستحق ہے۔

ف لڑکا جو بعد وفات باپ کے پیدا ہو وہ دادا کی جائداد کا ترکہ شریک اپنے چچا کے پاوےگا مگر بیٹی کو جو اسطرح پیدا ہوئی ہو حصہ نہیں ملتا الا صرف اس صورت میں جبکہ اسکا باپ پہلی تقسیم میں اپنے حصے کی جائداد پر قابض ہو اور منفرد ہو

ماخذ۔ کاتیائن کا قول داستے تتو مین یہ منقول ہے کہ "اگر بیٹا قبل تقسیم جائداد مرجاوے تو اسکا حصہ اُس کے بیٹے کو ملےگا بشرطیکہ اُس نے کوئی جائداد اپنے دادا سے نہ پائی ہو۔ پوتا اپنے باپ کا حصہ اپنے چچا یا چچا کے بیٹے سے پاوےگا"۔

س ۳۔ لڑکا گود لینے کے وقت کوئی معاہدہ تحریر کرنے کا دستور ہے یا نہین اور اگر ہے تو تبنیت مین کوئی معاہدہ تحریری عمل مین نہین آیا ہے باطل و نادرست متصور ہوگا یا نہین۔

پنچ ۴۔ تبنیت کے وقت دستاویز تحریر کرنے کے واسطے کوئی قانون نہین ہے گو دستاویز لکھنے کا رواج عام ہے۔ اگر کسی شخص نے لڑکے کو جسکی عمر پانچ برس

ف بروقت تبنیت کے تحریر ہونا دستاویز

سے زیادہ ہو بعد ادائے رسوم عینیہ تبنیت کے گود لیا ہوا اور کوئی دستاویز اس امر میں تحریر ہوئی ہو اور متبنیٰ کے اصلی والدین نے اُسے برضا و رغبت گود دیا ہو تو اُس صورت میں ایسی تبنیت درست اور جائز ہے۔

کا ضرور نہیں ہے۔

فقرۂ مرقومۂ ذیل بابۂ اتری وششٹ واور بیاد ھنشگار نوین منقول ہے۔ لیکن اسے راجہ دیئے ہوئے اور اور قسم کے بیٹون کو جب کہ اُنکی عمر پانچ برس سے زیادہ ہوئے گود لینا نہ چاہیے اور اول اولاد ذکور کے لیے

یہ لکھنا مناسب ہے کہ پانچ برس کا جو یہان ذکر ہوا ہے اُسکی کچھ قید ضرور نہیں ہے یعنی اس سے عمر متبنیٰ کا تعین جسکے حد تبنی ما جائز تصور ہو مقصود نہیں ہے تعیہ منقولہ ذیل مین کولبروک صاحب نے اس باب میں بہت تفصیل کے ساتھ بحث لکھی ہے تعیہ مذکور اُنکے ترجمہ متاکچھرا مین مندرج ہے اور وہ یہ ہے کہ رگھونندن نے اودھوتومن کا لکا پران سے ایک فقرہ نقل کیا ہے جو مع قول باسشٹ کے آئین تبنی کی بنیاد ہے اور جسپر پیرو اقوال رگھونندن کا عمل ہے فقرۂ مذکور سے یہ لوگ یہ معنی بیان کرتے ہین کہ متبنیٰ کرنا لڑکے کا جسکی عمر پانچ برس سے زیادہ ہوا و خصوصاً اُسکا جسکی موتراشی کے علاوہ اور رسوم ابتدائی بھی ادا ہوگئی ہون ممنوع ہے مگر اس قول کو ہنود کے اور طریقون کے مصنفون نے بطور مقولہ مسلمہ کے تسلیم نہین کیا ہے بلکہ بعض کو فقرۂ مذکور کے صحیح ہونے مین شبہہ ہے خصوصاً مصنف بیو ہار میوکہ جو بیان کرتا ہے کہ یہ فقرہ اکثر نسخون کالکا پران مین نہین ہے بعض مصنف اس فقرہ کو صحیح کہتے ہین اور معنی اُسکے دستور عامہ کے مطابق بیان کرتے ہین جسکی رو سے رشتہ دار شخص اجنب کو گود لینے کی اجازت ہے گو اُسکی عمر بڑی ہو اور رسوم ابتدائی بھی اُسکی نسبت عمل مین آگئی ہون۔ فقرۂ مذکورۂ بالا کے معنی جو ذیل مین لکھے جاتے ہین وے اس معنی کے مطابق ہین جو نند اپنڈت کے دت تک ممانسا مین لکھے ہین۔ دیئے ہوئے اور اور قسم کے بیٹے گو دوسرے شخص کے نطفہ سے ہون تاہم باقاعدہ بذریعہ رسم تبنی اپنے کنبے مین داخل کرنے سے وے گود لینے والے باپ کے بیٹے ہوجاتے ہین اگر کسی لڑکے کی رسم موتراشی اُسکے اصلی باپ کے خاندان کے نام سے حسب دستور عمل مین آئے تو وہ اس وجہ سے دوسرے شخص کا بیٹا نہین ہوجاتا ہے البتہ جب رسم موتراشی اور اور رسوم ابتدائی گود لینے والے کے خاندان کے نام سے عمل مین آئین تو صرف اس صورت مین دیئے ہوئے اور اور قسم کے بیٹے گود لینے والے کی اولاد مین تصور ہونگے اور اگر ایسا نہو تو اُنکو غلام کہتے ہین۔ اے ساجہ بیٹون کو جبکہ اُنکی عمر پانچ برس سے تجاوز کر جائے گود لینا نہ چاہیے لیکن پانچ

جگ کرے -

ضلع ندیا - ۱۰ ستمبر ۱۸۵۳ء -

مقدمہ لنس کنت گوسامی بنام پرانند گوسامی -

مقدمہ ۳ - س - ایک شخص کے دو بیٹون مین سے ایک بیٹا مر گیا بعد ازان اُس نے اپنی زوجہ کے بھائی کو اپنا دوسرا بیٹا گود دیا علاوہ ان دو بیٹون کے اُس کے کوئی اور اولاد نہ تھی اس صورت مین ایسے لڑکے کا گود لینا جائز ہے یا نہین -

ج - صورت متذکرہ بالا مین بڑے بیٹے کی وفات کے بعد بحالت نہ ہونے تیسرے بیٹے یا پوتے کے گود دینا دوسرے بیٹے کا ناجائز تصور کرنا چاہیے - ۱

جبکہ صرف ایک بیٹا ہو تو وہ گود نہیں دیا جا سکتا -

۳ برس کے لڑکے کو گود کے کر تبنی کرنے والے کو وہ جگ کرنا چاہیے جو اولاد ذکور کے لیے معین ہے -

۱ - بمقدمہ کیرت راتن بنام جیب لیسر ضلع ۱۸۵۳ء صدر دیوانی عدالت سے یہ رائے لکھی گئی تھی کو وہ ایک فقرہ شاستر مرقومہ عالمان ہنود کا جنکی کتب شاستر بنگالہ مین مروج ہین یہ مضمون ہے کہ لڑکے کو پانچ سال کی عمر کے اندر کسی طریقہ تبنی سے متبنی کرنا چاہیے - اور جس کسی کو گود لینا منظور ہو وہ پانچ برس سے زیادہ عمر کے لڑکے کو متبنی نہ کرے - اس فقرہ پر بحث یہ درپیش ہوئی کہ تبنی کے جواز کے لیے عمر کا تعین ایک امر ضروری اور لابدی ہے یا کہ فقرہ مذکور کے معنی کو کسی قدر وسعت بھی دیجا سکتی ہے - دیگر اضلاع اور نیز بنگالہ مین پدری نسل کے رشتہ دار قریب کو متبنی کرنے مین کچھ مشکل واقع نہین ہوتی مثلاً بھائی کے بیٹے کو یا شوہر کے قریب تر رشتہ دار کو گود لینا بلاشک جائز متصور ہوگا گو اُسکی عمر معینہ سے بہت زیادہ ہو - لیکن بنگالہ مین جہان اشخاص غیر کے گود لینے کا رواج ہے مقولہ مسلمہ یہ ہے کہ لڑکے کی عمر ایسی ہونی چاہیے کہ داخل خاندان کرنے کی رسوم منجملہ جنکے موترا شی کی رسم جو سب مین جزی ہے گود لینے والے کے نام سے اور اُسکے گھر مین عمل مین آئے "

۲ - یہ امر اس قاعدہ اتناعی کے موجب ہے کہ جبکہ صرف ایک بیٹا ہو وہ اُس بیٹے کو دے دینے کا

مقدمہ ۴ س۔ شاستر متمشیہ بہار کے بموجب گود لینا اکلوتے بیٹے کا جائز ہے یا نہیں۔

نتیجہ شاستر متمشیہ بہار کے بموجب دت تک طریقہ سے گود لینا اکلوتے بیٹے کا ناجائز ہے بلکہ دونوں امر یعنی دینا اور لینا اکلوتے بیٹے کا منع ہے اور بلا ادائے رسم دینے اور لینے کے اُس قسم کی تبنیت کو جو دت تک کے نام سے موسوم ہے نفاذ نہیں ہو سکتا۔

ماخذ۔ کسی آدمی کو اکلوتا بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے کیونکہ مورثوں کے سرادھ وغیرہ

بموجب دت تک کے اکلوتا بیٹا گود نہیں لیا جا سکتا۔

کا مجاز نہیں ہے۔ کلیر بھیٹ کہتا ہے کہ جسکے دو بیٹے ہوں اُسکو اپنا ایک بیٹا دے دینا نہ چاہیے وہ بعد نقل کرنے اس قول سنگھو کے کہ جسکے بہت سے بیٹے ہوں وہ مصائب کے سبب سے اپنا ایک بیٹا دے سکتا ہے یہ بیان کرتا ہے کہ دوسرے بیٹے کے مرجانے کے بعد قطع نسل ہو جائے گا۔ اس رائے میں مصنفان دیپکا نتی اور دت تک ممانسا کا بھی اتفاق ہے اُنکا قول ہے کہ جس شخص کے صرف ایک بیٹا ہے وہ اُسکو کبھی نہ دینا چاہیے چونکہ اس قول سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ جسکے دو بیٹے ہوں وہ ایک بیٹا دے سکتا ہے لہذا اسکے ساتھ یہ عبارت امتناعیہ کہ دینا ایک بیٹے کا جسکے دو بھی ہوں ملحق کی گئی ہے اس جگہ یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ یہ امتناع کہ جسکے دو بیٹے ہوں اُسکو ایک بیٹا دے ڈالنا نہ چاہیے اس امر پر حاوی نہیں ہے کہ اگر ایک شخص کے علاوہ دو ایسے ہو بیٹے کے ایک اور بیٹا یا پوتا یا دو نواسے ہوں تو وہ ایسا نہ کرے۔ کیونکہ اگر علاوہ ایک بیٹے کے اُسکے ایک پوتا یا دو نواسے زندہ ہوں تو نسل قطع نہ ہوگی اور لفظ پتر کے معنی بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے ہیں اگر یہ معنی قرار دیے جائیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک شخص جسکے پوتا یا پرپوتا ہو وہ بیٹا گود دے سکتا ہے معلوم ہوگا کہ جواب مرقومہ بالا سوال کے مطابق نہ تھا سوال یہ تھا کہ ایسی صورت میں گود لینا جائز ہے یا نہیں جسکا جواب یہ دیا گیا کہ ایسی صورت میں گود دینا بیٹے کا ناجائز ہے۔ لیکن در اصل حکم امتناعی دونوں امر یعنی لینے اور دینے سے متعلق ہے جو شخص اپنے اکلوتے بیٹے کو دے ڈالے اُسکی نسبت صرف یہی خیال نہیں کیا جاتا کہ اُسنے اُس خاص ذریعہ کو جس سے اُسکی صعوبات عقبیٰ دور ہوتی ہیں ہاتھ سے دیا بلکہ یہ بھی کہ اُسنے اپنے مورثوں کو ایسی ہی مشکل میں ڈالا اور ایسی صورت میں وہ فوائد زائل ہوتے ہیں جنکے حفظ کے لیے قانون کی مداخلت ضرور ہے۔

کے لیے اکلوتے بیٹے کا رہنا بقاے نسل کے واسطے ضرور ہے۔ عورت کو بلا اجازت
اپنے شوہر کے بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے۔ یہ قول باسشٹ کا دت تک مماانسا
اور دت تک چندریکا مین منقول ہے۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۱۴ اپریل ۱۸۱۵ء۔

مقدمہ نند رام وغیرہ بنام کاشی پانڈے وغیرہ۔

مقدمہ ۵ - س - ایک شخص اپنی وفات کے قبل اور حین حیات بھائیون کے اپنی
زوجہ کو جو نابالغ تھی بیٹا گود لینے کے واسطے ہدایت کر گیا اس صورت مین درحالت
زندہ ہونے اُسکے بھائیون کے وہ اپنی زوجہ کو بیٹا گود لینے کے لیے ہدایت کرجانے
کا مجاز تھا یا نہین

بیوہ اگر نابالغ ہو تو بموجب ہدایت اپنے شوہر متوفی کے گود لے سکتی ہے گو اُسکے شوہر کے بھائی موجود ہون۔

ج - اگر شخص متوفی قبل اپنی وفات اور حین حیات اپنے بھائیون کے اپنی زوجہ
کو بیٹا متبنی کرنے کی اجازت دیجاے تو بعد اُسکی وفات کے بیٹا لینے کے واسطے
اُسکی ہدایت جائز متصور ہوگی اُسکی زوجہ کی نابالغی اور اُسکے بھائیون کا موجود ہونا
باعث مزاحمت تبنی نہوگا یہ راے بموجب مسائل منو اور دتک چندریکا اور
دت تک مماانسا اور اور کتب شاستر کے ہے۔

شہر مرشدآباد۔ ۱۹ مارچ ۱۸۱۵ء۔

ہردھن راے مختار سربنگل بنام بسوناتھ راے وغیرہ۔

مقدمہ ۶ - س - ایک عورت نے اپنے شوہر متوفی سے گود لینے کی اجازت
حاصل کرلی تھی چنانچہ ایک شخص نے عورت مذکور کو اپنا بیٹا گود دینے کے واسطے
ایک دستاویز لکھدی اور اُسنے اُس دستاویز کو قبول کرلیا اور رسوم معینہ
تبنی کے ادا کرنے کو تیار تھی مگر اس اثنا مین لڑکے کا باپ اُسے اور مقام پر
لے گیا اور وہان اُسکی رسم موترانشی بلا رضامندی بیوہ کے ادا کی جب بیوہ نے
یہ خبر سُنی تو اول اُسنے اُسکو متبنی کرنے سے انکار کیا اور ایک اور لڑکے کی تلاش
کی مگر آخرکار اُس نے اُسی لڑکے کو جسکی موترانشی اُس کے اصلی باپ کے گھر

ہو گئی تھی متبنیٰ کر لیا اس صورت مین یہ تبنی جائز اور درست ہے یا نہین۔

ج۔ اگر بیوہ شخص متوفی دستاویز کو جو لڑکے کے باپ نے اپنا لڑکا گود دینے کے واسطے تحریر کر دی تھی قبول کر لیا اور باپ مذکور نے اسے کسی اور مقام پر پایا کر اسکے گود لینے والے باپ کے خاندان کے نام سے اسکی موتر انتی بابا دیا رسمیت بیوہ سے کی ہو تو ایسی تبنی جائز ہے بشرطیکہ لڑکا اسکا سپنڈ ہو اور پوشیدہ ہو اور رسوم تبنی خود ادا کی ہون۔ اگر باپ نے لڑکے کی موتر انتی اپنے باپ دادا کے نام سے کی ہو تو تبنی ناجائز ہے۔

اگر دوسرے کے اصلی باپ نے لڑکے کی موتر انتی کی ہو لینے والے باپ کے نام سے کی ہو تو وہ لڑکا بعد موتر انتی کے بھی گود لیا جا سکتا

ضلع رنگ پور۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۱۵ء۔

مقدمہ ۷۔ س۔ ایک شخص اپنی زوجہ کو گود لینے کے لیے ہدایت کر کے فوت ہوا بعد ازان اسکی بیوہ نے ایک ہی زمانہ مین دو بیٹے گود لیے اس صورت مین گود لینا دونون کا درست اور جائز ہے یا نہین۔

ج۔ اگر ایک شخص لاولد بخیال مذہب اپنی زوجہ کو گود لینے کی اجازت دے تو ایسا متبنیٰ لڑکا صحیح النسب لڑکے کی بجائے تصور کیا جاتا ہے اور اگر بیوہ کو ایسی اجازت حاصل ہو تو وہ گود لینے کی مجاز ہے۔ ظاہر ہے کہ شوہر نے اجازت بخیال اس امر کے دی تھی کہ متبنیٰ کرنا ایک بیٹے کا ادائے رسوم مذہبی کے واسطے کافی ہوگا لہذا بپابندی ہدایت شوہر کے وہ زمانہ واحد مین دو لڑکے گود نہین لے سکتی اور تبنی دوم ناجائز ہے۔

اگر بیوہ لینے کے واسطے شوہر سے بیٹا گود لینے کے واسطے اجازت حاصل کر لی ہو تو وہ زمانہ واحد مین دو بیٹے گود نہین لے سکتی اور تبنی دوم ناجائز ہے

ماخذ یعنی کسی کے اولاد ذکور نہو اسکو کسی قسم کا بیٹا پنڈ اور پانی دینے اور کریا کرم اور بقائے نام کے واسطے گود لینا چاہیے۔ اس قول مین بیٹا بصیغہ واحد مستعمل ہوا ہے لہذا مصنف دائے تتو اس سے مستنبط کرتا ہے کہ کثرت تبنی ناجائز ہے"۔

منو کا قول ہے یہ کہ دانائون نے بیان کیا ہے کہ یہ گیارہ قسم کے لڑکے یعنے زوجہ کا بیٹا وغیرہ بجائے صحیح النسب بیٹون کے مین ورثہ کریا لوپت یعنی رسوم بعد وفات

متعلق ثبت نہ کی گئی -

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۳۰ اپریل ۱۸۷۰ء -

مقدمہ ۸ - س - ایک برہمن کے چار لڑکون میں سے ایک لڑکا اُسکے سامنے لاولد
مرگیا اُسکی وفات کے بعد باپ نے منجملہ اپنے ما بقی القائم بیٹون کے ایک بیٹے کا بڑا
بیٹا متوفی کی جورو کو دیا تاکہ وہ اُسے گود لے اس صورت مین ایسا متبنیٰ بیٹا دھرم شاستر
کی رو سے متوفی کا وارث ہے یا نہین -

ج - جورو بیٹا گود لینے کی مجاز نہین ہے اور اگر اُسکے بیٹے ہین تو منجملہ اُنکے وہ
کسی بیٹے کو گود بھی نہین دے سکتی ہے اور اگر کسی شخص کے صرف ایک بیٹا ہے
تو وہ اسکو گود نہین دے سکتا ہے اور جس کسی شخص کے بہت سے بیٹے ہین وہ بڑے
بیٹے کو گود نہین دے سکتا ہے -

کوئی عورت بلا اجازت اپنے شوہر کے ونیز گود نہین لے سکتی اور اکلوتا بیٹا یا بڑا بیٹا گود نہین دیا جا سکتا ہے -

باسشٹ کا قول ہے کہ "عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا
یا دینا نہ چاہیے" -

"علیٰ ہذا القیاس کسی شخص کو اکلوتا بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے" -
اگر بہت سے بیٹے ہون تو اُنمین سے بڑا بیٹا متبنیٰ کے لیے نہین دیا جا سکتا ہے
چنانچہ منو کا قول ہے کہ "ایک شخص بفور پیدا ہونے پہلے بیٹے کے اولاد ذکور کا باپ
تصور کیا جاتا اور اپنے مورثون کے قرض سے بری ہو جاتا ہے" -

ضلع تبدیل ھند - ۱۴ اپریل ۱۸۶۶ء -

مقدمہ ۹ - س - دت تک بیٹا اپنے اصلی باپ کا ترکہ پانے کا مستحق ہے یا نہین -

دت تک بیٹا اپنے اصلی باپ کی جائداد نہین پا سکتا ہے -

ج - دت تک بیٹا اپنے اصلی والدین کا وارث نہین ہو سکتا چنانچہ منو کا قول
ہے کہ "دت تک بیٹے کو اپنے اصلی باپ کے خاندان اور جائداد کا کبھی دعوےٰ
نہ کرنا چاہیے خاندان اور جائداد اُسی سے متعلق ہے جو پنڈ دینے کا مجاز
ہے مگر جس شخص نے کہ اپنا بیٹا دے دیا ہے اُسکی نسبت وہ بیٹا کریا کرم
نہین کر سکتا ہے" -

ضلع شاہ آباد - ۱۲ مئی ۱۸۸۰ء -

مقدمہ ۱۰۱ - س ۱- اگر ایک عورت بدین اظہار کہ اسنے بیٹا گود لینے کے لیے اپنے شوہر کی اجازت حاصل کرلی تھی بیٹا گود لے اور اجازت حاصل ہونے کی تائید مین سوائے اس کے اظہار کے اور کوئی امر نہو تو اس صورت مین تبنی جائز ہے کہ نہین -

ج ۱- اگر عورت مظہر اس امر کی ہو کہ اسکے شوہر نے اسے بیٹا گود لینے کی اجازت دے دی تھی اور یہ امر گواہی گواہان یا کسی اور ثبوت کی رو سے ثابت نہو تو اس صورت مین تبنی ناجائز ہے -

ماخذ - "عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا یا دینا نہ چاہیے - یہ قول باسشٹ کا دت تاک چندریکا اور اور کتب شاستر مین منقول ہے -

س ۲- اگر متبنی اور اسکی گود لینے والی مان کے باہم تنازع پیدا ہوا اور اسکے فیصلہ کے لیے متبنی بیٹا ایک اقرارنامہ اس مضمون کا تحریر کردے کہ اسکی مان مین حیات اپنی جائداد پر قابض رہے اور بعد وفات آپ کے وہ صرف اس شہر یا پر ورش پائے کہ اگر باہم اسکے اور اسکی مان کے کوئی تنازع عظیم واقع ہو تو اسکے کل حقوق دائمی رہینگے اور اسکا متبنی ہونا باطل متصور ہوگا - اس صورت مین اگر باہم کوئی نا اتفاقی پیدا ہو تو مان بذریعہ اس دستاویز کے متبنی بیٹے کو ترکہ سے محروم کرنے کی مجاز ہے یا نہین -

ج ۲- صورت مذکورہ بالا مین ایسے اقرارنامہ کے ذریعہ سے مان کو استحقاق مذکور حاصل ہے کیونکہ ہر جائداد کے مالک کو اختیار ہے کہ اپنی جائداد کو جیا ہے جس طرح سے منتقل کردے - یہ دائے بھاگ اور بیاد ویھنکار لو اور بیاد آرنو سلو اور راو نسخجات کے بموجب ہے -

ماخذ - کتب مذکورہ بالا مین نارد کا یہ قول منقول ہے کہ "اگر وے اپنے حصون کو دے ڈالین یا بیع کر دین تو وے اپنی خوشی کے مطابق کر سکتے ہین کیونکہ وے اپنی جائداد

عورت کو جو ظاہر کرے کہ مجھے بیٹا گود لینے کے لیے شوہر کی اجازت حاصل کر لی تھی اس امر کے لیے کافی ثبوت نہین ہے

متبنی بیٹا معاہدہ کرے کہ مدت حیات اپنی گود لینے والی مان جائداد پر قابض ہو اور در صورت بعطور یہ جانتا ہو ارکے لیے اور در صورت تنازع عظیم اقرار کے مستحق ہونے کا انکار اس کا ہو جائے گا -

سکے مالک ہین ؎

صدر دیوانی عدالت - ۱۴ جنوری سنہ ۲۲ء -

مقدمہ مسماۃ تارامنی دیبی بنام دپ نراین راے اور بشن پرشاد -

مقدمہ ۱۱ - س - ایک باشندہ ضلع شاہ آباد نے جبکہ وہ لاولد تھا اپنے بھائی کے بیٹے کو متبنی کرلیا بعد ایسے تبنی کے متبنی کرنے والے باپ کے ایک بیٹا پیدا ہوا اس صورت مین متبنی کرنے والے باپ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد سے ہر ایک بیٹا کسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے -

ف متبنی بیٹا اسمول اصلی بیٹے کے چہارم حصہ پانے کا مستحق ہے -

ج - صورت مذکورہ بالا مین جائداد کے چار حصے کرنے چاہیئین منجملہ اُنکے تین حصہ تو اصلی بیٹے کو ملین گے اور ایک حصہ متبنی کو - یہ راے متاچھرا اور ردت تک ممانسا اور اور کتب شاستر متمشیہ ضلع شاہ آباد کے مطابق ہے -

ماخذ - باسشٹ کا قول مرقومۂ ذیل کتب مذکورہ بالا مین منقول ہے -

"اگر متبنی کرنے کے بعد ایک صحیح النسب بیٹا پیدا ہو تو متبنی بیٹے کو ایک ربع کا حصہ ملتا ہے" - ؎

صدر دیوانی عدالت -

مقدمہ ۱۲ - س - ایک شخص پانچ بیٹے (ا) (ب) (س) (و) (ط) چھوڑکر مرگیا یہ سب باپ کی جائداد پر بالاشتراک قابض و متصرف رہے بعد ازان (ا) اور (س) لاولد مرگئے مگر (س) اپنی زوجہ چھوڑ مرا بعد اُنکی وفات کے حق القائم بھائیون (ب) و (و) و (ط) نے جائداد کو باہم مساوی حصون مین تقسیم کرلیا اور علیحدہ رہنے لگے اور بعد اس تقسیم کے (ب) اور (ط) نے بھی وفات پائی (ب) دو بیٹے اور (ط) ایک بیوہ اور ایک نواسہ چھوڑ مرا جس نواسہ کو (ط)

؎ یہ حصہ متبنی بیٹے کا بنارس کے شاستر کے بموجب ہے مگر شاستر بنگالہ کے بموجب وہ ثلث حصہ کا دعوی کرسکتا ہے -

نے گود لے لیا تھا اور یہ متبنی بشہادت یقینی ثابت ہے۔ (ط) کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ اور نواسہ نے اصل مالک کی جائداد کے ثلث حصہ پر جو کہ (ط) کا جائز حصہ تھا قبضہ کیا اور چار برس تک یہ دونون اُسپر قابض رہے اب (د) اور (ب) کے دو بیٹے اُنکو جائداد سے بیدخل کیا چاہتے ہین اس صورت مین (ط) کی بیوہ او نواسہ اصل مالک کی جائداد سے کسی قدر حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین اگر (ط) نے اپنے نواسہ کو گود نہ لیا ہو تو اس صورت مین بھی وہ اپنے نانا کی جائداد ورثتاً پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ اگر منجملہ بھائیون کے جو علحدہ رہتے ہون چھوٹا بھائی بعد گود لینے اپنے نواسہ کے مرجائے تو صرف ایسا متبنی مستحق پانے اُس جائداد کا ہے جسپر متوسفے کا استحقاق تھا۔

نواسہ ترجیح بھتیجے کے گود لیا جاسکتا ہے اگر تنفیہ متعلقہ اس مقدمہ کو دیکھو۔

"اگر کسی شخص کے صلبی صحیح النسب اولاد نہو تو کُل اس قسم کے بیٹے اُسکے وارث بیان کیے گئے ہین لیکن اگر بعد ازان ایک صحیح النسب بیٹا پیدا ہو تو اُنکو بڑے بیٹے کا استحقاق حاصل نہین ہے۔ اولاد کے لیے یہ بارہ قسم کے بیٹے بیان ہوے ہین۔ بیٹا جو اپنی صلب سے پیدا ہو۔ یا دوسرے شخص کی صلب سے۔ یا جو متبنی کرکے لیے ملا ہو۔ یا جو خود اپنے تئین بیٹا بنا دے۔"

قول دیول۔

"منجملہ انکے جو وارثون کے سلسلہ مین ترتیب ہے وہ وارث ہے اور اس سے پہلے کا شخص نہو تو وہ بیٹا اور باقی دے گا۔" قول جاگیلک۔

"اگر نواسہ گود نہین لیا گیا ہے تو (ط) کی جائداد اولاً اُسکی بیوہ کو پہونچے گی اور بیوہ نہو تو ترتیب میں جو شخص زوجہ کے بعد وارث قرار دیا گیا ہے وہ وارث ہوگا" قول جاگیلک "زوجہ اور بیٹیان الخ"۔

دختر کے بعد دختر کا پسر وارث ہوتا ہے۔

قول بشن "جس شخص کے اولاد ذکور نہو اُسکی جائداد اُسکی زوجہ کو پہونچے گی"

وہ نواسہ وارثوں مین شمار کیا جاتا ہے اور ترتیب وراثت کے بموجب جائداد اسکو پہونچتی ہے"۔

"جس شخص کے کوئی بیٹا نہو اُسکے نواسہ کو اُسکی کل جائداد لینی چاہیے اور اُسکو دو پنڈ یعنی ایک اپنے باپ کو اور دوسرا اپنے نانا کو دینا لازم ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹا یا پوتہ نہ چھوڑ مرے تو نواسہ وارثاً جائداد کا مالک ہے کیونکہ اس امر مین کل کا اتفاق ہے کہ بلحاظ ادا کرنے رسوم کریا کرم کے پوتا اور نواسہ دونون یکسان ہین"۔ قول منو اور بشن۔ [1]

ضلع مرزاپور۔ ۱۰ جولائی ۱۸۶۳ع

مقدمہ ۱۳ س۔ ایک شخص مسمی شیو ناتھ باشندہ بنگالہ جو نصف موروثی جائداد اراضی کا مالک تھا اپنی حاملہ زوجہ مسماۃ بھگوتی اور حقیقی بھائی گوبند پرشاد چھوڑ کر ۱۲۳۵ بنگلہ مین مرگیا اسی سال مین اُسکی بیوہ کے لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام گنگا مائی رکھا بیوہ مذکورہ نے ۱۲۶۰ بنگلہ مین وفات پائی گنگا مائی کا بیاہ ۱۲۴۵ بنگلہ

[1] گوبردھن لکھتا ہے کہ تبرآ منی سنکھ کا قول ہے کہ برہمنون کو اپنے سپنڈون مین سے بیٹا گود لینا چاہیے اور سپنڈ نہون تو غیر سپنڈون مین سے منجملہ سپنڈون کے بھتیجا سب سے بہتر ہے اگر بھتیجا نہو تو ایسا سپنڈ پسند کرنا چاہیے جو سگوتر بھی ہو اگر ایسا شخص نہو تو ایسا سپنڈ جو سگوتر نہو اور یہ نہو تو سگوتر جو سپنڈ نہو اور یہ بھی نہ ملے تو جو شخص نہ سپنڈ ہو نہ سگوتر متبنی کرنا چاہیے لیکن کسی صورت مین بہن کا یا بیٹی کا بیٹا گود لینا نہ چاہیے اور نہ اُنکو جنکا متبنی کرنا عقل کے نزدیک نامناسب ہے مثلاً بھائی یا چچا یا ماموں۔ تین قومون یعنی برہمن اور چھتری اور ویش کو چاہیے کہ خاص اپنی قوم کا لڑکا متبنی کرین۔ اور جو بیٹا کہ اکلوتا نہین ہے وہ گود دیا جاسکتا ہے شودر کے لیے بہن اور بیٹی کا بیٹا گود لینا جائز ہے۔ توضیحات دھرم شاستر صفحہ ۱۵۰۔

تبنی کا صحیح قاعدہ یہی ہے جو اوپر منقول ہوا اور مقدمہ مذکورہ بالا مین گو یہ امر بصراحت نہین بیان ہوا ہے کہ فریقین شودر تھے مگر ہم کو اُنھین ایسا ہی خیال کرنا چاہیے الاجواب شاستر کے مطابق معلوم نہین ہوتا۔

مین رام کشن دت کے ساتھ ہوا اصل مالک جائداد کا بھائی گوبند پرشاد ۱۸۵۳ء بنگلہ مین مرگیا اور ایک لڑکا کشن کشور اور ایک بیٹی دیا مائی چھوڑ مرا ۱۲۶۲ بنگلہ مین رام کشن دت گنگا مائی کا شوہر لاولد مرگیا۔ اصل مالک کی وفات کے بعد اسکی بیوہ بھگوتی مستحق وراثت کی تھی یا کہ اسکا بھائی گوبند پرشاد مستحق تھا۔ اگر بیوہ وارث تھی تو اسکی وفات کے بعد ورثہ گوبند پرشاد کو پہونچتا تھا یا کہ بیوہ مذکور کی لڑکی گنگا مائی کو۔ اگر بیٹی وارث جائز تھی اور اس نے باجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لیا ہو تو اسکی وفات کے بعد اسکا متبنی بیٹا مستحق ترکہ کا ہے یا نہین اگر یہ نہین ہے تو گنگا مائی کی وفات کے بعد کس وارث جائز کو اسکی جائداد ورثتاً پہونچے گی۔

فیصلہ — شیونا تھ کی وفات کے بعد اسکی جائداد استحقاق کی روسے اسکی بیوہ بھگوتی کو پہونچی تھی نہ اسکے بھائی گوبند پرشاد کو۔ کیونکہ اُس شخص کی جائداد جو کوئی وارث پر پوتے تک نہ چھوڑ مرے دھرم شاستر کے بموجب اسکی بیوہ کو ورثتاً پہونچتی ہے۔ بھگوتی کی وفات کے بعد وہ جائداد جو اسکو شوہر سے ملی تھی اُسکی بیٹی کو پہونچے گی جو اپنی مان کی وفات کے وقت غیر منکوحہ تھی نہ کہ شیونا تھ کے بھائی کو۔ کیونکہ آئین وراثت کے بموجب منجملہ تین قسم کی بیٹیون کے یعنی غیر منکوحہ بیٹی اور وہ جسکا شوہر زندہ ہے اور اسکے بیٹا پیدا ہونے کا احتمال ہے اور وہ جسکے بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اول قسم کی بیٹی کا حق وراثت فائق ہے بشرطیکہ اور وارث مرجح نہون۔ لیکن بیٹے کو جو گنگا مائی نے برضامندی اپنے شوہر کے گود لیا ہے اُس جائداد پر جو اسکی مان کو ورثتاً پہونچی تھی کچھ استحقاق حاصل نہین ہے کیونکہ داے بھاگ کے بموجب متبنی بیٹے کا دعوے بندھو کی جائداد پر جائز نہین ہے۔ اور اقوال منو جسکی روسے سب متبنے بیٹون کو قرابت دارون کے وارث ہونے کا استحقاق حاصل ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اُسی خاندان یعنی گود لینے والے باپ کے کنبہ کے اشخاص کی جائداد

جائداد موروثی جو بیٹی کو ورثتاً پہونچے وہ بیٹی کی وفات کے بعد اسکے متبنی بیٹے کو نہ ملیگی بلکہ اسکے باپ کے وارثون کو پہونچیگی

کا وارث ہے چنانچہ یہ امر بین ور دکلمتاولی مولفہ کلوک بھٹ اور اور کتب شاستر سے واضح ہے لہذا گنگا مائی کی وفات کے بعد اُسکے باپ کی جائداد جو اُسکو بعد وفات اپنی ماں کے ورثتاً پہونچی تھی اور ماں کا استحقاق محدود و اُسپر صرف اُسکی زندگی تک تھا اُسکے شوہر کے بھائی کے بیٹے کشن کشور کو پہونچے گی کیونکہ جب لاولد بیوہ کو جو اپنے شوہر کا نصف جسم متصور ہے جائداد پہونچے تو اُسکی وفات کے بعد جائداد مذکور اُسکے شوہر کے وارثون کی طرف عود کرتی ہے پس چونکہ بیٹی کا استحقاق بمقابلہ ماں کے ضعیف ہے لہذا جو جائداد کہ بیٹی کو ورثتاً حاصل ہوئی ہے وہ بدرجۂ اولی اُس کے باپ کے وارثون کی طرف عود کرے گی۔

ماخذ۔ جاگیملک کا قول دائے بھاگ اور اور کتب مین منقول ہے "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور اُنکے بیٹے اور کو ترج اور بندھو" الخ۔ دائے بھاگ صفحہ ۱۶۰۔

صدر دیوانی عدالت۔ یکم ستمبر ۱۸۱۲ء۔

مقدمہ گنگا مائی بنام کشن کشور چودھری وغیرہ۔

مقدمہ ۴ (س ۱-د ا) جو راج اور زمینداری کا مالک تھا تین بیٹے (ب) و (س) و (د) چھوڑ کر مرگیا اُسکی کل جائداد اُسکے بڑے بیٹے (ب) کو پہونچی۔ (ب) ایک بیٹا (ط) چھوڑ کر مرگیا جسکو کل جائداد ملی۔ (س) نے دو بیٹے (ع) و (ف) چھوڑ کر وفات پائی۔ پہلا اُنمین سے (ط) کے پیشتر مرگیا (د) بھی ایک بیٹا (م) چھوڑ مرا اور یہ (م) بھی (ط) کے قبل رحلت کرگیا۔ (ف) کے ایک (ن) لڑکا ہے (ط) لاولد مرگیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیوہ (ل) کل جائداد پر قابض ہوئی اور اُسنے بلا اجازت اپنے شوہر کے ایک لڑکے دو پدر (ی) کو متبنٰی کیا مگر اس امر مین اُسنے اپنے شوہر کے رشتہ دارون کی اجازت سے جلکے تحت مین وہ رہتی تھی حاصل کرلی تھی۔ اُسکی وفات کے بعد (ف) کا لڑکا

(ن) اُسکے شوہر (ط) کی جائداد کا دعویٰ کرتا ہے اب سوال یہ ہے کہ بیوہ (ل) کا
گود لینا جائز تھا یا ناجائز اور اس تبنی کی وجہ سے جائداد مذکور (د) اور (و)
کے وارثون کو پہونچے گی یا نہین۔

ج۔ اگرچہ بیر مترادوداے اور بیوہار کستبھ کے بموجب بیوہ اپنے شوہر کے
رشتہ دارون کی اجازت حاصل کرکے متبنی کرے تو جائز ہے مگر چونکہ دت تک ممانسا
مین اس قول کی تردید ہے لہذا بیوہ (ل) کا (د) پدر (ی) کو گود لینا بلا اجازت (ط)
کے جس امر کی کہ بیوہ مذکور مقر ہے ناجائز ہے اور یہ امر دت تک ممانسا و جگوبھیور
کے بموجب ہے۔

بیوہ کا بلا اجازت صریح مخصوص اپنے شوہر کے متبنی کرنا ناجائز ہے اور جیسا کہ ... کے موجب جس امر مین شوہر متوفے اسکے رشتہ دارون کی اجازت کافی نہین ہے۔
حوالجات تائید اسے مذکورہ بالا۔

ماخذ۔ باسشٹھ کا حکم ہے کہ "عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا یا دینا
نہ چاہیے"، جب کہ حاصل کرنا شوہر کی رضامندی کا غیر ممکن ہو تو غیر مجازیت بیوہ کی اس
قول سے مستنبط ہے۔ یہ اعتراض پیش کرنا نہ چاہیے کہ عورت کو رضامندی اپنے
شوہر کی بوجہ مطیع ہونے کے صرف اُس صورت مین ضرور ہے جب کہ شوہر زندہ ہو اور
بیوہ کے لیے یہ امر ضرور نہین ہے۔ یہ حجت صحیح نہین ہے کیونکہ قول مذکورہ بالا مین عورت
کا لفظ عموماً مستعمل ہوا ہے اور اجازت حاصل کرنے کے لیے شوہر کے مطیع
ہونے کی وجہ بیان نہین کی گئی ہے۔ مطیع ہونا عورت کا ایک اور قول مین
آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اگر اسکا شوہر نہو تو اُسکے رشتہ دار" الخ۔ اگر یہ
حجت پیش کیجاے کہ رشتہ دارون کی اجازت سے عورت متبنی کرسکتی ہے تو یہ بھی
غلط ہے کیونکہ اس صورت مین لفظ شوہر جو قول بالا مین آیا ہے بیفائدہ ہوگا اور تبنی سے
جو غرض ہے وہ حاصل نہوگی۔ شوہر کی اجازت سے غرض یہ ہے کہ گو زوجہ رسم تبنی ادا کرے
تاہم وہ شوہر کا بیٹا بنایا ہوا متصور ہو۔ دت تک ممانسا۔

س ۲۔ اگر (د) کی تبنی ناجائز ہے تو منجملہ (ا) کی اولاد کے جائداد موروثی
بعد وفات بیوہ (ل) کے جس نے تھوڑا عرصہ ہوا وفات پائی ہے کس سے
متعلق ہوگی۔

ج ۲- چونکہ وت تاک مما نسا کے بموجب (د) کا متبنی ہونا نا جائز قرار دیا گیا ہے لہذا (ط) کی کل جائداد جو اُسے (ب) اور (ا) سے پہونچی تھی (ف) کو جو (س) کا دوسرا بیٹا اور (ا) کا پوتا ہے اس وجہ سے ملے گی کہ (س) اور (د) دو چھوٹے بیٹے (ا) کے اور (ع) بڑا بیٹا (س) کا اور (د) بیٹا (م) کا (ط) کے سامنے مر گئے اور (ف) کی وفات کے بعد جائداد اُسکے بیٹے (ن) کو پہونچے گی۔ یہ راے متاچھرا کے موجب جو گورکھپور مین مروج ہے مرقوم ہوئی۔

ماخذ ا- "بعد ازان نزدیک ترسپنڈ سے ترکہ متعلق ہے" قول منو منقولہ متاچھرا۔

۲- "دادی اور وے رشتہ دار جو پنڈ اور پانی دینے کے مجاز ہین گوترج ہین -

اگر باپ کی اولاد مین سے کوئی وارث نہو تو یکے بعد دیگرے یہ لوگ وارث ہونگے - دادی - دادا - چچا اور اُنکے بیٹے - اگر دادا کی نسل سے کوئی نہو تو پردادی - پردادا اور اُسکے بیٹے اور اُنکی اولاد - اس ترتیب سے وارث ہونا رشتہ دارون گوتجوں کا جو پنڈ دینے کے مجاز ہین تصور کرنا چاہیے - اگر منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کے کوئی نہو تو وراثت اُنکو پہونچتی ہے جو پانی دینے کے مجاز ہین اور پانی دینے کے وے شخص مجاز ہین جو پنڈ دینے والے اخیر شخص سے ساتوین پیڑھی تک ہون یا وے جنکا گوت اور نسل خاندان معلوم ہو سکے - مصنف متاچھرا نے قول جاگبلک کے معنے اس طور پر لکھے ہین "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو" الخ - متاچھرا -

س ۳- (ن) کی بیوہ (د) جو چند روز ہوے مر گئی ہے اپنی حین حیات جائداد پر قابض رہنے کی مستحق تھی یا نہ تھی - اور (ص) اکلوتا بیٹا (ق) کا متبنی ہونے کے باعث سے بیوہ (د) کی حین حیات یا اُسکی وفات کے بعد جائداد کے وارث

بیوہ کی وفات کے بعد اُسکے شوہر کا حقیقی بھائی اُس جائداد موروثی کا جو اُسکو پہونچی تھی وارث ہوگا بشرطیکہ شوہر کا کوئی اور نزدیک تر وارث نہو۔

تحوالہ تائید راے مذکورہ بالا-

سلہ وارثون کی ترتیب مین عم زاد بھائی کا درجہ سترھوان ہے - صورت مذکورہ بالا مین بیوہ (ل) کا اپنی حین حیات جائداد پر قابض رہنے کا کچھ حق نہ تھا لیکن چونکہ وہ مر گئی تھی لہذا اس امر کی بحث بیفائدہ متصور ہوئی۔

ہونے کا مستحق ہے یا نہین اور صورت ہذا این کنبہ کا شجرہ یہ ہے -
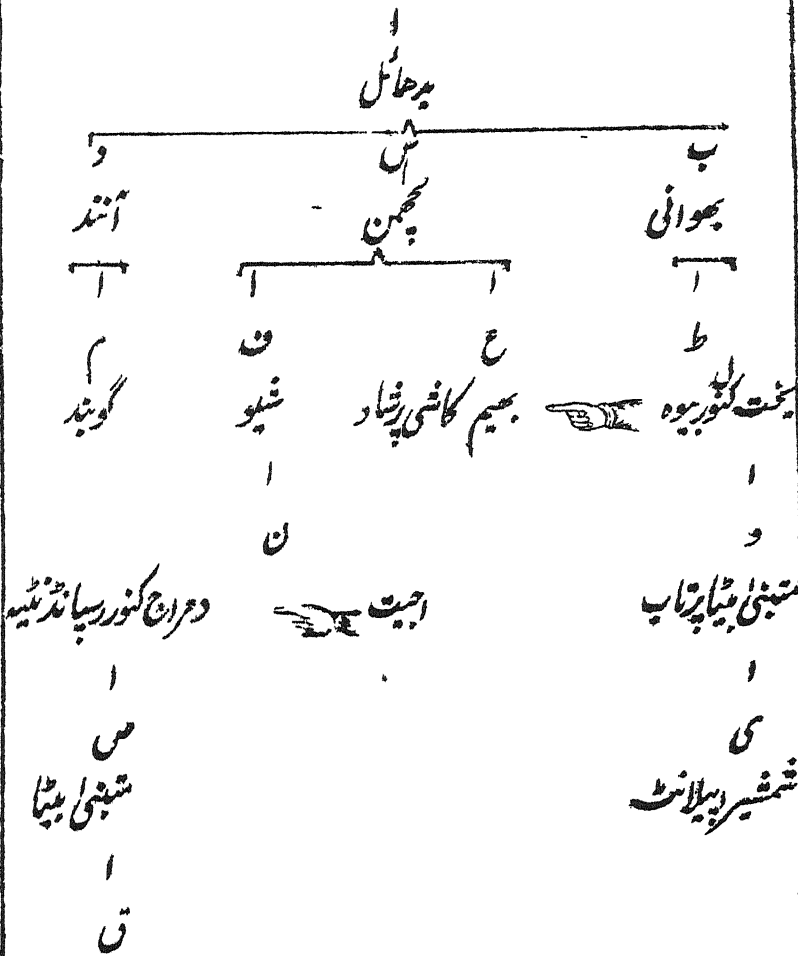
ا

بدھائل

ب — بھوانی
ٹ — بختاور کنور بیوہ
و — متبنی بیٹا پرتاب
ی — شمشیر دیپلانٹ

س — لچھمن
ع — بھیم کاشی پرشاد
ف — شیو
ن — اجیت

د — آنند
ر — گوبند
دھراج کنور رسپانڈنٹیہ
ص — متبنی بیٹا
ق

تیج ل اکلوتا بیٹا سر بجیت کا

تیج ۳- (ن) کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ (ر) اپنے میعن حیات جائداد پر قابض رہنے کی مستحق نہ تھی کیونکہ (ن) کو کل جائداد ور انتالی تھی اور شاستر کے بموجب بیوہ [1] صرف مستحق پانے جائداد منقسمہ منقولہ و غیر منقولہ کی ہے جو اُسکا

شاستر متیہ بنارس کے بموجب بیوہ اپنے شوہر متوالی کی جائداد غیر منقسمہ کی وارث نہین ہوسکتی - تبنی اکلوتے بیٹے کی ناجائز ہے

[1] بیوہ کا اپنے لاولد شوہر کی جائداد پر وارث ہونے کی بابت مابین شاستر بنگالہ اور بنارس کے یہ ایک بہت بڑا فرق ہے شاستر بنگالہ کے بموجب ہر صورت مین بیوہ وارث ہے خواہ جائداد منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ - اور شاستر بنارس کے بموجب بیوہ صرف جائداد منقسمہ ہونے کی صورت مین وارث قرار دی گئی ہے -

شوہر چھوڑ گیا ہو۔ اور شاستر میں دینا یا لینا اکلوتے بیٹے کا بطور متبنیٰ کے منع ہے۔ اگر (ق) نے اپنا اکلوتا بیٹا (ص) (ن) کو تبنیت کے لیے دیا اور (ن) نے بشمول اپنی زوجہ (و) کے گود لیا تو ایسی تبنیت جائز نہیں ہے اور (ص) کو غیر منقسمہ و غیر منقولہ جائداد (ن) پر قبل یا بعد وفات (ن) کے حق وراثت نہیں پہونچتا ہے اگر (ق) اپنے اپنا بیٹا (ص) (ن) کو اس شرط سے گود دیا کہ وہ دونوں کا بیٹا متصور ہو اور (ن) نے اس شرط کے بموجب اُسے بعد ادائے رسوم ضروری گود لیا ہو تو ایسے طریقہ تبنیت کو دوامشیائن کہتے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ شخص جو گود لیا گیا ہو وہ دونوں لینے اور دینے والے کا بیٹا متصور ہوتا ہے۔ ایسی تبنیت دت تک مما نسا کے بموجب جو کور ٹھیوریں جاری ہے جائز ہے اور (ص) جو بموجب ایسی تبنیت کے دوامشیائن بیٹا (ن) کا ہے بعد حیات (م) کے بھی (ن) کی جائداد پائے گا یہ رواج بموجب متاچھرا اور دت تک مما نسا اور دیگر کتب شاستر مروجہ کور ٹھیور کے ثابت ہوتی ہے

گر اُس صورت میں جائز ہے جب تبنیت دوامشیائن کے طریقہ کے بموجب عمل میں آئے جس کی رو سے متبنیٰ اپنے اصلی اور گود لینے والے باپ کا بیٹا متصور ہوتا ہے۔

ماخذ۔ ا۔ جو شخص اپنے شرکا سے علیحدہ ہو جائے اور دوبارہ شامل ہو اور بلا اولاد ذکور مر جائے تو اول اُسکی بیوہ جائداد پائے گی بشرطیکہ وہ عفیفہ ہو"۔

۲۔ "کسی شخص کو اکلوتا بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے کیونکہ مقصود اس سے یہ ہے کہ اسکے مورثوں کی نسل قائم رہے"۔ یہ قول باسشٹ کا ہے اور متاچھرا اور دت تک مما نسا اور دیگر کتب شاستر میں نقل ہے۔

۳۔ "باپ مجاز نہیں ہے کہ اپنے بیٹے کو دے ڈالے یا فروخت کر دے"۔ یہ قول اکلوتے بیٹے سے متعلق ہے۔ دت تک مما نسا۔

۴۔ دیے ہوئے اور اسی قسم کے بیٹے جو دونوں باپ کے بیٹے متصور ہوتے ہیں دو قسم کے ہیں۔ کامل دوامشیائن اور غیر کامل دوامشیائن۔ جو بیٹا اس شرط سے کہ یہ بیٹا ہم دونوں کا ہے متبنیٰ کیا جائے وہ دوامشیائن کامل ہے اور غیر کامل وہ ہے جسکی رسم موتراشی اصلی باپ کے گھر عمل میں آئے

اور رسم زنار بندی متبنی کرنے والے باپ کے نام سے ہو- چونکہ ایسا بیٹا دونون خاندانون کے نام ست کنبہ مین داخل کیا جاتا ہے لہذا وہ دونون باپ کا بیٹا ہے مگر ناقص طور پر" وت تاک میمانسا-

(۵) وے جو پنڈا اور پانی دیتے ہین رشتہ کی قربت کے بوجب ورثہ پاتے ہین" متاچھرا-

(۶) منجملہ بارہ بیٹون مذکورہ بالا کے اگر پہلا نہو تو ترتیب کے بموجب جو اُس سے دوسرا ہو وہ پنڈا اور پانی دینے کا مجاز متصور ہونا چاہیے اور ورثتاً جائداد کا حصہ پائے گا" متاچھرا-

س ۴- اگر ایسی تبنی ناجائز ہو اور بیوہ (د) کو اپنے حین حیات جائداد پر قابض رہنے کا استحقاق حاصل ہو تو اُسکی وفات کے بعد منجملہ (۱) کی اولاد کے کون اُسکا وارث ہوگا-

ان سوالون کا جواب شاستر متمشیہ گو رکھپور کے بموجب دینا چاہیے-

ج ۴- اگر (د) کو جائداد پر قابض رہنے کا اپنے حین حیات استحقاق حاصل تھا اور (ص) کی تبنی ناجائز ہے تو (د) کی وفات کے بعد اُسکے شوہر کا نزدیک تر وارث جو زندہ ہو وارث ہوگا- اس جواب کی تائید مین بھی وہی حوالہ ہے جو تیسرے سوال کے جواب مین لکھا گیا-

بیوہ کی حین حیات جائداد جو اُسے اُسکے شوہر متوفی سے پہونچی ہو اُسکے شوہر کا نزدیک تر وارث قائم مقام ہوگا

صدر دیوانی عدالت ۳- جنوری ۱۸۵۰ء-

راجہ شمشیر مل اپیلانٹ بنام رانی دلراج کنور رسپانڈنٹ-

مقدمہ ۱۵- س- ایک شخص قوم کا تیہ نے ایک شخص کا دوسرا بیٹا جو اُسکے پدری جانب سے رشتہ دار بعید تھا گود لیا اور تبنی کے وقت گود دینے والے کے کوئی اور بیٹا زندہ نہ تھا- اس صورت مین یہ تبنی جائز ہے یا نہین-

ج ۱- صورت مذکورہ بالا مین قول باسشٹ کے بموجب تبنی ناجائز ہے- "کوئی کسی آدمی کو اپنا اکلوتا بیٹا دینا" یا لینا الخ-

کسی رشتہ دار بعید کا اکلوتا بیٹا گود مین لیا جا سکتا

س ۲- اگر کسی شخص کا لڑکا جو اُسکی بڑی زوجہ سے ہو مر جاوے اور بعد ازان اُسکی چھوٹی زوجہ سے ایک لڑکا پیدا ہو- اس صورت مین پچھلا بیٹا جو بڑے بیٹے کے بجاے متصور کیا جاوے قابل گود دینے یا گود لینے کے ہے یا نہین-

ج ۲- اگر بڑی زوجہ کے لڑکے کی وفات کے بعد چھوٹی زوجہ سے لڑکا پیدا ہو تو دوسرا بیٹا پہلوٹھے بیٹے کے بجاے متصور ہوتا ہے اور جو فرائض کہ پہلوٹھے بیٹے پر واجب ہین اُنکا ادا کرنا اُسکو لازم ہے لہذا ایسے بیٹے کو دوسرا شخص متبنّٰی نہین کر سکتا-

تبنی بڑے بیٹے کا ناجائز ہے جو وہ پہلوٹھا ہو-

ضلع سارن- ۷ جنوری سنہ ۱۸۰۰ء-

مقدمہ ۱۶ س- ایک برہمن قوم کی عورت باشندہ ترہوت بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا بطور کرت تبرا اس نظر سے کہ اُسکی نسبت رسوم کریا کرم کا حقہ ادا کیجاوین گود لینے کی مجاز ہے یا نہین- اگر وہ ایک مرتبہ ایسا بیٹا گود لے اور بعد ازان وہ ایسی تبنی سے منکر ہو تو اس صورت مین ایسی تبنی درست اور واجب التعمیل متصور ہوگی یا نہین-

ج- ترہوت مین برہمن کی زوجہ اپنی قوم کے ایک شخص کو بطور کرت یعنی کریتریم کے ادا ے رسوم کریا کرم کے لیے گود لے سکتی ہے گو اُسکو اُسکے شوہر سے اجازت نہ ملی ہو- اس باب مین منو کا یہ قول ہے کہ "جس شخص کو کوئی آدمی اپنے بیٹے کے طور پر لے اور وہ شخص ہمقوم ہو تو وہ بنایا ہوا یعنی متبنّٰی بیٹا تصور کیا جاتا ہے اور قول بدھائن یہ ہے "وہ لڑکا جسکو کوئی شخص گود لے اور وہ ہمقوم ہو اور اسکو متبنّٰی ہونا منظور ہو وہ بنایا ہوا بیٹا ہے"

"جس آدمی کے بیٹا نہو اُسکو ہمیشہ بجاے اُسکے متبنّٰی لینا چاہیے"

اقوال مذکورۂ بالا سے مستنبط ہوتا ہے کہ عورت اپنے کریا کرم کے ادا کے لیے بیٹا گود لے سکتی ہے- عالمان قانون نے کرتریم تبرکی تبنی کے لیے شوہر کی اجازت ضرور نہین لکھی ہے لیکن ایسی تبنی دستور مقررہ کی روسے

بیوہ یا سدھوہ ترہوت کریتریم طریقہ کے بموجب بلا اجازت شوہر کے بیٹا گود لے سکتی ہے-

ہوئی ہے اگر بعد ایسی تبنی کے عورت اُس سے انکار کرے اور تبنی سے منکر ہو تو
استرداد ایسی تبنیت کا نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی قول بنی کی تنسیخ کے لیے واقع
نہیں ہوا ہے۔

س ۲- عورت ایک نابالغ کہ جسکی نسبت رسم اپنیان یعنی زنار بندی حسب ضوابط انکی قوم
کے ادا ہو چکی ہے بطور کرت تیر گود لینے کی مجاز ہے یا نہیں۔

ج ۲- عورت اُس وقت [illegible] کو گود لینے کی مجاز ہے جسکی زنار بندی بطور کرتا یا
اکرتری تیرم پتر کے [illegible] الدین کے عمل میں آوے جب کہ بیٹا کرتری تیرم [illegible]
کے [illegible] گود لیا [illegible] تو رضامندی متعاقدین کی ضرور ہے اور چونکہ بیٹا
تابع [illegible] الدین کا ہوتا ہے لہذا اُنکی رضامندی بھی ضرور ہے [illegible] اسے
وجہ [illegible] اور [illegible] لوگوں کے قول کے بموجب ہے جنکی کتب متعلقہ لا
میں مروج ہیں۔

عورت اُس رسم اپنیان ہی ہو گود لینے کی مجاز ہے۔

ضلع [illegible] ۲- [illegible] سنہ [illegible]

مقدمہ ۱- س تین بھائی زمیندار اراضی موروثی غیر منقولہ جائداد پر بالاشتراک
قابض ہیں منجملہ انکے ایک کے اولاد ذکور نہ تھی اُسنے اپنے بھائی کے بیٹے کو بطور
کرت تیر بنا لیا کیا اس صورت میں یہ تبنی درست اور جائز ہے یا نہیں۔

ج ۱- منجملہ تین بھائیوں مذکورہ بالا کے اگر ایک بھائی کے اولاد ذکور نہو اور
وہ دوسرے بھائی کے بیٹے کو بطور کرتری تیرم پتر جسکو عوام میں کرت تیر کہتے ہیں
متبنی کرے تو ایسی تبنی جائز ہے چنانچہ اتری کہتا ہے کہ جس آدمی کے
بیٹا نہو [illegible] الخ۔

بھتیجہ بطور کرتری تیرم بیٹے کے گود لیا جا سکتا ہے

س ۲- لاولد بھائی نے اپنے دوسرے بھائی کے بیٹے کو اپنا کرت تیر بنایا
اور وہ اپنے باپ کا صرف اکلوتا بیٹا تھا اس صورت میں اکلوتے بیٹے کو چچا اپنا
کرت تیر بنا سکتا ہے یا نہیں۔

ج ۲- صورت مذکورہ بالا میں تبنی جائز ہے کیونکہ چچا کی جانب سے عمل میں آئی ہے

بھتیجہ بطور کرتری تیرم بیٹے

[illegible] اس باب مین قول جات یہ ہے کہ [illegible] ایک عورت [illegible] سے
ساتھ جسکا نام [illegible] ہوا اور ایک لڑکا [illegible] سے پیدا ہوا
[illegible] اسکو [illegible] اور [illegible] اس [illegible] سے [illegible]
[illegible]

[illegible]

سوال۔ [illegible] ایک شودر نے اپنے بھائی کا بیٹا جسکی چار برس کی عمر
تھی متبنیٰ کرنے کی غرض سے لیا اور اُسکی پرورش کی اور اپنے نام سے اُسکا بیاہ کیا بعد ازان
متبنیٰ لینے والے باپ کے تین بیٹے زوجہ منکوحہ سے پیدا ہوے اب اگر شودر
مذکور نے لڑکا لیتے وقت رسم معینہ ادا نہین کی تو اس صورت مین تبنی کس
قدر کامل متصور ہوگی کہ متبنیٰ مذکور مستحق پانے جائداد اپنے متبنیٰ لینے والے
باپ کا ہوگا یا نہین ۔

جسے گود لیا ہو [illegible]
[illegible] گود لیا ہو ۔

بلا ادا کرنے طریقہ معینہ
کے تبنی جائز نہین ہے

فتویٰ۔ اس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ شودر نے متبنیٰ کرنے کی غرض سے اپنے
بھائی کا بیٹا جسکی عمر چار برس کی تھی لیا اور اُسکی پرورش کی اور اپنے نام سے اُسکا
بیاہ کیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد اُسکے تین بیٹے زوجہ منکوحہ سے پیدا ہوے
اور اگر اُسنے بغرض متبنیٰ کرنے کے اُسکو لیا تھا اُسوقت اُسنے رسم تبنی ادا
نہین کی تو اس حالت مین شاستر کے بموجب تبنیت کامل تصور نہین ہوسکتی ۔
وہ اُس شخص کی جائداد ورثتاً پانے کا مستحق ہے جسنے اُسے بغرض تبنی لیا تھا
یہ راے بموجب اقوال منقولہ دت تک ممانسا اور دت تک چندریکا اور
بیا دھیتامنی وغیرہ کے ہے ۔

ماخذ۔ اگر طریقہ تبنی ادا نہ کیا جاے تو اس صورت مین وہی مصنف اس باب
مین ایک قاعدہ خاص بیان کرتا ہے وہ یہ ہے کہ "جو شخص بلا لحاظ قواعد محکومہ
کے بیٹا گود لے وہ اُس متبنیٰ کا بیاہ کرسکتا ہے مگر اُسکو اپنی جائداد کا حصہ دار
نہین کرسکتا" معنی اسکے یہ ہین کہ جو شخص بلا طریقہ تبنی گود لیا جاے اُسکا صرف

بیاہ کیا جا سکتا ہے اُسکو جائداد نہین دیجا سکتی بلکہ خلاف اسکے ایسی صورت
مین زوجہ اور اور وارث ترکہ پاینگے ہیں واسطے خلفی ان پانچ قسم کے بیٹون
سے صرف اس صورت مین قائم ہوتا ہے جب کہ تبنی اسی طریقہ معینہ کے
ساتھ عمل مین آئے ”اگر دینے یا لینے کی صورت مین ہوم وغیرہ رسوم
ادا نہون تو ایسے بیٹے کی نسبت واسطے خلفی صادق نہین آتا ہے“
دت تک میمانسا۔

اگر طریقہ مقررہ پر لحاظ نہ کیا جاے تو اس صورت مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ متبنی
بیٹا مستحق اسقدر مال کا ہے جو اسکے بیاہ کے لیے کافی ہو اس قول کے بموجب
باپ کو چاہیے کہ بیٹون کی رسوم ابتدائی ادا کرے۔ متبنی کی نسبت بھی بجا لانا
رسوم مذکور کا جسکی تکمیل بعد تبنی کے ہونی چاہیے گود لینے والے باپ پر لازم
ہے چنانچہ اس امر سے جملہ متقدمین کے اُس دستور کی تائید ہوتی ہے جسکی رو سے
تبنی کی نسبت کوئی زمانہ خاص معین نہین ہے۔ کیونکہ معنی ہماری تاویل کے اُس فقرہ
کی نسبت جسکا منقول ہونا پرانون سے قیاس کیا گیا ہے عیان ہے۔ چنانچہ
ایک مصنف کا قول درباب نجاز ورثت نہونے اُس شخص کے جو بلا لحاظ
قاعدہ معینہ متبنی کیا جاے یہ ہے کہ ”اگر ایک بیٹا صلبی یا کسی کا دیا ہوا بیٹا موجود
ہو اور ایک بیٹا بلا لحاظ طریقہ معینہ گود لیا جاے تو ترکہ صرف اُس شخص کو
پہونچے گا جو اپنے باپ کی جائداد کا بطور واجب مالک ہو“ منو کا قول
ہے کہ ”جو شخص بلا لحاظ قواعد محکومہ کے بیٹا گود لے وہ اُس متبنی کا بیاہ
کر سکتا ہے مگر اُسکو اپنی جائداد کا حصہ دار نہین کر سکتا“ یہ دونون قول دت تک
چندریکا مین منقول ہین۔ بیاد چنتامنی مین یہ قول منقول ہے کہ ”جو لڑکا کہ طریقہ
معینہ شاستر کے بموجب متبنی نہ کیا جاے تقلیدی بیٹا ہے اور مستحق حصہ پانے
جائداد کا نہین ہے“ ۔۔

۔ قرار واقعی ادا کرنا خاص رسوم معینہ کا ضرور نہین ہے البتہ منجملہ طریقون مقررہ کے خاص طریقون کو ہم

عدالت اپیل کلکتہ - ۲۰ اپریل ۱۸۷۸ء -

مقدمہ نمبر ۱۳۱ - ایک شخص جسکے لڑکا موجود تھا بحالت بیماری اپنی زوجہ کو متبنی کرنے کے لیے ہدایت کر گیا بعد اسکی وفات کے بیوہ نے ایک سوال واسطے حصول اجازت تبنیٰ عدالت مین نذر کیا اس صورت مین اگر شوہر کا صلبی لڑکا بقید حیات ہو تو بیوہ کو ایک اور لڑکا گود لینے کی اجازت دیجا سکتی ہے یا نہین -

ج - زوجہ مجاز نہین ہے کہ درصورت موجود ہونے اسکے شوہر کے صلبی بیٹے کے متبنی کرے گو اس امر کے لیے اسکا شوہر ہدایت کر گیا ہو متبنی کرنا بحالت موجود ہونے صلبی بیٹے کے زوجہ کے لیے منع ہے - ؎

دوسرا سری طور پر اس غرض سے ادا کرنا چاہیئے کہ گود لینے والے کا گود لینا بلاشبہ ثابت ہوجاوے -

؎ فقرہ مرقومہ ذیل مین جو لفظ مرت کا واقع ہوا ہے اُس سے تبنیت کی غیر مجازیت درصورت ہونے اولاد ذکور کے ظاہر ہے "پس اگر کوئی شخص جسکا بیٹا مرگیا ہے مگر پوتا زندہ ہے بیٹا گود لے تو یہ امر خلاف عقل ہے - لہذا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مرف وہ شخص مجاز گود لینے کا ہے جسکے پوتا یا پرپوتا نہو" اس فقرہ دت تک چندریکا کی توضیح مین مصدرلین صاحب نے اپنے خلاصہ مین یہ لکھا ہے کہ "ضرور ہے کہ اُس شخص کے جو بیٹا گود لیا چاہتا ہو اولاد ذکور قابل ادا کرنے اُن رسوم کے نہو" اولاد کے لفظ سے پوتا اور نواسہ مراد ہے اور یہ مستنبط ہوسکتا ہے کہ "اگر ایسی اولاد ذکور موجود ہو مگر کسی قانونی ممانعت کی وجہ سے مثلاً بوجہ ذات سے خارج ہونے کے قابل ادائے رسوم مذکورہ بالا کے نہو تو ایسی صورت مین بیٹا گود لینا جائز ہوسکتا ہے" فی الواقع قاعدہ تبنیٰ کی یہ صحیح توضیح ہے لیکن مصنف سباد بھنکار نو کہتا ہے کہ چونکہ باوجود ہونے صلبی بیٹے کے دیے ہوئے بیٹے کی تبنیٰ اس طور پر جائز ہے لہذا وہ مثل اُس متبنی بیٹے کے جسکی تبنیٰ کے بعد ایک صلبی بیٹا پیدا ہو ثلث حصہ پاوے گا - اور سری دھر سوامی نے توضیح اس فقرہ سری بھاگوت کے کہ داسے راجہ اُسنے باجازت سیمنت کے اکیوتی کو دے دیا اور وسے فرائض جوگ

مقدمہ ۱۲۔س۔ اگر ایک شخص مبتلاء مرض جذام پر اشچت جسکے کرنے کا اس مرض کے لیے شاستر مین حکم ہے کرے اور ایک لڑکے کو بطور اپنے بیٹے کے گود لے تو ایسی تبنیت درست اور جائز ہے یا نہین۔

ج۔ جو شخص کہ مرض جذام یا اسی قسم کے کسی اور مرض مین مبتلا ہو وہ بعد بجا لانے پر اشچت معینہ کے پاک ہو جاتا ہے اور وید کے بموجب پردان یعنی دو چند طریق و رسوم کے بجا لانے کا مجاز ہوتا ہے لہذا اگر شخص مجذوم اس طور پر پاک ہونے کے بعد بیٹا گود لے تو ایسی تبنیت درست اور جائز ہے۔ ؎۱

الا اس صورت مین کہ وہ کفارہ معینہ یعنی پر اشچت ادا کرے۔

باب ساتوان

نظائر متعلقہ نابالغی کے بیان مین

مقدمہ ۱۔س۔ ایک شخص جسکے پاس کچھ جائداد منقولہ و غیر منقولہ تھی مر گیا منجملہ جائداد مذکور کے کچھ موروثی تھی اور کچھ مکسوبہ اور شخص مذکور اپنی زوجہ نابالغ چھوڑ مرا۔ اس صورت مین اسکا خسر جائداد کے اہتمام کرنے کا مستحق ہے یا اسکے دادا کا بھائی خواہ وہ اسکے شامل رہتا تھا یا علیحدہ۔

ج۔ نابالغ بیوہ کی جائداد کا اہتمام اول اسکے شوہر کے رشتہ دار یعنی اسکے دادا کے بھائی پر منحصر ہے اور در صورت ہونے ایسے رشتہ دار کے بیوہ مذکور

جائداد جو بیوہ نابالغ کو بھی ملی ہو اسکا اہتمام اسکے شوہر کے رشتہ دارون کے ذمہ ہے اور نہ ہون تو بیوہ مذکور کے رشتہ دارون کے۔

؎۱ یہ رائے صحیح ہے مگر جس پنڈت نے یہ بیوستہ لکھا اُسنے بتائید اپنی رائے کے کسی ماخذ کا حوالہ نہین دیا۔ فقرہ منقولہ خلاصہ جگناتھ ذیل مین لکھا جاتا ہے اُس سے رفع سہو ہو سکتا ہے۔
جگناتھ کا قول ہے کہ وہ جو شخص مرض پیلیا یہ یا اور اسی قسم کے مرض مین مبتلا ہو اُسکو بجا آوری امور دینی محکومہ وید کے لیے پر اشچت کرنے کا حکم ہے۔ پس یہ مستنبط ہے کہ جس طور پر وہ شخص رسوم مذہب کے ادا کرنے کا مجاز ہوا ہے اُسی طرح وہ ورثتاً جائداد پانے کا بھی مستحق ہوتا ہے۔

سے گے باپ پر نہین ہے - اگر شوہر کے رشتہ دار نہون تو اُس صورت مین بیوہ کا باپ اُسکا ولی ہوگا چنانچہ اس باب مین نارد کا قول داے بھاگ مین منقول ہے اور وہ یہ ہے "کہ جب کہ شوہر مرجائے تو اُسکے رشتہ دار اُسکی لاولد بیوہ کے ولی ہین اور اُنکو درباب انتقال جائداد اور بیوہ کی خبرگیری اور پرورش کے اختیار کلی ہے"۔ لیکن اگر اُسکے شوہر کا کنبہ معدوم ہوگیا ہو اور کوئی شخص ذکور سے نہو اور ہو تو معدوم ہو تو بیوہ کے باپ کے رشتہ دار اُسکے ولی ہونگے بشرطیکہ اُسکے شوہر کے کوئی رشتہ دار سپنڈ تک نہو۔

ضلع ہوگلی - ۹ جولائی ۱۸۱۵ء۔

مقدمہ ۲ - س - ایک نابالغ یتیم کے ایک بڑا بھائی بالغ ہے اور دو بہنین وے بھی بالغ اور منکوحہ ہین - اس صورت مین دھرم شاستر کے بموجب منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کے کون شخص بطور ولی اُسکے بیاہ کرنے کا مجاز متصور ہے -

ج - نابالغ کے بیاہ کرنے کا صرف بڑا بھائی مجاز ہے چنانچہ سنسکار رتناکر (؟) مین لکھا ہے کہ اول تو باپ اپنے بیٹے کے رسوم ابتدائی مثلاً اُسکا بیاہ وغیرہ کرے - وہ نہو تو دادا اور دادا نہو تو بھائی یا چچا یا چچا کا بیٹا - اور اگر ان اشخاص مین سے کوئی نہو تو مان - لہذا اس صورت مین بیٹے کے بیاہ کرنے کا استحقاق صرف بڑے بھائی کو حاصل ہے اُسکی بہنون اور بہنون کے شوہرون کو اس باب مین مداخلت کرنے کا کچھ استحقاق نہین ہے -

رشتہ دارون کی ترتیب جنکو نابالغ کے بیاہ کرنے کا استحقاق حاصل ہے -

ضلع الہ آباد - ۱۰ جنوری ۱۸۱۶ء -

مقدمہ ۳ - س - اگر ایک نابالغ بیوہ لاولد کا باپ اور اُسکے شوہر کا بھانجا موجود ہو تو اُنمین سے کون اُسکی جائداد کے اہتمام کرنے کا مستحق ہے -

ج - اشخاص موجودہ بالا یعنی منجملہ بیوہ کے باپ اور اُسکے شوہر کے بھانجے کا بھانجا اُسکا ولی جائز ہے اور اُسی کو درباب پرورش بیوہ مذکورہ اور انتقال جائداد اور اُسکی خبرگیری کے اختیار ہے کیونکہ اُسکی وفات کے بعد وہ وارث اُسکی جائداد

اگر بیوہ کے شوہر کا بھانجا موجود ہے تو بیوہ کا باپ اُسکا ولی نہین ہوسکتا -

گا ہے۔ یہ راے داے بھاگ اور رواسے کرم سنگرہ اور دا سے تتو وغیرہ کے بموجب ہے۔

ضلع جنگل محال۔ ۲۔ جولائی ۱۸۲۲ء۔

مقدمہ ۴۔ س۔ ایک زمیندار دو نابالغ بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور اُنکی مان اور چچا موجود ہین اس صورت مین نابالغ کی ذات اور اُسکی جائداد کی نسبت ولایت کا استحقاق اُنکی مان کو ہے یا اُنکے چچا کو۔

ماں اپنے نابالغ بچوں کی بترجیح اُنکے چچا کے ولی ہوتی ہے۔

ج۔ نابالغون کی ذات اور جائداد کی ولی اُنکی مان ہے لیکن اگر مان جائداد مذکور بیع یا کسی اور طور پر انتقال کرے اور اُسکے واسطے کوئی اشد ضرورت نہو مثلاً کھانا کپڑا جسکا سر انجام لابد ہے تو اس سے اختیار اہتمام جائداد لے لیا جاوے اور اُنکے چچا کے حوالہ کیا جاے بشرطیکہ وہ لئیق اور دیانت دار ہو۔

ضلع ۲۴ پرگنہ ۱۰۔ امئی ۱۸۱۰ء۔

مقدمہ ۵۔ س۔ ایک شخص زوجہ اور بیٹا چھوڑ کر مر گیا۔ اگر بیوہ حین حیات اپنے بیٹے کے کسی شخص پر بابت اپنے شوہر کی غیر منقولہ جائداد کے نالش کرے تو اُسکی نالش شاستر کے بموجب قابل سماعت ہے یا نہین۔

بیوہ جسکے بیٹا ہو وہ اپنے شوہر کی جائداد کے واسطے نالش کر سکتی ہے بشرطیکہ اُسکا بیٹا نابالغ ہو۔

ج۔ جب کہ مالک متوفی کا بیٹا موجود ہے تو اُسکی بیوہ کی نالش بدعوی اپنے شوہر کی جائداد کے قابل پذیرائی نہین ہے الا اُس صورت مین کہ اُسکا بیٹا نابالغی یعنی سولہ برس کی عمر سے کم ہو تو اس صورت مین بیوہ کی نالش جو اُسکے بیٹے کی جانب سے ہو قابل سماعت ہے کیونکہ وہ اُسکی ولی ہے۔

عدالت اپیل مرشد آباد ۱۵۔ فروری ۱۸۱۲ء۔

باب آٹھوان

ہبہ کے بیان مین

مقدمہ ۱۔ س ۱۔ اگر کوئی شخص اپنی کل جائداد یا اُسکا جزو دستاویز سے

ذریعہ سے منتقل کردے اور اُسمین لکھدے کہ وہ اور اُسکی زوجہ حین حیات اپنے جائداد پر قابض رہینگے اور اُنکی وفات کے بعد منتقل الیہ اُنکا کریا کرم ادا کرکے جائداد مذکور پر متصرف ہو مگر بعد تھوڑے عرصہ کے وہ جائداد مذکور کا ایک جزو دوسرے شخص کو دے اور جزو موہوبہ پر اس پچھلے موہوب الیہ کو قابض کرادے تو اس صورت مین پچھلا ہبہ جائز ہے یا کہ منسوخی اُسکی ہبہ سابق سے لازم آتی ہے۔

ج ۱- اگر شخص مذکور جائداد کو برہمن کے نام ادا ے رسم دینی مثلاً دیوتاؤن کی پرستش یا کریا کرم وغیرہ کے لیے منتقل کردے اور منتقل الیہ ایفاے شرائط کرے تو ہبہ ثانی درست اور جائز نہین ہے لیکن اگر شخص مذکور نے منتقل الیہ کے سامنے جائداد مذکور کو ہبہ کردیا ہے اور پچھلا موہوب الیہ اُسپر بلامزاحمت متصرف رہا ہو تو یہ ہبہ قابل تردید نہین ہے۔

جائداد جبکہ برہمن کے نام دینی امور کے لیے منتقل کردیجاے تو وہ بلا اجازت منتقل الیہ کے کسی اور کو نہین دیجا سکتی ہے۔

س ۲- اگر واہب نے منجملہ جائداد کے جو اُسکے قبضہ مین تھی ایک جزو دوسرے شخص کو بذریعہ ہبہ نامہ دے دیا ہو اور جائداد موہوبہ پر قابض کراکر پھر اُسکو بیدخل کیا ہو تو اس صورت مین پچھلا موہوب الیہ واہب پر ہبہ کے واسطے ہبہ نامہ کی رو سے نالش کرسکتا ہے یا نہین۔

ج ۲- صورت مذکورہ بالا مین پچھلے موہوب الیہ کو اختیار ہے کہ جائداد موہوبہ پر قبضہ حاصل کرنے کے لیے واہب پر نالش کرے اور واہب پر ایفا اُسکے دعوے کا واجب ہے۔

موہوب الیہ بیدخلی کی نالش واہب پر کرسکتا ہے۔

س ۳- پہلا منتقل الیہ واہب کی وفات کے بعد حسب نوشتہ دستاویز انتقال ایفاے شرائط کرکے اُس جائداد کا دعوی کرے جسپر پچھلا موہوب الیہ دخیل ہے تو اس صورت مین منتقل الیہ ایسی جائداد کا مستحق ہے یا نہین۔

ج ۳- اگر واہب نے اپنی جائداد منقولہ یا کسی اور قسم کی جائداد کو جو اُسکے قبضہ مین تھی دوسرے شخص کو بخشش دی ہو اور اُسکو قابض کرادیا ہو تو اس صورت مین

موہوب الیہ جو فی الواقع قابض ہے اُسپر منتقل الیہ

سابق کا کچھ مواخذہ نہین ہوسکتا۔

واہب کی وفات کے بعد منتقل الیہ اول منتقل الیہ ثانی پر جائداد کے لیے قانوناً نالش نہین کرسکتا - اگر منتقل الیہ اول نے جملہ شرائط مصرحہ دستاویز کی تعمیل کی ہے تو وہ باستثناء اُس حصہ کے جو منتقل الیہ ثانی کو ملا ہے منتقل الیہ اول کی کل جائداد پانے کا مستحق ہے -

س ۴ - اگر کوئی شخص اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ دوسرے شخص کو ہبہ کرکے ہبہ نامہ لکھدے تو اس صورت مین واہب اُس ہبہ کو عرصہ پندرہ یا بیس برس تک اپنے قبضہ مین رکھنے کا مجاز ہے یا نہین -

جائداد موہوبہ واہب کے قبضہ مین نہین رہ سکتی -

ج ۴ - جائداد موہوبہ کو واہب اپنے قبضہ مین رکھنے کا مجاز نہین ہے اور یہی مقولہ مسلمہ ہے -

عدالت اپیل کلکتہ - ۲ - مارچ ۱۸۶۸ء -

گوبند رام مصر بنام کشور لال سکل -

مقدمہ ۲ - س - ایک زمیندار کے دو زوجون کے بطن سے اولاد تھی یعنی اول زوجہ سے دو بیٹے زید اور بکر تھے اور دوسری زوجہ سے عمرو اور خالد اور ایک لڑکی ہندو تھی - بیٹا زید اپنے باپ سے علیحدہ ہوگیا اور کنبہ کا مکان سکونت چھوڑ دیا اور زمیندار مذکور کی بڑی زوجہ قبل اسکے دوسرے بیاہ ہونے کے مرگئی - بعد ازان اُسکی دوسری زوجہ اور اسکے تینون بیٹے بکر اور عمرو اور خالد بطور کنبہ مشترکہ کے اُسکی وفات تک شامل رہے اور اُسکی وفات کے بعد زمینداری پر قابض ہوے اور بطور کنبہ مشترکہ کے بالاتفاق رہے لیکن چونکہ بعد تھوڑے عرصہ کے وے زر مالگزاری ادا نہ کرسکے لہذا زمینداری سے مستعفی ہوے اور علیحدہ ہوگئے اور سکونت کی حویلی بھی چھوڑ دی اور بعد اس علیحدگی کے پھر شامل نہوے - بعد ازان عمرو اور خالد باپ کے مکان مین پھر جاکر رہے صرف عمرو نے باپ کی زمینداری کا ایک جزو حاصل کیا بعد اسکے بکر بھی اُسی حویلی کے ایک مکان مین آن کر رہا اور عمرو اور خالد بعد ازان لاولد مرگئے اور قبل اُنکی وفات کے اُنکی ازدواج نے وفات پائی تھی اور جب عمرو اور خالد مذکور مرگئے تب اُنکی مان زمینداری پر قابض

ہوئی اور زر مالگزاری واجب ادا کیا اور اُسنے کل زمینداری کا ہبہ نامہ بنام اپنی بیٹی ہندہ اور اسکے بیٹے کے بغرض اُنکی پرورش اور مصارف اپنے کریا کرم کے لکھدیا۔ بعد لکھنے اس ہبہ نامہ کے وہ مرگئی - اب بکر اُس جائداد کا جو اُسکی سوتیلی ماں نے ہبہ کردی دعوی کرتا ہے اس صورت مین دعویدار اُس جائداد کو ورثتا پانے کا مستحق ہے یا نہین اور ہبہ جائز ہے یا نہین۔

ج۔ اگر واہبہ کو جائداد بطور ورثہ کے اُسکے بیٹے عمرو سے ملی تھی تو وہ اس صورت مین مجاز نہین ہے کہ بلا اجازت اپنے سوتیلے بیٹے بکر کے کل زمینداری کو اپنی دختر اور نواسہ کو دے دے لہذا اُسکی وفات کے بعد جائداد مذکور دعویدار بکر کو پہونچے گی لیکن اگر واہبہ نے زمینداری مذکور کو اپنے نام منتقل کرا لیا تھا اور اپنا نام دفتر سرکار مین بحیثیت ملکیت درج کرا کے استحقاق جدید حاصل کیا تھا تو اس صورت مین وہ ہبہ کرنے کی مجاز ہے اور ہبہ جائز متصور ہوگا اور اسی واسطے واہبہ کی بیٹی اور نواسہ کو بذریعہ ہبہ نامہ کے استحقاق صریح حاصل ہے اور بکر کو جائداد مذکور سے کچھ علاقہ نہین ہے۔

گو ماں کو بیٹے سے جائداد ورثتا پہونچی ہے تو وہ اُسے اپنی دختر اور نواسہ کو ہبہ کرنے کی مجاز نہین ہے اور اُسکی وفات کے بعد وہ اُسکے سوتیلے بیٹے کو چو شامل نہین پہونچے گی۔

ضلع میدنی پور۔

مقدمہ ۳۔ س۔ ایک زمیندار کے منجملہ دو بیٹون کے بڑا بیٹا دو بیٹے چھوڑ کر مرگیا بعد ازان زمیندار مذکور نے اپنی کل جائداد موروثی منقولہ وغیر منقولہ بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے دوسرے بیٹے کے نام منتقل کردی - اس صورت مین ہبہ جائز ہے یا نہین۔

ج۔ غیر منقولہ جائداد جو زمیندار کو اُسکے مورثون سے پہونچتی ہے اُسکو وہ اپنے دوسرے بیٹے کو بلا اجازت اپنے بڑے بیٹے کے بیٹون کے ہبہ نہین کرسکتا اور ہبہ نامہ باطل اور ناجائز متصور ہوگا وہ مستحق دے ڈالنے زیور اور غیر منقولہ اشیا کا ہے گو وے اُسکو دادا سے ملی ہون - یہ رائے بہادر تنا کر اور متا چھرا اور دو کتب شاستر کے بموجب ہے۔

جائداد اراضی موروثی صرف ایک بیٹے کو بغیر رضامندی دوسرے بیٹے کے بیٹون کے نہین دی جاسکتی۔

ماخذ - قول جاگیلاک ''وہ ارضی جو دادا کی مکسوبہ ہے اُسمین باپ اور بیٹے کا حق ملکیت یکسان ہے اور حقوق خور و پوش اور مال منقولہ مین بھی ''

''باپ کو جائداد موروثی کے غیر مساوی تقسیم یا ہبہ کرنے کا اختیار نہین ہے'' یہ مقولہ بیاورتنا کر کا ہے -

''وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے لیے ذریعہ پرورش ضرور ہے لہذا ہبہ یا بیع کرنا نہ چاہیے''

قول جاگیلاک ''جواہرات اور موتی اور مونگہ اور منقولہ مال کا باپ مالک ہے لیکن کل غیر منقولہ جائداد کا نہ باپ مالک ہے نہ دادا -

ضلع بھاگل پور - ۷ - اپریل ۱۸۱۰ء -

مقدمہ ۴ - س ۱ - ایک لاولد بیوہ کو اُسکے شوہر کے ترکہ سے ارضی اور اور قسم کی جائداد ورثتاً ملی اس صورت مین درحالت موجود ہونے اُسکے شوہر کے اور وارثون کے وہ جائداد مذکور دینے یا بیع کرنے کی مجاز ہے یا نہین اور اگر وہ اُسے کسی طرح انتقال کرے تو ایسا انتقال جائز اور درست ہوگا یا نہین -

بیوہ منجملہ جائداد اپنے شوہر متوفی کے ایک جزو اپنے شوہر کی عقبے کی بہتری کے لیے اور اپنی پرورش کے واسطے منتقل کرسکتی ہے -

ج ۱ - بیوہ جسکے اولاد ذکور نہو وہ اپنے شوہر کی رسوم کریا کرم کی تکمیل کے لیے منجملہ اپنے شوہر کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ایک جزو دے سکتی ہے اور اگر وہ نان نفقہ سے محتاج ہو تو وہ اسقدر حصہ جائداد کا بیع کرسکتی ہے جو اُسکی پرورش کے لیے کافی ہو باستثناء ان صورتون کے اور کسی حالت مین اگر بذریعہ ہبہ یا بیع یا کسی اور طور پر جائداد انتقال کرے تو ایسا انتقال باطل اور ناجائز تصور کرنا چاہیے -

س ۲ - بیوہ بلا اجازت اپنے نواسہ کے جائداد کا جزو بیع کرنے کی مستحق ہے یا نہین اور اگر اُسنے فی الواقع بیع کیا ہے تو ایسا بیع برقرار رکھا جاسکتا ہے یا نہین -

جائداد مذکور کو وہ اپنی پرورش کے واسطے بیع نہین کرسکتی اگر

ج ۲ - اگر نواسہ اُسکی پرورش کرتا ہے تو وہ بلا اجازت اُسکے انتقال جائداد نہین کرسکتی اور اگر اُسنے فی الواقع بیع کیا ہے تو وہ بیع باطل ہے لیکن اگر نواسہ

وارث اسکی پرورش کرے۔

اُسکی پرورش کرنے سے انکار کرے تو وہ اُسقدر جائداد بلا اجازت اُس کے بیع
کرسکتی ہے جو اُسکی پرورش کے واسطے مکتفی ہو اور ایسا بیع جائز اور درست
متصور ہوگا۔

ماخذ۔ اس راے کا داے بھاگ ہے چنانچہ اُسمین یہ قول درج ہے کہ "اگر
وہ کسی اور طور پر اپنی پرورش نہ کرسکے تو اُسکو اپنی جائداد رہن کرنے کا اختیار ہے
اور اگر یہ صورت بھی مکتفی نہو تو وہ علی ہذا القیاس اُسکو بیع یا کسی اور طور پر منتقل کرسکتی ہے
اُسکو اپنے شوہر کے چچاؤن اور اور رشتہ دارون کو اپنی حیثیت کے مطابق اپنے
شوہر کی رسوم کریاکرم کے وقت ہدیہ دینا چاہیے"۔

ضلع راج شاہی۔

مقدمہ ۵۔س۔ اگر کوئی شخص منجملہ جائداد مشترکہ کے اپنے جائز حصہ سے زیادہ ہبہ کردے
تو اس صورت مین ہبہ نامہ ناجائز ہے یا کہ موہوب لہ واہب کا اصل حصہ پاویگا۔

بموجب طریقہ مروجہ بنگالہ کے اگر کوئی شخص منجملہ جائداد مشترکہ کے اپنا حصہ ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے۔

ج۔ اگر واہب نے منجملہ جائداد مشترکہ کے اپنے حصہ سے زیادہ جائداد بذریعہ ہبہ نامہ
کے منتقل کردی ہے تو ایسا ہبہ نامہ ناجائز اور نادرست متصور نہوگا بلکہ موہوب لہ اُسیقدر
جائداد پانے کا مستحق ہوگا جسقدر کہ منجملہ جائداد مشترکہ کے واہب کی قرار پاوے یہ راے
داے بھاگ اور داے تتو اور بیادار نوستو اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے"۔ [1]

ضلع جنگل محال۔ ۲۶ مئی ۱۸۱۶ع۔

مقدمہ ۶۔س۔ ایک شخص نے کچھ اراضی اور مکانات اپنے نواسہ کی زوجہ
کو ہبہ کیے وہ اُسپر کچھ عرصہ تک قابض رہی اور اُسنے بحالت مبتلا ہونے
اُس مرض کے جو باعث اُسکی وفات کا ہوا جائداد مذکور اپنے نواسہ کے نام
ہبہ کردی اور اُسنے باوصف موجودگی اپنی حقیقی بہن کے جو مدعیہ ہے اور

[1] پنڈت جسنے راے مذکورہ بالا لکھی ہے اُسنے کتب مذکورہ بالا سے اس اپنی راے کی تائید مین قول
نقل نہین کیے مگر اُسکا یہ مسئلہ بموجب آئین متشبہ بنگالہ کے درست ہے چنانچہ راے متعلقہ ایک مقدمہ مین
سے یہ امر ہویدا ہے۔ مقدمہ ۱ - ۱۲ و ۱۶ معائنہ کرو۔

دوسری بہن کے بیٹے کے جو مدعا علیہ ہے اور سوتیلے بھائی کے اُسی جائداد کو دے ڈالا
اس صورت مین کونسا ہبہ جائز اور واجب التعمیل ہے۔

جو شخص غیر منقولہ جائداد اپنے شوہر کی
بروئے ہبہ کے کسی کو دے وہ
اُس نے دیہہ کی جائداد
خاص ہے اور انکو اسپر
اختیار کلی حاصل ہے۔

نمبر ج۔ عورت مذکورہ نے اس جائداد کو جو اُسنے اپنے شوہر کے نانا سے پائی تھی ہبہ
کر دیا یہ ہبہ جائز ہے کیونکہ جائداد موہوبہ اُنکی ذات خاص کی ملک تھی جسکو شاستر مین
سوداییک یعنی بخشش جو واسطہ دار محبت سے ملی ہو کہتے ہین اور اُسکے حین حیات اسکے
بیٹے کو ہبہ کرنے جائداد مذکور کا اختیار نہین ہے کیونکہ اُنکو حق ملکیت اُسپر حاصل نہین ہے
یہ رائے داے بھاگ اور داے تتو اور بیا دھنکار نو اور کتب شاستر کے بموجب ہے۔

قول کاتیائن یہ جو کچھ عورت کو اپنے بیاہ کے بعد یا قبل اور اپنے شوہر یا اپنے باپ
کے گھر شوہر یا والدین سے ملے اُنکو ایسی بخشش کہتے ہین جو واسطہ دار محبت سے ملی ہو
اور چونکہ وے لوگ ایسی بخشش کو براہ محبت دیتے ہین لہذا شاستر کے بموجب ایسی
جائداد اُن عورت کی ملک خاص قرار دی گئی ہے جسکے قبضہ مین وہ ہو بشرطیکہ عورت
مذکورہ نیک رویہ ہون اور ایسی بخشش پر عورات کا اختیار کلی ہمیشہ سے تسلیم
کیا گیا ہے اور انکو حسب مرضی اپنے اُسکے بیع کرنے یا دے ڈالنے کا اختیار ہے
گو وہ اراضی ہو یا سکانات ؎۔

قول مرقومہ بالا کے معنی جیند الشر نے یہ لکھے ہین اور وے بیا دھنکار نو مین منقول
ہین۔ یعنی جیند الشر نے ان الفاظ کے بعد کہ دو باپ کے گھر مین یہ عبارت قائم
کی ہے کہ دو اُسکے بھائی یا والدین سے" لیکن یہ عبارت صرف تمثیلاً تحریر ہوئی ہے اور
حاصل یہ ہے کہ جو کچھ کہ عورت کو بیاہ کے بعد یا قبل اُسکے شوہر یا باپ کے گھر مین اُسکی
ماں یا باپ یا اور اشخاص سے ملے اُنکو اُس قسم کی بخشش کہتے ہین جو واسطہ دار محبت
سے حاصل ہوئی ہو۔ کاتیائن کا قول ہے کہ دو شوہر یا بیٹے یا باپ یا بھائی کو عورت کے
خاص مال جائز کو کام مین لانے یا منتقل کرنے کا اختیار نہین ہے"۔

ضلع ندیا۔ ۲۶۔ جولائی ۱۸۱۶ء۔

مقدمہ ۷ ـ س دو حقیقی بھائی کے پاس کچھ اراضی معافی موروثی تھی بڑے بھائی

کے صرف ایک بیٹی تھی اور کوئی بیٹا نہ تھا اور چھوٹے بھائی کے دو بیٹے تھے - بڑے بھائی نے اپنی بیٹی کا بیاہ کر دیا اور منجملہ اراضی مذکور کے ایک جزو اپنی بیٹی کو بغرض پرورش دیا یا شاید وہ اُسپر ورثتاً قابض ہوئی غرض یہ امر بصراحت معلوم نہین کہ وہ اُسپر کیونکہ قابض ہوئی اس صورت مین وہ ایک شخص غیر کو بلا اجازت اپنے چچا کے بیٹون کے ایسی جائداد کے ہبہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین -

ج - اگر ایک بھائی نے اپنی اکلوتی بیٹی کا بیاہ کر دیا ہو اور منجملہ جائداد موروثی کے کچھ اراضی اُسکی پرورش کے واسطے دی ہو اور بیٹی بذریعہ ایسی بخشش کے اُسپر قابض ہوئی ہو تو اس صورت مین وہ بلا اجازت اپنے چچا کے دو بیٹون کے شخص اجنب کو دینے کی مجاز ہے کیونکہ جائداد مذکور وہ بخشش ہے جو واسطہ دار محب سے ملی ہے اور جسپر اُسکو اختیار کلی حاصل ہے اگر برخلاف اسکے جائداد اُسکو ورثتاً حاصل ہوئی ہے تو وہ اُسکو بلا اجازت اپنے باپ کے بھتیجون کے کسی کو دینے کی مجاز نہین ہے - یہ راے کتب شاستر مروجہ بنگالہ کے بموجب ہے -

جائداد اراضی جو دختر کو بذریعہ ہبہ حاصل ہو اُسپر اُسکا اختیار کلی ہے نہ اُسپر جو اُسکو ورثتاً پہونچی ہو -

ماخذ - اقوال کاتیائن مندرجہ داے بھاگ و داے کرم سنگرہ و دیگر کتب شاستر - جو کچھ کہ منکوحہ یا غیر منکوحہ عورت کو اُسکے شوہر یا اُسکے باپ کے گھر اُسکے شوہر یا والدین سے حاصل ہو اُسکو ایسی بخشش کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے ملے اور بخشش مذکور کی نسبت عورت کا اختیار کلی تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ ایسی جائداد رشتہ دارون کی جانب سے بنظر آسایش و پرورش عورات کے دیجاتی ہے اور یہ امر مسلمہ ہے کہ عورتون کو ایسی جائداد کی نسبت اختیار ہے کہ وے حسب مرضی اپنے اُسکو بیع یا ہبہ کرین گو وہ مال غیر منقولہ کی قسم سے بھی ہو چنانچہ داے بھاگ مین فقرہ مرقومہ ذیل مندرج ہے "وہ اُسکو اپنے مین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہونا چاہیے اور بعد اُسکے جائداد کو اُسکے وارث پائینگے" سلہ

"لفظ زوجہ کا بمعنی عام مستعمل ہوا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ قاعدہ علی العموم

سلہ اول جزو اس فقرہ کا مستعمل نہین کیا گیا ہے -

صورت کے وراثتاً قائم مقام ہونے کی صورت سے متعلق سمجھنا چاہیے۔

ضلع بیر بھوم۔

مقدمہ ۸۔س۔ایک شخص کے دو نابالغ بیٹے تھے اُسنے اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کو بذریعۂ ہبہ نامہ کے اپنی زوجہ کے نام منتقل کردیا اور اب دونون بیٹے بالغ ہین مگر آشتی پسند ہونے کے باعث سے وے ہبہ کی نسبت کچھ تعرض نہین کرتے۔ بعد ہبہ کے شخص مذکور نے دوبارہ بیاہ کیا اور دوسری زوجہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا وہ اپنے باپ کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا دعوی کرتا ہے اس صورت مین باپ کا وہ ہبہ جو اُسنے اپنے دوسرے بیاہ کے قبل کیا درست اور جائز متصور ہوگا یا نہین۔

ج۔اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو بحالت موجودگی اپنے دونابالغ بیٹون کے دوسرے بیاہ کرنے کے وقت جائداد بخش دی تو وہ استری دھن کے نام سے موسوم ہے اور شوہر کا ایسا ہبہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا۔مگر صرف وہ شے داخل استری دھن ہے جسپر اُسکو دے ڈالنے یا بیع کرنے یا کام مین لانے کا خود مختاری کے ساتھ بلا اجازت شوہر کے اختیار ہے لیکن جائداد غیر منقولہ جو زوجہ کو اُسکے شوہر سے ملی ہو اُسکو وہ دے ڈالنے یا کسی اور طور پر انتقال کرنے کی مجاز نہین ہے پس گو ایسا مال اُسکا ہے مگر وہ استری دھن نہین ہے کیونکہ اُسپر اُسکو اختیار کامل حاصل نہین ہے اس صورت مین زوجہ کو صرف یہ استحقاق حاصل ہے کہ غیر منقولہ جائداد جو اُسے اُسکے شوہر سے ملی ہو اُس سے وہ مین حیات اپنے متمتع ہو۔بڑی زوجہ کی وفات کے بعد صرف اُسکی اولاد اُس مال منقولہ کے پانے کی مستحق ہے جو اُسے اپنے شوہر سے ملا تھا کیونکہ وہ اُسکی ذات خاص کا مال ہے شوہر کا استحقاق جائداد غیر منقولہ پر جو اُسنے اپنی زوجہ کو دے دی ہو بدستور قائم رہتا ہے اور شوہر کی وفات کے بعد اُسکے جملہ بیٹے خواہ کسی زوجہ سے ہون مستحق ورثہ پانے کے ہین۔

مال منقولہ جو شوہر نے زوجہ کو بعد دوسرے بیاہ کے وقت دے خاص اُسی کی ملک ہے مال غیر منقولہ کو باوجود ہبہ کردینے کے شوہر کا استحقاق اُسپر بدستور قائم رہتا ہے۔

"اگر شوہر بحیات اپنی پہلی زوجہ کے دوسرا بیاہ کرے تو اسکو چاہیے کہ ایسی صورت
مین زوجہ مذکور کو زر مساوی بطور معاوضہ کے دے"۔

"جو چیز کہ اسکو اپنے شوہر کے دوسرے بیاہ ہونے کے وقت دیجاے اور نیز وہ
شئے جو اسکی نسبت خاص ہے استری دھن کہلاتی ہے"

"جو کچھ کہ شوہر براہ محبت اپنی زوجہ کو دے اسکی نسبت زوجہ کو بعد وفات اپنے شوہر کے
باستثناے مال غیر منقولہ کے اختیار ہے کہ صرف مین لاوے۔

"دولت جو فنون دستکاری کے ذریعہ سے حاصل کیجاے یا باستثناے وسیلہ والدین
کے کسی اور سے ازراہ محبت ملے اسپر ہمیشہ شوہر کا اختیار رہے۔ باقی اور چیزین داخل
استری دھن ہین"۔

"ماں کے مرجانے کے بعد اسکی جائداد کو جملہ حقیقی بھائی اور حقیقی بہنین آپس مین
مساوی تقسیم کر لین"۔

اقوال مرقومہ بالا جاگیلک اور نارد اور کاتیائن اور منو اور برہسپتی کے ہین۔

ضلع پرنیا۔

مقدمہ ۹ - س - ایک برہمن جسکے پاس مال منقولہ یعنی زر نقد اور زیور و سونا و
چاندی اور اور اسباب تھا ایک زوجہ اور ایک بیٹی چھوڑ کر مرگیا زوجہ نے کل اپنے
شوہر کے مال مذکورہ بالا کو اپنے داماد کو بخش دیا اس صورت مین مال مذکور کو بیوہ
بخش دینے کی مجاز ہے یا نہین اور بذریعہ ہبہ کے وہ موہوب الیہ کو
پہونچ سکتا ہے یا نہین۔

ج - صرف بصورت نہونے زوجہ کے مال بیٹی کو ملتا ہے لہذا زوجہ نے جو کل
مال اپنے داماد کو دیدیا یہ ہبہ درست ہے اور موہوب الیہ کو بذریعہ اس انتقال
کے مال مذکور مل سکتا ہے۔

مال منقول جو بیوہ کو
خلف شوہر سے ملا ہو وہ اسکو
اپنے داماد کو ہبہ
کر سکتی ہے گو اسکی
بیٹی موجود ہو۔

ماخذ - دایہ بھاگ مین یہ قول بیاس منقول ہے کہ "جو کچھ کہ بیٹی کے شوہر کو
دیا جاوے وہ بیٹی کو پہونچتا ہے گو اسکا شوہر زندہ یا مرگیا ہو اور بعد وفات بیٹی

مذکور کے وہ اصلی اولاد کو پہونچتا ہے"۔

شہر ڈھاکہ۔ ۲۹۔ مئی سنہ ۱۸۷۱ع۔

مقدمہ ۱۰۔س۔ ایک ہندو عورت نے قبل تین یا چار گھنٹہ اپنی موت کے بحالت کمال ضعف اپنی جائداد ارضی وغیرہ کو ایک شخص اجنبی کے نام ہبہ کر دیا اس صورت میں ایسا ہبہ کامل اور واجب التعمیل ہے یا نہیں۔

ج۔ اگر اُس عورت کے کوئی اولاد یا کوئی اور وارث نہیں ہے اور مال موہوبہ اُسکے شوہر کا مال نہیں ہے اور ہبہ کرنے کے وقت اُسکے ہوش و حواس بخوبی بجا تھے تو ہبہ مذکور درست اور جائز ہے۔ ملا

ف اگر عورت کے کوئی وارث نہو تو وہ اپنا خاص مال شخص اجنبی کو ہبہ کر سکتی ہے۔

شہر ڈھاکہ۔ ۲۴۔ فروری سنہ ۱۸۱۳ع۔

مقدمہ ۱۱۔س۔ ایک بیراگی نے اپنے فرقہ کے ایک شخص کے نام ہبہ نامہ لکھ دیا اُسکے ذریعہ سے اپنا کل مال منقولہ و غیر منقولہ اُسکے نام بدین شرط منتقل کر دیا کہ موہوب الیہ کو بعد واہب کی وفات کے مال موہوبہ پر استحقاق ملکیت حاصل ہو موہوب الیہ قبل واہب کے مرگیا اور واہب میں حیات اپنے مال مذکور پر قابض رہا بعد ازاں اُسنے بھی رحلت کی اب موہوب الیہ کا چیلا جو کہ قانوناً اُسکا وارث تصور کیا گیا ہے جائداد مذکور کا دعوی کرتا ہے اس صورت میں چیلہ بذریعہ ہبہ نامہ کے جو اُسکے گرو کے نام تحریر ہوا تھا مستحق پانے مال مذکور کا ہے یا نہیں۔

ج۔ اگر واہب نے موہوب الیہ کے نام اپنا مال منقولہ و غیر منقولہ اس شرط سے انتقال کیا تھا کہ تجھکو میرے مال پر استحقاق ملکیت بعد میری وفات کے حاصل ہوگا۔ اور موہوب الیہ قبل واہب کے مرگیا تو اس صورت میں موہوب الیہ کا استحقاق اشیاء موہوبہ پر قائم نہیں ہوا تھا اور اگر ہبہ نامہ میں کوئی خاص شرط ایسی نہو کہ درصورت مرجانے موہوب الیہ قبل واہب کے مال مذکور اُسکے وارث کو پہونچے تو چیلہ کا مال مذکور پر قانوناً کچھ دعوی نہیں پہونچتا ہے۔

ف ہبہ اگر اس شرط سے کیا جاوے کہ بعد وفات واہب کے ترکہ موہوب موہوب الیہ کو پہونچیگی اور موہوب الیہ قبل واہب کے مرجاوے تو صورت مذکور میں موہوب الیہ کے وارث کو نہ ملیگی اُس صورت میں جبکہ کوئی خاص شرط نہ باب میں ہو گئی ہو۔

ملا تنبیہ متعلقہ مقدمہ ۳۹ معائنہ کرو۔

ج ۳۔ جبتک کہ عورت کی پوری پندرہ برس کی عمر نہو جاے اُسوقت تک وہ نابالغ ہے۔

پندرہ برس کے انجام تک عورت نابالغ تصور کیجاتی ہے۔

مقدمہ ۱۳۔ س عورت جسکو اپنے باپ کی جائداد ورثتاً ملی ہو وہ اُس جائداد کو اپنے بیٹے کے نام ہبہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین۔ اگر اُسکے باپ کی جائداد اور شخص کے ساتھ مشترک ہے تو اس صورت مین عورت مذکور اُس حصہ جائداد کو جو اُسکے باپ سے متعلق ہو منتقل کرسکتی ہے یا نہین۔

ج۔ اگر عورت مذکور کے باپ کے نہ بیٹا ہو نہ نواسہ تو وہ اُس جائداد کو جو اُسے اپنے والدین سے ترکہ مین ملی ہے دے ڈالنے کی مجاز ہے اور اگر اُسنے دے ڈالا ہو تو ایسا ہبہ درست اور جائز ہے گو جائداد مذکور مشترکہ اور غیر منقسمہ ہو [illegible] داے بھاگ اور دائے تتو کے بموجب ہے۔

ماخذ۔ قول واکنشار وہ جو کچھ کہ ماں یا باپ یا کوئی دوست یا مرد [illegible] یا محسن یا محتاج یا بیکس یا فاضل کو ہدیۃً دیا جاے وہ باعث منفعت ہے"۔

قول تارد وہ اگر دست منجملہ حصص غیر منقسم کے اپنا اپنا [illegible] دست ڈالین یا بیع کرین تو وے اپنی ہر قسم کی جائداد کی نسبت مجاز ہین کہ جو چاہین جو کچھ کرین کیونکہ بالتحقیق انکو اپنی جائداد پر اختیار کلی حاصل ہے"۔

شاستری صاحبان کی یہ راے ہے کہ عورت اپنی جائداد مشترکہ کو جو اُسکے والدین سے ترکہ مین ملی ہو ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے۔

ضلع ندیا۔ ۷ جون ۱۸۱۴ع۔

مقدمہ ۱۴۔ س۔ ایک شخص نے بذریعہ محاصل اراضی موروثی یا زر سالانہ موروثی کے یا جائداد غیر منقولہ خرید کی اس صورت مین شخص مذکور با وجود ہونے بیٹون اور پوتون کے کل ایسی جائداد کو یا اُسکا ایک جزو بلا اُنکی رضامندی کے اپنی بیٹی یا بہن کے بیٹے کو اُنکی پرورش کے لیے دے سکتا یا اُنکے ہاتھ بیع کرسکتا ہے یا نہین۔

ج۔ اگر شخص مذکورہ بالا نے کچھ اراضی بذریعہ محاصل اُس اراضی کے جو اُسے اُس کے مورثون سے بطور ورثہ ملی ہو یا بذریعہ زر سالانہ موروثی کے

کل ایسی جائداد یا اُسکے ایک جزو کا جو بذریعہ

خریدی ہو اور وہ اُس کُل اراضی یا اُسکے ایک جزو کو بلا رضامندی اپنے بیٹون یا پوتون کے اپنی بیٹی یا ہمشیرزادہ کو دے دے یا اُنکے ہاتھ بیع کر دے تو وہ اس طور پر منتقل کرنے کا مجاز ہے کیونکہ جائداد مذکور محاصل جائداد موروثی کے ذریعہ سے خریدی گئی ہے وہ خود موروثی نہین ہے اور کل ایسی جائداد یا اُسکے ایک جزو کو ہبہ کرنے کے لیے باپ کو ممانعت نہین ہے کیونکہ ایسی ہبہ کے باعث سے اُسکے کنبہ کی وجہ معاش کی نسبت کچھ ضرر نہین پہونچتا ہے اور شخص مذکور کو ایسی جائداد پر اختیار کلی حاصل ہے یہ راے دایے بھاگ کے بموجب ہے جو بنگالہ مین مروج ہے۔

ماخذ۔ چونکہ یہان بھی لفظ کل کا واقع ہے لہذا ہبہ یا کسی اور طور پر منتقل کرنا کل کا منع ہے کیونکہ جائداد غیر منقولہ اور اور اسی قسم کی اشیاء کنبہ کی پرورش کے ذریعے ہین مگر ایک تھوڑا سا حصہ جس سے کنبہ کی پرورش کی نسبت کچھ ضرر نہ پہونچتا ہو دینا یا کسی اور طور پر منتقل کرنا منع نہین ہے"۔

ضلع بیربھوم۔

مقدمہ ۱۵ سن ۱۸۰۱ ایک کنبے مین تین بھائی تھے اُنھون نے اپنی موروثی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کو آپس مین تقسیم کر لیا اور علٰحدہ ہوگئے اور اپنے اپنے حصہ پر متصرف ہوے اس صورت مین منجملہ بھائیون کے ایک بھائی جسکی ایک زوجہ اور ایک بیٹی اور ایک نواسہ اور بیٹے کی لاولد بیوہ موجود ہے بلا رضامندی اُنکے اپنے دو چھوٹے بھائیون کو اپنی جائداد اراضی دے ڈالنے کا مجاز ہے یا نہین اگر رضامندی اس صورت مین درکار ہو تو کس شخص کی ضرور ہے۔

ج ۱۔ اگر بھائی جو بالاتفاق رہتے تھے علٰحدہ ہوگئے ہون اور ہر شخص اپنے حصہ موروثی پر متصرف ہوا ہو اور منجملہ اُنکے ایک بھائی حین حیات اپنی زوجہ اور بیٹی اور نواسہ اور بیٹے کی لاولد بیوہ کے بلا اُنکی رضامندی اپنا حصہ اپنے دو چھوٹے بھائیون کو دے دے تو وہ اس امر کا مجاز ہے کیونکہ وہ اپنے حصہ کا مالک

محاصل موروثی خریدی گئی ہو ہبہ کرنا درست اور جائز ہے۔

شاستر مشعر نگار کے بموجب ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی کل موروثی حصہ کو بحزدی یا بیع و ہبہ اور بہ طرز دیگر منتقل کرے۔

ہے اور بہر صحیح مختار کل ہے۔ یہ رائے وائے بھاگ اور اور کتب متشیہ بنگالہ [illegible] نکالتا ہے۔

ماخذ:- اگر وہ [illegible] ایسے معمول کو [illegible] باع کریں تو انھیں حسب مرضی اپنی ملک کے لیسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وہ اپنی جائداد کے مالک ہیں" یہ قول نارد کا داے بھاگ وغیرہ [illegible] قول ہے۔

[illegible] ہبہ نامہ میں یہ شرط تحریر ہوئی ہو کہ واہب کو بحالت نزع دریا کے کنارے [illegible] جانے اور اسکی رسوم کریا کرم ادا کرنے میں جو کچھ صرف ہو وہ موہوب الیہ کے ذمہ ہے اور نیز موہوب الیہ اسکے بیٹے کی لاولد زوجہ کی پرورش اور تمام قرضہ ادا کرے تو اس صورت میں اگر موہوب الیہ نے بعض شرائط پوری کی ہوں اور بعض کا ایفا نہ کیا ہو تو [illegible] پورا [illegible]

توضیح:- اگر واہب [illegible] شرط تحریر کی ہو کہ واہب کو اسکے قریب المرگ ہونے کی حالت میں دریا کے کنارے لیجانے اور اسکی نسبت ادائے رسوم کریا کرم میں جو کچھ صرف ہو وہ موہوب الیہم کے ذمہ ہوگا اور نیز وہ اسکے بیٹے کی لاولد بیوہ کی پرورش اور اسکا قرضہ ادا کریگا تو اس صورت میں اگر موہوب الیہ نے جملہ شرائط مرقومہ ہبہ نامہ کی تعمیل کی ہے تو وہ [illegible] نامہ [illegible] تعمیل متصور ہوگا لیکن اگر جملہ شرائط کا ایفا نہیں [illegible] ہے تو ہبہ نامہ نا جائز ہے ہبہ کی صورت میں واہب کی وصیت پر ترا لحاظ ہے اور جبکہ جملہ شرائط جو [illegible] ہبہ نامہ میں تحریر کرائی ہوں انکا ایفا موہوب الیہم کی جانب سے نہ ہوا ہو تو جائداد موہوبہ انکی ملکیت میں داخل نہ ہوگی کیونکہ ہبہ مشروطہ کا حصر اسکی شرائط کی تکمیل پر ہے اور در صورت انکی تعمیل کے ہبہ نامہ بھی کامل تصور کیا جاتا ہے۔

ماخذ:- کیونکہ ملکیت کا حصول واہب کی مرضی کی تعمیل پر منحصر ہے وائے بھاگ "اگر مالک کو رعیت خراج ادا نہ کرے اور بخشش مشروطہ ہو تو عہد شکنی کے باعث سے وہ بخشش منسوخ ہو جائے گی" ببا و بھنگار نو وغیرہ۔

اگر [illegible] شرط [illegible] واہب [illegible] ہبہ [illegible] تو ہبہ نامہ [illegible] اور نا جائز [illegible]

س ۳- اگر واہب نے بحالت بیماری مگر ہوش وحواس کے ثبات کی صورت میں ہبہ نامہ تحریر کیا ہو تو وہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہیں -

ج ۳- صورت مذکورہ بالا میں ہبہ نامہ درست اور جائز تصور کرنا چاہیے - [1]

ماخذ- فقرہ مرقومہ ذیل بیاد ھنگار نوادر اور کتب میں منقول ہے وہ جو لکھے کہ آدمی خوف یا حظ نفسانی یا رنج یا تکلیف مرض یا علاج وغیرہ کے باعث سے دین اشکال میں دیکھے ہوے کے تصور کرنا چاہیے" -

اگر ہبہ نامہ قریب المرگ ہونے کی حالت میں تحریر کیا جاے تو وہ جائز ہے -

ضلع بیرکھوم -

مقدمہ ۱۶- س- اگر کوئی شخص زوجہ تک وارث نہ چھوڑے اور اسکی جائداد اسکی بیٹی کو جسکے اولاد ذکور ہو پہونچے اور بعد ازان نواسہ مرجاے اور وہ بیٹی بیوہ اسطور پر لاولد ہوجاے اور بعد ازان وہ جائداد مذکور اپنی بیوہ لاولد بہن کو ہبہ کر کے فوت ہو تو اس صورت میں لاولد بیوہ بیٹی بحالت موجودگی اپنے چچا کے بیٹون کے جائداد مذکور دینے یا بیع کرنے یا کسی اور طور پر انتقال کرنے کی مجاز ہے یا نہیں اور اگر اُس نے انتقال جائداد کیا ہو تو ایسا انتقال جائز اور واجب التعمیل ہوگا یا نہیں -

ج- صورت مذکورہ بالا میں لاولد بیوہ بیٹی کو صرف یہ استحقاق حاصل تھا کہ وہ اپنے باپ کی جائداد سے باعتدال متمتع ہو اسی وجہ سے اسکا منتقل کرنا ناجائز ہے - جیمو تواہن دا اے بھاگ اور اور کتب کے بموجب ہے -

اگر دختر کو جائداد باپ سے ورثتاً پہونچی ہو تو وہ بھی محروم الارث ہوکر باپ کے مجاز انتقال جائداد مذکور نہیں ہے -

شہر ڈھاکہ- ۴- جولائی سنہ ۱۸۱۲ع -

مقدمہ ۱۷- س- شاستر متمشیہ ترہوت کے بموجب جائداد مشترکہ وغیر منقسمہ کا خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ ہبہ کرنا جائز ہے یا نہیں -

ج- ہبہ کرنا جائداد مشترکہ وغیر منقسمہ کا خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ جائز نہیں ہے بلکہ واہب اپنے حصہ تک کے ہبہ کرنے کا مجاز نہیں ہے کیونکہ جائداد مذکور بیع ہوسکتی ہے

شاستر متھلیہ ترہوت کے بموجب ہبہ کرنا جائداد مشترکہ کا ناجائز ہے -

[1] مگر تنبیہ متعلقہ مقدمہ ۹ بہ معائنہ کیجاے -

نہ دی جاسکتی ہے تا وقتیکہ حصہ تشخیص و تنقیح ہو جاے اور یہ امر بلا تقسیم نہین ہو سکتا۔

ماخذ (۲) تقسیم یعنی بھاگ اُسے کہتے ہین کہ جو حقوق مختلف اشخاص کو کل جائداد کی نسبت حاصل ہون اُنکا تعین بلحاظ اجزاے خاص جائداد مذکور کے کیا جاے ؛؛ متاچھرا۔

س ۲۔ مہابرہمنی برت یعنی وہ منافع جو کریا کرم کی رسوم ادا کرنے سے حاصل ہو منتقل کیا جاسکتا ہے یا نہین اور اگر ایسے منافع سے بہت سے اشخاص جنکو مہابرہمن[1] کہتے ہین بالاشتراک متمتع ہون تو منجملہ اُنکے ایک شریک اپنے حصہ کو بیع یا ہبہ کرنے کا مجاز ہے یا نہین۔

منافع برت منتقل نہین کیا جاسکتا۔

ج ۲۔ مہابرہمنی برت کا منافع قابل انتقال نہین ہے اور منجملہ شرکا منافع برت مشترکہ کے کسی کو اختیار نہین ہے کہ اپنی برت کا نفع دوسرے کے نام منتقل کرے اور گو برت کی آپس مین تقسیم ہو گئی ہو تو بھی یہی ممانعت لازم آئے گی کیونکہ جو دکشنا کہ ایسی رسوم کے ادا کے وقت دیجاے اُسکے پانے کے صرف وہی شخص مستحق ہین جنکے اہتمام سے وے رسوم ادا ہون اور اگر ایسی دکشنا منتقل کیجاے تو اصل مقصود اُسکے دینے کا جس سے پہونچانا ثواب کا ارواح متوفیون کو مراد ہے فوت ہوتا ہے۔

ماخذ (۲) برہمن جمع کرکے اور متوفیون کے نام لے کر اُسے چاہیے کہ اُس برہمن کو جو صدر مقام پر بیٹھا ہو متوفی کا پلنگ وغیرہ دے ؛؛ **قول دیولوگ نیاک** منقولۂ نرنے سندھو۔

(۲) اُنہیر خوشبویات چھڑک کر اُسے چاہیے کہ پوجا کرنے والے کو اپنے باپ کی پوشاک

---

[1] برہمن جو کریا کرم کراتے ہین اُنکو بعض جگہ مہابرہمن کہتے ہین اور بعض جگہ مہاپتر یا اگرہاٹن یا پریت یا گھٹیا وغیرہ۔ تنبیہ متعلقہ خلاصہ دھرم شاستر صفحہ ۱۶۱ جلد ۲۔ ترجمۂ کولبروک صاحب معائنہ کرو۔

اور زیور اور پلنگ وغیرہ دے" قول برہسپتی منقولہ نرنی سندھو۔

صدر دیوانی عدالت - ۲۳ مئی ۱۸۵۱ء۔

نندرام وغیرہ بنام کاشی پانڈے وغیرہ۔

مقدمہ ۱۰۸۱ - س - ایک شخص نے قبل اپنے دوسرے بیاہ کرنے کے ایک اقرارنامہ اپنی بڑی زوجہ کو اس مضمون کا لکھدیا کہ رودھ سیٹم کی گدی پر بطور مالک تیرا اختیار کل ہوگا اور مجھکو کچھ تعلق نہوگا اور میری دوسری زوجہ کا استحقاق بملکیت گدی واقع بھمن گدھ پر ہوگا اور علاوہ ازین اگر میرے کوئی اولاد نہو تو تجھکو گدی واقع بھمن گدھ سے بھی جو دوسری زوجہ کے نامزد کی ہے دس آنہ کا حصہ ملے گا اور باقی چھ آنہ کا حصہ میری دوسری زوجہ پائے گی۔ اس صورت مین یہ دستاویز شاستر کے بموجب درست اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ج۔ شوہر اپنی جائداد کا مالک ہے اور اسکو اسے دے ڈالنے کا اختیار ہے بشرطیکہ اسکے کنبہ کو وجہ معاش کی طرف سے تکلیف نہ پہونچے لہذا اگر گدی بھمن گدھ سے چھ آنہ کا حصہ دوسری زوجہ کے اخراجات ضروریہ کے لیے وجہ معاش کافی ہے اور کوئی اولاد نہین ہے تو اس صورت مین گدی مذکور سے دس آنہ کا حصہ جو اُسنے دوبارہ بیاہ کرنے کے قبل اپنی بڑی زوجہ کے نام مقرر کر دیا اُسکی بڑی زوجہ کو پہونچے گا اور اقرارنامہ درست اور واجب التعمیل متصور ہوگا۔

ہر شخص اپنی کل جائداد دو زوجہ اپنی میں تقسیم کر سکتا ہے بشرطیکہ ہر ایک کو وجہ معاش کافی پہونچے اور وہ شرط کو فی ... واجب نہو۔

ماخذ۔ نارد کا قول داے بھاگ مین منقول ہے وہ یہ ہے "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنے اس امر کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین"۔

قول وریہت منو "پرورش کرنا اُن شخصون کا جنکی خبرگیری ضرور ہے ایک عمدہ طریقہ بہشت حاصل کرنے کا ہے اور اگر اُنکو تکلیف پہونچے تو اُس شخص کو دوزخ ملے گا اسی واسطے بزرگ خاندان کو لازم ہے کہ اچھی طرح سے اُنکا خبرگیران رہے"۔

شہر مرشد آباد - ۱۱ جون ۱۸۶۱ع -

مقدمہ ۱۹ س - ایک شودر نے جسکے اولاد ذکور نتھی اپنی بڑی بیٹی کا بیاہ کر دیا اور بعد ازان باوجود ہونے ایک کواری لڑکی اور زوجہ کے اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو بڑی بیٹی منکوحہ مذکورہ بالا کے نام ہبہ کر دیا اس صورت مین موہوب لہ کا اُس جائداد پر جو بذریعہ ہبہ نامہ اُسکو ملی ہے کلیتہً استحقاق ملکیت پہونچتا ہے یا نہین اور اگر پہونچتا ہے تو وہ کل جائداد مذکور یا اُسکا ایک جزو اپنی بہن کے نام ہبہ کر سکتی ہے یا نہین اور ایسا ہبہ جائز ہوگا یا نہین -

ج - اگر شودر کے اولاد ذکور نہو لیکن اُسکے ایک غیر منکوحہ دختر اور زوجہ ہو اور اُسنے کل جائداد یعنی ارضی اور اور قسم کے مال کو اپنی منکوحہ بڑی بیٹی کے نام ہبہ کر دیا ہو تو ایسا ہبہ درست اور جائز متصور ہونا چاہیے ماخذ اس راے کا دا ے بھاگ ہے - نارد کا قول ہے کہ "اگر بہت سے شخص ایک آدمی کی اولاد مین ہون اور خدمات اور معاملات مختلفہ سے تعلق رکھتے ہون اور اُنکا کاروبار مختلف ہو اور شامل نہون تو اس صورت مین اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنی کے ایسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین" سلہ اگر موہوب الیہ نے منجملہ جائداد موہوبہ کے ایک جزو اپنی غیر منکوحہ بہن کو دے دیا ہے تو اس ہبہ کو کامل اور واجب التعمیل تصور کرنا چاہیے -

ماخذ - کاتیائن کے قول داے بھاگ مین نقل ہین وے یہ ہین - "وہ جو کچھ کہ عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُس کے شوہر یا باپ کے گھر سے اُسکے شوہر یا

شاستر متمشیہ بنگالہ کے بموجب کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا بحالت موجودگی غیر منکوحہ بیٹی اور زوجہ کے بڑی بیٹی منکوحہ کو ہبہ کرنا جائز ہے -

سلہ اگرچہ شاستر متمشیہ بنگالہ کے بموجب باپ بحالت نہونے بیٹے یا پوتے یا پر پوتے کے اپنی کل جائداد منتقل کرنے کا مجاز ہے لیکن اگر وہ اُس صورت مین ایسا کرے جبکہ اُسکے غیر منکوحہ دختر موجود ہے یا کہ اُسکا کنبہ ضروریات روزمرہ کی طرف سے تکلیف اُٹھائے تو وہ مذہب کی رو سے گنہگار ہے - خانہ دار پر اپنے بچون کی رسوم ابتدائی کا کرنا اور کنبہ کی پرورش لازم ہے ؎

والدین سے ملے اسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے حاصل ہوا ہو۔ عورت کا
اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے عطیہ
مذکور کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار رہے"۔

قول منقولۂ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ موہوب الیہا اپنی جائداد کو جو اُسے اُسکے
باپ سے ملی تھی اپنی غیر منکوحہ بہن کے نام ہبہ کرنے کی مجاز ہے۔ یہ رائے بموجب
دائے بھاگ اور دائے تتو اور سری کرشن ترک النکار اور اور عالمون کے ہے۔

ضلع میمن سنگھ۔ ۱۰۔ جنوری ۱۸۲۳ع۔

مقدمہ ۲۰۔ س۔ ایک شخص جسکی ایک بہن صاحب اولاد ذکور یا لا اولد موجود ہو وہ اپنی
جائداد اراضی موروثی شاستر ہمیشہ بنگالہ کے بموجب ایک شخص کو جو باپ کی جانب سے
رشتہ مین ہو ہبہ کرسکتا ہے یا نہین اور اگر مالک بلا کسی طور پر منتقل کرنے اپنی جائداد کے
بلا اولاد ذکور مر گیا ہو تو اس صورت مین اُسکی جائداد باہم اُسکی بہن اور بہن کے بیٹے اور
پدری رشتہ دارون کے کس طور پر تقسیم ہوگی۔

ج۔ شاستر مین کوئی حکم ایسا نہین ہے کہ مالک اپنی جائداد غیر منقولہ موروثی کو
بحالت موجودگی ہمشیرہ اور ہمشیرہ زادہ کے منتقل نہ کرسکے اسی وجہ سے واہب اپنی
جائداد رشتہ دار پدری کو دینے کا مجاز ہے اور ایسا ہبہ درست اور جائز ہے۔
اگر مالک بلا ہبہ کرنے جائداد کے لا ولد مر گیا ہے اور ہمشیرہ اور ہمشیرزادہ اور ایک
پدری رشتہ دار چھوڑ مرا ہے تو اس صورت مین ہمشیرہ اگر اُسکا بیاہ نہین ہوا ہے مستحق
اسقدر جائداد کی ہے جو اُسکے بیاہ کے لیے مکتفی ہو باستثنار اسقدر حصہ کے
بہن کا اپنے بھائی متوفی کی جائداد پر اور کچھ دعوے نہین ہے۔ اگر متوفی کے

تا وجود ہونے ہمشیرہ اور ہمشیرزادہ کے کل جائداد ہبہ دیجا سکتی ہے بہن کو حق وراثت حاصل نہین ہے اور ہمشیرزادہ کا اس صورت مین ہے جبکہ کوئی وارث بھائی کے پوتے تک نہو۔

۲۳ اور جو شخص کہ ان فرائض کو بجا نہ لائے وہ مستوجب سزا ہے چنانچہ منو نے اس باب مین بصراحت
یہ لکھا ہے کہ وہ باپ جو اپنے وقت مناسب پر بیٹی کا بیاہ نہ کرے اور جو شوہر کہ وقت وجب
پر اپنی زوجہ کے پاس نہ جاوے وہ گنہگار ہے اور وہ بیٹا بھی گنہگار ہے جو اپنے باپ کی وفات کے
بعد اپنی مان کی حفاظت نہ کرے"۔

وارثون مین کوئی وارث بھائی کے پوتے تک نہو تو ہمشیر زادہ اُسکے ترکہ کا مستحق ہے کیونکہ وہ متوفی کے مورثون کو دوھری رسوم کے ادا کرنے کے باعث سے فائدہ پہونچا سکتا ہے۔

ماخذ۔ قول ناردو " اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنی کے ایسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین۔ اگرچہ مال منقولہ وودپائے " الخ۔ سلہ

" چونکہ ہبہ یا بیع کرنا منع ہے تو ایسا کرنے سے مسئلہ امتناعیہ کی تنسیخ لازم آتی ہے مگر ہبہ یا انتقال باطل نہوگا اسواسطے کہ جو امر واقعی ہے وہ سو مسائل سے بھی بدل نہین جاسکتا "

بہن کا استحقاق قول مرقومہ ذیل کی رو سے کچھ نہین ہے۔

" دولت اسواسطے ہے کہ دینی امور کے کام مین آوے اسی وجہ سے وہ اُن شخصون کو دیجاے جو فرائض مذہبی سے تعلق رکھتے ہین اور عورات اور بیوون اور بیوقوفون کو اور اُنکو جو پاک فرائض کے بجا لانے مین غفلت کرتے ہین نہ ملنی چاہیے "۔

" عورات سے بامستورات یا استثنا اُس شخص کی زوجہ اور بیٹی اور دادی اور پردادی کے جو لاولد مرجاے مراد ہے "۔

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۲۱۔ جون ۱۸۲۳ء۔

مقدمہ ۱۲۔ س ا۔ ایک ہندو نے جو علیحدہ رہتا تھا ایک بڑے مجمع مین مدعی کو اپنے کریاکرم کرنے کے لیے نامزد اور اپنی جائداد کا مالک قرار دیا اس صورت مین بعد وفات شخص مذکور کے مدعی اُسکے وارث ہونیکا مستحق ہے یا نہین۔

سلہ دایہ بھاگ صفحہ ۱۳۱۔
سلہ متاچھرا صفحہ ۲۲۹۔

ج - اگر متوفی نے مدعی کو اپنے کریا کرم کرنے کے لیے رشتہ مین بیٹا قرار دیا اور اپنی جائداد کو اُسکے نام زبانی ہبہ کر دیا تو اس صورت مین اگر مدعی نے متوفی کی روح کو پنڈ و پانی ضرور دیا ہو تو وہ اُسکے مال کے وارث ہونے کا مستحق ہے -

س ۲ - اگر متوفی کے بھائی حقیقی یا رشتہ دار بقید حیات ہون تو وے ترکہ مذکورہ حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین -

ج ۲ - بھائی اور اور رشتہ دار وارث ہونے کا استحقاق نہین رکھتے ہین کیونکہ متوفی اپنی جملہ اقسام کی جائداد کا مالک تھا -

ضلع سلہٹ - ۶ - جون ۱۸۱۲ء -

مقدمہ ۲۲ - س - ایک شخص نے بدعوی ثلث حصہ منجملہ ایک خاص جائداد اراضی کے مشتری اراضی مذکور اور اپنے بھائی بالغ پر نالش کی اور قبل فیصلہ کے مستغیث نے اپنے استحقاق کو جو اراضی متنازعہ پر تھا بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے نابالغ بھتیجے یعنی بالغ کے بیٹے کے نامزد کر دیا اس صورت مین یہ ہبہ نامہ کامل اور واجب التعمیل ہے یا نہین اور بذریعہ دستاویز مذکور کے نابالغ موہوب الیہ کا ولی مثل اصل مدعی کے نالش جائداد کے نسبت پیروی کرنے کا مجاز ہے یا نہین -

ج ۱ - اگر ثابت ہوئے کہ ہبہ نامہ تحریر کرنے کے وقت ہوش وحواس مدعی کے بخوبی درست تھے اور وہ اپنا استحقاق کلی جو جائداد متنازعہ کی نسبت اُسکو حاصل تھا اپنے نابالغ بھتیجے کے نام منتقل کر کے مر گیا تو ہبہ نامہ شاستر کے بموجب درست اور جائز ہے اور اس ہبہ نامہ کے ذریعہ سے نابالغ موہوب الیہ کا ولی جو اُسکے کاروبار کا مہتمم ہو اُسکی جانب سے جائداد مذکور کے لیے مقدمہ کی پیروی کر سکتا ہے -

عدالت اپیل کلکتہ - ۳۱ - مئی ۱۸۱۲ء -

پریم چند بنام رامچندر بھورجا -

مقدمہ ۲۳ - س - ایک شخص بلا اولاد ذکور مر گیا اُسکی غیر منکوحہ دختر وارث

اگر ایک ہندو جو علحدہ رہتا ہو کسی شخص کو اپنی جائداد اس شرط پر کہ موہوب الیہ اُسکی بعد مرگ کریا کرم کرے زبانی ہبہ کرے تو ہبہ مذکور بموجب شاستر کے درست ہے - اس صورت مین واہب کے بھائیون کو ترکہ مین کچھ حق نہ پہونچیگا -

مدعی جو جائداد متنازعہ کی نسبت نالش کرے ہبہ کر سکتا ہے اور اس ہبہ سے موہوب الیہ کا ولی مقدمہ مین پیروی کرنے کا مجاز ہے -

ہوئی اُسنے بعد وفات باپ کے اپنا بیاہ کیا اور اُسکے لڑکا پیدا ہوا اور وہ لڑکا کئی لڑکے
چھوڑکر مرگیا بعد ازان اصل مالک کی دختر مذکور نے اپنے باپ کی کل جائداد منقولہ و
غیر منقولہ کو منجملہ اپنے پوتون کے ایک پوتے کو ہبہ کردیا گو اُسکا شوہر اور اُسکے اور
پوتے بقید حیات ہین۔

جائداد جو بیٹی کو ورثہ پہنچی ہو وہ اُسکو ایک پوتے کو بمحرومی اور پوتون کے ہبہ دے سکتی ہے

ج ف۔ صورت مذکورہ بالا مین دختر کا کل جائداد کو ہبہ کرنا بلا اجازت اپنے اور پوتون
کے قانوناً باطل اور ناجائز تصور کرنا چاہیے۔

عدالت اپیل کلکتہ ۔ ۱۰ جون ۱۸۱۲ء۔

مقدمہ ۲۴۔ س۔ جس شخص کے حقیقی بہن موجود ہو وہ اپنی اراضی اور اور جائداد موروثی
شخص اجنبی کے نام ہبہ کرسکتا ہے یا نہین اور اگر کرسکتا ہے تو بہن مذکور جائداد مذکور
سے وجہ معاش پانے کی مستحق ہے یا نہین۔

ہر شخص اپنی کل جائداد شخص اجنبی کے نام ہبہ کرسکتا ہے گو اُسکی بہن بقید حیات ہو۔

ج ف۔ ہر شخص اپنی کل موروثی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ہبہ کرنے کا شخص اجنبی
کے نام مجاز ہے گو اُسکی حقیقی بہن زندہ ہو اگر اُسکا بیاہ ہوگیا ہے تو وہ جائداد مذکور
سے وجہ معاش پانے کی مستحق نہین ہے۔

شہر حنیسرہ۔

مقدمہ ۲۵۔ س۔ ایک برہمن جسکا بڑا بھائی اپنی جائداد موروثی و مکسوبہ مشترکہ کو چھوڑکر
فرقہ مذہبی مین داخل ہوا ہو مجاز اس امر کا ہے کہ بحالت موجودگی بھائی مذکور کے کل
غیر منقسمہ جائداد کو اپنی دخترون کے نام زبانی ہبہ کردے۔

بموجب دھرم شاستر کے تارک الدنیا ہونے سے حرمان جائداد وغیرہ لازم آتا ہے

ج ف۔ اگر بڑا بھائی طریقہ خانہ داری چھوڑکر فرقہ مذہبی مین داخل ہو تو حق اُسکا موروثی
جائداد کی نسبت جاتا رہتا ہے اسی واسطے چھوٹے بھائی نے جو جائداد غیر منقسمہ کو اپنی
دخترون کے نام زبانی ہبہ کردیا وہ جائز اور درست ہے۔

ماخذ۔ باسشٹ کا قول متاکرا اور کتب شاستر مین جو منقول ہے یہ ہے کہ "وے
جو اور فرقون مین داخل ہوں حصے پانے سے محروم رہتے ہین"۔

ضلع بردوان ۔ ۱۵ جنوری ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۲۶ - س ۱ - اگر ایک زمیندار کے ایک بیٹا زوجہ منکوحہ سے ہو تو وہ اپنی کل جائداد یا اُسکا ایک جزو اپنے دوسرے ایسے بیٹے کو جو غیر قوم کی عورت سے ہو یا شخص اجنبی کو بلا اجازت اپنے صحیح النسب لڑکے کے ہبہ کرنے کا مجاز ہے یا نہین۔

ج ۱ - گو کسی شخص نے مال غیر منقولہ یا دو پایے خود حاصل کیے ہون مگر وہ بلا رضامندی اپنے تمام بیٹون کے بیع یا ہبہ نہین کر سکتا۔

کوئی شخص بلا اجازت اپنے صحیح النسب لڑکے کے اپنی غیر منقولہ جائداد منتقل نہیں کر سکتا۔

"وہ باپ کی رعایت سے کپڑے اور زیور کام مین لا سکتا ہے مگر مال غیر منقولہ باپ کی اجازت سے بھی صرف نہین کر سکتا"۔ "جملہ اس قسم کے بیٹے اُس شخص کے وارث شمار کیے جاتے ہین جسکے صحیح النسب اولاد خاص اُسکے صلب سے نہو لیکن اگر بعد ازان صحیح النسب بیٹا پیدا ہو تو اُنکو بڑے ہونے کے باعث سے کوئی استحقاق حاصل نہین ہے منجملہ اُنکے وے لڑکے جو اپنے باپ کی ہمقوم مین ثلث حصہ پاوینگے اور جو قوم مین کمتر ہین اُنکو وہ صرف کھانا اور کپڑا دے گا۔ "وہ صرف صحیح النسب لڑکا اپنے باپ کی جائداد کا وارث ہے لیکن از روے ترحم وہ باقیون کی بھی خبر گیری کرے"۔

اقوال منو و جاگیولک و ناردیول منقولہ بالا کے موجب باپ مجاز نہین ہے کہ جائداد غیر منقولہ و دو پایے کو بحالت موجودگی صحیح النسب بیٹے کے بلا اجازت اُسکے بیع یا رہن یا کسی اور طور پر منتقل کرے سد باپ بحالت موجود ہونے صحیح النسب بیٹے کے غیر صحیح النسب بیٹے کو اسقدر جائداد دینے کا مجاز ہے جسقدر اُسکے خورد و پوش کے واسطے مکتفی ہو۔

س ۲ - راجہ کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ نے ایک بیٹا متبنیٰ کیا اور اپنے شوہر کی کل جائداد پر اُسکو قابض کیا تھوڑے عرصہ کے بعد اُس نے بلا اجازت اپنے متبنیٰ بیٹے کے جائداد مذکور کا ایک جزو بذریعہ ہبہ نامہ کے ایک شخص غیر کو دے دیا اس صورت مین ایسا ہبہ جائز اور درست ہے یا نہین۔

سنہ واضح ہو کہ یہ مقدمہ حسب آئین ضلع بنگالہ کے فیصل ہوا ہے۔

بیوہ بلا اجازت اپنے متبنی بیٹے کے کوئی حصہ اپنے شوہر کی جائداد کا منتقل نہیں کر سکتی۔

لخ ۲ ؎ لاولد بیوہ جو پاک دامن ہو اور اپنے واجب التعظیم محافظ کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو۔ وہ اُسکے ہبہ یا بیع یا رہن کرنے کی مجاز نہین ہے ''۔

طفولیت مین ضرور ہے کہ عورت اپنے باپ کی اور جوانی مین شوہر کی حمایت مین رہے اور شوہر کے مرجانے کے بعد اپنے بیٹون کی اور اگر بیٹے نہون تو اپنے شوہر کے قریب رشتہ دارون کی اور ایسے رشتہ دار نہون تو اپنے باپ کے رشتہ دارون کی اور پدری رشتہ دار نہون تو راجہ کی حمایت مین رہے۔ عورت کو خود مختار رہنا نہ چاہیے۔

'' اگر مال غیر منقولہ و دو پائے '' الخ۔

کا تیائن اور جاگیلک کے مسائل منقولہ بالا کے بموجب بیوہ کسی جائداد کو بلا اجازت اپنے متبنی بیٹے کے ہبہ یا رہن یا بیع کرنے کی مجاز نہین باستثنائے ایسی جائداد کے جو اُسنے اپنے بحب واسطہ دارون سے پائی ہو۔

عدالت اپیل بریلی۔

مقدمہ ۲۷۔ س۔ مدعیہ اپنی عرضی مین بیان کرتی ہے کہ اُسکے شوہر کے نانا نے اولاد ذکور نہونے کے باعث سے اپنی کل موروثی جائداد اراضی کو اپنی بیٹی یعنے میری ساس کے نام بذریعہ ہبہ نامہ ہبہ کردیا اور مرگیا۔ موہوب الیہا جائداد موہوبہ پر قابض ہوکر مدت تک اُسکے محاصل سے متمتع ہوتی رہی اور بعد ازان اُسکو اپنے بیٹے یعنے میرے شوہر کے نام ہبہ کردیا اور میرا شوہر دو نابالغ بیٹے چھوڑکر مرگیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی مان فوت ہوئی جسکی وفات کے بعد مدعا علیہم نے مجھ مدعیہ اور میرے بیٹون کو جائداد سے بیدخل کردیا۔ مدعا علیہم نے جواب دیا کہ اصل مالک ایک زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑکر مرگیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیوہ جائداد اراضی پر قابض ہوئی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی دو بیٹیان قائم مقام ہوئین اور اصل مالک نے جائداد مذکور کو اپنی بڑی بیٹی کے نام جیسا کہ مدعیہ کا بیان ہے

ہبہ نہیں کیا اور دوسری بیٹی کے ایک بیٹا تھا جو اپنی ماں کی وفات کے قبل مر گیا اور اُسکی بڑی بیٹی کے دو بیٹے تھے جنمیں سے ایک مدعیہ کا شوہر تھا دونوں بیٹے اپنی ماں کے سامنے مر گئے اور بموجب شاستر کے جائداد مالکہ کے پدری رشتہ دارون کو پہونچنی چاہیے۔ اس صورت مین اگر مدعیہ کا بیان ثابت ہو جاسے تو جائداد جو بڑی بیٹی چھوڑ مری ہے وہ اُسکے پوتون اور مدعیہ بیوہ کو پہونچے گی یا کہ اُسکے پدری رشتہ دارون کو جو مدعا علیہم ہین۔

ج۔ اگر یہ ثابت ہو جاسے کہ اصل مالک نے اپنی کل اراضی وراورجائداد کو اپنی بڑی بیٹی کو دے دیا اور اُسنے اُسے اپنے بیٹے یعنی شوہر مدعیہ کو بخش دیا تو ایسا ہبہ جائز تصور کرنا چاہیے۔ عورت کا جائداد غیر منقولہ کو جو اُس نے اپنے باپ یا اور واسطہ دار محب سے ہدیۃً پائی ہو ہبہ کرنا قانوناً جائز متصور ہے۔ اگر برعکس اسکے اصل مالک نے جائداد مذکور کو اپنی بڑی بیٹی کے نام ہبہ نہیں کیا تو اس صورت مین بیٹی مذکور اپنے باپ کی اُس جائداد کو جو اسے وراثتاً ملی ہے انتقال کرنے کی مجاز نہین ہے اور ہبہ کرنا اُسکا اپنے بیٹے کے نام ناجائز ہے۔ اگر بڑی بیٹی اپنے بیٹے یعنی مدعیہ کے شوہر کی وفات کے بعد فوت ہوئی ہو تو اس صورت مین اُسکے بعد اُسکے پدری رشتہ دارون یعنی مدعا علیہم کو قائم مقامی کا استحقاق پہونچتا ہے اور اُسکے پوتے اور بیٹے کی بیوہ یعنی مدعیہ کا کچھ استحقاق نہین ہے۔

ماخذ "عورات کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار رہے"۔

"بعد ازان ورثہ نزدیک تر وارث کو پہونچے گا"۔

ضلع بردوان ۔ ۲۴ مارچ ۱۸۱۲ء۔

مقدمہ ۲۰۰۔ ایک شخص نے عدالت کے ذریعہ سے اپنے باپ کی جائداد

جو جائداد عورتی کو دختر نے اپنے باپ سے بطور ہبہ پائی ہو وہ اُسکو منتقل کر سکتی ہے نہ اُسے جو ورثتاً سونپی ہو۔

اراضی معافی مکسوبہ جو قبل ازین ہاتھ سے جاتی رہی تھی حاصل کی اُسوقت اُسکے اور
بھائی اور باپ بطور کنبہ مشترکہ اور غیر منقسمہ کے اُسکے ساتھ رہتے تھے اور باپ نے جائداد
مذکور حاصل کرنے والے بیٹے کو زبانی دے دی اور موہوب الیہ اُسپر قابض ہو گیا اس
صورت مین شاستر کے بموجب ایسا ہبہ جائز اور درست ہے یا نہین۔

شاستر کے لحاظ سے باپ اپنی کل جائداد اراضی مکسوبہ متعلقہ معافی کے ایک بیٹے کو دے سکتا ہے۔

فتح - اگر منجملہ بھائیون کے ایک بھائی ایسی موروثی غیر منقولہ جائداد جو پہلے ہاتھ سے
جاتی رہی ہو یا اسپر اشخاص اجنبی قابض ہو گئے ہون دوبارہ حاصل کرے اور سب
کنبہ بالاتفاق رہتا ہو تو اور بھائیون کو ایک ربع علاوہ حصہ معینہ کے اس بھائی کو جس نے
جائداد حاصل کی ہے دینا چاہیے۔ صورت مذکورۂ بالا مین جائداد متعلقہ باپ کی مکسوبہ تھی
اور باپ نے اپنی رضامندی سے اُسے حاصل کرنے والے کو دے دیا اسواسطے یہ ہبہ
جائز ہے یہ راے داے تتو اور ادر کتب شاستر کے مطابق ہے۔

ضلع جنگل محال - ۱۹ جون ۱۸۲۱ء -

مقدمہ ۲۹ - س - ایک عورت نے ہبہ نامہ تحریر کیا اور اُسکے ذریعہ سے اُسنے اپنی
کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ ایک ایسے شخص کے نام لکھدی جسکی اُسنے تعلیم اور پرورش
کی اور اُسی تاریخ اور اُنھین لوگون کے روبرو جنکے سامنے ہبہ نامہ مذکور لکھا گیا واہبہ
نے موہوب الیہ سے یہ اقرار لکھا لیا کہ حین حیات واہبہ کے موہوب الیہ اُسکی پرورش
کرے اور اُسکی ہدایت کے خلاف کاربند نہو اور اگر ان شرائط کا ایفا نہوگا تو ہبہ
باطل اور ناجائز متصور ہوگا۔ موہوب الیہ جائداد غیر منقولہ مندرجۂ ہبہ نامہ کے ایک جزو
پر قابض ہوا اور اب واہبہ اور موہوب الیہ کے باہم تنازع واقع ہونے کے
سبب سے واہبہ چاہتی ہے کہ ہبہ مذکور مسترد ہو جاے اور جائداد مقبوضہ موہوب الیہ
پر وہ پھر قابض ہو اس صورت مین واہبہ اپنے پہلے انتقال کو مسترد کرنے کی
مجاز ہے یا نہین۔

اگر موہوب الیہ ایفاء شرائط نکرے تو ہبہ منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

فتح - صورت مذکورۂ بالا کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت نے ایک شخص سے
اس مضمون کا اقرارنامہ لکھوا کر کہ وہ شخص حین حیات عورت مذکور کے اُسکی پرورش

کرے اور اُسکے احکام کے خلاف نہ کام کرے اپنی جائداد اُسے دے دے مگر موہوب الیہ نے شرائط مشروطہ کا ایفا نہ کیا اس حالت مین واہبہ موہوب الیہ سے دستاویز واپس لینے اور ہبہ مسترد کرنے کی مجاز ہے۔

ضلع جیت گانون - ۵ - اپریل ۱۸۶۱ء -

مقدمہ ۳۰ - س - ایک عورت نے دستاویز کے ذریعہ سے اپنی جائداد کو اپنی دختر اور داماد کے نام ہبہ کر دیا اس صورت مین واہبہ ہبہ مسترد کرنے کی مجاز ہے یا نہین -

ج - جس شخص نے کہ قانون کی رو سے ہبہ کر دیا ہو وہ پھر اُسکے مسترد کرنے کا اور جائداد جو ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کر دی گئی ہو اُسپر پھر قبضہ لینے کا مجاز نہین ہے -

مسترد کرنا غیر مشروطہ ہبہ کا ناجائز ہے۔

ضلع جیت گانون - ۳۰ - جنوری ۱۸۶۱ء -

مقدمہ ۳۱ - س - ایک شخص نے جسکے حقیقی بھائی تھا اپنی زوجہ کے نام ایک دستاویز اس مضمون کی لکھدی کہ میری وفات کے بعد میری جائداد مکسوبہ منقولہ و غیر منقولہ کے ہبہ یا بیع کرنے کا میری زوجہ کو اختیار ہے اور وہ بعد ازان لاولد مر گیا اس صورت مین بیوہ مذکور جائداد متذکرہ دستاویز ہبہ یا بیع کرنے کی مجاز ہے یا نہین -

ج - اگر متوفی نے درصورت موجود ہونے اُسکے حقیقی بھائی کے بذریعہ دستاویز تحریری اپنی زوجہ کو اختیار دیا ہو کہ وہ اُسکی جائداد مکسوبہ منقولہ و غیر منقولہ کو ہبہ کر سکے اور کوئی وارث پر پوتے تک نہ چھوڑ مرا ہو تو بیوہ بموجب اجازت مصلہ اپنے شوہر کے جائداد مذکور دینے یا بیع کرنے کی مجاز ہے -

بنگالہ مین بیوہ حسب تحریر متوفی اجازت اپنے شوہر متوفی کے اُسکی جائداد مکسوبہ غیر منقولہ منتقل کر سکتی ہے گو اُسکے شوہر کا بھائی بقید حیات ہو -

عدالت اپیل کلکتہ -

مقدمہ ۳۲ - س - ایک شخص ہمن اپنی جائداد غیر منقولہ منقسمہ کو اپنی دختر کے نام ہبہ کر کے مر گیا اور موہوب الیہا تیس برس تک بلا مزاحمت جائداد موہوبہ پر قابض

رہی مگر وہ لاولد تھی اس صورت مین وہ جائداد مذکور کے ہبہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین اور اگر وہ اُسے اپنے پروہت کے نام ہبہ کردے تو ایسا ہبہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین۔

جائداد اراضی جو عورت کو اُسکے باپ سے بطور ہبہ ملے وہ اُسکو اپنی خوشی کے مطابق منتقل کرسکتی ہے۔

ج۔ لاولد بیوہ دختر کو اختیار ہے کہ وہ اُس جائداد اراضی کو جو اُسے اُسکے باپ سے ملی ہو اپنے بیاہ کے بعد بہن کو دے ڈالے اور اس قسم کی جائداد اگر وہ اپنے پروہت کے نام ہبہ کردے تو ہبہ درست اور جائز متصور ہوگا۔ دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر مین اس راے کے حوالے مندرج ہین۔

ماخذ۔ قول کاتیائن "وہ جو کچھ ایک عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُسکے شوہر یا باپ کے گھر سے اُسکے والدین یا شوہر سے ملے اُسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو واسطہ دار محبت سے حاصل ہوا ہو۔ عورات کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محبت سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار رہے۔ شوہر اور بیٹے اور باپ اور بھائی کو عورت کی جائداد کو لینے یا دے ڈالنے کا اختیار حاصل نہین ہے"۔

ضلع ہوگلی۔ ۱۶ جنوری ۱۸۱۶ع۔

مقدمہ ۳۲۔ س۔ ایک مچھلی والے کی بیوہ نے مین حیات اپنی سوت کے تین بیٹون کے اپنی خاص جائداد مکسوبہ یعنی ایک مکان اور اور مال کو اپنی عقبے کی بھلائی کے لیے دو بہنون کو ہبہ کردیا اور مکان کو موہوب الیہم کے قبضہ مین دیا اور خود بھی اُسی مکان مین اُنکے ساتھ رہی اُسکی سوت کا ایک بیٹا بھی مع اپنی زوجہ کے اُسی مکان مین رہتا تھا بعد ازان بیوہ بموجودگی اُنکے مرگئی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکے سوتیلے بیٹے نے کریا کرم کیا اور بعد ازان وہ بھی فوت ہوا اب سوتیلے بیٹے مذکور کی بیوہ مکان مذکور کا دعوے کرتی ہے اس صورت مین ہبہ متذکرہ بالا درست اور جائز متصور ہوگا یا نہین۔

بیوہ اپنی خاص جائداد

ج۔ اگر مچھلی والی کی بیوہ نے کچھ سرمایہ اپنی ذاتی محنت سے حاصل کیا اور اُسکے

ذریعہ سے اُسنے مکان خرید کیا ہو اور اپنی عقیقی کی بلائی کی نہلے سے اُسنے مکان مذکور کو دو بہنون کے نام ہبہ کر دیا اور قبل اپنی وفات کے مکان موہوبہ مذکورہ موہوب الیہم کے حوالہ کیا تو اس صورت مین بیوہ مذکور کا استحقاق جائداد مذکورسے جاتا رہا اور موہوب الیہم کا استحقاق پیدا ہوا اور واہبہ کی سوت کے بیٹے اور اُسکی زوجہ کے مکان مذکور مین رہنے سے موہوب الیہم کا استحقاق نہین زائل ہو سکتا۔ موہوب الیہم کا استحقاق صرف اس صورت مین معدوم ہو سکتا ہے جب کہ وے ہبہ کو قبول کرین یا اُسکو بذریعہ بیع یا اور طور پر منتقل کرین۔ دایے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب سوتیلے بیٹے کی بیوہ کا جائداد پر کچھ دعوی نہین پہونچتا کیونکہ اُسپر اُسکا کچھ استحقاق نہین ہے اور عورت اُس مال کو جو اُسے اُسکے محب وبسطہ داردن سے ہدیۃً ملے اور اور اپنے خاص مال کو بیع یا ہبہ کرے تو قانوناً جائز ہے

ماخذ۔ نارد اور اور واضعان قانون کے قول دایے بھاگ اور اور کتب شاستر کے مصنفون نے نقل کیے ہین۔

"دولت جو فنون دستکاری کے ذریعہ سے حاصل کیجاے یا باستثنا وابسطہ داردن کے کسی اور سے از راہ محبت ملے اُسپر ہمیشہ شوہر کا اختیار ہے۔ باقی اور چیزین داخل استری دھن ہین" "و بخشش مذکور کی نسبت عورات کا اختیار کلی تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ ایسی جائداد رشتہ دارون کی جانب سے بنظر آسائش و پرورش عورات کے دیجاتی ہے اور یہ امر مسلمہ ہے کہ عورتون کو ایسی جائداد کی نسبت اختیار ہے"۔ "عورت نے جو کچھ کہ دستکاری کی محنت مثلاً رنگنے یا کاتنے کے ذریعہ سے حاصل کیا ہو اُسکو اُسکا شوہر بلا وقوع کسی طرح کی تکلیف کے بھی لے سکتا ہے۔"

عدالت اپیل ڈھاکہ۔

مکسوبہ کو بذریعہ ہبہ یا حسب مرضی اپنے منتقل کر سکتی ہے۔

ا۔ جائداد جو عورت کی مکسوبہ ہو وہ فی الواقع استری دھن کی چند اقسام ہین جنکا جا بجا ملک اور جمتواہن نے بیان کیا ہے داخل نہین ہے حتی کہ امر مسلمہ ہے کہ عورت جو کچھ اپنی محنت سے

مقدمہ ۲۴-ب - ایک بیراگی کو اپنی کل جائداد بحالت موجودگی اپنے بیٹے کے جو کنیزک کے بطن سے ہو اپنی مدخولہ عورت کو دے ڈالنے کا اختیار ہے یا نہین اور اگر ہے تو موہوب الیہا ایسی جائداد ایک شخص اجنب کو ہبہ کرسکتی ہے یا نہین - بیٹا جو کنیزک سے ہے اور جس کنیزک کو بیراگی نے گھر سے نکال دیا ہے وہ بیراگی کی مدخولہ یعنے موہوب الیہا کے حین حیات ترکہ پانے کا استحقاق رکھتا ہے یا نہین -

فتویٰ - اگر بیراگی نے بحالت غلبہ خبط نفسانی یا خبط یا کسی اور طرح کی نفسانیت کے کہ یہ صورتین واسطے عدم جواز ہبہ کے کافی بیان کی گئی ہین اپنی مدخولہ کے نام ہبہ کیا ہو تو ایسا ہبہ جائز اور درست متصور ہوگا کیونکہ ہر شخص اپنی جائداد کا مالک ہے البتہ اگر واہب بحالت موجودگی کسی شخص منجملہ کنبہ کے اپنی کل جائداد ہبہ کرے تو وہ مذہب کی رو سے گنہگار ہے - عورت مذکورہ نے جائداد ورثتاً پائی ہے اور نہ اپنے شوہر سے لہذا وہ اُسے شخص اجنب کو دے سکتی ہے - اگر بیراگی نے اپنی کل جائداد عورت کو دیدی تو پھر اُسکے پاس کچھ جائداد نہ رہی لہذا اُسکے بیٹے کو جو کنیزک کے بطن سے ہے حین حیات موہوب الیہا کے جائداد پر کچھ استحقاق نہین پہونچتا ہے - اگر واہب نے بعد ہبہ کرنے کے کوئی اور جائداد حاصل کی ہو یا ہبہ کرنے کے وقت کچھ جائداد رکھ چھوڑی ہو تو ایسی جائداد بیراگی کی وفات کے بعد بموجب دستور بیراگیون کے اُسکے بیٹے کو جو کنیزک سے ہے ملے گی اور گو کنیزک کو گھر سے نکال دیا ہو یا اُسکی تذلیل کی ہو تاہم اگر بیٹے مین کوئی نقص ذاتی نہین ہے تو وہ اُس جائداد کے پانے کا مستحق ہے جو بیراگی نے بعد ہبہ حاصل کی ہو یا ہبہ کرنے سے بچا رکھی ہو - یہ راے داے بھاگ اور سمرتی چندریکا اور بیاد بھنگار نو اور منو اور داے تتو اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے -

قول برہسپتی داے بھاگ مین منقول ہے اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ کہ کسوبہ خاص ہے

حاصل کرے اُسپر بھی اُسکے شوہر کا اختیار رہے خلاصہ کی جلد ۲ صفحہ ۵۶۶ - معائنہ کیجائے لیکن صورت مذکورہ بالا مین شوہر مرگیا ہے -

بیراگی کی مدخولہ عورت جائداد کو جو اُسے بیراگی سے پائی حسب مرضی اپنی کے منتقل کرسکتی ہے گو اُس بیراگی کے ایک لڑکا صحیح النسب موجود ہو جو بصورت دیگر کل جائداد کا وارث ہوتا -

اُسکو وہ اپنی خوشی کے مطابق دے سکتا ہے۔

مرتی سار مین ہبہ کا جائز ہونا تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر ایک شخص خود ہبہ کرے تو جائز ہے کیونکہ اُسکا مال ہے اور ہبہ کے جواز کا یہی سبب مسلمہ ہے لیکن مقصود دینی کا اہتمام بالکل بوجہ ملحوظ نہ رکھنے احکام شاستر کے تسلیم نہین کیا گیا ہے۔"

بیادھنگار نو۔

قول منو۔ بیاہ مین کلام متبرکہ کا پڑھنا اور رسم مخلوقہ خالق کا عمل مین لانا دولہ و دلہن کی بہتری کے لیے ہے لیکن شوہر جو بیاہ کے وقت اقرار کرتا ہے اسی اقرار سے اختیار شوہری کی ابتدا ہوتی ہے۔"

قول جاگبلک واسے تو مین منقول ہین وہ شودر کا بیٹا بھی جو کنیزک کے بطن سے ہو باپ کی رضامندی سے حصہ پا سکتا ہے یا باپ کی موت کے بعد اُسکے بھائی اُسکو نصف حصہ دینگے اور اگر اُسکے کوئی بھائی نہو تو وہ کل جائداد پاویگا بشرطیکہ نواسہ نہو۔"

بن پران۔ ہر شخص کو ملک کے دستورات مسلمہ اور خاندان کے قواعد واجب یا اپنی قوم کے آئین مخصوص کی نسبت محافظت کرنی چاہیے۔"

ضلع ندیا۔ ۹۔ اپریل سنہ ۱۸۱۴ع۔

مقدمہ ۳۵۔ س۔ ایک شخص کے ایک زوجہ اور دو بیٹیاں تھین اُسنے اپنی کل اراضی مسکونی اور جائداد اپنی ایک بیٹی کو زبانی ہبہ کر دی اس صورت مین ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین۔

ہر شخص اپنی کل جائداد ایک بیٹی کو بموجودگی اپنی زوجہ اور دوسری بیٹی کے دیسکتا ہے۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین باپ نے جو باوجود ہونے ایک زوجہ اور ایک اور بیٹی کے اپنی ایک بیٹی کے نام ہبہ کیا تو ایسا ہبہ جائز اور درست ہے۔

ضلع بردوان۔ ۱۴۔ اپریل سنہ ۱۸۱۵ع

مقدمہ ۳۶۔ س۔ ایک شخص نے کچھ اپنی جائداد غیر منقولہ کو اپنے نواسون کے

ملحوظ خاطر رہے کہ یہ مقدمہ بنگالہ کا ہے۔

بہ

نام جو نابالغ ہین اور اوسکی حفاظت مین رہتے ہین ہبہ کر دی ہے اور جائداد کو اپنے قبضہ مین رکھا ہے اس صورت مین ہبہ جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین۔

ج ۱۔ اگر واہب نے اپنے نابالغ نواسون کو جو اوسکی حفاظت و حمایت مین ہین جائداد بخش دی ہے اور تا ایام نابالغی موہوب الیہم کے جائداد مذکور وہ اپنے قبضہ مین رکھے تو ایسا ہبہ جائز ہے لیکن اگر موہوب الیہم کی ایام نابالغی گذر جانے کے بعد بھی واہب جائداد کو اپنے قبضہ مین رکھے اور موہوب الیہم کی جانب سے ملکیت کے استحقاق کا نفاذ کسی طور پر عمل مین نہین آیا ہو تو ہبہ جائز اور واجب التعمیل نہوگا۔

ہبہ جو نابالغ کے نام عمل مین آیا جائز ہے بشرطیکہ وقت عمر رسیدہ ہونے کے ہبہ قائم رہا ہو۔

س ۲۔ اگر واہب مذکورہ بالا نے اپنی اراضی موروثی کے ایک جزو کو بلا اجازت اپنے بیٹون کے نواسون کے نام ہبہ کر دیا ہو تو ہبہ کرنا ایسی جائداد کا جائز ہے یا نہین۔

ج ۲۔ اگر واہب کے بیٹون نے ہبہ کی نسبت اپنی رضامندی نہ ظاہر کی ہو تب بھی واہب اپنی جائداد اراضی موروثی کا ایک جزو اپنے نواسون کو دینے کا مجاز ہے لہذا ایسا ہبہ درست اور جائز ہے۔

ہر شخص بلا اجازت بیٹون کے نواسے کو اپنی جائداد کا ایک جزو دے سکتا ہے۔

ضلع ہم ۱۔ پرگنہ ۔ ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۱۱ ع

مقدمہ ۲۷۳ ۔ س ۔ ایک شخص برہمن نے جب کہ وہ اپنے بھائیون سے علیحدہ ہوکر جدا رہتا تھا ۱۳ بیگہہ اور گیارہ کٹھے اراضی معافی حاصل کی اور ۲۳ بیگہہ اور سات کٹھے اسی قسم کی اراضی کا جو اوسکے بیٹے نے بذریعہ ہبہ حاصل کی تھی وارث و مالک ہوا شخص مذکور تھوڑے عرصہ تک اس جائداد پر متصرف رہ کر مر گیا اور اوسکی زوجہ اوسکی قائم مقام ہوئی اور اوسنے بحالت موجودگی اپنے شوہر کے بھتیجون کے جائداد اراضی مذکور کا ایک جزو اپنے بھائی کے نام ہبہ کر دیا اور ہبہ نامہ مین یہ تحریر کیا کہ اراضی اوس کے شوہر کی عقبیٰ کی بھلائی کے لیے ہبہ کی گئی ہے اس صورت مین یہ ہبہ جائز ہے یا نہین۔

ج ۔ سوال مذکورہ بالا سے یہ واضح نہین ہے کہ کسقدر اراضی بیوہ نے ہبہ کی

بیوہ منجملہ اپنے شوہر کی

ہبہ کرنا صرف ایک تھوڑے سے حصہ جائداد کا اپنے شوہر متوفی کی عقبی کی بھلائی کے لیے جائز ہے کیونکہ گود اسے بھاگ اور اور کتب شاستر مین یہ لکھا ہے کہ شخص متوفے جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہو اُسکی جائداد سے اُسکی بیوہ صرف اپنے حین حیات متمتع ہوسکتی ہے لیکن پھر بھی وہ اپنے شوہر کی بھلائی کے لیے جائداد کا ایک جزو ہبہ کرنے کی مستحق ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو ہبہ جائز متصور ہوگا —

جائداد کے ایک جزو شوہر کی عقبی کی بھلائی کے لیے اپنے پرستہ دار کے نام ہبہ کرسکتی ہے

ضلع دیناج پور ۱۵- اپریل ۱۸۱۲ء —

مقدمہ ۳۸ - س- ایک برہمن جسکے پاس ارا ضی معافی اور اور جائداد تھی تین بیٹے زید و بکر و عمرو اور ایک بیٹی ہندہ چھوڑ کر مرگیا تھوڑے عرصہ تک سب بیٹے بالاشتراک باپ کی جائداد سے متمتع ہوتے رہے بعد ازان بڑا بیٹا زید ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر فوت ہوا - زید کا بیٹا باپ کے حصہ پر قابض ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد مرگیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکا حصہ اُسکے ہمشیرزادہ کو پہونچا - دوسرا بیٹا بکر بھی مرگیا اور صرف اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑ مرا اور چھوٹے بیٹے عمرو نے بکر کی بیوہ کی پرورش کی اور دونون حصون پر یعنی اپنے حصہ اور اپنے بھائی بکر کے حصہ پر قابض ہوا - اس صورت مین عمرو اور بکر کی بیوہ اپنے اپنے حصون سے ایک جزو اپنے گرو اور پروہت اور ہندہ کے بیٹے کو اور بقیہ جائداد زید کے نواسہ کو دینے کی مجاز ہین یا نہین اور اگر اُنھون نے اپنے حصون کو بذریعہ دستاویز دیا ہے تو ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین اور اگر جائز نہین ہے تو کون مستحق وراثت ہے

ج- صورت مذکورہ بالا مین چھوٹے بیٹے عمرو اور دوسرے بیٹے بکر کی بیوہ مجاز ہین کہ بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے حصون سے ایک جزو اپنے گرو اور پروہت اور ہندہ کے بیٹے کو دین اور مابقی زید کے نواسہ کو ہبہ کرین ایسا ہبہ نامہ جائز متصور ہوگا لیکن اگر وے بغیر عمل مین لانے ایسے ہبہ کے مرگئے ہون تو اس صورت مین اُنکی جائداد اُنکی بہن کے بیٹے یعنی ہندہ کے پسر کو پہونچے گی —

جائداد بھائی کی دختر کے پسر کو بمحرومی ہمشیرزادہ کے دیجا سکتی ہے گو ایسی وراثت کے بموجب ہمشیرزادہ کا استحقاق مقدم ہے —

عدالت اپیل کلکتہ۔

نند رام بنام رام تنو بکرجیا۔

مقدمہ ۳۹-س- ایک ہندو نے بحالت موجودگی حقیقی بہن کے بیٹے کے اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ جو اسنے اپنی ذات خاص کی محنت سے حاصل کی تھی اپنی عورت مدخولہ کو دیدی اور ہبہ نامہ تحریر ہونے کے وقت وہ بیماری مین مبتلا تھا اور اسی بیماری مین دو روز بعد مرگیا اس صورت مین ہبہ ناجائز ہے یا نہین اگر وہ باطل اور ناجائز ہے تو اسکی جائداد اسکے ہمشیر زادہ کو پہونچیگی یا نہین۔

ج۔ اگر شخص مذکورہ بالا نے اپنی جائداد مکسوبہ منقولہ وغیر منقولہ کو بحالت موجودگی حقیقی بہن کے بیٹے کے اپنی مدخولہ کے نام ہبہ کردیا ہو اور اسنے بحالت ثبات ہوش و حواس ہبہ نامہ تحریر کیا ہو تو اس صورت مین اس طور پر منتقل کرنا جائداد کا درست اور جائز ہوگا ورنہ ہبہ ناجائز ہے اور بہن کا بیٹا ورثہ پاویگا۔ سلہ

قول منو ''وہ اُسے اپنی مرضی کے مطابق دے سکتا ہے یا ایسے سرمایہ کو اپنے اخراجات مین صرف کرسکتا ہے'' سلہ

قول نارد ''اگرچہ اشخاص عموماً اپنی ذات کے خود مالک ہین مگر جو کچھ کہ مختل الحواس کرتا ہے وہ فعل ناکردہ کے داناؤن نے بیان کیا ہے کیونکہ وہ اپنی ذات کا خود

ہبہ کرنا اسی کسوبہ جائداد کا جائز ہے گو قریب المرگ کیا گیا ہو بشرطیکہ واہب کے ہوش وحواس اسوقت درست ہون۔

سلہ اس راے اور اسی قسم کی راے کو جو اس سے پہلے مقدمہ کی نسبت ہے کسی قدر ترمیم کے ساتھ تسلیم کرنا چاہیے۔ کولبروک صاحب نے اپنے رسالہ مین جو درباب عہود اور انکی تعمیل کے ہے مقالہ ۴۔ دفعہ ۲۴۵ مین عام قاعدہ یہ لکھا ہے کہ ہبہ یا معاہدہ بخشش کے باب مین اگر ایسے شخص کی جانب سے جو مرض لاعلاج مین مبتلا ہو عمل مین آوے تو وہ نادرست ہے اسکی عقل سلیم مین فتور آجانے کے باعث وہ اپنی طبیعت پر اسقدر ضبط و قدرت نہین رکھتا ہے جو واسطے جواز فعل اور وجوب انتقال جائداد کے ضرور ہے۔ اس قول سے یہ مستنبط ہے کہ بغرض استحکام ہبہ کے جو قریب المرگ عمل مین آوے نہایت صاف ثبوت ثبات عقل کا ضرور ہے تاکہ کوئی شبہہ جو خلاف اسکے ہو وہ رفع ہوجاے۔

سلہ یہ قول منو کا نہین ہے بلکہ برہسپتی کا ہے۔

مالک نہین ہے ۔

عدالت اپیل پٹنہ ۔

مقدمہ ۴۸ ۔ س ۔ ایک شخص نے اپنی وفات کے قبل اپنی دونون زوجہ کو ہدایت کی کہ ہر ایک اُنہین سے بیٹا گود لے بعد اُسکی وفات کے اُسکی بڑی زوجہ نے کوئی بیٹا گود نہین لیا اور دونون زوجون نے مالک شوہری کو باہم مساوی تقسیم کرلیا ۔ بڑی زوجہ اپنا کل حصہ ایک شخص اجنبی کے نام ہبہ کرکے مرگئی بعد ازان چھوٹی زوجہ نے ایک بیٹا گود لیا اس صورت مین بڑی زوجہ کا حصہ موہوب الیہ کو پہونچے گا یا چھوٹی زوجہ کے متبنی بیٹے کو ۔

ج ۔ چھوٹی زوجہ نے جو باجازت حصہ اپنے شوہر کے بیٹا گود لیا ہے وہ بڑی زوجہ کا جس نے اپنے شوہر کی عدول حکمی کرکے کوئی بیٹا متبنی نہین کیا کل حصہ پانے کا مستحق ہے ہبہ کرنا اُس حصہ کا جو اُسنے ازروے تقسیم اپنی سوت کے ساتھ پایا ہے ناجائز ہے اور موہوب الیہ جائداد مذکور نہین پا سکتا کیونکہ سرادھ کا ہونا اور پانی دینا صرف اُسی صورت مین ہوسکتا ہے جب کہ بیٹا متبنی کیا جاے اور اگر بیوہ بلا فائدہ پہونچانے اپنے شوہر متوفی کی روح کے جائداد ہبہ کردے تو وہ اُن بیوون مین شمار کیجاے گی جنکو حق وراثت حاصل نہین ہے لہذا ہبہ کرنا اُسکا باطل اور نادرست متصور ہوگا ۔

ف ۔ زوجہ بیوہ اپنے شوہر نے بیٹا گود لینے کے لیے ہدایت کی ہو بیٹا نہ لے اور جائداد جو اُسنے شوہر کی وفات کے بعد ورثا پائی ہو شخص اجنبی کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے ۔

ضلع دیناج پور ۔ ۱۳ ۔ اگست ۱۸۱۳ع ۔

مقدمہ ۴۹ ۔ س ۔ ایک راجپوت نے اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ اپنے بیٹے کے نام ہبہ کردی اور اُسکو اُسپر قابض کردیا اور خود ایک اور جگہہ جاکر رہا اور وہان مقروض ہوگیا اس صورت مین حیات مقروض کے جائداد موہوبہ کا ادا ے قرضہ کے لیے نیلام کیا جانا مناسب ہے یا نہین ۔

ج ۔ متاچھرا اور منو اور اور کتب شاستر کے بموجب یہ راے ہے کہ معاملات تمدن مین ہبہ کا قاعدہ چار طرح کا ہے اول وہ شے جو دیجا سکتی ہے اور دوسرے

ف ۔ اگر کوئی شخص اپنی کل جائداد بعوض تلف کرنے استحقاق

قرض جو وہ ہے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز نہین ہے۔

وہ جو نہین دیجا سکتی اور تیسرے وہ جسکا ہبہ جائز ہے اور چوتھے وہ جسکا ہبہ جائز نہین ہے "
یہ قول نارد کا متاچھرا مین منقول ہے۔
"وہ جملہ کنبے کے لیے وجہ معاش کی نسبت تکلیف ہو تو باستثناء زوجہ یا بیٹے کے جائداد دے دیجا سکتی ہے لیکن اگر ایک شخص کے اولاد ہو یا اُسنے کسی شخص سے جائداد کے دینے کا اقرار کیا ہو تو وہ کُل اپنی جائداد نہین دے سکتا۔ منو نے لکھا ہے کہ وہ کنبے کے لیے کھانا اور کپڑا سرانجام کرنے کے بعد جو کچھ جائداد بچے صرف وہی دیجا سکتی ہے "
"وہ منو کا قول ہے کہ وہ باپ اور ماں کی بحالت ضعیفی اور زوجہ عفیفہ کی اور بیٹے کی بحالت طفولیت پرورش کرنی چاہیے گو وہ اوہ کام جسکا کرنا منع ہے وہ سو مرتبہ کرتا ہو "
ایک اور قول منو کا ہے جسکے بموجب کل جائداد کا ہبہ کرنا منع ہے "وہ اچھی طرح سے پرورش کرنا اُنکا جو وجہ معاش پانے کے مستحق ہین ایسا امر ہے جسکا ثمرہ بہشت ہے لیکن اُس شخص کو جسکی غفلت کے باعث سے اسکے کنبے کو تکلیف پہونچے دوزخ نصیب ہوگا اسواسطے اُسے چاہیے کہ اپنے کنبے کی اچھی طرح سے خبرگیری کرے "
وانکشا کا یہ قول بیرمترادوا سے مین منقول ہے کہ "وہ حسب راے عالمون کے اشیاء مفصلہ ذیل یعنی جائداد مشترکہ اور اشیاء مستعار اور ایسا مال امانت جسکو سنسکرت مین نیاس کہتے ہین اور اشیاء مرہونہ اور زوجہ اور اسکا مال اور امانت جو کسی اور شخص کو تفویض کرنے کے لیے حوالہ کی گئی ہو اور مال امانت بالعموم اور کسی شخص کی کل جائداد درصورتیکہ اولاد اسکی موجود ہو زمانہ تکلیف مین بھی منتقل ہونے کے قابل نہین ہین جو شخص اُنکو دے ڈالے وہ بیوقوف ہے اور بپاداش اس گناہ کے اُسپر پرشچت کرنا واجب ہے "۔
جاگناتھ بیان کرتا ہے کہ "وہ ہبہ کی نسبت امتناع اسواسطے کیا گیا ہے کہ مبادا جائداد انتقال کردینے سے کنبہ کو وجہ معاش کی طرف سے تکلیف پہونچے "
جو شے دیجا سکتی ہے اور جو نہین دیجا سکتی اُسکی نسبت کاتیائن کا یہ قول ہے

کہ وہ باستثناء کل جائداد اور مکان سکونت کے جو تھوڑے کپڑے کھانے اور کپڑے سے انجام کرنے کے بعد سب بچے وہ دیا جا سکتا ہے خواہ وہ مال منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور سوا اسکے کچھ نہین دیا جا سکتا''۔

قول متو وہ۔ اگر حاکم کو معلوم ہو جائے کہ رہن یا بیع یا ہبہ یا اُسکا قبول کرنا فریباً عمل مین آیا ہے یا کسی اور صورت مین فریب کا ہونا اُسپر ظاہر ہو جاے تو اُسکو چاہیے کہ کل معاملہ منسوخ کرے''۔

اقوال مرقومۂ بالا سے ظاہر ہے کہ کل جائداد کا ہبہ جائز نہین ہے کیونکہ اس صورت مین قرض خواہ کو فریب دینا ہے لہذا جو مال کہ فریبا دیا جاے وہ ادا ے زر قرضہ کے لیے نیلام ہونا چاہیے۔ امور دینی کے لیے بھی کل جائداد کا ہبہ کرنا منع ہے مگر تحقیقات اس امر کی ضرور ہے کہ مقروض واسطے ایفاء مطالبہ قرض خواہ کے کوئی اور جائداد رکھتا ہے یا نہین۔

ضلع فرخ آباد - ۱۳ - دسمبر ۱۸۵۱ء -

مقدمہ ۲۴۴ - س - ایک شخص نے ۱۲۶۰ فصلی مین اپنے بیٹے کے نام جسکو بطور کرتیم تبنیٰ کیا تھا ہبہ نامہ اپنی کل جائداد کا لکھدیا اور ہبہ نامہ مذکور قاضی کی مہر سے مصدق ہوا لیکن کلکٹر کے دفتر مین داخل وخارج عمل مین نہین آیا اور موہوب الیہ کا جائداد پر کبھی قابض ہونا بھی اچھی طرح سے واضح نہین ہے۔ موہوب الیہ ۱۲۶۱ فصلی مین اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑ کر مر گیا بعد ازان اُسکے بیٹا پیدا ہوا۔ اور موہوب الیہ کی وفات کے تھوڑے عرصہ کے بعد واہب بلا اطلاع موہوب الیہ یعنی متبنیٰ بیٹے کی بیوہ کے قاضی مذکور کے پاس گیا اور ہبہ نامۂ سابق کو چاک کر کے ایک اور شخص کے نام منجملہ جائداد مذکور کی بابت حصہ چار آنہ کا بیعنامہ لکھدیا اور بقیہ بارہ آنہ کے حصہ کی نسبت موہوب الیہ کے بیٹے کے نام ہبہ نامہ تحریر کر دیا اور قاضی کی مہر و دستخط سے اُنکو حسب ضابطہ مصدق کرا یا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ایک اور شخص نے واہب پر اراضی مذکور کو اپنی ملک موروثی ظاہر کر کے

نالش دائر کی واہب نے اسکے دعوے کو تسلیم کیا اور جائداد مذکور پر اسکو قابض کر دیا۔ بعدہ اصل موہوب الیہ کی بیوہ نے مشتری اور مدعی مذکورۂ بالا پر واسطے دخل کل حصہ سولہ آنہ کے جو اسکے شوہر کے نام سابق مین ہبہ کر دیا گیا تھا نالش کی۔ یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہے۔ کہ جائداد مذکور بلا شرکت غیرے واہب کی ملکیت تھی اور اقبال دعوے جو اسنے نسبت نالش شخص مذکور کے گذرانا تھا وہ محض سازشی بغرض محرومی اور شخصون کے متصور ہوا۔ اس صورت مین موہوب الیہ کی بیوہ اور بیٹا بذریعہ ہبہ نامہ موسومہ متوفی کے کل جائداد کا دعوی کرنے کے مجاز ہین یا نہین۔

ہبہ جو ایکمرتبہ کیا گیا ہے وہ حسب مرضی واہب کے پھر مستود نہین ہو سکتا۔

ج۔ ہبہ کے لفظ سے زائل ہونا واہب کی ملکیت کا اور پیدا ہونا موہوب الیہ کی ملک کا مراد ہے۔ جائداد جو ایک مرتبہ دی گئی ہو وہ پھر واپس نہین لیجا سکتی اور جائداد مذکور کو بعد ازان کسی طور پر منتقل کرنا قانوناً جائز نہین ہے۔

قول منو ؎ جائداد کی تقسیم ایک مرتبہ ہوتی ہے اور لڑکی کا بیاہ ایک دفعہ اور ایک مرتبہ آدمی یہ کہتا ہے کہ مین فلان شے دیتا ہون اچھے آدمی ان تینون امور کو ایک مرتبہ کرتے ہین اور پھر مسترد نہین کرتے۔

دوسرے امر کی نسبت جواب یہ ہے کہ چونکہ واہب نے موہوب الیہ کو کری تریم طریقہ کے بموجب متبنی کیا لہذا وہ اسکا بیٹا تصور کیا جاسکے کیونکہ ایسا بیٹا منجملہ بارہ بیٹون کے شمار کیا گیا ہے اسی وجہ سے موہوب الیہ بھی بہر صورت جائداد مذکور کا مستحق تھا اور علاوہ برین ہبہ کے ذریعہ سے بھی اسکی بیوہ اور بیٹا مستحق دعوی کرنے جائداد کے ہین کیونکہ جائداد مذکور بلا شرکت غیرے واہب کی تھی۔

شہر پٹنہ ۔۔۔ ۲۰۔ اگست ۱۸۱۲ء۔

دیال سنگھ بنام ہولیا۔

مقدمہ ۴۴۔ س۔ ایک شخص کے دو بیٹیان تھین اور ایک بھتیجا اور ایک بیٹا تھا بیٹا لغوات سے خارج تھا شخص مذکور نے اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ اپنی ایک دختر کے نام زبانی ہبہ کر دی اس صورت مین ہبہ درست اور جائز ہے یا نہین۔

ج ۱- اگر شخص مذکورۂ بالا نے محبت پدری کے باعث سے اپنی کل اراضی اور جائداد ایک دختر کے نام بحالت موجودگی دوسری دختر اور بھتیجے اور خارج القوم بیٹے کے منتقل کر دی تو ایسا انتقال جائز ہے اور اشخاص مذکورۂ بالا کا کچھ استحقاق نہین ہے چنانچہ یہ امر جاگبلاک کے قول سے واضح ہے- ماہرین قواعد ہبہ بیان کرتے ہین کہ اشیاء جو ایک مرتبہ حوالہ کر دیجائین واپس نہین ہو سکتین مثلاً فروخت شدہ اسباب کی قیمت اور اجرت جو شاعرون اور مطربون وغیرہ کو بعوض استحصال حظ سامعہ کے دیجاے اور جو کچھ کہ کسی کو براہ محبت یا شکریہ جو محسن کو اور جو دولھن کو یا اسکے شوہری خاندان مین بیاہ کے وقت خاطراً دیا جاے- یہ مسئلہ متاچھرا اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے-

س ۲- اگر یہ ہبہ نامہ جائز تصور کیا جاے اور خارج القوم لڑکا مر گیا ہو اور واہب کی دو بیٹیان اور ایک بھتیجہ زندہ ہون تو اشخاص حی القائم مین سے کون مستحق ترکہ کا ہے-

ج ۲- اگر جائداد بیٹی کو دیجاے تو ایسا ہبہ جائز ہے کیونکہ اس سے استحصال منفعت متصور ہے چنانچہ بیاس کا قول ہے کہ "بیٹی کے نام ہبہ کرنے سے مفاد ابدی حاصل ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس بھائی کو دینے سے بھی"- اشخاص حی القائم کا کچھ استحقاق نہین ہے اور اگر دوسری بیٹی غیر منکوحہ ہے تو وہ جائداد سے صرف اسقدر حصہ پانے کی مستحق ہے جسقدر کہ بیاہ کے اخراجات کے لیے کافی ہو-

ضلع آگرہ- ۹- مارچ ۱۸۱۳ء-

مقدمہ ۴۴ س- ایک شخص نے اپنی زوجہ اور بیٹے کی وفات کے بعد اپنی جائداد موروثی سے کچھ اراضی اپنی بہنون اور انکے بیٹون کی وجہ معاش کے لیے علیحدہ کر دی اور بقیہ کو بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے گرو یا گروکے بیٹے کے نام

باپ اگر کل اپنی جائداد صرف ایک دختر کے نام بحالت موجودگی دوسری دختر اور ایک بھتیجے کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے-

دوسری بیٹی کا اگر بیاہ نہین ہوا ہے تو اسقدر پانے کی مستحق ہے جسقدر کہ بیاہ کے صرف کے لیے کافی ہو-

ـــــــ

۱- یہ قول جاگبلاک کا نہین ہے بلکہ نارد کا ہے- خلاصہ کی جلد ۲ صفحہ ۹۱- کو ملاحظہ کرو-

ہبہ کر دیا اور ہبہ نامہ بہنون کے سامنے اور انکی رضامندی سے تحریر ہوا اگر انکے بیٹے
موجود نہ تھے اس صورت مین ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین ہبہ درست اور جائز تصور کرنا چاہیے۔

فلا مہامنبدجی بیہزادو کے موروثی جائداد کا ہبہ کرنا جائز ہے۔

دھرم شاستر کے بموجب جس شخص کے نہ بیٹا ہے نہ پوتا اور نہ پرپوتا تو باوجود زندہ ہونے
اور رشتہ دارون کے وہ اپنی موروثی جائداد کو ہبہ کر سکتا ہے۔ صورت مذکرۂ بالا مین
بہن یا انکے بیٹون کی اجازت فضول ہے۔

ضلع بردوان۔ ۲۵ جولائی ۱۸۲۳ء۔

مقدمہ ۴۵۔ س۔ ایک شخص دو لڑکے چھوڑکر مرگیا وے اپنی موروثی جائداد پر
قابض ہوے اور باہم بطور کنبہ مشترکہ کے متفق رہے بڑے بھائی نے بوجہ لاولد
ہونے کے اپنے ایک رشتہ دار کا بیٹا جو پدری نسل کی چھٹی پیڑھی مین تھا متبنی کیا
اور بعدازان مرگیا اسکی وفات کے بعد اسکا متبنی لڑکا اپنے چچا کے ساتھ جو اسکے
گود لینے والے باپ کا بھائی تھا بطور کنبہ مشترکہ رہا۔ دوسرے بھائی کے کوئی
اولاد ذکور نہ تھی اسنے اپنی جائداد کو نواسہ کے نام ہبہ کر دیا اب متبنی بیٹا استحقاق
وراثت کی رو سے کل جائداد کا دعویٰ کرتا ہے اور موہوب الیہ جو دوسرے بھائی
کا نواسہ ہے ہبہ کی رو سے دعویدار ہے اس صورت مین منجملہ دعویدارون کے
کسکو جائداد ملنی چاہیے اگر دونون کو ملنی چاہیے تو ہر ایک کسقدر جائداد پانے
کا مستحق ہے۔

کوئی شخص بھوجی اپنے بھائی کے متبنی بیٹے کے ہو شامل تھا اپنی جائداد نواسہ کے نام ہبہ نہیں کر سکتا۔

ج۔ اگر ایک شخص کے دو بیٹے وارث ہون اور بڑا بیٹا بباعث لاولد ہونے
کے ایک رشتہ دار بعید کا بیٹا گود لے اور دوسرا بھائی بباعث نہونے اولاد ذکور
کے ایک ہبہ نامہ تحریر کرے جسکے ذریعہ سے بحالت موجود ہونے متوفی بھائی کے
متبنی بیٹے کے اور بصورت مشترک اور متفق ہونے کنبہ کے اپنی کل جائداد نواسہ
کے نام ہبہ کر دے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے شریکون سے
علحدہ ہو جاے اور پھر شامل ہو اور بلا اولاد ذکور مر جاے تو اسکی بیوہ کو کل

جائداد ملتی ہے اور بیوہ نہو تو دخترون کو ترکہ پہونچتا ہے۔ دخترون کے لفظ سے بیٹیان اور بیٹیون کی بیٹیان مراد ہین چنانچہ اس باب مین جاگیلاک کا قول ہے کہ "زوجہ اور بیٹیان" الخ۔ بیٹا اپنے گود لینے والے باپ کی جائداد پا سکتا ہے اور نیز ایسے بھائی کا متبنے بیٹا جو بالاتفاق رہتا ہو اپنے چچا کے ترکہ پانے کا مستحق ہے۔

منو کا قول ہے کہ "متوفی کے اگر بیٹے یا بیٹیون کی اولاد ذکور زندہ ہے تو وے وارث ہین نہ کہ بھائی یا والدین"۔

ضلع سارن۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۳۱ء۔

مقدمہ ۱۶۴۴۔ س۔ تین بھائی جائداد اراضی پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ انکے ایک زوجہ چھوڑ کر لاولد مر گیا اور زوجہ اپنے شوہر کے حصہ کی وارث ہوئی بعد ازان حی القائم بھائیون نے کل جائداد کو مع حصہ بھائی متوفی کے ایک شخص اجنبی کے نام ہبہ کر دیا بیوہ نے عدالت مین اپنے حصۂ شوہری کی نسبت نالش کر کے ڈگری حاصل کی اور جائداد مدعوبہ پر اسکو قبضہ دلایا گیا بعد ازان اُسنے باوجود زندہ ہونے اپنے شوہر کے دو بھائیون کے پوتون اور پوتون کے اپنے شوہر کی کل جائداد کو جو بذریعۂ نالش حاصل کی ہوئی تھی شوہر کے ایک بھائی کے پوتون کو ہبہ کر دیا اس صورت مین ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین۔

ج۔ صورت متذکرۂ بالا مین بیوہ مجاز نہین ہے کہ اپنے شوہر متوفی کی کل جائداد بحالت موجودگی شوہر کے بھائیون کے بیٹیون اور پوتون کے شوہر کے صرف ایک بھائی کے پوتون کو ہبہ کر دے۔ ایسا ہبہ ناجائز تصور کرنا چاہیے چنانچہ یہ امر اکابر کے قول مرقومۂ ذیل سے صاف ظاہر ہے کاتیائن کا قول ہے کہ "وہ اُسکو مین حیات اپنی جائداد سے باعتدال متمتع ہونا چاہیے اور بعد اُسکے جائداد مذکور اُسکے وارث پاوینگے"۔ بیوہ جو عفیفہ ہو اُسے اپنے شوہر کا حصہ لینا چاہیے اگر چہ مین حیات اپنے اُسکو جائداد مذکور کے دے ڈالنے یا رہن یا بیع کرنے کی

بیوہ کو اس امر کا کہ اپنے شوہری حصہ کو بذریعۂ نالش حاصل کیا جائداد مذکور پر کچھ زیادہ اختیار حاصل نہین ہو جاتا ہے۔

نسبت خود مختار ہونا چاہیے ''۔

'' اس صورت مین بھی جب کہ تقسیم ہوگئی ہے بیوہ غیر منقولہ جائداد پانے کی مستحق ہے یا نہین ''

مقدمہ ۴۷ ۔ س ۔ ایک شخص نے بلا اجازت اپنے بالغ بیٹے کے اپنے نانا کی زمینداری مفصلہ کا ایک جزو جس سے زمیندار یعنی مالک نے اُسے بیدخل کر دیا تھا ایک شخص اجنبی کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کر دیا اور ہبہ نامہ مین یہ شرط تحریر کی کہ موہوب الیہ اگر جائداد مذکور پر دوبارہ قبضہ حاصل کرے تو اُسکو استحقاق ملکیت حاصل ہوگا اور واہب کو کچھ تعلق نہوگا اس صورت مین اگر موہوب الیہ اپنا قبضہ حاصل کرے تو ایسا ہبہ نامہ واجب التعمیل اور جائز ہوگا یا نہین اور اگر جائز ہے تو ہبہ نامہ کی روسے واہب کا بیٹا جائداد پانے سے محروم رہے گا یا کہ واہب کی وفات کے بعد اُسکے بیٹے کو استحقاق ملکیت حاصل ہوگا ۔

ج ۔ صورت مذکورہ بالا مین واہب اپنے نانا کی غیر منقولہ جائداد کو جو اسے ورثتاً پہونچی شخص اجنبی کے نام ہبہ کرنے کا مجاز ہے اور استحقاق موہوب الیہ کا کامل اور واجب التعمیل ہے کوئی قاعدہ ایسا نہین ہے جسکی روسے نواسہ کا بیٹا ترکہ پاوے لہذا واہب کے بیٹے کو ہبہ کے مسترد کرنے کا استحقاق نہین ہے ۔ یہ رائے دا ے بھاگ و بیا د چنتامنی اور دا ے رہاس اور کتب شاستر کے بموجب ہے ۔

ہر شخص باوجود ہونے بیٹے کے اپنے نانا کی جائداد اراضی کو جو اُنسے عاملون سے دوبارہ حاصل کیا ہو ہبہ کر سکتا ہے ۔

ماخذ قول برسپتی جو بیاد چنتامنی مین منقول ہے یہ ہے '' منجملہ مکانات اور اراضی کے جو سات طریقون استعمال سے کسی طریقہ کے بموجب حاصل ہو جو کچھ دیدیا جاے ''۔

دا ے بھاگ مین یہ لکھا ہے '' چونکہ ہبہ یا بیع کرنا منع ہے تو اس امر سے مسئلہ متنازعہ کی تنسیخ لازم آتی ہے مگر ہبہ یا انتقال باطل ہوگا اسواسطے کہ جو امر واقعی ہے وہ سوال سے بھی بدل نہین جا سکتا ''۔

دا ے رہاس مین قول سنکہ منقول ہے وہ یہ ہے کہ '' اگر اراضی علی التواتر ورثتاً پہونچے اور کسی زمانہ مین ہاتھ سے جاتی رہے اور اگر صرف ایک وارث خاص

اپنی محنت سے اُسے دوبارہ حاصل کرے تو باقی وارثون کو چاہیے کہ حاصل کرنے والے کو ایک ربع دے کر آپس مین بموجب اپنے واجبی حصون کے جائداد کو تقسیم کرین،،۔

مقدمہ ۱۴۴ – س – ایک شخص کچھ جائداد اراضی چھوڑ کر مر گیا اور اُسکا بیٹا جو زن مدخولہ کے بطن سے تھا جائداد پر قابض ہوا بعد ازان وہ لاولد مر گیا اُسکی زوجہ وارث ہوئی اس صورت مین زوجہ بحالت موجودگی اصل مالک کے نواسہ یا ایک اور زن مدخولہ کے جائداد مذکور ہبہ یا بیع کرنے یا کسی اور طور پر منتقل کرنے کی مجاز ہے یا نہین اگر اُسنے کسی طور سے جائداد منتقل کر دی ہو تو ایسا انتقال درست اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ج – سوال مین یہ امر نہین بیان ہوا کہ اصل مالک کس قوم کا تھا اگر وہ شودر تھا اور اُسکی بیٹی جسکا بیٹا زندہ ہے زن مدخولہ کے بطن سے تھی تو اس صورت مین اُسکے اُس بیٹے کی بیوہ جو ایک اور زن مدخولہ کے بطن سے تھا کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے مین حیات اپنے متمتع ہوگی اور بیوہ مذکور اپنے شوہر کی رسوم کریاکرم کی تکمیل عقبیٰ کی بھلائی کے لیے یا اپنی پرورش کے واسطے ایک جزو جائداد مذکور کا دے یا بیع کر سکتی ہے مگر باستثناء ان امور کے بیوہ مذکور کو جائداد جو شوہر سے ورثتاً ملی ہے منتقل نہین کر سکتی اور ہبہ ایسی جائداد کا نادرست تصور کیا جاوے۔

شودر کا نواسہ جو زن مدخولہ یا کنیز کے بطن سے ہو وہ مستحق وراثت ہے لیکن اُسکی بیوہ بمحرومی وارثون حقیقی جائداد مذکور منتقل کرنے کی مجاز نہین ہے۔

ماخذ دو مہابھارت مین دان دھرم کے باب مین یہ لکھا ہے کہ عورت اپنے ترکہ شوہری کو کام مین لا سکتی ہین۔ عورت کو چاہیے کہ کبھی سرمایہ شوہری کو ضائع نکرے حتی کہ سرمایہ مذکور عمدہ پوشاک پہننے یا اور اسطرح کی نفس پروری کے لیے صرف نکرے لیکن چونکہ بیوہ اپنے جسم کو حفظ مین رکھنے سے اپنے شوہر کو فائدہ پہونچاتی ہے لہذا وہ اسقدر جائداد استعمال مین لانے کی مجاز ہے جو اس امر کے لیے کافی ہو علی ہذا القیاس چونکہ شوہر کی منفعت پر بہرحال لحاظ کیا جاتا ہے اسی واسطے عورت کو اجازت ہے کہ وہ اپنے شوہر کی رسوم کریا کرم کی تکمیل کے لیے

ہبہ یا بیع کرے۔ پس اگر وہ کسی اور طور پر اپنا گذارہ نہ کر سکے تو وہ جائداد رہن کرنے کی مجاز ہے یہ امر ملتفی نہو تو وہ اُسے بیع یا کسی اور طور پر منتقل کر سکتی ہے کیونکہ اس صورت سے بھی وہی وجہ متعلق ہے۔" یہ مسئلہ و اسے بھاگ مین مندرج ہے۔

قول کاتیائن "وہ لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو۔ بیوہ کے بعد اُسکی جائداد اُسکے وارث پائینگے"۔

"محافظ واجب التعظیم یعنی خسر یا شوہر کے کسی اور رشتہ دار کی حمایت مین رہکر بیوہ کو چاہیے کہ اپنے حین حیات شوہر کی جائداد سے متمتع ہو اور مثل اپنی جائداد خاص کے اُسے اپنی مرضی کے مطابق ہبہ یا رہن یا بیع نہ کرے"۔

قول نارد "اگر شوہر مرجاے تو اُسکے واسطہ دار اُسکی لاولد بیوہ کے محافظ ہوتے ہین اور اُنکو انتقال جائداد اور بیوہ کی خبرگیری اور وجہ معاش کی نسبت اختیار کلی حاصل ہے"۔

قول جاگیلک "شودر کا بیٹا بھی جو کنیزک کے بطن سے ہو باپ کی رضامندی سے حصہ پاسکتا ہے لیکن اگر باپ مرگیا ہو تو بھائیون کو چاہیے کہ اُسے نصف حصہ دین"۔

اس عبارت سے کہ "شودر کا بیٹا جو کنیزک کے بطن سے ہو" بیٹیان اور نواسے اور اور وارث بھی مراد ہین۔ یہ راے داے بھاگ اور داے تتو اور بیواد چنتامنی اور متاچھرا اور منو وغیرہ کے بموجب ہے[1]۔

شہر ڈھاکہ۔ یکم مئی ۱۸۶۶ء۔

[1] بمقدمہ ہندرابن چندر راے بنام کشن چندر راے رسپانڈنٹ واسطے برقرار رہنے دخل نسبت بعض اراضیات و اظہار ہبہ نامہ نوشتہ ایک ہندو بیوہ کے جلو اراضی مذکور بعد وفات اُسکے شوہر کے ورثہ مین جائداد تقسیم ہونے کے وقت ملی تھی دعویدار ہوا اس مقدمہ مین بھی صدر دیوانی عدالت نے یہ تجویز کی کہ عذر رسپانڈنٹ کا ثابت نہین ہے اور ...

مقدمہ ۹۴۰۔ س ا۔ ایک ہندو زمیندار اپنی زوجہ چھوڑ کر بلا ولد مر گیا اور زوجہ مذکورہ نے ایک روز قبل اپنی وفات کے بہ ثبات ہوش و حواس ایک وصیتنامہ یعنی ہبہ نامہ مشروطہ بابت جملہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو اُسے اُسکے شوہر سے وراثتاً پہونچی تھی مع منافع زمانہ ماضی و آیندہ اور مع اور اپنی جملہ جائداد مکسوبہ کے بدستخط و گواہی ایک شخص اجنبی کے نام تحریر کر دیا اس صورت میں کونسی جائداد ایسے وصیتنامہ یعنی ہبہ نامہ مشروطہ کے بموجب موہوب الیہ کو پہونچے گی۔

فیصلہ
بیوہ اس جائداد کو جو خود اسے شوہر سے پہونچی ہو ہبہ یا وصیت کے ذریعہ سے منتقل نہین کر سکتی اور نہ اُس جائداد کو جو اُسنے بذریعہ جائداد شوہری کے خود حاصل کی ہو۔

ج۔ اگرچہ وثیقہ مذکورہ دستخط اور گواہی سے مصدقہ ہوا اور بیوہ نے بہ ثبات ہوش و حواس تحریر کیا تاہم وہ بلا اجازت وارثان شوہری اور ان لوگون کے جنکی وہ مطیع ہے اس شرط سے ہبہ کرنے کی کہ بعد اُسکی وفات کے موہوب الیہ جائداد دیم قابض ہو مجاز نہین ہے نہ اُسکو بابت اراضی اور اور جائداد کے جو اُسکا شوہر چھوڑ گیا اور جسپر وہ بعد وفات شوہر کے قابض ہوئی ہو وصیت کرنے کا اختیار ہے نہ بابت اُسکے منافع کے اور اپنے مال مکسوبہ کے جو اُسنے بذریعہ جائداد متروکہ یا اُسکے منافع کے حاصل کی ہو لہذا جائداد مذکورہ کا کوئی جزو موہوب الیہ کو نہین پہونچ سکتا۔ مگر جو کچھ کہ بیوہ نے بلا ذریعہ جائداد متروکہ یا اُسکے منافع کے کسی اور طور پر حاصل کیا ہو وہ اُسکا استری دھن ہے اور اُسکی نسبت باستثناء اُس جائداد غیر منقولہ کے جو شوہر نے اُسے دی ہو اُسے اختیار ہے کہ بذریعہ ہبہ یا وصیت کے جسطرح چاہے منتقل کرے۔ اسی واسطے بیوہ کا استری دھن باستثناء اُس مال غیر منقولہ کے جو شوہر سے ملا ہو بذریعہ وصیتنامہ یا ہبہ نامہ

لیکن وہ خاص جائداد اپنی کو باستثناء ہو غیر منقولہ جائداد کے جو اُسے اُسکے شوہر نے دی ہو جسطرح چاہے منتقل کر سکتی ہے۔

۲ ہر صورت ہبہ بلا اجازت وارثون کے ناجائز ہے۔ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔ اور اسی جلد کے صفحہ ۱۱۰ مین ایک اور مقدمہ کی نسبت یہ تجویز قرار پائی کہ ہندو جو لاولد مر گیا ہو اُسکی بیوہ اپنے شوہری جائداد کے ایک جزو کو شوہر کی عقبیٰ کی بھلائی کے لیے ہبہ کر سکتی ہے مگر چونکہ اس مقدمہ مین عدالت کے نزدیک ہبہ کرنا اس غرض سے معلوم نہین ہوتا لہذا موہوب الیہ کا دعوی نامنظور کیا گیا۔

شوہر وغیرہ کے موہوب الیہ کو پہونچ سکتا ہے یہ رائے دائے بھاگ و شرح دائے بھاگ مصنفہ سری کرشن ترک لنکار اور دائے تتو اور دائے رہاس اور اور کتب شاستر مروجہ اڑیسہ اور کاتیائن اور منو کے بموجب لکھی گئی ہے۔

ماخذ ا۔ لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو۔ بیوہ کے بعد اُسکی جائداد اُسکے وارث پائینگے۔ یہ قول کاتیائن کا دائے بھاگ اور دائے تتو اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

۲۔ اراضی چھ طریق پر منتقل ہوتی ہے شہر یون اور رشتہ دارون اور ہمسایون اور وارثون کی رضامندی سے اور سونے اور پانی دینے کے ذریعہ سے۔ معلوم نہین کہ یہ قول کس عالم کا ہے مگر دائے تتو اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

۳۔ شوہر کی وفات کے بعد اسکے رشتہ دار اُسکی لاولد زوجہ کے محافظ ہوتے ہین اور رشتہ داران مذکور کو بابت انتقال جائداد اور نسبت عورت اور اُسکی پرورش کے اختیار کلی حاصل ہے۔

یہ قول نارد کا دائے بھاگ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

۴۔ لیکن اگر شوہر کا کنبہ معدوم ہو گیا ہو یا اُنہین کوئی شخص ذکور سے نہو یا کنبہ مذکور بیکسی کی حالت مین ہو تو اس صورت مین اگر بیوہ کے شوہر متوفی کے رشتہ دارون مین سپنڈ تک کوئی نہو تو بیوہ کے باپ کے رشتہ دار اُسکے محافظ ہونگے۔ یہ قول نارد کا دائے بھاگ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

۵۔ بیوہ درصورت نہونے بیٹون کے بعد وفات شوہر دربابِ انتقال جائداد بذریعہ ہبہ وغیرہ اپنے شوہر کے کنبہ کی مطیع ہوتی ہے۔

قول جمتواہن منقولہ دائے بھاگ۔

۶۔ چونکہ عورت ہبہ کرنے کی نسبت مطیع اپنے شوہر کے رشتہ دارون کی ہین لہذا ظاہر ہے کہ وے اُنکی اجازت سے ہبہ کرسکتی ہین۔

شرح تصنیف سری کرشن ترک النکار۔

۷۔ وہ عورت اپنے ترکہ شوہری کو کام مین لا سکتی ہین مگر عورت کو چاہیے کہ کبھی سرمایہ شوہری کو ضائع نہ کرے یہان ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اُسکو اپنی خوشی کے مطابق جائداد کو بذریعہ ہبہ یا بیع یا کسی اور طور پر منتقل کرنے کا اختیار نہین ہے"۔

قول مہابھارت منقولہ داے رہاس۔

۸۔ وہ اگر ایسا شخص جو اورون کا تابع ہو اراضی یا مکانات یا غلام ہبہ یا رہن یا بیع کرے تو یہ امر ناجائز یا غیر مؤثر ہوگا" قول کاتیائن۔

۹۔ دولت جو فنون دستکاری کے ذریعہ سے حاصل کیجاے یا باستثناء وسیلہ دارون کے کسی اور سے از راہ محبت ملے اُسپر ہمیشہ شوہر کا اختیار ہے۔ باقی اور چیزین داخل استری دھن ہین"۔

جو کچھ کہ عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُسکے شوہر یا باپ کے گھر سے اُسکے والدین یا شوہر سے ملے اُسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو وسیلہ دار محبت سے حاصل ہوا ہو عورات کا اختیار ایسے عطیہ پر جو وسیلہ دار محبت سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار ہے۔ یہ قول کاتیائن کا ہے اور داے بھاگ اور داے کرم سنگرہ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

۱۰۔ وہ جو کچھ شوہر محب نے اپنی زوجہ کو دیا ہو اُسکی نسبت زوجہ کو بعد وفات شوہر کے اختیار ہے چاہے جسطرح صرف مین لاوے یا دے ڈالے مگر یہ اختیار جائداد غیر منقولہ کی نسبت حاصل نہین ہے" قول نارد منقولہ داے بھاگ۔

۱۱۔ وہ لیکن اگر شوہر نے مال غیر منقولہ اپنی زوجہ کو دیا ہو تو عورت کو اُسے ہبہ وغیرہ کے ذریعہ سے منتقل کرنے کا اختیار نہین ہے" ۔ قول جمتواہن منقول داے بھاگ۔

۱۲۔ وہ دوسرے کے نام منتقل ہونا جائداد کا ہبہ ہے"۔

س ۲- اگر اس طور پر منتقل کرنا ناجائز اور باطل متصور ہو تو یہ وہ مذکور کا استری دھن بحالت موجودگی اُسکے باپ یا دادا کی اولاد کے اولاد مذکور کو پہونچے گا یا اُسکے شوہر کے بھتیجون یا اور وارثون کو اس سوال کا جواب بموجب شاستر شمشیہ اُڑیسہ کے چاہیے۔

ج ۲- جب کہ وثیقہ مذکور اس طور پر ناجائز اور باطل ثابت ہوا تو اگر عورت کے باپ یا دادا کی اولاد مین سے کوئی زندہ نہو اور اُسکے غیر منکوحہ یا منسوبہ یا منکوحہ بیٹی نہو یا بیٹا یا نواسہ یا پوتا یا بیٹے کا پوتا یا سوتیلا بیٹا یا سوتیلے بیٹے کا بیٹا یا شوہر یا مان یا باپ یا شوہر کا چھوٹا بھائی یا شوہر کے چھوٹے بھائی کا بیٹا یا شوہر کے بڑے بھائی کا بیٹا یا بہن کا بیٹا یا اُسکے شوہر کے بہن کا بیٹا نہو تو استری دھن عورت کے بھائیون یا اُسکے بھائیون کے بیٹون کو اُنکے رشتہ کی قربت کے بموجب ملیگا نہ شوہر کے بھتیجون یا اور وارثون کو یہ رائے دایے بھاگ اور وراسے کرم سنگرہ اور دایے تتو اور اور کتب شاستر مروجہ اُڑیسہ کے بموجب لکھی گئی ہے۔

استری دھن عورت کے بھائیون کے بیٹون کو بحر دمی اُسکے شوہر کے وارثون کے ملیگا۔

ماخذ ا- بہن کی جائداد حقیقی بھائیون کو اور اُنکے بعد مان اور بعد ازان باپ کو پہونچتی ہے۔

۲- خالا اور نانی اور پھوپھی اور ساس اور بڑے بھائی کی زوجہ کا درجہ مان کے مساوی ہے اگر وے اپنے بطن سے کوئی بیٹا یا سوت کا بیٹا یا نواسہ یا ان شخصون کا بیٹا نہ چھوڑ مرین تو اُنکی جائداد بہن کا بیٹا اور باقی بہ ترتیب پاوینگے"۔ قول برہسپتی منقولہ دایے بھاگ و دایے کرم سنگرہ و دایے تتو و کتب شاستر۔

صدر دیوانی عدالت- ۱۲ جولائی ۱۸۵۱ء۔

کندروپ سنگھ اپیلانٹ بنام موہن لال کھن رسپانڈنٹ۔

مقدمہ ۵۰- س- ایک شخص کے جو مالک حصہ دس آنہ کا جائداد اراضی مین تھا ایک بیٹا تھا بیٹا مذکور باپ کے سامنے مرگیا اور ایک زوجہ اور تین بیٹیان چھوڑ مرا مالک مذکور نے اپیلانٹ کو کسی مقام سے لاکر اپنی ایک پوتی کے ساتھ اسکا

بیاہ کر دیا اور اپنا کل حصہ جائداد مذکور کا ایک وثیقہ کے ذریعہ سے بطور جوتک کے اُسے بخشش دیا جوتک اُس عطیہ کو کہتے ہین جو بیاہ کے وقت دیا جاے۔

اور یہ بھی ثابت ہے کہ اپیلانٹ جائداد عطیہ پر قابض ہوا اور منجملہ اُسکے اُسنے اپنی زوجہ کی رضامندی سے دو آنہ کا حصہ بیع کیا اور بیع ضلع اور پروِنشل کورٹ کی عدالتون کے فیصلون کے بموجب درست اور جائز قرار دیا گیا اس صورت مین واہب کے بیٹے کی بیوہ باقی آٹھ آنہ کے حصہ سے کسی قدر بیع کرنے کا استحقاق رکھتی ہے یا نہین۔

ج۔ وجہ ثبوت جو اس مقدمہ مین پیش کیا گیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالک اراضی مذکور نے جائداد مین سے اپنے حصہ کو اور شرکا سے علٰحدہ کر کے اپنے بیٹے کے نام دفتر سرکار مین لکھوا دیا اور بعد ازان اپیلانٹ کو ایک مقام بعید سے لا کر منجملہ اپنی تین پوتیون کے ایک پوتی سے بیاہ کر دیا اور نامبردہ بحالت موجودگی اپنی زوجہ اور بیٹے کی بیوہ اور دو غیر منکوحہ لڑکیون کے اپنا کل حصہ جائداد کا اُسکے نام بطور جوتک دے کر مر گیا اور اپیلانٹ کو ہدایت کر گیا کہ وہ اُسکی زوجہ اور اُسکے بیٹے کی بیوہ کی پرورش کرے۔ اس صورت مین جائداد جسکی تصریح ہبہ نامہ مین کی گئی ہے شاستر کے بموجب اپیلانٹ کی جائداد ہے اسپر متوفی بیٹے کی بیوہ کا کچھ استحقاق نہین ہے اور وہ اُسکو بیع نہین کر سکتی۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ نامہ پر تین شخصون کی گواہی ہے لہذا موہوب الیہ کا استحقاق ملکیت جائداد مصرحہ ہبہ نامہ پر بخوبی ثابت ہے اور بیٹے کی بیوہ کا اُسپر کچھ استحقاق نہین ہے اسواسطے اُسکا دعوے قابل سماعت نہین۔

ماخذ۔ قول منو۔ ''باپ اور مان کی وفات کے بعد بھائیون کو چاہیے کہ جمع ہوکر جائداد موروثی کو باہم مساوی طور پر تقسیم کرین کیونکہ جبتک اُنکے والدین بقید حیات ہین اُسوقت تک اُنکا اختیار جائداد مذکور پر نہین ہے''

ب
ہر شخص اپنی کل جائداد بحروی اپنے بیٹے کی بیوہ اور اور بیٹیون کے صرف ایک بیٹی کے شوہر کو بطور جوتک دے سکتا ہے

قول لیشن (۶) اگر باپ اپنے بیٹے کو جدا کرے تو وہ اپنی جائداد مکسوبہ کی تقسیم اپنی مرضی کے مطابق کر سکتا ہے"۔

قول دیول (۶) جب تک کہ باپ زندہ ہے اور نقص سے بری ہے اسوقت تک بیٹے مالک نہیں ہیں لیکن جائداد جو بیاہ کی بابت ملے وہ اس جائداد میں تصور کیجاتی ہے جو زوجہ کے ساتھ ملی ہو"۔

عدالت اپیل ڈھاکہ یکم نومبر ۱۸۱۲ء۔
جگناتھ داس بنام مدن موہن گھوس وغیرہ۔

باب نوان

غلامی کے بیان مین

مقدمہ ا۔س۔ ایک مقام مین ایک شخص جو دوسرے کا ملازم تھا اسکو وہان کے لوگ غلام تصور کرتے تھے۔ اس صورت مین ایسی شہرت کے باعث سے وہ بطور غلام سمجھا جا سکتا ہے اور اگر ایسا سمجھا جاسے تو آقا اسے بذریعہ بیع کے منتقل کرنے کا مجاز ہے یا نہین۔

غلام کی پندرہ قسم ہین اور تفصیل انکی متن مین درج ہے۔

ج۔ شاستر کے بموجب پندرہ قسم کے غلام ہین مگر سوال مین یہ امر بالتصریح نہین لکھا گیا ہے کہ شخص مذکورہ بالا کس قسم کی غلامی سے تعلق رکھتا تھا منجملہ پندرہ اقسام کے پانچ قسمین غلامون کی یہ ہین۔ گرہی ہجتا یعنے غلام جو کنیزک کے بطن سے اسکے آقا کے گھر مین پیدا ہو۔ کریت یعنی خرید اہوا۔ لبدہ جو ہدیہ ملا ہو۔ کرم گوتا جو مورثون سے ترکہ مین ملا ہو۔ اتم بکریا جسنے خود اپنے تئین بیع کیا ہو۔ ان پانچ قسم کے غلامون کی اولاد انکے آقا کا مال ہے۔ آقا ایسے غلامون کے بیع کرنے کا مجاز ہے اور انکو آزادی حاصل نہین ہو سکتی۔ باقی دس قسمین غلامون کی یہ ہین۔ وہ جسکی قحط مین پرورش کی گئی ہو۔ جو ایک مذہبی فرقہ سے منحرف

ہو گیا ہو۔ جو شخص اپنے تئین خود پیش کرے اور کہے کہ مین تیرا ہون۔ بمقام قحط
کنیز ادا کیا گیا ہو۔ جسکو پہلے آقا نے رہن رکھ دیا ہو۔ جو لڑائی مین اسیر کیا گیا ہو
غلام جو شرط مین جیتا گیا ہو۔ جس شخص کی اس غرض سے پرورش کیجائے کہ وہ
خدمت گزاری کرے۔ جو شخص اپنی معشوقہ کی خاطر غلامی اختیار کرے۔ غلام جو اوقات
مشروطہ کے لیے ہو۔ یہ دس قسم کے غلام آقا کی رضامندی سے آزاد کیے جاسکتے ہین
اس باب مین نارد کا قول بیاد چنتامنی مین یہ لکھا ہے کہ منجملہ ان غلامون کے
اول چار طرح کے غلام یعنی خانہ زاد و زرخرید اور وہ جو ہدیۃً اور وہ جو ورثتاً ملا ہو اُنکو
غلامی سے آزاد کیے جانے کا استحقاق نہین ہے اُنکی غلامی موروثی ہے البتہ
آقا کی رعایت سے آزادی اُنکی عمل مین آسکتی ہے۔ ایسا کمین آدمی جو باوجود
آزاد ہونے کے اپنے تئین بیع کرے وہ منجملہ غلامون کے نہایت مبتذل غلام ہے
وہ بھی غلامی سے آزاد نہین کیا جاسکتا۔

شہر ڈھاکہ۔ ۲۶۔ مئی ۱۸۲۴ء۔

مقدمہ ۲۔ س۔ ایک کنیزک دو شخصون کی ملکیت تھی اُنمین سے ایک شخص نے
شخص ثالث کے غلام کے ساتھ اُسکا بیاہ کر دیا اور حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کے گھر جا کر
رہے جہان وہ ابتک رہتی ہے۔ دوسرے مالک نے بدعوی کنیزک مذکور عدالت
مین نالش دائر کی اس صورت مین مدعی کا استحقاق اُسکی نصف ذات پر پہونچتا ہے
یا کہ وہ اُسکے نصف جسم کی قیمت پانے کا مستحق ہے۔

منجملہ دو مالکون کے اگر ایک مالک کنیزک کا بیاہ کر دے تو دوسرے کا استحقاق اسکی نصف خدمت گزاری یا نصف قیمت کے متعلق رہتا ہے۔

ج۔ اگر کنیزک کے دو مالکون مین سے ایک نے بلا رضامندی اپنے شریک کے
اُسکا بیاہ کر دیا ہو تو وہ شخص جسنے اپنی رضامندی ظاہر نہین کی مستحق اس امر کا ہے
کہ کنیزک نصف خدمت گزاری اُسکی بجا لاوے نہ کہ اُسکی نصف ذات کا مستحق ہے اور اگر وہ
کنیزک کی نصف قیمت چاہے تو اُسکو قیمت مذکور کے حصول کا اختیار ہے۔ یہی
رائے عالمون کی ہے۔

ضلع چٹ گانون۔ ۲۳۔ مارچ ۱۸۱۸ء۔

مقدمہ ۳ - س - ایک کنیزک تین شخصون کی ملکیت تھی منجملہ اُنکے ایک نے اپنی رضا و رغبت سے اُسے آزاد کر دیا اور اُسکا جسقدر حق تو حصہ اُسکی ذات پر پہونچتا تھا اُس سے وہ دست بردار ہوا - اس صورت مین کنیزک پر جو خدمتگذاری نسبت دو باقی مالکون کے واجب ہے اُس سے بھی وہ آزاد تصور کیجا سکتی ہے یا نہین اور اگر نہین تو باقی دونون آقا کس طور پر اُسکی غلامی کی نسبت اپنے استحقاق کا دعویٰ کر سکتے ہین -

ج - اگر منجملہ تین مالکون کے ایک نے بقدر اپنے حصہ جائز کے غلام کو آزاد کر دیا اور باقی دو نے نہ کیا ہو تو اُس شخص کا استحقاق جسنے غلام کو آزاد کیا ہے اُسپر سے جاتا رہتا ہے لیکن اس معاملہ سے اورون کی ملکیت ضائع نہین ہوسکتی غلام کو ضرور ہے کہ وہ اُن اشخاص کی جنھون نے اُسے آزاد نہین کیا ہے اور جسقدر اُنکا اُسپر استحقاق پہونچتا ہے خدمت کرے -

اگر منجملہ تین مالکون کے ایک مالک غلام کو آزاد کرے تو ایسی صورت مین آزادی اُسکی نسبت دو دیگر مالکون کے تصور نہین کیجا سکتی -

ضلع میمن سنگھ - ۱۵ جولائی ۱۸۱۱ء -

مقدمہ ۴ - س - ایک کنیزک نے غلامی سے آزاد کیے جانے کے بعد ضروریات روزمرہ کی جانب سے بہت تکلیف اُٹھائی اُسنے اپنے آقاے سابق کی رضامندی سے اپنے تئین مع اپنی دو بیٹیون کے جنمین سے ایک کی عمر پانچ برس اور دوسری کی سات برس کی تھی بیع کر دیا اس صورت مین بیع کرنا بیٹیون کا صغر سنی مین شاستر کے بموجب درست ہے یا نہین بیٹیون کو جب وے بالغ ہون اس بیع سے اپنی ذات کو بری کرنے کا اختیار ہے یا نہین -

ج - اگر کنیزک نے بعد آزادی حاصل کرنے کے باجازت اپنے آقاے سابق کے اپنے تئین مع اپنی دو بیٹیون کے بیع کیا ہو تو ایسا بیع جائز ہے اور لڑکیون کو بیع ہونے کے بعد اس معاہدہ کے مسترد کرنے کا اختیار نہین ہے - یہی عالمون کی راے ہے -

اشخاص جو بطور غلام بیع کیے جائین بیع ہونے کے بعد مستحق آزادی کے نہین ہین -

ضلع چٹ گانون - ۱۹ جولائی ۱۸۱۱ء -

مقدمہ ۵ - س - ایک شخص نے آپس کے معاہدہ سے اپنے غلام کا بیاہ دوسرے
آزاد شخص کی بیٹی کے ساتھ کر دیا اور بعد ازاں اپنے غلام کی زوجہ کو ایک شخص ثالث
کے ہاتھ بیع کر دیا اس صورت مین آقا کو اپنے غلام کی زوجہ کی ذات پر اسوجہ سے
کہ وہ غلام کی تابع تھی استحقاق ملکیت حاصل ہوتا ہے یا نہین اور اس طور پر عورت
کا بیچنا شاستر کی رو سے جائز ہے یا نہین -

ج - آزاد عورت اگر غلام کے ساتھ بیاہ کرے تو وہ اپنے شوہر کے آقا کی کنیزک
ہوجاتی ہے جسکو بذریعہ بیع اُسکے منتقل کرنے کا اختیار کلی حاصل ہے اور ایسی بیع درست
اور جائز ہے -

آزاد عورت اگر غلام کے ساتھ بیاہ کرے تو وہ اپنے شوہر کے آقا کی کنیزک ہو جاتی ہے -

ضلع چٹ گانون - ۲۰ - اگست ۱۸۱۹ء -

مقدمہ ۶ - س - چار بھائیون نے ایک کنیزک کو خریدا بعد ازاں اُسکے ایک لڑکا اور
ایک لڑکی پیدا ہوئی منجملہ چار بھائیون کے ایک نے اپنا استحقاق نسبت کنیزک اور
غلام کے باقی تین بھائیون کے ہاتھ بیع کیا اُسوقت غلام کی عمر صرف گیارہ برس کی تھی
بعد ازاں غلام ایک آزاد عورت کے ساتھ بیاہ کرکے مر گیا منجملہ تین مالکون کے دو
لاوارث مر گئے اور ایک مالک کا ایک بیٹا زندہ ہے اس صورت مین بیٹا مذکور غلام
کی بیوہ کو بیع کرنے کا مجاز ہے یا نہین -

ج - اگر متوفی بھائیون کے کوئی اور قریب تر رشتہ دار نہو تو بھتیجا کنیزک کے بیٹے کی
بیوہ کے بیع کرنے کا مجاز ہے کیونکہ بھتیجا قانوناً مستحق وراثت ہے - لیکن اگر متوفی
بھائیون کا وہ وارث نہو تو وہ صرف اپنے استحقاق کو جو کنیزک مذکور کی ذات پر
پہونچتا ہے بیع کر سکتا ہے - غلامون کا بیع کرنا شاستر اور دستور ملک کی رو
سے جائز ہے -

کنیزک کے شوہر کی وفات کے بعد آقا اُسکو بیع کر سکتا ہے -

ماخذ - کاتیائن کا قول ہے کہ مع آزاد عورت یا وہ جو اُسی آقا کی کنیزک نہو ایک غلام کی
زوجہ ہوجاوے تو وہ اُسکے شوہر کے مالک کی بھی کنیزک ہوجاتی ہے کیونکہ اُسکا شوہر اُسکا
مالک ہے اور یہ مالک تابع ایک آقا کا ہے -

عدالت اپیل ڈھاکہ

مقدمہ ۷ - س ایک غلام اپنے آقا کا گھر چھوڑ کر ایک اور جگہ جا رہا اور دس یا بارہ برس تک اُسنے اپنی قوت بازو سے بسر کی اور اس زمانہ مین اُس کے آقا نے اُسے کبھی نہین بُلایا اور نہ اُسے حاضر ہونے کے لیے کہا گو وہ غلام کے مسکن سے واقف تھا اس صورت مین آقا کا اپنے مال سے دست بردار ہونا مستنبط ہوتا ہے یا کہ برعکس اس کے بیع کرنا ایسے غلام کا آقا کی جانب سے جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا۔

ج - منجملہ پندرہ اقسام غلامون کے پانچ قسم کے غلام یعنی خانہ زاد اور جو خریدا گیا ہو اور جسنے اپنے تئین خود بیع کیا اور جو ورثہ مین ملا اور جو زر خرید ہو ایسے ہین کہ انکو آزادی حاصل نہین ہوسکتی جب تک کہ اُنکا آقا اُنھین آزاد نہ کرے۔ اس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ غلام دس یا بارہ برس تک بعلم اپنے آقا کے ایک اور جگہ رہا اور اُسنے اپنی محنت کے ذریعہ سے اوقات بسر کی اور اپنے سرمایہ مکسوبہ کے ذریعہ سے اپنا بیاہ کیا اور آقا نے اُسکو کبھی اپنی خدمت کے لیے واپس نہ بُلایا اور نہ اُسکی پرورش کے لیے کچھ خرچ دیا اس صورت مین آقا کا استحقاق ملکیت غلام پر بالضرور جاتا رہا اسواسطے کہ اتنی مدت تک معترض نہونا داخل غفلت ہے جسکے باعث سے جملہ جائداد سے باستثناء غیر منقولہ کے استحقاق ملکیت جاتا رہتا ہے اسی وجہ سے بیع کرنا غلام کا صورت ہذا مین ناجائز ہے۔ [۱]

مقدمہ ۸ - س - ایک باشندہ سلہٹ اپنی کنیزک کو مع اُسکے اطفال یعنی چار لڑکون اور ایک چھوٹی لڑکی کے دوسرے شخص کے ہاتھ بعوض کچھ روپیہ کے بیع کرنا چاہتا ہے غلامون نے عدالت مین اس مضمون کا سوال گذرانا ہے کہ ہم اپنے آقا کی

اگر بارہ برس سے زیادہ عرصہ تک غلام کا دعوےٰ کیا جاوے تو آقا کا استحقاق ملکیت کا جاتا رہتا ہے۔

[۱] جائداد منقولہ سے بعد گذرنے عرصہ دس برس کے استحقاق ملکیت جاتا رہتا ہے بشرطیکہ مالک کی جانب سے دیدہ و دانستہ غفلت اس عرصہ تک ظہور مین آئی ہو لیکن یہ امر اُس صورت مین نہین ہے جبکہ ناچاری کے باعث مداخلت نہ کی گئی ہو۔

خدمتگذاری کے لیے حاضر ہین مگر آقا نے براہ عداوت مشتری سے یہ ٹھہرالیا ہے کہ ہمکو ہمارے وطن سے علیحدہ لیجا کر مختلف مقامون مین بیچے

دھرم شاستر متشئیہ سلطنت کے بموجب غلام ایسے بیع کی نسبت معترض ہو سکتے ہین یا نہین۔

اگر اُنکے آقا کا مصمم ارادہ اُنکے بیع کرنے کی نسبت ہو تو وے کسی اور خریدار کو پسند کر سکتے ہین یا نہین اور بشرط فراہم کر لینے زر مطلوبہ کے وے اپنی آزادی خود خرید کر سکتے ہین یا نہین۔

ج۔ سوال مذکورہ بالا کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام مذکورہ بالا منجملہ پندرہ اقسام کے اُس قسم مین داخل ہین جنکو شاستر مین گرہی ہجا یعنی خانہ زاد کہتے ہین پانچ قسم کے غلام یعنی خانہ زاد اور زر خرید اور جو ہدیۃً اور ورثۃً ملے اور جسنے خود اپنے تئین بیع کیا ہو ایسے ہین جو غلامی سے آزاد نہین کیے جا سکتے بشرطیکہ اُنکا آقا رضا بتیا اُنکو آزاد کرے۔ اگر مالک اپنے غلام کو بیع کرنا اور بعوض زر معینہ اپنے استحقاق کو منتقل کرنا چاہتا ہو تو وہ استحقاق ملکیت کے باعث سے منجملہ ان پانچ قسمون کے غلامون کے کسی غلام کو بیع کر سکتا ہے گو غلام اُسکی خدمتگذاری کے لیے راضی ہون۔

صورت مذکورہ بالا مین اگر آقا زر معینہ اُس خریدار سے جسنے اُسکو پسند کیا ہے لے اور اُسکے باعث سے غلام مبتلا مصیبت ہو جائین تو شرائط محکومہ شاستر کے بموجب آقا کو چاہیے کہ خانہ زاد وغیرہ غلامون کے بالعوض اپنا زر معینہ اُس خریدار سے جسکو غلام نے پسند کیا ہے یا کسی اور خریدار سے لے کیونکہ آقا کو بوجہ حاصل ہونے زر کے جو اُس نے اپنے غلام کی بالعوض معین کیا ہے کچھ نقصان عائد نہ ہو گا گو خریدار غلام نے پسند کر لیا ہو یا وہ کوئی اور شخص ہو۔

مگر خانہ زاد اور باقی قسم کے غلامون کو یہ منصب حاصل نہین ہے کہ وے

پانچ قسم کے غلام اپنی آزادی خود نہین کر سکتے۔

لیکن اُنکو ایسے طور پر بیع کرنا چاہیے کہ وے مبتلائے مصیبت نہ ہو جائین۔

آقا کے زر معینہ کو اپنی جائداد سے ادا کرکے غلامی سے آزادی حاصل کرین کیونکہ مالک کی حقیت اپنے غلامون کی جائداد تک پہونچتی ہے۔ یہ پیوستہ بیاد ھنگار نو اور داسے کرم سنگرہ اور داسے بھاگ اور داور کتب شاستر متفقیہ سلہٹ کے بموجب ہے۔

ماخذ ا:۔ قول نارد جو بیادھنگار نو اور داسے کرم سنگرہ مین لکھا ہے اسمین تفصیل اُن پندرہ قسم کے غلامون کی جو شاستر مین مذکور ہین اس طور پر درج ہے یعنی غلام خانہ زاد اور زر خرید اور جو ہدیۂ اور جو مورثون سے ورثتاً ملا ہو اور جسکی قحط مین پرورش کی گئی ہو اور جسکو پہلے آقا نے رہن رکھدیا ہو اور جسکا قرضہ کثیر ادا کردیا گیا اور جو لڑائی مین اسیر کیا گیا اور جو شرط مین جیتا گیا ہو اور جو اپنے تئین خود پیش کرے اور کہے کہ مین تیرا ہون اور جو ایک مذہبی فرقہ سے منحرف ہو جاے اور غلام جو ادقات مشروطہ کے لیے ہو اور جس شخص کی اس غرض سے پرورش کیجاے کہ وہ خدمتگزاری کرے اور جو معشوقہ کی خاطر غلامی اختیار کرے اور جس نے اپنے تئین خود بیع کیا ہو"

۲۔ "داسے کرم سنگرہ مین خانہ زاد کے یہ معنی لکھے ہین کہ خانہ زاد سے وہ مراد ہے جو کنیز کے بطن سے پیدا ہو"

۳۔ فقرہ مرقومۂ ذیل داسے کرم سنگرہ سے منقول ہے "منجملہ ان غلامون کے پہلے چار قسم کے غلام یعنی خانہ زاد وغیرہ اور وے جنھون نے اپنے تئین خود بیع کیا ہو استحقاق کی رو سے آزاد نہین کیے جاسکتے آقا انکو رضایتاً آزاد کرسکتا ہے"۔

۴۔ برھسپتی کا قول مرقومۂ ذیل بیوہار تتو اور دیگر کتب مین منقول ہے۔ "صرف شاستر ہی پر حصر کرکے تجویز کرنی نچاہیے کیونکہ حالات کے بموجب اگر تحقیقات نکیجاے تو سر رشتہ انصاف کا ہاتھ سے جاتا رہتا ہے"۔

۵۔ بیاد ھنگار نو اور داسے بھاگ اور داسے تتو اور دیگر کتب شاستر

مین نارد کا یہ قول منقول ہے کہ "تین شخص یعنی زوجہ اور بیٹے اور غلام کی نسبت شاستر مین یہ لکھا ہے کہ عموماً انکی ذات خاص کا کوئی سرمایہ نہین ہوتا ہے سرمایہ جو وے پیدا کرتے ہین وہ درحقیقت اُس آدمی کے لیے حاصل کیا جاتا ہے جس سے اُنکو تعلق ہے"۔ سا

ضلع سلہٹ ۔ ۱۳ جون ۱۸۲۵ء۔

۱۳ صاحب مجسٹریٹ سلہٹ نے اس مقدمہ کو عدالت بالادست کی تجویز و حکم کے لیے ارسال کیا اور یہ کیفیت لکھی کہ ایک شخص کے ایک غلام ہے وہ اُسکو دوسرے شخص کے ہاتھ بالعوض کچھ روپیہ کے بیع کیا چاہتا ہے اور غلام مقر ہے کہ مین بائع کا غلام ہون مگر مجسٹریٹ کے محکمہ مین اُسنے اس مضمون کی عرضی گذرانی ہے کہ وہ بطور ملکیت مشتری کے نہین رہا چاہتا اور خواستگار ہے کہ وہ اُسی قدر روپیہ جو مشتری دیا چاہتا ہے دے کر غلامی سے آزادی حاصل کرے اس صورت مین صاحب مجسٹریٹ کو اس اجازت دینے کا اختیار ہے یا نہین۔ خریدار معترض ہے کہ غلام ایسا نہین کرسکتا اور مقر ہے کہ خریداری جائز ہے اور مجھکو غلام کے اپنے پاس رکھنے کا استحقاق حاصل ہے۔ چونکہ بائع کو غلام کے بیع سے روپیہ حاصل کرنا مقصود ہے لہذا اگر غلام کو اس آزادی حاصل کرنے کا مقدور ہو تو صاحب مجسٹریٹ کا اس باب مین دخل دینا قرین انصاف معلوم ہوتا ہے تاکہ غلام اُس شخص کے قبضہ سے جسکے پاس وہ رہنے سے معترض ہے محفوظ رہے۔ اس باب مین عدالت نے اپنے پنڈتون کی راے لینے کے بعد یہ جواب دیا کہ پنڈتون کے بیوستون کے بموجب عدالت کی یہ راے ہے کہ اگر غلامون کا بیع کرنا ایسے شخص کے ہاتھ منظور ہو جسکی نسبت اُنکو شک یا خوف ہو تو اُنکو اجازت دیجاے کہ وے کوئی اور ایسا خریدار تلاش کرلین جس سے وے راضی ہون اور یہ امر اُنکے آقا کو منظور کرنا چاہیے پنڈتون کے جواب سے یہ اجازت حاصل نہین ہے کہ غلام آقا سے اپنی آزادی اُسکی رضامندی کے خلاف حاصل کرنے کا مجاز ہے چنانچہ یہ مسئلہ اُس مسئلہ کے مطابق ہے جو بقین ڈورث صاحب نے اسی باب مین اپنی کتاب کی فصل ۴۔ اور باب ۲ اور دفعہ ۴ مین لکھا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے "یہ بھی معلوم نہین ہوتا کہ وہ اُنکو بلا اُنکی مرضی کے

مقدمہ ۹۔ س ا۔ دھرم شاستر کے بموجب کتنے قسم کے غلام جائز ہین۔

ج ا۔ پندرہ قسم کے غلام ہین انکی تفصیل یہ ہے۔

ا؎۔ گرہی جات۔ یعنی وہ جو کنیزک کے بطن سے آقا کے گھر مین پیدا ہو۔ — خانہ زاد۔

۲؎۔ کریت۔ جو بالعوض کچھ روپیہ کے دوسرے آقا سے خرید کیا ہو۔ — زر خرید۔

۳؎۔ لبدہ۔ جو ہدیۃً ملا ہو۔ — ہدیۃً ملا ہو۔

۴؎۔ دا ے دوپگت۔ جو ورثتاً ملا ہو۔ — ورثتاً ملا ہو۔

۵؎۔ انکال بھرت۔ ایام قحط مین جسکی پرورش کی گئی ہو۔ — قحط مین جسکی پرورش کیگئی ہو۔

۶؎۔ اہیت۔ جو رہن رکھا گیا ہو۔ — مرہونہ۔

۷؎۔ رنا داس۔ مقروض مفلس جو زمانۂ خاص کے لیے اپنے قرض خواہ کی خدمت کرنی خود قبول کرے۔ — بالعوض قرضہ۔

۸؎۔ جدہ پراپت۔ جو جنگ مین اسیر کیا گیا ہو۔ — فتح کے ذریعہ سے حاصل ہوا۔

۹؎۔ پناجیت۔ جو شرط یا کسی کھیل مشروطہ مین جیتا گیا ہو۔ — جو شرط مین جیتا گیا۔

۱۰؎۔ اپ گت۔ جو اپنے تئین بلا کسی طرح کے عوض کے غلام قرار دے اور کہے کہ مین تیرا ہون۔ — خود مطیع ہونا۔

۱۱؎۔ پر وبرجیابسیت۔ جو اپنے فرقہ مذہبی سے منحرف ہو جاے یعنی جس فرقہ مین کہ وہ خود داخل ہوا ہے اگر اُسکے قواعد کی تعمیل نکرے تو وہ اسوجہ سے راجہ کا غلام ہو جاتا ہے۔ — فرقہ مذہبی کو چھوڑنا۔

۱۲؎۔ کریت کال۔ جو اپنے تئین خاص مدت کے لیے خدمتگزاری کے واسطے پیش کرے۔ — غلامی خاص مدت کے لیے۔

۱۳؎۔ بھگت داس۔ جو وجہ معاش حاصل کرنے کے واسطے اپنے تئین — وجہ معاش حاصل کرنے کے لیے غلامی قبول کرنا۔

ہ کسی اور آقا کے حوالہ کرے کیونکہ کیفیت اُنکی فی الواقع مثل مزدوروں کے ہے اور وے بحالت خدمتگزاری بغرض مفاد اُس شخص کے کام کرتے ہین جس سے اُنکو اجورہ ملتا ہے اور جب وے اُس کام کو ترک کرتے ہین تو تعلق اُنکا شخص مذکور سے باقی نہین رہتا،،۔

غلام بنائے۔

۱۴ف ۱۔ پورب بھریت۔ جو شخص ایک کنیزک کے ساتھ بیاہ ہونے کی غرض سے غلامی اختیار کرے۔

ذوالفن کی خاطر غلام بننا۔

۱۵ف ۱۔ اتم بکری۔ جو اپنے تئین بطمع زر بیع کرے۔

خود اپنے تئین بیع کرنا۔

یہ پندرہ قسم کے غلام نارد اور منو نے متاچھرا اور رتنا گر اور بیاد چنتامنی اور کال تیر وا دبھرتی سار اور بیاد تندیو او سمرتی سموچیا اور مادھویا سے اور اور شاستر کی کتابون مین بیان کیے ہین۔

س ۲۔ شاستر کے بموجب کیا اختیارات مالکون کو اپنے غلامون کی نسبت خصوصاً کنیزکون کی ذات پر حاصل ہین۔

ج ۲۔ غلام یا کنیزک کا مالک اُنسے مبتذل کام لے سکتا ہے مثلاً گھر اور ڈیوڑھی اور پاخانہ اور رستہ کا صاف کرانا اور خس وخاشاک اور اور کثافتون کو اُٹھوانا آقا کی مرضی کے مطابق اُسکو حاضر ہونا اور پاؤن دبانا چاہیے یہ سب مبتذل کام کہلاتے ہین اور باقی غیر مبتذل۔ نافرمانبرداری یا ارتکاب خطا کی صورت مین آقا کو اختیار ہے کہ غلام کو بذریعہ رسی یا لکڑی کے سزا بدنی دے یا اُسکی تشہیر کرے لیکن اگر آقا اُس اختیار سے تجاوز کرکے سزاے مذکورۂ بالا سے سخت تر سزا دے تو وہ حسب تجویز حاکم وقت کے مستوجب جرمانہ ہوگا۔ یہ راے کاتیائن کی قول منقولہ رتنا گر اور بیاد چنتامنی اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے۔

خدمتگزاری جو غلامون کو واجب ہے اور سزا دہی بوقت اُنکے بیجا لانے کے۔

س ۳۔ وے جرائم کونسے ہین جنکا ارتکاب اگر غلامون اور خصوصاً کنیزکون کی ذات کی نسبت آقا کی جانب سے کیا جاے تو وے قانوناً مستلزم سزا ہین اور کس طور پر۔

ج ۳۔ آقا کو اختیار نہین ہے کہ باستثناء اُن خدمات کے جنکا ذکر دوسرے سوال کے جواب مین ہوا ہے اور کامون کے کرنے کا کنیزک کو حکم دے نہ اُسکو اُس سزا سے زیادہ سزا دینے کا اختیار ہے جسکا اوپر ذکر ہوا اگر وہ ایسا کرے

اگر آقا اپنے اختیار سے تجاوز کرے تو اُس صورت مین کیا سزا چاہیے۔

تو حسب رائے حاکم مستوجب جرمانہ ہوگا۔

س ۴۔ کسی بدسلوکی کی وجہ سے غلام مستحق آزادی حاصل کرنے کے ہین یا نہین اور اگر ہین تو وے صورتین کیا ہین اور ایسی بدسلوکی کے ثابت ہو جانے کے بعد عدالت غلام کو آزاد کرنے کی مجاز ہے یا نہین۔ خصوصاً اُس صورت مین جب کہ یہ ثابت ہو جاے کہ کنیزک کے مالک یا مالکہ نے اُسے اُسکی نابالغی مین فاحشہ بنایا یا اُسکی نسبت مالک کی جانب سے فعل شنیعہ کا اقدام ہوا ہو۔

صورتین جنمین حاکم کو آزاد کرا دینے کا اختیار ہے۔

ج فتہم۔ جرائم مذکورہ بالا کا ارتکاب اگر آقا کی جانب سے ظہور مین آئے تو یہ امر غلام کی حالت بندگی کی نسبت کچھ مؤثر نہ ہوگا لہذا حاکم کو آزاد کرا دینے کا اختیار نہین ہے لیکن اگر یہ ثابت ہو جاے کہ کسی شخص نے ایک طفل کو چُرا کر یا فریب اور دغا کے ذریعہ سے پھسلا کر دوسرے شخص کے ہاتھ بیع کیا ہے یا کسی شخص نے دوسرے شخص کو زبردستی یا بجبر غلامی کرنے کے لیے مجبور کیا ہے تو اس صورت مین حاکم ایسے غلام کی آزادی کے لیے حکم دے سکتا ہے اور اگر آقا یا کوئی اور شخص آقا کی اجازت سے کنیزک کے ساتھ جب کہ وہ نابالغ ہو مقاربت کرے تو اس حالت مین حاکم مجرم پر جرمانہ کی سزا کر سکتا ہے لیکن کنیزک کو آزاد نہین کر اسکتا۔ جب کہ کنیزک کے بطن سے آقا کے گھر ایک طفل پیدا ہو تو کنیزک مذکور مع طفل کے آزاد ہو جاتی اور حاکم کو اُنکی آزادی کے لیے حکم دینا چاہیے۔ یہ آئین منو اور جاگبلک اور کاتیائن کے قول کے بموجب ہے جو متاچھرا اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۲۱۔ مارچ ۱۸۱۵ء۔

باب دسوان

قرضہ کے بیان مین

مقدمہ ۱۔ س۔ ایک مقروض شخص کچھ جائداد چھوڑ کر مر گیا مگر جائداد مذکور زر مطالبہ

جائز کے ادا کے لیے کافی تھی اُسکی زوجہ اور تین نابالغ بیٹے اُسکی جائداد پر قابض ہوے۔ اس صورت مین اشخاص مذکورہ پر متوفی کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے یا نہین۔

ف۔ اگر متوفی کی جائداد اُسکی زوجہ اور بیٹون نے پائی ہے تو اُنپر قرضہ ادا کرنا لازم ہے بیٹے پر باپ کی بسبکدوشی بذریعہ ادا کرنے اسکے قرضہ کے واجب ہے اور یہ امر قبل تقسیم باپ کی جائداد کے کرنا چاہیے۔ نابالغ بیٹون کا موروثی جائداد پر تاوقتیکہ وے بالغ ہون کچھ اختیار نہین پہونچتا ہے لیکن بالغ ہونے کے بعد اُنپر ادا کرنا باپ کے قرضہ کا واجب ہے اگر زوجہ وارث ہو تو اُسکو قرضہ ادا کرنا چاہیے لیکن اگر زر قرضہ جائداد سے زیادہ ہو تو کل جائداد قرضداروں کے حوالہ کر دینی چاہیے بعد ازان وارثون پر کچھ دعوی باقی نہین رہتا ہے۔

وارث وجائداد پانیوالے اُنپر متوفی کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے۔

رام رتن داس بنام راجو وغیرہ۔

مقدمہ ۲-س- ایک عورت نے جسکا شوہر زندہ ہے ایک تمسک یا اور اسی طرح کی دستاویز تحریر کی اس صورت مین ایسی دستاویز جائز اور شوہر کی نسبت واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ف۔ عام قاعدہ شاستر کا یہ ہے کہ زوجہ قرض لینے یا کسی معاہدہ کے کرنے کی مجاز نہین ہے لیکن منجملہ اعلی اقوام کے کسی قوم کی عورت مثلاً برہمنی یا کھترانی اگر اپنے کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو ادا کرنا قرضہ مذکور کا اُس کے شوہر پر واجب ہے اور ہر طرح کا قرضہ اگر پنچ قوم کی عورات مین سے کوئی عورت مثلاً گھوسن وغیرہ لے تو اسکے شوہر پر اُسکا ادا کرنا بہر صورت واجب ہے خواہ وہ کسی امر کے واسطے لیا گیا ہو کیونکہ ایسے شخصون کا کل کام اُنکی ازواج کے اہتمام مین ہوتا ہے۔

خاص عورت معاہدہ کرنے کی مجاز نہین اور اُس معاہدہ کی جوابدہی اُسکے شوہر اُسکے ذمہ ہے۔

ماخذ۔ جاگبلک کا قول متاچھرا مین منقول ہے وہ عموماً یہ امر ہے کہ زوجہ پر اپنے شوہر کا اور ماں پر اپنے بیٹے کا قرضہ ادا کرنا ضرور نہین ہے نہ باپ پر بیٹے کا

قرضہ ادا کرنا لازم ہے نہ شوہر کو اپنی زوجہ کا بشرطیکہ قرضہ مذکور کنبہ کی منفعت کے لیے نہ لیا گیا ہو،،۔

جیمترا وداسے میں یہ فقرہ لشن کا منقول ہے وہ عموماً زوجہ پر شوہر کا اور ماں پر بیٹے کا قرضہ ادا کرنا لازم نہیں ہے نہ شوہر پر زوجہ کا اور نہ بیٹے پر ماں کا،،۔

قول برہسپتی وہ اہتمام خانہ داری جسکے ذمہ ہو وہ اپنے چچا یا بھائی یا بیٹے یا زوجہ یا ملازم یا شاگرد یا توابع کی غیر حاضری میں کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے سکتا ہے۔

قول نارد وہ اگر قرضہ کنبہ کی پرورش کے لیے شاگرد یا شاگرد درجہ یا غلام یا زوجہ یا مختار لے تو اُسکا ادا کرنا کنبے کے سرپرست پر واجب ہے،،۔

قول منو وہ اگر غلام بھی اپنے غیر حاضر آقا کے نام سے کنبہ کی منفعت کے لیے معاملہ کرے تو آقا خواہ اپنے ملک میں ہو یا باہر اُس قرضہ کو مسترد نہیں کر سکتا،،۔

قول جاگیلاک وہ اگر چرواہے یا کلال یا رقاص یا دھوبی یا شکاری کی زوجہ قرض لے تو شوہر اُسکو ادا کرے گا کیونکہ اُس شخص کا ذریعہ اکثر اُسکی زوجہ کی محنت پر منحصر ہوتا ہے،،۔

قول کاتیائن وہ اگر شوہر کلال یا شکاری یا چمار یا دھوبی یا چرواہا یا گڈریا یا کوئی اور اسی قسم کا آدمی ہو تو وہ اپنی زوجہ کا قرضہ ادا کرے گا کیونکہ وہ شوہر کے کام کے لیے لیا گیا،، سلہ

ضلع غازیپور۔

سلہ اس باب میں دھرم شاستر کا مسئلہ آئین انگلشیہ کے مطابق ہے رسالہ کولبروک صاحب کے حصہ اول صفحہ ۲۳۳ میں لکھا ہے کہ وہ اگر منکوحہ عورت منتظم امور خانہ داری ہو یا شوہر کا کل کاروبار یا تجارت یا اُسکا ایک جزو اُسکی ذات سے متعلق ہو اور وہ بہ لحاظ امور متعلقہ اپنے کے کوئی معاہدہ کرے تو تعمیل اُسکی اُسکے شوہر پر واجب ہوگی کیونکہ زوجہ کی وساطت سے شوہر کا معاہدہ ہو

مقدمہ ۳-س- ایک شخص اپنے پانچ بیٹون کے ساتھ بلحاظ طعام اور کار تجارت
شریک تھا۔ منجملہ بیٹون کے ایک بیٹے نے خاص اپنے صرف کے لیے قرض لیا نہ معاملہ مشترکہ
کے واسطے- بعد گذرجانے میعاد اداے زر قرضہ کے دائن نے مدیون پر نالش کی مگر اس
اثناء مین مدیون نے اپنے باپ اور چار بھائیون کے سامنے وفات پائی اور ایک زوجہ
چھوڑ مرا- باپ اور باقی سب بھائی جائداد مشترکہ پر متصرف ہین اس صورت مین قرضہ
سرمایہ مشترکہ سے ادا کیا جا سکتا ہے یا نہین-

ج- اگر مدیون اپنے باپ اور بھائیون کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا اور
بالاتفاق کاروبار کرتا تھا اور اُسنے اپنے صرف خاص کے لیے قرض لیا اور اُس
اراضی یا جائداد کا محاصل جو زر قرضہ مذکور کے ذریعہ سے خریدی گئی تھی کنبہ
مشترکہ کے کام یا تجارت مشترکہ مین صرف ہوا ہو تو اُس صورت مین باپ اور
بھائی جو موروثی اور کسوبہ جائداد پر بالاشتراک قابض ہین قرضہ مذکور ادا کرینگے-
لیکن قول منو اور متاچھرا اور بیاد چنتامنی اور بیوادار نو ستو اور اور کتب
شاستر کے بموجب اگر قرضہ امور مفصلہ ذیل کے لیے لیا گیا ہو تو اشخاص مذکورہ بالا
پر کچھ دعویٰ نہین پہونچتا ہے- قول برہسپتی "اگر باپ کو بابتہ شراب یا
نقصانات کھیل کے یا بابت ایسے اقرارات کے جو بلا معاوضہ یا بحالت غلبہ
حظ نفس یا غیظ کے عمل مین آئے ہون کچھ دینا ہو یا باستثناء اُن صورتون کے
جنکا ذکر اس بیان کے قبل ہوا ہے اُسکے بابت ضمانت یا جرمانہ یا محصول

اشخاص مذکور بھی ذمہ دار ہین اُس قرضہ کے جو روپیہ متوفی نے لیا ہو بشرطیکہ زر قرضہ اُنکے کام مین آیا ہو-

کرنا تصور کیا جاتا ہے"۔ اس صورت مین اور نیز جب کہ اشیاے ضروری کا سرانجام زوجہ کی جانب سے
ہوا ہو زوجہ کے معاہدہ کی تنسیخ اس وجہ سے کہ اُسکی نسبت شوہر کی اجازت خاص و صریح نہین لی گئی تھی
نہین ہو سکتی-

۱؎ سوال کا یہ صرف نصف جواب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ امر تحقیق ہے کہ بھائی جو جائداد مین وسے
جائداد مذکور کے مطابق ذمہ دار قرضہ کے ہین گو وہ روپیہ متوفی بھائی نے اپنی ذات خاص کے لیے قرض
لیا ہو یا کہ وہ کنبہ کی منفعت کے لیے صرف ہوا ہو-

یا زر باقی اُسکے روپیہ دینا ہو تو بیٹون پر ادا کرنا ایسے روپیہ کا واجب نہین ہے"

ضلع جنگل محال - ۷ - مئی ۱۸۶۲ع -

مقدمہ ۴ - س - ایک عورت منکوحہ نے ایک شخص اجنبی سے کچھ روپیہ قرض لیا اور اُس روپیہ کو اخراجات مقدمہ مین جو اُسنے شوہر کی جائداد حاصل کرنے کے لیے دائر کیا تھا صرف کیا اور عدالت سے ڈگری حاصل کی اور دائن کو ایک تمسک اس مضمون کا لکھا کہ درحالت نہ ادا کیے جانے زرقرضہ کے جسکے ذریعہ سے اُسنے جائداد شوہری حاصل کی ہے اُسکا شوہر جائداد مذکور پر جسکی نسبت عدالت سے مدیونہ کے نام ڈگری حاصل ہوئی ہے دائن کو قابض کرادے بروقت تحریر ہونے اس تمسک کے شوہر غیر حاضر تھا بعد ازان دائن نے تمسک کے ذریعہ سے مدیونہ اور اُسکے شوہر پر جو مالک جائداد مصرحہ تمسک کا تھا نالش کی عورت نے اپنے جواب مین تمسک کے لکھنے اور روپیہ پانے سے اقرار کیا لیکن عذر یہ کیا کہ جائداد مذکور اُسکے شوہر کے قبضہ مین ہے - مدعا علیہ ثانی یعنی عورت کے شوہر نے دعوے کی نسبت انکار محض کیا اور بیان کیا کہ میری زوجہ نے مدعی کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے چنانچہ مین نے قبل دائر ہونے اس مقدمہ کے عدالت فوجداری مین اس امر کی نالش کی چنانچہ صاحب مجسٹریٹ نے بحق میرے فیصلہ کرکے حکم دلائے جانے میری زوجہ کا دیا ہے اور اب زوجہ مذکور مدعی کے ساتھ سازش کرکے مجھکو میری حقیت سے محروم کیا چاہتی ہے - اس صورت مین شاستر کے بموجب ادا کرنا زرقرضہ کا مدیونہ اور اُسکے شوہر پر واجب ہے یا صرف مدیونہ پر -

ج - متاچھرا اور اور کتب شاستر مین مندرج ہے کہ اگر زوجہ باجازت شوہر کے کاروبار خانگی کا اہتمام کرے اور روپیہ قرض لے تو ادا کرنا ایسے زرقرضہ کا شوہر پر واجب ہے - ورنہ وہ ذمہ دار نہین ہے -

ضلع مرادآباد - ۲۴ - اگست ۱۸۶۱ع -

ف - اگر شوہر کے کاروبار کا اہتمام زوجہ کرتی ہو تو اُس صورت مین شوہر ذمہ دار ادائے قرضہ کا ہے جو زوجہ نے لیا ہے

بخشی رام بنام مسماۃ دربو وغیرہ۔

مقدمہ ۵ - س - ایک شخص نے جو اپنے بھائیون کے ساتھ بطور کنبۂ مشترکہ کے رہتا تھا کچھ روپیہ قرض لیا اور تمسک اس اقرار سے لکھدیا کہ زر قرضہ بذریعہ اقساط کے ادا کیا جائے گا مدیون بلا ادائے زر قرضہ کسی مقام بعید کو چلا گیا اور عرصہ نو برس سے اُسکی کچھ خبر نہین ملی ہے کنبہ اُسکا بدستور شامل ہے اور مدیون کے بھائی اور اُسکی زوجہ کنبہ کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر بالاتفاق متصرف ہین اس صورت مین دائن قرضہ کا دعوی اُن شخصون پر جو مدیون کی جائداد پر قابض ہین کر سکتا ہے یا کہ اُسکو اپنا دعوی تاریخ روانگی مدیون سے بارہ برس گذر جانے تک ملتوی رکھنا چاہیے۔

ج - اگر کوئی شخص اُس حالت مین جبکہ وہ بھائیون کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا ہو قرض لے اور بعد ازان وہ مفقود الخبر ہوجائے تو مدیون کے بھائیون اور زوجہ پر جو اُسکی جائداد پر قابض ہون اداکرنا قرضہ کا واجب ہے اور اُنکو بارہ برس گذر جانے کا انتظار نچاہیے۔

ب - مفقود الخبر شخص کا قرضہ اُن لوگون کو ادا کرنا چاہیے جو اُسکی جائداد پر قابض ہون اور بارہ برس تک انتظار کی ضرورت نہین ہے۔

ماخذ - قول جاگنباک ۔۔ اگر منجملہ دو یا زیادہ شرکا یا واسطے داران مشترکہ کے ایک شخص کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے اور بعد ازان وہ مرجائے یا کہین فاصلہ دور و دراز بمدت سے چلاجائے تو اُسکے شریکون کو اداکرنا قرضہ مذکور کا لازم ہوگا اگر قبل تقسیم جائداد کے ایک چچا یا ایک بھائی یا مان کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو اُسکا اداکرنا سب شریکون پر واجب ہوگا۔

قول نارد ۔۔ دائن کو کسی خاص مدت تک انتظار کرنا نہ چاہیے کیونکہ اس امر کا کہین حکم نہین ہے ۔۔

ضلع ٹپرہ - ۱۶ - جولائی سنہ ۱۸۱۲ء -

مقدمہ ۶ - س - مدیون کی وفات کے بعد دائن اُسکے وارثون یعنی اُسکی زوجہ اور بھائیون پر نالش کرتا ہے مگر تمسک مین یہ شرط مندرج نہین ہے کہ دائن

کے وارثون اور قائم مقامون پر ادا کرنا قرضہ کا واجب ہوگا اس صورت مین بیون کے وارثون پر ادا کرنا قرضہ کا واجب ہے یا نہین۔

وارث جو متوفی مدیون کی جائداد پانے ہون بقدر جائداد مذکور کے قرضخواہ ہونگے فیصلہ کرنا ضرور ہے۔

ج۔ اگر مدیون متوفی نے درحقیقت روپیہ متذکرہ تمسک قرض لیا ہو تو اُسکی بیوہ کو با وصفیکہ وہ ترنا وستاویز مین ذمہ دار ادا سے زر قرضہ قرار نہین دیگئی ہون ایفاء شرائط تمسک مذکور لازم ہے بشرطیکہ وہ بھی شریک معاملہ ہو یا اُسنے قرض ادا کرنے کا اقرار کیا یا شوہر کی جائداد پائی ہو اگر منجملہ متفق بھائیون کے ایک بھائی خاندان مشترکہ کی پرورش کیلیے روپیہ قرض لے تو بقیہ شرکا پر ادا کرنا اُسکا واجب ہے۔ یہ رائے دھرم شاستر کے مطابق ہے سلہ

ضلع جسور۔

مقدمہ ۷۔ س۔ ایک شخص اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گیا اور زوجہ مذکور اُسکی جائداد کی وارث ہوئی اور شاستر کے بموجب جائداد سے اُسکو صرف حین حیات اعتدال کے ساتھ متمتع ہونے کی اجازت ہے نہ اُسکے ہبہ یا بیع کرنے کی جو اُسنے بغرض حفظ شوہر کی جائداد کے یا کسی دوام کے واسطے قرض لیا اور وہ بلا ادا کرنے قرض مذکور کے فوت ہوئی اور شوہر کا بھائی اور بھتیجا جو دعویدار وراثت تھے چھوڑ رہی اُسکے شوہر کا بھائی جائداد پر قابض ہوا اور دوسرے بھائی کے بیٹے نے نالش کرکے جائداد مذکور سے نصف حاصل کی اس صورت مین بھائی اور بھائی کے بیٹے پر قرضہ مذکور کا ادا کرنا واجب ہے یا نہین۔

ذکر اُن صورتون کا جنمین وارثان شوہری واسطے ادا سے قرضہ بیوہ کے ذمہ دار ہین۔

ج۔ اگر بیوہ نے جسکو جائداد شوہری وراثتاً ملی ہو مالگزاری سرکار ادا کرنے یا اور اخراجات ضروریہ کے واسطے جو حفظ جائداد کیلیے مناسب تھے یا اپنے شوہر کی عقبیٰ کی بھلائی یا کنبے کی پرورش یا ایفاء عہد شوہر کے لیے قرض لیا ہو اور پیشتر ادا کرنے قرضہ کے مرگئی ہو تو اس صورت مین مالک کے وارثون یعنی اُسکے بھائی

سلہ دھرم شاستر مین کنبہ کے شامل ہونے وغیرہ کے باعث سے سب پر معاہدہ کا ایفا منفرداً و اجماعاً لازم آتا ہے۔

اور بھائی کے بیٹے پر ادا کرنا قرضہ مذکور کا واجب ہے اور اگر زر قرضہ باشندہ امور معرضہ بالا کے کسی اور غرض سے اسنے لیا ہو تو ایسا قرضہ اُس شخص پر ادا کرنا لازم ہے جو اسکے جواہرات اور مال منقولہ کا مالک ہو۔ یہ راے داے بھاگ و متاچھرا اور بیا دھیتا منی اور دیپ کلیکا اور کتب شاستر کے مطابق ہے۔

ماخذ۔ قول نارد منقولہ داے بھاگ "ور شہ پدری سے جو کچھ کہ باپ کے ہو وسکے ایفا کرنے اور اسکے قرضہ کے ادا کے بعد بچے اسے بھائی آپس مین تقسیم کر لین تا کہ باپ قرضدار نہ رہے"۔

قول گوتم جو متاچھرا مین منقول ہے اُس سے لازم آتا ادا ے زر قرضہ کا معلوم ہوتا ہے۔ "جو شخص ایسے آدمی کی جسکے اولاد ذکور نہو جائداد پاتے اسکو ادا کرنا جسکے زر قرضہ کا واجب ہے"۔ بیا دھیتا منی مین برہسپتی کا یہ قول منقول ہے کہ "اگر باپ مر جاے تو اسکے بیٹون کو چاہیے کہ بعد یا قبل تقسیم جائداد کے اپنے حصون کے بموجب اُسکا قرضہ ادا کرین یا صرف وہ بیٹا ادا کرے جس نے کل بار اپنے اوپر لیا ہو"۔ سلہ

دیپ کلیکا مین منو کا یہ قول منقول ہے کہ "اگر مدیون مر جاے اور اُس نے زر قرضہ اپنے کنبہ کی پرورش کے لیے لیا ہو تو قرضہ مذکور کنبہ کو جو شامل ہو یا غیر شامل اپنی جائداد سے ادا کرنا چاہیے"۔ جملہ اقوال مین جو لفظ باپ کا آیا ہے اُس سے باپ اور اور شخص تصور کیے جائین۔

بیا دھیتا منی مین اُس قرضہ کا جسکا ادا کرنا وارثون پر لازم نہین ہے اس طور پر ذکر ہوا ہے کہ "اگر باپ کو شراب یا نفسانی یا نقصانات کھیل کی بابت یا جرمانہ یا محصول کی بابت دینا ہو یا اُسنے کسی شے کے دینے کا بلا معاوضہ اقرار کیا ہو تو بیٹے پر باپ کا ایسا قرضہ اس دنیا مین دینا واجب نہین ہے"۔

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۹ مئی ۱۸۴۸ء

سلہ یہ قول برہسپتی کا نہین ہے بلکہ نارد کا ہے۔ خلاصہ کی جلد ا صفحہ ۲۷۵ معائنہ کرو۔

مقدمہ ۸ - س - ایک شودر اپنی قوم کے ایک شخص کا جسکو کسی نے روپیہ قرض دیا تھا ضامن ہوا اور قبل ادا ہو جانے روپیہ کے مرگیا اس صورت مین دائن ضامن متوفی کی جائداد سے زر قرضہ وصول کرنے کا مستحق ہے یا نہین -

ضامن متوفی کی جائداد سے اصل مدیون کا قرضہ نہین دلایا جا سکتا -

ج - دائن اپنا روپیہ ضامن متوفی کی جائداد سے وصول نہین کرسکتا گو مدیون نے زر قرضہ ادا نہ کیا ہو یہی راے مسلمہ ہے [1] -

ضلع چٹ گانون - ۲۵ ستمبر ۱۸۱۴ء -

مقدمہ ۹ - س - بیٹا جو بالاتفاق اپنے باپ کے بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا مرگیا اور بیٹے کا کوئی مال باپ کے ہاتھ نہین آیا اس صورت مین بیٹے کا قرضہ باپ پر ادا کرنا واجب ہے یا نہین -

اُن صورتون کا ذکر جن مین باپ کو بیٹے کا قرضہ ادا کرنا چاہیے -

ج - اگر بیٹا لاولد مرجاے اور بحالت مشترک ہونے کنبہ کے اُس نے روپیہ

---

[1] یہ بالتصریح بیان نہین ہوا ہے کہ اس جگہ کس قسم کی ضمانت مراد ہے لیکن سوال کے مضمون سے ضمانت قرضہ مفہوم ہوتی ہے اور اگر یہ مفہوم درست ہو تو ایسی صورت مین متوفی کے وارثون پر ادا کرنا اسکے قرضہ کا واجب ہے اور سوال کا جواب جو اوپر تحریر ہوا ہے غلط قرار پاتا ہے دھرم شاستر کے بموجب تین قسم کے معاہدے واجب التعمیل ہین یعنی پرتیا پرت بھو اور دان پرت بھو اور درشن پرت بھو اصطلاح اول سے ضمانت بالاعتبار مراد ہے اور کولبروک صاحب نے مقصود اسکا یہ بیان کیا ہے کہ ضامن ایسی ضمانت کے ذریعہ سے دوسرے شخص کے مفاد کا کفیل ہوتا ہے مثلاً ضامن یہ لکھدے کہ تم فلان شخص کا اعتبار کرو یا اُسے روپیہ قرض دو یا اُسے معتبر سمجھکر روپیہ دو یا اُسکی جانب سے کارپرداز ہو یا اُسکی طرف سے ذمہ دار ہو - دوسری اصطلاح سے یہ مراد ہے کہ ضامن کسی زمانہ مابعد مین قرضہ دیگر شخص ثالث کے ادا کرنے یا ایفاے معاہدہ کا اقرار کرے یعنی اس ضمانت سے مالی ضمانتی مراد ہے اور تیسری اصطلاح سے حاضر ضامنی عبارت ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ضامن یہ اقرار کرے کہ اگر فلان شخص حاضر نہوگا تو مین حاضر کرونگا - پہلی اور پچھلی صورتون مین بعد وفات ضامن کے معاہدہ باطل ہو جاتا ہے لیکن دوسری صورت مین معاہدہ کی تعمیل ضامن متوفی کے وارثون پر لازم آتی ہے -

قرض لیا ہو اور باپ نے بیٹے کا کچھ مال نہین پایا ہے تو اس صورت مین ادا کرنا قرضہ کا باپ پر واجب نہین ہے لیکن اگر بیٹے نے قرضہ مذکور کنبہ کی پرورش یا رسوم دینی کے انجام کے لیے جسکا ادا کرنا کنبہ پر ضرور تھا لیا ہو یا باپ نے بیٹے کا قرضہ ادا کرنے کا اقرار کیا ہو تو ان صورتون مین باپ کو قرضہ مذکور ادا کرنا لازم ہے۔

ضلع علی گڈھ - ۱۵ اپریل ۱۸۵۸ء -

مقدمہ ۱۰ - س - ایک شخص نے کچھ روپیہ قرض لے کر ایک دوکان کھولی اور بعد ازان مرگیا اُسکی وفات کے بعد اُسکے بھائیون اور باپ نے تمام اسباب موجود دوکان مین تھا قبضہ کرلیا اس صورت مین ادا کرنا متوفی کے قرضہ کا اُسکے بھائیون اور باپ پر واجب ہے یا نہین اور اگر مدیون کی بیوہ موجود ہو اور اُسے اپنے شوہر کی دُکان سے کچھ اسباب نہ ملا ہو تو بھی وہ ذمہ دار قرضۂ شوہری کی ہے یا نہین۔

ج - صورت مذکورۂ بالا مین مدیون کے باپ اور بھائیون پر قرضہ کا ادا کرنا واجب ہے اور اُسکی بیوہ سے کچھ مواخذہ اس امر مین نہین ہوسکتا۔

جو شخص متوفی کی جائداد پائین اُنپر ادا کرنا اُسکے قرضہ کا واجب ہے۔

ماخذ - جاگیلک کا قول متاچھرا اور اور کتب دھرم شاستر مین منقول ہے اور وہ یہ ہے " اگر منجملہ دو یا زیادہ شرکا یا واسطہ داروں مشترکہ کے ایک شخص کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے اور بعد ازان وہ مرگیا ہو یا کہین فاصلہ دور ودراز پر مدت سے چلا گیا ہو تو اُسکے شریکون کو ادا کرنا قرضۂ مذکور کا لازم ہوگا "۔

مقدمہ ۱۱ - س - ایک شخص مقروض دو نابالغ بیٹے چھوڑ کر مرگیا بڑا بیٹا صرف تیرہ برس کا ہے اور کوئی شخص بالغ وارث متوفی کا نہین ہے اگر کوئی شخص نابالغون کے نام پر نالش کرے تو بموجب اُن رعایتون کے جو سرکاری آئین کی رو سے نابالغون کی نسبت مرعی ہین اور ملک کے دستور مسلمہ کے مطابق نالش مذکور قابل سماعت نہین ہے - اور یہ بھی حکم ہے کہ نابالغی اٹھارھوین سال کے انجام تک رہتی ہے بعد ازان بلوغ شروع ہوتا ہے - اس صورت مین اگر مقدمہ مدیون متوفی کے بڑے بیٹے پر دائر کیا گیا ہو تو وہ دھرم شاستر

قرضہ ادا کرنا لازم ہے نہ شوہر کو اپنی زوجہ کا بشرطیکہ قرضہ مذکور کنبہ کی منفعت کے لیے نہ لیا گیا ہو"۔

بیر متر اودا سے مین یہ فقرہ بشن کا منقول ہے وہ عموماً زوجہ پر شوہر کا اور باپ پر بیٹے کا قرضہ ادا کرنا لازم نہیں ہے نہ شوہر پر زوجہ کا اور نہ بیٹے پر باپ کا"۔

قول برہسپتی وہ اہتمام خانہ داری جسکے ذمہ ہو وہ اپنے چچا یا بھائی یا بیٹے یا زوجہ یا ملازم یا شاگرد یا توابع کی غیر حاضری مین کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے سکتا ہے۔

قول نارد وہ اگر قرضہ کنبہ کی پرورش کے لیے شاگرد یا شاگرد حرفہ یا غلام یا زوجہ یا مختار لے تو اُسکا ادا کرنا کنبے کے سرپرست پر واجب ہے"۔

قول منو وہ اگر غلام بھی اپنے غیر حاضر آقا کے نام سے کنبہ کی منفعت کے لیے معاملہ کرے تو آقا خواہ اپنے ملک مین ہو یا باہر اُس قرضہ کو مسترد نہین کرسکتا"۔

قول جاگیلک وہ اگر چرواہے یا کلال یا رقاص یا دھوبی یا شکاری کی زوجہ قرض لے تو شوہر اُسکو ادا کرے گا کیونکہ اُس شخص کا ذریعہ اکثر اُسکی زوجہ کی محنت پر منحصر ہوتا ہے"۔

قول کاتیائن وہ اگر شوہر کلال یا شکاری یا چرکار یا دھوبی یا چرواہا یا گڈریا یا کوئی اور اسی قسم کا آدمی ہو تو وہ اپنی زوجہ کا قرضہ ادا کرے گا کیونکہ وہ شوہر کے کام کے لیے لیا گیا"۔ [1]

ضلع غازیپور۔

---

[1] اس باب مین دھرم شاستر کا مسئلہ آئین انگلشیہ کے مطابق ہے رسالہ کولبروک صاحب کے حصہ اول صفحہ ۲۳۳ مین لکھا ہے کہ وہ اگر منکوحہ عورت منتظم امور خانہ داری ہو یا شوہر کا کل کاروبار یا تجارت یا اُسکا ایک جزو اُسکی ذات سے متعلق ہو اور وہ یہ لحاظ امور متعلقہ اپنے کے کوئی معاہدہ کرے تو تعمیل اُسکی اُسکے شوہر پر واجب ہوگی کیونکہ زوجہ کی وساطت سے شوہر کا معاہدہ

مقدمہ ۳- س- ایک شخص اپنے پانچ بیٹون کے ساتھ بلحاظ طعام اور کار تجارت شریک تھا منجملہ بیٹون کے ایک بیٹے نے خاص اپنے صرف کے لیے قرض لیا نہ معاملہ مشترکہ کے واسطے - بعد گذر جانے میعاد ادا ے زر قرضہ کے دائن نے مدیون پر نالش کی مگر اس اثنا مین مدیون نے اپنے باپ اور چار بھائیون کے سامنے وفات پائی اور ایک زوجہ چھوڑ مرا - باپ اور باقی سب بھائی جائداد مشترکہ پر متصرف ہین اس صورت مین قرضہ سرمایۂ مشترکہ سے ادا کیا جا سکتا ہے یا نہین -

ج - اگر مدیون اپنے باپ اور بھائیون کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا اور بالاتفاق کاروبار کرتا تھا اور اُسنے اپنے صرف خاص کے لیے قرض لیا سا اور اُس ارضی یا جائداد کا محاصل جو زر قرضہ مذکور کے ذریعہ سے خرید ہی گئی تھی کنبہ مشترکہ کے کام یا تجارت مشترکہ مین صرف ہوا ہو تو اُس صورت مین باپ اور بھائی جو موروثی اور مکسوبہ جائداد پر بالاشتراک قابض ہین قرضہ مذکور ادا کرینگے - لیکن قول منو اور متاچھرا اور بیاد چنتامنی اور بیاد ار نوسنتو اور اور کتب شاستر کے بموجب اگر قرضہ امور مفصلہ ذیل کے لیے لیا گیا ہو تو اشخاص مذکورہ بالا پر کچھ دعوی نہین پہونچتا ہے - قول برہسپتی ؎ اگر باپ کو بابت شراب یا نقصانات کھیل کے یا بابت ایسے اقرارات کے جو بلا معاوضہ یا بحالت غلبۂ حظ نفس یا غیظ کے عمل مین آئے ہون کچھ دینا ہو یا باستثناء اُن صورتون کے جنکا ذکر اس بیان کے قبل ہوا ہے اُسے بابت ضمانت یا جرمانہ یا محصول

اشتخاص ہی اجاتم سے ذمہ دار ہین اگر قرضہ کی موشر یک متوفی نے لیا ہو ہے بشرطیکہ زر قرضہ انکے کام میں آیا ہو -

؎ کرنا تصور کیا جاتا ہے " اس صورت مین اور نیز جب کہ اشیاے ضروری کا سرانجام زوجہ کی جانب سے ہوا ہو زوجہ کے معاہدہ کی تنسیخ اس وجہ سے کہ اُسکی نسبت شوہر کی اجازت خاص وصریح نہین لی گئی تھی نہین ہو سکتی -

؎ سوال کا یہ صرف نصف جواب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ امر تحقیق ہے کہ بھائی جو جائداد لین وے جائداد مذکور کے مطابق ذمہ دار قرضہ کے ہین گو وہ روپیہ متوفی بھائی نے اپنی ذات خاص کے لیے قرض لیا ہو یا کہ وہ کنبہ کی منفعت کے سبب صرف ہوا ہو -

یا زر باقی اسکے روپیہ دینا ہو تو شوہر پر ادا کرنا ایسے روپیہ کا واجب نہیں ہے ؟؟

ضلع جنگل محال - ۲۲ - مئی [illegible]ء -

مقدمہ ۴ - س - ایک عورت منکوحہ نے ایک شخص اجنبی سے کچھ روپیہ قرض لیا اور اُس روپیہ کو اخراجات مقدمہ میں جو اُسنے شوہر کی جائداد حاصل کرنے کے لیے دائر کیا تھا صرف کیا اور عدالت سے ڈگری حاصل کی اور دائن کو ایک تمسک اس مضمون کا لکھدیا کہ درحالت نہ ادا کیے جانے زر قرضہ کے جسکے ذریعہ سے اُسنے جائداد شوہری حاصل کی ہے اُسکا شوہر جائداد مذکور پر جسکی نسبت عدالت سے مدیونہ کے نام ڈگری حاصل ہوئی ہے دائن کو قابض کرادے بروقت تحریر ہونے اس تمسک کے شوہر غیر حاضر تھا بعد ازاں دائن نے تمسک کے ذریعہ سے مدیونہ اور اُسکے شوہر پر جو مالک جائداد مصرحہ تمسک کا تھا نالش کی عورت نے اپنے جواب میں تمسک کے لکھنے اور روپیہ پانے سے اقرار کیا لیکن عذر یہ کیا کہ جائداد مذکور اُسکے شوہر کے قبضہ میں ہے - مدعا علیہ ثانی یعنی عورت کے شوہر نے دعوے کی نسبت انکار محض کیا اور بیان کیا کہ میری زوجہ نے مدعی کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے چنانچہ میں نے قبل دائر ہونے اس مقدمہ کے عدالت فوجداری میں اس امر کی نالش کی چنانچہ صاحب مجسٹریٹ نے بحق میرے فیصلہ کر کے حکم دلائے جانے میری زوجہ کا دیا ہے اور اب زوجہ مذکور مدعی کے ساتھ سازش کر کے مجھکو میری حقیت سے محروم کیا چاہتی ہے - اس صورت میں شاستر کے بموجب ادا کرنا زر قرضہ کا مدیونہ اور اُسکے شوہر پر واجب ہے یا صرف مدیونہ پر -

ج - متاچھرا اور اور کتب شاستر میں مندرج ہے کہ اگر زوجہ باجازت شوہر کے کاروبار خانگی کا اہتمام کرے اور روپیہ قرض لے تو ادا کرنا ایسے زر قرضہ کا شوہر پر واجب ہے - ورنہ وہ ذمہ دار نہیں ہے -

ف - اگر شوہر کے کاروبار کا اہتمام زوجہ کرتی ہو تو اس صورت میں شوہر ذمہ دار ادائے قرضہ کا ہے جو زوجہ نے لیا ہے

ضلع مرادآباد - ۲۴ - اگست [illegible]ء -

بخشی رام بنام مساۃ دربو وغیرہ۔

مقدمہ ۵ - س - ایک شخص نے جو اپنے بھائیون کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا کچھ روپیہ قرض لیا اور تمسک اس اقرار سے لکھدیا کہ زر قرضہ بذریعہ اقساط کے ادا کیا جاے گا مدیون ملا ادا سے زر قرضہ کسی مقام بعید کو چلا گیا اور عرصہ نو برس سے اُسکی کچھ خبر نہین ملی ہے کنبہ اُسکا بدستور شامل ہے اور مدیون کے بھائی اور اُسکی زوجہ کنبہ کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر بالاتفاق متصرف ہین اس صورت مین دائن قرضہ کا دعوی اُن شخصون پر جو مدیون کی جائداد پر قابض ہین کر سکتا ہے یا کہ اُسکو اپنا دعوی تاریخ روانگی مدیون سے بارہ برس گذر جانے تک ملتوی رکھنا چاہیے۔

ج - اگر کوئی شخص اُس حالت مین جبکہ وہ بھائیون کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا ہو قرض لے اور بعد ازان وہ مفقود الخبر ہو جاے تو مدیون کے بھائیون اور زوجہ پر جو اُسکی جائداد پر قابض ہون ادا کرنا قرضہ کا واجب ہے اور اُنکو بارہ برس گذر جانے کا انتظار نچاہیے۔

مفقود الخبر شخص کا قرضہ اُن لوگون کو ادا کرنا چاہیے جو اُسکی جائداد پر قابض ہون اور بارہ برس تک انتظار کرنے کی ضرورت نہین ہے۔

ماخذ - قول جاگبلک ؁ اگر منجملہ دو یا زیادہ شرکا یا واسطہ داروان مشترکہ کے ایک شخص کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے اور بعد ازان وہ مرجاے یا کہین فاصلہ دور و دراز پر مدت سے چلا جاے تو اُسکے شریکون کو ادا کرنا قرضہ مذکور کا لازم ہوگا اگر قبل تقسیم جائداد کے ایک چچا یا ایک بھائی یا مان کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو اُسکا ادا کرنا سب شریکون پر واجب ہوگا۔

قول نارد ؁ دائن کو کسی خاص مدت تک انتظار کرنا نہ چاہیے کیونکہ اس امر کا کہین حکم نہین ہے۔

ضلع میرٹھ - ۱۶ - جولائی ۱۸۱۲ء

مقدمہ ۶ - س - مدیون کی وفات کے بعد دائن اُسکے وارثون یعنی اُسکی زوجہ اور بھائیون پر نالش کرتا ہے مگر تمسک مین یہ شرط مندرج نہین ہے کہ دائن

سکے وارثون اور قائم مقامون پر ادا کرنا قرضه کا واجب ہوگا اس صورت مین یون
سکے وارثون پر ادا کرنا قرضه کا واجب ہے یا نہین۔

وارث جو متوفی مدیون کی جائداد پاتے ہین بقدر جائداد مذکور کے قرضخواہون کا فیصله کرنا ضرور ہے۔

ج۔ اگر مدیون متوفی نے درحقیقت روپیه متذکرہ تمسک قرض لیا ہو تو اسکی بیوہ کو باوصفیکه ورثا دستاویز مین ذمه دار اداے زر قرضه قرار نہین دیے گئے ہون ایفاء شرائط تمسک مذکور لازم ہے بشرطیکه وہ بھی شریک معامله ہو یا اسنے قرض ادا کرنے کا اقرار کیا یا شوہر کی جائداد پائی ہو اگر منجمله متفق بھائیون کے ایک بھائی خاندان مشترکه کی پرورش کے لیے روپیه قرض لے تو بقیه شرکا پر ادا کرنا اسکا واجب ہے۔
یہ راے دھرم شاستر کے مطابق ہے [۱]

ضلع جسور۔

مقدمه ۷-س- ایک شخص اپنی زوجه چھوڑ کر مرگیا اور زوجه مذکور اسکی جائداد کی وارث ہوئی اور شاستر کے بموجب جائداد سے اسکو صرف مین حیات اعتدال کے ساتھ متمتع ہونے کی اجازت ہے نه اسکے ہبه یا بیع کرنے کی۔ اسنے بغرض حفظ شوہر کی جائداد کے یا کسی دوامر کے واسطے قرض لیا اور وہ بلا ادا کرنے قرض مذکور کے فوت ہوئی اور شوہر کا بھائی اور بھتیجا جو دعویدار وراثت تھے چھوڑ مری اسکے شوہر کا بھائی جائداد پر قابض ہوا اور دوسرے بھائی کے بیٹے نے نالش کرکے جائداد مذکور سے نصف حاصل کی اس صورت مین بھائی اور بھائی کے بیٹے پر قرضه مذکور کا ادا کرنا واجب ہے یا نہین۔

ذکر ان صورتون کا جنمین ورثا شوہری واسطے اداے قرضه بیوہ کے ذمه دار ہین

ج۔ اگر بیوہ نے جسکو جائداد شوہری وراثتاً ملی ہو مالگذاری سرکار ادا کرنے یا اور اخراجات ضروریه کے واسطے جو حفظ جائداد کے لیے مناسب تھے یا اپنے شوہر کی عقبی کی بھلائی یا کنبے کی پرورش یا ایفاء عہد شوہر کے لیے قرض لیا ہو اور بغیر ادا کرنے قرضه کے مرگئی ہو تو اس صورت مین مالک کے وارثون یعنی اسکے بھائی

[۱] دھرم شاستر مین کنبه کے شامل ہونے وغیرہ کے باعث سے سب پر معاہدہ کا ایفا منفرداً واجماعاً لازم آتا ہے۔

اور بھائی کے بیٹے پر ادا کرنا قرضہ مذکور کا واجب ہے اور اگر زر قرضہ باستثناء امور مصرحۂ بالا کے کسی اور غرض سے اُسنے لیا ہو تو ایسا قرضہ اُس شخص پر ادا کرنا لازم ہے جو اُسکے جواہرات اور دیگر مال منقولہ کا مالک ہو۔ یہ راے داے بھاگ و متاچھرا اور بیاد چنتامنی اور دیپ کلیکھہ اور دیگر کتب شاستر کے مطابق ہے۔

ماخذ۔ قول نارد منقولہ داے بھاگ "ورثۂ پدری سے جو کچھ کہ باپ کے عہود کے ایفا کرنے اور اُسکے قرضہ کے ادا کے بعد بچے اُسے بھائی آپس مین تقسیم کر لین تا کہ باپ قرضدار نہ رہے"۔

قول گوتم جو متاچھرا مین منقول ہے اُس سے لازم آنا ادا ے زر قرضہ کا معلوم ہوتا ہے "جو شخص ایسے آدمی کی جسکے اولاد ذکور نہو جائداد پائے اُسکو ادا کرنا اُسکے زر قرضہ کا واجب ہے" بیاد چنتامنی مین برہسپتی کا یہ قول منقول ہے کہ "اگر باپ مرجاے تو اُسکے بیٹون کو چاہیے کہ بعد یا قبل تقسیم جائداد کے اپنے حصون کے بموجب اُسکا قرضہ ادا کرین یا صرف وہ بیٹا ادا کرے جس نے کل بار اپنے اوپر لیا ہو"۔ سلہ

دیپ کلیکھہ مین منو کا یہ قول منقول ہے کہ "اگر مدیون مرجاے اور اُس نے زر قرضہ اپنے کنبہ کی پرورش کے لیے لیا ہو تو قرضہ مذکور کنبہ کو جو مشترکہ ہو یا غیر مشترکہ اپنی جائداد سے ادا کرنا چاہیے" جملہ اقوال مین جو لفظ باپ کا آیا ہے اُس سے باپ اور اور شخص تصور کیے جائین۔

بیاد چنتامنی مین اُس قرضہ کا جسکا ادا کرنا وارثون پر لازم نہین ہے اس طور پر ذکر ہوا ہے کہ "اگر باپ کو شراب یا نفسانی یا نقصانات کھیل کی بابت یا جرمانہ یا محصول کی بابت دینا ہو یا اُسنے کسی شے کے دینے کا بلا معاوضہ اقرار کیا ہو تو بیٹے پر باپ کا ایسا قرضہ اس دنیا مین دینا واجب نہین ہے۔

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۹ مئی ۱۸۱۲ء۔

سلہ یہ قول برہسپتی کا نہین ہے بلکہ نارد کا ہے۔ خلاصہ کی جلد اصفحہ ۵ ۲۷ معائنہ کرو۔

مقدمہ ۸ - س - ایک شودر اپنی قوم کے ایک شخص کا جسکو کسی نے روپیہ قرض دیا تھا ضامن ہوا اور قبل ادا ہو جانے روپیہ کے مر گیا اس صورت مین داین ضامن متوفی کی جائداد سے زر قرضہ وصول کرنے کا مستحق ہے یا نہین -

ضامن متوفی کی جائداد سے اصل مدیون کا قرضہ نہین دلایا جا سکتا -

ج - داین اپنا روپیہ ضامن متوفی کی جائداد سے وصول نہین کر سکتا گو مدیون نے زر قرضہ ادا نہ کیا ہو یہی راے مسلمہ ہے [۱]

ضلع چیٹ گانون - ۲۵ ستمبر ۱۸۱۶ ء -

مقدمہ ۹ - س - بیٹا جو بالاتفاق اپنے باپ کے بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا مر گیا اور بیٹے کا کوئی مال باپ کے ہاتھ نہین آیا اس صورت مین بیٹے کا قرضہ باپ پر ادا کرنا واجب ہے یا نہین -

اُن صورتون کا ذکر جن مین باپ کو بیٹے کا قرضہ ادا کرنا چاہیے -

ج - اگر بیٹا لاولد مر جاے اور بحالت مشترک ہونے کنبہ کے اُس نے روپیہ

[۱] یہ بالتصریح بیان نہین ہوا ہے کہ اس جگہ کس قسم کی ضمانت مراد ہے لیکن سوال کے مضمون سے ضمانت قرضہ مفہوم ہوتی ہے اور اگر یہ مفہوم درست ہو تو ایسی صورت مین متوفی کے وارثون پر ادا کرنا اُسکے قرضہ کا واجب ہے اور سوال کا جواب جو اوپر تحریر ہوا ہے غلط قرار پاتا ہے دھرم شاستر کے بموجب تین قسم کے معاہدے واجب التعمیل ہین یعنی پرتیا پرت بھو اور دان پرت بھو اور درشن پرت بھو اصطلاح اول سے ضمانت بالاعتبار مراد ہے اور کولبروک صاحب نے مقصود اسکا یہ بیان کیا ہے کہ ضامن ایسی ضمانت کے ذریعہ سے دوسرے شخص کے معاد کا کفیل ہوتا ہے مثلاً ضامن یہ لکھدے کہ تم فلان شخص کا اعتبار کر دیا اُسے روپیہ قرض دو یا اُسے معتبر سمجھکر روپیہ دو یا اُسکی جانب سے کارپرداز ہو یا اُسکی طرف سے ذمہ دار ہو - دوسری اصطلاح سے یہ مراد ہے کہ ضامن کسی زمانہ مابعد مین قرضہ ذمگی شخص ثالث کے ادا کرنے یا ایفاے معاہدہ کا اقرار کرے یعنی اس ضمانت سے مالضمانی مراد ہے اور تیسری اصطلاح سے حاضر ضامنی عبارت ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ضامن یہ اقرار کرے کہ اگر فلان شخص حاضر نہوگا تو مین حاضر کرونگا - پہلی اور پچھلی صورتون مین بعد وفات ضامن کے معاہدہ باطل ہو جاتا ہے لیکن دوسری صورت مین معاہدہ کی تعمیل ضامن متوفی کے وارثون پر لازم آتی ہے -

قرض لیا ہو اور باپ نے بیٹے کا کچھ مال نہین پایا ہے تو اس صورت مین ادا کرنا قرضہ کا باپ پر واجب نہین ہے لیکن اگر بیٹے نے قرضہ مذکور کنبہ کی پرورش یا رسوم دینی کے انجام کے لیے جسکا ادا کرنا کنبہ پر ضرور تھا لیا ہو یا باپ نے بیٹے کا قرضہ ادا کرنے کا اقرار کیا ہو تو ان صورتون مین باپ کو قرضہ مذکور ادا کرنا لازم ہے —

ضلع علی گڈھ — ۱۵ اپریل ۱۸۶۸ء —

مقدمہ ۱۰ — س — ایک شخص نے کچھ روپیہ قرض لے کر ایک دوکان کھولی اور بعد ازان مر گیا اسکی وفات کے بعد اسکے بھائیون اور باپ نے تمام اسباب پر جو دوکان مین تھا قبضہ کر لیا اس صورت مین ادا کرنا متوفی کے قرضہ کا اسکے بھائیون اور باپ پر واجب ہے یا نہین اور اگر مدیون کی بیوہ موجود ہو اور اسے اپنے شوہر کی دکان سے کچھ اسباب نہ ملا ہو تو بھی وہ ذمہ دار قرضہ شوہری کی ہے یا نہین —

ج — صورت مذکورۂ بالا مین مدیون کے باپ اور بھائیون پر قرضہ کا ادا کرنا واجب ہے اور اسکی بیوہ سے کچھ مواخذہ اس امر مین نہین ہو سکتا —

جو شخص متوفی کی جائداد پا لیوے اُسپر ادا کرنا اُسکے قرضہ کا واجب ہے —

ماخذ — جاگیلاک کا قول متاچھرا اور اور کتب دھرم شاستر مین منقول ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر منجملہ دو یا زیادہ شرکا یا ہمسلہ داران مشترکہ کے ایک شخص کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے اور بعد ازان وہ مر گیا ہو یا کہین فاصلہ دور دراز پر مدت سے چلا گیا ہو تو اسکے شریکون کو ادا کرنا قرضہ مذکور کا لازم ہوگا" —

مقدمہ ۱۱ — س — ایک شخص مقروض دو نابالغ بیٹے چھوڑ کر مر گیا بڑا بیٹا صرف تیرہ برس کا ہے اور کوئی شخص بالغ وارث متوفی کا نہین ہے اگر کوئی شخص نابالغوان کے نام پر نالش کرے تو بموجب ان رعایتون کے جو سرکاری آئین کی رو سے نابالغون کی نسبت مرعی ہین اور ملک کے دستور مسلمہ کے مطابق نالش مذکور قابل سماعت نہین ہے — اور یہ بھی حکم ہے کہ نابالغی اٹھارھوین سال کے انجام تک رہتی ہے بعد ازان بلوغ شروع ہوتا ہے — اس صورت مین اگر مقدمہ مدیون متوفی کے بڑے بیٹے پر دائر کیا گیا ہو تو وہ دھرم شاستر

کے بموجب قابل سماعت ہے یا نہین اور اُسپر باپ کا قرضہ ادا کرنا واجب
ہے یا نہین -

نابالغ کی جائداد اور ذات مورث کے قرضہ کی ذمہ دار نہین ہے -

فتح - شاستر کے بموجب قرضہ کی نالش جو مدیون متوفی کے بڑے بیٹے پر جو صرف تیرہ
برس کا ہے دائر کی گئی ہے جائز نہین ہے جب بیٹا سن بلوغ کو پہونچے تو اُسوقت اُسکو
باپ کا قرضہ ادا کرنا چاہیے نہ اس سے پیشتر - سلہ

ضلع میدنی پور -

مقدمہ ۱۲ س - ایک شخص نے کچھ قرض لیا اور بعد ازان تارک الدنیا ہو گیا یعنے
بیراگیون کے فرقہ مین داخل ہوا اور اُسکی موروثی جائداد اُسکے بھائی کے وارثون
کے ہاتھ آئی اس صورت مین دائن اپنا روپیہ جائداد مذکور سے وصول
کرسکتا ہے یا نہین -

جس شخص کو بیراگی کی جائداد پہونچے گی وہ اُسکے قرضہ کا ذمہ دار ہے

فتح - اگر شخص مذکور نے کچھ روپیہ قرض لیا اور بعد ازان تارک الدنیا ہو گیا
اور اُسکی جائداد غیر منقولہ اُس کے واسطہ دارون کو پہونچی ہو تو اس صورت
مین جو رشتہ دار کہ اُسکی جائداد پر متصرف ہوان وے مستوجب ادا کرنے زر
قرضہ کے ہین اور اگر وے ادا نہ کرین تو دائن مجاز ہے کہ مدیون کی جائداد سے
اپنا روپیہ حاصل کرے چنانچہ اس باب مین جاگیلال نے یہ لکھا ہے کہ "وہ شخص
جسکو ایسے مالک کی جائداد حاصل ہوئی ہو جو کوئی بیٹا لائق کاروبار نہ چھوڑ مرا ہو
تو اُسکو چاہیے کہ جو قرضہ جائداد مذکور پر واجب ہو ادا کرے یا اگر ایسا بیٹا نہو تو وہ

سلہ بعض مقننان ہنود کے بموجب پندرھوین سال کے انجام تک نابالغی رہتی ہے اور بعض کے
نزدیک سولھوین سال تک - متوفی شخص کے بیٹے اور پوتے پر بعد ایام نابالغی کے مورث کے
عہود کا ایفا ضرور ہے اور وارثون پر بھی ایسا کرنا واجب ہے بشرطیکہ اُنکو متوفی کی جائداد ورثتاً
ملے لیکن کسی صورت مین ایسے معاہدہ کے لیے نابالغ قابل مواخذہ نہین اور تا مرور ایام نابالغی
متوفی کی جائداد اُسکے قرضہ کے ادا کے لیے بیع نہین کیجا سکتی - اس امر کی بحث جلد اول باب
نابالغی مین مفصل کی گئی ہے -

شخص جو متوفی کی زوجہ کو لے ذمہ دار قرضہ مذکور کا ہوگا لیکن ایسے بیٹے پر جسکے باپ کی جائداد دوسرے شخص کے قبضہ مین ہو ادا کرنا قرضہ کا فرض نہین ہے۔

متاچھرا اور اور کتب شاستر کے اُس باب مین جسمین ادا ے قرضہ کا ذکر ہے اس امر کی نسبت بہت مفصل قاعدہ مندرج ہے۔

شہر چاپسرا - ۱۲ - جون ۱۸۵۱ء

مقدمہ ۱۳ - س - ایک بیوہ نے اپنے نابالغ بیٹے کے مصارف ضروری کے لیے کچھ روپیہ قرض لیا اور اپنے بیٹے کے نام سے ایک تمسک اپنا دستخطی دائن کو لکھدیا اس صورت مین تمسک مذکور جائز اور بیٹے پر واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ج - اگر ماں اپنے نابالغ بیٹے کی پرورش کے لیے قرض لے اور دائن کو تمسک بیٹے مذکور کے نام سے لکھدے تو برہسپتی اور اور عالمون کے قول منقولہ بیادرتناکر اور بیادچنتامنی اور دا ے تتو وغیرہ کے بموجب تمسک مذکور جائز اور واجب التعمیل ہے۔

قرضہ ضروری جو طفل کے واسطے لیا جاے اُسکی تعمیل اُسپر واجب ہوتی ہے۔

ماخذ - "اگر قبل تقسیم جائداد کے چچا یا بھائی یا ماں کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو اُسکا ادا کرنا سب شریکون پر واجب ہوگا" "اہتمام خانہ داری جسکے ذمہ ہو وہ اپنے چچا یا بھائی یا بیٹے یا زوجہ یا ملازم یا شاگرد یا توابع کی غیر حاضری مین کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے سکتا ہے"۔

ضلع بردوان - ۴ - دسمبر ۱۸۱۵ء

باب گیارھوان

بیع کے بیان مین

مقدمہ ۱ - س - منجملہ تین بھائیون کے جنکی جائداد موروثی غیر منقولہ مشترکہ اور غیر منقسمہ تھی دو بھائیون نے جائداد مذکور کے ایک جز و خاص کو جو اُنکے حصہ

سے متعلق تھا بلا اجازت اپنے تیسرے شریک بھائی کے بیع کیا اور بھائی مذکور نے اسوقت جبکہ مشتری نے بیعنامہ پر رجسٹری کرائی اور صاحب کلکٹر کے دفتر مین اپنا نام داخل کرایا کچھ اعتراض پیش نہین کیا اس صورت مین یہ بیع جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ج۔ اگر دو بھائیون نے جائداد غیر منقسمہ و مشترکہ سے اپنے حصون کا ایک جزو بیع کیا ہو اور انتقال جائداد کے وقت بھائی نے اس معاملہ کی نسبت کچھ اعتراض پیش نہین کیا تو اس سے اُسکی رضامندی مستنبط ہوتی ہے مگر اُسکی بلا اجازت بھی وے اپنے حصون کے بیع کرنے کے مجاز ہین کیونکہ اپنی جائداد کے وے آپ مالک ہین داے بھاگ اور داے تتو اور کتب متشرعہ بنگالہ کے بموجب ایسا بیع درست اور جائز ہے۔

ف
شاستر بنگالہ کے بموجب شرکا جو بلا اتفاق ہون اپنے اپنے حصون کو بیع کر سکتے ہین۔

ماخذ۔ داے بھاگ مین یہ قول نارد کا منقول ہے کہ ''اگر بہت سے شخص ایک آدمی کی اولاد مین ہون اور خدمات اور معاملات مختلفہ سے تعلق رکھتے ہون اور اُنکے کاروبار مختلف ہون اور شامل نہون تو اس صورت مین اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو اُنھین حسب مرضی اپنی کے ایسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین'' [۱]

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۲۲۔ فروری ۱۸۱۲ء۔

سد انند سرما بنام رامچندر دت۔

[۱] جو حوالہ کہ اس مقدمہ مین منقول ہے اُسکو اس مسئلہ سے جسکی تائید مین وہ لکھا گیا ہے کچھ تعلق معلوم نہین ہوتا گو قول مذکور کے جو معنی مترجمہ ذیل کہ مسٹر کولبروک صاحب نے داے بھاگ کے ترجمہ مین لکھے ہین وے فی الواقع مسئلہ مذکور کے مؤید متصور ہین۔

وہ قول نارد جو اس جگہ منقول ہے اُسکے معنی مختلف مؤلفون نے اور طور پر لکھے ہین اور عموماً اس سے وہ استحقاق جداگانہ مفہوم ہوتا ہے جو شرکا کو بعد تقسیم جائداد حاصل ہوتا ہے یہ معنے اس کے سمرتی چندریکا اور رتناکر اور چنتامنی اور بیر متر اوداے وغیرہ مین لکھے ہین مگر اس جگہ اصلی نقل

مقدمہ ۲۔ س۔ ایک زمیندار زوجہ اور نابالغ بیٹا اور پوتا چھوڑ کر مرگیا بعد اُسکی وفات کے اُسکی زوجہ نے اپنے نابالغ بیٹے اور پوتے کی پرورش اور ادا سے

ء کرنے سے ظاہرا یہ تصور کیا گیا ہے کہ دونوں حصص منقسمہ اور غیر منقسمہ سے بدرجہ مساوی متعلق ہے "۔

بہیر متر اودا سے کا مصنف جس نے اس مسئلہ کا مختصر بیان لکھا ہے کہتا ہے کہ جمتو اہن بعد نقل کرنے دو مقولون بیاس کے دا سے بھاگ کی دفعہ ۲۷۔ کو صفحہ ۱۳۱ مین دیکھو تسلیم کرتے ہین کہ مقولون مذکور کا منشا یہ نہین ہے کہ شریک اپنے حصہ کو بیع یا ہبہ کرنے کا مجاز نہین ہے کیونکہ وہ اپنی جائداد کا مالک ہے اور اُسکو اپنی خوشی کے مطابق جائداد غیر منقولہ کے منتقل کرنے کا اُسی طور پر اختیار حاصل ہے جیسا کہ اور قسم کے مال کی صورت مین ۔۔ اور علاوہ ازین دونون قول مذکور کی روسے ہبہ جو فی الواقع کردیا جاے یعنی جائداد سے اپنا قبضہ اُٹھا لیا جاے منسوخ نہین ہے کس واسطے کہ جو امر واقعی ہے وہ سو مسائل سے بھی بدل نہین جاسکتا۔ لیکن بد اعمال شخصون کے لیے ممانعت ہے اور اُنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اگر وے اپنا حصہ منتقل کرینگے تو گنہگار متصور ہونگے کیونکہ اگر منتقل کرنے کے لیے کوئی سبب کافی مثلاً کنبہ کا حالت افلاس مین ہونا وغیرہ نہو تو ایسا امر کنبہ کے لیے باعث مضرت ہے۔ اسی طور پر اُن اقوال کے معنی بھی جو غیر منقق شرکا سے متعلق ہین سمجھنے چاہیین دا سے بھاگ کی دفعہ ۲۹۔ کو صفحہ ۱۳۲ مین معائنہ کرو۔ اسی بموجب نارد نے بھی بیع یا کسی اور طرح کے انتقال کی نسبت علی العموم اجازت دی ہے اور قول نارد مین جو یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ وہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین "۔ اس سے بیان جائداد غیر منقولہ مراد ہے کیونکہ اگر یہ مراد نہوتی تو قول بے معنی ہوتا۔

دا سے بھاگ مصنفہ جمتو اہن پر جو سری کرشن اور اشو مانے اور دا سے تو مصنفہ رگھونندن پر جو کاشی رام نے شرح لکھی ہین اُنمین قول نارد کی نسبت یہ لکھا ہے کہ یہ قول جو ہبہ یا بیع کی نسبت ہے وہ نیک آدمیون سے متعلق ہے مگر بد آدمیون کے لیے ممانعت ہے اس وجہ سے ہمین کوئی امر تناقض نہین ہے۔ اس جگہ بالتصریح یہ لکھا ہے کہ ہبہ یا کسی اور طور

بقایاے مالگزاری کے لیے شوہر کی جائداد غیر منقولہ بیع کر ڈالی اس صورت مین ایسا بیع جائز ہے یا نہین۔

ج۔ اگر عورت اپنے شوہر کے مر جانے کے بعد اُسکی جائداد اپنے بیٹے اور پوتے کی پرورش اور بقایاے مالگزاری سرکار کے ادا کرنے کے واسطے بیع کرے تو ایسے بیع کو درست اور جائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ نابالغون کے لیے خور و پوش کا سرانجام اور اداے مالگزاری سرکار ضرور ہے یہ راے داے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے۔

اگر بیوہ نے واسطے پرورش لڑکے کے جائداد بیع کی ہو تو ایسا بیع جائز ہے۔

ضلع ۲۴ پرگنہ۔

مقدمہ ۳۔س۔ اگر جائداد جسپر بہت سے شخص بالاشتراک قابض ہون اور منجملہ مالکون کے ایک مالک کے نام پر ڈگری جاری ہو تو انتقال اُسکا بعوض ایفاے ڈگری مذکور کے ہو سکتا ہے یا نہین۔

ج۔ جو کچھ کہ حصہ جائز مدیون ڈگری کا ہے وہی صرف بیع کیا جا سکتا ہے اور صرف اُسی قدر حصہ کا بیع کرنا جائز ہے [1]۔

ف۔ جائداد مشترکہ سے ڈگری کے لیے صرف اُسی قدر قابل ہو اقدہ ہے جو مدیون کا حصہ ہو۔

مقدمہ ۴۔س۔ کچھ جائداد اراضی بہت سے اشخاص کی ملکیت مین بالاشتراک تھی اور ایک یا دو شریکون نے شامل ہو کر جائداد مذکور کو بیع کیا اور بیعنامہ پر ایک نابالغ شریک کے دستخط کر دیے اس صورت مین بیع کرنا جائداد کا باستثناء اُس حصہ

کے جو منتقل کرنا بلا اجازت اور وارثون کے جائز ہے لہذا اگل جائداد کو بیع یا ہبہ کرنے کا امتناع باستثناء حالت افلاس کے اُس جائداد کی نسبت ہے جو غیر منقولہ یعنی اراضی وغیرہ ہو نہ کہ منقولہ یعنی جواہرات و موتی و مونگہ وغیرہ لیکن اگر اس سے مراد جائداد مکسوبہ ہو تو قول سابق جو داے بھاگ کی دفعہ ۲۱ صفحہ ۲۹ مین مندرج ہے بے معنی ہوگا کیونکہ ہر شخص کو اپنے مال مکسوبہ پر بلاشک اختیار حاصل ہے [1]۔

[1] اس سوال کے جواب سے البتہ یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ قرضہ جسکی نسبت فیصلہ صادر ہوا اُسکو مدیون نے خاص اپنی ذات کی منفعت کے لیے لیا تھا نہ کنبہ کے لیے۔

کے جو نابالغ کا ہے درست اور جائز ہے یا کہ کل بیع باطل اور ناجائز متصور ہوگا اگر جائداد کے انتقال مین جو اور شریکون کی جانب سے وقوع مین آیا شریک نابالغ کی مان نے اجازت دے دی ہو تو اس صورت مین نابالغ کے حصہ کا بیع کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین۔

ج۔ اگر شریکون مین سے ایک یا دو نے جائداد مشترکہ کو بیع کیا ہو اور بیعنامہ پر اپنے اور شریک نابالغ کے دستخط کر دیے ہون تو اس صورت مین بیع کل جائداد کا جائز اور واجب التعمیل نہین ہے کیونکہ تمام شرکا کا اُسمین استحقاق ہے اور ایک شخص کے منتقل کر دینے سے اُنکا حق زائل نہین ہو سکتا لیکن بیع اسقدر حصہ کا جو شرکا کی ملکیت سے ہے جائز و درست ہے کیونکہ وے اپنے حصون کے مالک ہین اور منجملہ جائداد مبیعہ کے مالک ایک جزو کے ہین۔ نابالغ کے حصہ کا بیع باطل اور ناجائز ہے گو اُسکی مان نے منتقل کرنے کے لیے اجازت دے دی ہو کیونکہ طفل کی جائداد کو جب تک وہ بالغ ہو محفوظ رکھنا چاہیے۔

ف نابالغ کے بھائی اُسکا حصہ جائداد مشترکہ بیع نہین کر سکتے ہین گو نابالغ کی مان نے اس بابت مین اجازت دے دی ہو

یہ راے داے بھاگ اور ویاستوا اور ویا دھینتامنی اور ویا دبھنگارنو اور دو ایت نرنے اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے۔

ماخذ۔ قول نارد (۱) قاعدہ مسلمہ یہ ہے کہ ہبہ یا بیع جو باستثناء مالک حقیقی کے کسی اور سے وقوع مین آئے اُسکو عدالت کی کارروائی مین عمل ناکردہ کے تصور کرنا چاہیے"۔

قول کاتیائن (۲) اگر بغیر ملکیت کے بیع عمل مین آئے اور ہبہ یا رہن ایسے مالک کی جانب سے جسکو اس امر کا منصب ہو وقوع مین آئے تو حاکم کو چاہیے کہ اُسکو ناجائز قرار دے"۔

مقدمہ ۵ س۔ ایک شخص کے چھ بیٹے تھے وہ اپنی مکسوبہ غیر منقولہ جائداد چھوڑ کر مر گیا۔ بندوبست زمینداری بڑے بیٹے کے نام عمل مین آیا باپ کی وفات کے بعد سب بیٹے بالاشتراک اور محاصل جائداد سے متمتع ہوتے رہے بڑا

بیٹا جسکے نام علاقہ کا بندوبست ہوا تھا دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور وے اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے چچاؤن کے ہمراہ مثل اپنے باپ کے بطور کنبہ مشترکہ کے رہے اس صورت مین بڑے بھائی کے بیٹون کو ایسی جائداد کے بیع کرنے کا استحقاق ہے یا نہین اور اگر انھون نے جائداد مذکور کو بیع کر دیا ہو تو اس معاملہ کی نسبت بہ ثبوت رضامندی جملہ شرکا کے ثبت ہونا انکے دستخط کا بیعنامہ پر ضرور ہے یا نہین - اور اگر دونون بھتیجون نے بلا اجازت اور علم چچاؤن کے بیعنامہ لکھدیا ہو تو ایسا بیع جائز متصور ہوگا یا نہین - اور اگر بیعنامہ پر پانچ شریکون نے دستخط کر دیے ہون تو باقی ایک شخص کی گواہی ہونے کے باعث سے معاملہ قابل منسوخی ہے یا نہین -

جائداد مشترکہ کے بیع کرنے مین تمام شرکا کی رضامندی ضرور ہے گو دفتر سرکار مین صرف ایک کا نام بطور مالک کے مندرج ہو -

بیج - اگر جائداد موروثی مین بہت سے شریک ہون اور وے آپس مین بطور کنبہ مشترکہ کے رہتے ہون تو انمین صرف ایک شخص بلا اجازت اور شریکون کے جائداد مذکو بیع نہین کر سکتا اور گو بندوبست علاقہ کا صرف ایک شریک کے نام ہوا ہو دفتر سرکار مین صرف ایک شخص کے لکھے جانے سے اسکو جائداد پر استحقاق کلیہ حاصل نہین ہوتا - جو بیع کہ بذریعہ بیعنامہ غیر مصدقہ کل شریکون کے علم مین آئے باطل اور ناجائز ہے - اس مسئلہ کے حوالہ مین بیاس کا قول دا سے بھاگ اور دا سے تو مین منقول ہے اور وہ یہ ہے کہ "صرف ایک شریک بلا اجازت اور شریکون کے کل غیر منقولہ جائداد کو بیع یا ہبہ نہین کر سکتا ہے اور نہ اس شے کو جو کنبہ مین مشترک ہو - بلحاظ جائداد غیر منقولہ کے وسطہ دار خواہ علیحدہ ہون یا شریک مساوی ہین کیونکہ انہین سے صرف ایک کو یہ اختیار حاصل نہین ہے کہ کل جائداد کو رہن یا بیع کرے" [۱]

---

[۱] دونون اشلوک جو اس قول مین اس جگہ منقول ہوے ہین انکو جمتو واہن اور سری کرشن نے بیاس کی تصنیف سے لکھا ہے مگر رگھونند ن نے دوسرے اشلوک کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ برہسپتی کا قول ہے تنبیہ متعلقہ دا سے بھاگ صفحہ ۱۳۱ کو ملاحظہ کرو -

اگر ایک جائداد غیر منقسمہ کو جو چند شخصوں کا مال ہو پانچ شخص بلا اجازت چھٹے آدمی کے بیع کرین تو ایسا بیع ناجائز ہے گو وہ بذریعہ دستاویز تحریری کے اور سبھون کی جانب سے عمل مین آیا ہو۔

ضلع کٹک۔ ۲۵۔ مارچ ۱۸۱۸ء۔

مقدمہ ۶۔ س۔ ایک کنبہ مین پانچ حقیقی بھائی ہین اُنمین سے دو جوان اور تین نابالغ ہین اس صورت مین بڑا بھائی جائداد موروثی مشترکہ کو بیع کرنے اور بیعنامہ پر اور بھائیون کے دستخط کر دینے کا مجاز ہے یا نہین اور اگر اُسنے جائداد مذکور بیع کر دی ہو تو ایسا بیع جائز ہے یا نہین۔

ج۔ اگر منجملہ بھائیون کے بعض جوان ہون اور بعض نابالغ تو بڑا بھائی جائداد موروثی غیر منقولہ کو اپنے نابالغ بھائیون کی پرورش اور اُنکی رسوم ابتدائی وغیرہ اور باپ کی رسوم کریا کرم یا اُسکے قرضہ کے ادا کے لیے بیع کر سکتا ہے اور باستثناء ان صورتون کے وہ علاوہ اپنے حصہ کے اور کوئی حصہ جائداد کا بیع نہین کر سکتا اگر اُسنے باستثناء صورتون مذکورہ بالا کے جائداد کو بیع کیا ہے تو ایسا بیع ناجائز تصور کیا جاے۔

ذکر ان صورتون کا جنمین بیع جائداد کا بڑے بھائی کی جانب سے بحالت نابالغی اُسکے بھائیون کے جائز ہے۔

ضلع بیربھوم۔ ۲۰۔ اگست ۱۸۱۸ء۔

مقدمہ ۷۔ س۔ ایک جائداد اراضی دو آدمیون مین مشترک تھی اُنمین سے ایک شخص نے اپنا حصہ بیع کرنا چاہا چنانچہ دوسرے شریک نے قیمت مناسب اُسکے لیے دینی چاہی مگر باوجود اسکے بائع نے اپنا حصہ ایک شخص اجنبی کے ہاتھ بیچ دیا اس صورت مین ایسا بیع جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ج۔ اگر جائداد اراضی دو شخصون کے قبضہ مین مشترک تھی اور اُنمین سے ایک کو اپنا حصہ بیع کرنا منظور تھا اور دوسرے نے اُسی قدر قیمت دینا قبول کیا جو مشتری دیا چاہتا تھا تو اس صورت مین جائداد کا بیع شریک مذکور کے ہاتھ ہونا چاہیے اور اگر بائع نے جائداد کو شخص اجنبی کے ہاتھ فروخت کیا ہے تو ایسا بیع

جائداد مشترکہ مین حق شفیع پر لحاظ کرنا چاہیے۔

مسترد کرنا چاہیے۔ سلے

عدالت اپیل مرشد آباد۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۸۱۶ء۔

مقدمہ ۸۔ س۔ ایک ہندو اپنا متبنی بیٹا چھوڑ مرا۔ اُسنے اپنے متبنے کرنے والے باپ کی جائداد ارضی کو ایک شخص اجنب کے ہاتھ بیع کیا مشتری اب ارضی مذکور مین ایک تالاب کھودنا چاہتا ہے اور متبنی کرنے والے باپ کے بھائی باظہار حق شفع جائداد مبیعہ کو خریدنا چاہتے ہین اس صورت مین بیع کرنا متبنی کا کرنا باطل اور ناجائز متصور ہوگا یا نہین اور دعویداران شفع مستحق خریدنے جائداد کے ہین یا نہین۔

ج ف۔ اگر کوئی شخص اپنا حصہ خاص جائداد منقولہ و یا غیر منقولہ سے بیع کرے تو ایسا بیع دھرم شاستر کے بموجب جائز اور واجب التعمیل ہے اور چچا کے بیٹون کے حق شفع کے دعوی کی وجہ سے ایسا بیع مسترد نہین ہو سکتا۔

شاستر بنگالہ کے بموجب حق شفع جائز نہین ہے

ماخذ ۔ اگر وے اپنے حصص غیر منقسمہ کو دینا یا بیع کرنا چاہین تو اُنکو اپنی ہر قسم کی جائداد کی نسبت انتقال کا اختیار ہے کیونکہ بلاشک وے اپنی جائداد کے مالک ہین۔

ضلع بردوان ۳۔ دسمبر ۱۸۱۹ء۔

اوریت دت بنام کشن موہن دت وغیرہ۔

سلے طریقون بنگالہ یا بنارس یا میتھلا کے بموجب کہین دھرم شاستر مین حق شفع کا ذکر نہین لکھا ہے بلکہ بنارس اور میتھلا کے طریقون کے بموجب بیع کرنا جائداد مشترکہ کا منع ہے۔ اور جہانزمان شاستر جو مقولہ شفع کی بابت لکھا ہے اسکی تائید کسی اور کتاب سے نہین ہوتی اور مجھکو درباب صداقت اس راے کے جو اس مقدمہ مین دی گئی ہے شبہہ ہے اس راے کو حق شفع سے علاقہ نہین ہے بلکہ در اصل مبنی ہونا اُس قاعدہ پر معلوم ہوتا ہے کہ منجملہ چند شرکا کے ایک شریک جائداد مشترکہ سے اپنے حصہ کے منتقل کرنے کا مجاز نہین ہے اور چونکہ بنگالہ مین اس قسم کی غیر مجازیت ملحوظ نہین ہے لہذا میرے نزدیک اُس ملک مین حق شفع بھی جائز نہین ہو سکتا۔ مقدمہ ۸۔ دیکھو۔

مقدمہ ۹ - س - ایک شوہر جسکے پاس کچھ جائداد اراضی تھی اپنی زوجہ اور ایک بیٹی اور نواسہ چھوڑ کر مر گیا - جائداد کے ایک جزو پر ایک شخص اجنب غصباً قابض ہوا چنانچہ مالک متوفی کے نواسہ نے باجازت اپنی نانی کے واسطے حصول قبضہ جائداد مغصوبہ کے نالش دائر کی اس صورت مین جائداد مذکور نواسہ کو پہونچے گی یا نہین اگر اصل مالک متوفی کی زوجہ نے بحالت موجودگی بیٹی اور نواسہ کے اپنے جائداد شوہری کے ایک جزو کو بلا انکی اجازت اور علم کے بیع کیا ہو اور مشتری سے کل قیمت نہ پائی ہو تو اس صورت مین ایسا ہبہ جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین -

ج - اگر مالک متوفی کی جائداد غیر منقولہ کے ایک جزو پر کوئی شخص اجنب غصباً قابض ہو گیا اور نواسہ نے غاصب پر واسطے حصول جزو مذکور کے باجازت متوفی کی بیوہ کے نالش دائر کی ہو تو نواسہ مذکور بوجہ وارث ہونے کے متوفی کی جائداد متنازعہ کے پانے کا مستحق ہے - جائداد غیر منقولہ جو بیوہ کو شوہر سے ورثتاً پہونچی ہو اسکو وہ ہبہ یا بیع یا اور طور پر منتقل کرنے کی مجاز نہین ہے الا واسطے ادا کرنے رسوم کریاکرم شوہر یا ایسی اور ایسی ضرورت کے - اگر مشتری کل زر ثمن ادا نہ کرے تو بیع ناجائز متصور ہونا چاہیے -

بیوہ اگر جائداد کسی جزو کو جو شوہر سے ورثتاً ملی ہو بلا اجازت ان صورتون کے جنکا ذکر بعد حقیقت پہونچے اگر بیع کرے تو ایسا بیع ماسوا خاص ترول کے ناجائز رہے -

ماخذ - قول برہسپتی مے اگر اشخاص اجنب کا تین پشت سے قبضہ ہو تو بلا شک انکو استحقاق کلی حاصل ہو جاتا ہے لیکن واسطہ دار جو سپنڈ ہون انکے قبضہ سے یہ امر عائد نہین ہوتا - اگر مکان یا اراضی قابل زراعت یا دکانین یا اور جائداد غیر منقولہ پر اصل مالک کا رشتہ دار یا واسطہ دار قریب جو مذکور سے ہو یا اناث سے قابض ہو تو ایسی صورت مین اصل مالک کا استحقاق زائل نہین ہوتا اور دامادون اور ذی علم برہمنون اور راجہ اور اسکے وزیرون کو جائداد پر قبضہ حاصل نہین ہوتا گو وے بلا تخلل مدت دراز تک اسپر قابض رہے ہون -"

داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین اقوال مندرجہ ذیل مرقوم ہین چنانچہ

مہابھارت کے باب دان دھرم شاستر میں یہ لکھا ہے کہ "عورت اپنے ترکۂ شوہری کو کام میں لاسکتی ہیں۔ عورت کو چاہیے کہ کبھی سرمایۂ شوہری کو ضائع نہ کرے حتی کہ سرمایۂ مذکور کو عمدہ پوشاک یا اور اسی طرح کے تکلفات میں صرف نہ کرنا چاہیے لیکن چونکہ بیوہ اپنے جسم کو حفظ میں رکھنے سے اپنے شوہر کو استفادہ پہونچاتی ہے لہذا وہ اسقدر جائداد استعمال میں لانے کی مجاز ہے جو اس امر کے لیے کافی ہو علی ہذا القیاس چونکہ شوہر کی منفعت پر بہرحال لحاظ کیا جاتا ہے اسی واسطے عورت کو اجازت ہے کہ وہ واسطے ادا کرنے اپنے شوہر کی رسوم کریا کرم کے ہبہ یا بیع کرے پس اگر وہ کسی اور طور پر گذارہ نہ کرسکے تو وہ جائداد رہن کرنے کی مجاز ہے اور یہ امر مکتفی نہو تو وہ اُسے بیع یا کسی اور طور پر منتقل کرسکتی ہے کیونکہ وہی وجہ اس صورت کی نسبت بھی صادق ہے"۔ [1]

قول کاتیائن "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت میں رہتی ہو اسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو بیوہ کے بعد اُسکی جائداد اسکے وارث پائینگے۔ محافظ واجب التعظیم یعنے خسر یا شوہر کے کسی اور رشتہ دار کی حمایت میں رہکر بیوہ کو چاہیے کہ اپنی حین حیات شوہر کی جائداد سے متمتع ہو اور مثل اپنی جائداد خاص کے اپنی مرضی کے مطابق ہبہ یا رہن یا بیع نہ کرے۔" یہ رائے بھاو چنتامنی کے مصنف کی ہے۔

قول برہسپتی "اگر کوئی چیز ایک شخص بدمست یا مجنون یا منحرف یا خودمختار نہو یا مخبط جبلی بکمی قیمت بیع کرے تو وہ شے واپس ہوجاے گی یا مشتری سے جبراً لیجاے گی"۔

شہر ڈھاکہ۔ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۱ع۔

مقدمہ ۱۰۱ س۔ ایک جائداد اراضی موروثی پر تین حقیقی بھائی بالاشتراک

[1] دایہ بھاگ صفحہ ۱۸۲۔

قابض تھے اُنمین سے ایک بھائی امور خانہ داری کے انصرام اور جائداد کے اہتمام کے لیے گھر رہا اور باقی ملک غیر کو بتلاش روزگار چلے گئے اس صورت مین بھائی جو منصرم جائداد ہو بحالت غیر موجودگی اور بھائیون کے جائداد مذکور کے بیع کرنے یا خاص مدت کے واسطے رہن کرنے کا استحقاق رکھتا ہے یا نہین۔

شریک جو منصرم جائداد ہو وہ ضرورت کے وقت کل جائداد کے بیع کرنے کا مجاز ہے۔

ج- منجملہ شریک بھائیون کے دو بھائی کسی مقام بعید کی طرف بتلاش روزگار چلے گئے ہون اور تیسرے بھائی کو اپنی جائداد مشترکہ کے اہتمام کے لیے چھوڑ گئے ہین تو منصرم مذکور بلا رضامندی شریکون کے کنبہ کی پرورش یا امور مذہبی کے لیے کل جائداد موروثی یا اُسکے ایک جزو کو رہن یا بیع کرسکتا ہے علی ہذا القیاس وہ اپنے عیال و اطفال کی پرورش کے لیے بلا اجازت اپنے بھائیون کے اپنا حصہ خاص بھی کسی طور پر منتقل کرسکتا ہے۔ یہ راے داے بھاگ اور داے کرم سنگرہ اور اور کتب دھرم شاستر کے بموجب ہے۔

ماخذ- قول وربہت منو "اگر بغیر بیع کرنے کل جائداد غیر منقولہ اور اور قسم کے مال کے پرورش کنبہ کی نہو سکتی ہو تو اُس صورت مین کل جائداد بھی بیع یا کسی اور طور پر منتقل کیجاسکتی ہے۔ اور داے بھاگ مین یہ مقولہ لکھا ہے کہ اُن شخصون کی پرورش جنکی خبرگیری ضرور ہے عمدہ ذریعہ بہشت حاصل کرنے کا ہے لیکن اُنکو تکلیف پہونچنے کی صورت مین دوزخ نصیب ہوگا اسی واسطے مالک خاندان کو چاہیے کہ اُنکی بخوبی پرورش کرے"۔

"اگر غلام بھی اپنے غیر حاضر آقا کے نام سے کنبہ کی منفعت کے لیے کوئی معاہدہ کرے تو آقا خواہ اپنے ملک مین ہو یا باہر اُس معاہدہ کو مستر د نہین کرسکتا"۔ معاملہ کے لفظ سے یہان بیع وغیرہ مراد ہے۔ داے کرم سنگرہ۔

"لیکن حالت افلاس مین کنبہ کی پرورش اور خصوصاً فرائض دینی کے ادا کے لیے صرف ایک شریک بھی جائداد غیر منقولہ دے یا ہبہ یا بیع کرسکتا ہے"۔

"اگر غلام اپنے آقا کے کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو آقا کو قرضہ مذکور

ادا کرنا چاہیے"۔ یہ راے بیاو چنتامنی کے مصنف کی ہے۔

"اراضی مشترکہ اور بھی اسی قسم کی اور جائداد کی نسبت ہر شریک کو بدرجہ مساوی اختیار انتقال حاصل ہے" چنانچہ نارد کا قول ہے کہ "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنے اس امر کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین" یہ مسئلہ دا ے بھاگ مین درج ہے"۔

"اسی قسم کی اور جائداد" سے جائداد مشترکہ مراد ہے "بدرجہ مساوی حاصل ہے" یعنی مراد اس سے یہ ہے کہ مالکیت کی تخصیص نہین کی گئی ہے چونکہ کل جائداد مین شرکا کو حقیت عامہ حاصل نہین ہے لہذا یہ فرض کرنا کہ مالکون کی کثرت سے اشتراک لازم آتا ہے غلط ہے پس اس صورت خاص مین اشتراک سے غیر علٰحدگی مراد ہے۔ اگر استحقاق ملکیت جائداد مشترکہ مین قبل تقسیم کے حاصل ہے تو اس صورت مین کوئی امر اس بات کا مانع نہین ہے کہ شریک اسوقت اپنے حصہ کو بیع یا کسی اور طور پر منتقل نہ کر سکے۔ یہ راے دا ے بھاگ کے مصنف کی ہے اور وہ لکھتا ہے کہ بعد تقسیم و تعین حصص کے ہر شریک کو جائداد منقسمہ مین حق بقدر حصہ اپنے حاصل ہوتا ہے چنانچہ نارد جو یہ کہتا ہے کہ "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین" اس سے منشا اسکا یہ ہے کہ معاملات جو ایک شریک کی جانب سے وقوع مین آئین نہین اسے بلا اجازت باقی شریکون کے اپنے حصہ کے دینے یا کسی اور طور پر منتقل کرنے کا اختیار ہے مصنف دا ے کرم سنگرہ کی بھی یہی راے ہے۔

عدالت اپیل کلکتہ ۔ ۱۳ جنوری ۱۸۱۴ء
گوپی کنتھ ٹھاکر بنام کمل کنتھ ٹھاکر وغیرہ۔

مقدمہ ۱۱-س- ایک زمیندار نے اپنی جائداد اراضی مدعی کے باپ کے ہاتھ بیع کی اور مشتری کے نام بیعنامہ لکھدیا لیکن بیع کے وقت جائداد رہن تھی اسواسطے بائع جائداد مبیعہ پر مشتری کو قابض نکرا سکا پانچ برس بعد اس معاملہ کے

بائع نے پھر اُسی جائداد کو مدعا علیہ کے ہاتھ فروخت کیا اور زر ثمن سے رہن کو فک
کرا کے جائداد مدعا علیہ کو یعنی مشتری ثانی کے حوالہ کی چنانچہ وہ ابھی تک اُسپر قابض
ہے اس صورت مین جائداد مذکور اول خریدار کو ملے گی یا کہ خریدار ثانی کے قبضہ
مین بدستور رہے گی -

جائداد مرہونہ کا بیع جائز ہے اور وہ بیع بعد ادائے قدر رہن کے کامل ہو جاتا ہے

ج - اگر کوئی شخص اپنی ارضی کسی شخص کے ہاتھ بیع کردے اور پھر اُسی ارضی کو
دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرے تو اس صورت مین اول مشتری مستحق پانے ارضی
مذکور کا ہے - یہی رائے مسلمہ عام ہے [1]

ضلع چیٹ گانون - ۳۰ - جولائی ۱۸۶۱ع -

لگن داس بنام مدن موہن وغیرہ -

مقدمہ ۱۲ - س - تین حقیقی بھائی اپنی جائداد موروثی پر بلا اشتراک قابض تھے دو بھائی
اپنی اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گئے تیسرا بھائی زندہ ہے اور جائداد اشخاص حی القائم کے
قبضہ مین ہے - دونون بیوون نے بسبب تکلیف وجہ معاش کے حصص شوہری
ارضی مشترکہ سے ایک جزو بلا اجازت برادر شوہر کے بیع کردیا اور زر ثمن اپنے

---

[1] مقولہ ہے کہ تمام معاملات متنازعہ مین جو امر کہ بالآخر عمل مین آئے وہ مستند ہے مگر رہن یا
ہبہ یا بیع کی صورت مین جو معاہدہ کہ اول کیا جاتا ہے وہی نہایت پختہ تصور
کیا جاتا ہے -

اب اس مقولہ کے بموجب اعتراض یہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ بیع اول رہن کی وجہ سے ناجائز تصور
کیا جاوے کیونکہ رہن اُسکے قبل عمل مین آیا ہے لیکن یہ اعتراض غلط ہے کیونکہ قول مذکور کے معنی یہ ہین
کہ جب ایک شخص بالعوض کسی قدر زر کے اپنی جائداد کسی شخص کے پاس رہن کردے اور بعد ازان پھر
اُسی جائداد کو دوسرے شخص کے پاس رہن کرے تو اس صورت مین رہن اول جائز سمجھا جاوے گا
لیکن اگر کوئی شخص اپنی جائداد کو رہن اور بعد ازان اُسی جائداد کو بیع کرے تو اس صورت مین
معاملہ آخر بعد ادا ے زر رہن زیادہ تر مستند متصور ہوگا یعنی رہن اول کے بعد رہن ثانی ناجائز ہے
اور رہن اول کے بعد ہبہ یا بیع ناجائز نہین ہے -

تصرف مین لائین اس صورت مین ایسا بیع درست اور جائز ہے یا نہین۔
فج۔ داسے بھاگ مین یہ قول برہسپتی کا منقول ہے کہ "وہ زوجہ اُس متوفی کی جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہو اپنے شوہر کا حصہ باوجود ہونے شوہر کے واسطہ دارون اور باپ اور مان اور حقیقی بھائیون کے پائے گی"۔

اسواسطے اُس شخص کی بیوہ جو بلا اولاد ذکور مرا ہو اپنے شوہر کا کل ترکہ پائے گی گو اُسکے شوہر کا باپ اور بھائی بقید حیات ہون کیونکہ بیوہ سرمایہ شوہری سے متمتع ہو کر اپنی جان کی حفاظت کرنے اور شوہر کی روح کو پنڈ و پانی دینے کی وجہ سے اپنے شوہر متوفی کو استفادہ پہونچاتی ہے اور اگر وہ بحالت محتاجی عفیفہ نہ رہے تو اُسکے شوہر کو دوزخ نصیب ہوتا ہے" اسی واسطے اُسکو اپنی جان اور عصمت کی حفاظت نہایت ضرور ہے۔ اگر جائداد شوہری کا محاصل بیوہ کی وجہ معاش کے لیے مکتفی ہو تو وہ اپنا آذوقہ حاصل کرنے کے لیے اپنے شوہر کی جائداد اراضی کے ایک جزو کو رہن یا بیع کر سکتی ہے اور ایسی صورت مین بیع جائز اور واجب متصور ہوگا"۔

اگر بیوہ وجہ معاش کی ضرورت سے جائداد اراضی شوہری کو بیع کرے تو جائز ہے۔

۲۷۔ اگست ۱۸۷۰ء۔

دولت سنگھ بنام بختاور سنگھ۔

مقدمہ ۱۳۔س۔ اراضیات دیوتر اور مکانات وقف بیع کیے جاسکتے ہین یا نہین
فج۔ اگر اراضیات کسی دیوتا کی پرستش کے لیے دے دی گئی ہین اور مکان دیوتا کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے تو واہب کا کچھ استحقاق نہین ہے لہذا وہ ایسی جائداد کے بیع کرنے کا مجاز نہین ہے چنانچہ سرمیت بھاگوت کی گیارھوین دفعہ مین یہ قول مندرج ہے "جو شخص دیوتاؤن یا برہمنون کا مال خواہ اُسکا دیا ہوا ہو یا کسی اور کا غصب کرے وہ اس کے بالعوض کرورون برس تک نجاست کے کیڑے کی جون بھگتے گا"۔

جائداد وقف کا بیع ناجائز ہے۔

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۲۷۔ نومبر ۱۸۶۲ء۔

مقدمہ ۱۴۔ س۔ نابالغ اپنی جائداد موروثی کے بیع کرنے کا مجاز ہے یا نہیں۔ اگر اُسنے بیعنامہ لکھدیا ہے مگر زرثمن وصول نہیں پایا ہے تو اس صورت مین بیع جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہیں۔

ج۔ نابالغ کو اپنی جائداد غیر منقولہ کے بیع کرنے کا اختیار نہیں ہے اور۔ اگر اُس نے زرمندرجہ بیعنامہ وصول نہین پایا ہے تو ایسا بیع ناجائز ہے۔

ضلع جنگل محال۔ ۴ مئی ۱۸۱۶ء۔

نابالغ کا اپنی جائداد اور مہی کو بیع کرنا جائز نہین ہے۔

مقدمہ ۱۵۔ س۔ غلام بحالت موجودگی اپنے آقا کے اپنی لڑکی کی عمر تین برس کی ہو بیع کرسکتا ہے یا نہیں۔

ج۔ غلام بلا اجازت اپنے آقا کے اپنی اولاد کو بیع نہین کرسکتا اور صورت مذکورۂ بالا مین بیع ناجائز اور نادرست متصور ہوگا۔

ضلع سلہٹ۔ ۲۔ دسمبر ۱۸۱۵ء۔

غلام کا اپنی اولاد کو بیع کرنا جائز نہین ہے۔

مقدمہ ۱۶۔ س۔ تین بھائی اپنی جائداد موروثی پر بالاشتراک قابض تھے بڑے بھائی نے بلاتقسیم ہونے جائداد کے اُسمین سے نصف برضامندی چھوٹے بھائی اور بلا رضامندی دوسرے بھائی کے بیع کر دیا ایسا بیع بموجب شاستر متمشیہ اوڑیسہ کے درست و جائز متصور ہے یا نہیں۔

ج۔ بڑے بھائی کا منجملہ جائداد موروثی غیر منقولہ کے نصف جائداد کا بیع کرنا اُس صورت مین جب کہ جائداد کی تقسیم یا اُس کے حصۂ جائز کی تخصیص نہوئی ہو صرف باجازت چھوٹے بھائی کے جائز نہین ہے اور بیع ایسی صورت مین باطل اور ناجائز ہے۔ سلہ

شاستر متمشیہ اوڑیسہ بموجب جائداد مشترکہ سے ایک جزو کا بیع جائز نہین ہے۔

ضلع سیدنی پور۔ ۱۵۔ مارچ ۱۸۱۳ء۔

سلہ بموجب کتب شاستر مروجۂ بنگالہ کے بیع جائداد غیر منقولہ مشترکہ کا صرف ایک شریک کی جانب سے بقدر اپنے حصہ کے منع نہین ہے اور اگر وہ کل جائداد بیع کرے تو ایسا بیع صرف

مقدمہ ۱۷۰ - س۔ ایک شخص نے کچھ روپیہ قرض لیا اور اپنی جائداد ارضی کفالۃً رہن کردی بعد ازان راہن نے اسی جائداد کو دوسرے شخص کے ہاتھ بلا ادائے

۲۔ اُسقدر ناجائز ہوگا جسقدر کہ وہ اور شرکا کے حصون کی نسبت عمل مین آیا ہے لیکن بقدر اُس کے حصہ کے جائز ہوگا اور اگر باجازت تمام یا بعض شرکا کے جائداد بیع کیجائے تو ایسا بیع اُسقدر جائز ہوگا جسقدر کہ وہ اجازت دینے والون کے حصون کی نسبت عمل مین آیا ہے اگر ایسا مقدمہ بنگالہ مین واقع ہوتا تو بیع نصف جائداد مشترکہ کا جو بڑے بھائی کی جانب سے باجازت چھوٹے بھائی کے وقوع مین آیا اس وجہ سے باطل متصور نہوتا کہ بڑے بھائی نے اُس جائداد کو بیع کیا جسکی نسبت اُسکو حق ملکیت حاصل نہ تھا۔ اس راے کی تائید مین عبارت مرقومۂ ذیل جگنناتھ کے خلاصہ سے نقل کیجاتی ہے۔

"یہ امر بحث طلب ہے کہ اگر صرف ایک شریک جائداد منتقل کرے تو ایسی صورت مین ملکیت خاص اُسکی زائل ہوتی ہے یا نہین۔ جواب اسکا یہ ہے کہ ایسی صورت مین ملکیت مذکور زائل ہوجاتی ہے اور یہ نہین کہا جا سکتا کہ ہبہ غیر مکمل ہونے کی جہت سے باطل ہے اور واہب کو حق ملکیت کامل حاصل نہین ہے چونکہ شریک جائداد اپنے حصہ کو بغرض ساقط ہونے حقوق دیگر شرکا نسبت حصۂ مذکور کے ہبہ کرتا ہے لہذا کوئی امر مانع زوال اُنکے حق ملکیت کا نہین ہوسکتا کیونکہ اس طرح کے ہبہ سے وجود ملکیت لازم آتا ہے پس ایسی صورت مین واہب کا حق منتقل ہوتا ہے اور شریکون کا حق بدستور قائم رہتا ہے چنانچہ علماے متقدمین کی راے سے بھی جو درباب ناجوازی ہبہ جائداد مشترکہ کے ہے یہی مراد ہے غرض کہ شریک اپنے خاص حصہ کے ہبہ کرنے کا مجاز ہے اور منجملہ چند بھائیون کے ہر بھائی کو استحقاق ملکیت حاصل ہوتا ہے"۔

"جائداد مشترکہ سے وہ شے مراد ہے جو چند شخصون کی ملکیت ہو چنانچہ مصریہ کہتا ہے کہ چونکہ جائداد مشترکہ اور زوجہ اور بیٹے پر اختیار کلی حاصل نہین ہوتا لہذا ایسی صورت مین ہبہ ناجائز ہے پس مصر کی تفسیر سے یہ مستنبط ہے کہ اگر منجملہ جائداد مشترکہ کے ایک شریک اپنا حصہ ہبہ کرے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے لیکن بنظر رفع اختلاف راے دو عالمون یعنی جگنناتھ اور

زر قرضہ بیع کر دیا لیکن مرتہن نے بعد بیع ہونے کے جائداد مذکور پر قبضہ کر لیا اس صورت مین بیع جائداد مرہونہ کا بلا ادائے زر رہن جائز اور کامل ہے یا مرتہن تا ادائے زر رہن کے اُسپر قابض رہے گا۔

جائداد مرہونہ کو راہن با ستثنائے خاص صورتون کے منتقل نہین کر سکتا۔

فیصلہ ۔ اگر کوئی شخص اپنی جائداد غیر منقولہ دوسرے شخص کے پاس اس شرط سے رہن کرے کہ تا ادائے زر رہن جائداد کا انفکاک عمل مین نہ آئے تو اس صورت مین بیع کرنا یا دینا ایسی جائداد کا قبل ایفائے شرط مذکورہ بالا ناجائز ہے اور مرتہن کو اختیار ہے کہ جائداد مذکور اپنے قبضہ مین رکھے لیکن اگر راہن بلا انفکاک رہن اپنی جائداد کو دینا یا بیع کرنا چاہتا ہو تو اُسے لازم ہے کہ وہ موہوب الیہ یا مشتری کے نام ایک رقعہ ادائے زر قرضہ کے لیے لکھدے اور مرتہن سے رقعہ مذکور کی نسبت رضامندی حاصل کرے۔ اس صورت مین وہ اپنی جائداد مرہونہ کو دے یا بیع کر سکتا ہے اور اس طور پر عمل کرنے سے زر قرضہ موہوب الیہ یا مشتری پر لازم آجاتا ہے اور وہ بجائے راہن کے تصور کیا جاتا ہے راہن مجاز ہے کہ جائداد کو تا ادائے زر رہن کے اپنے قبضہ مین رکھے۔

یہ امر متاچھرا اور اور کتب شاستر کے موجب ہے۔

ماخذ ۱؎ بعد انقضائے مدت مدید یا جب کہ منافع زر قرضہ کے مساوی ہو جائے

۲؎ مصر کے وہ معنے مستنبط کیے گئے ہین جو قرین عقل متصور ہین اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہبہ کل جائداد مشترکہ کا شریک واحد کی جانب سے ناجائز ہے نہ ہبہ اُس کے حصۂ خاص کا۔"

۳؎ الحاصل شریک کو دیگر شرکا کے حق ملکیت زائل کرنے کا اختیار حسب مرضی اپنے نہین ہے لیکن منتقل کرنا اپنے حصۂ خاص کا جائداد مشترکہ سے منع نہین ہے کیونکہ ایسی صورتین شرکائے تجارت کی جانب سے اکثر وقوع مین آتی ہین۔ یہ امر مطابق رائے وجیبتی سٹھا چار جیا اور بگنیشر کے ہے۔ غرض کہ شریک اپنے خاص حصہ کے ہبہ کرنے کا مجاز ہے اور اگر اس سے تجاوز کرے تو مستوجب سزا اور کفارہ ہوگا۔"

تو وہ ایسے رہن کو منتقل یا بیع نہیں کر سکتا ؎۱

راہن اگر فک الرہن کرایا چاہتا ہو تو مرتہن کو شے مرہونہ واپس کرنی چاہیے ورنہ مثل چور کے اُسے سزا دیجاے گی اور اگر مرتہن مرگیا یا غیر حاضر ہو تو راہن زر رہن مرتہن کے واسطہ داروں کو دے کر شے مرہونہ واپس لے ؎۲

اس صورت مین مرتہن جب مال غیر سے آوے تو جسقدر روپیہ اُسکو پانا واجب ہو وہ اُسے دے کر شے مرہونہ واپس کردے - یہ امر متاچھرا اور اور کتب شاستر مین مندرج ہے -

ضلع آگرہ - ۱۳ جولائی ۱۸۵۴ء -

مقدمہ ۱۸ س - ایک شخص دو بیٹے اور زوجہ چھوڑ کر مرگیا اس صورت مین منجملہ متوفی کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے کسقدر ہر شخص کو ملنی چاہیے اور بیٹے بلا تقسیم کرنے جائداد کے باہم اپنے اور اپنی مان کے کل جائداد بیع کرنے کے مجاز ہین یا نہین -

بیٹے اپنی مان کے حصہ کو بیع کرنے کے مجاز نہین ہین -

ج - دھرم شاستر کے بموجب منجملہ متوفی کی جائداد کے بیٹے اور بیوہ مساوی حصہ پانے کے مستحق ہین اور اُنہین سے کوئی شخص دوسرے کا حصہ بلا اجازت اُسکے بیع کرنے کا مجاز نہین ہے اگر اُنہین سے ایک شخص اپنے حصہ کو بیع کرنا چاہتا ہو تو اُسے بعد تقسیم کرانے جائداد کے ایسا کرنے کا اختیار ہے اگر ایک شریک دوسرے شریک کا حصہ بیع کرے تو اس صورت مین بائع اور مشتری دونون اُنکے جرم کے بموجب تجویز حاکم مستوجب سزا ہونگے -

ضلع مراد آباد - ۲۹ جون ۱۸۵۹ء -

مقدمہ ۱۹ - س ا - ایک شخص کے پاس جائداد اراضی مشترکہ تھی وہ اپنی زوجہ اور ایک بیٹا چھوڑ کر مرگیا بعد اُسکی وفات کے اُسکا بیٹا لاولد فوت ہوا اور منجملہ

؎۱ قول منو کے اشلوک کا اخیر فقرہ ہے -

؎۲ قول جاگبلک -

جائداد مشترکہ کے اسکا حصہ اُس کے چچا کے بیٹون نے ناجائز طور پر سے لیا متوفی کی بیوہ نے جائداد مذکور کو اپنے نواسہ کے نام ہبہ کر دیا اور بعد ازان باتفاق موہوب الیہ کے اُسکو شخص ثالث کے ہاتھ بیع کیا اس صورت مین بیع جائز اور درست ہے یا نہین۔

ج ۱۔ صورت مذکورۂ بالا مین بیوہ کا بیع کرنا جائداد مشترکہ کا باجازت اپنے نواسہ کے جو اُسکا وارث ہے درست اور جائز ہے ۱؎ بہ اسے سمرتی شاستر کے بموجب ہے۔

ف بیوہ اگر اپنے وارث مابعد کی اجازت سے بیع کرے تو ایسا بیع جائز ہے۔

س ۲۔ اگر بیوہ نے باجازت اپنے نابالغ نواسہ کے بیع کیا ہے تو اس صورت مین ایسا بیع جائز ہے یا نہین۔

ج ۲۔ اگر بیوہ نے ضروریات روزمرہ کے حصول کے لیے یا بوجہ نہ کر سکنے اہتمام کے جائداد کو بہ رضامندی یا بلا رضامندی نابالغ کے بشرطیکہ وارث مذکور اُسکا نابالغ نواسہ ہو بیع کیا ہو تو ایسا بیع جائز ہے لیکن اگر کسی اور صورت مین وہ بلا ضرورت بہ رضامندی یا بلا رضامندی نابالغ کے بیع کرے اور نابالغ مذکور ایسے انتقال کو مسترد کیا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے اور بیوہ کا بیع کرنا جائز متصور نہوگا۔

شہر مرشد آباد ۲۳۔ اگست ۱۸۲۶ء۔

۱؎ عام قاعدہ یہ ہے کہ عورت اُس جائداد کو جو اُسے اپنے شوہر سے ورثتاً پہونچی ہو کسی طور سے منتقل نہین کر سکتی لیکن خاص امور کے لیے اور نیز باجازت اپنے شوہر کے اُس وارث مذکور کے جو عورت مذکور کے بعد وارث ہو ایسا کر سکتی ہے لیکن اگر باجازت ایسے وارث کے بیوہ اپنی جائداد شوہری کو ہبہ یا کسی اور طور پر منتقل کر دے اور وارث قبل وفات بیوہ کے مر جاوے تو اس صورت مین امر بحث طلب یہ ہے کہ بعد وفات بیوہ کے اور درصورت نہونے وارث مذکور کے جسنے اپنی رضامندی نسبت انتقال کے ظاہر کی تھی شخص ثانی جو مستحق ورثت اُسکے شوہر کا ہو مجاز فسخ کرنے بیوہ کے معاہدے کا ہوگا یا نہین۔

مقدمہ ۲۰ س۔ تین بھائی (ا) و (ب) و (ج) بالاشتراک ایک جائداد اراضی غیر منقسمہ کے مالک تھے (ا) ایک بیٹا (د) چھوڑ کر مرگیا اور (ب) ایک بیٹا (ر) اور (ج) ایک بیٹا (س) چھوڑ کر فوت ہوا اور (س) چار بیٹے چھوڑ مرا۔ (ج) کی وفات کے بعد جائداد مذکور دفتر سرکار مین (د) کے نام لکھی گئی اور (س) کے بیٹون کی نابالغی مین جائداد بوجہ نہ ادا ہونے مالگزاری کے نیلام ہونے والی تھی اور (د) نے بشمول (ر) کے جائداد کو بغرض محفوظ رکھنے نیلام سے شخص جنب کے ہاتھ بیع بالوفا کیا اور چونکہ میعاد مشروطہ کے اندر مرتہن کا روپیہ نہ ادا ہو سکا لہذا وہ بیع کامل ہوگیا اب (س) کے وارثون نے اپنا حصہ حاصل کرنے کے لیے نالش اس بیان سے دائر کی ہے کہ بیع مذکور اُنکی بلا رضامندی اور اُنکی نابالغی کے زمانہ مین عمل مین آیا تھا۔ ایسا بیع جو (س) کے وارثون کی نابالغی مین وقوع مین آیا ہو شاستر کے بموجب جائز ہے یا نہین۔

ج۔ چونکہ (د) اور (ر) کنبہ مین بڑے بھائی تھے اور کاروبار اہتمام کا اُنکے ذمہ تھا اور اُنھون نے بحالت محتاجی اور ضرورت کے جائداد کو بیع کیا تو یہ امر جائز ہے اور بیع اس صورت مین درست ہے کیونکہ جائداد اس نیت سے منتقل کی گئی تھی کہ وہ نیلام نہو جاوے۔

ماخذ (۱) محتاجی کی حالت مین کنبہ کی رفاہ یا امور نیک کے لیے جائداد غیر منقولہ کو صرف ایک شخص بھی ہبہ یا رہن یا بیع کرسکتا ہے" یہ قول جاگبلک کا متاچھرا اور کال بیترو اور اور کتب شاستر مروجہ بہار مین منقول ہے۔

ضلع شاہ آباد ۔ یکم اپریل ۱۸۲۰ء۔
وارثان گودری سنگھ بنام گمان سنگھ و بستی سنگھ۔

مقدمہ ۲۱۔ س۔ اگر کوئی عورت حین حیات اپنے مجنون شوہر کی جائداد شوہری کے ایک جزو کو اپنی ساس کی کریا کرم کے لیے بیع کرے تو ایسا بیع شاستر کے بموجب کامل اور وجب التعمیل ہے یا نہین۔

ف اگر ایک شریک جائداد مشترکہ کو ضرورۃً بیع کرے تو ایسا بیع درست ہے اور باقی شرکا پر اُسکی تعمیل لازم ہے۔

ذکر اُس صورت کا جسمین زوجہ کو بیع کرنا اپنے مجنون شوہر کی جائداد کا جایز ہے

نج - اگر زوجہ اپنے شوہر کی جائداد کے ایک جزو کو جبکہ شوہر اُسکا لاولد اور یقیناً مجنون ہو امر مذکورہ بالا کے لیے بیع کرے تو ایسا بیع قانوناً درست ہے -

ضلع سلہٹ - ۲۶ - نومبر ۱۸۱۸ء -

شب پرشاد بنام سوبرن داسی -

مقدمہ ۲۲ - س - ایک شخص جسکے ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور ایک زوجہ ہو اپنی کل جائداد موروثی کسی شخص اجنبی کے ہاتھ بیع کرسکتا ہے یا نہین -

ذکر اُن صورتون کا جنمین ایک شخص کل جائداد موروثی کو بیع کرسکتا ہے -

نج - اگر ایک شخص جسکے بیٹے اور اور وارث ہون اپنی جائداد غیر منقولہ موروثی کو بغیر اُنکی رضا مندی یا بلا اشد ضرورت کے بیع کرے تو ایسا بیع باطل اور ناجائز ہے اور اشد ضرورت سے مراد یہ ہے کہ بیع کنبہ کی پرورش کے لیے عمل مین آئی ہو اور ایسی ضرورت مین یہ امر جائز ہوگا - یہ راے بیاد چنتامنی اور ببا چیندر اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے -

ماخذ - قول کاتیائن "زوجہ یا بیٹے یا کل جائداد کو دے دینا یا بیع کرنا بلا استرضا اُن اشخاص کے جنکو اُنسے تعلق ہونچتا ہے اُسے واجب ہے کہ اُنھین خود اپنے پاس رکھے لیکن درصورت اشد ضرورت کے وہ برضا مندی متعلقین مذکور کے دے یا بیع کرسکتا ہے اور صورت مین اُسکو ایسا کرنا واجب نہین ہے اور یہی قاعدہ مسلمہ کتب شاستر کے بموجب ہے - باستثناے کل جائداد اور مکان سکونت کے جو کچھ کہ کنبے کے کھانے اور کپڑے کے بعد بچے خواہ وہ غیر منقولہ ہو یا منقولہ اُسے دے دینے کا اختیار ہے سوا اسکے اور کچھ دینے کا اختیار نہین ہے "-

" اگر بیٹون اور کنبہ کی پرورش بغیر بیع کرنے جائداد غیر منقولہ کے نہو سکے یا اگر باپ اسقدر جائداد اپنے پاس رکھ کر جو کنبہ کی پرورش کے لیے کافی ہو کل جائداد غیر منقولہ موروثی بیع کرے تو ایسا بیع درست اور جائز ہے "

داے بھاگ - لیکن اگر بغیر بیع کرنے کل جائداد غیر منقولہ کے کنبہ کی پرورش

نہو سکے تو کل جائداد بھی بیع یا کسی اور طور پر منتقل کیجا سکتی ہے"۔

ضلع ندیا۔ ۱۴ مئی ۱۸۶۸ء۔

مقدمہ ۲۳۔ س۔ ایک جائداد ادارضی (ا) اور (ب) نے بالاشتراک خرید کی اور (ب) چار بیٹے یعنی (ج) و (د) و (ر) و (ص) چھوڑکر مر گیا اور (ب) کی وفات کے بعد منجملہ اُسکے بیٹون کے ایک بیٹا (ص) بھی فوت ہوا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا بعد ازان (ا) اور باقی تین حقیقی بھائیون (ج) و (د) و (ر) نے کل جائداد مذکور کو بیع کیا اس صورت مین یہ بیع بلا اجازت (ص) کی بیوہ کے جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین اور بیوہ کا جائداد مذکور مین کچھ استحقاق ہے یا کہ وہ اپنے شوہر کے بھائیون سے صرف خور و پوش کی مستحق ہے۔

ج۔ اگر (ص) جائداد مین سے اپنا حصہ لے کر بھائیون سے علیحدہ ہو گیا ہو اور بعد ازان فوت ہوا ہو تو اس صورت مین (ص) کی بیوہ مستحق پانے جائداد شوہر کی ہے اور اگر (ص) اپنے بھائیون سے علیحدہ نہوا ہو یا جدا ہو کر پھر شامل ہو گیا ہو تو اس صورت مین (ص) کی بیوہ اپنے شوہر کے بھائیون سے مین حیات اپنے صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے۔ اگر بعد تقسیم ہونے جائداد کے (ص) صرف ایک بھائی کے ساتھ پھر شامل ہو گیا ہو تو صرف اُس بھائی پر اپنے شریک بھائی کی بیوہ کے لیے وجہ معاش کا مہیا کرنا واجب ہے اور اس حالت مین واسطے جواز بیع کے بیوہ کی اجازت مطلق ضرور نہین ہے۔

ف
دیکھو اس صورت کو جسمین تین بھائی بلا اجازت چوتھے بھائی کی بیوہ کے جائداد بیع کر سکتے ہین۔

ضلع مراداباد۔ ۲۷۔ اپریل ۱۸۶۲ء۔

مقدمہ ۲۴۔ س۔ دو بھائی ایک ہی مکان مین رہتے ہین اور جائداد غیر منقسمہ پر بالاشتراک قابض ہین اُنمین سے ایک بھائی اپنے حصہ غیر معینہ کو بیعنامہ کے ذریعہ سے شخص اجنبی کے ہاتھ بیع کرتا ہے ایسا بیع بمجرد رضامندی دوسرے بھائی کے وارثون کے درست ہے یا نہین۔ اس سوال کا جواب شاستر متمشیہ بنگالہ کے بموجب چاہیے۔

شاستر نگالہ کے جیوب عمل مین آنا بیع حصہ غیر منقسمہ کا ایک شریک کی جانب سے درست اور جائز ہے۔

ج۔ ایسا بیع درست اور جائز ہے۔

ماخذ ۔ معصرف ایک شریک بلا اجازت اور شریکون کے کل غیر منقولہ جائداد بیع یا ہبہ نہین کر سکتا ہے اور نہ وہ شے جو کنبہ مین مشترک ہو جائداد غیر منقولہ کی نسبت وسیطہ وار خواہ علٰحدہ ہون یا شریک مساوی استحقاق رکھتے ہین کیونکہ اُنہین سے صرف ایک کو یہ اختیار حاصل نہین ہے کہ کل جائداد کو رہن یا بیع کرے"۔ اگرچہ یہ دونون قول مرقومۂ بالا بیاس کے داے بھاگ مین منقول ہین مگر پھر بھی مصنف داے بھاگ کا بیان یہ ہے کہ ان اقوال کی رو سے یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ کسی شخص کو ایسی جائداد کے بیع یا کسی اور طور پر انتقال کرنے کا اختیار نہین ہے کیونکہ اس صورت یعنی اراضی مشترکہ کی اور بھی اسی قسم کی اور جائداد کی نسبت ہر شریک کو بدرجۂ مساوی اختیار انتقال حاصل ہے اور اقوال بیاس مین جو ممانعت لکھی ہے منشا اُسکا یہ ہے کہ ایسے امر کا ارتکاب اخلاق کی رو سے داخل جرم ہے کیونکہ ایسا بیع یا ہبہ یا اور طور کا انتقال جس سے مالک کی بدسلوکی پائی جاے کنبہ کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے لیکن اقوال مذکور سے عدم جواز ایسے بیع یا اور طرح کے انتقال کا مراد نہین ہے" داے بھاگ۔

۲۔ قول نارد ۔ منقولہ داے بھاگ "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو اُنھین حسب مرضی اپنی کے اس امر کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین"۔

۳۔ ہبہ یا کسی اور طور پر منتقل کرنا جائداد غیر منقولہ کا بھی خواہ وہ منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ جائز ہے کیونکہ تعین حصص جداگانہ کا قرعہ اندازی یا کسی اور طور پر زمانہ مابعد مین ممکن ہے شرح داے بھاگ مصنفہ سری کرشن ترک لنکار [1]۔

صدر دیوانی عدالت ۔ ۸ ۔ اپریل ۱۸۱۵ء۔

بیجناتھ نبر جیا اپیلانٹ بنام شمبھو چند نبر جیا رسپانڈنٹ۔

[1] یہ راے پنڈت متعلقہ عدالت شہر پٹنہ کی راے کے خلاف دی گئی تھی پنڈت موصوف

مقدمہ ۲۵ - س- شودر قوم کی ایک بیوہ نے جسکے کوئی بیٹا نہ تھا اپنی جائداد غیر منقولہ شوہری مین سے ایک جزو اپنی وجہ معاش کے لیے رکھکر باقی کو بحالت موجودگی اپنے نواسہ کے اپنے شوہر کے بھتیجون کو بذریعہ ہبہ نامہ کے منتقل کر دیا اور نواسہ اس امر مین معترض نہوا ہبہ کے پندرہ سال بعد اُسنے اُسی جائداد موہوبہ کو ایک شخص اجنب کے ہاتھ بیع کیا اور بیعنامہ پر نواسہ نے گواہی کر دی اس صورت مین کونسا معاہدہ قائم رکھنا چاہیے -

ج - ہبہ کے باب مین موہوب الیہا کے نواسہ کی رضامندی مستنبط ہوتی ہے کیونکہ اُسنے اُسوقت یا ہبہ کے پندرہ برس بعد تک کوئی اعتراض پیش نہین کیا لہذا ہبہ جائز اور واجب التعمیل تصور کرنا چاہیے بیع جو بگواہی نواسہ کے عمل مین آیا ہے کامل نہین تصور کیا جا سکتا کیونکہ جائداد مبیعہ پر بیوہ کا کچھ استحقاق نہ تھا ہبہ یا بیع کے بعد حق ملکیت جاتا رہتا ہے اور صورت ہذا مین فعل سابق یعنی ہبہ مستند تصور کیا جاے گا -

ہبہ سابق کی بہ نسبت بیع جو پندرہ سال کے بعد عمل مین آئے ناجائز تصور ہوگا -

ماخذ - اقوال مرقومۂ ذیل نارد اور کاتیاین اور برہسپتی کے ہین -

"اگر کسی شخص نے کوئی شے کسی شخص کے پاس مکفول یا رہن کر دی ہو اور وہ اُسکو پھر دوسرے شخص کے ہاتھ رہن یا بیع کرے تو جو امر کہ اول وقوع مین آیا ہے وہی مستند تصور کیا جاے گا" "تمام معاملات متنازعہ مین جو امر کہ بالآخر عمل مین آئے وہ مستند ہے مگر رہن یا ہبہ یا بیع کی صورت مین جو معاہدہ کہ اول کیا جاے وہی تنہا مستند تصور کیا جاتا ہے" -

---

[۲] کی یہ راے تھی کہ شریک کا منجملہ جائداد مشترکہ کے اپنے حصۂ غیر معینہ کا بیع کرنا جائز نہین ہے چنانچہ اُس نے اپنی راے کی تائید مین دونون قول بیاس کے جو اوپر لکھے گئے ہین نقل کیے تھے -

[۳] جاگیرداک - خلاصہ کی جلد ۲ صفحہ ۸۷ معائنہ کرو -

باب بارھوان

شہادت کے بیان مین

مقدمہ ۱- س ۱- ایک شخص نے چند غلام اور کنیز بذریعہ بیعنامہ کے جسپر بائع سے اور غلامون کی گواہی ثبت ہوئی خرید کین بعدا ز ان متعاقدین مین تنازع ہوا اور مشتری نے بائع اور زرخرید غلامون پر اس بیان سے نالش دائر کی کہ بائع کے اور غلامون کے روبرو بیعنامہ لکھا گیا تھا چنانچہ وے میرے حق مین گواہی دے سکتے ہین اس صورت مین شہادت ایسے غلامون کی جائز ہے یا نہین۔

ج ۱- صورت مذکورہ بالا مین مدعی کی جانب سے بائع کے غلامون کی شہادت درست اور جائز ہے۔

غلام بائع کے مدعی کے گواہ ہو سکتے ہے۔

س ۲- مقدمہ جو غلامون یا کنیزون کے باب مین دائر کیا جاے اسمین مدعی اپنا دعوی اثبات کرنے کے لیے اپنے غلام بطور گواہ پیش کرتا ہے ایسے غلامون کی شہادت درست اور جائز ہے یا نہین۔

ج- غلام کی شہادت بحق اپنے آقا کے کسی صورت مین قابل منظوری نہین ہے

غلام آقا کے حق مین گواہی نہین دے سکتا۔

س ۳- مدعی کے رشتہ دارون کے غلام کی گواہی بحق مدعی قابل منظوری ہے یا نہین۔

ج ۳- شاستر کے بموجب مدعی کے رشتہ دارون کے غلامون کی گواہی بحق مدعی درست ہے اور رشتہ داری کی وجہ سے یہ اعتراض پیش نہین ہو سکتا کہ ایسے غلامون کی گواہی بحق مدعی نہ لیجاے۔

مدعی کے رشتہ دارون کے غلام مدعی کی جانب سے گواہ ہو سکتے ہین۔

ضلع نمبر ۱- ۲۵ جولائی ۱۸۱۳ء

مقدمہ ۲- س ۱- ایک شخص نے عدالت مین اپنی جانب سے ایک ایسے شخص کو گواہ قرار دیا جو اُسکا مقروض تھا اس صورت مین مدیون کی شہادت دائن کے حق مین درست ہے یا نہین۔

مدیون اپنے دائن کے حق مین گواہی دے سکتا ہے۔

ج۔ مدیون کی گواہی دائن کے حق مین مستفید ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ بلا رو و رعایت شہادت دے اور اسکے مجاز ہونے مین کوئی اعتراض نہو۔

ضلع سلہٹ۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۱۵ء۔

چکورام سرما بنام بدہو سنگھ وغیرہ۔

مقدمہ ۳۔ س ج ایک شخص نے بدعوی ایک اس مادہ گاؤ کے اِس بیان سے نالش دائر کی کہ گاے مذکور اسکے پاس رہن رکھی گئی تھی اور فریق مخالف نے رہن سے منکر ہوکر یہ عذر پیش کیا کہ مین نے گاے خریدی ہے اور اپنے عذر کے ثبوت مین مدعی کی زوجہ اور بیٹی اور مان اور بہن کو گواہ قرار دیتا ہے اس صورت مین عورات مذکورہ کی گواہی درست اور جائز متصور ہوسکتی ہین یا نہین۔

مدعا علیہ مدعی کی عورات رشتہ دار کو اپنا گواہ قرار دینیکا مجاز نہین ہے

ج۔ اگر صورت مذکورہ بالا مین مدعا علیہ نے یہ عذر خاص پیش کیا ہو کہ گاے مذکور اسکی زر خرید تھی اور ایسے عذر کا ثبوت مدعی کی زوجہ اور بیٹی اور مان اور بہن کی شہادت پر منحصر رکھا ہو تو شاستر کے بموجب مدعا علیہ ایسے شخصون کو اپنا گواہ قرار دینے کا مجاز نہین ہے۔

ضلع جنگل محال۔ ۷۔ فروری ۱۸۱۶ء۔

مقدمہ ۴۔ س۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کے بھائی کے ساتھ زنا کیا اور بعد ازان اُسپر وجہ معاش کے واسطے نالش کی اور فعل مذکور کے ثبوت کے لیے مدعا علیہ کی زوجہ کو گواہ قرار دیا اِس صورت مین شہادت صرف ایک عورت کی جائز ہے یا نہین۔

۱؎ متاچھرا مین جواب دعوے چار طرح کا لکھا ہے۔ اقبال۔ انکار۔ عذر خاص۔ عذر فیصلہ سابق اِس باب مین اگر زیادہ تصریح دیکھنی منظور ہو تو جلد اول کا وہ باب جسمین طریقہ ادعا وغیرہ کا بیان ہے معائنہ کیا جاے اُسمین دھرم شاستر کے بموجب مختصر احوال شہادت اور اور امور قانونی کا مندرج ہے۔

ج۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کے چھوٹے بھائی کے ساتھ زنا کیا اور بعد ازان شوہر وجہ معاش کے واسطے نالش کی اور مدعا علیہ کی زوجہ کو اپنا گواہ قرار دیا تو چونکہ یہ مقدمہ عورت کا ہے لہذا شہادت صرف ایک عورت کی درست اور جائز ہے۔

ضلع جنگل محال۔ ۷۔ فروری ۱۸۱۳ء۔

مقدمہ ۵۔ س۔ جو شخص مبتلاء امراض جذام ہو اسکی شہادت قانوناً جائز ہے یا نہین۔

ج۔ مجذوم کی گواہی قابل منظوری نہین ہے۔

ضلع چوبیس پرگنہ۔ ۹۔ نومبر ۱۸۰۶ء۔

بدیاناتھ مالدر بنام ہرچندر مالدر وغیرہ۔

مقدمہ ۶۔ س۔ مدعی کے پاس کوئی وجہ ثبوت بصداقت اپنے اظہار کے نہین ہے لہذا وہ مدعا علیہ کے حلف پر حصر کرنا چاہتا ہے اِس صورت مین مدعا علیہ کو حلف دلایا جا سکتا ہے یا نہین۔

ج۔ منو اور جاگبلک اور اور متبرک عالمون کے قول جو متاچھرا مین منقول ہین اُنکے بموجب مدعا علیہ کو حلف دینا چاہیے۔ ۱؎

ضلع مراد آباد۔ ۲۲۔ مارچ ۱۸۱۶ء۔

مانگ چرن برہمن بنام گنگا نرائن وغیرہ۔

۱؎ لیکن اس مسئلہ کو بلا قید تسلیم کرنا نچاہیے کیونکہ کسی قسم کی تصدیق غیبی پر عمل کرنا مناسب نہین ہے الا اُس صورت مین جبکہ جملہ اور قسم کی شہادت موجود نہو۔ تصدیق غیبی کے مختلف قسم کے طریقے ہین جو مختلف صورتون کے لیے مخصوص ہین اُنکا بیان جلد اول کے اُس باب مین معائنہ کیا جائے جسمین طریقہ کارروائی عدالت وغیرہ کا بیان ہے۔

تمام شد

جلد دوم نظائر دھرم شاستر